وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

صحیح البخاری

مؤلّفہ

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

ترجمہ

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ

شرح

مرکزی ٹیم

جلد شانزدھم

اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ

ISLAM INTERNATIONAL PUBLICATIONS LTD

صحیح بخاری

اردو ترجمہ از حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ
شرح از مرکزی ٹیم
(جلد شانزدہم)

Sahih Bukhari
with Urdu Translation and Commentary – Volume 16

First edition published in Eleven Parts (1–11)
First two parts published by Nazarat Taleef-o-Tasneef Qadian in 1930s.
Part 3–15 published by Idaratul-Musannifeen Rabwah between 1960–1976.

Second revised edition (with new typesetting), Volumes (1–11)
First 11 Volumes published, 2005–2017
Reprinted in Qadian, India 2006, 2016
Reprinted in Turkey, 2019

Present edition (Volume 12-16) printed in Turkey, 2023
with Urdu translation By Hazrat Syed Zainul-Abideen Waliyyullah Shah
& commentary by central committee

Published by:
Islam International Publications Ltd
Unit 3, Bourne Mill Business Park,
Guildford Road, Farnham, Surrey UK, GU9 9PS

Printed in Turkey at:

Levent Offset

For further information, please visit www.alislam.org

ISBN: 978-1-84880-206-3 (Set Vol. 12-16)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ (الحشر:۸)

(ترجمہ: اور رسول جو تمہیں عطا کرے تو اسے لے لو اور جس سے تمہیں روکے اُس سے رُک جاؤ۔)

حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کل انسانیت کے لئے اسوہ حسنہ ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل واحسان ہے کہ اس نے محدثین کے ذریعہ ہمارے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو جمع کرنے اور ان کی تدوین واشاعت کے اسباب بھی پیدا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ ”قرآن شریف کی اور احادیث کی جو پیغمبر خدا سے ثابت ہیں اِتّباع کریں۔ ضعیف سے ضعیف حدیث بھی بشرطیکہ وہ قرآن شریف کے مخالف نہ ہو ہم واجب العمل سمجھتے ہیں اور بخاری اور مسلم کو بعد کتاب اللہ اصح الکتب مانتے ہیں۔“ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۰۸،۱۰۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے صحیح بخاری کے ترجمہ وشرح کے کام کو شروع کیا۔ آپ کی وفات کے بعد یہ پراجیکٹ ادارۃ المصنفین اور پھر نظارت اشاعت کے زیر انتظام جاری رہا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر 'صحیح البخاری۔ ترجمہ و شرح' کی گیارہ جلدوں کی انگلستان سے طباعت ہو چکی ہے اور اب بقیہ جلد بارہ تا سولہ کی طباعت کی جارہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور پاک تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیوں کو سنوارنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

منیر الدین شمس

ایڈیشنل وکیل التصنیف

جنوری ۲۰۲۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

الحمد للہ الحمد للہ، ثم الحمد للہ۔ جامع صحیح بخاری ترجمہ و شرح کے کام کی جو سعادت سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرکزی ٹیم کے ذمہ لگائی تھی، وہ پایہ تکمیل کو پہنچ گئی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس مبارک کام کا آغاز خلافت ثانیہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ فرمایا۔ محترم شاہ صاحبؓ کو اپنی بے شمار علمی و انتظامی مصروفیات کے باوجود ترجمہ کا کام مکمل کرنے اور شرح کا کام کتاب التفسیر سورۂ ص تک تیار کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ بخاری ترجمہ و شرح کے پندرہ پارے شائع بھی ہوئے۔ بعد ازاں یہ کام تعطل کا شکار ہو گیا۔ ۲۰۰۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی منظوری سے حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ کام مرکزی ٹیم کے سپرد فرمایا اور نظارت اشاعت کے زیر انتظام یہ کام مکمل ہوا۔ حضرت شاہ صاحبؓ کے ترجمہ و شرح پر مشتمل گیارہ جلدیں تیار ہوئیں جو ربوہ، قادیان اور پھر لندن سے شائع ہو چکی ہیں۔ جلد نمبر ۱۲ تا جلد نمبر ۱۶ میں حضرت شاہ صاحبؓ کے ترجمہ کے ساتھ مرکزی ٹیم کے تشریحی نوٹس شامل ہیں۔ الحمد للہ سولہ جلدوں میں صحیح بخاری کا یہ کام تکمیل پا گیا ہے۔

اس شرح کا بڑا حصہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات، ملفوظات اور مکتوبات سے ماخوذ اقتباسات، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ، حضرت مصلح موعودؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات و تحریرات، حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ اور دیگر مستند علماءِ سلسلہ کے رشحاتِ قلم سے مزین ہے۔ کتاب الطب میں جدید سائنسی تحقیقات کا بھی کچھ حصہ شامل تشریح ہے جو دیگر محققین کی تحقیق پر مشتمل ہے۔ امید ہے کہ یہ شرح جماعت کے لٹریچر میں ایک مفید اضافے کا باعث ہو گی اور تشنگانِ علم و معرفت کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے جوامع الکلم کا بہت عمدہ حصہ پڑھنے کو ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ ہمارے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، عشق اور اطاعت میں ترقی اور خدماتِ دینیہ کے لیے محبتِ رسولؐ کو حضرت اقدسؒ کے بطور مصلح انتخاب کے وقت فرشتوں نے جو حضور کی طرف اشارہ کرکے کہا ھَذَا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُوْلَ اللہِ کا مصداق بنائے اور آخرت میں آنحضرت ﷺ کا قُرب اور رفاقت نصیب ہو۔

اللہ تعالیٰ معاونت کرنے والے تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست

٨٨ - كِتَابُ اسْتِتَابَةِ الْمُرْتَدِّينَ وَالْمُعَانِدِينَ وَقِتَالِهِمْ

بَاب ١: إِثْمُ مَنْ أَشْرَكَ بِاللهِ .... اُس شخص کا گناہ جو اللہ کا شریک ٹھہرائے ٢

بَاب ٢: حُكْمُ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ .... مرتد مرد اور مرتد عورت کے متعلق حکم ٦

باب٣: قَتْلُ مَنْ أَبَى قَبُولَ الْفَرَائِضِ .... جس نے اسلام کے فرائض ادا کرنے سے انکار کر دیا اُس کا قتل کرنا ٢٣

بَاب ٤: إِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيُّ أَوْ غَيْرُهُ بِسَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .... اگر ذمی وغیرہ اشارے کنایہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے ٣٢

بَاب ٥: ٣٥

بَاب٦: قَتْلُ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِينَ بَعْدَ إِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ .... باغیوں اور بے دینوں کو اُن پر حجت قائم کرنے کے بعد مار ڈالنا ٣٦

بَاب٧: مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ لِلتَّأَلُّفِ .... جس نے تالیف قلب کی وجہ سے خارجیوں سے لڑنا چھوڑ دیا ٤١

بَاب٨: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ .... نبی ﷺ کا فرمانا: وہ گھڑی اُس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک کہ دو ایسے گروہ آپس میں نہ لڑیں جن کا دعویٰ ایک ہی ہو گا ٤٣

بَاب ٩: مَا جَاءَ فِي الْمُتَأَوِّلِينَ .... تاویل کرنے والوں کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں ٤٤

٨٩ - كِتَابُ الْإِكْرَاهِ

قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ .... اللہ تعالیٰ کا فرمانا: سوائے اُن کے جنہیں (کفر پر) مجبور کیا گیا ہو ٥٦

بَاب١: مَنِ اخْتَارَ الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ وَالْهَوَانَ عَلَى الْكُفْرِ .... جس نے کفر کے بالمقابل مار پیٹ اور قتل اور ذلت کو پسند کیا ٦٤

بَاب٢: فِي بَيْعِ الْمُكْرَهِ وَنَحْوِهِ فِي الْحَقِّ وَغَيْرِهِ ...... مجبور شخص کی خرید وفروخت نیز اسی قسم کے دوسرے حقوق کے بارہ میں ٧١

بَاب٣: لَا يَجُوزُ نِكَاحُ الْمُكْرَهِ .... اس کا نکاح جائز نہیں جسے مجبور کیا گیا ہو ٧٧

بَاب٤: إِذَا أُكْرِهَ حَتَّى وَهَبَ عَبْدًا أَوْ بَاعَهُ لَمْ يَجُزْ... اگر کسی کو مجبور کیا جائے کہ وہ غلام ہبہ کر دے یا اُس کو بیچ دے تو یہ درست نہیں ہو گا ٧٩

بَاب٥: مِنَ الْإِكْرَاهِ كَرْهًا وَكُرْهًا وَاحِدٌ .... کَرْهًا اور کُرْهًا کے ایک ہی معنی ہیں اور یہ اِکْرَاہ سے ہے یعنی جبر کرنا ٨٠

بَاب٦: إِذَا اسْتُكْرِهَتِ الْمَرْأَةُ عَلَى الزِّنَا فَلَا حَدَّ عَلَيْهَا .... اگر عورت کو زنا پر مجبور کیا جائے تو اُس عورت کو شرعی سزا نہ ہو گی ٨١

بَاب٧: يَمِينُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ إِنَّهُ أَخُوهُ إِذَا خَافَ عَلَيْهِ الْقَتْلَ أَوْ نَحْوَهُ .... آدمی کا اپنے ساتھی کے متعلق قسم کھانا کہ وہ اس کا بھائی ہے جب اسے اس کے قتل وغیرہ کا ڈر ہو... ٨٣

٩٠ - کتابُ الحِیَل

بَاب١: فِي تَرْكِ الْحِيَلِ .... حیلوں کے چھوڑنے کے متعلق ٩٢

بَاب٢: فِي الصَّلَاةِ .... نماز کے متعلق ٩٥

بَاب٣: فِي الزَّكَاةِ .... زکوٰۃ کے متعلق ٩٦

بَاب٤: الْحِيلَةُ فِي النِّكَاحِ .... نکاح کے متعلق حیلہ کرنا ٩٩

بَاب٥: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ فِي الْبُيُوعِ .... خرید وفروخت میں جو حیلہ کرنا مکروہ ہے ١٠٣

بَاب٦: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَاجُشِ .... نجش جو مکروہ ہے ١٠٤

بَاب٧: مَا يُنْهَى مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبُيُوعِ .... خرید وفروخت میں جو دھوکے سے ممانعت ہے ... ١٠٥

بَاب٨: مَا يُنْهَى عَنِ الْاِحْتِيَالِ لِلْوَلِيِّ فِي الْيَتِيمَةِ الْمَرْغُوبَةِ وَأَنْ لَّا يُكَمِّلَ لَهَا صَدَاقَهَا .... اس یتیم لڑکی کے متعلق جو پسند ہو سرپرست کے لئے حیلہ کرنا اور اُس کا مہر پورا پورا نہ دینا جو منع ہے ١٠٧

بَاب ٩: إِذَا غَصَبَ جَارِيَةً فَزَعَمَ أَنَّهَا مَاتَتْ .... اگر کوئی کسی لونڈی کو زبردستی چھین لے اور یہ کہے کہ وہ مرگئی ہے ١٠٩

بَاب ١٠: ١١١

بَاب ١١: فِي النِّكَاحِ .... نکاح کے متعلق ١١٣

بَاب ١٢: مَا يُكْرَهُ مِنِ احْتِيَالِ الْمَرْأَةِ مَعَ الزَّوْجِ وَالضَّرَائِرِ .... خاوند یا سوکنوں کے ساتھ کسی عورت کا حیلہ کرنا جو ناپسندیدہ ہے ١١٦

بَاب ١٣: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْإِحْتِيَالِ فِي الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُونِ .... طاعون سے بھاگنے کے لئے جو حیلہ کرنا مکروہ ہے ١١٩

بَاب ١٤: فِي الْهِبَةِ وَالشُّفْعَةِ .... ہبہ اور شفعہ کے متعلق ١٢٣

باب ١٥: احْتِيَالُ الْعَامِلِ لِيُهْدَى لَهُ .... کارکن کا حیلہ کرنا کہ اُس کو تحفے دیئے جائیں ... ١٢٩

٩١ - كِتَابُ التَّعْبِيرِ

بَاب ١: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ .... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے پہل جو وحی شروع ہوئی تو وہ سچے خواب تھے ١٣٥

بَاب ٢: رُؤْيَا الصَّالِحِينَ .... نیک لوگوں کا خواب ١٥٠

بَاب ٣: الرُّؤْيَا مِنَ اللهِ .... رؤیا اللہ کی طرف سے ہوتی ہے ١٥٣

بَاب ٤: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ .... اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے ١٥٥

بَاب ٥: الْمُبَشِّرَاتُ .... مبشر خوابیں ١٥٩

بَاب ٦: رُؤْيَا يُوسُفَ .... یوسف کا خواب ١٦١

بَاب ٧: رُؤْيَا إِبْرَاهِيمَ .... ابراہیم (علیہ السلام) کا خواب ١٦٧

بَاب ٨: التَّوَاطُؤُ عَلَى الرُّؤْيَا .... اتفاق سے ایک ہی خواب دوسرے کو آنا ١٧٠

بَاب ٩: رُؤْيَا أَهْلُ السُّجُونِ وَالْفَسَادِ وَالشِّرْكِ .... قیدیوں اور مفسدوں اور مشرکوں کا خواب دیکھنا ... ١٧١

بَاب ١٠: مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الْمَنَامِ .... جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ١٨٢

بَاب ۱۱: رُؤْيَا اللَّيْلِ	رات کو خواب دیکھنا	۱۸۵
بَاب ۱۲: رُؤْيَا النَّهَارِ	دن کو خواب دیکھنا	۱۸۹
بَاب ۱۳: رُؤْيَا النِّسَاءِ	عورتوں کا خواب دیکھنا	۱۹۱
بَاب ۱٤: الْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ	پریشان خواب شیطان سے ہوتا ہے	۱۹۳
بَاب ۱۵: اللَّبَنُ	خواب میں دودھ دیکھنا	۱۹۴
بَاب ۱٦: إِذَا جَرَى اللَّبَنُ فِي أَطْرَافِهِ أَوْ أَظَافِيرِهِ	اگر دودھ اس کے اعضاء یا ناخنوں میں سرایت کرے	۱۹۴
بَاب ۱۷: الْقَمِيصُ فِي الْمَنَامِ	خواب میں قمیص دیکھنا	۱۹۵
بَاب ۱۸: جَرُّ الْقَمِيصِ فِي الْمَنَامِ	خواب میں قمیص گھسیٹتے جانا	۱۹٦
بَاب ۱۹: الْخُضْرُ فِي الْمَنَامِ وَالرَّوْضَةُ الْخَضْرَاءُ	خواب میں سبزی یا سرسبز باغ دیکھنا	۱۹۷
بَاب ۲۰: كَشْفُ الْمَرْأَةِ فِي الْمَنَامِ	خواب میں عورت سے کپڑا ہٹا کر دیکھنا	۱۹۸
بَاب ۲۱: ثِيَابُ الْحَرِيرِ فِي الْمَنَامِ	خواب میں ریشمی کپڑے دیکھنا	۲۰۴
بَاب ۲۲: الْمَفَاتِيحُ فِي الْيَدِ	ہاتھ میں چابیاں	۲۰۵
بَاب ۲۳: التَّعْلِيقُ بِالْعُرْوَةِ وَالْحَلْقَةِ	کنڈے اور حلقے سے لٹکنا	۲۰۵
بَاب ۲٤: عَمُودُ الْفُسْطَاطِ تَحْتَ وِسَادَتِهِ	بڑے خیمے کا ستون اپنے تکیے کے نیچے دیکھنا	۲۰٦
بَاب ۲۵: الْإِسْتَبْرَقُ وَدُخُولُ الْجَنَّةِ فِي الْمَنَامِ	خواب میں استبرق دیکھنا اور بہشت میں داخل ہونا	۲۰۷
بَاب ۲٦: الْقَيْدُ فِي الْمَنَامِ	خواب میں بیڑیاں دیکھنا	۲۰۸
بَاب ۲۷: الْعَيْنُ الْجَارِيَةُ فِي الْمَنَامِ	خواب میں بہتا چشمہ دیکھنا	۲۰۹
بَاب ۲۸: نَزْعُ الْمَاءِ مِنَ الْبِئْرِ حَتَّى يَرْوَى النَّاسُ	کنوئیں سے پانی نکالنا تاکہ لوگ پی کر سیر ہوں	۲۱۰
بَاب ۲۹: نَزْعُ الذَّنُوبَ وَالذَّنُوبَيْنِ مِنَ الْبِئْرِ بِضَعْفٍ	ایک یا دو ڈول کمزوری کے ساتھ کھینچ کر کنوئیں سے نکالنا	۲۱۱
بَاب ۳۰: الْإِسْتِرَاحَةُ فِي الْمَنَامِ	خواب میں آرام لینا	۲۱۳
بَاب ۳۱: الْقَصْرُ فِي الْمَنَامِ	خواب میں محل دیکھنا	۲۱۴
بَاب ۳۲: الْوُضُوءُ فِي الْمَنَامِ	خواب میں وضو کرنا	۲۱٦

بَاب۳۳: الطَّوَافُ بِالْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ .... خواب میں کعبہ کا طواف کرنا ۲۱۶
بَاب۳۴: إِذَا أَعْطَى فَضْلَهُ غَيْرَهُ فِي النَّوْمِ .... اگر خواب میں اپنا بچا ہوا کسی دوسرے کو دے ... ۲۲۱
بَاب۳۵: الْأَمْنُ وَذَهَابُ الرَّوْعِ فِي الْمَنَامِ .... خواب میں امن اور گھبراہٹ کے دور ہونے کو دیکھنا ۲۲۲
بَاب۳۶: الْأَخْذُ عَلَى الْيَمِينِ فِي النَّوْمِ .... خواب میں دائیں طرف لئے جاتے دیکھنا ۲۲۴
بَاب۳۷: الْقَدَحُ فِي النَّوْمِ .... خواب میں پیالہ دیکھنا ۲۲۶
بَاب۳۸: إِذَا طَارَ الشَّيْءُ فِي الْمَنَامِ .... اگر خواب میں کوئی چیز اُڑتی دیکھے ۲۲۶
بَاب۳۹: إِذَا رَأَى بَقَرًا تُنْحَرُ .... اگر گائیاں ذبح ہوتے دیکھے ۲۲۷
بَاب۴۰: النَّفْخُ فِي الْمَنَامِ .... خواب میں پھونک مارتے دیکھنا ۲۳۱
بَاب۴۱: إِذَا رَأَى أَنَّهُ أَخْرَجَ الشَّيْءَ مِنْ كُوَةٍ وَأَسْكَنَهُ مَوْضِعًا آخَرَ .... اگر دیکھے کہ اس نے کوئی چیز ایک مقام سے نکال کر اسے دوسری جگہ رکھا ہے ۲۳۲
بَاب۴۲: الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ .... سیاہ عورت (خواب میں دیکھنا) ۲۳۲
بَاب۴۳: الْمَرْأَةُ الثَّائِرَةُ الرَّأْسِ .... پراگندہ سر عورت (خواب میں دیکھنا) ۲۳۳
بَاب۴۴: إِذَا هَزَّ سَيْفًا فِي الْمَنَامِ .... اگر خواب میں تلوار چلائے ۲۳۴
بَاب۴۵: مَنْ كَذَبَ فِي حُلُمِهِ .... جس نے اپنی خواب کے متعلق جھوٹ بولا ۲۳۵
بَاب۴۶: إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلَا يُخْبِرْ بِهَا وَلَا يَذْكُرْهَا .... جب کوئی ایسی خواب دیکھے جسے ناپسند کرتا ہو تو وہ نہ کسی کو بتائے، نہ کسی سے اس کا ذکر کرے ... ۲۳۷
بَاب۴۷: مَنْ لَمْ يَرَ الرُّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ إِذَا لَمْ يُصِبْ .... جس شخص نے یہ سمجھا کہ پہلے تعبیر کرنے والے سے خواب کا ذکر کرنا کہ جس نے صحیح تعبیر نہیں کی کوئی حقیقت نہیں رکھتا ۲۴۱
بَاب۴۸: تَعْبِيرُ الرُّؤْيَا بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ .... صبح کی نماز کے بعد خواب کی تعبیر کرنا ۲۴۶

۹۲ - كِتَابُ الْفِتَنِ

بَاب۱: مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً .... اللہ تعالیٰ کے اِس قول کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں یعنی اُس فتنہ سے بچو جو خاص اُن لوگوں کا ہی قصد نہیں کرتا جو تم میں سے ظالم ہیں ۲۵۳

بَاب۲: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُمُورًا تُنْكِرُونَهَا	نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا یہ فرمانا: میرے بعد عنقریب تم ایسی باتیں دیکھو گے جنہیں تم برا مناؤ گے	۲۶۰
بَاب۳: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَاكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ أُغَيْلِمَةٍ سُفَهَاءَ	نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا یہ فرمانا: میری اُمت کی ہلاکت چند بیوقوف نوجوانوں کے ہاتھوں سے ہوگی	۲۶۶
بَاب٤: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ	نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا فرمانا: عربوں کی اس شر سے ہلاکت ہوگی جو بالکل نزدیک آپہنچا ہے	۲۶۷
بَاب٥: ظُهُورُ الْفِتَنِ	فتنوں کا ظہور ہونا	۲۷۰
بَاب٦: لَا يَأْتِي زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ	ایسا زمانہ آئے گا کہ جو زمانہ اُس کے بعد ہوگا وہ اُس سے بدتر ہوگا	۲۷۴
بَاب۷: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: جس نے ہمارے برخلاف ہتھیار اُٹھائے وہ ہم میں سے نہیں	۲۷۶
بَاب۸: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ	نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا یہ فرمانا کہ میرے بعد پھر کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں اُڑاتے رہو	۲۷۹
بَاب۹: تَكُونُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ	ایک ایسا فتنہ ہوگا کہ جس میں بیٹھا ہوا، کھڑے شخص سے بہتر ہوگا	۲۸۴
بَاب١٠: إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا	اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں	۲۸۶
بَاب١١: كَيْفَ الْأَمْرُ إِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ	جب جماعت نہ ہو تو پھر کیا رویہ ہو	۲۸۹
بَاب١٢: مَنْ كَرِهَ أَنْ يُكَثِّرَ سَوَادَ الْفِتَنِ وَالظُّلْمِ	جس نے فتنہ پردازوں اور ظالموں کی جماعت کو بڑھانا ناپسند کیا	۲۹۲
بَاب١٣: إِذَا بَقِيَ فِي حُثَالَةٍ مِّنَ النَّاسِ	اگر کوئی رذّی لوگوں میں باقی رہ جائے (تو کیا کرے؟)	۲۹۳
بَاب١٤: التَّعَرُّبُ فِي الْفِتْنَةِ	فتنے کے وقت بادیہ نشین ہونا	۲۹۵
بَاب١٥: التَّعَوُّذُ مِنَ الْفِتَنِ	فتنوں سے پناہ مانگنا	۲۹۷
بَاب١٦: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفِتْنَةُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ فتنہ مشرق کی طرف سے اُٹھے گا	۳۰۰
بَاب١٧: الْفِتْنَةُ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ	وہ فتنہ جو سمندر کی موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مارے گا	۳۰۴

باب۱۸: ۳۱۱

بَاب۱۹: إِذَا أَنْزَلَ اللهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا .... جب اللہ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے ۳۱۹

بَاب۲۰: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ إِنَّ ابْنِي هَذَا لَسَيِّدٌ .... نبی ﷺ کا حضرت حسن بن علیؓ کے متعلق فرمانا: میرا یہ بیٹا تو سردار ہے ۳۲۰

بَاب۲۱: إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلَافِهِ .... اگر کوئی شخص کسی قوم کے پاس کچھ کہے پھر باہر نکل کر اس کے خلاف کچھ اور کہے ۳۲۴

بَاب۲۲: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُغْبَطَ أَهْلُ الْقُبُورِ .... وہ گھڑی اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک کہ لوگ قبر والوں پر رشک نہ کھائیں ۳۲۷

بَاب۲۳: تَغَيُّرُ الزَّمَانِ حَتَّى تُعْبَدَ الْأَوْثَانُ .... زمانے کا یہاں تک رنگ بدلنا کہ لوگ بتوں کی پوجا کریں گے ۳۲۸

بَاب۲۴: خُرُوجُ النَّارِ .... آگ کا نکلنا ۳۳۰

باب:۲۵ .... ۳۳۲

بَاب۲۶: ذِكْرُ الدَّجَّالِ .... دجال کا ذکر ۳۳۷

بَاب۲۷: لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ .... دجال مدینہ میں نہیں داخل ہوگا ۳۴۹

بَاب۲۸: يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ .... یاجوج ماجوج ۳۵۱

۹۳- كِتَابُ الْأَحْكَامِ

بَاب۱: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ .... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو ۳۵۹

بَاب۲: الْأُمَرَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ .... امیر قریش سے ہوں گے ۳۶۳

بَاب۳: أَجْرُ مَنْ قَضَى بِالْحِكْمَةِ .... اس شخص کا ثواب جو درست فیصلہ کرے ۳۶۵

بَاب۴: السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً .... امام کی بات سننا اور ماننا جب تک کہ وہ بات معصیت نہ ہو ۳۶۷

بَاب۵: مَنْ لَمْ يَسْأَلِ الْإِمَارَةَ أَعَانَهُ اللهُ عَلَيْهَا .... جو حکومت کا خواہاں نہ ہو اللہ اس کی مدد کرے گا ۳۷۴

بَاب۶: مَنْ سَأَلَ الْإِمَارَةَ وُكِلَ إِلَيْهَا .... جس نے حکومت مانگی اس کو اس کے سپرد کر دیا جائے گا ۳۷۶

بَاب۷: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْإِمَارَةِ .... حکومت کی خواہش کرنا ناپسندیدہ ہے ۳۷۸
بَاب۸: مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ .... جو شخص کسی رعیت کا والی بنایا گیا اور پھر خیر خواہی نہیں کی ۳۸۰
بَاب۹: مَنْ شَاقَّ شَقَّ اللهُ عَلَيْهِ .... جو لوگوں کو مشکلات میں ڈالے تو اللہ اس کو مشکلات میں ڈالے گا ۳۸۲
بَاب۱۰: الْقَضَاءُ وَالْفُتْيَا فِي الطَّرِيقِ .... راستے میں کوئی فیصلہ کرنا اور فتویٰ دینا ۳۸۵
بَاب۱۱: مَا ذُكِرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لَهُ بَوَّابٌ .... یہ جو ذکر کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دربان نہ تھا ۳۸۶
بَاب۱۲: الْحَاكِمُ يَحْكُمُ بِالْقَتْلِ عَلَى مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ دُونَ الْإِمَامِ الَّذِي فَوْقَهُ .... حاکم ایسے شخص کے قتل کا فیصلہ کر سکتا ہے جس کا قتل واجب ہے بغیر اس امام کی اجازت کے جو اس کے اوپر ہے ۳۸۹
بَاب۱۳: هَلْ يَقْضِي الْقَاضِي أَوْ يُفْتِي وَهُوَ غَضْبَانُ .... کیا حاکم جبکہ وہ غصے میں ہو کوئی فیصلہ کرے یا فتویٰ دے ۳۹۰
بَاب۱۴: مَنْ رَأَى لِلْقَاضِي أَنْ يَّحْكُمَ بِعِلْمِهِ فِي أَمْرِ النَّاسِ .... جو قاضی کے متعلق یہ جائز سمجھے کہ وہ لوگوں کے معاملات میں اپنے علم کی بنا پر فیصلہ کرے ۳۹۳
بَاب۱۵: الشَّهَادَةُ عَلَى الْخَطِّ الْمَخْتُومِ وَمَا يَجُوزُ مِنْ ذَلِكَ .... مہر کردہ خط پر شہادت دینا اور اس قسم کی شہادت سے جو کچھ (گواہوں کے لئے) جائز ہے ۳۹۵
بَاب۱۶: مَتَى يَسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَاءَ .... آدمی کب قاضی بننے کا حق رکھتا ہے ۳۹۸
بَاب۱۷: رِزْقُ الْحُكَّامِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا .... حاکموں اور کارکنوں کی روزی جو کسی جگہ پر مقرر ہوں ۴۰۳
بَاب۱۸: مَنْ قَضَى وَلَاعَنَ فِي الْمَسْجِدِ .... جس شخص نے مسجد میں فیصلہ کیا اور لعان کرایا ... ۴۰۶
بَاب۱۹: مَنْ حَكَمَ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى إِذَا أَتَى عَلَى حَدٍّ أَمَرَ أَنْ يُّخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَيُقَامَ .... جو مسجد میں فیصلہ کرے جب شرعی سزا دینے لگے تو حکم دے کہ اس کو مسجد سے باہر لے جا کر حد لگائی جائے ۴۰۷
بَاب۲۰: مَوْعِظَةُ الْإِمَامِ لِلْخُصُومِ .... امام کا جھگڑنے والوں کو نصیحت کرنا ۴۱۰

بَاب۲۱: الشَّهَادَةُ تَكُونُ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِي وِلَايَةِ الْقَضَاءِ أَوْ قَبْلَ ذَلِكَ لِلْخَصْمِ .... وہ شہادت جو حاکم کے پاس کسی فریق کے حق میں قضاء کا کام سرانجام دینے کے اثنا میں یا اس سے پہلے ہو ۴۱۱
بَاب۲۲: أَمْرُ الْوَالِي إِذَا وَجَّهَ أَمِيرَيْنِ إِلَى مَوْضِعٍ أَنْ يَتَطَاوَعَا وَلَا يَتَعَاصَيَا .... حاکم جب کسی مقام پر دو امیر بھیجے تو اس کا یہ حکم دینا کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے اتفاق سے رہیں اور آپس میں اختلاف نہ کریں ۴۱۷
بَاب۲۳: إِجَابَةُ الْحَاكِمِ الدَّعْوَةَ .... حاکم کا دعوت قبول کرنا ۴۱۸
بَاب۲۴: هَدَايَا الْعُمَّالِ .... کارکنوں کو ہدیہ دینا ۴۱۹
بَاب۲۵: اسْتِقْضَاءُ الْمَوَالِي وَاسْتِعْمَالُهُمْ .... آزاد شدہ غلاموں کو قاضی یا کارکن بنانا ۴۲۱
بَاب۲۶: الْعُرَفَاءُ لِلنَّاسِ .... لوگوں کے نمائندے مقرر کرنا ۴۲۲
بَاب۲۷: مَا يُكْرَهُ مِنْ ثَنَاءِ السُّلْطَانِ وَإِذَا خَرَجَ قَالَ غَيْرَ ذَلِكَ .... بادشاہ کی تعریف کرنا جو مکروہ ہے اور جب وہ چلا جائے تو اس کے برخلاف کہنا ۴۲۳
بَاب۲۸: الْقَضَاءُ عَلَى الْغَائِبِ .... غیر حاضر کے برخلاف فیصلہ کرنا ۴۲۶
بَاب۲۹: مَنْ قُضِيَ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ فَلَا يَأْخُذْهُ .... جس کے لئے اپنے بھائی کے حق کے دلانے کا فیصلہ کیا جائے تو وہ اس کو نہ لے ۴۲۸
بَاب۳۰: الْحُكْمُ فِي الْبِئْرِ وَنَحْوِهَا .... کنویں وغیرہ کے متعلق فیصلہ کرنا ۴۳۱
بَاب۳۱: الْقَضَاءُ فِي كَثِيرِ الْمَالِ وَقَلِيلِهِ .... بہت یا تھوڑے مال کے متعلق فیصلہ کرنا ۴۳۴
بَاب۳۲: بَيْعُ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ أَمْوَالَهُمْ وَضِيَاعَهُمْ ... امام کا لوگوں کی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کا بیچنا ... ۴۳۵
بَاب۳۳: مَنْ لَمْ يَكْتَرِثْ بِطَعْنِ مَنْ لَا يَعْلَمُ فِي الْأُمَرَاءِ حَدِيثًا .... جو شخص اُن لوگوں کے طعنوں کی پرواہ نہ کرے جو امیروں کے متعلق لاعلمی میں ہوں ۴۳۶
بَاب۳۴: الْأَلَدُّ الْخَصِمِ وَهُوَ الدَّائِمُ فِي الْخُصُومَةِ... سخت جھگڑالو یعنی جو ہمیشہ ہی جھگڑا کرتا رہے ... ۴۳۸
بَاب۳۵: إِذَا قَضَى الْحَاكِمُ بِجَوْرٍ أَوْ خِلَافِ أَهْلِ الْعِلْمِ فَهُوَ رَدٌّ .... اگر حاکم ظالمانہ فیصلہ کرے یا اہل علم کے خلاف فیصلہ کرے تو وہ فیصلہ رڈ ہوگا ۴۳۹
بَاب۳۶: الْإِمَامُ يَأْتِي قَوْمًا فَيُصْلِحُ بَيْنَهُمْ .... امام جو کسی قوم کے پاس آئے اور اُن کے درمیان صلح کرائے ۴۴۱

بَاب۳۷: يُسْتَحَبُّ لِلْكَاتِبِ أَنْ يَّكُونَ أَمِينًا عَاقِلًا	کاتب کا امین اور عقلمند ہونا پسندیدہ ہے	۴۴۴
بَاب۳۸: كِتَابُ الْحَاكِمِ إِلَى عُمَّالِهِ وَالْقَاضِي إِلَى أُمَنَائِهِ	حاکم کا اپنے کارکنوں کو اور قاضی کا اپنے معتمدوں کو پروانے لکھنا	۴۴۹
بَاب۳۹: هَلْ يَجُوزُ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَّبْعَثَ رَجُلًا وَحْدَهُ لِلنَّظَرِ فِي الْأُمُورِ	کیا حاکم کے لئے یہ جائز ہے کہ معاملات کی تحقیق کرنے کے لئے صرف اکیلے شخص کو بھیجے	۴۵۰
بَاب۴۰: تَرْجَمَةُ الْحُكَّامِ وَهَلْ يَجُوزُ تَرْجُمَانٌ وَاحِدٌ	حکام کی ترجمانی کرنا اور کیا ایک ہی ترجمان کا ہونا درست ہوگا	۴۵۳
بَاب۴۱: مُحَاسَبَةُ الْإِمَامِ عُمَّالَهُ	حاکم کا اپنے کارکنوں کا محاسبہ کرنا	۴۵۶
بَاب۴۲: بِطَانَةُ الْإِمَامِ وَأَهْلُ مَشُورَتِهِ	امام کے رازدار اور اس کے مشیر	۴۵۸
بَاب۴۳: كَيْفَ يُبَايِعُ الْإِمَامُ النَّاسَ	امام لوگوں سے کس طرح بیعت لے	۴۶۲
بَاب۴۴: مَنْ بَايَعَ مَرَّتَيْنِ	جس نے دوبار بیعت کی	۴۶۹
بَاب۴۵: بَيْعَةُ الْأَعْرَابِ	بدویوں کا بیعت کرنا	۴۶۹
بَاب۴۶: بَيْعَةُ الصَّغِيرِ	چھوٹے کا بیعت کرنا	۴۷۰
بَاب۴۷: مَنْ بَايَعَ ثُمَّ اسْتَقَالَ الْبَيْعَةَ	جس نے بیعت کی اور پھر بیعت کو فسخ کرانا چاہا	۴۷۱
بَاب۴۸: مَنْ بَايَعَ رَجُلًا لَّا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا	جو کسی شخص سے بیعت کرے محض دنیا ہی کی خاطر اس سے بیعت کر رہا ہو	۴۷۲
بَاب۴۹: بَيْعَةُ النِّسَاءِ	عورتوں سے بیعت لینا	۴۷۴
بَاب۵۰: مَنْ نَكَثَ بَيْعَةً	جس نے بیعت کو توڑ دیا	۴۷۸
بَاب۵۱: اَلِاسْتِخْلَافُ	خلیفہ مقرر کرنا	۴۷۹
بَاب:		۴۸۳
بَاب۵۲: إِخْرَاجُ الْخُصُومِ وَأَهْلِ الرِّيَبِ مِنَ الْبُيُوتِ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ	جھگڑالوؤں اور مشکوک آدمیوں کو معلوم ہونے کے بعد گھروں سے نکلوا دینا	۴۸۶
بَاب۵۳: هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَّمْنَعَ الْمُجْرِمِينَ وَأَهْلَ الْمَعْصِيَةِ مِنَ الْكَلَامِ مَعَهُ وَالزِّيَارَةُ وَنَحْوِهِ	کیا امام کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ مجرموں اور نافرمانوں کو اپنے ساتھ بات کرنے اور اپنے ساتھ ملاقات وغیرہ کرنے سے منع کر دے	۴۸۸

٩٤- كِتَاب التَّمَنِّي

بَاب١: مَا جَاءَ فِي التَّمَنِّي وَمَنْ تَمَنَّى الشَّهَادَةَ ...... آرزو کرنے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہوئی ہیں اور جس شخص نے شہادت کی آرزو کی ۴۹۳

بَاب٢: تَمَنِّي الْخَيْرِ .... نیک کام کی آرزو کرنا ۴۹۷

بَاب٣: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ .... نبی ﷺ کا یہ فرمایا: اگر مجھے اپنے متعلق پہلے سے وہ معلوم ہوتا جو مجھے بعد میں معلوم ہوا ہے ۴۹۹

بَاب٤: قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْتَ كَذَا وَكَذَا ... آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا: کاش ایسا ایسا ہوتا ... ۵۰۲

بَاب٥: تَمَنِّي الْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ .... قرآن پڑھنے اور علم سیکھنے کی آرزو کرنا ۵۰۳

بَاب٦: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَنِّي .... آرزو کرنا جو ناپسندیدہ ہے ۵۰۴

بَاب٧: قَوْلُ الرَّجُلِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا .... آدمی کا یہ کہنا: اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم راہ راست نہ پاتے ۵۰٦

بَاب٨: كَرَاهِيَةُ تَمَنِّي لِقَاءَ الْعَدُوِّ .... دشمن سے مقابلہ کی آرزو کرنے کو ناپسند کرنا ... ۵۰۷

بَاب٩: مَا يَجُوزُ مِنَ اللَّوْ .... اگر مگر کہنا جو جائز ہے ۵۱۰

٩٥ - کتاب اخبار الآحاد

بَاب١: مَا جَاءَ فِي إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الصَّدُوقِ فِي الْأَذَانِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَالْفَرَائِضِ وَالْأَحْكَامِ .... اذان اور نماز اور روزہ اور دیگر فرائض اور احکام کے متعلق ایک سچے شخص کی خبر کو درست قرار دینے کے بارے میں جو حدیثیں آئی ہیں ۵۱۹

بَاب٢: بَعْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزُّبَيْرَ طَلِيعَةً وَحْدَهُ .... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زبیرؓ کو اکیلے ہی بطور ہراول بھیجنا ۵۳۵

بَاب٣: قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ .... اللہ تعالیٰ کا (یہ) فرمانا: نبی کے گھروں میں مت داخل ہو سوائے اس کے کہ تم کو اجازت دی جائے ۵۳٦

بَاب٤: مَا كَانَ يَبْعَثُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأُمَرَاءِ وَالرُّسُلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ .... نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو امیروں اور ایلچیوں کو ایک کے بعد ایک کو بھیجا کرتے تھے ۵۳۸

بَاب۵: وَصَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُفُودَ الْعَرَبِ أَنْ يُبَلِّغُوا مَنْ وَرَاءَهُمْ .... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب کے نمائندوں کو یہ تاکید فرمانا کہ وہ ان لوگوں کو یہ باتیں پہنچادیں جو اُن کے پیچھے ہیں ۵۴۰
بَاب٦: خَبَرُ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ .... ایک عورت کی خبر ۵۴۲

٩٦ - كِتَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

بَاب۱: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ .... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: مجھے جامع باتیں دے کر بھیجا گیا ہے ۵۴۸
بَاب۲: الِاقْتِدَاءُ بِسُنَنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کی پیروی کرنا ۵۵۱
بَاب۳: مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَمِنْ تَكَلُّفِ مَا لَا يَعْنِيهِ .... بہت سوالات کرنا اور جس سے اس کو سروکار نہیں اُس کو کرنے کی تکلیف اُٹھانا ناپسندیدہ ہے ۵٦۲
بَاب۴: الِاقْتِدَاءُ بِأَفْعَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی پیروی کرنا ... ۵۷۲
بَاب۵: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ وَالتَّنَازُعِ فِي الْعِلْمِ وَالْغُلُوِّ فِي الدِّينِ وَالْبِدَعِ .... علم میں حد سے زیادہ گہرا جانا اور جھگڑا کرنا نیز دین اور بدعات میں غلو کرنا جو ناپسندیدہ ہے ۵۷۵
بَاب٦: إِثْمُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا .... اُس شخص کا گناہ جس نے کسی بدعتی کو پناہ دی ۵۸۷
بَاب۷: مَا يُذْكَرُ مِنْ ذَمِّ الرَّأْيِ وَتَكَلُّفِ الْقِيَاسِ ...... رائے زنی کی مذمت اور قیاس میں تکلف کرنے کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے ۵۸۸
بَاب۸: مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ .... نبی ﷺ جو بات بھی آپؐ سے پوچھی جاتی جس کے متعلق وحی نازل نہ کی گئی ہوتی ۵۹۲
بَاب۹: تَعْلِيمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ .... نبی ﷺ کا اپنی اُمت کے مَردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی وہ باتیں سکھانا جو اللہ نے آپؐ کو سکھائی تھیں ۵۹۵
بَاب۱۰: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ يُقَاتِلُونَ .... نبی ﷺ کا یہ فرمانا: میری اُمت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق کی تائید میں لڑتا رہے گا ۵۹۸

بَاب۱۱ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا .... اللہ تعالیٰ کا فرمانا: یا وہ الجھنوں میں ڈال کر تمہیں کئی فرقے کر دے ۶۰۰

بَاب۱۲ : مَنْ شَبَّهَ أَصْلًا مَّعْلُومًا بِأَصْلٍ مُّبَيَّنٍ .... جس نے ایک معلوم اصل کو ایک دوسرے اصل سے تشبیہ دی ۶۰۶

بَاب۱۳ : مَا جَاءَ فِي اجْتِهَادِ الْقُضَاءِ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى .... جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اس کے مطابق قاضیوں کے اجتہاد کرنے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں ۶۰۷

بَاب۱۴ : قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَتْبَعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ .... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: تم ضرور ضرور اُن لوگوں کی چالیں چلوگے جو تم سے پہلے تھے ۶۱۰

بَاب۱۵ : إِثْمُ مَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ أَوْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً ... اس شخص کا گناہ جس نے گمراہی کی طرف بلایا یا کوئی بُری رسم قائم کی ۶۱۴

بَاب۱۶ : مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَضَّ عَلَى اتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ .... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل علم کے اتفاق کا جو ذکر فرمایا اور اس کے متعلق ترغیب دی ۶۱۵

بَاب۱۷ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ ... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: تمہارا اس امر میں کچھ اختیار نہیں ۶۲۸

بَاب۱۸ : وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا .... انسان سب سے زیادہ جھگڑا کرنے والا ہے ۶۲۹

بَاب۱۹ : وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا .... اور اسی طرح ہم نے تمہیں اعلیٰ درجہ کی اُمت بنایا ہے ۶۳۲

بَاب۲۰ : إِذَا اجْتَهَدَ الْعَامِلُ أَوِ الْحَاكِمُ فَأَخْطَأَ خِلَافَ الرَّسُولِ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ فَحُكْمُهُ مَرْدُودٌ .... اگر قاضی یا حاکم اجتہاد کرے اور علم نہ ہونے کی وجہ سے خلاف رسول (فیصلہ) کرے تو اُس کا فیصلہ ردّ کیا جائے گا ۶۳۶

بَاب۲۱ : أَجْرُ الْحَاكِمِ إِذَا اجْتَهَدَ فَأَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ ... حاکم کا ثواب اگر وہ پوری پوری کوشش کرے پھر صحیح فیصلہ کو پہنچ جائے یا غلطی کرے ۶۳۹

بَاب۲۲ : الْحُجَّةُ عَلَى مَنْ قَالَ إِنَّ أَحْكَامَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ ظَاهِرَةً .... اس شخص کے برخلاف دلیل جس نے یہ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ہر ایک کے علم میں تھے ... ۶۴۱

بَاب٢٣: مَنْ رَأَى تَرْكَ النَّكِيرِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَّةً لَا مِنْ غَيْرِ الرَّسُولِ .... جس نے نبی ﷺ کے انکار نہ کرنے کو دلیل سمجھا (اسے تقریر کہتے ہیں) رسول اللہ کے سوا کسی کی تقریر (حجت) نہیں ٦٤٣

بَاب٢٤: الْأَحْكَامُ الَّتِي تُعْرَفُ بِالدَّلَائِلِ .... وہ احکام جو دلائل سے معلوم کئے جائیں ٦٤٤

بَاب٢٥: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ .... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: اہل کتاب سے کسی بات کے متعلق بھی نہ پوچھو ٦٤٩

بَاب٢٦: كَرَاهِيَةُ الْخِلَافِ .... اختلاف کو ناپسند کرنا ٦٥٢

بَاب٢٧: نَهْيُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّحْرِيمِ إِلَّا مَا تُعْرَفُ إِبَاحَتُهُ .... ان چیزوں کے سوا جن کا جائز ہونا معلوم ہو کسی اور چیز کو حرام قرار دینے سے نبی ﷺ کا منع فرمانا ٦٥٦

بَاب٢٨: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ...... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اوران کا طریق یہ ہے کہ اپنے ہر معاملہ کو باہمی مشورہ سے طے کرتے ہیں ٦٥٩

٩٧ - كِتَابُ التَّوْحِيدِ

بَاب١: مَا جَاءَ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلَى تَوْحِيدِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى .... نبی ﷺ کے اپنی اُمت کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی توحید کی طرف بلانے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں ٦٦٩

بَاب٢: قَوْلُ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ .... اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ فرمانا: تم اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو پکارو ٦٧٥

بَاب٣: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ .... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: یقیناً اللہ ہی ہے جو بہت رزق دینے والا، صاحبِ قوت (اور) مضبوط صفات والا ہے ٦٧٩

بَاب٤: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا .... اللہ تعالیٰ کا فرمانا: غیب کا جاننے والا وہی ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا ٦٨٣

بَاب٥: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ .... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: وہ ہر عیب سے سلامت ہے سب کو امن دینے والا ہے ٦٩٠

بَاب٦: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى مَلِكِ النَّاسِ .... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: (وہ ربّ) جو تمام انسانوں کا بادشاہ (بھی) ہے ٦٩٥

بَاب٧: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور وہ کامل طور پر غالب (اور) صاحب حکمت ہے	٦٩٨
بَاب٨: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ	اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو حق (وحکمت) کے ساتھ پیدا کیا ہے ...	٧٠٢
بَاب٩: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا	اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور اللہ بہت سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے	٧٠٦
بَاب١٠: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى قُلْ هُوَ الْقَادِرُ	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: تو (اُن سے) کہہ دے: وہ ہر چیز پر قادر ہے	٧٠٩
بَاب١١: مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ	دلوں کا پھیرنے والا	٧١٣
بَاب١٢: إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ اسْمٍ إِلَّا وَاحِدَةً	اللہ کے ایک کم سو نام ہیں	٧١٥
بَاب١٣: السُّؤَالُ بِأَسْمَاءِ اللهِ تَعَالَى وَالِاسْتِعَاذَةُ بِهَا ...	اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ذریعہ مانگنا اور ان کے ذریعہ پناہ چاہنا	٧٢٠
بَاب١٤: مَا يُذْكَرُ فِي الذَّاتِ وَالنُّعُوتِ وَأَسَامِي اللهِ عَزَّ وَجَلَّ	ذات اور صفات اور اللہ عزوجل کے ناموں کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے	٧٢٦
بَاب١٥: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور اللہ تمہیں اپنے آپ سے خبر دار کرتا ہے	٧٢٨
بَاب١٦: قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ	اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانا: ہر ایک چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کے جس کی طرف اس (اللہ) کی توجہ ہو	٧٣٢
بَاب١٧: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ	اللہ تعالیٰ کا فرمانا: تا کہ تُو ہماری آنکھوں کے سامنے پروان چڑھے	٧٣٧
بَاب١٨: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: (حق یہی ہے کہ) اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور ہر چیز کا موجد بھی ہے اور ہر چیز کو اس کی مناسب حال صورت دینے والا ہے ...	٧٤١
بَاب١٩: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا تھا	٧٤٦

بَاب ۲۰: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ .... نبی ﷺ کا یہ فرمانا: کوئی شخص اللہ سے بڑھ کر غیرت مند نہیں ۷۵۶
بَاب ۲۱: قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً .... تو کہہ سب سے زیادہ (سچی) گواہی دینے والی کون سی ہستی ہے؟ ۷۶۱
بَاب ۲۲: وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ .... اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور اس کا عرش پانی پر ہے ۷۶۲
بَاب ۲۳: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَيْهِ .... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: عام فرشتے اور کلام الٰہی لانے والے فرشتے اُس (خدا) کی طرف چڑھتے ہیں ... ۷۷۴
بَاب ۲۴: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ .... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اس دن بعض لوگ ہشاش بشاش ہوں گے ۷۸۱
بَاب ۲۵: مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى اِنَّ رَحْمَتَ اللهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ .... اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں: اللہ کی رحمت یقیناً محسنوں کے قریب ہے ... ۸۱۱
بَاب ۲۶: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى اِنَّ اللهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا .... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اللہ ہی نے آسمانوں اور زمین کو اس بات سے روک رکھا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل جائیں ۸۱۵
بَاب ۲۷: مَا جَاءَ فِي تَخْلِيقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْخَلَائِقِ .... آسمان اور زمین وغیرہ مخلوقات کے پیدا کئے جانے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں ۸۱۸
بَاب ۲۸: قَوْلُهٗ تَعَالَى وَ لَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ .... اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور ہمارا فیصلہ ہمارے بندوں یعنی رسولوں کے لئے پہلے گزر چکا ہے ۸۲۰
بَاب ۲۹: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ .... اللہ تعالیٰ کا فرمانا: ہمارا کام کسی (ایسی) چیز کے متعلق جس (کے کرنے) کا ہم ارادہ کریں ۸۲۹
بَاب ۳۰: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ .... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: کہو اگر میرے ربّ کے کلمات کے لئے سمندر روشنائی ہو جائیں ۸۳۵
بَاب ۳۱: فِي الْمَشِيئَةِ وَالْإِرَادَةِ .... مشیت اور ارادے کے متعلق ۸۳۹
بَاب ۳۲: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ .... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اس کے حضور سفارش کام نہیں آتی مگر اس کے لئے جس کے لئے وہ اجازت دے ۸۵۴

بَاب٣٣: كَلَامُ الرَّبِّ مَعَ جِبْرِيل وَنِدَاءُ اللهِ الْمَلَائِكَةَ	جبریل کے ساتھ ربّ کا کلام کرنا اور اللہ کا ملائکہ کو پکارنا	٨٦١
بَاب٣٤: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: یعنی اُس نے اسے اپنے علم پر مشتمل کر کے اُتارا ہے اور ملائکہ (بھی) گواہی دیتے ہیں	٨٦٧
بَاب٣٥: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ	اللہ تعالیٰ کا فرمانا: وہ چاہیں گے کہ اللہ کے کلام کو بدل ڈالیں	٨٧٢
بَاب٣٦: كَلَامُ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ	قیامت کے روز ربّ عزوجل کا انبیاء و دیگر لوگوں سے کلام کرنا	٨٨٨
بَاب٣٧: مَاجَاءَ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا	اللہ عزوجل کا فرمانا: اور اللہ نے موسیٰ سے خوب اچھی طرح کلام کیا تھا	٨٩٨
بَاب٣٨: كَلَامُ الرَّبِّ مَعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ	جنتیوں سے پروردگار کا باتیں کرنا	٩٠٩
بَاب٣٩: ذِكْرُ اللهِ بِالْأَمْرِ وَذِكْرُ الْعِبَادِ بِالدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالرِّسَالَةِ وَالْبَلَاغِ	ذکر الٰہی کا حکم اور بندوں کا دعا، تضرع، رسالت اور تبلیغ کرنا اللہ کے ذکر کا باعث ہے	٩١١
بَاب٤٠: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: پس اللہ کے ہمسر نہ بناؤ	٩١٤
بَاب٤١: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور تم اپنے عیب اس خوف سے نہیں چھپایا کرتے تھے کہ کہیں تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری جِلدیں تمہارے خلاف گواہی نہ دے دیں	٩١٩
بَاب٤٢: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: وہ ہر وقت ایک نئی حالت میں ہوتا ہے	٩٢٤
بَاب٤٣: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: (اے نبی) تو اپنی زبان کو حرکت نہ دے تا کہ یہ قرآن جلدی نازل ہو جائے	٩٢٨
بَاب٤٤: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَ اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور (اے لوگو) تم اپنی بات کو چھپاؤ یا ظاہر کرو	٩٣٣
بَاب٤٥: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ	نبی ﷺ کا فرمانا: ایک وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن دیا ہو اور وہ رات دن اس پر عمل کرتا ہے...	٩٣٥

بَاب٤٦ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ .... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اے رسول! تیرے ربّ کی طرف سے جو (کلام بھی) تجھ پر اُتارا گیا ہے اُسے (لوگوں تک) پہنچا ٩٣٩

بَاب٤٧ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ ... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: تو کہہ دے کہ تورات لاؤ اور اُسے پڑھو ٩٤٤

بَاب٤٨ : وَسَمَّى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم الصَّلَاةَ عَمَلًا .... اور نبی ﷺ نے نماز کو بھی عمل قرار دیا ٩٤٧

بَاب٤٩ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ...... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: انسان کی فطرت میں تلوّن ہے ٩٤٩

بَاب٥٠ : ذِكْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِوَايَتُهُ عَنْ رَبِّهِ .... نبی ﷺ کا اپنے رب سے روایت کرنا اور کسی بات کا ذکر کرنا ٩٥٠

بَاب٥١ : مَا يَجُوزُ مِنْ تَفْسِيرِ التَّوْرَاةِ وَغَيْرِهَا مِنْ كُتُبِ اللهِ بِالْعَرَبِيَّةِ وَغَيْرِهَا .... عربی وغیرہ زبان میں تورات اور اس کے سوا جو اللہ کی کتابیں ہیں ان کا ترجمہ کرنا جو جائز ہے ... ٩٥٤

بَاب٥٢ : قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ سَفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ .... نبی ﷺ کا یہ فرمانا: قرآن کا ماہر ان معزز ہستیوں کے ساتھ ہوگا جو فرمانبردار محبت کے متلاشی ہیں ... ٩٥٧

بَاب٥٣ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ .... اللہ تعالیٰ کا فرمانا: پس (ہم بغیر حد بندی کے کہتے ہیں کہ) قرآن میں سے جتنا میسر آئے پڑھ لیا کرو ٩٦١

بَاب٥٤ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ ... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: ہم نے قرآن کو عمل کے لئے آسان بنایا ہے ٩٦٧

بَاب٥٥ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ .... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وہ ایک بزرگ کلام ہے ٩٧٠

بَاب٥٦ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ... اللہ تعالیٰ کا فرمانا: حالانکہ اللہ نے ہی تم کو بھی پیدا کیا ہے اور تمہارے عمل کو بھی ٩٧٣

بَاب٥٧ : قِرَاءَةُ الْفَاجِرِ وَالْمُنَافِقِ .... فاجر اور منافق کا قرآن پڑھنا ٩٨٢

بَاب٥٨ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ .... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور ہم قیامت کے دن ایسے تول کے سامان پیدا کریں گے ٩٨٥

کتابیات ٩٩٣

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

٨٨- كِتَابُ اسْتِتَابَةِ الْمُرْتَدِّيْنَ وَالْمُعَانِدِيْنَ وَقِتَالِهِمْ

مرتدین اور معاندین سے توبہ کرانے اور اُن سے جنگ کرنے کے متعلق احکام شریعت

✿✿✿✿✿✿✿

ارتداد کیا ہے؟ امام راغبؒ لکھتے ہیں: الِارْتِدَادُ والرِّدَّةُ: الرّجوع فی الطریق الذی جاء منه، لکن الرّدّة تختصّ بالکفر، والارتداد یستعمل فیه وفی غیره، قال تعالیٰ: اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِهِمْ (محمد:٢٦)، وقال: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ (المائدة:٥٥)، وهو الرّجوع من الإسلام إلی الکفر۔

(المفردات لامام راغب- زیر لفظ رد)

اِرْتِدَاد اور رِدّہ کے معنی ہیں اس راستے پر واپس لوٹ جانا جس سے کوئی آیا ہو، لیکن رِدّہ کا لفظ کفر کی طرف واپس جانے سے مختص ہے اور ارتداد کا لفظ کفر کی طرف لوٹنے یا کسی اور امر کی طرف لوٹنے کے لیے مشترک ہے۔ جیسے قرآن کریم میں فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِهِمْ (محمد:٢٦) [١] نیز فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ (المائدة:٥٥) [٢] یہ دوسری آیت اسلام سے کفر کی طرف لوٹنے کے معنوں میں آئی ہے۔ ارتداد کے متعلق یہ بحث بہت طویل ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے یا نہیں ہے۔ امام بخاریؒ عنوان میں جو الفاظ لائے ہیں ان سے یہ اصولی راہنمائی ملتی ہے یعنی اسْتِتَابَةُ الْمُرْتَدِّيْنَ... مرتدین سے توبہ کرانا، وَقِتَالُهُمْ اور ان سے جنگ کرنا۔ دراصل یہی اس معاملہ کی اصل ہے کہ ہر مرتد کی سزا قتل نہیں ہے بلکہ ہر ایک کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اگر مرتد توبہ کی بجائے بغاوت اور قتال پر اتر آئے تو اس سے مدافعانہ جنگ ہوگی۔ اس امر کو سمجھنے کے لئے ان الفاظ پر غور کرنا ضروری ہے جو احادیث میں مرتدین کے متعلق استعمال ہوئے ہیں۔ وہ یہ ہیں: (١) مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ (٢) مَنْ خَالَفَ دِيْنَهُ دِيْنَ الْإِسْلَامِ (٣) مَنْ غَيَّرَ دِيْنَهُ (٤) اِرْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ (٥) كَفَرَ بَعْدَ الْإِسْلَامِ (٦) الْمَارِقُ لِدِيْنِهِ الْفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ (٧) رَجُلٌ خَرَجَ مُحَارِبًا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ (٨) رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ الْإِسْلَامِ فَيُحَارِبُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلَهُ (٩) رَجُلٌ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ (١٠) حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (١١) التَّارِكُ لِدِيْنِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ۔ ان الفاظ سے ظاہر ہے بعض احادیث میں ارتداد کا ذکر ہے اور بعض احادیث جو صحیح بخاری اور دیگر صحاح ستہ میں ہیں ان میں ارتداد کے ساتھ محاربہ کی شرط ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر مرتد کی سزا قتل

---

[١] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "یقیناً وہ لوگ جو اپنی پیٹھ دکھاتے ہوئے مرتد ہو گئے۔"

[٢] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم میں سے جو اپنے دین سے مرتد ہو جائے۔"

نہیں بلکہ صرف ایسے مرتد کی سزا قتل ہے جو محارب اور باغی ہے۔ دراصل وہ سزا ارتداد کی نہیں بلکہ بغاوت اور محاربت کی ہے۔ امام بخاریؒ اس کتاب میں اس موضوع پر اکیس مرفوع احادیث اور صحابہؓ و تابعین کے سات اقوال لائے ہیں اور ان پر نو ابواب قائم کئے ہیں۔

بَاب ١ : إِثْمُ مَنْ أَشْرَكَ بِاللهِ وَعُقُوبَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

اُس شخص کا گناہ جو اللہ کا شریک ٹھہرائے اور دنیا و آخرت میں اس کی سزا

قَالَ اللهُ تَعَالَى: اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان:١٤) لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۞. (الزمر:٦٦)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: شرک بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ (نیز فرمایا:) اگر تُو نے شرک کیا تو یقیناً تیرے عمل رائیگاں جائیں گے اور تو ضرور گھاٹا پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔

٦٩١٨: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ (الأنعام:٨٣) شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا أَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ إِيمَانَهُ بِظُلْمٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَيْسَ بِذَلِكَ أَلَا تَسْمَعُونَ إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان:١٤).

٦٩١٨: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ جریر (بن عبدالحمید) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے علقمہ سے، علقمہ نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی: وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اُنہوں نے اپنے ایمان کو کسی ظلم سے بھی آلودہ نہیں کیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر یہ بات بہت گراں گزری اور وہ کہنے لگے: ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے ایمان کو کسی ظلم سے آلودہ نہیں کیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے یہ مراد نہیں ہے۔ کیا تم نے لقمانؑ کا قول نہیں سنا کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

أطرافُہ: ٣٢، ٣٣٦٠، ٣٤٢٨، ٣٤٢٩، ٤٦٢٩، ٤٧٧٦، ٦٩٣٧-

٦٩١٩: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ. و حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ ثَلَاثًا أَوْ قَوْلُ الزُّورِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ.

أطرافه: ٢٦٥٤، ٥٩٧٦، ٦٢٧٣، ٦٢٧٤-

۶۹۱۹: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ بشر بن مفضل نے ہمیں بتایا۔ (سعید بن ایاس) جریری نے ہم سے بیان کیا۔ اور قیس بن حفص نے مجھے بتایا کہ اسماعیل بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا۔ سعید جریری نے ہمیں خبر دی کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے ہم سے بیان کیا۔ عبدالرحمٰن نے اپنے باپ (حضرت نفیع بن حارث) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑے سے بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی شہادت دینا اور جھوٹی شہادت دینا۔ تین بار اس کو دہرایا یا فرمایا: جھوٹی بات (کہنا)۔ آپؐ اس بات کو اتنی بار دہراتے رہے کہ ہم نے کہا: کاش آپؐ خاموش ہو جائیں۔

٦٩٢٠: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ (بْنُ مُوسَى) أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللهِ. قَالَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ ثُمَّ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ. قَالَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ

۶۹۲۰: محمد بن حسین بن ابراہیم نے مجھ سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے ہمیں بتایا۔ شیبان (نحوی) نے ہمیں خبر دی۔ شیبان نے فراس (بن یحییٰ) سے، فراس نے شعبی سے، شعبی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! سب سے بڑے گناہ کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ کا شریک ٹھہرانا۔ اُس نے پوچھا: پھر کونسا؟ آپؐ نے فرمایا: پھر والدین

الْيَمِينُ الْغَمُوسُ. قُلْتُ وَمَا الْيَمِينُ الْغَمُوسُ؟ قَالَ الَّذِي يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا كَاذِبٌ.

کی نافرمانی کرنا۔ اس نے پوچھا: پھر کونسا؟ آپؐ نے فرمایا: عمداً جھوٹی قسم کھانا۔ (حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے تھے) میں نے کہا: یمینِ غموس کیا ہوتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ قسم جس کے ذریعہ سے کسی مسلمان آدمی کا مال ہتھیا لے جبکہ وہ اس قسم میں جھوٹا ہو۔

أطرافُه: ٦٦٧٥، ٦٨٧٠۔

٦٩٢١: حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ.

٦٩٢١: خلّاد بن یحيٰ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے منصور اور اعمش سے، اُن دونوں نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں: ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! کیا ہم سے اُن اعمال کا بھی مؤاخذہ ہوگا جو ہم نے زمانہ جاہلیت میں کئے؟ آپؐ نے فرمایا: جس نے اسلام میں اچھے کام کئے تو اُس سے اُن کاموں کا مؤاخذہ نہیں ہوگا جو اُس نے جاہلیت میں کئے اور جس نے اسلام میں بھی بُرے کام کئے اُس سے پہلے اور پچھلے اعمال کا بھی مؤاخذہ کیا جائے گا۔

تشریح: إِثْمُ مَنْ أَشْرَكَ بِاللهِ وَعُقُوبَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ: اُس شخص کا گناہ جو اللہ کا شریک ٹھہرائے اور دنیا و آخرت میں اس کی سزا۔ عنوان باب کی ذیل میں امام بخاریؒ سورۂ لقمان کی آیت إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ○ (لقمان:١۴) کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے، لائے ہیں۔ علامہ بدرالدین عینیؒ لکھتے ہیں: أَصْلُ الظُّلْمِ وَضْعُ الشَّيْءِ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ، فَالْمُشْرِكُ أَصْلٌ مِنْ وَضْعِ الشَّيْءِ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ، لِأَنَّهُ جُعِلَ لِمَنْ أَخْرَجَهُ مِنَ الْعَدَمِ إِلَى الْوُجُودِ مُسَاوِيًا، فَنَسَبَ النِّعْمَةَ إِلَى غَيْرِ الْمُنْعِمِ بِهَا (عمدۃ القاری، جزء ٢۴ صفحہ ٧۵) ظلم کے معنی ہیں کسی چیز کو اس کی جگہ اور محل سے ہٹا کر رکھنا، پس مشرک وہ ہے جو اصل چیز کو اس کے غیر محل میں رکھتا

ہے کیونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ عدم سے وجود میں لایا اور وہ عدم سے وجود میں لانے والے کو اس کے مساوی قرار دیتا ہے جو خود عدم میں تھا اور نعمت کو غیر منعم کی طرف منسوب کرتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہیں اور دل میں ہزاروں بُت جمع ہوں بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر ایسا بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہیئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہیئے۔ ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بُت پرست ہے۔ بُت صرف وہی نہیں ہیں جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے اور ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل جس کو وہ عظمت دی جائے جو خدا تعالیٰ کا حق ہے وہ خدا تعالیٰ کی نگہ میں بت ہے۔''

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

''شرک تین قسم کا ہے۔ اول یہ کہ عام طور پر بت پرستی، درخت پرستی وغیرہ کی جاوے۔ یہ سب سے عام اور موٹی قسم کا شرک ہے۔ دوسری قسم شرک کی یہ ہے کہ اسباب پر حد سے زیادہ بھروسہ کیا جاوے کہ فُلاں کام نہ ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا۔ یہ بھی شرک ہے۔ تیسری قسم شرک کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود کے سامنے اپنے وجود کو بھی کوئی شے سمجھا جاوے۔ موٹے شرک میں تو آج کل اس روشنی اور عقل کے زمانہ میں کوئی گرفتار نہیں ہوتا، البتہ اس مادی ترقی کے زمانہ میں شرک فی الاسباب بہت بڑھ گیا ہے۔'' (ملفوظات، جلد ۲ صفحہ ۲۱۵، ۲۱۶)

حضرت اقدسؑ مزید فرماتے ہیں:

''ہر ایک گناہ بخشنے کے قابل ہے مگر اللہ تعالیٰ کے سوا اَور کو معبود و کارساز جاننا ایک ناقابل عفو گناہ ہے۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان:۱۴) لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ (النساء:۴۹) یہاں شرک سے یہی مراد نہیں کہ پتھروں وغیرہ کی پرستش کی جاوے بلکہ یہ ایک شرک ہے کہ اسباب کی پرستش کی جاوے اور معبودات

دنیا پر زور دیا جاوے۔ اسی کا نام شرک ہے۔ اور معاصی کی مثال تو حُقّہ کی سی ہے کہ اس کے چھوڑ دینے سے کوئی دقت و مشکل کی بات نظر نہیں آتی مگر شرک کی مثال افیم کی ہے کہ وہ عادت ہو جاتی ہے جس کا چھوڑنا محال ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد ۳ صفحہ ۳۴۴)

بَاب ۲: حُكْمُ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ وَاسْتِتَابَتِهِمْ

مرتد مرد اور مرتد عورت کے متعلق حکم نیز ان سے توبہ لئے جانے کے متعلق حکم

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالزُّهْرِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ تُقْتَلُ الْمُرْتَدَّةُ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَ شَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ○ (آل عمران: ۸۷-۹۱) وَقَالَ: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اور حضرت (عبداللہ) ابن عمرؓ اور زُہری اور ابراہیم (نخعی) نے کہا کہ مرتد عورت بھی قتل کی جائے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ اُن لوگوں کو کیسے ہدایت دے گا جنہوں نے ایمان لانے کے بعد انکار کر دیا حالانکہ وہ جان چکے ہیں کہ رسول سچا ہے اور اُن کے پاس کھلے کھلے دلائل بھی آ گئے، اور اللہ ان لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا جو ظالم ہوتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کی سزا یہ ہو گی کہ اُن پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو گی۔ وہ اس لعنت میں رہیں گے اُن سے یہ سزا نہ کم کی جائے گی اور نہ اُن پر نظرِ رحم کی جائے گی سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی اور اصلاح کی تو اللہ غفور رحیم ہے۔ جو لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور پھر وہ کفر میں بڑھتے چلے گئے تو اُن کی توبہ ہرگز قبول نہ کی جائے گی اور یہی لوگ گمراہ ہیں۔ نیز فرمایا: اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اُن لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی ہے ایک گروہ کے

يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ اِيمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ○ (آل عمران: ۱۰۱) وَقَالَ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ○ (النساء: ۱۳۸) وَقَالَ: مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (المائدۃ: ۵۵) مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ سَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ○ لَا جَرَمَ. يَقُوْلُ حَقًّا. اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ - اِلٰى قَوْلِهٖ - اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (النحل: ۱۰۷ - ۱۱۱) وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ

کہنے میں آؤ گے تو یہ تمہارے مؤمن ہونے کے بعد تمہیں پھر ویسے کے ویسے کافر بنا دیں گے۔ نیز فرمایا: اور جو لوگ ایمان لائے، پھر کافر ہو گئے، پھر ایمان لائے، پھر کافر ہو گئے، پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے۔ اللہ اُن کو نہیں بخشے گا اور نہ اُن کی راہنمائی کرے گا۔ اور فرمایا: تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے مرتد ہو جائے تو عنقریب اللہ ایسی قوم لائے گا جن سے اللہ محبت رکھے گا اور وہ اس سے محبت رکھیں گے۔ مؤمنوں کے سامنے متواضع ہوں گے کافروں کے مقابل پر مضبوط ہوں گے۔ جو لوگ (بھی) اپنے ایمان لانے کے بعد اللہ کا انکار کریں سوائے اُن کے جنہیں (کفر پر) مجبور کیا گیا ہو لیکن اُن کا دل ایمان پر مطمئن ہو (وہ گرفت میں نہ آئیں گے) لیکن وہ لوگ جو شرح صدر سے کفر پر راضی ہو گئے تو اُن پر اللہ کی ناراضگی ہو گی اور اُنہیں بہت ہی بڑی سزا ملے گی۔ یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے دنیا کی ایک ادنیٰ زندگی کو دوسری زندگی کے مقابل پر پسند کر لیا اور یہ کہ اللہ انکار کرنے والے لوگوں کی راہنمائی نہیں کیا کرتا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور جن کے کانوں پر اور جن کی آنکھوں پر اللہ نے مہر کر دی اور یہی وہ لوگ ہیں جو غافل ہیں۔ لَا جَرَمَ فرماتا ہے: حَقًّا، یقیناً آخرت میں وہی گھاٹا پانے والے ہوں گے۔ اور تیرا ربّ یقیناً اُن لوگوں کے لیے جو دُکھ میں ڈالے جانے کے بعد ہجرت کر گئے پھر اُنہوں نے جہاد کیا اور (اپنے

دِيۡنِكُمۡ اِنِ اسۡتَطَاعُوۡا‌ ؕ وَمَنۡ يَّرۡتَدِدۡ مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِهٖ فَيَمُتۡ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓـئِكَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ‌ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ○ (البقرة:٢١٨).

عہد پر) ثابت قدم رہے۔ تمہارا ربّ اس کے بعد غفور رحیم ہے (اور فرمایا:) وہ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے جب تک کہ اگر اُن کا بس چلے تو تمہیں تمہارے دین سے پھیر نہ دیں اور تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے اور وہ ایسی حالت میں مر جائے کہ وہ کافر ہو تو یہ ایسے لوگ ہیں کہ اُن کے اعمال دنیا و آخرت میں رائیگاں گئے اور یہی لوگ دوزخ کے مستحق ہیں وہ اس میں ایک لمبے زمانہ تک رہیں گے۔

٦٩٢٢: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ أُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِزَنَادِقَةٍ فَأَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا، لَمْ أُحَرِّقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ.

طرفه: ٣٠١٧۔

۶۹۲۲: ابونعمان محمد بن فضل (سدوسی) نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ایوب سے، ایوب نے عکرمہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس زندیق لائے گئے تو اُنہوں نے اُن کو جلا دیا تو یہ خبر حضرت ابن عباسؓ کو پہنچی۔ اُنہوں نے کہا: اگر میں ہوتا تو اُن کو کبھی نہ جلواتا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ اللہ کی سزا جیسی کسی کو سزا نہ دو اور میں اُن کو مروا ڈالتا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے دین کو تبدیل کر دے اس کو مار ڈالو۔

٦٩٢٣: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ عَنْ

۶۹۲۳: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے قرہ بن خالد سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: حمید بن ہلال نے مجھ سے بیان

أَبِي مُوسَى قَالَ أَقْبَلْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ[1] صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي وَالْآخَرُ عَنْ يَّسَارِي وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَكِلَاهُمَا سَأَلَ فَقَالَ يَا أَبَا مُوسَى - أَوْ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ - قَالَ قُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَطْلَعَانِي عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ. فَقَالَ لَنْ - أَوْ لَا - نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ وَلَكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوسَى - أَوْ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ - إِلَى الْيَمَنِ. ثُمَّ اتَّبَعَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ أَلْقَى لَهُ وِسَادَةً، قَالَ انْزِلْ فَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُوثَقٌ. قَالَ مَا هَذَا؟ قَالَ كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ. قَالَ اجْلِسْ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللهِ وَرَسُولِهِ (ثَلَاثَ مَرَّاتٍ) فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ

کیا کہ ابوبردہ نے ہمیں بتایا۔ ابوبردہ نے حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور میرے ساتھ اشعری قبیلے کے دو شخص تھے۔ ان میں سے ایک میرے دائیں تھا اور دوسرا میرے بائیں۔ اور رسول اللہ ﷺ اُس وقت مسواک کر رہے تھے۔ اُن دونوں نے کسی عہدہ کی درخواست کی۔ تو آپؐ نے فرمایا: ابوموسیٰؓ یا فرمایا: عبداللہ بن قیسؓ! کہتے تھے میں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو سچائی کے ساتھ بھیجا، مجھے اِن دونوں نے اِس بات سے آگاہ نہیں کیا جو اِن کے دلوں میں تھی اور مجھے یہ معلوم نہیں ہوا کہ یہ دونوں کوئی عہدہ چاہتے ہیں۔ (مجھے تو یہ واقعہ ایسا ہی یاد ہے) کہ میں اب بھی آپؐ کی مسواک دیکھ رہا ہوں جو آپؐ کے ہونٹوں کے نیچے اٹھی ہوئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: ہرگز نہیں یا فرمایا: ہم اپنے کام پر اُس کو نہیں مقرر کرتے جو اس کی خواہش رکھتا ہو۔ لیکن ابوموسیٰؓ یا فرمایا: عبداللہ بن قیسؓ! تم یمن جاؤ۔ پھر حضرت معاذ بن جبلؓ اُن کے پیچھے گئے۔ جب حضرت معاذؓ حضرت ابوموسیٰؓ کے پاس پہنچے تو اُنہوں نے اُن کے لئے گدا بچھایا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا: نیچے اُتریں۔ اور وہ کیا دیکھتے ہیں کہ اُنکے پاس ایک شخص ہے جس کی مشکیں کسی ہوئی ہیں۔ حضرت معاذؓ نے کہا: یہ

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں "النَّبِيّ" ہے۔ (فتح الباری جزء ١٢ حاشیہ صفحہ ٣٣٥) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

ثُمَّ تَذَاكَرَا قِيَامَ اللَّيْلِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا أَمَّا أَنَا فَأَقُومُ وَأَنَامُ وَأَرْجُو فِي نَوْمَتِي مَا أَرْجُو فِي قَوْمَتِي.

کون ہے؟ اُنہوں نے کہا: یہ پہلے یہودی تھا پھر مسلمان ہوا پھر اس کے بعد یہودی ہو گیا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا: بیٹھ جائیں۔ حضرت معاذؓ نے کہا: میں نہیں بیٹھوں گا یہاں تک کہ اس کو قتل کیا جائے۔ یہی اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔ اُنہوں نے تین بار یہی کہا۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰؓ نے اس کے متعلق حکم دیا اور وہ مار ڈالا گیا۔ پھر وہ دونوں رات کی عبادت کا آپس میں ذکر کرنے لگے تو اُن میں سے ایک نے کہا: میں تو رات کو اٹھتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں اور اپنے سونے میں اسی ثواب کی امید رکھتا ہوں جو اپنے اٹھنے میں رکھتا ہوں۔

أطرافُه: ۲۲۶۱، ۳۰۳۸، ۴۳۴۱، ۴۳۴۳، ۴۳۴۴، ٦۱۲٤، ۷۱٤۹، ۷۱٥٦، ۷۱٥۷، ۷۱۷۲۔

تشریح: حُكْمُ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ وَاسْتِتَابَتِهِمْ: مرتد مرد اور مرتد عورت کے متعلق حکم نیز ان سے توبہ لئے جانے کے متعلق حکم۔

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ فرماتے ہیں:

”حضرت ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ مرتدہ کو قتل نہ کیا جاوے۔ روی ابوحنیفة عن عاصم عن ابی رزین عن ابن عباس لا تقتل النساء اذا هن ارتددن (عینی، شرح بخاری جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۲) اگر محض ارتداد قتل کا موجب ہوتا تو عورت و مرد دونوں مساوی سمجھے جانے چاہیئے تھے کیونکہ ارتداد میں دونوں یکساں ہیں۔ عورت کو قتل سے مستثنیٰ کرنا ظاہر کرتا ہے کہ محض ارتداد کی سزا قتل نہیں بلکہ قتل کی سزا محارب ہونے کی وجہ سے دی جاتی تھی اور چونکہ عورتیں عموماً محارب نہیں ہوتیں اس لیے ان کو قتل سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔“ (قتل مرتد اور اسلام، صفحہ ۲۱۱)

امام بخاریؒ نے اس باب میں قرآن کریم کی تیرہ آیات سے قتل مرتد کی نفی اور تردید جس شان اور حکمت سے بیان کی ہے اُسے سامنے رکھ کر زیر باب روایات کو سمجھنا چاہیئے۔

باب میں مذکورہ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۸۷ کے مضامین کا خلاصہ یا اہم نکات یہ ہیں: (۱) وہ لوگ جو ایمان لانے کے بعد جبکہ وہ رسول کی سچائی کے گواہ بن چکے تھے اور اُن نشانات کا مشاہدہ کر چکے تھے جو رسول لے کر آیا، ان نشانات کو دیکھنے کے بعد اُن کا ارتداد اس بات کا مظہر ہے کہ وہ دیدہ دانستہ سچائی سے منہ پھیر رہے ہیں اور ان کا ارتداد اُن کی ہٹ دھرمی اور بلاجواز ہے۔ اس کے باوجود ان آیات میں ان مرتدوں کی کوئی بدنی اور دنیوی سزا بیان نہیں کی گئی بلکہ اِس بات کا اعلان ہے کہ ایسے ظالم اپنے اوپر ہدایت کے دروازے خود بند کرتے ہیں۔ ان کے اس فعل کے نتیجے کا اعلان ان الفاظ میں کیا: وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (آل عمران:۸۷) یعنی اللہ اُن لوگوں کی راہنمائی نہیں کرتا جو ظالم ہوتے ہیں۔ زیر باب اگلی آیت جو کہ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۱ ہے اُس میں مومنوں کو اُن ازلی بدبختوں کی صحبت سے منع کیا گیا کیونکہ جو گندا ہے اُس کی صحبت بھی گندی اور اس کی تاثیر بھی گندی ہوگی اس لئے ان ناپاک لوگوں کی باتوں پر کان نہ دھرو۔ اس آیت میں بھی ان مرتدوں کی کسی بدنی سزا یا قتل کا کوئی ذکر نہیں بلکہ ان کے زندہ رہنے اور بُری تاثیر کا ذکر ہے۔ اگر وہ قتل ہو جاتے تو اس آیت میں مذکور مضمون بے محل ہوتا اور ایسا عبث کام خدا نہیں کرتا اور اس کا کلام بے معنی باتوں سے پاک ہے۔ پھر سورۂ نساء کی آیت نمبر ۱۳۸ جو قتل مرتد کے خلاف ایسی شمشیر برہنہ اور دلیل قاطعہ ہے کہ کوئی باشعور انسان اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ یہ تو آفتاب آمد دلیل آفتاب کی مثل ہے۔ فرماتا ہے: وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھ گئے۔ حامیان قتل مرتد اس اظہر من الشمس آیت سے کیسے آنکھیں بند کر سکتے ہیں۔ اس آیت میں دو دفعہ ایمان کے بعد اُن کے کفر کا ذکر ہے۔ اگر مرتد کی سزا قتل ہوتی تو دوسری دفعہ نہ ان کو ایمان لانے کا موقع ملتا نہ کفر کا اور نہ کفر میں بڑھنے کا۔ یہ آیت مرتدوں کی زندگی بلکہ لمبی زندگی کی نوید سناتی ہے۔ اتنے واضح اور کھلے کھلے کلام کے سامنے کسی کی مجال ہے کہ دَم مار سکے۔ اس سے اگلی آیت جو سورۂ المائدہ کی آیت نمبر ۵۵ ہے ایک ایسی پیشگوئی اور وعدۂ الٰہی پر مشتمل ہے کہ کسی مومن کا مرتد کو قتل کرنا تو دور کی بات ہے اُس کے ارتداد پر مومن پریشان بھی نہیں ہوگا بلکہ خوش ہوگا اور اس کے جسم اور روح کا ذرہ ذرہ اس نوید مسرت سے جھوم اُٹھے گا کہ خس کم جہاں پاک۔ بلکہ یہ محاورہ تو اس شاندار پیشگوئی کا عشر عشیر بھی نہیں ہے کیونکہ مومنوں کو اس آیت میں یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ ایک گندے شخص کے نکلنے اور مرتد ہونے کے بعد خدا تعالیٰ اس کے بدلہ میں ایک عظیم الشان قوم تمہیں دے گا جو خدا کے پیاروں کی جماعت ہو گی اور سابقون الاولون سے محبت کرنے والی، اُن سے عجز اور احترام کا تعلق رکھنے والی خدا کی پیاری جماعت ہو گی۔

ایک مرتد کے جانے پر اتنے بڑے انعام کے وعدہ کے ہوتے ہوئے کوئی مومن مرتد کے قتل کا گند اپنے اوپر ڈالنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا اور اس پیپ کے پھوڑے پر تو نشتر مارنا بھی مومن کی نفاست اور پاکیزگی گوارہ نہیں کرتی۔ پھر سورۂ نحل آیات نمبر ۱۰۷ سے ۱۱۱ تک ان بدنصیب مرتدوں کے آخرت میں بُرے انجام کا ذکر کر کے مومنوں کو بتا دیا کہ ان مرتدوں کو سزا دینے کی تمہیں ضرورت نہیں۔ یہ خدا کی سزا سے نہیں بچ سکتے۔ جہنم ان کا مقدر بن چکی ہے اور وہ اُخروی سزا بہت بڑی سزا ہے۔ ان آیات میں بھی مرتدوں کی کسی دنیوی سزا کا ذکر نہیں بلکہ اُخروی سزا کا ذکر ہے

جو خدا تعالیٰ جہنم کی صورت میں ان کو دے گا۔ اس کے بعد سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۱۸ میں یہ ذکر ہے: یہ لوگ (کفار) اگر ان کی طاقت میں ہو تو مسلمانوں سے لڑتے رہیں یہاں تک کہ بعض مسلمانوں کو ان کے دین سے مرتدؓ کر دیں اور جو مرتد ہو جائیں اور اسی حالت میں مر جائیں (یہاں یموتون یعنی وہ مر جائیں موت کا لفظ ہے قتل کا نہیں) جس سے ان کی طبعی موت کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ حالت ارتداد میں جب تک وہ زندہ رہیں گے ان کے اعمال اکارت جائیں گے اور آخرت میں بھی ان کی سزا جہنم ہے۔ اس آیت میں مرتدین کی طبعی موت اور ان کے اعمال کے دنیا و آخرت میں اکارت جانے اور جہنم کی سزا کا ذکر ہے مسلمانوں کے ہاتھوں اُن کے قتل کا ذکر نہیں ہے جس سے اشارۃ النص کے طور پر قتل مرتد کی نفی ہوتی ہے نہ کہ اثبات۔ پس ان آیات کی روشنی میں زیر باب روایات کو دیکھنا ضروری ہے۔

روایات کے متن پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایات کسی بھی اعتبار سے اس لائق نہیں کہ ان پر ایک ایسے مسئلہ کی بنیاد رکھی جائے جس کا تعلق انسانی جان سے ہے۔ قرآن کریم میں تو قتل مرتد کا اشارۃً بھی ذکر نہیں جبکہ اس کے برعکس یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ ایک شخص بار بار اسلام قبول کرے اور بار بار کفر کرے تب بھی اسے زندگی کے آخری لمحہ تک توبہ کا موقع دینا چاہیئے اور صاف طور پر بتا دیا گیا: لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرۃ:۲۵۷) کہ دین میں جبر اور سختی نہیں۔ پس قرآن کریم کی اس اصولی راہنمائی کے بعد ان روایات کو دیکھنا ہو گا جن میں مرتد کی سزا قتل بیان کی گئی ہے۔

أُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِزَنَادِقَةٍ فَأَحْرَقَهُمْ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس زندیق لائے گئے تو انہوں نے اُن کو جلا دیا۔ علامہ عینیؒ لکھتے ہیں: قَوْله: بزنادقة جمع زنديق بِكَسْر الزَّاي فَارسي مُعرب، وَقَالَ سِيبَوَيْهٍ: الْهَاء فِي زنادقة بدل من يَاء زنديق. وَقد تزندق وَالِاسْم الزندقة، وَاخْتلف فِي تَفْسِيره فَقيل: هُوَ المبطن للكفر الْمظهر لِلْإِسْلَامِ كالمنافق، وَقيل: قوم من الثنوية الْقَائِلين بالخالقين، وَقيل: من لَا دين لَهُ، وَقيل: هُوَ من تبع كتاب زردشت الْمُسَمّى بالزند، وَقيل: هم طَائِفَة من الروافض تدعى السبائية، ادعوا أَن عليًّا رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ إِلَه وَكَانَ رئيسهم عبد الله بن سبأ. بِفَتْح السِّين الْمُهْملَة وَتَخْفِيف الْبَاء الْمُوَحدَة وَكَانَ أَصله يَهُودِيًّا. (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۷۹) زنادقہ زندیق کی جمع ہے، یہ فارسی کا لفظ ہے اور اس کو عربی بنایا گیا ہے۔ سیبویہ نے لکھا ہے کہ زنادقہ میں جو تاء حالت وقف میں ھاء ہوئی ہے وہ زندیق کی یاء سے بدلی ہوئی ہے۔ اس کا فعل تزندق اور اسم زندقة ہے۔ زندیق کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جو شخص کفر کو چھپاتا ہو اور اسلام کو ظاہر کرتا ہو جیسے منافق، وہ زندیق ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ ثنویہ کی ایک قوم ہے جو دو خالق مانتے ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ جس شخص کا کوئی دین نہ ہو وہ زندیق ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ جو زردشت کی کتاب الزند کی پیروی کرے اُس کو زندیق کہتے ہیں۔ پانچواں قول یہ ہے کہ یہ روافض کی ایک جماعت ہے جس کو السبائیة کہا جاتا ہے، ان کا یہ دعویٰ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا ہیں اور ان کا رئیس عبد اللہ بن سبا تھا اور وہ اصل میں یہودی تھا۔

زیر باب روایات میں سے پہلی روایت نمبر ۶۹۲۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس زندیق لائے گئے تو اُنہوں نے اُن کو جلا دیا۔ یہ خبر حضرت ابن عباسؓ کو پہنچی تو اُنہوں نے کہا: اگر میں ہوتا تو اُن کو کبھی نہ جلاتا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ اللہ کی سزا جیسی کسی کو سزا دو اور میں اُن کو مروا ڈالتا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے دین کو تبدیل کر دے اُس کو مار ڈالو۔

اس روایت کی کچھ تفصیل دیگر کتب حدیث میں ملتی ہے۔ مثلاً ایک روایت میں ہے کہ ان زنادقہ کے پاس کچھ کتابیں تھیں۔ ابن ابی شیبہ کی کتاب میں ہے کہ یہ لوگ پوشیدہ طور پر بت پرستی کرتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ کو اس کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: میں ہوتا تو جلانے نہ دیتا۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ کے مطابق ان کو قتل کر دیتا۔

مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ: یہ الفاظ جو حضرت ابن عباسؓ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کئے گئے، ان کے متعلق کہیں سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کب اور کس موقع پر فرمائے تھے۔ حضرت علیؓ جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ابن عباسؓ سے زیادہ وقت رہنے کا موقع ملا، خلیفۃ الرسول تھے۔ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کا علم نہیں تھا مگر حضرت ابن عباسؓ جن کی عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت دس سال تھی، انہیں اس فیصلہ کا علم تھا۔ پھر سب لوگوں کے مشورہ کے خلاف حضرت علیؓ نے یہ قدم اُٹھایا جو خلاف قرآن اور خلاف سنت رسولؐ تھا، حضرت علیؓ کی شان سے بعید ہے۔ یہ الفاظ اپنے مفہوم کا غلط ہونا خود ثابت کر رہے ہیں۔ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ جو بھی اپنا دین بدلے اُسے قتل کر دو۔ عیسائی اپنا دین بدل کر یہودی ہو جائے یا یہودی اپنا دین بدل کر عیسائی ہو جائے یا کوئی عیسائی یا یہودی اپنا دین بدل کر مسلمان ہو جائے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ کوئی باہوش انسان ان معنوں کو تسلیم نہیں کرے گا۔ ایسی خلاف عقل بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیسے منسوب ہو سکتی ہے۔ اس پر بعض کہتے ہیں: اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران: ۲۰) کے مطابق اصل دین اسلام ہی ہے۔ ان کے بقول مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ سے دین اسلام مراد ہے مگر یہاں من بدل دینا نہیں کہا گیا بلکہ دینہ کے الفاظ ہیں کہ اپنا دین۔ اس لئے یہ دلیل بھی درست نہیں کہ یہاں دین سے مراد دین اسلام ہے۔ ہٗ کی ضمیر ہر شخص کے اپنے دین کی طرف راجع ہے۔ یہ الفاظ اپنی ذات میں محل نظر اور انتہائی مشکوک ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہرگز نہیں ہو سکتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> "پھر جب ہم روایت کے الفاظ کی چھان بین کرتے ہیں تو اس کو کئی لحاظ سے غلط پاتے ہیں۔
>
> (۱) اس میں شک نہیں کہ حضرت ابن عباسؓ کا اپنا ایک مقام ہے مگر حضرت علیؓ کے

مقام کا مقابلہ تو وہ نہیں کر سکتے تھے۔ وہ خلیفۃ الرسول تھے۔ خدا نے ان کو خلافت کے لئے چنا تھا۔ یہ ممکن نہیں تھا کہ حضرت ابن عباسؓ کو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کا پاس ہو اور حضرت علیؓ کو پاس نہ ہو۔ اگر ہم روایت کو درست بھی مان لیں تب بھی ابن عباسؓ کا طرز بیان ہی بتا رہا ہے کہ وہ اس خبر کی تصدیق ہی نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں: میں اپنے متعلق سوچ کر دیکھتا ہوں تو میں کبھی ایسا کرنے کے لئے تیار ہی نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ واضح حکم تھا۔ حضرت علیؓ کب ایسا کر سکتے ہیں۔ اس لئے حضرت علیؓ کے متعلق ایسی ذلیل بات منسوب کرنا کہ انہوں نے زندہ جلا دیا یہ بالکل جھوٹ ہے اور قطعی جھوٹ ہے کیونکہ آپ کے ایک شدید دشمن کی طرف سے مروی ہے جو حضرت علیؓ پر بہتان بازی کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس بات کی تصدیق ایک دوسری روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں عکرمہ بتاتا ہے کہ جب حضرت علیؓ کو حضرت ابن عباسؓ کے اس ردعمل کی خبر پہنچی تو آپ نے سخت برہم ہو کر کہا: "وَيْحَ ابْنِ عَبَّاسٍ" کہ خدا ابن عباس کو غارت کرے۔
(سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد)

مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ کے اصل معنی

(۲) پھر "مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ" کا جملہ عمومیت رکھتا ہے اور اس کے کئی معنے کئے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ لفظ "مَنْ" مرد، عورتوں اور بچوں سب پر اطلاق پاتا ہے مگر کئی فقہاء ایسے ہیں جنہوں نے مرتد عورت کے قتل کو ناجائز قرار دیا ہے۔

(۳) پھر "دِيْنَهٗ" میں لفظ "دین" سے کوئی بھی دین مراد لیا جا سکتا ہے صرف اسلام ہی مراد نہیں لیا جا سکتا۔ بت پرستوں کے دین کو بھی قرآن میں دین کہا گیا ہے۔ (سورۃ الکافرون)

ان احتمالات کے ہوتے ہوئے ایسی روایت کو صرف ایسے مسلمان سے جو اپنا دین بدل دے مخصوص کر دینا کس طرح ممکن ہے؟ قانون کی حساس و باریک زبان کو مد نظر رکھتے ہوئے اس روایت کی رُو سے تو ہر اس انسان کو جو اپنا دین بدلے قتل کیا جائے گا خواہ اس کا کوئی بھی دین ہو۔ پھر تو ہر وہ یہودی جو عیسائی ہو جائے قتل

کیا جائے گا اور ہر وہ عیسائی جو مسلمان ہو قتل کیا جائے گا اور ہر وہ مشرک جو کوئی اور دین اختیار کرے قتل کیا جائے گا!!

پھر لفظ ”مَنۡ“ اسلامی حکومت کی حدود سے باہر بھی اطلاق پائے گا یعنی ہر وہ شخص جو اپنا دین بدلے قتل ہو گا خواہ اسلامی حکومت سے باہر آسٹریلیا میں رہتا ہو یا افریقہ اور جنوبی امریکہ کے جنگلوں میں!! نیز سوچئے کہ اسلام خود تو اپنے پیروکاروں کو یہ تلقین کرتا ہے کہ دوسرے لوگوں کو دین اسلام کی طرف بلاؤ حتی کہ وہ ہر مسلمان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مبلغ اور داعی الی اللہ بنے مگر دوسرے مذاہب کے بارہ میں کیا ہو گا؟ کیا ان کو بھی تبلیغ کا ویسا ہی حق حاصل ہو گا جیسا اسلام کو ہے؟ قتل مرتد کے غیر انسانی اور بدعتی نظریہ کے حامی حضرات یہ نہیں سوچتے کہ مختلف قوموں اور مذاہب کے باہمی انسانی تعلقات پر اس نظریہ کے کیسے بدنتائج پڑیں گے؟ وہ کیوں نہیں سمجھتے کہ اگر اس نظریہ کو درست مانا جائے تو پھر دوسرے لوگوں کو تو اپنا دین بدلنے کی اجازت ہو گی مگر مسلمان کو اپنا دین چھوڑنے کا حق نہ ہو گا اور اسلام کو تو یہ حق ہو گا کہ دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کا دین بدلے مگر دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو قطعاً یہ حق نہ ہو گا کہ اسلام کے پیروکاروں کو دوسرے عقائد کا قائل کریں؟ اسلام کے عدل وانصاف کو کیسی بھیانک شکل میں یہ لوگ دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں!

لہٰذا اس روایت سے قتل مرتد کا استدلال کرنا بالکل غلط ہے کیونکہ اس کا مفہوم غیر واضح ہے۔ اس کا راوی کذاب، فاسق اور خارجی ہے جو حضرت علیؓ پر تہمت لگا رہا ہے کہ آپ نے زندیقوں کو زندہ جلوا دیا اور اگرچہ حضرت امام بخاریؒ کو علم نہ ہو سکا مگر آپ کے بعد کے محدثین نے ثابت کیا ہے کہ وہ خارجی اور حضرت علیؓ کا دشمن تھا اور اس کا فسق اور خباثت اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ مسلمانوں نے اسکا جنازہ تک پڑھنا گوارا نہ کیا۔“ (اسلام میں ارتداد کی سزا، صفحہ ۹۰ تا ۹۲، مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ان تمام احادیث میں جو جو الفاظ راویوں نے استعمال کیے ہیں ان کی فہرست میں

ذیل میں درج کرتا ہوں تا ناظرین اُس ساری فہرست پر یکجائی نظر ڈال کر خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے مرتدین کے متعلق قتل کا حکم دیا۔ وہ فہرست یہ ہے:

(١)من بدل دينه (٢) من خالف دينه دين الاسلام (٣) من غير دينه (٤) ارتد عن الاسلام (٥) كفر بعد الاسلام (٦) المارق لدينه الفارق للجماعة (٧) رجل خرج محاربا لله ورسوله (٨) رجل يخرج من الاسلام فيحارب الله عزوجل ورسوله (٩) رجل حارب الله ورسوله وارتد عن الاسلام (١٠) حارب الله ورسوله صلى الله عليه وسلم (١١) التارك لدينه المفارق للجماعة۔

مندرجہ بالا فہرست میں بعض احادیث میں تو صرف کفر بعد اسلام یا تبدیلی اسلام یا تبدیلی دین یا ارتداد کا لفظ بیان کیا گیا ہے اور بعض میں ان الفاظ کے ساتھ مزید شرط بڑھائی گئی ہے۔ کسی حدیث میں الفارق للجماعة کے الفاظ بڑھائے ہیں، کسی میں حارب الله ورسوله کے الفاظ بڑھائے ہیں، کسی میں صرف حارب الله ورسوله کے الفاظ ہیں اور یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے، کسی میں خالف دين الاسلام کے الفاظ ہیں مگر جب ہم حامیان قتل مرتد کی پیش کردہ فہرست پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے نہایت احتیاط سے ان احادیث کو نظر انداز کر دیا ہے جن میں محاربہ کا ذکر ہے حالانکہ یہ احادیث صحیح بخاری میں موجود ہیں اور اُن کی نظر سے مخفی نہیں تھیں۔ ان کا ان احادیث کو قطعاً نظر انداز کر دینا صاف ظاہر کرتا ہے کہ انہوں نے اس بحث میں دیانتداری سے کام نہیں لیا بلکہ ان احادیث کو اپنے مطلب کے مخالف ہونے کی وجہ سے ترک کر دیا ہے۔ حامیان قتل مرتد کی اس دیانتداری کی طرف اشارہ کرنے کے بعد میں اب ان احادیث کی طرف رجوع کرتا ہوں اور ناظرین کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ ان سب پر یکجائی نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ ان سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ اگر ان سب احادیث میں صرف کفر بعد اسلام یا تبدیلی دین یا ارتداد کا ہی ذکر ہوتا اور کسی صحیح حدیث میں کوئی شرط نہ ہوتی مثلاً الفارق للجماعة کے الفاظ یا خالف دين الاسلام یا خرج محاربا لله ورسوله یا يخرج

من الاسلام فیحارب اللہ عزوجل ورسولہ یا حارب اللہ ورسولہ اور حالات بھی اس قسم کے ہوتے کہ اُس زمانہ میں ایک شخص کا ارتداد صرف تبدیلی دین تک ہی محدود ہوتا اور اُس کے وجود سے اور کسی قسم کا خطرہ متوقع نہ ہو سکتا تب ہم اس بات کو تسلیم کر لیتے کہ بے شک ان احادیث سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ محض ارتداد کی سزا قتل ہے اور پھر اس حالت میں قرآن شریف کی کھلی کھلی تعلیم کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ دیکھتے کہ آیا قتل کا کوئی ایسا مفہوم ہو سکتا ہے جو قرآن شریف کی تعلیم کے مخالف نہ ہو مگر یہاں تو صورت ہی دگرگوں ہے۔ اگر بعض احادیث میں محض ارتداد کا ذکر ہے تو اس کے ساتھ دوسری احادیث میں جو صحیح بخاری اور دوسری کتب صحاح میں موجود ہیں اور اُن میں ارتداد کے ساتھ محاربہ کی شرط موجود ہے، کسی میں الفارق للجماعۃ یا المفارق للجماعۃ کے الفاظ ہیں، کسی میں خالف دین الاسلام کے الفاظ ہیں، کسی میں صرف حارب اللہ ورسولہ کے ہی الفاظ ہیں۔ اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ اگر ایک امر کے متعلق دو قسم کی روایات ہوں، بعض روایات میں قید ہو اور بعض میں قید کا ذکر نہ ہو تو ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے اس کے فیصلہ کے لیے میں خود اپنی طرف سے کوئی قاعدہ پیش نہیں کرتا بلکہ وہی قاعدہ پیش کرتا ہوں جو علماء اسلام میں مسلم چلا آتا ہے۔ اس امر کے فیصلہ کے لیے اصول فقہ کا ایک مسلم قاعدہ ہے جو میں ذیل میں نقل کرتا ہوں۔ نور الانوار میں لکھا ہے: وعندنا لا یحمل المطلق علی المقید وان کانا فی حادثۃ واحدۃ لإمکان العمل بھما إلا ان یکونا فی حکم واحد مثل صوم کفارۃ الیمین فی قولہ تعالٰی فمن لم یجد فصیام ثلاثۃ ایام فان قراءۃ العامۃ مطلقۃ و قراءۃ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فصیام ثلاثۃ ایام متتابعات مقیدۃ بالتتابع والقراءتان بمنزلۃ الایتان فی حق المعاملۃ فیجب ھھنا ان تقید قراءۃ العامۃ ایضًا بالتتابع لأن الحکم وھو الصوم لا یقبل و صفین متضادین فاذا ثبت تقییدہ بطل اطلاقہ۔[1] ترجمہ: یہ کہ ہمارے نزدیک مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا جاتا اگرچہ حادثہ ایک ہو لیکن اگر

---

[1] (شرح نور الأنوار علی المنار فی حاشیۃ کشف الأسرار، فصل التنصیص علی الشیء...، الجزء الأول، صفحہ ۴۲۵، ۴۲۶)

حکم ایک ہو جیسا کہ قرآن کریم میں کفارہ یمین کے تین روزوں کا ذکر آیا کہ اس میں عام قراءت مطلق ہے جس کے ساتھ کوئی قید نہیں لگی ہوئی کہ وہ روزے یکے بعد دیگرے مسلسل ہوں یا کہ درمیان میں وقفہ بھی آجانا جائز ہے مگر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قراءت میں یکے بعد دیگرے مسلسل بغیر وقفہ کے ان روزوں کے رکھنے کا ذکر آیا ہے اس واسطے عام قراءت کو اس دوسری قراءت کے ساتھ جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ہے مقید کرنا ضروری سمجھا گیا ہے کیونکہ روزہ رکھنے کا یہ حکم ان دو متضاد صفتوں کے ساتھ متصف نہیں ہو سکتا کہ وہی تین روزے پے در پے بلا وقفہ بھی رکھے جائیں اور وقفہ کرنا بھی اس میں جائز ہو۔

اب حامیان قتل مرتد اس مسلمہ اصول کو ان روایات پر چسپاں کر کے دیکھیں جو قتل مرتد کے بارے میں... احادیث میں موجود ہیں اور بتائیں کہ اس اصول کی رو سے ہمیں کیا فیصلہ کرنا چاہیئے۔ کیا اُن روایات کو لینا چاہیئے جن میں کسی قید کا ذکر نہیں یا اُن روایات کی پیروی کرنی چاہیئے جن میں محاربہ کی شرط موجود ہے۔ پس ان احادیث سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ کیا یہی نتیجہ نہیں نکلتا کہ ہر ایک مرتد کے قتل کا حکم نہیں بلکہ صرف ایسے مرتد کا جو محارب بھی ہو۔" (قتل مرتد اور اسلام، صفحہ ۲۰۳ تا ۲۰۶)

علامہ بدرالدین العینیؒ لکھتے ہیں: حضرت علیؓ نے جن زنادقہ کو جلوایا تھا وہ عبداللہ بن سبا یہودی کے پیرو تھے۔ منافقانہ ایمان لائے۔ وہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالتے تھے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۷۹) علامہ عینیؒ کی یہ وضاحت بھی اس صورت میں قابل قبول ہو گی جب یہ ثابت ہو جائے کہ فی الواقعہ حضرت علیؓ نے کوئی ایسا عمل کیا تھا۔ خلاف واقعہ بات کی وضاحت اس کی صحت کا ثبوت نہیں بلکہ امکانی بحث اور دلیل ہے جو علامہ عینیؒ نے دی ہے۔

زیر باب روایت نمبر ۶۹۲۳ کے الفاظ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللهِ وَرَسُولِهِ (ثَلَاثَ مَرَّاتٍ): حضرت معاذؓ نے کہا: میں نہیں بیٹھوں گا یہاں تک کہ اس کو قتل کیا جائے یہی اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔ اُنہوں نے تین بار یہی کہا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہاں ایک طرف معاذؓ کہہ رہے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کا یہی فیصلہ ہے مگر یہ فیصلہ کب ہوا تھا، کیا الفاظ تھے اس کے، اس کا معاذؓ کوئی ذکر نہیں کرتے۔ دوسری طرف اللہ کے کسی ایسے فیصلے کا کوئی ذکر قرآن کریم میں موجود نہیں اور نہ ہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی

فیصلہ کسی حدیث میں مذکور ہے کہ محض ارتداد کے نتیجہ میں کسی کو قتل کر دیا جائے۔ اس لیے معاذؓ کے اس قول سے یہ استنباط کرنا زیادہ قرین قیاس ہے کہ یہ ان کا اپنا استدلال تھا۔ اس کی حیثیت ان کی ذاتی رائے کی ہے نہ کہ قرآن و حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔

پھر اس واقعہ کے ساتھ کوئی تفصیل بیان نہیں ہوئی کہ یہودی کیوں لایا گیا؟ اس نے کیا حرکت کی تھی؟ ہر بات مبہم ہے اور امکانات و احتمالات موجود ہیں۔ اس بات کا امکان موجود ہے کہ وہ کسی اور شرارت میں پکڑا گیا ہو اور اس بناء پر وہاں لایا گیا ہو۔ ہو سکتا ہے اُس نے اسلام کے خلاف محاربت کی ہو۔ چونکہ یہ سارے واقعات مبہم ہیں اس لیے اس مبہم حدیث پر جس میں ایک صحابی کا صرف استنباط ہے، بناء کرتے ہوئے اتنے اہم مسئلہ میں قرآن کی واضح آیات کے منافی فیصلہ کرنا ظلم ہے۔ یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ جہاں قرآن کریم کی نص صریح موجود ہو اُس کے خلاف بظاہر مستند حدیث بھی مل جائے تو تقویٰ کا تقاضا ہے کہ اس ظاہری طور پر مستند حدیث کو ردّ کر دیا جائے جو کھلم کھلا قرآن کریم کی نص صریح سے ٹکراتی ہوئی معلوم ہوتی ہو۔

اس حدیث کی صرف یہی حیثیت نہیں بلکہ دوسری حدیثیں واضح طور پر اس مضمون کی نفی کرتی ہوئی نظر آرہی ہیں۔... پھر یہ بھی ذکر نہیں کہ اس واقعہ کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کی گئی یا نہیں۔ اگر کی گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر کیا ردعمل تھا؟ سو قرآن کریم کی آیات، سنت نبوی، تاریخ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مرتد کی موت تک مسلسل عمل کہ اس کے قتل کا حکم نہیں دیتے، یہ سب کچھ ثابت کرتا ہے کہ اتنے واضح دلائل کے مقابل پر اس قسم کے کمزور استدلال کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے اور اتنے بڑے اہم عقیدہ کی اس پر بنیاد نہیں ڈالی جا سکتی۔"

(اسلام میں ارتداد کی سزا صفحہ ۶۹، ۷۰، مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

روایت کی حقیقت:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ بظاہر سب سے مضبوط استدلال رکھنے والی حدیث ہے جو صحاح ستہ میں سے بخاری، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں آئی ہے۔ اس حد تک اس کی صحت ہے مگر کسی روایت کی صحت کا اندازہ صرف اس کے صحاح ستہ میں مذکور ہونے

سے نہیں لگایا جاتا بلکہ بعض اور پیمانے بھی ہیں اس کی صحت جانچنے کے۔ ان میں ایک اہم معیار یہ ہے کہ روایوں کی شخصیت اور ان کے تسلسل کے بارہ میں گہری چھان بین کی جائے۔ بڑے بڑے علماء کرام جنہوں نے روایات کی صحت کے بارہ میں تحقیقات کے لئے اپنی زندگیاں صرف کر دیں، انہوں نے عکرمہ کی اس روایت کے بارہ میں فیصلہ دیا ہے کہ یہ روایت ”غریب“ اور ”احاد“ روایات میں آتی ہے یعنی اس کا راوی صرف ایک عکرمہ ہی ہے۔ اور مولانا عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ ”چونکہ امام بخاریؒ نے عکرمہ سے روایت کی ہے اس لئے دوسرے محدثین نے بھی اس کی روایت قبول کر لی بغیر اس کے کہ وہ خود اس کے بارہ میں تحقیق کرتے۔“ (الرفع والتکمیل فی جرح والتعدیل، صفحہ ۷، طبع قدیم، لکھنو) یہ تو ممکن ہے کہ ایک ہی راوی سے مروی روایت صحیح اور معتبر حدیث ہو مگر وہ روایت ایسی حدیث صحیح کے پائے کو نہیں پہنچ سکتی جو کئی راویوں سے مروی ہو اس لئے ایسی احاد روایات پر ایسے امور کے بارہ میں بناء نہیں کی جاسکتی جو حقوق و ذمہ داریوں اور واجبات اور سزاؤں سے تعلق رکھتے ہوں خصوصاً حدود کے مسائل کے بارہ میں۔ یعنی وہ سزائیں جن کو خود قرآن نے مقرر کیا ہے۔ لہذا ایسے نازک اور حساس مسئلہ کے بارہ میں ایسی حدیث احاد پر بناء نہیں کی جاسکتی خواہ وہ بعض علماء کے نزدیک صحیح ہی کیوں نہ ہو۔

پھر ہمیں راوی عکرمہ اور اس کی شہرت کے بارہ میں مزید چھان بین کرنا ضروری ہے۔ جب اس روایت کو اس معیار سے پرکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اسکا راوی عکرمہ خارجی اور حضرت علیؓ کا دشمن تھا۔ چنانچہ رجال حدیث کی بڑی اور اہم کتب میں اس کے بارہ میں لکھا ہے کہ یہ ایسا کمینہ اور خبیث شخص تھا کہ مسلمانوں نے اس کا جنازہ تک نہیں پڑھا۔ اسی وجہ سے ایسے علماء حدیث نے جن کو روایات کی صحت جانچنے کے بارہ میں ید طولیٰ حاصل تھا یہ فیصلہ دیا ہے کہ اس روایت کی کوئی قیمت نہیں کیونکہ اس کا راوی زندیق اور خارجی تھا اور حضرت علیؓ کے دشمنوں کا حامی تھا خصوصاً اُن ایام میں جب حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے درمیان اختلافات

شروع ہوئے۔ عباسی دور میں عکرمہ نے ایک نیک اور خداترس عالم کے طور پر بڑی شہرت اور تعظیم حاصل کرلی تھی اور یہ بات واضح ہے کہ اس شہرت کا باعث حضرت علیؓ کی مخالفت اور عباسیوں کی حمایت تھا جو سیاست کی وجہ سے ہر اُس شخص اور چیز کی مخالفت کرتے تھے جسکا تعلق اولاد علیؓ سے ہو۔ عمومی طور پر دیکھا گیا ہے کہ قتل مرتد کی روایات نے دراصل بصرہ، کوفہ اور یمن میں رونما ہونے والے واقعات سے جنم لیا ہے کیونکہ اہل حجاز یعنی مکہ و مدینہ والے اس روایت سے بالکل لاعلم نظر آتے ہیں۔ پھر اس حقیقت کو بھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا کہ عکرمہ کی اس روایت کے راوی عراقی ہیں اور اس ضمن میں قارئین کو امام طاؤس بن کسان کا یہ قول نہیں بھولنا چاہیئے کہ ''اگر کوئی عراقی تجھے سو حدیثیں بتائے تو ان میں سے ۹۹ کو تو بالکل پھینک دو اور باقی کے بارہ میں بھی شک ہی کرو۔''

جہاں تک عکرمہ کے خارجی، غیر ثقہ اور کذاب ہونے کا تعلق ہے تو اِس ضمن میں کتب الرجال کی بڑی بڑی تالیفات سے درج ذیل شواہد آپ کے سامنے پیش ہیں:

(ا)۔ الذہبی کہتے ہیں:

''ہمیں الصلت ابوشعیب نے بتایا کہ میں نے محمد بن سیرین سے عکرمہ کے بارہ میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اس بات سے کوئی تکلیف نہیں کہ وہ اہل جنت میں سے ہو مگر یہ حقیقت ہے کہ وہ بہت ہی زیادہ جھوٹ بولنے والا ہے۔''

الذہبی مزید کہتے ہیں:

''یعقوب بن الحضرمی اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بتایا ہے کہ ایک بار عکرمہ مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ اس مسجد میں موجود سب لوگ کافر ہیں۔ عکرمہ اباضیہ فرقہ کے خیالات رکھتا تھا۔''

الذہبی مزید فرماتے ہیں:

''ابن المسیب نے اپنے غلام برد سے کہا کہ میری طرف منسوب کر کے جھوٹی روایات بیان نہ کرنا جیسے عکرمہ، ابن عباسؓ کی طرف جھوٹی روایات منسوب کرتا ہے۔''

(میزان الاعتدال...، عکرمة مولی ابن عباس رضی اللہ عنہ)

(ب)۔ ایک اور محقق لکھتے ہیں:

''عبد اللہ بن الحارث کہتے ہیں کہ میں علی بن عبد اللہ بن عباس کے ہاں گیا تو دیکھا کہ باب الحش کے سامنے عکرمہ پابہ زنجیر پڑا ہے۔ میں نے علی کو کہا: کیا تمہیں خوف خدا نہیں؟ علی کہنے لگے: یہ خبیث (عکرمہ) میرے والد صاحب کے نام پر جھوٹی روایات بیان کرتا پھرتا ہے۔''

نیز لکھتے ہیں:

''وہیب روایت کرتے ہیں کہ میں یحيٰ بن سعید انصاری اور ایوب کے پاس تھا کہ انہوں نے عکرمہ کا ذکر کیا۔ اس پر یحيٰ بن سعید نے کہا کہ عکرمہ کذاب تھا۔''

(الضعفاء الکبیر...، دار الکتب العلمیۃ، بیروت طبع اول ۱۹۸۴ء، الجزء الثالث، صفحہ ۳۷۳، ۳۷۴)

(ج)۔ حضرت ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں:

* یحيٰ بن معین نے کہا: امام مالک بن انس نے عکرمہ سے صرف اس وجہ سے روایات بیان نہیں کی ہیں کہ وہ صفریہ فرقے کے خیالات رکھتا تھا۔
* عطاء کہتے ہیں کہ وہ (عکرمہ) اباضیہ فرقے سے تعلق رکھتا تھا۔
* الجوزجانی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے پوچھا کہ کیا عکرمہ اباضی[1] تھا؟ انہوں نے کہا: کہا جاتا ہے کہ وہ صفری[1] تھا۔
* مصعب الزبیری کے نزدیک عکرمہ خارجی خیالات کا حامل تھا۔
* ابراہیم بن منذر نے معن بن عیسیٰ اور دوسرے لوگوں سے روایت کی ہے کہ امام مالک عکرمہ کو ثقہ خیال نہ کرتے تھے اور حکم دیتے تھے کہ اس کی بیان کردہ روایات قبول نہ کی جائیں۔
* میں نے اہل مدینہ میں سے بعض کو یہ کہتے سنا ہے کہ عکرمہ اور عزہ نامی لڑکی کے عاشق کُثیر کی میتیں ایک ہی دن میں مسجد کے دروازے کے سامنے لائی گئیں۔ لوگوں نے کثیر کا جنازہ تو پڑھ لیا مگر عکرمہ کا جنازہ بہت کم لوگوں نے پڑھا۔ احمد سے بھی اس مفہوم کی روایت بیان ہوئی ہے۔

[1] یہ خارجیوں کے دو فرقے تھے۔

(تاریخ افکار اسلامی، صفحہ ۲۸۳ از ملک سیف الرحمٰن صاحب، نظارت اشاعت ربوہ)

* ہشام بن عبد اللہ المخزومی کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی ذئب کو کہتے سنا کہ عکرمہ غیر ثقہ تھا اور میں نے اسے دیکھا ہوا ہے۔ (تهذیب التهذیب، لامام حافظ شهاب الدین احمد بن حجر العسقلانی، عکرمة البربری ابو عبد الله المدنی مولی ابن عباس) پس ایک ایسی روایت پر بناء کرنا جس کے بارہ میں واضح طور پر ثابت ہو کہ اس کا راوی سخت جھوٹا تھا اور حضرت علیؓ کا شدید دشمن تھا قطعاً جائز نہیں۔"

(اسلام میں ارتداد کی سزا صفحہ ۸۵ تا ۹۰، مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

بَاب۳: قَتْلُ مَنْ أَبَى قَبُولَ الْفَرَائِضِ وَمَا نُسِبُوا إِلَى الرِّدَّةِ

جس نے اسلام کے فرائض ادا کرنے سے انکار کر دیا اُس کا قتل کرنا اور جس قسم کے لوگ ارتداد کی طرف منسوب کئے گئے

٦٩٢٤: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ يَا أَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ.

أطرافه: ١٣٩٩، ١٤٥٧، ٧٢٨٤۔

۶۹۲۴: یحيٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے مجھے بتایا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور حضرت ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے اور عربوں میں سے جنہوں نے کافر ہونا تھا کافر ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اے ابو بکرؓ! آپ لوگوں سے کیسے لڑیں گے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کا اُس وقت تک مقابلہ کرتا رہوں جب تک کہ وہ لَا إِلَهَ إِلَّا الله کا اقرار نہ کریں اور جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا الله کا اقرار کیا، اُس نے مجھ سے اپنے مال اور اپنی جان کو بچا لیا سوائے اِس کے کہ کسی حق کے بدلے میں اُن کو لیا جائے اور اُس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

٦٩٢٥: قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنْ قَدْ شَرَحَ اللهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

أطرافه: ١٤٠٠، ١٤٥٦، ٧٢٨٥۔

۶۹۲۵: حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تو اُن لوگوں کا ضرور مقابلہ کروں گا جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا کیونکہ زکوٰۃ وہ حق ہے جو مال سے لیا جاتا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر اُنہوں نے مجھے ایک بکری کا بچہ بھی نہیں دیا جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو اُس کے نہ دینے پر بھی میں اُن سے لڑوں گا۔ حضرت عمرؓ کہتے تھے: اللہ کی قسم! بات صرف یہی تھی کہ میں نے دیکھا کہ اللہ نے لڑائی کے لئے حضرت ابو بکرؓ کے سینے کو کھول دیا تھا اور میں سمجھ گیا کہ یہی بات درست ہے۔

تشریح: قَتْلُ مَنْ أَبَى قَبُولَ الْفَرَائِضِ وَمَا نُسِبُوا إِلَى الرِّدَّةِ: جس نے اسلام کے فرائض ادا کرنے سے انکار کر دیا اُس کا قتل کرنا اور جس قسم کے لوگ ارتداد کی طرف منسوب کئے گئے۔

علامہ بدر الدین عینیؒ لکھتے ہیں: وَإِنَّمَا قَاتَلَ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ مَانِعِي الزَّكَاةِ لِأَنَّهُمْ امْتَنَعُوا بِالسَّيْفِ وَنَصَبُوا الْحَرْبَ لِلْأُمَّةِ (عمدة القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۸۱) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں سے صرف اس لیے قتال کیا کہ انہوں نے تلوار کے ذریعہ سے زکوٰۃ روکی اور مسلمانوں کے خلاف جنگ برپا کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”آپ دیکھیں گے کہ علماء سرسری طور پر قرآن اور حدیث کی بحث کر کے بڑی تیزی کے ساتھ دور ابو بکرؓ میں داخل ہوتے ہیں اور اپنے عقائد کو سہارا دینے کے لئے وہاں پناہ ڈھونڈتے ہیں اور کہتے ہیں یہ سنت صدیقی ہے۔ سنت محمدی ان کو بھول جاتی ہے اور سنت صدیقی کی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔“

مزعومہ ”سنت صدیقی“ کی حقیقت

”حالانکہ ”سنت صدیقی“ بھی وہ سنت نہیں جو حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طرف وہ منسوب کرتے ہیں بلکہ تاریخ واضح طور پر اس بات کو جھٹلا رہی ہے کہ حضرت

ابو بکر صدیقؓ نے کبھی کسی کو محض ارتداد کے جرم میں قتل کرایا ہو یا کبھی کسی کو اس کے مسلمان کہلانے کے باوجود، کلمہ پڑھنے کے باوجود، مسلمانوں کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کے باوجود، زکوٰۃ کا قائل ہونے کے باوجود اور زکوٰۃ ادا کرنے کے باوجود مرتد قرار دے کر قتل کرایا ہو بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ آپ نے مرتدین میں سے صرف ان لوگوں کے خلاف لڑائی کی جنہوں نے ارتداد کے ساتھ ساتھ اسلامی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور آپ کے گورنروں اور عمال کو ان کے علاقوں سے مار بھگا دیا اور مسلمانوں کو شدید تکالیف پہنچائیں اور انہیں بُری طرح قتل کیا تھا۔ آپؓ نے ان بدبختوں کے خلاف اس لئے جنگ کی کہ ان ظالموں نے ہی جنگ اور ظلم کی ابتداء کی تھی اور بے گناہ مسلمانوں کو تہہ تیغ کرنا شروع کر دیا تھا۔ ... چنانچہ کتب سیرت و تاریخ اس فتنہ ارتداد اور بغاوت کی تفاصیل یوں بیان کرتی ہیں:

۱۔ "بغاوت اور ارتداد کا یہ فتنہ آگ کی طرح پھیلا اور چند روز میں عربستان کے اس سرے سے اس سرے تک دوڑ گیا۔ مرتدوں اور باغیوں نے اسلامی عمال کو نکال دیا۔ اپنے ہاں کے صادق الایمان مسلمانوں کو دردناک ایذائیں دیں اور بے رحمی سے قتل کیا۔"

(شیخ محمد اقبال ایم اے، داستان اسلام حصہ دوم، خلافت راشدہ، ۱۹۷۰ء، مطبوعہ پنجاب پریس، صفحہ ۳۳)

"یہ واقعہ نہیں ہو رہا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ارتداد کی خبر سن کر ان کو قتل کرنے کا حکم دیدیا بلکہ وہ ظالم بدبخت مسلمانوں کو ارتداد کے جرم میں قتل کر رہے تھے کہ تم ہماری ملت سے پھر کر اسلام قبول کر چکے ہو، واپس لوٹ آؤ ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے اور طرح طرح کی اذیتیں دے کر ارتداد کی سزا وہ دے رہے تھے اس سزا سے، اس ظلم سے روکنے کے لئے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فوج کشی فرمائی اور مسلمہ اسلامی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کے جرم میں ان کے خلاف لشکر کشی کی۔" مصنف کہتے ہیں:

"جو جان بچا سکے بھاگ کر مدینہ میں پناہ گیر ہوئے۔ باغیوں نے اسی پر اکتفانہ کیا، مرکز خلافت پر چڑھائی کی تیاریاں کرنے لگے۔ ان دنوں اتفاق سے عمرو بن العاصؓ بحرین سے واپس آئے۔ انہوں نے دیکھا کہ یمن سے مدینہ تک مرتد افواج چھاؤنیاں ڈالے پڑی ہیں۔ دشمن کی افواج عرب کی ریگ کی طرح بے شمار تھیں اور مقابلہ پر مدینے کے فقط مٹھی بھر بے سروسامان مسلمان تھے۔" (شیخ محمد اقبال ایم اے، داستان اسلام حصہ دوم (خلافت راشدہ) ۱۹۷۰ء لاہور، مطبوعہ پنجاب پریس، صفحہ ۲۳)

۲۔ ایک اور مورخ لکھتا ہے:

"آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ اٹھتے ہی عرب کے طول و عرض میں اللہ کے دین کے خلاف بغاوت کے نشان اُبھرنے لگے۔ صرف مکہ، مدینہ اور طائف کے باشندے ثابت قدم رہے۔ بغاوت اور ارتداد کا یہ فتنہ جنگل کی آگ کی طرح پھیلا اور چند روز ہی میں عرب کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ گیا۔ مرتدوں اور باغیوں نے اسلامی عمال کو نکال دیا۔ سچے مسلمانوں کو بیدردی سے قتل کرنا شروع کر دیا۔ جو بچ سکے بھاگ کر مدینہ میں پناہ گزین ہوئے۔ کچھ طالع آزماؤں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کو دیکھ کر خانہ ساز نبوت کا ڈھونگ رچایا۔ مختلف قبائل میں کئی جھوٹے نبی پیدا ہو گئے۔ (جن میں ایک مشہور شخص طلیحہ بن خویلد تھا) اس کا اصلی نام طلحہ تھا مسلمان اسکو تحقیراً طلیحہ کہتے تھے۔ یہ بنو اسد کے قبیلے سے تھا جو قریش کا دیرینہ حریف تھا۔ طلیحہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں نبوت کا روپ دھار لیا تھا۔"

یہ فقرہ توجہ کے لائق ہے۔ کہتے ہیں! دیکھو جھوٹے نبیوں کے خلاف حضرت ابو بکرؓ نے کیسی چڑھائی کی مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ دیکھو جھوٹے نبیوں کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی چڑھائی کی۔ بعض اور نبوت کے دعویداروں کے علاوہ طلیحہ نے بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا کوئی حکم نہیں دیا اور کسی بھی دعویدار

نبوت کے خلاف فوج کشی نہیں کی جاتی تھی۔ افسوس یہ بگڑے ہوئے علماء ظلم پر ظلم کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ذرا بھی خدا کا خوف نہیں کھاتے کہ اسلام پر کیسے گندے حملے کر رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر بھی حملہ کرنے سے نہیں چوکتے۔ لیکن اس وقت اسکا فریب نہ چلا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سارا قبیلہ اس کے دام میں آگیا۔ اس نے نماز سے سجدہ موقوف کر دیا اس سے تکلیف ہوتی ہے زکوٰۃ بھی معاف کر دی۔ اس لئے منکرین زکوٰۃ اس کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ طلیحہ نے ایک بہت بڑا لشکر مرتب کر کے مدینہ بھیجا (لشکر بھی بھیجا ہے جب تک لشکر نہیں بھیجا اس وقت تک حضرت ابو بکرؓ کو خیال بھی نہیں آیا کہ جھوٹے نبی کی سزا یہ ہے کہ اس کے خلاف قتال کرو) حضرت صدیقؓ لشکر کے مقابلہ کے لئے آئے۔ حملہ آور بھاگ نکلے۔"

(اسلامی دستور حیات از غلام احمد حریری، لاہور، محمود ریاض پرنٹرز، ناشر ضیاء الحق قریشی، ۱۹۸۶ء، صفحہ ۳۳۵، ۳۳۶)

۳- تاریخ ابن خلدون میں مذکورہ حالات کا خلاصہ یوں ہے:

"قریش اور ثقیف قبیلہ کے علاوہ جملہ اہل عرب کے ارتداد کی خبریں مدینہ پہنچیں۔ مسیلمہ کی بغاوت کا مسئلہ نازک صورتحال اختیار کر گیا۔ اسی طرح طی اور اسد قبیلوں کے لوگ طلیحہ کے گرد جمع ہو گئے۔ غطفان قبیلہ بھی مرتد ہو گیا۔ ہوازن قبیلہ کے لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ یمن اور یمامہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ والیان اور عمال کو باغیوں نے نکال دیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد) سفراء اور خط و کتابت کے ذریعہ بات چیت کر کے ان باغیوں کو سمجھانے کی کوشش کی اور اُسامہ کی زیر نگرانی باہر گئے ہوئے لشکر کی واپسی کا انتظار کیا مگر باغیوں نے مدینہ پر حملہ کے لئے مدینہ کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر الابرق اور ذی القصہ مقام پر پڑاؤ ڈالا اور حضرت ابو بکرؓ کو پیغام بھیجا کہ ہمیں نماز بے شک پڑھوائیں مگر زکوٰۃ ادا کرنا معاف کر دیں مگر حضرت ابو بکرؓ نے اس مطالبہ کو ماننے سے انکار فرما دیا اور آپ نے مدینہ

کے مختلف کناروں پر حضرت علیؓ، زبیرؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ کو پہرہ کے لئے مقرر فرمایا۔ اہل مدینہ مسجد میں اکھٹے ہونے لگے۔ باغیوں کے وفد نے واپس جا کر اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ مدینہ میں موجود مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ اس پر باغیوں نے مدینہ کی اطراف پر حملہ کر دیا جس پر حضرت ابو بکرؓ مسجد میں اکھٹے ہونے والے مسلمانوں کو لے کر دشمن کے مقابلہ کے لئے اونٹوں پر نکلے۔ دشمن بھاگ نکلا مگر دوڑتے دوڑتے بھی اس نے مختلف ترکیبوں سے مسلمانوں کے اونٹوں کو بدکا دیا جس پر اونٹ واپس مدینہ کی طرف بے قابو ہو کر بھاگے، مسلمانوں کا کوئی جانی نقصان نہ ہوا مگر دشمن نے مسلمانوں کو کمزور سمجھا اور اپنے باقی باغی ساتھیوں کو پیغام بھیجا کہ مسلمان کمزور ہیں آؤ حملہ کریں۔ اس پر ابو بکرؓ مسلمانوں کو لے کر فجر ہوتے ہی دشمنوں کے سر پر پہنچ گئے اور ان سے جنگ کی۔ سورج نکلنے سے قبل ہی دشمن پسپا ہو گیا۔ واپس جا کر بنو ذبیان اور الاعبس قبائل نے اپنے علاقہ کے نہتے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا جس پر ابو بکرؓ نے قسم کھائی کہ وہ ایک ایک مسلمان کا بدلہ لے کر رہیں گے۔" (تاریخ ابن خلدون از عبد الرحمٰن ابن خلدون... دار ابن حزم، بیروت، الطبعة الاولیٰ ۲۰۰۳م، جلد اول صفحہ ۸۶۰، ۸۶۱)

تاریخ طبری میں مذکورہ حالات کا خلاصہ یہ ہے:

"حضور کی بیماری کی خبر ہوتے ہی یہ اطلاع بھی پہنچی کہ مسیلمہ نے یمامہ پر اور اسود عنسی نے یمن پر قبضہ کر لیا ہے۔ طلیحہ نے بھی جلد ہی نبوت کا دعویٰ کر کے بغاوت کا علم بلند کیا اور فوج لے کر سمیراء مقام پر مسلمانوں سے لڑائی کے لئے نکلا۔ اس کے پیچھے بہت سے عوام ہو گئے اور اس کا معاملہ خطرناک صورت اختیار کر گیا۔ ادھر بنو ربیعہ نے بھی بحرین کے علاقہ میں بغاوت اور ارتداد کا اعلان کیا اور کہا کہ ہم بادشاہت کو دوبارہ آل منذر میں واپس لائیں گے اور انہوں نے منذر بن نعمان بن منذر کو اپنا بادشاہ بنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گورنرز کی طرف سے جلد ہی یہ رپورٹس آئیں کہ ہر علاقہ میں خاص و عام نے بغاوت کر دی ہے اور باغی مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھا رہے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے بھی باغیوں

کے ساتھ شروع میں بالکل اسی طرح بات چیت جاری رکھی جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفراء کے ذریعہ باغیوں سے مذاکرات فرماتے تھے مگر عبس اور ذبیان قبائل نے مدینہ پر لشکر کشی کر دی اور اپنے ہاں کے نہتے مسلمانوں کو بُری طرح قتل کرنا شروع کر دیا۔ دوسرے قبائل نے بھی ایسا ہی کیا۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے قسم کھائی کہ وہ ایک ایک مسلمان کے بدلہ ایک ایک باغی کو ماریں گے بلکہ زیادہ کو ماریں گے۔ پھر آپ نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے خالد بن ولید کو پیغام بھیجا کہ تم ہر اس باغی کو جس نے کسی مسلمان کو قتل کیا پکڑتے ہی عبرت ناک طور پر قتل کر دو۔"

مرتدین کی چھاؤنیاں

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے قبل حضرت عمرو بن العاص کو جیفر (عمان) کی طرف بھجوایا تھا۔ وہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد واپس لوٹے تو باغیوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے مسلمان ان کے گرد جمع ہو گئے۔ انہوں نے بتایا کہ دبا سے لیکر مدینہ تک کے سارے راستہ میں مرتدین چھاؤنیاں ڈالے پڑے ہیں۔"

اسود عنسی کے حالات

"ارتداد وبغاوت کی ابتداء نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانہ میں اسود عنسی نے یمن کے علاقہ میں کی۔ مذحج قبیلہ اس کے ساتھ مل گیا اور اس کی بغاوت کا فتنہ جنگل کی آگ کی طرح پھیلنے لگا۔ اس کے ساتھ مل جانے والے باغیوں کی فوج میں پیادوں کے علاوہ سات سو گھڑ سوار تھے۔ اس نے اسلامی حکومت کے عمال کو دھمکی دی کہ اے غاصبو! ہمارا ملک ہمارے حوالے کر دو۔ جو مال تم نے جمع کئے ہیں وہ بے شک لے لو مگر ہماری سرزمین سے نکل جاؤ۔ پھر انہوں نے مسلمان عمال کو نکال کر ان کی جگہ عمرو بن حزم اور خالد بن سعید کو حاکم مقرر کر دیا۔ بعد ازاں اسود اپنی فوج لے کر صنعاء پر حملہ آور ہوا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ عامل شہر بن باذان کو قتل کر کے صنعاء پر قابض ہو گیا اور دوسرے مسلمانوں کو قتل کیا۔ حضرت معاذ بن جبل نے بھاگ کر جان بچائی اور مارب پہنچ کر حضرت ابو موسیٰ الاشعری

کو صورتحال سے باخبر کیا۔ یہ دونوں حضرموت کی طرف آگئے اور یوں سارا ملک یمن اسود کے قبضہ میں آگیا۔ اس کی حکومت وہاں قائم ہو گئی اور اس کی طاقت بڑھتی گئی۔ آخر کار یمامہ میں ایک معرکہ میں مسلمانوں نے اسے واصل جہنم کیا۔"

طلیحہ بن خویلد کے حالات

"طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور باغیوں کو ساتھ لے کر سمیراء مقام پر مورچہ بند ہوا۔ اس کے پیچھے اتنے لوگ آئے کہ ان کے لئے جگہ کم ہو گئی۔ انہوں نے دو ٹولیوں میں بٹ کر اپنے وفد مدینہ بھیجے۔ حضرت ابو بکر نے طلیحہ کے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا۔ اس وفد نے جا کر اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے، چلو ان پر حملہ کریں۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان سے مذاکرات کے بعد مدینہ کی اطراف میں پہرہ کے لئے چھوٹے چھوٹے دستے مقرر فرما دیئے اور مسلمانوں سے کہا کہ سارے ملک میں ارتداد اور بغاوت کی وباء پھیلی ہوئی ہے اور مرتدین کے وفد نے ہماری تھوڑی تعداد کا اندازہ کر لیا ہے۔ اب کوئی پتہ نہیں کہ وہ رات ہی تم پر حملہ کر دیتے ہیں یا دن چڑھنے کا انتظار کرتے ہیں۔ اس لئے پورے طور پر تیاری کرو۔ ابھی تین دن ہی گزرے تھے کہ باغیوں کے لشکر نے رات کے وقت مدینہ پر ہلہ بول دیا۔ حضرت ابو بکرؓ مسلمانوں کو لے کر مقابلہ پر نکلے اور دشمن کو پسپا کر دیا۔"

مسیلمہ کذاب کے حالات

"اس کے ساتھ قبیلہ بنو حنیفہ کی اکثریت مل گئی۔ اس نے یمامہ پر قبضہ کر کے وہاں سے رسول اللہؐ کے مقرر کردہ گورنر حضرت ثمامہ بن اثالؓ کو نکال دیا۔ اس نے بڑی قوت پکڑ لی۔ سجاح نامی مدعیہ نبوت اس سے لڑنے کے لئے نکلی۔ یہ اس سے ڈر گیا اور اس کے ساتھ مصالحت کر کے ان الفاظ میں اسے مسلمانوں کے خلاف جنگ پر اکسانے لگا۔ اگر قریش (مسلمان) عدل سے کام لیتے تو نصف ملک خود رکھتے اور نصف ہمارے حوالے کرتے مگر انہوں نے ہمارے ساتھ ظلم کیا ہے۔ کیا تم میرے ساتھ شادی کرو گی؟ تا ہم دونوں مل کر اپنے قبیلوں کو لے کر سارے

عرب قبائل کو نگل جائیں۔ چنانچہ وہ سجاح سے شادی کر کے مسلمانوں کے مقابلہ کو نکلا۔ اس کے لشکر کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اسکا مقابلہ کیا اور اسے شکست دی۔" (تاریخ الطبری لمحمد بن جریر الطبری، ذکر بقیة خبر مسیلمة الکذاب و قومه من اهل الیمامة، حالات ۱۱ھ)

۵۔ اسی طرح تاریخ الخمیس میں بھی مذکور ہے:

"مسیلمہ کذاب کے ساتھ بنو حنیفہ کی اکثریت ہوگئی۔ وہ ثمامہ پر قابض ہو گیا اور اس نے رسول اللہؐ کے گورنر ثمامہ کو نکال باہر کیا۔ انہوں نے رسول اللہؐ کی خدمت میں پیغام بھجوایا۔ جب رسول اللہؐ فوت ہو گئے تو انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کو اطلاع کی جس پر آپ نے حضرت خالد بن ولید کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ مسیلمہ کے مقابلہ کے لئے روانہ فرمایا۔" (تاریخ الخمیس لحسین بن محمد الدیاربکری، قصة مسیلمة الکذاب)

پس صحابہؓ نے مسیلمہ کذاب اور اس کے قبیلہ بنو حنیفہ کے خلاف محض ارتداد کی بناء پر جنگ نہیں کی بلکہ بغاوت کے جرم کی وجہ سے کی تھی کیونکہ مسیلمہ باغی تھا اور مسلمانوں کے خلاف اس نے لشکر کشی کی تھی۔

۶۔ پھر علامہ عینیؒ شارح صحیح البخاری لکھتے ہیں:

"إِنَّمَا قَاتَلَ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَانِعِي الزَّكَاةِ لِأَنَّهُمْ اِمْتَنَعُوا بِالسَّيْفِ وَنَصَبُوا الْحَرْبَ لِلْأُمَّةِ۔" (عمدة القاری لعلامه محمود بن احمد العینی، شرح البخاری، کتاب استتابة المرتدین و المعاندین و قتالهم، باب قتل من ابی قبول الفرائض وما نسبوا الی الردة) یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں سے صرف اس لئے قتال کیا کہ انہوں نے تلوار کے ذریعہ سے زکوٰۃ روکی اور مسلمانوں کے خلاف جنگ برپا کی۔"

(اسلام میں ارتداد کی سزا صفحہ ۷۰ تا ۷۹، مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

بَاب ٤: إِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيُّ أَوْ غَيْرُهُ بِسَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُصَرِّحْ نَحْوَ قَوْلِهِ السَّامُ عَلَيْكُمْ

اگر ذمی وغیرہ اشارے کنایہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اور تصریح نہ کرے جیسے اُس کا یہ کہنا: السّام علیکم (تم پر ہلاکت ہو)

٦٩٢٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ مَرَّ يَهُودِيٌّ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّامُ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرُونَ مَا يَقُولُ؟ قَالَ السَّامُ عَلَيْكَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا نَقْتُلُهُ؟ قَالَ لَا إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا وَعَلَيْكُمْ.

طرفہ: ٦٢٥٨۔

۶۹۲۶: محمد بن مقاتل ابوالحسن نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے ہشام بن زید بن انس بن مالک سے روایت کی۔ ہشام نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: ایک یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور اُس نے کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكَ۔ (تم پر ہلاکت ہو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: وَعَلَيْكَ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا ہے: اَلسَّامُ عَلَيْكَ۔ صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! کیا ہم اِس کو مار نہ ڈالیں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ جب اہلِ کتاب تمہیں سلام کریں تو تم یہی کہو: وَعَلَيْكُمْ۔

٦٩٢٧: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُودِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

۶۹۲۷: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابن عیینہ سے، ابن عیینہ نے زہری سے، زہری نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ فرماتی تھیں: یہودیوں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ قُلْتُ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

میں سے کچھ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت مانگی۔ (وہ آئے) تو کہنے لگے: السَّامُ عَلَيْكَ۔ (آپ پر موت آئے) میں نے کہا: بلکہ تم پر موت اور لعنت ہو۔ آپؐ نے فرمایا: عائشہؓ! اللہ تو بہت نرمی کرتا ہے اور ہر بات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ میں نے کہا: کیا آپؐ نے نہیں سنا جو اُنہوں نے کہا؟ آپؐ نے فرمایا: میں نے بھی ان کو وَعَلَيْكُمْ کہا ہے۔

أطرافه: ٢٩٣٥، ٦٠٢٤، ٦٠٣٠، ٦٢٥٦، ٦٣٩٥، ٦٤٠١۔

٦٩٢٨: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْيَهُودَ إِذَا سَلَّمُوا عَلَى أَحَدِكُمْ إِنَّمَا يَقُولُونَ سَامٌ عَلَيْكَ فَقُلْ عَلَيْكَ.

۶۹۲۸: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ بن سعید نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے سفیان (بن عیینہ) اور مالک بن انس سے روایت کی۔ اُن دونوں نے کہا: عبداللہ بن دینار نے ہم سے بیان کیا۔ عبداللہ نے کہا: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود جب تم میں سے کسی کو سلام کرتے ہیں تو وہ سَامٌ عَلَيْكَ (تم پر ہلاکت ہو) ہی کہتے ہیں تو تم کہو: عَلَيْكَ۔

طرفه: ٦٢٥٧۔

تشریح: إِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيُّ أَوْ غَيْرُهُ بِسَبِّ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يُصَرِّحْ ...: اگر ذمی وغیرہ اشارے کنایہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اور تصریح نہ کرے .... علامہ بدرالدین عینیؒ لکھتے ہیں: التَّعْرِيْض وَهُوَ خِلَاف التَّصْرِيْح، وَهُوَ نَوْع مِنَ الْكِنَايَة...... التَّعْرِيض المصطلح عَلَيْهِ وَهُوَ أَن يَّسْتَعْمل لفظًا فِي حَقِيقَته يلوح بِهِ إِلَى معنى آخر يَقْصِدهُ۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۸۲) یعنی تعریض تصریح کے برخلاف ہے اور یہ کنایہ کی ایک قسم ہے۔ تعریض اسے کہتے ہیں کہ ایک لفظ کے دو معنی ہوں، متکلم ایک معنی کا ارادہ کرے اور مخاطب کے ذہن میں دوسرا معنی ہو۔

اسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُودِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ: یہودیوں میں سے کچھ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت مانگی۔ وہ آئے تو کہنے لگے: السَّامُ عَلَيْكَ۔ علامہ بدر الدین عینیؒ لکھتے ہیں کہ رَهْط کا اطلاق دس سے کم مردوں پر کیا جاتا ہے جن میں عورت نہ ہو، اس کی جمع ارھط اور ارھاط ہوتی ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۸۳) یہود کے السَّامُ عَلَيْكَ کے جواب میں دو روایات ۶۹۲۶ اور ۶۹۲۷ میں وَعَلَيْكَ اور وَعَلَيْكُمْ کے الفاظ ہیں جبکہ تیسری روایت ۶۹۲۸ میں عَلَيْكَ کا لفظ ہے۔ یعنی اس میں "وَ" نہیں ہے۔ بغیر واو کے ہی درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ وَعَلَيْكَ یا وَعَلَيْكُمْ کا مطلب ہے ہم پر بھی ہو اور تم پر بھی جبکہ یہود کی بد دعا کو اپنے اوپر لینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دوسری جگہ وضاحت بھی فرمائی ہے۔ فرمایا: ان کی بد دعا میرے خلاف قبول نہیں ہوتی جبکہ میری دعا ان کے خلاف قبول ہوتی ہے۔ پس "واو" کا یہ لفظ راویوں کی غلطی یا زبان زد عام السَّلَامُ عَلَيْكُمْ کے جواب میں وَعَلَيْكُمْ کہنے کی عادت کا نتیجہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

علامہ بدرالدین العینیؒ لکھتے ہیں کہ جن روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سب و شتم کرنے والوں کے قتل کئے جانے کا ذکر ہے، اُن کو اُن کے سب و شتم کی وجہ سے قتل نہیں کیا گیا بلکہ اُن کا آپؐ کے خلاف جنگ کرنا اور آپؐ کے خلاف جنگ کرنے والوں کی مدد کرنا اُن کے قتل کا سبب بنا۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۸۲)

ان واقعات سے یہود کی اخلاقی گراوٹ تو اظہر من الشمس ہے۔ اصل بات اور حقیقی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے وہ روشن پہلو ہیں جو ان روایات میں نظر آتے ہیں۔ آپؐ کی اعلیٰ ظرفی، وسعت حوصلہ، اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہ لینا اور باوجودیکہ آپؐ مسلمہ طور پر حاکم اعلیٰ اور مدینہ کی سوسائٹی کے صدر تھے اور یہ یہودی آپؐ کی رعایا تھے اور آپؐ ہر سزا دینے کے مجاز تھے مگر آپؐ کا ان یہود کی شرارتوں سے اعراض کرنا۔ آپؐ کا عفو، حلم، صبر اور رحم اپنے نقطۂ معراج پر دکھائی دیتا ہے۔ آپؐ کا توکل علی اللہ اور اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (یوسف:۸۷) یعنی میں اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ کے حضور کرتا ہوں اور مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، بَابُ التَّوَاضُعِ، روایت نمبر ۶۵۰۲) یعنی جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی تو پھر میں بھی اسے آگاہ کئے دیتا ہوں کہ میں اس سے لڑوں گا، کے مطابق آپؐ جانتے تھے کہ آپؐ کی طرف سے یہود کی ان گستاخیوں کی سزا خدا انہیں دے گا۔ اسی اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک زندہ رکھنا ہر عاشق رسولؐ کا کام ہے۔ اور واقعات نے یہ ثابت کیا کہ آپؐ کے قہار خدا نے ان یہودیوں پر کیسا قہر نازل کیا۔ وہ جلاوطن ہوئے، وہ قتل ہوئے اور عند اللہ مغضوب ہوئے۔ قرآن کریم نے ایسی گستاخیوں اور توہین کرنے والوں کے کئی واقعات ریکارڈ کئے ہیں مگر کسی جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی سزا کا ذکر نہیں کیا بلکہ ایسے ظالموں کو سزا دینے کا اختیار اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے چاہے وہ اس دنیا میں دے یا آخرت میں۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت اور پکڑ ہی سب سے بڑی سزا ہے جو ان گستاخ لوگوں کو دی گئی۔

بَاب ٥

٦٩٢٩: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ فَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ.

طرفه: ٣٤٧٧۔

۶۹۲۹: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ اعمش نے کہا: شقیق (بن سلمہ) نے مجھے بتایا۔ شقیق نے کہا: حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) نے کہا: جیسے میں اب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپؐ نبیوں میں سے ایک نبی کا واقعہ بیان کر رہے ہیں جس کو اس کی قوم نے اتنا مارا کہ اُس کو لہولہان کر دیا۔ وہ اپنے چہرے سے خون صاف کر رہا تھا اور یہ دعا کر رہا تھا: اے میرے ربّ! میری قوم سے درگزر فرما کیونکہ وہ نہیں جانتے۔

تشریح: باب ۵ بلا عنوان ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ باب پچھلے باب (۴) کے ہی ذیل میں ہے۔ امام بخاریؒ ابواب اور روایات کی ترتیب سے مضامین کا تسلسل بیان کرتے ہیں۔ گزشتہ باب اور روایات سے امام بخاریؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کا یہ پہلو اُجاگر کیا ہے کہ آپؐ نے سب و شتم کرنے والوں اور گستاخی کے مرتکب لوگوں کو قتل کرنے کی اجازت نہیں دی۔ زیر باب روایت سے امام بخاریؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا یہ پہلو نمایاں کر کے دکھایا ہے کہ آپؐ کو شدید اذیت دینے والوں کے لئے آپؐ کی رحمت دعا بن کر ان کی ہدایت کی طلبگار بنی اور آپؐ کی یہ دردمندانہ دعائیں ان کی ہدایت کا موجب بنیں۔ یہ ہے رحمۃ اللعالمین کا اُسوہ جس کے نتیجہ میں آپؐ کو گالیاں دینے والے آپؐ پر درود بھیجنے والے بن گئے۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی اس صفت حلیم کو خوب سمجھا ہے تبھی تو طائف کے سفر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بد قماش قوم کو ختم کرنے کے لئے کہنے پر آپؐ نے اس حلیم کا پَرتَو بنتے ہوئے عرض کی کہ اے اللہ! میں اُمید کرتا ہوں کہ ان کی نسل میں سے تیری عبادت کرنے والے پیدا ہوں گے اور تجھ سے دعا بھی کرتا ہوں اور تو میری اس دعا کو قبول کر۔ اور پھر اس قوم میں سے دنیا نے دیکھا کہ ایک خدا کی عبادت کرنے والے پیدا ہوئے۔ وہ جو آپؐ کی جان لینا چاہتے تھے،

ان کی زندگی کا مقصد ہی یہ تھا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی جان لیں، وہی آپؐ پر اپنی جانیں نثار کرنے والے بن گئے۔ پس اللہ تعالیٰ کی ڈھیل میں بڑی حکمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں ان کا حساب نہیں لوں گا بلکہ مؤاخذہ میں ڈھیل ہے۔ اور فرمایا جب مؤاخذہ کا وقت آئے گا تو پھر اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴، مارچ ۲۰۰۸ء، جلد ۶ صفحہ ۱۱۲)

يَحْكِي نَبِيًّا مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ: آپؐ نبیوں میں سے ایک نبی کا واقعہ بیان کر رہے ہیں جس کو اُس کی قوم نے اتنا مارا کہ اُس کو لہولہان کر دیا۔ علامہ بدر الدین عینیؒ لکھتے ہیں کہ يَحْكِي نَبِيًّا النَّبِي، هُوَ الحاكي والمحكي عَنهُ، وَيُحْتَمل أَن يكون هَذَا النَّبِي هُوَ نوح عَلَيْهِ السَّلَام لِأَن قومه كَانُوا يضربونه حَتَّى يغمى عَلَيْهِ ثمَّ يفِيق فَيَقُول: اهدِ قومِي فَإِنَّهُم لَا يعلمُونَ۔ أخرجه ابْن عَسَاكِر فِي تَارِيخ دمشق فِي تَرْجَمَة نوح عَلَيْهِ السَّلَام من حَدِيث الْأَعْمَش عَن مُجَاهِد عَن عبيد بن عُمَيْر بِهِ۔ قَوْله: أدموه بِفَتْح الْمِيم أَي: جرحوه بِحَيْثُ جرى عَلَيْهِ الدَّم۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۸۴) اس سے مراد آپؐ خود ہی ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ نبی نوح علیہ السلام ہوں کیونکہ حضرت نوحؑ کی قوم اُن کو اتنا مارتی تھی کہ وہ بے ہوش ہو جاتے تھے، پھر ہوش میں آتے اور پھر دعا کرتے تھے: اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ ان کو علم نہیں ہے۔ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں حضرت نوح علیہ السلام کے عنوان کے تابع عبید بن عمیر کی یہ روایت بسند مجاہد اور اعمش نقل کی ہے۔ أدموہ یعنی انہوں نے (حضرت نوح علیہ السلام کو) اتنا زخمی کر دیا کہ ان سے خون جاری ہو گیا۔

بَاب ٦: قَتْلُ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِينَ بَعْدَ إِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ

باغیوں اور بے دینوں کو اُن پر حجت قائم کرنے کے بعد مار ڈالنا

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَمَا كَانَ اللهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدٰهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ (التوبة: ١١٥) وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللهِ وَقَالَ إِنَّهُمُ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ.

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور اللہ ایسا نہیں کہ اُن لوگوں کو بعد اِس کے کہ اُس نے اُن کی راہنمائی کی گمراہ کر دے جب تک کہ اُن سے وہ باتیں کھول کر بیان کر دے جس سے کہ وہ بچیں۔ اور حضرت ابن عمرؓ اُن لوگوں کو اللہ کی مخلوق میں سے بدترین سمجھا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اُنہوں نے اُن آیتوں کو لے لیا جو کفار کے متعلق نازل ہوئی تھیں اور اُن کو مؤمنوں پر چسپاں کر دیا۔

٦٩٣٠: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا خَيْثَمَةُ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا فَوَاللَّهِ لَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خِدْعَةٌ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

أطرافه: ٣٦١١، ٥٠٥٧-

۶۹۳۰: عمر بن حفص بن غیاث نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ خیثمہ (بن عبد الرحمٰن) نے ہمیں بتایا کہ سوید بن غفلہ نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی کوئی بات بیان کروں تو اللہ کی قسم! اگر میں آسمان سے نیچے گر پڑوں تو یہ مجھ کو اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں آپؐ کے متعلق جھوٹ کہوں اور اگر تم سے میں اُن اُمور کے متعلق بات کروں جو میرے اور تمہارے درمیان مشترکہ ہوں تو جنگ ایک حیلہ ہی ہوتی ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: آخری زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو نوعمر ہوں گے، عقل کے کچے ہوں گے، ایسی باتیں کریں گے جو تمام جہان کی بہتر باتوں میں سے ہوں گی۔ اُن کا ایمان اُن کے حلقوں سے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکلیں گے جیسے تیر شکار کے پار نکل جاتا ہے۔ جہاں کہیں بھی تم اُن سے ملو، اُن کو مار ڈالو کیونکہ اُن کے مار ڈالنے میں اُس شخص کو قیامت کے دن ثواب ہوگا جو اُن کو مار ڈالے۔

٦٩٣١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ

۶۹۳۱: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا: میں نے یحيٰ بن سعید سے سنا۔ یحيٰ نے کہا: محمد بن ابراہیم نے مجھے خبر دی۔

بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَسَأَلَاهُ عَنِ الْحَرُورِيَّةِ أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ لَا أَدْرِي مَا الْحَرُورِيَّةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَخْرُجُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ - وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا - قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ - أَوْ حَنَاجِرَهُمْ - يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَنْظُرُ الرَّامِي إِلَى سَهْمِهِ إِلَى نَصْلِهِ إِلَى رِصَافِهِ فَيَتَمَارَى فِي الْفُوقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ.

محمد نے ابوسلمہ اور عطاء بن یسار سے روایت کی کہ وہ دونوں حضرت ابوسعید خدریؓ کے پاس آئے اور اُنہوں نے حروریہ (فرقے) کے متعلق اُن سے پوچھا کہ کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا؟ اُنہوں نے کہا: میں نہیں جانتا کہ حروریہ کیا ہے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: اس اُمت میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے۔ آپؐ نے یوں نہیں فرمایا: اِس اُمت میں سے کچھ لوگ نکلیں گے۔ تم اپنی نمازوں کو اُن کی نمازوں کے سامنے حقیر سمجھو گے، وہ قرآن پڑھیں گے جو اُن کے حلقوں سے نیچے نہیں اُترے گا۔ حُلُوقَهُمْ فرمایا یا حَنَاجِرَهُمْ۔ وہ دین سے ایسے نکلیں گے جیسے تیر شکار کے پار نکل جاتا ہے اور تیر مارنے والا اپنے تیر کو دیکھتا ہے، اس کے پھل کے حصہ کو دیکھتا ہے، اس کے پَروں کو دیکھتا ہے، اس کی جڑ کو دیکھتا ہے۔ اسے شک ہوتا ہے کہ شاید اس پر کچھ خون لگا ہو۔

أطرافُه: ٣٣٤٤، ٣٦١٠، ٤٣٥١، ٤٦٦٧، ٥٠٥٨، ٦١٦٣، ٦٩٣٣، ٧٤٣٢، ٧٥٦٢۔

٦٩٣٢: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا[1] ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَقَدْ ذَكَرَ الْحَرُورِيَّةَ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْرُقُونَ مِنَ

۶۹۳۲: یحيٰ بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ (عبد اللہ) بن وہب نے مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا: عمر (بن محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب) نے مجھ سے بیان کیا کہ اُن کے باپ نے انہیں بتایا۔ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں لفظ "حَدَّثَنِي" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۲ حاشیہ صفحہ ۳۵۴) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ. اور اُنہوں نے حروریہ کا ذکر کیا اور کہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔

تشریح: قَتْلُ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِينَ بَعْدَ إِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ: باغیوں اور بے دینوں کو اُن پر حجت قائم کرنے کے بعد مار ڈالنا۔ امام بخاریؒ نے ابواب کی ترتیب میں اس امر کو نمایاں کیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کو گالیاں دینے والے، دین میں الحاد کی راہ اختیار کرنے والے سے اُس وقت تک قتال کرنا جائز نہیں جب تک وہ بغاوت کرتے ہوئے محاربت کی راہ اختیار نہ کرلیں۔ یہاں خوارج اور ملحدین سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلامی حکومت کے باغی اور اس کے خلاف جنگ کی آگ بھڑکانے والے وہ فتنہ گر اور فسادی لوگ تھے جو مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار تھے۔ یہ فتنہ جنگ کی صورت میں برپا کیا گیا اس لئے اس کا سدّباب بھی جنگ سے ہی کیا گیا۔ علامہ بدر الدین عینیؒ لکھتے ہیں: الْخَوَارِج ... الخ، وَهُوَ جمع خَارِجَة أَي: طَائِفَة خَرجُوا عَن الدّين وهم قوم مبتدعون سموا بذلك لأَنهم خَرجُوا على خِيَار الْمُسلمين، وَقَالَ الشهرستاني فِي الْملَل والنحل كل من خرج على الإِمَام الْحق فَهُوَ خارجي سَوَاء فِي زمن الصَّحَابَة أَو بعدهمْ (عمدۃ القاری، جزء ٢٤ صفحہ ٨٤) خوارج کا لفظ خارجہ کی جمع ہے، یہ وہ جماعت ہے جو دین سے نکل گئی، یہ وہ بدعتی لوگ ہیں جو دین سے نکل گئے اور ان کو خوارج اس لیے کہا گیا کہ انہوں نے بہترین مسلمانوں کے خلاف خروج کیا۔ علامہ شہرستانی نے کتاب الملل والنحل میں کہا ہے کہ ہر وہ شخص جو امام برحق کے خلاف خروج کرے تو وہ خارجی ہے خواہ وہ صحابہ کے زمانہ میں ہو یا اُن کے بعد۔ اور علامہ شہرستانی کا یہ کہنا: كل من خرج على الإِمَام الْحق فَهُوَ خارجي۔ ہر وہ شخص جو امام برحق کے خلاف خروج کرے تو وہ خارجی ہے۔ خارجی کے معنوں کا وسیع تر مفہوم ہے۔ علامہ بدر الدین عینیؒ ملحد کی وضاحت میں لکھتے ہیں کہ الْمُلْحِدِينَ: وَهُوَ جمع ملحد، وَهُوَ الْعَادِل عَن الْحق المائل إِلَى الْبَاطِل۔ (عمدۃ القاری، جزء ٢٤ صفحہ ٨٤) ملحدین ملحد کی جمع ہے۔ ملحد اُس کو کہتے ہیں جو حق سے دوری اختیار کرے اور باطل کی طرف میلان کرے۔

الْحَرُورِيَّةَ: علامہ عینیؒ لکھتے ہیں: حروریہ سے مراد خوارج ہیں، ان کا نام حروریہ اس لیے رکھا گیا کہ انہوں نے اس جگہ پڑاؤ کیا جسے حروراء کہتے ہیں۔ حروراء کوفہ کے قریب ایک جگہ ہے اور ان کا پہلا اجتماع اور پہلی حکومت حروراء میں قائم ہوئی۔ علامہ ابن اثیر نے کہا ہے کہ حروریہ خوارج کی ایک جماعت ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن سے حضرت علی بن ابی طالبؓ نے قتال کیا، اور خوارج کا دین میں تشدد بہت معروف ہے اور ان کا سردار عبد اللہ بن الکواء الیشکری تھا اور خوارج کے بیس فرقے تھے۔ (عمدۃ القاری، جزء ٢٤ صفحہ ٨٥)

سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ: آخری زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے۔ آخری زمانہ سے کیا مراد ہے؟ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ آخر زمانہ سے مراد خلافت راشدہ کا آخر یعنی حضرت علیؓ کا زمانہ ہے کیونکہ ان کا خروج حضرت علیؓ کے دور خلافت میں ہوا جو کہ خلافت راشدہ کا آخری دور ہے۔ علامہ عینیؒ لکھتے ہیں: اگر ہم کہیں کہ خوارج

کا نکلنا اور ان کا ظہور متعدد بار ہوا ہے تو یہ سوال ابتداء ساقط ہو جائے گا یعنی حضرت علیؓ کے دور میں بھی خوارج کا ظہور ہوا اور اُن کے بعد قرب قیامت میں بھی خوارج کا ظہور ہو گا۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۸۶)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک جماعت ایسی پیدا ہو گی کہ جو تم سے لمبی نمازیں پڑھے گی لیکن وہ دین سے خارج ہو گی مگر اول تو اسی حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ وہ جماعت حضرت علیؓ کے وقت میں پیدا ہو چکی ہے دوسرے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس حدیث میں یہ نہیں کہ اس جماعت کے لوگ نمازیں پڑھیں گے اور تم نہیں پڑھو گے مگر ہو گے تم ہی اچھے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ وہ تم سے لمبی نمازیں پڑھیں گے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی ایسی جماعت ہے جو اس زمانہ میں ہوئی ہے جب سب کے سب مسلمان نمازیں پڑھا کرتے تھے مگر آج کل تو اکثر بے نماز ہیں۔“ (انوار العلوم، قادیان کے غیر از جماعت احباب کے نام پیغام، جلد ۴ صفحہ ۷۶، ۷۷)

لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ: وہ (قرآن) اُن کے گلوں سے نیچے نہیں اُترے گا۔ علامہ عینیؒ لکھتے ہیں کہ حناجر جمع حنجرة وَهِيَ الْحُلْقُوم والبلعوم وكله يُطلق على مجرى النَّفس مِمَّا يَلِي الْفَم یعنی حناجر حنجرة کی جمع ہے اور اس کے معنی حلق کے ہیں نیز گلے کی وہ نالی جس سے کھانا گزرتا ہے اس کا اطلاق اس نالی پر بھی ہوتا ہے جو منہ کے قریب ہے اور جس سے انسان سانس لیتا ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے: تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَسَلُوا اللهَ بِهِ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَنْ يَتَعَلَّمَهُ قَوْمٌ يَسْأَلُونَ بِهِ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْقُرْآنَ يَتَعَلَّمُهُ ثَلَاثَةٌ: رَجُلٌ يُبَاهِي وَرَجُلٌ يَسْتَأْكِلُ بِهِ وَرَجُلٌ يَقْرَأُهُ لِلّٰهِ۔[1] تم قرآن سیکھو اور اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو، قبل اس کے کہ ایک ایسی قوم قرآن سیکھے جو اس کے ذریعہ سے دنیا طلب کرے۔ قرآن کریم تین طرح کے لوگ سیکھتے ہیں: ایک وہ جو اس کے ذریعہ فخر کرتا ہے، ایک وہ جو اس کے ذریعہ مال طلب کرتا ہے اور ایک وہ جو محض اللہ تعالیٰ کی خاطر پڑھتا ہے۔

(فتح الباری، جزء ۹ صفحہ ۱۲۶)

وَيَتَمَارَى فِي الْفُوْقِ: سرے (کو دیکھے تو اس) میں شک کرے۔ تیر کے پچھلے کنارے کو جو کمان کے دھاگے سے ملا ہوتا ہے فُوْق کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کی مثال اُس تیر سے دی ہے جو شکار سے پار گزر جائے مگر اس پر خون اور گوشت وغیرہ کا کوئی نشان نہ ہو۔ یہی حال ان لوگوں کا ہو گا کہ باوجودیکہ وہ دینی تعلیم حاصل کریں گے مگر اس تعلیم کا کوئی مثبت اثر اُن پر دکھائی نہیں دے گا اور اُن کی حالتوں سے یہ ظاہر ہو گا کہ وہ اس تعلیم سے بے بہرہ اور جاہلِ مطلق ہیں۔

---

[1] (مختصر قیام اللیل وقیام رمضان وکتاب الوتر، بَابُ ثَوَابِ الْقِرَاءَةِ بِاللَّيْلِ، صفحہ ۱۷۹)

بَاب٧: مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ لِلتَّأَلُّفِ وَلِئَلَّا يَنْفِرَ النَّاسُ عَنْهُ

جس نے تالیف قلب کی وجہ سے نیز اس لئے کہ لوگ اس سے نفرت نہ کریں خارجیوں سے لڑنا چھوڑ دیا

٦٩٣٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ جَاءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ ذِي الْخُوَيْصِرَةِ التَّمِيمِيُّ فَقَالَ اعْدِلْ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ فِي قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلى رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَضِيِّهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدَى يَدَيْهِ – أَوْ قَالَ ثَدْيَيْهِ – مِثْلُ

٦٩٣٣: عبد اللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زہری سے، زہری نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوسعیدؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ تقسیم فرما رہے تھے اتنے میں عبد اللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! انصاف کریں۔ آپؐ نے فرمایا: تم پر افسوس، اور کون انصاف کرے گا اگر میں نہ انصاف کروں؟ حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا: مجھے اجازت دیں کہ اس کی گردن اُڑا دوں۔ آپؐ نے فرمایا: اسے رہنے دو کیونکہ اس کے کچھ اور بھی ساتھی ہیں۔ تم میں سے ایک اپنی نماز کو اِس کی نماز کے مقابل اور اپنے روزے کو اس کے روزے کے مقابل حقیر جانے گا، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر جانور سے پار نکل جاتا ہے۔ اس تیر کے پَر کو دیکھا جائے اس میں کچھ نشان نہ ملے، پھر اس کے پیکان کو دیکھا جائے تو بھی کچھ نشان نہ ملے، پھر پیکان کے پچھلے حصہ کو دیکھا جائے تو کوئی نشان نہ ملے، پھر لکڑی کے سرے میں دیکھا جائے تو بھی کوئی نشان نہ ملے۔ وہ تو، لید اور خون سے صاف

ثَـدْيِ الْمَـرْأَةِ أَوْ قَـالَ مِثْـلُ الْبَضْـعَةِ تَـدَرْدَرُ، يَخْرُجُـونَ عَلَـى حِينِ فُرْقَـةٍ مِـنَ النَّـاسِ. قَـالَ أَبُـو سَـعِيدٍ أَشْـهَدُ سَـمِعْتُ مِـنَ النَّبِـيِّ صَـلَّى اللهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ وَأَشْـهَدُ أَنَّ عَلِيًّـا قَـتَلَهُمْ وَأَنَـا مَعَهُ جِيءَ بِالرَّجُلِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَـهُ النَّبِـيُّ صَـلَّى اللهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ. قَالَ فَنَزَلَتْ فِيهِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ. (التوبة:۵۸)

نکل گیا ہے۔ اُن لوگوں کے پہنچاننے کی نشانی یہ ہے کہ ایک شخص ہوگا کہ جس کے ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ یا فرمایا: جس کے پستانوں میں سے ایک پستان عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا فرمایا: گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہو گا جو تھلتھلاتا ہوگا، وہ ایسے وقت میں ظاہر ہوں گے کہ لوگوں میں تفرقہ ہوگا۔ حضرت ابوسعیدؓ نے کہا: میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور میں یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ حضرت علیؓ نے اُن کو قتل کیا۔ اس وقت میں بھی اُن کے ساتھ تھا اور اسی حلیہ کے مطابق ایک شخص لایا گیا جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا۔ حضرت ابوسعیدؓ نے کہا: اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی: یعنی اُن میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو صدقات کے متعلق نکتہ چینی کرتے ہیں۔

أطرافُه: ۳۳۴٤، ۳٦۱۰، ٤۳٥۱، ٤٦٦٧، ٥۰٥٨، ٦۱٦۳، ٦۹۳۱، ۷٤۳۲، ۷٥٦۲۔

٦۹۳٤: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا يُسَيْرُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ لِسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَـلَّى اللهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ يَقُـولُ فِـي الْخَوَارِجِ شَيْئًا؟ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ – وَأَهْوَى بِيَدِهِ قِبَلَ الْعِرَاقِ – يَخْرُجُ مِنْهُ قَوْمٌ يَّقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ

۶۹۳۴: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد (بن زیاد) نے ہمیں بتایا۔ (کہا:) شیبانی نے ہم سے بیان کیا کہ یُسیر بن عمرو نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا: میں نے حضرت سہل بن حنیفؓ سے پوچھا: کیا آپؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خارجیوں کے متعلق کچھ کہتے سنا؟ اُنہوں نے کہا: میں نے آپؐ سے سنا اور آپؐ اپنے ہاتھ کو عراق کی طرف بڑھا کر فرماتے تھے کہ وہاں سے ایسے لوگ نکلیں گے جو

يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ.

قرآن (ایسے طور) پر پڑھیں گے کہ وہ اُن کی ہنسلیوں کے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ اسلام سے ایسے نکلیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے۔

تشریح: مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ لِلتَّأَلُّفِ وَلِئَلَّا يَنْفِرَ النَّاسُ عَنْهُ: جس نے تالیف قلب کی وجہ سے اور نیز اس لئے کہ لوگ اس سے نفرت نہ کریں خارجیوں سے لڑنا چھوڑ دیا۔

امام بخاریؒ عناوین ابواب سے شریعت اسلامیہ اور اس کے نفاذ کی عملی شکل کے وہ پہلو نمایاں کرتے ہیں جن سے لوگ غلط استدلال کر کے ایسے نتائج اخذ کر لیتے ہیں جو شریعت کی روح کے خلاف اور شارع علیہ السلام کے اُسوہ کے منافی ہیں۔ خوارج کے قتل کی روایات سے بادی النظر میں یہ مفہوم نکل سکتا ہے کہ اسلام کلمہ گو، نمازیں پڑھنے والے، خوش الحانی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے لوگوں کے بعض بدعتی افعال کی وجہ سے اور شریعت کے ظاہر پر عمل کے باوجود شریعت کی روح اور مغز سے خالی ہونے کی وجہ سے ان کے قتل کا فتویٰ دیتا ہے۔ یہ ہرگز درست نہیں اور نہ ہی اسلامی شریعت اور شارع علیہ السلام کا یہ طریق اور اُسوہ ہے بلکہ آپؐ نے ایسے لوگوں کے قتل سے واضح طور پر منع فرمایا ہے جیسا کہ زیر باب روایت کے یہ الفاظ ہیں: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ دَعْهُ۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا: مجھے اجازت دیں کہ اس کی گردن اڑا دوں۔ آپؐ نے فرمایا: اسے رہنے دو۔ پس ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنا اور ناانصافی کا الزام لگانا اُن کے قتل کی وجہ نہیں بنا بلکہ حضرت علیؓ کے دور میں اس قماش کے لوگ عملاً اسلام کے خلاف بغاوت اور جنگ کرنے لگے تو اُن کی جارحانہ جنگوں کو مدافعانہ جنگ سے روکا گیا۔

بَاب۸: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: وہ گھڑی اُس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک کہ دو ایسے گروہ آپس میں نہ لڑیں جن کا دعویٰ ایک ہی ہو گا

٦٩٣٥: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ

۶۹۳۵: علی (بن عبد اللہ مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ ابوزناد نے ہم سے بیان کیا۔ ابوزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ. وہ گھڑی برپا نہیں ہو گی جب تک کہ ایسے دو گروہ نہ لڑیں جن کا دعویٰ ایک ہی ہو۔

أطرافُه: ٨٥، ١٠٣٦، ١٤١٢، ٣٦٠٨، ٣٦٠٩، ٤٦٣٥، ٤٦٣٦، ٦٠٣٧، ٦٥٠٦، ٧٠٦١، ٧١١٥، ٧١٢١۔

تشریح: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: وہ گھڑی اُس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک کہ دو ایسے گروہ آپس میں نہ لڑیں جن کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔ علامہ بدر الدین عینیؒ فرماتے ہیں: فئتان أي جماعتان هما فِئَةُ عَلِيّ بن أبي طَالب رَضِيَ الله تَعَالَى عَنهُ وَفِئَةُ مُعَاوِيَةَ بن أبي سُفْيَان...... وَقَالَ الدَّاوديّ: هَاتَانِ الفئتان هما إِن شَاءَ الله أَصْحَاب الْجمل۔ یعنی دو ایک جیسے عقیدے والی جماعتوں سے مراد حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی جماعت تھی۔ علامہ داودی نے کہا ہے کہ یہ دو جماعتیں ان شاء اللہ ایک جماعت تو اصحاب جمل تھے اور دوسرے حضرت علیؓ۔ علامہ عینی اور داودی کا یہ خیال اس صورت میں درست ہو سکتا ہے کہ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ سے مراد یہ لیا جائے کہ ہر دو گروہ خلافت راشدہ کے قیام و استحکام کے لئے بر سرِ پیکار تھے اور محض غلط فہمی کے نتیجہ میں ہر فریق دوسرے کو منکر خلافت یا باغی خلافت سمجھ رہا تھا مگر اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت اور تائید الٰہی نے حضرت علیؓ کی خلافت کو خلافت راشدہ کا امین ثابت کیا اور اُمت مسلمہ میں حضرت علیؓ کو چوتھے خلیفۂ راشد کے طور پر تسلیم کیا گیا۔ حضرت عائشہؓ تو حقیقت آشکار ہونے کے بعد حضرت علیؓ کے مقابلہ سے دستکش ہو گئیں مگر جن گروہوں نے حضرت علیؓ کے خلاف علم بغاوت بلند رکھا وہ خلافت حقہ کے انکار کی وجہ سے سرکش اور باغی کہلائے۔ اُمت مسلمہ میں صدیوں سے زیر بحث اس مسئلہ کو حکم وعدل نے حل کر کے اُمت کو حق کی راہ دکھائی۔ آپؑ نے فرمایا:

"ان الحق کان مع المرتضیٰ ومن قاتله فی وقته فبغی وطغی۔"

(سر الخلافہ، روحانی خزائن جلد ٨ صفحہ ٣٥٢)

ترجمہ: کہ حق حضرت علیؓ مرتضیٰ کے ساتھ تھا اور جس نے ان کے زمانہ میں ان سے جنگ کی اس نے بغاوت اور سرکشی کی۔

بَاب ٩: مَا جَاءَ فِي الْمُتَأَوِّلِينَ

تاویل کرنے والوں کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں

٦٩٣٦: قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ

٦٩٣٦: ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) کہتے تھے: اور لیث نے کہا کہ یونس نے ابن شہاب سے روایت کرتے ہوئے مجھے بتایا کہ عروہ بن زبیر نے مجھے

بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَؤُهَا عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَانْتَظَرْتُهُ حَتَّى سَلَّمَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ - أَوْ بِرِدَائِي - فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ؟ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَهُ كَذَبْتَ فَوَاللهِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِي هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَؤُهَا، فَانْطَلَقْتُ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا وَأَنْتَ أَقْرَأْتَنِي سُورَةَ الْفُرْقَانِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ. اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَؤُهَا

خبر دی کہ حضرت مسور بن مخرمہؓ اور عبدالرحمٰن بن عبد قاری دونوں نے اُن کو بتایا کہ اُنہوں نے حضرت عمر بن خطابؓ سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہشام بن حکیمؓ کو سورۃ الفرقان پڑھتے سنا، میں اُن کی قراءت کو غور سے سننے لگا تو معلوم ہوا کہ وہ اس کو بہت سی ایسی طرزوں سے پڑھ رہے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائی تھیں۔ قریب تھا کہ میں نماز میں ہی اُن پر حملہ کر بیٹھتا مگر میں نے اُن کا اُس وقت تک انتظار کیا کہ اُنہوں نے سلام پھیرا۔ پھر میں نے اُن کی چادر گریبان سے پکڑ لی یا کہا کہ میں نے اپنی چادر اُن کے گلے میں ڈال کر ان کو پکڑ لیا اور میں نے کہا: یہ سورۃ تم کو کس نے پڑھائی؟ وہ کہنے لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ سورۃ پڑھائی تھی۔ میں نے اُن سے کہا: تم نے غلط کہا ہے۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھی یہ سورۃ پڑھائی تھی جسے میں نے تمہیں پڑھتے سنا۔ یہ کہہ کر میں اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کھینچتے ہوئے چل پڑا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! میں نے اس کو سورۃ الفرقان ایسی طرزوں سے پڑھتے سنا ہے جو آپؐ نے مجھے نہیں پڑھائی حالانکہ آپؐ نے ہی مجھے سورۃ الفرقان پڑھائی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمرؓ اسے چھوڑ دو۔ ہشامؓ! تم پڑھو، تو حضرت ہشامؓ نے آپؐ

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هَكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.

کے سامنے اُسی قراءت میں پڑھا جو میں نے اُن کو پڑھتے سنا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح یہ سورۃ نازل کی گئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمرؓ! تم پڑھو اور میں نے پڑھی۔ آپؐ نے فرمایا: اِسی طرح نازل کی گئی۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ یہ قرآن سات طرزوں پر نازل کیا گیا۔ اس لئے جو طرز بھی آسان ہو وہی پڑھو۔

أطرافه: ۲٤۱۹، ٤٩٩٢، ٥٠٤١، ٧٥٥٠-

٦٩٣٧: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ ح. و حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ (الأنعام: ۸۳) شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كَمَا تَظُنُّونَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ ﴿يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۗ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾. (لقمان: ١٤)

۶۹۳۷: اسحاق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع نے ہمیں بتایا۔ اور یحيٰ (بن موسیٰ) نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے علقمہ سے، علقمہ نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اُنہوں نے اپنے ایمان کو کسی ظلم سے بھی آلودہ نہیں کیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر یہ شاق گزرا اور وہ کہنے لگے: ہم میں سے کس نے اپنی جان پر ظلم نہیں کیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ معنی نہیں جو تم سمجھتے ہو بلکہ اس کا وہی مفہوم ہے جو لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے بیٹے! اللہ کا شریک کسی کو مت قرار دے۔ شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے۔

أطرافه: ۳۲، ۳۳٦٠، ۳٤۲۸، ۳٤۲۹، ٤٦۲۹، ٤٧٧٦، ٦٩١٨-

٦٩٣٨: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ غَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَّا ذَلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَقُولُونَهُ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللهِ؟ قَالَ بَلَى. قَالَ فَإِنَّهُ لَا يُوَافَى عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ النَّارَ.

٦٩٣٨: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے ہم سے بیان کیا۔ معمر نے زہری سے روایت کی کہ حضرت محمود بن ربیعؓ نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے کہا: میں نے حضرت عتبان بن مالکؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح سویرے میرے پاس آئے تو ایک شخص نے کہا: مالک بن دُخشن کہاں ہے؟ تو ہم میں سے ایک نے کہا: وہ منافق ہے، اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا۔ (یہ سن کر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو! یہ بات مت کہو۔ وہ اللہ کی رضا مندی چاہتے ہوئے لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کا اقرار کرتا ہے۔ اُس نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو بندہ بھی قیامت کے دن اس بات کا اقرار کرتے ہوئے حاضر ہو گا تو اللہ ضرور اس پر آگ کو حرام قرار دے گا۔

أطرافه: ٤٢٤، ٤٢٥، ٦٦٧، ٦٨٦، ٨٣٨، ٨٤٠، ١١٨٦، ٤٠٠٩، ٤٠١٠، ٥٤٠١، ٦٤٢٣۔

٦٩٣٩: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ فُلَانٍ قَالَ تَنَازَعَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَحِبَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ لِحِبَّانَ لَقَدْ عَلِمْتُ مَا الَّذِي جَرَّأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَاءِ يَعْنِي عَلِيًّا قَالَ مَا هُوَ لَا أَبَا لَكَ؟ قَالَ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ يَقُولُ. قَالَ مَا هُوَ؟ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

٦٩٣٩: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے حصین (بن عبدالرحمٰن سُلمی) سے، حصین نے فلاں شخص سے روایت کی۔ اُس نے کہا: ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن ربیعہ) اور حبان بن عطیہ دونوں آپس میں جھگڑ پڑے تو ابوعبدالرحمٰن نے حبان سے کہا: میں وہ بات خوب جانتا ہوں جس نے تمہارے ساتھی کو خونریزی پر جرأت دلائی یعنی حضرت علیؓ کو۔ حبان نے کہا: کیا بات ہے؟ لَا أَبَا لَكَ (تیرا باپ نہ رہے) ابوعبدالرحمٰن

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ وَأَبَا مَرْثَدٍ وَكُلُّنَا فَارِسٌ قَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ حَاجٍ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ هَكَذَا قَالَ أَبُو عَوَانَةَ حَاجٍ فَإِنَّ فِيهَا امْرَأَةً مَعَهَا صَحِيفَةٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ فَأْتُونِي بِهَا، فَانْطَلَقْنَا عَلَى أَفْرَاسِنَا حَتَّى أَدْرَكْنَاهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسِيرُ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا وَ كَانَ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ بِمَسِيرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقُلْنَا أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِي مَعَكِ؟ قَالَتْ مَا مَعِي كِتَابٌ، فَأَنَخْنَا بِهَا بَعِيرَهَا فَابْتَغَيْنَا فِي رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا فَقَالَ صَاحِبَايَ مَا نَرَى مَعَهَا كِتَابًا. قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ عَلِمْنَا مَا كَذَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَلَفَ عَلِيٌّ وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ فَأَهْوَتْ إِلَى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتِ الصَّحِيفَةَ فَأَتَوْا بِهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ

نے کہا: وہی بات ہے جو میں نے اُن کو کہتے ہوئے سنی تھی۔ اُنہوں نے کہا: وہ کیا؟ (انہوں نے کہا) حضرت علیؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے اور زبیرؓ اور ابو مرثدؓ کو بلا بھیجا اور ہم سب شہسوار تھے۔ آپؐ نے فرمایا: جاؤ یہاں تک کہ جب روزہ حاج میں پہنچو، ابوسلمہ نے اسی طرح کہا (ابوعوانہ نے خاخ کے بدلے حاج کہا) تو وہاں ایک عورت ہوگی، اُس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہؓ کا ایک خط ہے جو مشرکوں کے نام ہے تو تم وہ خط میرے پاس لے آؤ۔ ہم اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہوگئے اور جا کر اُس کو وہیں پایا جہاں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تھا۔ وہ اپنے اونٹ پر سوار جا رہی تھی اور حاطبؓ نے اہل مکہ کو لکھا تھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اُن کی طرف آرہے ہیں۔ ہم نے کہا: وہ خط کہاں ہے جو تمہارے پاس ہے؟ وہ کہنے لگی: میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ ہم نے اس کے اونٹ کو مع اس کے بٹھایا اور اس کے اسباب میں تلاش کرنے لگے مگر ہمیں کوئی خط نہ ملا۔ میرے دونوں ساتھیوں نے کہا: ہم اس کے پاس کوئی خط نہیں دیکھتے۔ حضرت علیؓ کہتے تھے۔ میں نے کہا: ہم خوب جانتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کبھی غلط نہیں کہا۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے قسم کھائی۔ اس ذات کی قسم ہے کہ جس کی قسم کھائی جاتی ہے، تمہیں وہ خط نکالنا ہوگا ورنہ میں تمہاری جامہ تلاشی لوں گا۔ یہ سن کر اُس نے اپنے نیفہ کی طرف ہاتھ جھکایا اور وہ ایک چادر باندھے ہوئے تھی اور وہ خط نکالا اور خط

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ خَانَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ دَعْنِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا لِي أَنْ لَّا أَكُونَ مُؤْمِنًا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَلَكِنِّي أَرَدْتُّ أَنْ يَّكُونَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يُدْفَعُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي وَلَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَهُ هُنَالِكَ مِنْ قَوْمِهِ مَنْ يَّدْفَعُ اللهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ. قَالَ صَدَقَ لَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا خَيْرًا. قَالَ فَعَادَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ خَانَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ دَعْنِي فَلِأَضْرِبْ عُنُقَهُ. قَالَ أَوَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ؟ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ أَوْجَبْتُ لَكُمُ الْجَنَّةَ فَاغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.

لے کر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: یارسول اللہ! اس نے تو اللہ اور اس کے رسول اور مؤمنوں سے خیانت کی ہے مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی گردن اڑادوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حاطب! اس پر تم کو کس بات نے آمادہ کیا؟ حاطبؓ نے کہا: یارسول اللہ! مجھے کیا ہوا تھا کہ میں اللہ اور اس کے رسول کا مؤمن نہ رہتا مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ میں چاہتا تھا کہ ان لوگوں پر میرا بھی کوئی احسان ہو تا کہ جس کے ذریعہ سے میرے کنبہ اور میری جائیداد کی حفاظت کی جائے اور آپؐ کے ساتھیوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ جس کی قوم سے وہاں ایسے لوگ نہ ہوں کہ جن کے ذریعہ سے اللہ اس کے کنبے اور جائیداد کی حفاظت کر رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: حاطبؓ نے سچ کہا ہے۔ اس کے متعلق بھلی بات ہی کہو۔ حضرت علیؓ کہتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے دوبارہ وہی کہا: یارسول اللہ! اس نے تو اللہ اور اس کے رسول اور مؤمنوں سے خیانت کی ہے۔ مجھے اجازت دیں کہ اس کی گردن اُڑا دوں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا وہ بدر والوں میں سے نہیں ہے؟ اور تمہیں کیا پتہ کہ شاید اللہ نے ان کو جھانک کر دیکھا ہو اور فرمایا ہو: جو تم چاہو کرو میں تمہارے لئے جنت لازم کر چکا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور کہنے لگے: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

أطرافُه: ۳۰۰۷، ۳۰۸۱، ۳۹۸۳، ۴۲۷۴، ۴۸۹۰، ۶۲۵۹۔

تشریح: **مَا جَاءَ فِي الْمُتَأَوِّلِينَ**: تاویل کرنے والوں کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں۔ امام بخاریؒ ابواب کی ترتیب سے مضامین کے عقدے کھولتے ہیں اور عنوان باب سے غلط مفہوم کا قبلہ درست کرتے ہیں۔ گذشتہ باب میں فئتین سے حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے دو گروہ مراد لئے گئے ہیں۔ امام بخاریؒ حضرت امیر معاویہؓ کو شک کا فائدہ دیتے ہوئے ان کے اجتہاد کو غلط تاویل کا نتیجہ قرار دیتے ہیں اور انہوں نے حضرت علیؓ کے خلاف جو تاویل کی وہ اگرچہ درست نہ تھی اور حضرت علیؓ کے خلاف جنگ جائز نہ تھی مگر وہ اپنے اجتہاد میں خلافت کے ہی قیام واستحکام کے لئے کوشاں تھے اور مجتہد اپنی نیک نیتی سے ایک تاویل کرتا ہے تو گو وہ تاویل غلط ہو مگر اسے شک کا فائدہ دیا جاسکتا ہے۔ اس امر کو نمایاں کرنے کے لئے امام بخاریؒ اس باب میں سات قراءتوں کے متعلق روایت لائے ہیں اور حضرت عمرؓ کا ردّ عمل دکھا کر بتایا ہے کہ جب تک ان کو اصل حقیقت معلوم نہ ہوئی وہ حضرت ہشامؓ کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ تھے مگر حقیقت معلوم ہونے پر فوراً چھوڑ دیا۔ پس سات قراءتوں سے یہ جواز تو نکلتا ہے کہ ایک شخص کسی آیت کا ایک مفہوم سمجھے اور دوسرا کوئی اور مفہوم اخذ کرے، اس میں وسعت ہے۔ اس وسعت کی تعیین خدا کا نبی ہی کر سکتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور آخری دور میں آپؐ کے بروز کامل حکم عدل نے کی۔ اس لئے مسلمہ اتھارٹی کے بغیر اس کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَّا ذَلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ: مالک بن دُخشن کہاں ہے؟ تو ہم میں سے ایک نے کہا: وہ منافق ہے۔ اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”حضرت مالک بن دُخَیْشِن یا ابن دخشنؓ ان انصار میں سے تھے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ منافقین کی مشہور مسجد ضرار جلانے کے لئے جو دو آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجے تھے اُن میں سے ایک یہ بھی تھے۔ (فتح الباری جزء اول صفحہ ۶۷۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں متہم کرنے والے کو منع فرمایا کیونکہ آپؐ اُن کا اخلاص آزما چکے تھے۔ جس نے اُن کو متہم کیا ہے اُس نے غالباً منافقوں کے ساتھ اُن کے ظاہری میل جول کو دیکھ کر جلد بازی سے کام لیا اس لئے اس نے اپنی کم علمی کا اعتراف کرتے ہوئے معذرت کی جو مقامِ اَدب کے تقاضا کے عین مطابق ہے۔......... اخلاص پیدا ہونے کے بعد عمل خود بخود حیّز وجود میں آجاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مالکؓ بن دخشن کی طرف سے جو مدافعت فرمائی ہے وہ علی البصیرت اپنے تجربہ کی بناء پر ہے۔ آج کتنے مسلمان ہیں جن کا زبانی اقرارِ کلمہ شہادت خلوص قلب

پر مبنی ہے اور جنہوں نے اپنی مختلف قسم کی قربانیوں سے اپنے اخلاص کا ثبوت دیا ہے۔ حضرت ابن دخشنؓ بدر وغیرہ میں بالفعل شریک ہوکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سرٹیفکیٹ پانے کا ایک جائز حق رکھتے تھے اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شایاں تھا کہ وہ اپنے کسی صحابی کے متعلق اُس کی قربانی کو دیکھ کر یہ فتویٰ دیتے کہ یہ اُن لوگوں میں سے ہے جنھوں نے کلمہ شہادت کا اقرار اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے کیا ہے اور جن پر آگ حرام ہو چکی ہے۔''

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب الصلوۃ، باب المساجد فی البیوت، جلد اول صفحہ ۵۲۳، ۵۲۴)

اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ أَوْجَبْتُ لَكُمُ الْجَنَّةَ: جو تم چاہو کرو۔ میں تمہارے لئے جنت لازم کر چکا۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ سے متعلق فرماتے ہیں:

''حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے جو غلطی سرزد ہوئی وہ بھی اسی قسم کی تھی... ان کی اس غلطی پر بعض صحابہ کو شدید غصہ آیا اور انہیں قتل کر دینے پر وہ آمادہ ہو گئے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر حقیقت بین ان کے قلبی اخلاص تک پہنچی اور آپؐ نے ان کا عذر قبول فرمالیا۔''

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب الجہاد والسیر، باب الجاسوس، جلد ۵، صفحہ ۳۵۳)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ لکھتے ہیں:

''حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کی کمزوری قابل عفو سمجھی گئی کیونکہ وہ جنگ بدر میں شریک ہوئے اور اس جنگ میں صرف وہی شریک ہوا جو انتہائی قربانی کی روح رکھنے والا تھا۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ بدری صحابیوں کا درجہ اتنا بڑا ہے کہ ان کی کمزوریاں بھی قابل عفو ہیں۔ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ کے فقرہ میں لَعَلَّ کا استعمال شاید کے مفہوم میں نہیں۔ یہ اندازِ بیان وثوق، امید اور پسندیدگی کے معانی کا جامع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا کہ حاطب بن ابی بلتعہؓ کی نیّت درست ہے۔ ان کا اندازِ فکر بشریت کی عام کمزوری تھی جو اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ کی استثناء میں داخل ہے۔ اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ سے یہ مراد نہیں کہ بدری صحابہؓ کو اجازت ہو گئی تھی کہ وہ خلافِ شریعت افعال کا ارتکاب کر لیں۔ اگر یہ مفہوم ہوتا تو حضرت عمرؓ، قدامہؓ

پر جو بدری صحابی ہیں اُن کے شراب پینے کی وجہ سے تعزیر عائد نہ کرتے۔(فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۳۸۲)"

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب المغازی، باب فَضْلُ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا، جلد ۸، صفحہ ۵۶)

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ: یہ قرآن سات طرزوں پر نازل کیا گیا۔ علامہ بدر الدین عینیؒ سات قراءت کے متعلق لکھتے ہیں کہ علی سَبْعَةِ أَحْرُفٍ أَيْ: على سَبْعَة لُغَات هِيَ أَفْصح اللُّغَات۔ وَقيل: الْحَرْف الْإِعْرَاب، يُقَال: فلَان يقْرَأ بِحرف عَاصِم أَي بِالْوَجْهِ الَّذِي اخْتَارَهُ من الْإِعْرَاب، وَقيل: توسعة وتسهيلاً لم يقْصد بِهِ الْحصْر، وَفِي الْجُمْلَة قَالُوا: هَذِه الْقرَاءَات السَّبع لَيْسَ كل وَاحِدَة مِنْهَا وَاحِدَة من تِلْكَ السَّبع، بل يحْتَمل أَن تكون كلهَا وَاحِدَة من اللُّغَات السَّبْعَة۔ اس کا معنی ہے سات لغات پر اور وہ تمام لغات میں زیادہ فصیح ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حرف سے مراد اعراب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے عاصم کے حرف پر پڑھایا، یعنی امام عاصم نے جن اعراب کو اختیار کیا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد توسیع اور تسہیل ہے اور سات حروف میں حصر نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ سات قراءت ہیں اور ان میں سے ہر قراءت ان قراءتوں میں سے نہیں ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ ساتوں قراءتیں فصیحہ سے ہوں۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۹۱)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"اِس سے یہ دھوکا نہیں کھانا چاہئے کہ قرآن کئی طرح پڑھا جا سکتا ہے۔ اِس حقیقت کو صرف عربی دان سمجھ سکتا ہے کیونکہ یہ بات صرف عربی میں ہی پائی جاتی ہے کسی اور زبان میں نہیں پائی جاتی۔ عربی زبان میں ماضی اور مضارع کے جو صیغے ہیں اُن کے زیر اور زبر کئی طرح جائز ہوتے ہیں لیکن معنی نہیں بدلتے۔ کسی حرف کے نیچے زیر لگالیں تب بھی جائز ہوتا ہے اور اگر اُس پر زبر پڑھیں تب بھی جائز ہوتا ہے اور معنی ایک ہی رہتے ہیں۔ کبھی تو یہ عام قاعدہ کے طور پر فرق ہوتا ہے یعنی علمی زبان میں اس لفظ کو کئی طرح بولنا جائز ہوتا ہے اور بعض موقعوں میں یہ فرق قبائل کے لحاظ سے ہوتا ہے یعنی بعض قبائل یا بعض خاندان ایک لفظ زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ بعض لوگوں کے منہ پر زبر چڑھی ہوئی ہوتی ہے اور بعض لوگوں کے منہ پر زیر چڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی اجازت سے زیر یا زبر سے پڑھنے کی اجازت دے دیتے تھے لیکن اِس سے معنوں پر کوئی اثر بھی نہیں پڑتا تھا نہ لفظ میں کوئی تبدیلی ہوتی تھی۔ یہ فرق اور زبانوں میں نہیں پایا جاتا اِس لئے دوسری

زبانوں کے آدمی جب یہ بات سنتے ہیں تو وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ شاید کسی شخص کو کوئی آیت پڑھائی ہوتی تھی اور کسی کو کوئی آیت پڑھائی ہوئی ہوتی تھی حالانکہ آیت کا کوئی سوال ہی نہیں نہ لفظ کا کوئی سوال ہے۔ سوال صرف لفظوں کے بعض حروف کی حرکت کا ہے۔ اِن حرکات کے تغیر سے معنوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ صرف اتنا فرق پڑتا ہے کہ جس قوم کو جس حرکت سے پڑھنے میں آسانی ہو سکتی ہے وہ اُس حرکت سے پڑھ لیتی ہے۔" (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد ۲۰ صفحہ ۴۲۸، ۴۲۹)

سَبْعَةُ أَحْرُف کی ایک اور تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قرآن کریم کے سات بطن ہیں۔ عام طور پر لوگوں نے اس حدیث کو پوری طرح نہیں سمجھا، اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ مختلف زمانوں کے تغیرات کے مطابق قرآن کریم کی آیات کے معنے کھلتے جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے لوگوں کو قرآن کریم کی کئی آیات کے وہ معنے نظر نہ آئے جو بعد میں تغیر آنے والے زمانہ کے لوگوں کو نظر آئے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کے جو نکات اور معارف نکالے، وہ قرآن کریم میں نئی آیات داخل کر کے نہیں نکالے۔ آیات وہی تھیں، ہاں آپ پر اِس زمانہ کے مطابق ان کا بطن ظاہر ہوا۔ چونکہ زمانہ کے حالات بدلتے رہتے ہیں اور موجودہ زمانہ مذہب کے متعلق امن اور صلح کا زمانہ تھا اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم سے امن کے احکام اور صلح کی تعلیم پیش فرمائی اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ○ إِلَّا مَنْ تَوَلَّى وَ كَفَرَ ○ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ○ (الغاشیۃ:۲۳) یعنی تجھے اس لئے نہیں بھیجا گیا کہ تُو لوگوں سے جبری طور پر اپنا مذہب منوائے، نہ ہم نے اُن پر جبر کرنے کے لئے بھیجا ہے جو منہ پھیر لیتے ہیں اور کفر اختیار کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو سزا دینا خدا کا کام ہے تیرا کام نہیں کیونکہ خدا دلوں کے حالات کو جانتا ہے تو نہیں جانتا۔

یہ دوسرا بطن تھا جو اس زمانہ کے حالات کے مطابق آپ پر کھولا گیا اور اسلام کی تائید میں تلوار اُٹھانے سے منع کیا گیا۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ

فرمایا کہ قرآن کریم کے سات بطن ہیں، اِس کے ایک معنے یہ ہیں کہ دنیا میں سات بڑے بڑے تغیرات آئیں گے اور ہر تغیر کے زمانہ میں لوگوں کے ذہن بدل جائیں گے۔ اس وقت خدا تعالیٰ قرآن کریم کے ایسے معنے کھول دے گا جو لوگوں کے اس وقت کے ذہنوں اور قلوب کو تسلی دینے والے ہوں گے۔ اس زمانہ میں بیسیوں مسائل ایسے رنگ میں کھلے ہیں کہ پہلے ان کی ضرورت اور اہمیت محسوس نہیں کی جا سکتی تھی۔ مثلاً آیات قرآنی کے نسخ کا مسئلہ ہے۔ پہلے ایسے وقت میں نسخ کا سوال پیدا ہوا کہ اس وقت کے لوگوں کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہ تھی کیونکہ ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل تھا۔ پس باوجود نسخ کے عقیدہ کے یہ بات قرآن کریم کی سچائی کے معلوم کرنے میں روک نہ بن سکتی تھی۔ لیکن جب ایسا زمانہ آیا کہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے دور ہوئے اور دنیا کے ذہنی اور علمی تغیر کے مطابق قرآن کریم کی آیات کے معنے نہ کر سکے تو کہنے لگے یہ آیت بھی منسوخ ہے اور وہ آیت بھی منسوخ ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھڑا کیا اور آپ نے ثابت کیا کہ قرآن کریم کی کوئی آیت ان معنوں میں منسوخ نہیں ہے کہ اس پر عمل نہیں کیا جا سکتا اور جن آیات کو منسوخ قرار دیا جاتا تھا اُن کے ایسے معنے بیان فرمائے جنہیں لوگوں کی عقلیں بآسانی قبول کر سکتی ہیں۔ یہ ان آیات کا دوسرا بطن تھا جو خدا تعالیٰ نے آپ پر کھولا۔

تو قرآن کریم کے سات بطن سے مراد سات عظیم الشان ذہنی اور عقلی اور علمی تغیرات ہو سکتے ہیں اور اس میں بتایا گیا ہے کہ ہر ایسے تغیر میں قرآن کریم قائم رہے گا اور کوئی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ ہمارے زمانہ کی ضروریات کو قرآن پورا نہیں کرتا۔ باقی الہامی کتابیں تو ایسی ہیں کہ جن کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب زمانہ بدلا اور دنیا میں تغیر آیا تو ان کتب میں جو کلام تھا اس کے وہ معنے نہ نکلے جو اس زمانہ کے ذہنوں کے مطابق ہوتے۔ اس لئے وہ قابل عمل نہ رہیں مگر قرآن کریم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جوں جوں دنیا میں تغیر آتے جائیں گے اور لوگ قرآن پڑھیں گے اس زمانہ کی ضروریات کو پورا کرنے والا مفہوم اس میں سے نکلتا آئے گا اور

لوگ تسلیم کریں گے کہ ہاں قرآن کریم ہی اس زمانہ کے لئے بھی کافی ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس زمانہ کے لئے بھی رسول ہیں۔... غرض فرمایا کہ قرآن کریم کو ہم نے ایسا بنایا ہے کہ یہ ہر زمانہ کے لیے کافی ہو گا۔ اس میں ہر زمانہ کے خیالات پر بحث موجود ہو گی۔ اگر اس زمانہ کے لوگوں کے خیالات غلط ہوں گے تو ان کی تردید کی جائے گی اور اگر صحیح ہوں گے تو تائید کی جائے گی۔

درحقیقت قرآن کریم میں یہ ایک بہت بڑی خوبی ہے کہ جب وہ کوئی مضمون لیتا ہے تو اُس کے تمام متعلقہ مضامین کو اس کے نیچے تہ بہ تہ جمع کر دیتا ہے بالکل اسی طرح جس طرح زمین کے طبقات ہوتے ہیں۔... یہی حال قرآن کریم کا ہے۔... حقیقت یہ ہے کہ ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق اس کے نئے نئے معانی اور مطالب نکلتے آئیں گے۔"

(تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ العنکبوت، آیت اَوَ لَمۡ یَکۡفِهِمۡ اَنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ، جلد ۷ صفحہ ۶۶۵ تا ۶۶۹)

قَالَ انْطَلِقُوا حَتّٰى تَأْتُوا رَوْضَةَ حَاجٍ: روضہ حاج کے بارے میں علامہ عینیؒ لکھتے ہیں کہ هُوَ مَوضِع قریب من مَكَّة قَالَه فِي التَّوْضِيح وَقَالَ النَّوَوِيّ وَهِي بِقرب الْمَدِينَة وَقَالَ الْوَاقِدِيّ هِيَ بِالْقربِ من ذِي الحليفة وَقيل من الْمَدِينَة نَحْو اثْنَي عشر ميلًا۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۹۳) یعنی توضیح میں ہے کہ یہ جگہ مکہ کے قریب ہے اور علامہ نووی نے کہا ہے کہ یہ جگہ مدینہ کے قریب ہے اور علامہ الواقدی نے کہا ہے کہ یہ جگہ ذوالحلیفہ کے قریب ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ جگہ مدینہ سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۸۹ - كِتَابُ الْإِكْرَاهِ

اکراہ اور جبر (کے متعلق احکام شریعت)

۞۞۞۞۞۞۞

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں: اکراہ یہ ہے کہ کسی پر کوئی ایسی چیز لازم کر دینا جسے وہ نہ چاہتا ہو۔ اس کی چار شرطیں ہیں: (۱) دھمکی دینے والا اپنی دھمکی کے مطابق عمل کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور مجبور انسان اپنا دفاع کرنے سے عاجز ہو حتیٰ کہ وہ بھاگ کر بھی اپنی جان نہ بچا سکے۔ (۲) مجبور شخص کو یقین یا کم از کم ظن غالب ہو کہ اگر وہ اس کے مطابق عمل نہ کر سکا تو جبر کرنے والا اپنی دھمکی کو عملی شکل دے دے گا۔ (۳) جبر کرنے والا اپنی دھمکی کو فوری طور پر عملی شکل دینے پر قادر ہو۔ اگر اس نے یوں کہا کہ اگر تو نے اب ایسا نہ کیا تو میں کل تجھے مار دوں گا تو ایسا انسان مجبور نہیں ہو گا (کیونکہ اسے کل تک کی مہلت ہے) (۴) مجبور انسان سے اس قسم کا عمل ظاہر نہ ہو جو اُس کے اختیار و ارادے پر دلالت کرتا ہو۔ (فتح الباری جزء ۱۲ صفحہ ۳۹۰)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”أَكْرَهَهُ عَلَى الامرِ کے معنے ہیں: حَمَلَهُ عَلَيْهِ قَهْرًا۔ کسی کو کسی کام پر زبردستی آمادہ کیا۔ أَكْرَهَ فُلَانًا۔ حَمَلَهُ عَلٰى أَمْرٍ يَكْرَهُهُ۔ اس کو کسی ایسے کام پر آمادہ کیا جس کو وہ ناپسند کرتا تھا۔ وَقِيلَ عَلَى الْأَمْرِ لَا يُرِيدُهُ طَبْعًا أَوْ شَرْعًا۔ اور بعض کہتے ہیں: أَكْرَهَ فُلَانًا کے معنے ہیں کہ اس نے اسے ایسے کام پر آمادہ کیا جس کو وہ طبعًا یا مذہبًا ناپسند کرتا تھا۔ اس سے اسم فاعل مُكْرِهٌ اور اسم مفعول مُكْرَهٌ آتا ہے۔ (اقرب)“

(تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ النحل، آیت مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ، جلد ۴ صفحہ ۲۵۳)

قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ

اللہ تعالیٰ کا فرمانا: (جو لوگ (بھی) اپنے ایمان لانے کے بعد اللہ کا انکار کریں) سوائے اُن کے جنہیں (کُفر پر) مجبور کیا گیا ہو لیکن اُن کا دل ایمان پر مطمئن ہو (وہ گرفت میں نہ آئیں گے)

وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا ہاں وہ جنہوں نے (اپنا) سینہ کُفر کے لئے کھول دیا

فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ ہو اُن پر اللہ کا (بہت) بڑا غضب (نازل) ہو گا اور

عَظِيْمٌ (النحل:۱۰۷) وَقَالَ إِلَّآ أَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً (آل عمران:۲۹) وَهِيَ تَقِيَّةٌ وَقَالَ إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ أَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْأَرْضِ إِلَى قَوْلِهِ عَفُوًّا غَفُوْرًا. (النساء:۹۸-۱۰۰)

اُن کے لئے بڑا بھاری عذاب (مقدر) ہے۔ اور فرمایا: سوائے اس کے کہ تم اُن سے کچھ بچاؤ کرو۔ اور تُقٰىةً بمعنی تَقِيَّة ہے یعنی بچاؤ کرنا۔ اور فرمایا: وہ لوگ جن کو ملائکہ ایسی حالت میں وفات دیتے ہیں کہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہوتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ تم کس دھن میں رہے؟ تو وہ کہتے ہیں: ہم ملک میں کمزور سمجھے جاتے تھے، وہ (فرشتے) جواب دیں گے: کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ اُن لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہو گا اور وہ رہنے کے لحاظ سے بہت (ہی) بُری جگہ ہے۔ ہاں وہ لوگ جو مردوں عورتوں اور بچوں میں سے فی الواقع کمزور تھے (اور) وہ کسی تدبیر کی طاقت نہ رکھتے تھے اور نہ کوئی راہ انہیں نظر آتی تھی۔ اِن لوگوں کے متعلق خدا کی بخشش قریب ہے کیونکہ اللہ ہے ہی بہت معاف کرنے والا اور بخشنے والا۔

وَقَالَ: وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا (النساء:۷۶) فَعَذَرَ اللّٰهُ الْمُسْتَضْعَفِينَ الَّذِي لَا يَمْتَنِعُونَ مِنْ تَرْكِ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ وَالْمُكْرَهُ لَا يَكُونُ إِلَّا مُسْتَضْعَفًا غَيْرَ مُمْتَنِعٍ مِنْ

اور فرمایا: اور (تم کیوں) اُن کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں (کی راہ میں جنگ نہیں کرتے) جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں اس بستی سے کہ جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال، اور اپنی جناب سے ہمارا کوئی دوست بنا (کر بھیج) اور اپنے حضور سے (کسی کو) ہمارا مددگار بنا (کر کھڑا کر)۔ اس آیت میں اللہ نے ان کمزور لوگوں کو اللہ کے احکام نہ بجالانے سے معذور قرار دیا ہے اور جس پر جبر کیا جاتا ہے وہ کمزور ہی ہوتا ہے۔ وہ اس

فِعْلِ مَا أُمِرَ بِهِ. وَقَالَ الْحَسَنُ التَّقِيَّةُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيمَنْ يُكْرِهُهُ اللُّصُوصُ فَيُطَلِّقُ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَبِهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَالشَّعْبِيُّ وَالْحَسَنُ. وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ.

حکم کو بجالانے سے رُک نہیں سکتا جو اُسے دیا گیا ہے۔ اور حسن (بصری) نے کہا: تقیہ قیامت تک رہے گا اور حضرت ابن عباسؓ نے اس شخص کے متعلق کہا جس پر چور زبردستی کریں اور وہ طلاق دے دے، یہ کوئی طلاق نہیں۔ اور حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن زبیرؓ اور شعبی اور حسن نے بھی یہی فتویٰ دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمل نیت پر ہی ہوتے ہیں۔

٦٩٤٠: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ اللَّهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَالْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَابْعَثْ عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ.

٦٩٤٠: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے خالد بن یزید سے، خالد نے سعید بن ابی ہلال سے، سعید نے ہلال بن اُسامہ سے روایت کی کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اُنہیں خبر دی۔ ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا کرتے تھے: اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہؓ اور سلمہ بن ہشامؓ اور ولید بن ولیدؓ کو نجات دے۔ اے اللہ! ان مومنوں کو نجات دے جو کمزور سمجھے جاتے ہیں۔ اے اللہ! مضر کو سختی سے لتاڑ اور اُن پر ایسے (قحط کے) سال بھیج جو یوسف کے سے سال ہوں۔

أطرافه: ٧٩٧، ٨٠٤، ١٠٠٦، ٢٩٣٢، ٣٣٨٦، ٤٥٦٠، ٤٥٩٨، ٦٢٠٠، ٦٣٩٣۔

تشریح: اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ: مگر وہ جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو۔ زیر بحث روایت نمبر ٦٩٤٠ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جن مظلوموں کے لئے دعا کا ذکر ہے یعنی (١) حضرت عیاش بن ابی ربیعہؓ (٢) حضرت سلمہ بن ہشامؓ (٣) اور حضرت ولید بن ولیدؓ۔ ان کا مختصر تعارف یہ ہے:

(۱) **حضرت عیاش بن ابی ربیعہؓ:** ان کا نام عیاش جبکہ کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے۔ دعوت اسلام کے ابتدائی ایام میں اسلام سے بہرہ ور ہوئے۔ ہجرت ثانیہ میں اپنی اہلیہ اسماء کے ساتھ ہجرت حبشہ کی۔ جب حبشہ سے مکہ واپس آئے تو اس کے بعد حضرت عمرؓ کے ساتھ ہجرت مدینہ کا شرف حاصل ہوا۔ ابھی قبا ہی پہنچے تھے کہ ان کے بھائی ان کا پیچھا کرتے ہوئے آ پہنچے اور کہا کہ تمہاری والدہ نے قسم کھائی ہے کہ جب تک تمہیں دیکھ نہ لیں گی، سایہ میں نہ بیٹھیں گی۔ والدہ کی محبت میں انہیں ملنے واپس مکہ آ گئے۔ ابو جہل اور حارث بن ہشام جو ان کے اخیافی بھائی تھے، انہوں نے ان کو مکہ میں قید کرلیا اور اذیتیں دینی شروع کر دیں۔ ایک روایت کے مطابق شام میں آپؓ کی وفات ہوئی جبکہ طبری کے مطابق شام سے واپس ہو کر مکہ میں وفات ہوئی۔ (اسد الغابة، عیاش بن ابی ربیعة، جزء۴ صفحہ ۳۰۸) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الطبقة الثانیة من المهاجرین، عیاش بن ابی ربیعة، جزء۴ صفحہ ۹۶)

(۲) **حضرت سلمہ بن ہشامؓ:** ان کا نام سلمہ ہے۔ یہ دشمنِ اسلام ابو جہل کے بھائی تھے۔ اسلام کے ابتدائی ایام میں قبول اسلام کا شرف پایا۔ ہجرت حبشہ میں شامل ہوئے لیکن جلد ہی اہل مکہ کے قبول اسلام کی غلط خبر سن کر بعض مہاجرین کے ساتھ واپس آ گئے۔ واپس آنے کے بعد ابو جہل نے ان کو قید کر لیا اور طرح طرح کی تکالیف پہنچائیں اور حضرت سلمہؓ قید و بند کی اِن صعوبتوں میں غزوۂ بدر کے بعد تک گرفتار رہے۔ (اسد الغابة، سلمة بن هشام، جزء۲ صفحہ ۵۳۱) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الطبقة الثانیة من المهاجرین، سلمة بن هشام، جزء۴ صفحہ ۹۶، ۹۷)

(۳) **حضرت ولید بن ولیدؓ:** ان کا نام ولید ہے۔ مشہور صحابی حضرت خالد بن ولیدؓ اور آپؓ ایک ہی ماں کے بطن سے تھے۔ بدر میں مسلمانوں کے خلاف مشرکین کے ساتھ لڑنے نکلے اور شکست کھا کر حضرت عبد اللہ بن جحشؓ کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔ رہائی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گئے۔ اسلام لانے کے بعد مکہ لوٹ گئے۔ وہاں آپؓ کو قید کر دیا گیا۔ ایک عرصہ تک قید کی تکالیف برداشت کیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ غزوۂ بدر سے قبل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم عیاش بن ابی ربیعہ اور سلمہ بن ہشام کی رہائی کی دعا کیا کرتے تھے اور بدر کے بعد آپؐ ان کے ساتھ ساتھ ولید بن ولید کا بھی نام لے کر دعا کرنے لگے۔ اور (غزوۂ بدر کے بعد) تین سال تک آپؐ ان تینوں کی رہائی کی دعا کرتے رہے۔ بالآخر ایک دن ولید موقع پا کر قید سے بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ مدینہ پہنچ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو آپؐ نے ان سے عیاش بن ابی ربیعہ اور سلمہ بن ہشام کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ دونوں بیڑیوں میں بندھے ہوئے قید کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واپس مکہ جا کر قریش سے نظر بچاتے ہوئے انہیں بھی چھڑا کر لے آؤ۔ چنانچہ ولید آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق اپنے دونوں ساتھیوں کو بھی قید سے نکال کر لانے میں کامیاب ہوئے۔ عمرۃ القضاء میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے لیکن عمرۃ القضاء کے بعد زیادہ دیر زندہ نہ رہے اور ۸ھ کے اندر ہی آپؓ کی وفات ہو گئی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الطبقة الثانیة من المهاجرین، الولید بن المغیرة، جزء۴ صفحہ ۹۸)

(اسد الغابة، الولید بن الولید، جزء۵ صفحہ ۴۲۳)

اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ وَ قَلۡبُہٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِیۡمَانِ ... کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جو مجبوراً ارتداد کرے اس پر اتنا عذاب نہیں۔ شاید اشارہ جبر ہی کی طرف ہو اور ممکن ہے کہ ظلم کی وجہ سے وہ دلیری سے اسلام کا اظہار نہ کر سکے ہوں۔ گو بعض روایات میں عمار کے متعلق اس کو چسپاں کیا جاتا ہے مگر مضمون کی ترتیب کو دیکھتے ہوئے جبر پر یہ واقعہ زیادہ چسپاں ہوتا ہے۔

مسیحیوں نے اس آیت پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام بزدلی کی تعلیم دیتا ہے اور ظلم کے موقعہ پر ارتداد کی اجازت دیتا ہے لیکن یہ اعتراض بھی ان کے دوسرے اعتراضوں کی طرح غلط ہے کیونکہ اس جگہ سے یہ ہرگز نہیں نکلتا کہ اللہ تعالیٰ اس فعل کو معاف کر دے گا۔ اس جگہ تو صرف یہ کہا ہے کہ اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ وَ قَلۡبُہٗ مُطۡمَئِنٌّۢ والے کے متعلق اس آیت میں حکم نہیں بیان کیا گیا اور سزا سے مستثنیٰ نہیں بتایا گیا بلکہ اس گروہ کو علیحدہ قرار دے کر یہ کہا ہے کہ اس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا۔“

(تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ النحل، آیت مَنۡ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنۡۢ بَعۡدِ اِیۡمَانِہٖۤ، جلد ۴ صفحہ ۲۵۴)

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰىہُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ قَالُوۡا فِیۡمَ کُنۡتُمۡ ؕ قَالُوۡا کُنَّا مُسۡتَضۡعَفِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ:
وہ لوگ جن کو ملائکہ ایسی حالت میں وفات دیتے ہیں کہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہوتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ تم کس دھن میں رہے؟ تو وہ کہتے ہیں: ہم ملک میں کمزور سمجھے جاتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

”تم سب نے تجربہ کیا ہوگا کہ بعض اوقات انسان کا جی چاہتا ہے کہ آج عبادت ہی کریں۔ بعض آدمیوں کو دیکھ کر بھی عبادت کو جی چاہتا ہے۔ اسی طرح بعض موقعوں پر خدا سے غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض انسان ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ملنے سے خدا سے نفرت پیدا ہو کر دنیا کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور بعض شخصوں کو دیکھ کر دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہے اور آخرت کا خیال آجاتا ہے۔ یہ ایک دُنیا کے عجائبات میں سے ہے۔ یہ دونوں حالتیں قریباً ہر انسان پر وارد ہوتی ہیں۔ بعض کھانے، چارپائی اور مکان میں غفلت پیدا ہوتی ہے۔ نبی کریم کو حکم ہے کہ ایسی جگہ کو بدل دو۔ چارپائیوں کے بستروں کے بدلنے سے بھی حالت بدل جاتی ہے۔ یہاں اسی مسئلہ کو خدا نے

بیان کیا۔ جس ملک میں رہنے سے دین کو بھُولے اُسے کیوں نہ چھوڑ دے۔ فرشتے اُن پر سختی کریں گے اور کہیں گے کہ تم ایسے مقاموں میں رہے کیوں؟ کیا خدا کی زمین فراخ نہ تھی؟ تم اس جگہ سے یہ سبق سیکھو۔ جہاں غفلت کی صحبت ہو اُس میں مت بیٹھو۔ ایک بزرگ نے مجھے کہا کہ تم کو کئی دن سے نہیں دیکھا۔ میں نے کہا ہاں سُستی ہو گئی۔ فرمایا: تم نے قصاب کی دوکان نہیں دیکھی؟ آپ کا مطلب یہ تھا کہ دیکھو قصاب جب دو چھُریاں آپس میں رگڑتا ہے تو تیز ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح صحبتِ صادقین کا فائدہ ہے۔" (حقائق الفرقان، جلد ۲ صفحہ ۵۳)

وَقَالَ الْحَسَنُ التَّقِيَّةُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: اور حسن (بصری) نے کہا: تقیہ قیامت تک رہے گا۔

حسن بصری کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اوّل میں جس طرح بعض مسلمانوں کو اسلام سے انکار کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا جیسے حضرت بلالؓ، حضرت عمارؓ، حضرت خبابؓ و دیگر متعدد صحابہ اس آزمائش سے گزرے۔ یہ سلسلہ وہاں شروع ہو کر وہیں ختم نہیں ہو گیا بلکہ قیامت تک ایسے لوگ آتے رہیں گے جنہیں حق سے انکار پر مجبور کیا جائے گا اور اُن میں سے بعض اس جبر کے سامنے بے بس ہو کر اپنے ایمان کو چھپانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ امام بخاریؒ نے آیت کریمہ کے الفاظ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً (مگر یہ کہ تم ان سے پوری طرح بچو) سے یہ استدلال کیا ہے کہ کمزور لوگوں کا ایک طبقہ اپنی جان بچانے کے لئے اپنے بچاؤ کی ہر ممکنہ کوشش کرے گا اور چونکہ ہر شخص کی برداشت اور صبر کا پیمانہ مختلف ہوتا ہے۔ وہ جن کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ (مگر وہ جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو) کے تابع بعض اوقات ان سے ایسے اظہار ہو جاتے ہیں جو تقیہ یعنی جان بچانے کی وہ آخری حد ہے جس میں ایک انسان بے بس ہو جاتا ہے اور اس کی زبان سے کچھ ایسا اظہار ہو جاتا ہے جو ایمان کی اعلیٰ حالت کے منافی ہے۔ یہ جائز تو ہے مگر اسلام اسے نہ محلِ مدح میں شمار کرتا ہے نہ اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اسلام کے نزدیک یہ ایمان کی وہ سطح ہے جسے استغفار، توبہ اور تبتل الی اللہ کے پانی سے سیراب کئے بغیر کامل نجات نہیں ملتی۔ کامل لوگ ان مواقع پر ہجرت کو ترجیح دیتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آیت اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ... کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ اگر کوئی ظالم کسی مسلمان کو سخت دردناک اور فوق الطاقت زخموں سے مجروح کرے اور وہ اس عذاب شدید میں کوئی ایسے کلمات کہہ دے کہ اس کافر کی نظر میں کفر کے کلمات ہوں مگر وہ خود کفر کے کلمات کی نیت نہ کرے بلکہ دل اس کا ایمان سے لبالب ہو اور صرف یہ نیت ہو کہ وہ اس ناقابل

برداشت سختی کی وجہ سے اپنے دین کو چھپاتا ہے مگر نہ عمداً بلکہ اس وقت جبکہ فوق الطاقت عذاب پہنچنے سے بے حواس اور دیوانہ سا ہو جائے تو خدا اُس کی توبہ کے وقت اس کے گناہ کو اس کی شرائط کی پابندی سے جو نیچے کی آیت میں مذکور ہیں معاف کر دے گا کیونکہ وہ غفور رحیم ہے اور وہ شرائط یہ ہیں۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (النحل:١١١) یعنی ایسے لوگ جو فوق الطاقت دکھ کی حالت میں اپنے اسلام کا اخفاء کریں اُن کا اس شرط سے گناہ بخشا جائے گا کہ دکھ اُٹھانے کے بعد پھر ہجرت کریں یعنی ایسی عادت سے یا ایسے ملک سے نکل جائیں جہاں دین پر زبردستی ہوتی ہے پھر خدا کی راہ میں بہت ہی کوشش کریں اور تکلیفوں پر صبر کریں۔ اِن سب باتوں کے بعد خدا اُن کا گناہ بخش دے گا کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔ اب ان تمام آیات سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی فوق الطاقت دکھ کے وقت بھی جو دشمنوں سے اس کو پہنچے دین اسلام کی گواہی کو پوشیدہ کرے وہ بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک گناہ گار ہے مگر خدمات شائستہ دکھلانے کے بعد اور ایسی عادت یا ایسا ملک چھوڑ دینے کے بعد جس میں زبردستی کی جاتی ہے اور صبر اور استقامت کے بعد اس کا گناہ معاف کیا جائے گا اور خدا اس کو ضائع نہیں کرے گا کیونکہ وہ رحمٰن و رحیم ہے۔ غرض خدا تعالیٰ نے اس اخفا کو محل مدح میں نہیں رکھا بلکہ ایک گناہ قرار دیا ہے اور اس گناہ کا کفارہ پچھلی آیت میں بتلا دیا ہے اور جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں جابجا ان مومنوں کی تعریف کی ہے جو دین کی گواہی کو نہیں چھپاتے اگرچہ جان جائے۔ ہاں ایسے شخص کو بھی ردّ کرنا نہیں چاہا جو اپنی ضعف استعداد اور فوق الطاقت عذاب کی وجہ سے معذب ہونے کی حالت میں دین کی گواہی کو پوشیدہ رکھے بلکہ اس کو اس شرط سے قبول کر لیا ہے کہ آئندہ ایسی عادت سے یا ایسے ملک سے جس میں زبردستی ہوتی ہے علیحدہ ہو جائے اور اپنے صدق اور ثبات اور مجاہدات سے اپنے ربّ کو راضی کرے تب یہ گناہ دین کے اخفاء کا معاف کیا جائے گا کیونکہ وہ خدا جس نے عاجز بندوں کو پیدا کیا ہے نہایت کریم و رحیم خدا ہے۔ وہ کسی کو تھوڑے کئے پر اپنی جناب

سے ردّ نہیں کرتا۔ یہ تو تعلیم قرآنی ہے جو خدا تعالیٰ کی صفات رحمت اور مغفرت کے بالکل مطابق ہے۔" (نُور القُرآن نمبر ۲، روحانی خزائن جلد۹، صفحہ ۴۱۲، ۴۱۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وإني عاشرت الخواص والعوام، ورأيت كل طبقة من الأنام، ولكني ما رأيت سيرة التقية وإخفاء الحق والحقيقة إلا في الذين لا يُبالون علاقة حضرة العزة۔ ووالله لا ترضى نفسي لطرفة عين أن أداهن في الدين ولو قُطعتُ بالسكين و كذلك كل من هداه الله فضلا ورحما ورزق من الإخلاص رزقا حسنا، فلا يرضى بالنفاق وسير المنافقين۔ أما قرأتَ قصة قوم اختاروا الموت على حياة المداهنة وما شاءوا أن يعيشوا طرفة عين بالتقية وقالوا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ○ (الاعراف:۱۲۷)۔"[۱]

(سر الخلافہ، روحانی خزائن جلد۸، صفحہ ۳۵۱)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میں دیکھتا ہوں کہ بعض کچے لوگ داخل ہو جاتے ہیں اور پھر ذرا سی دھمکی ملتی ہے اور لوگ ڈراتے ہیں تو پھر خط لکھ دیتے ہیں کہ کچھ تقیہ کر لیا ہے۔ بتاؤ انبیاء علیہم السلام اس قسم کے تقیہ کیا کرتے ہیں؟ کبھی نہیں۔ وہ دلیر ہوتے ہیں اور انہیں کسی مصیبت اور دکھ کی پروا نہیں ہوتی۔ وہ جو کچھ لے کر آتے ہیں اسے چھپا نہیں سکتے خواہ ایک شخص بھی دنیا میں ان کا ساتھی نہ ہو۔ وہ دنیا سے پیار نہیں کرتے۔ ان کا محبوب ایک ہی خدا ہوتا ہے۔ وہ اس راہ میں ایک مرتبہ نہیں ہزار مرتبہ قتل

---

[۱] (ترجمہ عربی عبارت) اور میرا میل جول خواص وعام سے رہا ہے اور میں نے ہر طبقہ کے لوگوں کو دیکھا ہے لیکن میں نے تقیہ اور حق وصداقت کو مخفی رکھنے کی سیرت صرف ان لوگوں میں دیکھی ہے جو خدائے ربّ العزت سے تعلق رکھنے کی پرواہ نہیں کرتے۔ اللہ کی قسم میرا نفس ایک لحظہ کے لئے بھی یہ پسند نہیں کرتا کہ میں دین کے معاملہ میں مداہنت کروں خواہ چھُری سے میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ اسی طرح ہر وہ شخص جسے اللہ نے اپنے فضل ورحم سے ہدایت دی ہو اور جسے اخلاص سے رزقِ حسن عطا کیا گیا ہو کبھی نفاق اور منافقوں کے اطوار کو پسند نہ کرے گا۔ کیا تم نے اُن لوگوں کا واقعہ نہیں پڑھا جنہوں نے مداہنت کی زندگی پر موت کو اختیار کیا اور ایک لحظہ کے لئے بھی پسند نہ کیا کہ وہ تقیہ کے ساتھ زندگی گزاریں اور وہ یہ دعا مانگتے رہے کہ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ○ (اے ہمارے ربّ! ہم پر صبر نازل کر اور ہمیں مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے) (اُردو ترجمہ سرّ الخلافہ، صفحہ ۹۲)

ہوں اس کو پسند کرتے ہیں۔ اس سے سمجھ لو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچے تعلق کا مزا اور لطف نہیں تو پھر یہ گروہ کیوں مصائب اُٹھاتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ کے حالات کو پڑھو کہ کفار نے کس قدر دکھ آپ ﷺ کو دیئے۔ آپ ﷺ کے قتل کا منصوبہ کیا گیا۔ طائف میں گئے تو وہاں سے خون آلود ہو کر پھرے۔ آخر مکہ سے نکلنا پڑا۔ مگر وہ بات جو دل میں تھی اور جس کے لیے آپ ﷺ مبعوث ہوئے تھے اُسے ایک آن کے لئے بھی نہ چھوڑا۔ یہ مصائب اور تکالیف کبھی برداشت نہیں ہو سکتیں جب تک اندرونی کشش نہ ہو۔ ایک غریب انسان کے لیے دو چار دشمن بھی ہوں وہ تنگ آجاتا ہے اور آخر صلح کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے مگر وہ جس کا سارا جہاں دشمن ہو وہ کیونکر اس بوجھ کو برداشت کرے گا، اگر قوی تعلق نہ ہو۔ عقل اس کو قبول نہیں کرتی۔ مختصر یہ کہ خدا تعالیٰ کی محبت کی لذت ساری لذتوں سے بڑھ کر ترازو میں ثابت ہوتی ہے۔ پس وہ لذات جو بہشت میں ملیں گی، یہ وہی لذتیں ہیں جو پہلے اُٹھا چکے ہیں اور وہی ان کو سمجھتے ہیں جو پہلے اُٹھا چکے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۴۰۲، ۴۰۳)

بَاب ۱ : مَنِ اخْتَارَ الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ وَالْهَوَانَ عَلَى الْكُفْرِ

جس نے کفر کے بالمقابل مار پیٹ اور قتل اور ذلت کو پسند کیا

٦٩٤١ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَوْشَبٍ الطَّائِفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ، أَنْ يَكُونَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَأَنْ

۶۹۴۱: محمد بن عبداللہ بن حوشب طائفی نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے ہم سے بیان کیا۔ ایوب نے ابو قلابہ سے، ابو قلابہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین باتیں ہیں کہ جس شخص میں وہ ہوں وہ ایمان کی حلاوت پاتا ہے۔ یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اُس کو اُن تمام چیزوں سے زیادہ پیارے ہوں جو اُن کے سوا ہیں اور یہ کہ وہ کسی آدمی سے محبت رکھے تو

يَّكْرَهَ أَنْ يَّعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ.

أطرافه: ١٦، ٢١، ٦٠٤١-

صرف اللہ ہی کے لئے اُس سے محبت رکھے اور یہ کہ وہ کفر میں لوٹنے کو ایسے ہی ناپسند کرے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

٦٩٤٢: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ سَمِعْتُ قَيْسًا سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنَّ عُمَرَ مُوثِقِي عَلَى الْإِسْلَامِ وَلَوِ انْقَضَّ أُحُدٌ مِمَّا فَعَلْتُمْ بِعُثْمَانَ كَانَ مَحْقُوقًا أَنْ يَنْقَضَّ.

أطرافه: ٣٨٦٢، ٣٨٦٧-

٦٩٤٢: سعید بن سلیمان (واسطی) نے ہم سے بیان کیا کہ عباد (بن عوام) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اسماعیل (بن ابی خالد) سے روایت کی کہ میں نے قیس (بن ابی حازم) سے سنا۔ (قیس نے کہا:) میں نے حضرت سعید بن زیدؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے اپنے تئیں ایسی حالت میں بھی دیکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے مسلمان ہونے کی وجہ سے مجھے باندھ دیا تھا اور جو تم نے حضرت عثمانؓ سے کیا، اگر اس سے اُحد گر پڑے تو بجا تھا کہ وہ گر پڑتا۔

٦٩٤٣: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا، أَلَا تَدْعُو لَنَا؟ فَقَالَ قَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهَا فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مِنْ دُونَ لَحْمِهِ وَعَظْمِهِ فَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ

٦٩٤٣: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اسماعیل سے روایت کی کہ قیس (بن ابی حازم) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے حضرت خباب بن ارتؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکوہ کیا اور آپؐ اس وقت کعبہ کے سایہ میں اپنی ایک چادر پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ ہم نے کہا: کیا آپؐ ہمارے لئے نصرت کی دعا نہیں فرمائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: تم سے پہلے ایسے لوگ بھی ہو چکے ہیں کہ ایک آدمی کو پکڑا جاتا اور پھر اس کے لئے زمین میں گڑھا کھود دیا جاتا اور اس میں گاڑ دیا جاتا۔ پھر آرا لاکر اس کے سر پر رکھا جاتا اور اس کو دو ٹکڑے

دِينِهِ وَاللهِ لَيَتِمَّنَّ هَذَا الْأَمْرُ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ[1] لَا يَخَافُ إِلَّا اللهَ وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ.

کر دیا جاتا اور لوہے کی کنگھیاں اس کے گوشت اور ہڈی تک چلائی جاتیں مگر یہ بات اس کو اپنے دین سے نہ روکتی۔ اللہ کی قسم! یہ سلسلہ ضرور پورا ہو کر رہے گا یہاں تک کہ یہ حالت ہو گی کہ سوار صنعاء سے چل کر حضر موت پہنچے گا، کسی سے نہیں ڈرے گا مگر اللہ سے اور اپنی بکریوں کے متعلق بھیڑیے سے مگر بات یہ ہے کہ تم جلدی کرتے ہو۔

أطرافه: ۳۶۱۲، ۳۸۵۲۔

تشریح: **مَنِ اخْتَارَ الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ وَالْهَوَانَ عَلَى الْكُفْرِ**: جس نے کفر کے بالمقابل مار پیٹ اور قتل اور ذلت کو پسند کیا۔ امام بخاریؒ زیر ابواب روایات سے پیدا ہونے والے سوالات کا جواب عناوین ابواب سے دیتے ہیں۔ باب ہذا کا عنوان گزشتہ بحث کا حل ہے کہ کمزور لوگ جن سے مجبوراً خلاف اسلام اظہار ہو جائے ان مجبوروں اور بے کسوں کو اسلام کا چہرہ نہ سمجھا جائے بلکہ اسلام میں خدا اور اس کے رسول پر ایمان کی خاطر قربانیاں کرنے والوں کی ایک کہکشاں ہے جس کا ہر ستارہ اپنے نور اور روشنی سے اسلام کے چہرے کو منور کر رہا ہے۔ امام بخاریؒ بطور مثال زیر باب چند اصحاب صدق وصفا کے نمونے پیش کر کے اسلام کے حسین چہرہ کی ایک جھلک پیش کرتے ہیں۔ ان وفاشعاروں میں سے ایک نام حضرت سعید بن زیدؓ کا ہے نیز بعض دیگر صحابہؓ کا ذکر ذیل میں پیش ہے۔

حضرت سعید بن زیدؓ کہتے تھے: میں نے اپنے تئیں ایسی حالت میں بھی دیکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے مسلمان ہونے کی وجہ سے مجھے باندھ دیا تھا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”سعید بن زیدؓ جو حضرت عمرؓ کے بہنوئی تھے، بنو عدی سے تھے اور اپنے حلقہ میں معزز تھے لیکن جب عمر بن خطاب کو ان کے اسلام کا علم ہوا تو وہ انہیں گرا کر اُن کی چھاتی پر سوار ہو گئے اور اسی کش مکش میں اپنی بہن کو بھی زخمی کر دیا۔“

(سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ ۱۵۸)

آپؓ نے فرمایا:

> ”خبّابؓ بن الارت بھی اب غلام نہ تھے بلکہ آزاد تھے اور لوہار کا کام کرتے تھے مگر

---

[1] صنعاء یمن کا ایک کنارہ ہے جبکہ حضر موت دوسرا کنارہ۔ ان دونوں شہروں کے درمیان تقریباً ۵۷۸ کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔(www.distancefromto.net)

ایک دفعہ قریش نے اُن کو پکڑ کر اُنہی کی بھٹی کے دہکتے ہوئے کوئلوں پر اُلٹالِٹا دیا اور ایک شخص اُن کی چھاتی پر چڑھ گیا تا کہ کروٹ نہ بدل سکیں۔ چنانچہ وہ کوئلے اُسی طرح جل جل کر اُن کے نیچے ٹھنڈے ہو گئے۔ خبابؓ نے مدّتوں کے بعد حضرت عمرؓ سے یہ واقعہ بیان کیا اور اپنی پیٹھ کھول کر دکھائی جو زخموں کے داغوں سے بالکل سفید تھی۔ خبابؓ کے متعلق یہ روایت بھی آتی ہے کہ ایک دفعہ مکہ کے ایک رئیس عاص بن وائل نے اُن سے کچھ تلواریں بنوائیں اور جب خبابؓ نے قیمت کا مطالبہ کیا تو وہ کہنے لگا: تم لوگ یہ دعویٰ کرتے ہو کہ جنت میں انسان کو ہر قسم کی نعمت سونا اور چاندی وغیرہ سب حسب خواہش ملے گی۔ سو تم اپنی تلواروں کی قیمت مجھ سے جنت میں آکر لے لینا کیونکہ واللہ اگر تمہیں جنت میں جانے کی توقع ہے تو مجھے تو بدرجہ اولیٰ ہونی چاہیئے اور یہ کہہ کر قیمت دینے سے انکار کر دیا۔'' (سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ ۱۵۹)

نیز آپؓ نے فرمایا:

''ایک اور موقع پر حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ مع چند دوسرے اصحاب کے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''یارسول اللہ! ہم مشرک تھے تو ہم معزّز تھے اور کوئی ہماری طرف آنکھ تک نہیں اُٹھا سکتا تھا لیکن جب سے مسلمان ہوئے ہیں کمزور اور ناتواں ہو گئے ہیں اور ہم کو ذلیل ہو کر کفّار کے مظالم سہنے پڑتے ہیں۔ پس یارسول اللہ! آپؐ ہم کو اجازت دیں کہ ہم ان کفّار کا مقابلہ کریں۔'' آپؐ نے فرمایا: اِنِّیْ اُمِرْتُ بِالْعَفْوِ فَلَا تُقَاتِلُوْا۔ یعنی مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عفو کا حکم ہے۔ پس میں تم کو لڑنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ صحابہؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول کے سامنے سر تسلیم خم تھا۔ انہوں نے صبر اور برداشت کا وہ نمونہ دکھایا کہ تاریخ اس کی نظیر لانے سے عاجز ہے۔'' (سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ ۱۶۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ حضرت خباب بن ارتؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! مسلمانوں کو قریش مکہ کے ہاتھوں اتنی تکالیف پہنچی ہیں اتنی تکالیف پہنچ رہی ہیں کہ اب تو حد ہو گئی ہے۔ یارسول اللہ! آپؐ ان پر بددعا کیوں نہیں کرتے۔ آپؐ نے جب یہ سنا اُس وقت آپؐ لیٹے ہوئے تھے، جوش

سے اُٹھ کر بیٹھ گئے اور آپؐ کا چہرہ غصہ سے تمتمانے لگا۔ آپؐ نے فرمایا: دیکھو! تم سے پہلے وہ لوگ بھی گزرے ہیں جن کا گوشت لوہے کے کانٹوں سے نوچ کر ہڈیوں تک صاف کر دیا گیا اور ایسے بھی تھے جن کے جسم آروں سے چیر دیے گئے لیکن انہوں نے اُف نہ کی۔ دیکھو! خدا اس کام کو ضرور پورا کرے گا جو کام اُس نے میرے سپرد کیا ہے۔ یہ تھا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ردّ عمل۔ یہی تربیت تھی جو آپؐ نے اپنے غلاموں کو دی اور یہی ردّ عمل تھا جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں سے ظاہر ہوتا رہا۔ چنانچہ حضرت خبیب بن عدیؓ کے متعلق حدیثوں میں آتا ہے کہ وہ جب جان دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور تلوار اُن پر گر کر اُن کا سر تن سے جدا کرنے کو تھی تو کوئی گھبراہٹ نہیں تھی، کوئی واویلا نہیں تھا۔ ہاں دو شعر اُن کی زبان پر جاری ہوئے اور ہمیشہ کے لیے اُن کی یاد کو بھی زندہ جاوید کر گئے۔ انہوں نے قتل ہونے سے پہلے یہ شعر پڑھے:

مَا اُبَالِی حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِی
وَذٰلِكَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَ اِنْ یَّشَأْ یُبَارِكْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٖ

کہ اے کفار! میں تو اس بات کی بھی پرواہ نہیں کرتا کہ میں جب قتل کیا جاؤں گا تو کس پہلو پر گروں گا۔ یعنی میری موت چونکہ خدا کی خاطر ہے اس لیے مجھے تو اتنی بھی پرواہ نہیں ہے کہ جب میرا سر تن سے جدا ہوگا تو میں کس کروٹ پر گروں گا۔ خدا کی قسم! یہ سب کچھ خدا کی خاطر ہو رہا ہے اور اگر وہ چاہے تو میرے جسم کے ذرہ ذرہ کو برکتوں سے بھر دے۔ یہ تھا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا ردّ عمل اور یہی ان کو تعلیم دی گئی تھی۔

پس آج آغاز اسلام کی باتیں کرتے ہوئے ہمیں درود بھیجنا چاہیئے اُس محسن اعظم پر جس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ کس شان کا وہ رسول تھا اور کس شان کے وہ غلام تھے جو آپؐ کے ساتھ تھے۔ اُن کی کیسی اعلیٰ تربیت کی گئی اور انہوں نے تربیت کا کیسا پیارا رنگ پکڑا۔

پس آؤ آج کی دعاؤں میں خصوصیت کے ساتھ ہم درود بھیجیں محسن اعظم محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور سلام بھیجیں روح بلالی پر اور سلام بھیجیں روح خباب پر اور سلام بھیجیں روح خبیب پر۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے، زمین و آسمان ٹل جائیں مگر یہ تقدیر نہیں بدل سکتی کہ ہمیشہ ہر حال میں نارِ بولھبی یقیناً شکست کھائے گی اور نور مصطفویٰ یقیناً کامیاب ہو گا۔ کوئی نہیں جو بلالی اَحد کی آواز کو مٹا سکے۔ کوئی پتھر کوئی پہاڑ نہیں جو سینوں پر پڑ کر لَآ اِلٰہ کی آواز کو دبا سکے۔ کوئی دکھ اور کوئی غم نہیں، کوئی صدمہ نہیں جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی شہادت سے کسی کو باز رکھ سکے۔

یہ امر یقیناً ہمیشہ ہمیش کے لیے زندہ اور قائم رہے گا۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ غالب آنے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ مغلوب ہونے کے لیے نہیں بنائے گئے۔'' (افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ۱۹۸۲، خطابات طاہر، جلد ۲ صفحہ ۱۵ تا ۱۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ... ایک زمانہ دراز تک کفار کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھایا اور اس قدر صبر کیا جو ہر ایک انسان کا کام نہیں اور ایسا ہی آپؐ کے اصحاب بھی اسی اعلیٰ اصول کے پابند رہے اور جیسا کہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ دُکھ اُٹھاؤ اور صبر کرو، ایسا ہی انہوں نے صدق اور صبر دکھایا۔ وہ پیروں کے نیچے کچلے گئے، انہوں نے دم نہ مارا۔ اُن کے بچے اُن کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے۔ وہ آگ اور پانی کے ذریعہ سے عذاب دیے گئے مگر وہ شر کے مقابلہ سے ایسے باز رہے کہ گویا وہ شیر خوار بچے ہیں۔ کون ثابت کر سکتا ہے کہ دنیا میں تمام نبیوں کی اُمتوں میں سے کسی ایک نے بھی باوجود قدرت انتقام ہونے کے خدا کا حکم سن کر ایسا اپنے تئیں عاجز اور مقابلہ سے دست کش بنا لیا جیسا کہ انہوں نے بنایا؟ کس کے پاس اس بات کا ثبوت ہے کہ دنیا میں کوئی اور بھی ایسا گروہ ہوا ہے جو باوجود بہادری اور جماعت اور قوت بازو اور طاقت مقابلہ اور پائے جانے تمام لوازم مردمی اور مردانگی کے پھر خونخوار دشمن کی ایذاء اور زخم رسانی پر تیرہ برس تک برابر صبر کرتا رہا۔''

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۰)

وَلَوِ انْقَضَّ أُحُدٌ مِمَّا فَعَلْتُمْ بِعُثْمَانَ كَانَ مَحْقُوقًا أَنْ يَنْقَضَّ: اور جو تم نے حضرت عثمانؓ سے کیا اگر اُس

سے اُحد گر پڑے تو بجا تھا کہ وہ گر پڑتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل آپؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا گیا اور پانی تک اندر جانے سے روک دیا گیا۔ آپؓ کے گھر پتھر پھینکے گئے اور بالآخر گھر پر مفسدوں نے حملہ کر دیا۔ گھر کے اندر داخل ہونے پر حضرت عثمانؓ کو قرآن کریم پڑھتے ہوئے پایا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اُس رات بصرہ کے لشکر کی مدینہ میں داخل ہو جانے کی یقینی خبر آچکی تھی اور یہ موقع ان لوگوں کے لئے آخری موقع تھا، ان لوگوں نے فیصلہ کر لیا کہ بغیر اپنا کام کئے واپس نہ لَوٹیں گے۔ اور ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور ایک لوہے کی سیخ حضرت عثمانؓ کے سر پر ماری اور پھر حضرت عثمانؓ کے سامنے جو قرآن دھرا ہوا تھا اُس کو لات مار کر پھینک دیا۔ قرآن کریم لڑھک کر حضرت عثمانؓ کے پاس آگیا اور آپؓ کے سر پر سے خون کے قطرات گر کر اُس پر آپڑے۔ قرآن کریم کی بے ادبی تو کسی نے کیا کرنی ہے مگر ان لوگوں کے تقویٰ اور دیانت کا پردہ اس واقعہ سے اچھی طرح فاش ہو گیا۔ جس آیت پر آپؓ کا خون گرا وہ ایک زبردست پیشگوئی تھی جو اپنے وقت پر جا کر اِس شان سے پوری ہوئی کہ سخت دل سے سخت دل آدمی نے اس کے خونی حروف کی جھلک کر دیکھ کر خوف سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ وہ آیت یہ تھی: فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ (البقرۃ:۱۳۸) اللہ تعالیٰ ضرور اُن سے تیرا بدلہ لے گا اور وہ بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اس کے بعد ایک اور شخص سودان نامی آگے بڑھا اور اُس نے تلوار سے آپؓ پر حملہ کرنا چاہا۔ پہلا وار کیا تو آپؓ نے اپنے ہاتھوں سے اُس کو روکا اور آپؓ کا ہاتھ کٹ گیا۔ اِس پر آپؓ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی قسم! یہ وہ ہاتھ ہے جس نے سب سے پہلے قرآن کریم لکھا تھا۔ اُس کے بعد پھر اس نے دوسرا وار کر کے آپؓ کو قتل کرنا چاہا تو آپؓ کی بیوی نائلہ وہاں آگئیں اور اپنے آپ کو بیچ میں کھڑا کر دیا مگر اُس شقی نے ایک عورت پر وار کرنے سے بھی دریغ نہ کیا اور وار کر دیا جس سے آپؓ کی بیوی کی انگلیاں کٹ گئیں اور وہ علیحدہ ہو گئیں۔ پھر اس نے ایک وار حضرت عثمانؓ پر کیا اور آپؓ کو سخت زخمی کر دیا۔ اِس کے بعد اس شقی نے یہ خیال کر کے کہ ابھی جان نہیں نکلی شاید بچ جاویں، اُسی وقت جب کہ زخموں کے صدموں سے آپؓ بے ہوش ہو چکے تھے اور شدتِ

درد سے تڑپ رہے تھے آپؓ کا گلا پکڑ کر گھونٹنا شروع کیا اور اُس وقت تک آپؓ کا گلا نہیں چھوڑا جب تک آپؓ کی روح جسمِ خاکی سے پرواز کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو لبیک کہتی ہوئی عالَمِ بالا کو پرواز نہیں کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔"

(اسلام میں اختلافات کا آغاز، انوار العلوم جلد ۴ صفحہ ۳۳۰)

بَاب ٢: فِي بَيْعِ الْمُكْرَهِ وَنَحْوِهِ فِي الْحَقِّ وَغَيْرِهِ

مجبور شخص کی خرید و فروخت نیز اسی قسم کے دوسرے حقوق کے بارہ میں

٦٩٤٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ يَا مَعْشَرَ يَهُودَ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا. فَقَالُوا [1] بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَقَالَ ذٰلِكَ أُرِيدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ فَقَالُوا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ فَمَنْ وَّجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَ

٦٩٤٤: عبد العزیز بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید مقبری سے، سعید نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: ایک بار ہم مسجد میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر آئے۔ آپؐ نے فرمایا: یہود کے پاس چلو اور ہم آپؐ کے ساتھ گئے۔ جب ہم تورات پڑھانے کے مدرسے میں پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور اُنہیں بلند آواز سے پکار کر کہا: اے یہودیوں کی جماعت! اسلام کو قبول کرو تم سلامتی میں رہو گے۔ اُنہوں نے کہا: ابو القاسم! آپؐ نے ہمیں یہ حکم پہنچا دیا۔ آپؐ نے فرمایا: یہی میں چاہتا ہوں۔ پھر آپؐ نے دوسری بار فرمایا تو اُنہوں نے کہا: ابو القاسم! آپؐ نے یہ حکم پہنچا دیا۔ پھر آپؐ نے تیسری بار یہی کہا اور فرمایا: تم جان لو کہ یہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں تمہیں یہاں سے نکالنا چاہتا ہوں۔ اس لئے تم میں سے جو اپنے مال

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں الفاظ "قَدْ بَلَّغْتَ" ہیں۔ (فتح الباری، جزء ١٢ حاشیہ صفحہ ٣٩٦) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

إِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ. کے عوض میں کوئی قیمت پاسکتا ہو تو اُس کو بیچ دے ورنہ تم یہ سمجھ لو کہ یہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

أطرافه: ٣١٦٧، ٧٣٤٨۔

تشریح: فِي بَيْعِ الْمُكْرَهِ وَنَحْوِهِ فِي الْحَقِّ وَغَيْرِهِ: مجبور شخص کی خرید وفروخت نیز اسی قسم کے دوسرے حقوق کے بارہ میں۔ امام بخاریؒ عنوان باب اور اس کے تابع روایات سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ایک وہ رویہ تھا جو دشمنان اسلام کا تھا۔ مسلمانوں کو محض اس جرم میں جبر وستم کا نشانہ بنایا گیا کہ انہوں نے رَبُّنَا اللہ کہا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہود کو امن اور صلح وسلامتی کی بار بار پیشکش کی بلکہ مدینہ کے متفقہ راہنما کے طور پر اس سوسائٹی کے تمام طبقات سے امن کا معاہدہ کیا اور اس معاہدہ کو ہر ممکن طور پر نبھایا مگر یہودیوں نے عہد شکنی اور غداری کی ہر حد توڑ دی اور بالآخر اپنے کئے کی سزا پا کر جلاوطن ہوئے۔ جلاوطنی پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے مال ومتاع ساتھ لے جانے یا بیچ کر اس رقم سے فائدہ اُٹھانے کا بھرپور موقع دیا۔ یہ ہے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت جس سے دشمن بھی کبھی محروم نہ رہا۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

> ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہود کی جلاوطنی کا فیصلہ فرمایا تو انہیں اجازت دی گئی کہ وہ جائیداد منقولہ فروخت کر سکتے ہیں۔ انہوں نے غداری اور عہد شکنی کر کے مختلف مواقع پر مسلمانوں کی جانوں، مالوں اور عزتوں کو شدید خطرے میں ڈال دیا تھا اس لئے انہیں سزا دی گئی۔ (عمدۃ القاری جزء ۱۲ صفحہ ۴۴۳) غداری، بدعہدی کا جرم اس نوعیت کا جرم ہے کہ جس کی سزا اِسی دُنیا میں ملنی چاہیئے تا نظامِ امن برقرار رہے۔“ (صحیح بخاری ترجمہ وشرح، کتاب البیوع، شرح باب ۱۰۷، جلد ۴ صفحہ ۱۹۵)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ مزید فرماتے ہیں:

> ”یہودی بھی معاہد تھے لیکن انہوں نے معاہدہ میں بار بار غداری کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے رویہ سے یقین ہو چکا تھا کہ یہ قوم امن پسند مسلمانوں سے خیانت کئے بغیر نہیں رہے گی۔ اس لئے آپؐ نے ان کے لئے وصیت فرمائی اور آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مطابق معاہدہ انہیں نکالنا پڑا اور وہ خود بھی محسوس کرتے تھے کہ اُن کے لئے اسی بات میں امن ہے کہ وہ اس غلامی سے نکل جائیں اور آج کل ہمارے زمانہ میں بھی یہی ہو رہا ہے کہ ایک قوم کے ساتھ ہمسایہ قوم کی عداوت

جب انتہائی شدت اختیار کر لیتی ہے تو مجلس اقوام عالم کو یہی فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ ایسی قوم کسی دوسری جگہ آباد کی جائے۔ الفاظ أُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللهُ۔ میں تمہیں اس وقت تک یہاں رہنے دوں گا جب تک اللہ تمہیں رہنے دے۔ یعنی جب تک تم حدود آئین کی نگہداشت رکھو گے یہاں رہ سکو گے لیکن جب تم امن عامہ میں مخل ہو گے تو اُس وقت یہاں سے نکال دیئے جاؤ گے اور کسی اور جگہ آباد کئے جاؤ گے اور تمہیں اس غلامی میں بطور ہمسایہ قوم زندگی بسر کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں ان سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا گیا لیکن جب وہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شرارت کرنے لگے تو نکال دیئے گئے۔

امام ابن حجرؒ کا خیال ہے کہ... مندرجہ واقعہ ان یہودیوں سے متعلق ہے جو قبائل بنو قینقاع اور بنو نضیر میں سے بعض شرائط پر مدینہ منورہ میں رہے اور جب ان سے شرائط کی خلاف ورزی ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی جلاوطن کر دیا۔ آپؐ نے پہلے کوشش فرمائی کہ انہیں تبلیغ اسلام کی جائے جیسا کہ یہود کی درسگاہ میں جانے اور دعوتِ اسلام دینے سے ظاہر ہے۔ اس واقعہ میں حضرت ابو ہریرہؓ خود موجود تھے اور ان کا یہ بیان کردہ واقعہ بنو قینقاع اور بنو نضیر کی جلاوطنی سے بہت بعد کا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فتح خیبر کے بعد مدینہ میں آئے اور اسلام قبول کیا۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۳۲۶) غزوہ خیبر ۷ھ میں ہوا، غزوۂ بنو قینقاع ۲ھ اور غزوۂ بنو نضیر ۳ھ کے اواخر میں اور غزوۂ بنو قریظہ ۵ھ میں ہوا۔ واقعات سے ظاہر ہے کہ یہود کی جلاوطنی تدریجاً عمل میں آئی۔ اس عرصہ میں انہیں تبلیغ اسلام کی دعوت برابر ہوتی رہی اور ان میں سے بعض نے اسلام قبول کر لیا اور اپنے اخلاص کا ثبوت دیا لیکن باقیوں کی غداری ظاہر ہونے پر انہیں حسب معاہدہ آخر مدینہ چھوڑنا پڑا... یہاں یہ ذکر کر دینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ روایتوں میں اختصار ہے۔ اس لئے شبہ ہوتا ہے کہ ادھر سے اَسْلِمُوْا کہا گیا اور اُدھر سے انکار ہوا اور انکار کرنے والے فوراً جلاوطن کر دیئے گئے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ خیبر مدینہ سے ۲۰۰ میل دور ہے اور یہودیانِ خیبر کی جلاوطنی ایک لمبے عرصہ کے بعد عمل میں آئی تھی۔ یعنی

خلافت ثانیہ میں انہیں کافی مہلت دی گئی کہ وہ ایک نیک ہمسایہ کی طرح رہیں اور ان کی غداریاں معاف کی جاتی رہیں لیکن جب انہوں نے اپنا رویہ نہ بدلا اور امن سے رہنا نہ چاہا تو ناچار انہیں نکالنا پڑا جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلے سے آگاہ کر دیا تھا۔" (صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب الجزیۃ، باب ۶، جلد ۵ صفحہ ۵۲۲، ۵۲۳)

حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو اس وقت مدینہ میں یہودیوں کے تین قبیلے آباد تھے یعنی بنو قینقاع، قبیلہ بنو نضیر اور قبیلہ بنو قریظہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد جو پہلا سیاسی کام کیا وہ یہ تھا کہ ان تینوں قبیلوں کے رؤساء کو بلا کر اُن کے ساتھ امن وامان کا ایک معاہدہ کیا۔ اس معاہدہ کی شرائط یہ تھیں کہ مسلمان اور یہودی امن وامان کے ساتھ مدینہ میں رہیں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں گے اور ایک دوسرے کے دشمنوں کو کسی قسم کی مدد نہیں دیں گے اور نہ ایک دوسرے کے دشمنوں کے ساتھ کوئی تعلق رکھیں گے اور اگر کسی بیرونی قبیلہ یا قبائل کی طرف سے مدینہ پر کوئی حملہ ہو گا تو سب مل کر اس کا مقابلہ کریں گے اور اگر معاہدہ کرنے والوں میں سے کوئی شخص یا کوئی گروہ اس معاہدہ کو توڑے گا یا فتنہ وفساد کا باعث بنے گا تو دوسروں کو اس کے خلاف ہاتھ اُٹھانے کا حق ہو گا اور تمام اختلافات اور تنازعات محمد ﷺ کے سامنے پیش ہوں گے اور آپؐ کا فیصلہ سب کے لئے واجب التعمیل ہو گا مگر یہ ضروری ہو گا کہ ہر شخص یا قوم کے متعلق اسی کے مذہب اور اسی کی شریعت کے مطابق فیصلہ کیا جاوے۔

اس معاہدہ پر یہود نے کس طرح عمل کیا؟ اس سوال کا جواب ...ہے۔ سب سے پہلے قبیلہ بنو قینقاع نے بدعہدی کی اور دوستانہ تعلقات کو قطع کر کے مسلمانوں سے جنگ کی طرح ڈالی اور مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کا کمینہ طریق اختیار کیا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صدارتی پوزیشن کو جو بین الاقوام معاہدہ کی رُو سے آپؐ کو حاصل تھی نہایت متمردانہ انداز میں ٹھکرا دیا مگر جب وہ مسلمانوں کے سامنے مغلوب ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف فرما دیا اور صرف

اس قدر احتیاطی تدبیر پر اکتفا کی کہ بنو قینقاع مدینہ سے نکل کر کسی دوسری جگہ جا کر آباد ہو جائیں تا کہ شہر کا امن برباد نہ ہو اور مسلمان ایک مارِ آستین کے شر سے محفوظ ہو جائیں۔ چنانچہ قبیلہ بنو قینقاع کے لوگ بڑے امن و امان کے ساتھ اپنے اموال اور بیوی بچوں کو اپنے ہمراہ لے کر مدینہ سے نکل کر دوسری جگہ آباد ہو گئے۔

مگر اس واقعہ سے یہود کے باقی دو قبائل نے سبق حاصل نہ کیا بلکہ آپؐ کے رحم نے اُن کو اَور بھی ناواجب جرأت دلا دی اور ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ یہود کے دوسرے قبیلہ بنو نضیر نے بھی سر اُٹھایا اور سب سے پہلے اُن کے ایک رئیس کعب بن اشرف نے معاہدہ کو توڑ کر قریش اور دوسرے قبائل عرب کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف سازباز شروع کی اور عرب کے ان وحشی درندوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کے خلاف خطرناک طور پر اُبھارا اور مسلمانوں کے خلاف ایسے ایسے اشتعال انگیز شعر کہے کہ جس سے ملک میں مسلمانوں کے لئے ایک نہایت خطرناک صورت حال پیدا ہو گئی اور پھر اس بدبخت نے معزز مسلمان عورتوں کا نام لے لے کر اپنے اشعار میں اُن پر پھبتیاں اُڑائیں اور بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے یہ شخص اپنے کیفرِ کردار کو پہنچا تو اس کا قبیلہ یک جان ہو کر مسلمانوں کے خلاف اُٹھ کھڑا ہوا اور اُس دن سے بنو نضیر نے معاہدہ کو بالائے طاق رکھ کر مسلمانوں کے خلاف سازباز شروع کر دی اور بالآخر سارے قبیلہ نے مل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ باندھا اور یہ فیصلہ کر لیا کہ جس طرح بھی ہو آپؐ کو زندہ نہ چھوڑا جاوے۔ اور جب اُن کے ان خونی ارادوں کا علم ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی تنبیہہ اور سزا کا طریق اختیار کیا تو وہ نہایت مغرورانہ انداز میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کو تیار ہو گئے اور اس جنگ میں بنو قریظہ نے ان کی اعانت کی۔ مگر جب بنو نضیر مغلوب ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کو تو بالکل ہی معاف فرما دیا اور بنو نضیر کو بھی مدینہ سے امن و امان کے ساتھ چلے جانے کی اجازت دے دی البتہ اس قدر کیا کہ انہیں اُن کے اسلحہ ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں دی مگر

اس احسان کا بدلہ بنونضیر نے یہ دیا کہ مدینہ سے باہر جاکر ان کے رؤساء نے تمام عرب کا چکر لگایا اور مختلف قبائل عرب کو خطرناک طور پر اشتعال دے کر ایک ٹڈی دل لشکر مدینہ پر چڑھالائے اور سب سے یہ پختہ عہد لیا کہ اب جب تک اسلام کو نیست ونابود نہ کرلیں گے واپس نہیں جائیں گے۔

ایسے خطرناک وقت میں جس کا ایک مختصر خاکہ اوپر گزر چکا ہے۔یہود کے تیسرے قبیلہ بنو قریظہ نے کیا کیا؟ اور یہ قبیلہ وہ تھا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بنونضیر کے موقع پر اُن کی غداری کو معاف کرکے خاص احسان کیا تھا اور پھر دوسرا احسان اُن پر آنحضرت ﷺ کا یہ تھا کہ باوجود اس کے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے قبل بنونضیر سے مرتبہ اور حقوق میں ادنیٰ سمجھے جاتے تھے۔یعنی اگر بنونضیر کا کوئی آدمی بنوقریظہ کے ہاتھ سے قتل ہوجاتا تھا تو قاتل کو قصاص میں قتل کیا جاتا تھا، لیکن اگر بنو قریظہ کا کوئی آدمی بنونضیر کے ہاتھ سے قتل ہوجاتا تھا تو محض دیت کی ادائیگی کافی سمجھی جاتی تھی، لیکن آنحضرت ﷺ نے بنو قریظہ کو دوسرے شہریوں کے ساتھ برابری کے حقوق عطا کئے۔مگر باوجود اِن عظیم الشان احسانوں کے بنو قریظہ نے پھر بھی غداری کی اور غداری بھی ایسے نازک وقت میں کی جس سے زیادہ نازک وقت مسلمانوں پر کبھی نہیں آیا۔بنو قینقاع کی مثال ان کے سامنے تھی، انہوں نے اس سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔بنونضیر کا واقعہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہوا تھا، انہوں نے اس سے سبق حاصل نہیں کیا اور کیا تو کیا کیا؟ یہ کیا کہ اپنے معاہدہ کو بالائے طاق رکھ کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کو فراموش کرکے عین اس وقت جبکہ تین ہزار مسلمان نہایت بے سروسامانی اور بے بسی کی حالت میں کفار کے دس پندرہ ہزار جرّار اور خونخوار لشکر سے گھرے ہوئے بیٹھے تھے اور اپنی بیچارگی کو دیکھ کر اُن کے کلیجے منہ کو آرہے تھے اور موت انہیں اپنے سامنے دکھائی دیتی تھی، وہ اپنے قلعوں میں سے نکلے اور مسلمان مستورات اور بچوں پر عقب سے حملہ آور ہوگئے اور مسلمانوں کے اتحاد سے منحرف ہوکر اُس خونی اتحاد کی شمولیت اختیار کی جس کا اصل الاصول اسلام اور بانیٔ اسلام کو نیست ونابود کرنا تھا۔ہاں اس

بانیٔ اسلام کو جس کا مدینہ میں آنے کے بعد پہلا کام یہ تھا کہ اُس نے ان یہود کو اپنا دوست اور معاہد بنایا اور یہود کا پہلا کام یہ تھا کہ انہوں نے اسے اپنا دوست اور معاہد مان کر اسے اپنی جمہوریت کا صدر تسلیم کیا۔ اندریں حالات بنو قریظہ کا یہ فعل صرف ایک بد عہدی اور غداری ہی نہیں تھا بلکہ ایک خطرناک بغاوت کا بھی رنگ رکھتا تھا اور بغاوت بھی ایسی کہ اگر ان کی تدبیر کامیاب ہو جاتی تو مسلمانوں کی جانوں اور ان کی عزت وآبرو اور ان کے دین ومذہب کا یقیناً خاتمہ تھا۔ پس بنو قریظہ کسی ایک جرم کے مرتکب نہیں ہوئے بلکہ وہ بے وفائی اور احسان فراموشی کے مرتکب ہوئے، بد عہدی اور غداری کے مرتکب ہوئے، بغاوت اور اقدام قتل کے مرتکب ہوئے اور ان جرموں کا ارتکاب انہوں نے ایسے حالات میں کیا جو ایک جرم کو بھیانک سے بھیانک صورت دے سکتے ہیں اور دنیا کی کوئی غیر متعصب عدالت ان کے مقدمہ میں موجبات رعایت کا عنصر نہیں پاسکتی۔" (سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ ۶۸۵ تا ۶۸۸)

بَاب۳: لَا يَجُوزُ نِكَاحُ الْمُكْرَهِ

اس کا نکاح جائز نہیں جسے مجبور کیا گیا ہو

وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۗ وَ مَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (النور: ۳۴).

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) اور اپنی لونڈیوں کو اگر وہ شادی کرنا چاہیں تو (روک کر مخفی) بدکاری پر مجبور نہ کرو تا کہ تم دنیوی زندگی کا فائدہ چاہو۔ اور اگر کوئی اُن کو بے بس کر دے گا تو اُن کے بے بس کیے جانے کے بعد یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

٦٩٤٥: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَ مُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ

۶۹۴۵: یحيٰ بن قزعہ نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے، عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے عبدالرحمٰن اور مجمع سے جو دونوں یزید بن جاریہ

عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِدَامٍ[1] الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهَا.

أطرافه: ٥١٣٨، ٥١٣٩، ٦٩٦٩۔

انصاری کے بیٹے تھے، اُن دونوں نے حضرت خنساء بنت خِذام انصاریہؓ سے روایت کی کہ اُن کے باپ نے اُن کا نکاح کر دیا اور وہ بیوہ تھیں تو اُنہوں نے اس نکاح کو ناپسند کیا۔ وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آئیں تو آپؐ نے اُن کے نکاح کو باطل قرار دیا۔

٦٩٤٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أَبِي عَمْرٍو - وَهُوَ ذَكْوَانُ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ يُسْتَأْمَرُ النِّسَاءُ فِي أَبْضَاعِهِنَّ؟ قَالَ نَعَمْ. قُلْتُ فَإِنَّ الْبِكْرَ تُسْتَأْمَرُ فَتَسْتَحْيِي فَتَسْكُتُ. قَالَ سُكَاتُهَا إِذْنُهَا.

أطرافه: ٥١٣٧، ٦٩٧١۔

۶۹۴۶: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابن جریج سے، ابن جریج نے ابن ابی ملیکہ سے، اُنہوں نے ابوعمرو سے جو ذکوان ہیں۔ ابوعمرو نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ بیان فرماتی ہیں: میں نے کہا: یارسول اللہ! کیا عورتوں سے اُن کے نکاح کے متعلق مشورہ لیا جائے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: کنواری سے اجازت لی جائے تو وہ شرماتی ہے اور خاموش رہتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔

تشریح: لَا يَجُوزُ نِكَاحُ الْمُكْرَهِ: اس کا نکاح جائز نہیں جسے مجبور کیا گیا ہو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"فرماتا ہے کہ اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ چونکہ اس جگہ مکاتبت یعنی مشروط آزادی حاصل کرنے والے غلاموں کا ذکر ہے اس لیے اس جگہ وہی لونڈیاں مراد لی جائیں گی جو مشروط آزادی حاصل کرنا چاہتی ہیں... دنیا کے حصول کی غرض سے اُن کے اس ارادہ میں روک ڈال کر بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ یعنی جو عورت مشروط آزادی حاصل کر کے جبری نکاح سے بچنا چاہتی ہے اور مکمل آزادی کے بعد اپنی مرضی کے خاوند سے نکاح کرنا چاہتی ہے اُس کو اِس ارادہ سے باز رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں لفظ "خِذَامٍ" ہے۔ (فتح الباری، جزء ۱۲ حاشیہ صفحہ ۳۹۸) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

بدکاری پر مجبور کرنا۔" (تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ النور، آیت وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ، جلد ۶ صفحہ ۳۱۴)

"ایک لڑکی کے دو بھائی تھے اور ایک والدہ۔ ایک بھائی اور والدہ ایک لڑکے کے ساتھ اس لڑکی کے نکاح کے لیے راضی تھے۔ مگر ایک بھائی مخالف تھا۔ وہ اَور جگہ رشتہ پسند کرتا تھا اور لڑکی بھی بالغ تھی۔ اس کی نسبت مسئلہ دریافت کیا گیا کہ اس کا نکاح کہاں کیا جاوے؟ حضرت اقدس علیہ السلام نے دریافت کیا کہ وہ لڑکی کس بھائی کی رائے سے اتفاق کرتی ہے؟ جواب دیا گیا کہ اپنے اس بھائی کے ساتھ جس کے ساتھ والدہ بھی متفق ہے۔" فرمایا کہ

"پھر وہاں ہی اس کا رشتہ ہو جہاں لڑکی اور اس کا بھائی دونوں متفق ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۵۵)

بَاب ٤: إِذَا أُكْرِهَ حَتَّى وَهَبَ عَبْدًا أَوْ بَاعَهُ لَمْ يَجُزْ

اگر کسی کو مجبور کیا جائے کہ وہ غلام ہبہ کر دے یا اُس کو بیچ دے تو یہ درست نہیں ہو گا

{ وَبِهِ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ فَإِنْ نَذَرَ الْمُشْتَرِي فِيهِ نَذْرًا فَهُوَ جَائِزٌ بِزَعْمِهِ وَكَذَلِكَ إِنْ دَبَّرَهُ.} [1]

اور اس کے متعلق بعض لوگوں نے کہا: اگر خریدار اس میں کوئی نذر مانے تو یہ اس کے خیال میں جائز ہے اور اسی طرح اگر اپنے مرنے کے بعد غلام کو آزاد کرے۔

٦٩٤٧: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوكًا لَهُ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ مَالٌ غَيْرُهُ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِيهِ مِنِّي؟ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ بِثَمَانِ

۶۹۴۷: ابونعمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عمرو بن دینار سے، عمرو نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک انصاری شخص نے کہا کہ اُس کے مرنے کے بعد اس کا غلام آزاد ہو گا۔ اور اس کے پاس اس کے سوا کوئی جائیداد نہ تھی۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی۔ آپؐ نے فرمایا: مجھ سے یہ غلام کون خریدے گا؟ تو نعیم بن نحامؓ نے اس کو

[1] یہ الفاظ عمدۃ القاری کے مطابق ہیں۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۱۰۲) ترجمہ ان کے مطابق ہے۔

مِائَةِ دِرْهَمٍ. قَالَ فَسَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ.

آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ (عمرو بن دینار) کہتے تھے: اور میں نے حضرت جابرؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: وہ ایک قبطی غلام تھا جو پہلے سال ہی مر گیا۔

أطرافه: ٢١٤١، ٢٢٣٠، ٢٣٢١، ٢٤٠٣، ٢٤١٥، ٢٥٣٤، ٦٧١٦، ٧١٨٦۔

تشریح: إِذَا أُكْرِهَ حَتَّى وَهَبَ عَبْدًا أَوْ بَاعَهُ لَمْ يَجُزْ: اگر کسی کو مجبور کیا جائے کہ وہ غلام ہبہ کر دے یا اُس کو بیچ دے تو یہ درست نہیں ہوگا۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

”مُدَبَّرٌ دَبَّرَ سے اسم مفعول ہے جو دُبُر سے مشتق ہے۔ تَدْبِیْر کے معنے مابعد کے انجام پر نظر کرنا، غور کرنا اور مُدَبَّر وہ غلام یا لونڈی ہے جسے مالک اپنی موت کے بعد آزاد قرار دے دے۔ مالک متوفّی کے ورثاء کے لئے جائز نہیں کہ مُدَبَّر کو فروخت کریں یا اُس کی آزادی منسوخ کریں بجز اس کے کہ آزاد کرنے والا مقروض ہو تو غلام کی آزادی قرض کی حالت میں کالعدم ہوگی اور اس کا قرضہ ادا کرنے کی غرض سے مُدَبَّر فروخت کیا جاسکتا ہے یا اُس سے خدمت لی جاسکتی ہے تاوقتیکہ اس کی کمائی سے وہ قرض ادا ہو جائے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے قرض ادا کرنے کے لئے مُدَبَّر کو فروخت کیا۔ مقروض کے غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا درست نہیں جب تک کہ اس کا قرضہ ادا نہ کر دیا جائے۔ (فتح الباری جزء۴ صفحہ ۵۳۱) (عمدۃ القاری، جزء۱۲ صفحہ ۴۹)“

(صحیح بخاری ترجمہ وشرح، کتاب البیوع، شرح باب ١١٠، جلد۴ صفحہ ٢٠٠)

بَاب٥: مِنَ الْإِكْرَاهِ كَرْهًا وَكُرْهًا وَاحِدٌ

كَرْهًا اور كُرْهًا کے ایک ہی معنی ہیں اور یہ اِكْرَاہ سے ہے یعنی جبر کرنا

٦٩٤٨: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ بْنُ فَيْرُوزٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَقَالَ الشَّيْبَانِيُّ وَحَدَّثَنِي عَطَاءٌ أَبُو الْحَسَنِ السُّوَائِيُّ وَلَا أَظُنُّهُ

٦٩٤٨: حسین بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ اسباط بن محمد نے ہمیں بتایا۔ سلیمان بن فیروز شیبانی نے ہم سے بیان کیا۔ سلیمان نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ اور شیبانی نے یہ بھی کہا کہ عطاء ابوالحسن سُوائی نے بھی مجھ

إِلَّا ذَكَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا (النساء: ٢٠) الْآيَةَ قَالَ كَانُوا إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ كَانَ أَوْلِيَاؤُهُ أَحَقَّ بِامْرَأَتِهِ، إِنْ شَاءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَإِنْ شَاءُوا زَوَّجُوهَا وَإِنْ شَاءُوا لَمْ يُزَوِّجُوهَا، فَهُمْ أَحَقُّ بِهَا مِنْ أَهْلِهَا فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي ذَلِكَ.

سے بیان کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اُنہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی روایت کرتے ہوئے اس کو بیان کیا۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ (یعنی اے ایماندارو! تمہارے لیے (یہ) جائز نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ) اُنہوں نے کہا: لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی مرد مر جاتا تو اُس کے رشتہ دار اُس کی بیوی کے حقدار ہوتے۔ اگر اُن میں سے کوئی چاہتا تو اُس سے خود نکاح کر لیتا اور اگر وہ چاہتے تو کسی اور سے اُس کا نکاح کر دیتے اور اگر چاہتے تو اس کا نکاح نہ کرتے۔ غرض وہ اُس عورت پر اُس کے رشتہ داروں کی نسبت سے زیادہ حق رکھتے۔ اس لئے یہ آیت اس رواج کے متعلق نازل ہوئی۔

طرفه: ٤٥٧٩۔

بَاب ٦: إِذَا اسْتُكْرِهَتِ الْمَرْأَةُ عَلَى الزِّنَا فَلَا حَدَّ عَلَيْهَا

اگر عورت کو زنا پر مجبور کیا جائے تو اُس عورت کو شرعی سزا نہ ہوگی

لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (النور: ٣٤)

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور جو کوئی اُن کو مجبور کرے تو اللہ اُن عورتوں کی مجبوری کے بعد بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

٦٩٤٩: وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ صَفِيَّةَ ابْنَةَ أَبِي عُبَيْدٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَبْدًا مِّنْ رَقِيقِ الْإِمَارَةِ وَقَعَ عَلَى وَلِيدَةٍ مِّنَ الْخُمُسِ فَاسْتَكْرَهَهَا حَتَّى افْتَضَّهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ وَنَفَاهُ وَلَمْ يَجْلِدِ

٦٩٤٩: اور لیث نے کہا: نافع نے مجھ سے بیان کیا کہ صفیہ بنت ابی عبید نے اُن کو بتایا کہ حکومت کے غلاموں میں سے ایک غلام نے غنیمت کے پانچویں حصے کی ایک لونڈی سے جماع کیا اور اُس نے اُس کو مجبور کر کے اس کی بکارت زائل کی تو حضرت عمرؓ نے اُس شخص کو مقررہ کوڑے لگائے اور اُس کو

الْوَلِيدَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْأَمَةِ الْبِكْرِ يَفْتَرِعُهَا الْحُرُّ يُقِيمُ ذَلِكَ الْحَكَمُ مِنَ الْأَمَةِ الْعَذْرَاءِ بِقَدْرِ ثَمَنِهَا وَيُجْلَدُ، وَلَيْسَ فِي الْأَمَةِ الثَّيِّبِ فِي قَضَاءِ الْأَئِمَّةِ غُرْمٌ وَلَكِنْ عَلَيْهِ الْحَدُّ.

جلاوطن کر دیا اور اُس لونڈی کو کوڑے نہیں لگائے کیونکہ اُسے مجبور کیا گیا تھا۔ اُس کنواری لونڈی کے متعلق جس کی کوئی آزاد شخص بکارت زائل کر دے، امام زُہری نے کہا: حاکم کنواری لونڈی کی قیمت کا اندازہ لگا کر رقم کی ادائیگی کرائے نیز اس شخص کو کوڑے لگوائے جائیں اور ائمہ کے فیصلہ کے مطابق بیوہ لونڈی کے متعلق یہ حکم نہیں کہ اس سے زیادتی کرنے والے شخص پر تاوان ڈالا جائے گا بلکہ صرف کوڑوں کی شرعی حد لگائی جائے گی۔

٦٩٥٠: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ بِسَارَةَ دَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ مِّنَ الْمُلُوكِ - أَوْ جَبَّارٌ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ - فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ أَرْسِلْ إِلَيَّ بِهَا فَأَرْسَلَ بِهَا فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي فَقَالَتْ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ.

٦٩٥٠: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ ابوزناد نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیمؑ سارہؑ کو لے کر اپنے وطن سے نکل گئے اور اُن کو ایک ایسی بستی میں لے کر آئے جہاں ایک بادشاہ تھا یا فرمایا: ایک ظالم بادشاہ تھا تو اُس نے حضرت ابراہیمؑ کو کہلا بھیجا کہ میرے پاس سارہؑ کو بھیج دو۔ تو اُنہوں نے اُس کو بھیج دیا اور وہ اُٹھ کر سارہؑ کے پاس آیا۔ سارہ نے اُٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھنے لگیں اور دعا کی: اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان رکھتی ہوں تو اِس کافر کو مجھ پر مسلط نہ ہونے دے، تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا اور اس کی یہ حالت ہوگئی کہ زمین پر پاؤں رگڑنے لگا۔

أطرافُه: ٢٢١٧، ٢٦٣٥، ٣٣٥٧، ٣٣٥٨، ٥٠٨٤۔

تشریح: إِذَا اسْتُكْرِهَتِ الْمَرْأَةُ عَلَى الزِّنَا فَلَا حَدَّ عَلَيْهَا: اگر عورت کو زنا پر مجبور کیا جائے تو اس عورت کو شرعی سزا نہ ہوگی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ آیت وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”اور جو شخص آزادی کی کوشش کرنے والی عورت کے راستہ میں روک ڈالتا ہے اور اس طرح اسے جبری نکاح پر مجبور کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں اس کے دل میں جو بغض پیدا ہوگا اُس کی وجہ سے عورت پر کوئی گناہ نہیں ہوگا، مرد کو ہوگا کیونکہ عورت کے دل میں جو بے وفائی پیدا ہوگی وہ مرد کے جبر کی وجہ سے ہوگی۔“

(تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ النور، آیت ۳۴، جلد ۶ صفحہ ۳۱۴)

روایت نمبر ۶۵۵۰ میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت سارہؓ کا جو واقعہ بیان کیا گیا ہے یہ ماضی کے قصوں میں سے ایک قصہ ہے، حقیقت سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

بَاب ۷

يَمِينُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ إِنَّهُ أَخُوهُ إِذَا خَافَ عَلَيْهِ الْقَتْلَ أَوْ نَحْوَهُ

آدمی کا اپنے ساتھی کے متعلق قسم کھانا کہ وہ اس کا بھائی ہے جب اسے اس کے قتل وغیرہ کا ڈر ہو

وَكَذَلِكَ كُلُّ مُكْرَهٍ يَخَافُ فَإِنَّهُ يَذُبُّ عَنْهُ الظَّالِمَ وَيُقَاتِلُ دُونَهُ وَلَا يَخْذُلُهُ فَإِنْ قَاتَلَ دُونَ الْمَظْلُومِ فَلَا قَوَدَ عَلَيْهِ وَلَا قِصَاصَ وَإِنْ قِيلَ لَهُ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَتَبِيعَنَّ عَبْدَكَ أَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ أَوْ تَهَبُ هِبَةً أَوْ تَحُلُّ عُقْدَةً، أَوْ لَنَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوْ أَخَاكَ. فِي الْإِسْلَامِ وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ وَسِعَهُ ذَلِكَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ. وَقَالَ بَعْضُ

اور اسی طرح ہر وہ شخص جس پر جبر کیا جائے جو ڈرتا ہو تو وہ اس سے ظلموں کو دور کرے اور اُس سے مدافعت کرے اور اُس کو چھوڑ نہ دے۔ اگر مظلوم سے مدافعت کرے تو اُس پر نہ دیت ہوگی اور نہ ہی قصاص اور اگر اُس سے کہا جائے کہ تمہیں شراب ضرور پینی ہوگی یا مردار ضرور کھانا ہوگا یا یہ کہ تم اپنے غلام کو ضرور بیچ دو یا اتنے قرضے کا اقرار کر لو یا کوئی ہبہ کر دو یا نکاح توڑ دو، ورنہ ہم تمہارے باپ یا تمہارے بھائی کو مار ڈالیں گے۔ اسلام میں اس کے لئے اس بات کی وسعت ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان

النَّاسِ لَوْ قِيلَ لَهُ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَنَقْتُلَنَّ ابْنَكَ أَوْ أَبَاكَ أَوْ ذَا رَحِمٍ مُحَرَّمٍ لَمْ يَسَعْهُ لِأَنَّ هَذَا لَيْسَ بِمُضْطَرٍّ ثُمَّ نَاقَضَ فَقَالَ إِنْ قِيلَ لَهُ لَنَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوِ ابْنَكَ أَوْ لَتَبِيعَنَّ هَذَا الْعَبْدَ أَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ أَوْ تَهَبُ، يَلْزَمُهُ فِي الْقِيَاسِ وَلَكِنَّا نَسْتَحْسِنُ وَنَقُولُ الْبَيْعُ وَالْهِبَةُ وَكُلُّ عُقْدَةٍ فِي ذَلِكَ بَاطِلٌ فَرَّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي رَحِمٍ مُحَرَّمٍ وَغَيْرِهِ بِغَيْرِ كِتَابٍ وَلَا سُنَّةٍ. وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِامْرَأَتِهِ هَذِهِ أُخْتِي وَذَلِكَ فِي اللهِ. وَقَالَ النَّخَعِيُّ إِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ ظَالِمًا فَنِيَّةُ الْحَالِفِ وَإِنْ كَانَ مَظْلُومًا فَنِيَّةُ الْمُسْتَحْلِفِ.

کا بھائی ہے اور بعض لوگوں نے کہا: اگر اُسے کہا جائے کہ تمہیں شراب ضرور پینی ہوگی یا تم کو مردار ضرور کھانا ہوگا ورنہ تمہارے بیٹے یا تمہارے باپ یا کسی محرم رشتہ دار کو مار ڈالیں گے تو اُس کو اِس بات کی اجازت نہیں کیونکہ یہ مضطر نہیں ہے۔ پھر اِنہی لوگوں نے اپنے قول کے خلاف کیا اور کہا: اگر اسے کہا جائے کہ ہم تمہارے باپ کو یا بیٹے کو مار ڈالیں گے ورنہ اِس غلام کو بیچو یا اتنے قرضے کا اقرار کر لو یا ہبہ کر دو تو قیاس میں اُس کے لئے ضروری ہوگا لیکن ہم اچھا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بیع اور ہبہ اور ہر ایک عقد ایسی حالت میں باطل ہوگا۔ ان لوگوں نے ہر ایک محرم رشتہ دار وغیرہ کے درمیان بغیر کتاب اور سنت کے فرق کیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بیوی کے متعلق کہا کہ یہ میری بہن ہے اور اُن کی اِس سے مراد یہ تھی کہ وہ اللہ کے لئے ہے۔ اور نخعی نے کہا: اگر قسم لینے والا ظالم ہو تو قسم کھانے والے کی نیت معتبر ہوگی اور اگر وہ مظلوم ہو تو قسم لینے والے کی نیت معتبر ہوگی۔

٦٩٥١: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

۶۹۵۱: یحيٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی کہ سالم نے اُنہیں بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اُن کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان

الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ.

طرفه: ٢٤٤٢۔

مسلمان کا بھائی ہے نہ اُس پر ظلم کرے اور نہ ظالم کے حوالے کرے اور جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں مصروف ہو، اللہ اس کی حاجت روائی کرے گا۔

٦٩٥٢: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا، فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُومًا أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ؟ قَالَ تَحْجُزُهُ أَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذَلِكَ نَصْرُهُ.

أطرافه: ٢٤٤٣، ٢٤٤٤۔

٦٩٥٢: محمد بن عبد الرحیم نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن سلیمان (واسطی) نے ہمیں بتایا۔ ہُشیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبید اللہ بن ابی بکر بن انس نے ہمیں خبر دی۔ عبید اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو ظالم ہو یا مظلوم، تو ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! جب وہ مظلوم ہو تب تو میں اُس کی مدد کروں۔ یہ فرمائیں کہ جب ظالم ہو تو میں کیسے مدد کروں؟ آپؐ نے فرمایا: اُس کو ظلم سے باز رکھو یا فرمایا: روکو، یہی اس کی مدد ہوگی۔

تشریح: يَمِينُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ إِنَّهُ أَخُوهُ إِذَا خَافَ عَلَيْهِ الْقَتْلَ أَوْ نَحْوَهُ: آدمی کا اپنے ساتھی کے متعلق قسم کھانا کہ وہ اس کا بھائی ہے جب اسے اس کے قتل وغیرہ کا ڈر ہو۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

”معاشرہ اِسلامیہ سے تعلق رکھنے والے مسلم افراد کے ایک دوسرے پر پانچ حق ہیں۔ اول: وہ کسی کی حق تلفی نہ کریں یا کسی کا حق غصب نہ کریں۔ دوم: کسی ظالم کو اُن پر ظلم نہ کرنے دیں۔ سوم: ایک دوسرے کی حاجت روائی کرنے میں سرگرم عمل رہیں۔ اِس بارہ میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: وَاللهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ أَخِيْهِ۔ (مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ

والاستغفار، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر) اللہ اپنے بندے کا مددگار رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کا مددگار رہے۔ چہارم: مبتلائے مصیبت و غم کو رہائی دلائیں۔ پنجم: عیب کی پردہ پوشی کریں۔ یہ حقوق منفی و مثبت دونوں پہلوؤں سے معاشرہ کے تعلقات کی سلامتی اور استواری کے لئے ازبس ضروری ہیں۔ امام مسلمؒ نے حضرت ابوہریرہؓ کی جو روایت اس بارہ میں نقل کی ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں: وَلَا یَحْقِرُہٗ۔ (مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم ظلم المسلم) کہ وہ اپنے بھائی کو حقیر نہ سمجھے اور نہ اُس کی ہتک کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جو خطبہ منیٰ کے مقام پر دیا، اُس میں صراحت ہے کہ مسلمانوں کی جانیں اور آبروئیں اور اُن کے اموال اَبد الاباد تک اُن پر حرام یعنی قابل عزت ہیں۔“

(صحیح بخاری ترجمہ وشرح، کتاب المظالم، شرح باب ۳، جلد ۴ صفحہ ۴۵۲)

اُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا: اپنے بھائی کی مدد کرو ظالم ہو یا مظلوم۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

”الفاظ ”اُنْصُرْ اَخَاكَ“ ہیں یعنی اپنے بھائی کی نصرت کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ نصرت ایسی مدد کو کہتے ہیں جو تعدی کی حالت میں کی جاتی ہے... ظالم کو ظلم سے روکنا درحقیقت ظالم ہی کی مدد ہے۔ قرآن مجید میں لفظ عَوْنٌ عام مدد اور نُصْرَۃٌ خاص مدد کے مفہوم میں وارد ہوا ہے، جیسے فرمایا: تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدۃ:۳) نیکی و تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ لفظ عَوْن سے ہی ہماری روزمرہ کی دعا اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ہے۔ اسْتَعَان کے معنے مدد طلب کی اور نَسْتَعِیْنُ کے معنے ہیں: ہم مدد طلب کرتے ہیں۔ نصرت کے لفظ کا استعمال جس آیت سے واضح ہوتا ہے وہ یہ ہے۔ فرماتا ہے: مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ (البقرۃ:۲۱۵) مومن کہتے ہیں کہ اللہ کی نصرت کب آئے گی؟ سنو! اللہ کی نصرت یقیناً بہت نزدیک ہے۔ اِس سے قبل کی آیت یہ ہے: اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ (البقرۃ:۲۱۵) کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تک تم پر اُن لوگوں کی سی حالت نہیں آئی جو تم سے پہلے گزرے ہیں۔ انہیں تنگی اور تکلیف پہنچی اور اُن پر زلزلہ برپا کیا گیا حتیٰ کہ رسول اور اس کے ساتھی مومن بھی پکار اُٹھے: اللہ کی نصرت کب آئے گی؟ اس آیت سے نصرت کا مفہوم واضح ہوتا ہے کہ وہ ایسی الٰہی مدد ہے جو تلخیوں کے وقت ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۝ (الحج:۴۰) وہ لوگ جن سے بلا وجہ جنگ کی جا رہی ہے اُن کو بھی جنگ کی اجازت دی گئی ہے کہ اُن پر ظلم کیا گیا ہے اور اللہ یقیناً اُن کی مدد پر قادر ہے۔ اِن حوالوں سے عَوْنٌ اور نُصْرَةٌ کے معانی کا فرق معلوم ہو جاتا ہے۔ حدیث اُنْصُرْ اَخَاكَ میں دونوں قسم کی مدد مراد ہے۔“

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب المظالم، شرح باب ۴، جلد ۴ صفحہ ۴۵۳، ۴۵۴)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

٩٠- كِتَابُ الْحِيَل

حیلوں کے متعلق احکام

حِیَلُ حیلۃ کی جمع ہے۔ علامہ بدرالدین عینیؒ لکھتے ہیں: حیلۃ کا معنی ہے وہ کام جس سے خفیہ طریقہ سے مقصود تک پہنچا جائے۔ (عمدۃ القاری، جزء ٢٤ صفحہ ١٠٨) ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں: علماء کے نزدیک حیلوں کی کئی قسمیں ہیں۔ اگر کسی مباح طریقہ سے حق کو باطل کیا جائے یا باطل کو ثابت کیا جائے تو یہ حیلہ حرام ہے اور اگر کسی خفیہ طریقہ سے حق کو ثابت کیا جائے یا باطل کو رڈ کیا جائے تو یہ مستحب ہے اور اگر کسی مباح طریقہ سے اپنے آپ کو کسی آفت یا مصیبت سے بچایا جائے تو یہ حیلہ مستحب ہے اور اگر کسی جائز طریقہ سے کسی مستحب کام کو ترک کیا جائے تو یہ حیلہ مکروہ ہے۔ (فتح الباری، جزء ١٢ صفحہ ٤٠٨) حیلہ کے تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے حضرت مولوی ظہور الدین صاحب اکملؓ نے آیت خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ (ص:٤٥)[1] کی نسبت پوچھا کہ اگر اس کے وہ معنی کئے جاویں جو عام مفسروں نے کئے ہیں تو شرع میں حیلوں کا باب کھل جائے گا۔

آپؑ نے فرمایا:

> "چونکہ حضرت ایوبؑ کی بیوی بڑی نیک، خدمتگذار تھی اور آپ بھی متقی صابر تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے تخفیف کر دی اور ایسی تدبیر سجھا دی جس سے قسم بھی پوری ہو جائے اور ضرر بھی نہ پہنچے۔ اگر کوئی حیلہ اللہ تعالیٰ سمجھائے تو وہ شرع میں جائز ہے کیوں کہ وہ بھی اسی راہ سے آیا جس سے شرع آئی۔ اس لیے کوئی ہرج کی بات نہیں۔" (ملفوظات جلد ٥ صفحہ ١٦٠)

تاریخ اسلام میں یہ بحث بہت شدّ و مد سے کی گئی ہے کہ حضرت امام بخاریؒ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نظریات کے خلاف تھے اور صحیح بخاری میں جابجا امام بخاریؒ نے "قَالَ بَعْضُ النَّاس" کہہ کر بغیر نام لئے امام ابو حنیفہؒ کے خیالات اور نظریات کی تردید کی ہے۔ اسی اختلافی بحث میں یہ امر بھی بیان کیا گیا ہے کہ امام بخاریؒ نے یہ کتاب الحیل امام ابو حنیفہؒ کی کتاب الحیل کے ردّ میں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں لکھی ہے۔ مگر اس امر کی تردید زوردار الفاظ اور دلائل سے کی گئی ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تو کوئی کتاب اس نام کی نہیں ہے بلکہ ان کے شاگردوں امام یوسف اور امام محمد وغیرہ کی بھی کوئی کتاب اس نام کی نہیں ہے۔ بقول شخصے صاحب البیت ادری بمافیہ کے اصول کے

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "خشک اور تر شاخوں کا گچھا اپنے ہاتھ میں لے اور اسی سے ضرب لگا اور (اپنی) قسم کو جھوٹا نہ کر۔"

مطابق امام ابو حنیفہؒ کے حالات و واقعات میں وہی باتیں زیادہ قابل اعتبار ہوں گی جو ائمہ احناف سے منقول ہوں گی کیونکہ ان کی پوری زندگی امام ابو حنیفہؒ کے حالات واقعات اور فقہی اجتہادات کی تلاش و تحقیق میں گزری ہے۔ حافظ ذہبی نے امام محمد بن الحسن کے مناقب پر ایک خاص کتاب لکھی ہے۔ اس میں وہ امام طحاوی کی سند سے نقل کرتے ہیں: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ أَبِي عِمْرَانَ يَقُولُ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَمَاعَةَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ هَذَا الْكِتَابُ يَعْنِي كِتَابَ الْحِيَلِ لَيْسَ مِنْ كُتُبِنَا، إِنَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا۔[1] طحاوی کہتے ہیں: میں نے احمد بن ابی عمران سے سنا۔ وہ کہتے ہیں: محمد بن سماعہ نے کہا: میں نے محمد بن الحسن سے سنا۔ وہ کہتے تھے: "یہ کتاب یعنی کتاب الحیل ہماری کتابوں میں سے نہیں ہے۔ اس میں بیرونی عناصر کی کار فرمائی ہے۔"

امام ابو سلیمان جوزجانی کہتے ہیں: کذبوا علی محمد لیس له کتاب الحیل وانما کتاب الحیل لوراق۔[2] لوگ امام محمد کے متعلق جھوٹ کہتے ہیں۔ کتاب الحیل ان کی تصنیف نہیں ہے۔ کتاب الحیل کسی وراق (نقل نویس) کی ہے۔ مشہور حنفی فقیہہ سرخسی نے ان کا مزید یہ قول نقل کیا ہے: إِنَّ الْجُهَّالَ يَنْسُبُونَ عُلَمَاءَنَا رَحِمَهُمُ اللهُ إِلَى ذَلِكَ عَلَى سَبِيلِ التَّعْيِيرِ، فَكَيْفَ يُظَنُّ بِمُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّهُ سَمَّى شَيْئًا مِنْ تَصَانِيفِهِ بِهَذَا الِاسْمِ لِيَكُونَ ذَلِكَ عَوْنًا لِلْجُهَّالِ عَلَى مَا يَتَقَوَّلُونَ۔[3] جاہل افراد ہمارے علماء کی جانب کتاب الحیل کی نسبت عیب لگانے کیلئے کرتے ہیں اس لئے امام محمدؒ سے کیسے گمان رکھا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنی تصانیف میں اس طرح کی کوئی تصنیف کی ہو گی جو جاہلوں کی مزید حوصلہ افزائی کا موجب ہو۔

ابن تیمیہ لکھتے ہیں: وَلَا يَجُوزُ أَنْ يُنْسَبَ الْأَمْرُ بِهَذِهِ الْحِيَلِ الَّتِي هِيَ مُحَرَّمَةٌ بِالِاتِّفَاقِ، أَوْ هِيَ كُفْرٌ إِلَى أَحَدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ وَمَنْ يَنْسُبُ ذَلِكَ إِلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ فَهُوَ مُخْطِئٌ فِي ذَلِكَ جَاهِلٌ بِأُصُولِ الْفُقَهَاءِ۔[4] اور یہ جائز نہیں ہے کہ وہ حیلے جو متفقہ طور پر حرام ہیں یا کفریہ ہیں اُن کی نسبت ائمہ مسلمین میں سے کسی کی جانب کی جائے اور جو کوئی کسی امام کی جانب ان حیلوں کی نسبت کرتا ہے تو وہ اس سلسلے میں خطاوار ہے اور فقہاء کے اصول کے مطابق جاہل ہے۔ ابن قیم نے اعلام الموقعین میں بیان کیا ہے: وَالْمَقْصُودُ أَنَّ هَذِهِ الْحِيَلَ لَا تَجُوزُ أَنْ تُنْسَبَ إِلَى إِمَامٍ فَإِنَّ ذَلِكَ قَدْحٌ فِي إِمَامَتِهِ، وَذَلِكَ يَتَضَمَّنُ الْقَدْحَ فِي الْأُمَّةِ حَيْثُ ائْتَمَّتْ بِمَنْ لَا يَصْلُحُ لِلْإِمَامَةِ، وَهَذَا غَيْرُ جَائِزٍ۔[5] ان حیلوں کی نسبت کسی بھی امام کی جانب درست نہیں ہے کیونکہ یہ اُن کی امامت کی شان کے خلاف ہے اور اس سے امت کی شان پر بھی حرف

[1] (مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص٨٥)

[2] (کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، کتاب الحیل، جزء٢ صفحہ ١٤١٥)

[3] (المبسوط للسرخسی، کتاب الحیل، جزء٣٠ صفحہ ٢٠٩)

[4] (الفتاویٰ الکبریٰ لابن تیمیة، کتاب اقامة الدلیل علی ابطال التحلیل، الطریق الاول بطلان الحیل والدلالة التحریم، جزء٦ صفحہ ٨٥)

[5] (اعلام الموقعین عن رب العالمین، دَلِيلُ تَحْرِيمِ الْحِيَلِ وَأَنْوَاعِهَا، جزء٣ صفحہ ١٤١)

آتا ہے کہ انہوں نے ایسے لوگوں کو اپنا مقتدا بنایا جو امامت کے اہل نہیں تھے (اور اس میں بعض ائمہ کی تکفیر یا تفسیق ہوتی ہے) جو کہ جائز نہیں ہے۔

اُمت کے تمام جھگڑوں کا فیصلہ کرنے والے حکم عدل نے اس تنازعہ کا بھی نہایت حکیمانہ فیصلہ فرمایا اور ان بزرگ آئمہ کے مقام و مرتبہ کو واضح کیا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر کرتے ہیں:

”مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک مولوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور الگ ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ جب وہ آپ سے ملا تو باتوں باتوں میں اس نے کئی دفعہ یہ کہا کہ میں حنفی ہوں اور تقلید کو اچھا سمجھتا ہوں وغیر ذالک۔ آپؑ نے اس سے فرمایا کہ ہم کوئی حنفیوں کے خلاف تو نہیں ہیں کہ آپ بار بار اپنے حنفی ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔ میں تو اُن چار اماموں کو مسلمانوں کیلئے بطور ایک چار دیواری کے سمجھتا ہوں جس کی وجہ سے وہ منتشر اور پراگندہ ہونے سے بچ گئے ہیں۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ ہر شخص اس بات کی اہلیت نہیں رکھتا کہ دینی امور میں اجتہاد کرے۔ پس اگر یہ ائمہ نہ ہوتے تو ہر اہل و نااہل آزادانہ طور پر اپنا طریق اختیار کرتا اور اُمت محمدیہ میں ایک اختلاف عظیم کی صورت قائم ہو جاتی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان چار اماموں نے جو اپنے علم و معرفت اور تقویٰ و طہارت کی وجہ سے اجتہاد کی اہلیت رکھتے تھے مسلمانوں کو پراگندہ ہو جانے سے محفوظ رکھا۔ پس یہ امام مسلمانوں کے لئے بطور ایک چار دیواری کے رہے ہیں اور ہم ان کی قدر کرتے اور ان کی بزرگی اور احسان کے معترف ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یوں تو سارے اماموں کو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے مگر امام ابو حنیفہ کو خصوصیت کے ساتھ علم و معرفت میں بڑھا ہوا سمجھتے تھے اور اُن کی قوت استدلال کی بہت تعریف فرماتے تھے۔“

(سیرت المہدی، جلد اول صفحہ ۳۴۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”امام شافعی اور حنبل وغیرہ کا زمانہ بھی ایسا تھا کہ اس وقت بدعات شروع ہو گئی تھیں۔ اگر اس وقت یہ نام نہ ہوتے تو اہل حق اور ناحق میں تمیز نہ ہو سکتی۔ ہزار

ہا گندے آدمی ملے جلے رہتے۔ یہ چار نام اسلام کے واسطے مثل چار دیواری کے تھے۔ اگر یہ لوگ پیدا نہ ہوتے تو اسلام ایسا مشتبہ مذہب ہو جاتا کہ بدعتی اور غیر بدعتی میں تمیز نہ ہو سکتی۔" (ملفوظات جلد۴ صفحہ ۵۰۱)

نیز فرمایا:

"میری رائے میں آئمہ اربعہ برکت کا نشان تھے ان میں روحانیت تھی کیونکہ روحانیت تقویٰ سے شروع ہوتی ہے اور وہ لوگ درحقیقت متقی تھے اور خدا سے ڈرتے تھے اور اُن کے دِل کِلَابُ الدُّنیا سے مناسبت نہ رکھتے تھے۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۵۴۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مقام و مرتبہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بعض آئمہ نے احادیث کی طرف توجہ کم کی ہے جیسا کہ امام اعظم کوفی رضی اللہ عنہ جن کو اصحاب الرائے میں سے خیال کیا گیا ہے اور ان کے مجتہدات کو بواسطہ دقت معانی احادیث صحیحہ کے برخلاف سمجھا گیا ہے مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ امام صاحب موصوف اپنی قوت اجتہادی اور اپنے علم اور درایت اور فہم و فراست میں آئمہ ثلاثہ باقیہ سے افضل و اعلیٰ تھے اور اُن کی خداداد قوت فیصلہ ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ وہ ثبوت عدم ثبوت میں بخوبی فرق کرنا جانتے تھے اور ان کی قوت مدرکہ کو قرآن شریف کے سمجھنے میں ایک خاص دستگاہ تھی اور اُن کی فطرت کو کلام الٰہی سے ایک خاص مناسبت تھی اور عرفان کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ چکے تھے اسی وجہ سے اجتہاد و استنباط میں اُن کے لئے وہ درجہ علیا مسلّم تھا جس تک پہنچنے سے دوسرے سب لوگ قاصر تھے۔ سبحان اللہ اس زیرک اور ربّانی امام نے کیسی ایک آیت کے ایک اشارہ کی عزت اعلیٰ و ارفع سمجھ کر بہت سی حدیثوں کو جو اس کے مخالف تھیں ردّی کی طرح سمجھ کر چھوڑ دیا اور جہلا کے طعن کا کچھ اندیشہ نہ کیا۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۳۸۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ ۱۸۹۱ء میں ایک مباحثہ ہوا جس کے دوران آپؑ نے محسوس کیا کہ مولوی محمد حسین صاحب حضرت امام ابوحنیفہؒ کے بارہ میں استخفاف سے کام لے رہے ہیں۔ اس پر آپؑ نے فرمایا:

"اے حضرت مولوی صاحب آپ ناراض نہ ہوں۔ آپ صاحبوں کو امام بزرگ

ابو حنیفہؒ سے اگر ایک ذرہ بھی حسن ظن ہوتا تو آپ اس قدر سبکی اور استخفاف کے الفاظ استعمال نہ کرتے۔ آپ کو امام صاحب کی شان معلوم نہیں۔ وہ ایک بحر اعظم تھا اور دوسرے سب اس کی شاخیں ہیں۔ اسکا نام اہل الرائے رکھنا ایک بھاری خیانت ہے۔ امام بزرگ حضرت ابو حنیفہؒ کو علاوہ کمالات علم آثار نبویہ کے استخراج مسائل قرآن میں ید طولیٰ تھا۔ خدا تعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی پر رحمت کرے، انہوں نے مکتوب صفحہ ۳۰۷ میں فرمایا ہے کہ امام اعظم صاحب کی آنیوالے مسیح کے ساتھ استخراج مسائل قرآن میں ایک روحانی مناسبت ہے۔"

(الحق مباحثہ لدھیانہ، روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۱۰۱)

بَاب ۱: فِي تَرْكِ الْحِيَلِ
حیلوں کے چھوڑنے کے متعلق

وَأَنَّ لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى فِي الْأَيْمَانِ وَغَيْرِهَا.

اور ہر ایک آدمی کے لئے وہی ہوتا ہے جو اُس نے نیت کی ہوتی ہے۔ یہ قسموں میں بھی ہے اور اس کے سوا اور باتوں میں بھی۔

٦٩٥٣: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ هَاجَرَ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ

۶۹۵۳: ابو نعمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے یحییٰ بن سعید سے، یحییٰ نے محمد بن ابراہیم سے، اُنہوں نے علقمہ بن وقاص سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ لوگوں سے مخاطب تھے۔ اُنہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: اے لوگو! عمل تو نیت پر ہی ہوتے ہیں اور آدمی کو وہی ملتا ہے جو اُس نے نیت کی ہوتی ہے۔ اس لئے جس کی ہجرت اللہ اور اُس کے رسول کے لئے ہوئی تو اُس کی ہجرت اللہ اور اُس کے رسول کے لئے ہی

يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ. ہے اور جس نے دنیا کے حاصل کرنے کے لئے ہجرت کی یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہجرت کی تو اُس کی ہجرت اسی بات کے لئے ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی۔

أطرافه: ١، ٥٤، ٢٥٢٩، ٣٨٩٨، ٥٠٧٠، ٦٦٨٩۔

تشریح: فِي تَرْكِ الْحِيَلِ: امام بخاریؒ نے کتاب الحیل کا آغاز باب ترک الحیل اور اس کے ذیل میں نیت والی حدیث سے کیا ہے۔ اس سے امام بخاریؒ کی دقت نظر اور استخراج مسائل میں بے نظیر بصیرت کا پتہ چلتا ہے۔ حیلہ کے متعلق جملہ بحثوں کو انہوں نے کوزے میں دریا بند کر دینے کے مترادف حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) سے اس موضوع کا قبلہ درست کر دیا ہے۔ اس موضوع پر جتنی بحثیں ہیں اُن کا ماحصل یہ ہے کہ کوئی بھی حیلہ کیوں کیا گیا؟ اُس کے پیچھے نیت کیا تھی؟ مقاصد کیا تھے؟ اس اصل الاصول پر ہر حیلہ کو پرکھا جا سکتا ہے اور بڑی آسانی سے جائز اور ناجائز کا فرق کیا جا سکتا ہے کیونکہ حیلہ فی ذاتہٖ بُرا نہیں بلکہ حکمت کا ایک دقیق طریق ہے جو حسن نیت اور دانائی سے استعمال کیا جائے تو یہ شرّ اور فساد سے بچانے والا اور نافع الناس طریق ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگوں میں دشمن کے مخالف سمت میں نکلنا اور اچانک دشمن کے سر پر آ جانا جس سے وہ بہت بڑے کشت وخون سے بچ گئے۔ اس کی بہت نمایاں مثال فتح مکہ ہے جو انتہائی معمولی خونریزی سے اتنی بڑی فتح پر منتج ہوئی۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

> "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کی حدیث بھی جوامع الکلم میں سے ہے... سچ تو یہ ہے کہ دین کی ساری ماہیت اس ایک جملہ میں کوٹ کر بھر دی گئی ہے اور یہ جملہ درحقیقت بطور اُس اصل الاصول کے ہے کہ جس سے انسان کو حیوان سے امتیاز حاصل ہوتا ہے اور جس کی بناء پر انسان کے طبعی افعال دائرہ اخلاق میں داخل ہو کر انسان کو ذمہ وار اور اعمال کی جواب دِہ ہستی بنا دیتے ہیں اور شریعت کی تمام پابندیاں اس پر عائد ہو جاتی ہیں۔"

(صحیح بخاری ترجمہ وشرح، کتاب الوحی، باب کیف کان بدء الوحی، جلد اول صفحہ ۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

> "خدا تعالیٰ جو دلوں کا حال جانتا ہے وہ بندے کے عمل کرنے کی نیت کا علم رکھتا ہے۔ بظاہر نیکیاں کرنے والے، عبادتیں کرنے والے، روزے رکھنے والے، حتیٰ کہ کئی

کئی حج کرنے والے بھی ہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُن کی نیتوں میں فتور ہے تو اس فتور کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قبول نہیں ہیں۔ یہ تمام عبادتیں اور نیکیاں نہ صرف ردّ کر دی جاتی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہلاکت کا باعث بن جاتی ہیں جس کا قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲، مئی ۲۰۰۹، جلد ۷ صفحہ ۲۳۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اصل مدعا نیت پر ہے۔ نیت اگر خراب اور فاسد ہو تو ایک جائز اور حلال فعل کو بھی حرام بنا دیتی ہے۔ ایک قصہ مشہور ہے۔ ایک بزرگ نے دعوت کی اور اس نے چالیس چراغ روشن کئے۔ بعض آدمیوں نے کہا کہ اسقدر اسراف نہیں کرنا چاہیئے۔ اُس نے کہا کہ جو چراغ میں نے ریاکاری سے روشن کیا ہے اسے بجھا دو۔ کوشش کی گئی، ایک بھی نہ بجھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی فعل ہوتا ہے اور دو آدمی اُس کو کرتے ہیں۔ ایک اس فعل کو کرنے میں مرتکب معاصی کا ہوتا ہے اور دوسرا ثواب کا۔ اور یہ فرق نیتوں کے اختلاف سے پیدا ہو جاتا ہے۔ لکھا ہے کہ بدر کی لڑائی میں ایک شخص مسلمانوں کی طرف سے نکلا جو اکڑ اکڑ کر چلتا تھا اور صاف ظاہر ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا تو فرمایا کہ یہ وضع خدا تعالیٰ کی نگاہ میں معیوب ہے مگر اس وقت محبوب ہے کیونکہ اس وقت اسلام کی شان اور شوکت کا اظہار اور فریق مخالف پر ایک رعب پیدا ہوتا ہے۔ پس ایسی بہت سی مثالیں اور نظیریں ملیں گی جن سے آخر کار جا کر یہ ثابت ہوتا ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ بالکل صحیح ہے۔“ (ملفوظات، جلد ۲ صفحہ ۳۸۹، ۳۹۰)

آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

”اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہل دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں اور تکلفات شامل کر کے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ صحیح نہیں۔ تکلفات کا باب بہت وسیع ہے اگر انسان چاہے تو اس (تکلف) کی رُو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے

بالکل نہ رکھے مگر خدا اُس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا تعالیٰ اسے ثواب سے زیادہ بھی دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابل قدر شئے ہے۔ حیلہ جُو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شئے نہیں۔" (ملفوظات، جلد ۲ صفحہ ۵۶۴)

بَاب ۲: فِي الصَّلَاةِ

نماز کے متعلق

٦٩٥٤: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْبَلُ اللهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ.

طرفه: ١٣٥۔

۶۹۵۴: اسحاق بن نصر نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے معمر سے، معمر نے ہمام سے، ہمام نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں کرتا جبکہ وہ بے وضو ہو۔ یہاں تک کہ وہ وضو کرلے۔

تشریح: فِي الصَّلَاةِ: نماز کے متعلق۔ نماز وہی قبولیت کے لائق ٹھہرتی ہے جو اپنی شرائط کے ساتھ ادا کی جائے اور نماز کی شرط اول طہارت اور پاکیزگی ہے جو وضو یا بعض صورتوں میں غسل کو لازم قرار دیتی ہے۔ اگر کوئی شخص اس شرط کو کسی حیلہ سے چھوڑ دے مثلاً ٹھنڈے پانی کا عذر ہو یا نفس کوئی اور بہانہ تراش لے جس سے بغیر وضو کے نماز پڑھی جائے تو وہ نماز قبولیت کے درجہ کو نہیں پہنچتی۔ امام بخاریؒ مضامین کے حسن ترتیب سے ماخذ شریعت کی اہمیت کو واضح کرتے ہیں۔ حقوق اللہ میں نماز شریعت کا مغز ہے۔ اسے حیلوں سے ضائع کرنا شریعت کی روح کے منافی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جب تُو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تُو ایک رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہری وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو۔ تب ان دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد ۳، صفحہ ۵۴۹)

بَاب٣: فِي الزَّكَاةِ
زکوٰۃ کے متعلق

وَأَنْ لَا يُفَرَّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَلَا يُجْمَعَ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ.

اور اس بات کے متعلق کہ اکٹھے مال کو الگ الگ نہ کیا جائے اور جو الگ ہو اُس کو اکٹھا نہ کیا جائے اِس ڈر سے کہ کہیں صدقہ دینا پڑے۔

٦٩٥٥: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ فَرِيضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ.

٦٩٥٥: محمد بن عبد اللہ انصاری نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا۔ ثمامہ بن عبد اللہ بن انس نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت انسؓ نے اُنہیں بتایا کہ حضرت ابو بکرؓ نے اُن کو صدقہ کا وہ فرض جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا لکھ کر دیا اور (اس میں یہ بھی تھا کہ) جو الگ الگ مال ہو اُس کو اکٹھا نہ کیا جائے اور جو اکٹھا ہو اُس کو علیحدہ نہ کرے اس ڈر سے کہ کہیں صدقہ دینا پڑے۔

أطرافُه: ١٤٤٨، ١٤٥٠، ١٤٥١، ١٤٥٣، ١٤٥٤، ١٤٥٥، ٢٤٨٧، ٣١٠٦، ٥٨٧٨۔

٦٩٥٦: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ أَخْبِرْنِي بِمَا فَرَضَ اللهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ؟ قَالَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ

٦٩٥٦: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابوسہیل سے، ابوسہیل نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ سے روایت کی کہ ایک اعرابی پریشان سر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! مجھے بتائیں کہ اللہ نے مجھ پر کیا کیا نماز فرض کی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: پانچ نمازیں سوائے اِس کے کہ تم خوشی سے کوئی اور نماز پڑھو۔ اس نے کہا: مجھے بتائیں اللہ نے مجھ پر جو روزے فرض کئے ہیں، آپؐ نے فرمایا: رمضان کا مہینہ سوائے

تَطَوَّعَ شَيْئًا. قَالَ أَخْبِرْنِي بِمَا فَرَضَ اللهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ؟ قَالَ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ قَالَ وَالَّذِي أَكْرَمَكَ لَا أَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللهُ عَلَيَّ شَيْئًا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِي عِشْرِينَ وَمِائَةِ بَعِيرٍ حِقَّتَانِ فَإِنْ أَهْلَكَهَا مُتَعَمِّدًا أَوْ وَهَبَهَا أَوِ احْتَالَ فِيهَا فِرَارًا مِنَ الزَّكَاةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ.

أطرافه: ٤٦، ١٨٩١، ٢٦٧٨-

اِس کے کہ تم خوشی سے کوئی اور روزے رکھو۔ اُس نے کہا: مجھے بتائیں جو زکوۃ اللہ نے مجھ پر مقرر کی ہے؟ حضرت طلحہؓ کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسلام کے شرعی احکام بتائے۔ اُس نے کہا: اُسی ذات کی قسم ہے جس نے آپؐ کو عزت دی۔ میں اپنی خوشی سے نہ کچھ اور کروں گا اور نہ ہی اِس سے کم کروں گا جو اللہ نے مجھ پر فرض کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بامراد ہو گیا اگر یہ سچا ہے یا (فرمایا:) جنت میں داخل ہو گیا اگر یہ سچا ہے۔ اور بعض لوگوں نے کہا کہ ایک سو بیس اونٹ میں تین تین برس کی دو اونٹنیاں زکوۃ ہوتی ہے۔ پھر اگر کسی نے اس کو عمداً تلف کر دیا یا اس کو ہبہ کر دیا یا زکوۃ سے بچنے کے لئے ان کے متعلق کوئی اور حیلہ کیا تو اُس پر کوئی زکوۃ نہیں۔

٦٩٥٧: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ فَيَطْلُبُهُ وَيَقُولُ أَنَا كَنْزُكَ قَالَ وَاللهِ لَنْ يَزَالَ يَطْلُبُهُ حَتَّى يَبْسُطَ يَدَهُ فَيُلْقِمَهَا فَاهُ.

أطرافه: ١٤٠٣، ٤٥٦٥، ٤٦٥٩-

٦٩٥٧: اسحاق (بن راہویہ) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہم سے بیان کیا۔ معمر نے ہمام سے، ہمام نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ایک کا خزانہ قیامت کے دن گنجا سانپ ہوگا۔ خزانے والا اُس سے بھاگتا پھرے گا اور وہ اس کے پیچھے لگے گا اور کہے گا: میں تیرا خزانہ ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی قسم اس کے پیچھے لگا رہے گا یہاں تک کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کے منہ میں اس کو دے دے گا۔

٦٩٥٨: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَا رَبُّ النَّعَمِ لَمْ يُعْطِ حَقَّهَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَتَخْبِطُ وَجْهَهُ بِأَخْفَافِهَا. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِي رَجُلٍ لَهُ إِبِلٌ خَافَ أَنْ تَجِبَ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ فَبَاعَهَا بِإِبِلٍ مِثْلِهَا أَوْ بِغَنَمٍ أَوْ بِبَقَرٍ أَوْ بِدَرَاهِمَ فِرَارًا مِنَ الصَّدَقَةِ بِيَوْمٍ احْتِيَالًا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ إِنْ زَكَّى إِبِلَهُ قَبْلَ أَنْ يَحُولَ الْحَوْلُ بِيَوْمٍ أَوْ بِسِتَّةٍ جَازَتْ عَنْهُ.

أطرافه: ١٤٠٢، ٢٣٧٨، ٣٠٧٣-

۶۹۵۸: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر چوپایوں کا مالک حق نہ دے گا تو وہ جانور قیامت کے دن اُس پر مسلط کئے جائیں گے۔ وہ اپنے کُھروں سے اُس کے منہ کو روندیں گے اور بعض لوگوں نے ایسے شخص کے متعلق کہا جس کے کچھ اونٹ ہوں اور وہ ڈرے کہ کہیں اُس پر صدقہ واجب ہو جائے گا اور وہ اُن کو ایسے ہی اونٹوں یا بکریوں یا گائیوں یا روپے کے بدلے صدقہ سے بچنے کے لئے حیلہ کر کے ایک دن پہلے بیچ دے تو اُس کے ذمہ کچھ نہ ہوگا اور یہی لوگ کہتے ہیں: اگر ایک سال گزرنے سے ایک دن پہلے یا ایک ہفتہ پہلے اپنے اونٹوں کی زکوٰۃ دے دے تو اُس کی طرف سے یہ درست ہوگی۔

٦٩٥٩: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ اسْتَفْتَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْضِهِ عَنْهَا. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا بَلَغَتِ الْإِبِلُ عِشْرِينَ فَفِيهَا أَرْبَعُ شِيَاهٍ فَإِنْ وَهَبَهَا قَبْلَ الْحَوْلِ أَوْ

۶۹۵۹: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے، عبید اللہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا کہ حضرت سعد بن عبادہ انصاریؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس نذر کے متعلق مسئلہ پوچھا جو اُن کی ماں کے ذمہ تھی۔ وہ اُس نذر کو ادا کرنے سے پہلے فوت ہوگئی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اُس کی طرف سے ادا کرو اور بعض لوگوں نے کہا: جب اونٹ بیس کی تعداد کو پہنچ جائیں تو اُن میں چار بکریاں زکوٰۃ ہوگی۔ اگر اُن کو سال گزرنے سے پہلے ہبہ کر دے

بَاعَهَا فِرَارًا أَوِ احْتِيَالًا لِإِسْقَاطِ الزَّكَاةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَكَذٰلِكَ إِنْ أَتْلَفَهَا فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ فِي مَالِهِ.

أطرافه: ٦٦٩٨، ٢٧٦١۔

یا اُن کو بیچ دے تا کہ بچ جائے یا زکوٰۃ کو ساقط کرنے کے لیے بہانہ مل جائے تو اُس کے ذمہ کچھ نہ ہو گا اور اِسی طرح اگر اُن کو تلف کر دے اور وہ مر جائے تو بھی اُس کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہو گی۔

تشریح: **فِي الزَّكَاةِ:** زکوٰۃ کے متعلق۔ حقوق العباد میں اول درجہ زکوٰۃ کا ہے جو ہر قسم کے انفاق اور بنی نوع انسان کی خدمت کرنے، اُن کے لئے نافع بننے اور ہر شر سے انہیں بچانے کا نام ہے۔ یہ قومی نیکی ہے اور اس کی حکم عدولی کرنے والا قومی مجرم ہے اس لئے وہ تمام اموال اور ذرائع جو قوم کی بہبود کے ہیں اُن کو قوم پر سرف نہ کرنا قومی جرم ہے۔ لوگ اس کے لئے طرح طرح کے حیلے بہانے بناتے ہیں مثلاً زکوٰۃ تو مقررہ نصاب پر عائد ہوتی ہے، اس نصاب سے بچنے کے لئے اپنے اموال میں ہیرا پھیری سے کمی بیشی کر دینا ایسا حیلہ ہے جو قومی جرم ہے جیسے بعض رمضان کے ان دنوں میں بینک سے اپنی بھاری رقمیں نکلوا لیتے ہیں تا کہ زکوٰۃ سے بچ جائیں اور جب زکوٰۃ کا وہ وقت گزر جاتا ہے، دوبارہ جمع کرا دیتے ہیں یا اپنی آمدنی صحیح نہیں بتاتے اور مالی قربانی میں حصہ نہیں لیتے یا آپس میں مال اس طرح تقسیم کر لیتے ہیں کہ زکوٰۃ کے نصاب پر مال پورا نہ اُترے یا ٹیکس بچانے کے لئے یا مالی فائدے اُٹھانے کے لئے جھوٹے اور جعلی کاغذات تیار کر لیتے ہیں۔ یہ سب حیلے قومی جرم کے زمرہ میں آتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

> ”زکوٰۃ کا نام اسی لئے زکوٰۃ ہے کہ انسان اس کی بجا آوری سے یعنی اپنے مال کو جو اُس کو بہت پیارا ہے لِلّٰہ دینے سے بُخل کی پلیدی سے پاک ہو جاتا ہے اور جب بُخل کی پلیدی جس سے انسان طبعاً بہت تعلق رکھتا ہے انسان کے اندر سے نکل جاتی ہے تو وہ کسی حد تک پاک بن کر خدا سے جو اپنی ذات میں پاک ہے ایک مناسبت پیدا کر لیتا ہے۔“

(براہینِ احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴)

باب ٤: الْحِيلَةُ فِي النِّكَاحِ

نکاح کے متعلق حیلہ کرنا

٦٩٦٠: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى

۶۹۶۰: ہم سے مسدد نے بیان کیا کہ ہمیں یحيٰ بن سعید نے عبید اللہ (عمری) سے روایت کرتے ہوئے بتایا۔ اُنہوں نے کہا: نافع نے مجھ سے بیان کیا۔ اُنہوں نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت

عَنِ الشِّغَارِ قُلْتُ لِنَافِعٍ مَا الشِّغَارُ؟ قَالَ يَنْكِحُ ابْنَةَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ ابْنَتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَيَنْكِحُ أُخْتَ الرَّجُلِ وَ يُنْكِحُهُ أُخْتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ احْتَالَ حَتَّى تَزَوَّجَ عَلَى الشِّغَارِ فَهُوَ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ فِي الْمُتْعَةِ النِّكَاحُ فَاسِدٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمُتْعَةُ وَالشِّغَارُ جَائِزَانِ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ.

طرفه: ٥١١٢۔

کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع فرمایا۔ میں نے نافع سے پوچھا: شغار کیا ہوتا ہے؟ اُنہوں نے کہا: کوئی شخص کسی آدمی کی بیٹی سے نکاح کرے اور اپنی بیٹی کا نکاح اُس سے بغیر مہر کے کر دے اور یا وہ کسی آدمی کی بہن سے نکاح کرے اور وہ اس سے اپنی بہن کا نکاح بغیر مہر کے کرے اور بعض لوگوں نے کہا: اگر حیلہ کر کے کسی نے نکاح شغار کر لیا تو یہ نکاح جائز ہوگا اور شرط باطل ہوگی اور انہی لوگوں نے متعہ کے متعلق کہا کہ یہ نکاح فاسد ہے اور شرط بھی باطل ہے اور اُن میں سے بعض نے کہا: متعہ اور شغار جائز ہے اور شرط باطل ہے۔

٦٩٦١: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللهِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قِيلَ لَهُ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَرَى بِمُتْعَةِ النِّسَاءِ بَأْسًا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ احْتَالَ حَتَّى تَمَتَّعَ فَالنِّكَاحُ فَاسِدٌ. وَقَالَ بَعْضُهُمُ النِّكَاحُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ.

أطرافه: ٤٢١٦، ٥١١٥، ٥٥٢٣۔

٦٩٦١: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عبید اللہ بن عمر سے روایت کی کہ زُہری نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے حسن اور عبد اللہ سے جو دونوں محمد بن علی کے بیٹے تھے۔ اُن دونوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ حضرت ابن عباسؓ عورتوں سے متعہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے تھے۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن اِس سے منع فرمایا نیز پالتو گدھوں کے گوشت سے بھی اور بعض لوگوں نے کہا: اگر حیلہ کر کے کسی نے متعہ کر لیا تو نکاح فاسد ہوگا اور اُن میں سے بعض نے کہا کہ یہ نکاح جائز ہوگا اور شرط باطل ہوگی۔

تشریح: اَلْحِيلَةُ فِي النِّكَاحِ: نکاح کے متعلق حیلہ کرنا۔ شغار۔ یہ عربی لفظ ہے۔ لغت میں اس کے ایک معنی رفع یعنی اُٹھانے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے: شغر الكلب إذا رفع رجلها ليبول (کتے نے پیشاب کے لئے ٹانگ اُٹھائی) اور جب باب مفاعلہ سے ہو تو رفع میں مشارکت ہوگی۔ شغار باب مفاعلہ کا مصدر ہے۔ امام اللغۃ ابن قتیبہؒ شغار کے معنی میں فرماتے ہیں: كل واحد منهما يشغر عند الجماع۔ ان کے نزدیک شغار شرعی اسی محاورہ سے ماخوذ ہے۔ شغر بمعنی بُعد اور خلا بھی ہے۔ کہا جاتا ہے: شغر البلد إذا خلا یعنی شہر محافظ سے خالی ہو گیا۔ اور شغار کو مہر سے خالی ہونے کی وجہ سے شغار کہا جاتا ہے۔ لغت میں شغر الرجل المرأة بھی مستعمل ہے۔ مسلم میں حضرت ابن عمرؓ اور ابن حبان میں حضرت انسؓ سے روایت ہے: لا شغار في الإسلام [1] (یعنی اسلام میں شغار نہیں ہے۔) أن النبي (صلى الله عليه وسلم) نهى عن المشاغرة (أخرجه أبو الشيخ في كتاب النكاح) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں: اس پر سب متفق ہیں کہ نکاح شغار ناجائز ہے۔

(فتح الباری، جزء۹ صفحہ ۲۰۴)

(المنهاج شرح صحيح مسلم للنووی، کتاب النکاح، باب تحريم نكاح الشغار، جزء۹ صفحہ ۲۰۱)

امام ترمذی اپنی جامع میں فرماتے ہیں: وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ نِكَاحُ الشِّغَارِ مَفْسُوخٌ، وَلَا يَحِلُّ وَإِنْ جُعِلَ لَهُمَا صَدَاقًا، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ۔ [2] کہ بعض اہل علم نے فرمایا: نکاح شغار فسخ ہوگا اور منعقد نہیں ہوگا اگرچہ دونوں کے لئے مہر کا تقرر ہو اور یہ شافعی، احمد اور اسحاق کا مذہب ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نکاح شغار اور وٹہ سٹہ کی شادی سے متعلق فرماتے ہیں:

> ”اسلام نے اس قسم کی شادی کو ناپسند کیا ہے کہ ایک شخص اپنی لڑکی دوسرے شخص کے لڑکے کو اس شرط پر دے کہ اس کے بدلہ میں وہ بھی اپنی لڑکی اس کے لڑکے کو دے لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اگر طرفین کے فیصلے الگ الگ اوقات میں ہوئے ہوں اور ایک دوسرے کو لڑکی دینے کی شرط پر نہ ہوئے ہوں تو کوئی حرج نہیں۔“ (الفضل ۱۵ جنوری ۱۹۱۸ء، خطبات محمود جلد۳ صفحہ ۲۸)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں:

> ”ملک کا رواج ہے کہ لڑکی تب دیتے ہیں کہ جب کوئی اُن کے لڑکے یا رشتہ دار کا

[1] (صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحريم نكاح الشغار وبطلانه)
(صحیح ابن حبان، کتاب النکاح، باب ذكر الزجر عن أن يزوج المرء ابنته... من غير صداق، جزء۹ صفحہ ۴۶۱)

[2] (سنن الترمذی، ابواب النکاح، باب ما جاء في النهي عن نكاح الشغار)

بھی بندوبست کرے۔ ایسا باپ جو لڑکی کے فوائد کو نظر انداز کر دیتا ہے اور اپنے فوائد کو مقدم کرتا ہے وہ سخت بُرا کام کرتا ہے۔ اس قسم کے رشتوں کو بٹّا کہتے ہیں اور یہ شریعت میں ناجائز ہے۔ یہ جائز ہے کہ ایک جگہ کسی کی لڑکی بیاہی ہو اور پھر لڑکی والوں کے ہاں لڑکے والوں کی لڑکی کا رشتہ ہو جائے مگر مقرر کر کے رشتہ داری کرنا ناجائز ہے اور اپنے وکالت نامہ کا غلط استعمال ہے اور ابھی تک ہماری جماعت میں سے یہ بھی نہیں گیا۔ جب تک لوگ اس فرض کو نہ پہچانیں گے کہ ہم اپنے وکالت نامہ کو خراب نہیں کریں گے تب تک یہ رسم نہیں مٹ سکتی۔“

(الفضل ۲۲ جون ۱۹۲۲ء، خطبات محمود، جلد ۳ صفحہ ۱۴۴)

أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قِيلَ لَهُ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَرَى بِمُتْعَةِ النِّسَاءِ بَأْسًا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهَا: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ حضرت ابن عباسؓ عورتوں سے متعہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے تھے۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس سے منع فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”متعہ صرف اس نکاح کا نام ہے جو ایک خاص عرصہ تک محدود کر دیا گیا ہو پھر ماسوا اس کے متعہ اوائل اسلام میں یعنی اس وقت میں جبکہ مسلمان بہت تھوڑے تھے صرف تین دن کے لئے جائز ہوا تھا اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ وہ جواز اِس قسم کا تھا جیسا کہ تین دن کے بھوکے کے لئے مردار کھانا نہایت بے قراری کی حالت میں جائز ہو جاتا ہے اور پھر متعہ ایسا حرام ہو گیا جیسے سور کا گوشت اور شراب حرام ہے اور نکاح کے احکام نے متعہ کے لئے قدم رکھنے کی جگہ باقی نہیں رکھی۔ قرآن شریف میں نکاح کے بیان میں مردوں کے حق عورتوں پر اور عورتوں کے حق مردوں پر قائم کئے گئے ہیں اور متعہ کے مسائل کا کہیں ذکر بھی نہیں۔ اگر اسلام میں متعہ ہوتا تو قرآن میں نکاح کے مسائل کی طرح متعہ کے مسائل بھی بسط اور تفصیل سے لکھے جاتے لیکن کسی محقق پر پوشیدہ نہیں کہ نہ تو قرآن میں اور نہ احادیث میں متعہ کے مسائل کا نام و نشان ہے لیکن نکاح کے مسائل بسط اور تفصیل سے موجود ہیں۔“

(آریہ دھرم، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۶۷، ۶۸)

بَاب ٥: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ فِي الْبُيُوعِ

خرید و فروخت میں جو حیلہ کرنا مکروہ ہے

وَلَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ فَضْلُ الْكَلَإِ.

اور ضرورت سے زیادہ بچا ہوا پانی نہ روکے کہ تا اُس سے گھاس کی روئید گی رُکی رہے۔

٦٩٦٢: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ فَضْلُ الْكَلَإِ.

أطرافه: ٢٣٥٣، ٢٣٥٤۔

۶۹۶۲: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابوزناد سے، ابوزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ضرورت سے زیادہ بچا ہوا پانی نہ روکا جائے کہ اس سے گھاس کی روئید گی رُک جائے۔

تشریح: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ فِي الْبُيُوعِ: خرید و فروخت میں جو حیلہ کرنا مکروہ ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ رفاہ عامہ میں استعمال ہونے والی اشیاء سے لوگوں کو محروم کرنے کے لئے کوئی ایسا حیلہ کرنا کہ لوگ وہ اشیاء خریدنے پر مجبور ہو جائیں۔ زیر باب حدیث سے امام بخاریؒ نے اس کی ایک صورت بیان کی ہے کہ کنوئیں کے زائد پانی کو اس لئے روک لینا کہ اس سے گھاس پھوس اُگے گی اور لوگوں کے جانور چریں گے، کنوئیں کا مالک اپنی ضرورت سے زائد پانی کو روک لے کہ لوگ مجبور ہو کر اُس سے پانی خریدیں یعنی وہ جو زائد پانی بہہ جاتا ہے جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا تھا اُس کی لوگوں سے قیمت لی جائے یا اُس پانی سے اُگنے والی گھاس کی قیمت لی جائے۔ اسلام انسان کو نافع الناس بننے کی تعلیم دیتا ہے اور انسانی نفس میں بخل کی اس بیماری کا علاج کرنا چاہتا ہے کہ انسان ایسی چیزوں میں بھی بخل کرتا ہے اور دنیا کمانے کی کوشش کرتا ہے جن میں اُس کا کوئی خرچ اور حرج نہیں ہوتا۔

لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ فَضْلُ الْكَلَإِ: ضرورت سے زیادہ بچا ہوا پانی نہ روکا جائے کہ اس سے گھاس کی روئید گی رُک جائے۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ بیان کرتے ہیں:

> "الْكَلَأُ سے مراد نباتات ہے جس سے مویشی وغیرہ فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ شارحین نے لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ کی تشریح یہ بھی کی ہے کہ مثلاً کسی کا کنواں ایک ایسی جگہ پر ہو جس کے قریبی علاقہ میں گھاس ہو۔ جس میں سب لوگوں کو جانور چرانے کا حق ہو مگر کنوئیں والا لوگوں کے جانوروں کو پانی پینے نہ دے۔ اس غرض

سے کہ جب پانی جانوروں کو پینے کے لئے نہیں ملے گا تو لوگ جانور چرانے کے لئے نہیں لائیں گے اور گھاس صرف کنوئیں والے کے جانوروں کے لئے محفوظ رہے گی اور وہی اس سے استفادہ کر سکے گا۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۴۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ جمہور نے مندرجہ بالا حدیث سے استدلال کیا ہے کہ پانی کا جو رفاہِ عامہ کی غرض کے لئے ہو، بیچنا مکروہ ہے اور مذکورہ بالا ممانعت بطور تنزیہ ہے نہ کہ تحریم۔ عنوانِ باب اور احادیث زیر باب اسی مفہوم کی تائید کرتی ہیں۔"

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب المساقاۃ، شرح باب من قال ان صاحب الماء احق، جلد ۴ صفحہ ۳۴۹، ۳۵۰)

بَاب ٦: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَاجُشِ

نجش جو مکروہ ہے (یعنی خریدنے کی نیت کے بغیر کسی چیز کی قیمت بڑھانا)

٦٩٦٣: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّجْشِ.

۶۹۶۳: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے مالک سے، مالک نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجش سے منع فرمایا۔

طرفه: ٢١٤٢۔

تشریح: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَاجُشِ: نجش جو مکروہ ہے (یعنی خریدنے کی نیت کے بغیر کسی چیز کی قیمت بڑھانا)۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"کسی شخص کا کسی سامان کی قیمت دوسرے سے زیادہ دینے کا اظہار کرنا جبکہ حقیقتاً وہ چیز خریدنا نہیں چاہتا نجش کہلاتا ہے اور شوافع کے نزدیک ایسی بیع فسخ نہ ہوگی، برقرار رہے گی لیکن بائع گنہگار ہوگا۔ حنابلہ کے نزدیک یہ بیع باطل ہے اور قابل فسخ۔ (فتح الباری جزء۴ صفحہ ۴۴۹) یہی مضمون اس باب کا ہے۔"

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب البیوع، شرح باب النجش، جلد ۴ صفحہ ۱۱۹)

آپؓ مزید فرماتے ہیں:

"حضرت ابن ابی اوفیٰؓ کی روایت ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصورؒ نے بھی نقل کی ہے۔ اُن کے نزدیک ایسی بیع کا نفع سود ہے کیونکہ واجبی قیمت سے وہ زیادہ ہے جو

فریب سے لیا گیا ہے۔ بیع نجش میں قیمت زیادہ پیش کرنے والے کی غرض خریدنا نہیں بلکہ نرخ بڑھانا ہے۔ طبرانی نے بھی ان کی یہی روایت نقل کی ہے۔"

(فتح الباری جزء۴ صفحہ ۴۴۹) (عمدۃ القاری جزء۱۱ صفحہ ۲۶۳)

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب البیوع، شرح باب النجش، جلد۴ صفحہ ۱۲۰)

بَاب۷: مَا يُنْهَى مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبُيُوعِ

خرید و فروخت میں جو دھوکے سے ممانعت ہے

وَقَالَ أَيُّوبُ يُخَادِعُونَ اللهَ كَأَنَّمَا يُخَادِعُونَ آدَمِيًّا لَوْ أَتَوُا الْأَمْرَ عِيَانًا كَانَ أَهْوَنَ عَلَيَّ.

اور ایوب نے کہا کہ یہ لوگ اللہ سے بھی ایسا ہی فریب کرتے ہیں جیسا آدمیوں سے فریب کرتے ہیں۔ اگر کھلم کھلی بات کریں تو یہ میرے لئے زیادہ آسان ہو۔

٦٩٦٤: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ.

۶۹۶۴: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عبداللہ بن دینار سے، اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ اُسے خرید و فروخت میں دھوکہ دے دیا جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: جب تم کسی سے خرید و تو یہ کہہ دیا کرو: دغا نہ ہو۔

تشریح: مَا يُنْهَى مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبُيُوعِ: خرید و فروخت میں جو دھوکے سے ممانعت ہے۔ وَكَانَ أَبُو حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى يَكْرَهُ أَنْ يَّمْدَحَ الرَّجُلُ سِلْعَتَهُ عِنْدَ الْبَيْعِ۔[1] امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ مکروہ سمجھتے تھے کہ آدمی بیع کرتے وقت اپنے سامان کی تعریف کرے۔ کوئی شخص کسی مسلمان کو تجارت میں دھوکہ دے یا غلط بیانی سے کام لے، یہ ناجائز ہے۔ حدیث میں آتا ہے: مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا... (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا) جس نے ہمیں (مسلمانوں کو) دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ دوسری حدیث میں آیا ہے: مَنْ بَاعَ عَيْبًا لَمْ يُبَيِّنْهُ، لَمْ يَزَلْ فِي مَقْتِ اللهِ، وَلَمْ تَزَلِ

[1] (الملتقط فی الفتاوی الحنفیة، كِتَابُ الْآداب، مطلب یکرہ أن یمدح الرجل سلعة عند البیع، صفحہ ۲۷۶)

اَلْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُهُ۔[1] جس نے کوئی عیب دار چیز فروخت کی اور اُس کے خریدار کو اس کا عیب نہ بتایا تو وہ ہمیشہ اللہ کے غضب میں رہے گا اور اُس پر فرشتے ہمیشہ لعنت کرتے رہیں گے۔

حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

”بیع و شراء اور لین دین میں ماپ تول سے متعلق کئی احکام قرآنِ مجید میں مختلف مقامات پر وارد ہوئے ہیں۔ مثلاً سورۂ اعراف میں مدین قوم کا ذکر ہے جو تاجر پیشہ تھی اور اپنے تجارتی کاروبار میں فریب دہی سے کام لیتی تھی۔ اُن کی اصلاح کے لئے خدا کے نبی حضرت شعیب علیہ السلام بھیجے گئے اور انہوں نے انہیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (الأعراف:۸۶)... یقیناً تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے کھلی کھلی نشانی آچکی ہے۔ پس ماپ اور تول پورا کیا کرو اور لوگوں کو اُن کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلایا کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر تھا اگر تم ایمان لانے والے ہوتے۔ یہ ارشاد بھی جامع ہے۔ پہلے حصے میں ماپ اور وزن پورا کرنے کا حکم ہے اور دوسرے حصے میں منع کیا گیا ہے کہ لوگوں کو خرید و فروخت کی اشیاء ناقص نہ دو، نہ مقدار میں نہ نوعیت کے لحاظ سے۔ قرآنِ مجید کے احکام بیع و شراء کے بارہ میں ایک مکمل ضابطہ ہیں۔ اس تعلق میں مندرجہ ذیل آیات بھی ملاحظہ ہوں: وَ لَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَ الْمِيْزَانَ اِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ○ وَ يٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ○ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ۬ وَ مَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ○ (ھود: ۸۵ تا ۸۷) اور ماپ اور تول میں کمی نہ کیا کرو۔ یقیناً میں تمہیں دولت مند پاتا ہوں اور میں تم پر ایک گھیر لینے والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اور اے میری قوم! ماپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو اور لوگوں کی چیزیں انہیں کم کر کے نہ دیا کرو اور زمین میں مفسد بنتے ہوئے بدامنی نہ پھیلاؤ۔ اللہ کی طرف سے جو (تجارت میں) بچتا ہے وہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم

---

[1] (سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، بَابُ مَنْ بَاعَ عَيْبًا فَلْيُبَيِّنْهُ، جزء ۲ صفحہ ۷۵۵)

(سچے) مومن ہو اور میں تم پر نگران نہیں۔ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ○ (بنی اسرائیل:٣٦) اور جب تم ماپ کرو تو پورا ماپ کرو اور سیدھی ڈنڈی سے تولو۔ یہ بات بہت بہتر اور انجام کار سب سے اچھی ہے۔ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ کے معنی ہیں: معیاری ماپ تول کے ذریعے سے صحیح صحیح وزن کرو۔ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ (الأنعام:١٥٣) اور سوائے ایسے طریق کے جو بہت اچھا ہو یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے اور ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پورے کیا کرو۔ یتامیٰ کے حقوق کی نگہداشت رکھنے کے بارے میں تاکید ہے اور ہدایت ہے کہ انہیں اُن کا حق پورا پورا دیا جائے اور انصاف سے ان کے ساتھ سلوک کیا جائے۔ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ○ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ○ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ○ (الرحمٰن:٨ تا ١٠) اور آسمان کی کیا ہی شان ہے۔ اس نے اسے رفعت بخشی اور نمونۂ عدل بنایا تا کہ تم میزان میں تجاوز نہ کرو۔ اور وزن کو انصاف کے ساتھ قائم کرو اور تول میں کوئی کمی نہ کرو۔ اس آیت میں نظامِ آسمانی کے قیام کی طرف توجہ دِلائی گئی ہے کہ اِس میں صحیح صحیح توازن پایا جاتا ہے۔ یہ اِرشاد ہے کہ تم بھی افراط و تفریط سے کام نہ لو۔"

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب البیوع، شرح باب الکیل علی البائع والمعطی، جلد٤ صفحہ ١٠١، ١٠٢)

بَاب٨: مَا يُنْهَى عَنِ الْاِحْتِيَالِ لِلْوَلِيِّ فِي الْيَتِيمَةِ الْمَرْغُوبَةِ وَأَنْ لَّا يُكَمِّلَ لَهَا صَدَاقَهَا

اس یتیم لڑکی کے متعلق جو پسند ہو سرپرست کے لئے حیلہ کرنا اور اُس کا مہر پورا پورا نہ دینا جو منع ہے

٦٩٦٥: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ عُرْوَةُ

٦٩٦٥: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی۔

يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (النساء:٤) قَالَتْ هِيَ الْيَتِيمَةُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا فَيُرِيدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِأَدْنَى مِنْ سُنَّةِ نِسَائِهَا فَنُهُوا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ ثُمَّ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ فَأَنْزَلَ اللهُ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ (النساء:١٢٨) فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

اُنہوں نے کہا: عروہ (بن زبیر) بیان کرتے تھے کہ اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا: وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی... یعنی اور اگر تمہیں (یہ) خوف ہو کہ تم یتیموں (کے بارہ) میں انصاف نہ کر سکو گے تو جو (صورت) تمہیں پسند ہو (کرلو) (یعنی غیر یتیم) عورتوں میں سے ... نکاح کر لو۔ سے کیا مراد ہے؟ اُنہوں نے کہا: یہ وہ یتیم لڑکی ہے جو اپنے سرپرست کی پرورش میں ہو اور وہ اُس کے مال اور خوبصورتی کی وجہ سے چاہتا ہو کہ اس قسم کی عورتوں کا جو (حق مہر) عام طور پر ہوتا ہے اس سے کم دے کر اُس سے نکاح کر لے۔ اس لئے وہ یتیم لڑکیوں کے ایسے نکاح سے روک دیئے گئے تھے سوائے اس کے کہ وہ پورا پورا مہر دے کر اُن سے انصاف کریں۔ پھر اس آیت کے بعد لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا تو اللہ نے یہ سورۃ نازل کی۔ وَیَسْتَفْتُوْنَكَ فِی النِّسَآءِ یعنی اور لوگ تجھ سے (ایک سے زیادہ) عورتوں (سے نکاح) کے متعلق (احکام) دریافت کرتے ہیں۔ شعیب نے وہ ساری حدیث بیان کی۔

أطرافه: ٢٤٩٤، ٢٧٦٣، ٤٥٧٣، ٤٥٧٤، ٤٦٠٠، ٥٠٦٤، ٥٠٩٢، ٥٠٩٨، ٥١٢٨، ٥١٣١، ٥١٤٠۔

تشریح: مَا يُنْهَى عَنِ الْاِحْتِيَالِ لِلْوَلِيِّ فِي الْيَتِيمَةِ الْمَرْغُوبَةِ...: اس یتیم لڑکی کے متعلق جو پسندیدہ ہو سرپرست کے لئے حیلہ کرنا۔ معاشرے کی اکائی ایک گھرانہ ہے جس کی بنیاد نکاح کے ذریعہ میاں بیوی کے جوڑے کی صورت میں قائم ہوتی ہے۔ صحت نیت کو اسلام نکاح کی وہ بنیادی اینٹ قرار دیتا ہے جس سے اس کی عمارت کھڑی ہوگی۔ وہ نکاح جس کے انعقاد میں بدنیتی، دھوکہ، دغا اور جھوٹ ہو وہ جائز نہیں گو قانون

کی ظاہری شکل اسے جائز قرار دے۔ ایسی یتیم لڑکیاں جن کے ولی اپنی نیت کے کھوٹ کی وجہ سے ان کی حق تلفی کریں اور ان کی یتیمی کا ناجائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں، اسلام ان بچیوں کے لئے علم انصاف بلند کرتا ہے اور ایسا نکاح کرنے والوں کا راستہ روکتا ہے جو انصاف کے تقاضے پورے نہ کریں۔ جیسا کہ زیر باب روایت میں ذکر ہے: نُهُوا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ۔ (وہ یتیم لڑکیوں کے ایسے نکاح سے روک دیئے گئے تھے سوائے اس کے کہ وہ پورا پورا مہر دے کر اُن سے انصاف کریں۔) اسلام نے عورت کے حقوق کے تحفظ اور انہیں انصاف دلانے کے لئے جو جامع اور کامل تعلیم دی ہے اُس کا عشر عشیر بھی دیگر مذاہب اور تہذیبوں میں نہیں ملتا۔

بَاب ٩: إِذَا غَصَبَ جَارِيَةً فَزَعَمَ أَنَّهَا مَاتَتْ

اگر کوئی کسی لونڈی کو زبردستی چھین لے اور یہ کہے کہ وہ مر گئی ہے

فَقُضِيَ بِقِيمَةِ الْجَارِيَةِ الْمَيِّتَةِ ثُمَّ وَجَدَهَا صَاحِبُهَا فَهِيَ لَهُ وَيَرُدُّ الْقِيمَةَ وَلَا تَكُونُ الْقِيمَةُ ثَمَنًا. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْجَارِيَةُ لِلْغَاصِبِ لِأَخْذِهِ الْقِيمَةَ مِنْهُ. وَفِي هَذَا احْتِيَالٌ لِمَنِ اشْتَهَى جَارِيَةَ رَجُلٍ لَا يَبِيعُهَا فَغَصَبَهَا وَاعْتَلَّ بِأَنَّهَا مَاتَتْ حَتَّى يَأْخُذَ رَبُّهَا قِيمَتَهَا فَتَطِيبُ لِلْغَاصِبِ جَارِيَةَ غَيْرِهِ. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْوَالُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ وَلِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

تو اُس مری ہوئی لونڈی کی قیمت کے ادا کرنے کا فیصلہ کیا جائے۔ پھر اس کا مالک اس کو پالے تو وہ لونڈی اُس کی ہوگی اور وہ قیمت واپس کر دے اور وہ قیمت اصل مول نہ ہوگا اور بعض لوگوں نے کہا کہ وہ لونڈی بوجہ اس کے کہ مالک نے قیمت لے لی ہے چھیننے والے کی ہوگی اور اِس میں ایسے شخص کے لئے حیلہ ہے جو کسی شخص کی لونڈی کی خواہش کرے جو اُس کو بیچتا نہیں اور وہ اُس کو چھین لے اور یہ بہانہ کرے کہ وہ مر گئی ہے تا کہ اس کا مالک اس کی قیمت لے لے تو اِس طرح دوسرے کی لونڈی، چھیننے والے کے لئے حلال ہو جائے گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے اموال ایک دوسرے پر حرام ہیں اور ہر دغاباز کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا۔

٦٩٦٦: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ

٦٩٦٦: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبداللہ بن دینار سے،

عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهِ.

أطرافه: ۳۱۸۸، ۶۱۷۷، ۶۱۷۸، ۷۱۱۱-

اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: ہر دغاباز کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا جس کے ذریعہ سے وہ پہچانا جائے گا۔

تشریح: إِذَا غَصَبَ جَارِيَةً فَزَعَمَ أَنَّهَا مَاتَتْ: اگر کوئی کسی لونڈی کو زبردستی چھین لے اور یہ کہے کہ وہ مرگئی ہے۔ علامہ بدر الدین عینیؒ لکھتے ہیں: يَعْنِي أَخَذَهَا قَهْرًا فَلَمَّا ادَّعَى عَلَيْهِ الْمُغْصَبُ مِنْهُ زَعَمَ أَيِ: الْغَاصِبُ أَنَّ الْجَارِيَةَ مَاتَت،... فَقَضَى الْحَاكِمُ بِقِيمَةِ تِلْكَ الْجَارِيَةِ الَّتِي زَعَمَ الْغَاصِبُ أَنَّهَا مَاتَت ثُمَّ وَجَدَهَا صَاحِبُهَا وَهُوَ الْمَغْصُوبُ مِنْهُ فَهِيَ أَيِ الْجَارِيَةُ لَهُ أَيْ لِلْمَالِكِ، وَيُرَدُّ الْقِيمَةُ الَّتِي حَكَمَ بِهَا إِلَى الْغَاصِبِ وَلَا تَكُوْنُ الْقِيمَةُ ثَمَنًا، إِذْ لَيْسَ ذٰلِكَ بَيْعًا إِنَّمَا أَخَذَ الْقِيمَةَ لِزَعْمِهِ هَلَاكِهَا، فَإِذَا زَالَ ذٰلِكَ وَجَبَ الرُّجُوعُ إِلَى الْأَصْلِ۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۱۱۵) جب کسی مرد نے کسی شخص کی لونڈی کو غصب کرلیا۔ جب اس مغصوب منہ نے غاصب کے خلاف دعویٰ کیا تو غاصب نے کہا کہ وہ باندی مرگئی تو حاکم نے یہ فیصلہ کیا کہ جس باندی کے متعلق غاصب نے یہ کہا ہے کہ وہ مرگئی ہے اُس کی قیمت مالک کو ادا کرے، پھر باندی کے مالک کو وہ باندی مل گئی جو غصب کی گئی تھی تو وہ باندی اس مالک کی ہی ہوگی اور جس رقم کی ادائیگی کا غاصب کے خلاف فیصلہ کیا گیا تھا وہ رقم واپس کی جائے گی اور وہ رقم اس باندی کی قیمت نہیں ہوگی کیونکہ یہ بیع نہیں ہے۔ اس نے یہ رقم اس لیے لی تھی کہ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ لونڈی ہلاک ہوگئی ہے اور جب یہ دعویٰ زائل ہو گیا تو پھر اصل کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ امام بخاریؒ نے زیر باب فقہاء کی ان آراء کو حدیث رسولؐ کے ذریعہ غلط ثابت کیا ہے جو کہتے ہیں: الجارية للغاصب۔ کیونکہ غاصب کے لئے جواز کا فتویٰ ایک حرام کو حلال اور ناجائز کام کو جائز قرار دینے کے مترادف ہے۔ زیر باب حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کے مال ناجائز طور پر لینے کو حرام قرار دیا ہے اس لئے غاصب اگر گواہوں سے اپنے مقدمہ کو ثابت بھی کردے تب بھی وہ اس کے لئے مال حرام ہی ہوگا۔ زیر باب دوسری روایت نمبر ۶۹۶۶ سے امام بخاریؒ نے اسے اسلامی شریعت سے غداری قرار دیا ہے اور غدار کی سزا اور رسوائی بیان کر کے ایسے حیلہ سازوں کو سخت انذار اور اُخروی عذاب کی وعید سنائی ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ تم دنیا میں اگر اپنی چالاکی سے قانون کے تقاضے پورے کر بھی لو اور دنیا کی سزا سے بچ بھی جاؤ تو آخرت میں یہ سزا بہت بڑی رسوائی اور ذلت پر منتج ہوگی۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”غدار کی فضیحت نمایاں کی جائے گی۔ دنیا میں بھی وہ بدنام ہوتا ہے اور چاروں طرف سے انگشت نمائی ہوتی ہے کہ فلاں بدعہد ہے اور آخرت میں بھی اس کی

رسوائی۔ یہی مفہوم ہے غادر کے لئے علم نصب کئے جانے کا... لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يُنْصَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِغَدْرَتِهِ اَیْ بِقَدَرِ غَدْرَتِهِ۔ یعنی غدار کی غداری کے مطابق علم بلند کیا جائے گا۔ عربوں میں دستور تھا کہ وہ اپنے عہد کا سفید جھنڈا اور غداری کا سیاہ جھنڈا نصب کرتے تھے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ ۳۴۱) چونکہ آخرت میں جزا سزا اعمال کے مماثل ہوگی اس لئے ہر غدار اور عہد شکن کے لئے اس کی غداری کے مطابق جھنڈا بلند ہوگا۔"

(صحیح بخاری ترجمہ وشرح، کتاب الجزیۃ والموادعۃ، شرح باب اثم الغادر للبر والفاجر، جلد ۵ صفحہ ۵۴۹)

باب ۱۰

٦٩٦٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَأَقْضِيَ[1] لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ.

۶۹۶۷: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے سفیان (ثوری) سے، سفیان نے ہشام سے، ہشام نے عروہ سے، عروہ نے حضرت زینب بنت اُم سلمہؓ سے، انہوں نے حضرت اُم سلمہؓ سے، حضرت اُم سلمہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: میں تو ایک بشر ہی ہوں اور تم میرے پاس اپنے جھگڑے لاتے ہو اور کبھی تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی نسبت اپنی دلیل کو اچھی طرح بیان کرتا ہے اور میں اُسی کے مطابق اُس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں جو میں سنتا ہوں۔ اس لئے میں نے کسی کو اُس کے بھائی کے حق میں سے دینے کا فیصلہ کیا تو وہ نہ لے کیونکہ میں تو اُس کو ایک آگ کا ٹکڑا ہی کاٹ کے دے رہا ہوں گا۔

أطرافُه: ٢٤٥٨، ٢٦٨٠، ٧١٦٩، ٧١٨١، ٧١٨٥۔

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں یہاں "وَأَقْضِيَ" ہے۔ (فتح الباری جزء۱۲ حاشیہ صفحہ ۴۲۴) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

تشریح: باب نمبر ۱۰: یہ باب بلاعنوان ہے۔ یعنی یہ پچھلے باب کی ہی ذیل میں ہے۔ گزشتہ باب میں امام بخاریؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے کہ تم پر دوسروں کے مال حرام ہیں، عام فتویٰ بیان کیا تھا جبکہ زیر باب روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے فیصلوں کے متعلق یہ فرمانا کہ اگر کوئی ہوشیاری سے مجھ سے ایسا فیصلہ کروالے جس میں دوسرے فریق کی حق تلفی ہو رہی ہو تو میرا یہ فیصلہ بھی اس کے لئے جہنم کی آگ ہوگا۔ اس سے ناجائز حیلہ کارڈ کیا ہے۔ اسلامی حکومت کا مین فیسٹو (منشور) عدل اور انصاف ہے اور اس کا قیام افراد خانہ سے شروع ہو کر معاشرہ کے تمام طبقات، مذہب وملت اور رنگ ونسل کے امتیاز سے بالاتر ہو کر أَعْطِ كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهُ کا شعار اور سلوگن ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے متعلق یہ فرمانا کہ تم میں سے کوئی اپنی ہوشیاری سے مجھ سے ناانصافی کا فیصلہ کروالے، آپؐ کی عاجزی اور انکساری کا کمال ہے۔ آپؐ کی بصیرت، نور فراست اور مردم شناسی کے آگے بڑی سے بڑی عقل اندھی اور ہوشیاری لاشئ محض ہے۔ دراصل آپؐ نے قیامت تک آنے والے قاضیوں، حکمرانوں اور انصاف قائم کرنے والوں کے لئے انذار کے رنگ میں بیان فرمایا ہے کہ تم اپنی عقل اور علم کے گھمنڈ میں نہ رہنا۔ انصاف کے تقاضے پورے کرنا بہت مشکل کام ہے۔ فائلیں، ریکارڈ اور گواہیاں اصل حقیقت کے برعکس فیصلے کرواسکتی ہیں اس لئے بہت احتیاط، باریک بینی اور خوف خدا سے فیصلے کرنے ہوں گے۔ اور اس سے بھی بڑا انذار غلط فیصلے کروانے والوں کے لئے ہے کہ اگر تم نے اپنے حق میں غلط فیصلہ کروالیا تو انجام کار تمہارے لئے جہنم کی آگ بنے گا۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”جمہور کہتے ہیں کہ فیصلہ کا دارومدار شہادت پر ہے۔ مدعی کو فیصلہ کے بعد اگر واضح شہادت مل جائے تو وہ پیش کی جاسکتی ہے۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۳۵۴) حدیث زیر باب اس بارہ میں واضح ہے کہ فصاحت وبلاغت سے مدعی اپنے حق میں فیصلہ کرا سکتا ہے مگر اس سے حرام حلال اور ناجائز جائز نہیں ہو سکتا۔ ایسا فیصلہ تو آگ کا کام دے گا۔“

(صحیح بخاری ترجمہ وشرح، کتاب الشھادات، شرح باب مَنْ أَقَامَ الْبَيِّنَةَ بَعْدَ الْيَمِينِ، جلد ۴ صفحہ ۱۵۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

> ”باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ آپؐ کامل انسان تھے اور ظاہر ہے کہ کامل انسان کی فراست بھی ایک اعلیٰ درجہ پر پہنچی ہوئی فراست تھی اور اس فراست سے بھی آپؐ جھوٹ اور سچ کا کچھ اندازہ لگا سکتے تھے لیکن ایک بشر ہونے کا احساس آپؐ کو اس قدر تھا۔ فرمایا کہ اگر مجھ سے اپنے حق میں غلط فیصلہ کرواؤ گے تو آگ

کا ٹکڑا کھاؤ گے۔ آج کل دیکھ لیں ایک معمولی عقل والا انسان بھی ہو کوئی، اُس کو فیصلے کا اختیار دیا جائے تو وہ کہہ دیتا ہے کہ مجھے تمہاری باتوں سے اندازہ ہو گیا ہے۔ اتنی فراست مجھ میں ہے کہ میں سچ اور جھوٹ کو دیکھ لوں۔ لیکن آپؐ کا ایک بڑا محتاط طریقہ تھا۔" (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱، مارچ ۲۰۰۵ء، جلد ۳ صفحہ ۱۴۶)

بَاب ۱۱: فِي النِّكَاحِ

نکاح کے متعلق

٦٩٦٨: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ وَلَا الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ إِذَا سَكَتَتْ.

أطرافه: ٥١٣٦، ٦٩٧٠۔

۶۹۶۸: مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (بن ابی عبداللہ) نے ہمیں بتایا۔ یحییٰ بن ابی کثیر نے ہم سے بیان کیا۔ یحییٰ نے ابوسلمہ (بن عبدالرحمٰن بن عوف) سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: باکرہ (کنواری) کا نکاح نہ کیا جائے جب تک اُس سے اجازت نہ لی جائے اور نہ ہی ثیبہ (بیوہ) کا جب تک اس سے مشورہ نہ لیا جائے۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ! اُس کی اجازت کیونکر ہو گی؟ آپؐ نے فرمایا: جب خاموش ہو گی۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ لَّمْ تُسْتَأْذَنَ الْبِكْرُ وَلَمْ تَزَوَّجْ فَاحْتَالَ رَجُلٌ فَأَقَامَ شَاهِدَيْ زُورٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا بِرِضَاهَا فَأَثْبَتَ الْقَاضِي نِكَاحَهَا وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّ الشَّهَادَةَ بَاطِلَةٌ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَّطَأَهَا وَهُوَ تَزْوِيجٌ صَحِيحٌ.

اور بعض لوگوں نے کہا: اگر باکرہ سے اجازت نہ لی جائے اور وہ نکاح نہ کرے اور ایک شخص حیلہ کر کے دو جھوٹے گواہ کھڑے کر دے کہ اُس نے اس کی رضامندی سے اُس سے نکاح کیا اور قاضی اُس کے نکاح کو ثابت شدہ قرار دے اور وہ خاوند جانتا ہے کہ اُس کی شہادت باطل ہے تو کوئی قباحت نہیں کہ اُس سے جماع کرے اور یہ صحیح نکاح ہو گا۔

٦٩٦٩ :حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ وَلَدِ جَعْفَرٍ تَخَوَّفَتْ أَنْ يُزَوِّجَهَا وَلِيُّهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَأَرْسَلَتْ إِلَى شَيْخَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ - عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ جَارِيَةَ - قَالَا فَلَا تَخْشَيْنَ فَإِنَّ خَنْسَاءَ بِنْتَ خِدَامٍ أَنْكَحَهَا أَبُوهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ. قَالَ سُفْيَانُ وَأَمَّا عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ عَنْ أَبِيهِ إِنَّ خَنْسَاءَ..

أطرافه: ٥١٣٨، ٥١٣٩، ٦٩٤٥-

٦٩٦٩: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ یحیٰ بن سعید نے ہم سے بیان کیا۔ یحیٰ نے قاسم (بن محمد) سے روایت کی کہ جعفر کی اولاد میں سے ایک عورت ڈری کہ اُس کا ولی اس کا نکاح نہ کر دے اور وہ ناپسند کرتی تھی تو اُس نے انصار میں سے بڑی عمر کے دو افراد عبدالرحمٰن اور مجمع کو جو دونوں جاریہ کے بیٹے تھے، کہلا بھیجا تو اُن دونوں نے کہا: تم ڈرو نہیں کیونکہ حضرت خنساء بنت خدامؓ کا نکاح اُس کے باپ نے کر دیا تھا اور وہ ناپسند کرتی تھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کو باطل قرار دیا۔ سفیان کہتے تھے: عبدالرحمٰن جو ہیں تو میں نے اُن سے سنا۔ وہ اپنے باپ سے یوں نقل کرتے تھے کہ حضرت خنساءؓ ...(آخر تک۔)

٦٩٧٠: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ قَالُوا كَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ أَنْ تَسْكُتَ.

أطرافه: ٥١٣٦، ٦٩٦٨-

٦٩٧٠: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ شیبان نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے یحیٰ (بن ابی کثیر) سے، یحیٰ نے ابوسلمہ (بن عبدالرحمٰن) سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے مشورہ نہ لیا جائے اور باکرہ (کنواری) کا نکاح نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے اجازت نہ لی جائے۔ لوگوں نے کہا: اس کی اجازت کیسے ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ وہ خاموش رہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ احْتَالَ إِنْسَانٌ بِشَاهِدَيْ زُورٍ عَلَى تَزْوِيجِ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ بِأَمْرِهَا فَأَثْبَتَ الْقَاضِي نِكَاحَهَا إِيَّاهُ وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَتَزَوَّجْهَا قَطُّ فَإِنَّهُ يَسَعُهُ هَذَا النِّكَاحُ وَلَا بَأْسَ بِالْمُقَامِ لَهُ مَعَهَا.

اور بعض لوگوں نے کہا: اگر کوئی انسان ثیبہ (بیوہ) عورت کے نکاح کے متعلق دو جھوٹے گواہوں کے ذریعہ سے یہ حیلہ کرے کہ اس عورت کے مشورہ سے نکاح ہوا ہے اور قاضی اس شخص سے اس عورت کے نکاح کو ثابت شدہ قرار دے اور وہ خاوند جانتا ہو کہ اُس نے اُس سے کبھی نکاح نہیں کیا تو یہ نکاح اس شخص کے لئے جائز ہو سکتا ہے اور اس عورت کے ساتھ اس شخص کے ٹھہرنے میں کوئی قباحت نہیں۔

٦٩٧١: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ. قُلْتُ إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِي؟ قَالَ إِذْنُهَا صُمَاتُهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ هَوِيَ رَجُلٌ جَارِيَةً يَتِيمَةً أَوْ بِكْرًا فَأَبَتْ فَاحْتَالَ فَجَاءَ بِشَاهِدَيْ زُورٍ عَلَى أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا فَأَدْرَكَتْ فَرَضِيَتِ الْيَتِيمَةُ فَقَبِلَ الْقَاضِي بِشَهَادَةَ الزُّورِ - وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ بِبُطْلَانِ ذَلِكَ - حَلَّ لَهُ الْوَطْءُ.

أطرافه: ٥١٣٧، ٦٩٤٦۔

۶۹۷۱: ابوعاصم (ضحاک بن مخلد) نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے ابن جریج سے، ابن جریج نے ابن ابی ملیکہ سے، اُنہوں نے ذکوان سے، ذکوان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپؓ بیان کرتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کنواری سے اجازت لی جائے۔ میں نے کہا: کنواری تو شرماتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اس کی اجازت اس کی خاموشی میں ہے اور بعض لوگوں نے کہا: اگر کوئی شخص کسی یتیم یا کنواری لڑکی پر فریفتہ ہو اور وہ نہ مانے۔ پھر وہ حیلہ کر کے دو جھوٹے گواہ اس بات پر لے آئے کہ اس نے اس سے نکاح کیا تھا اور وہ اب بالغ ہو چکی ہے اور وہ یتیم لڑکی راضی ہو گئی ہے تو قاضی جھوٹی گواہی کو قبول کر لے اور خاوند اس کے باطل ہونے کو جانتا ہو تو اس کے لئے تعلق قائم کرنا جائز ہو گا۔

تشریح: فِي النِّكَاحِ: نکاح کے متعلق۔ امام بخاریؒ نے زیر باب روایات میں ان لوگوں کے نظریات کا ردّ احادیث صحیحہ سے کیا ہے جو دھوکہ دہی سے ایسا عقد نکاح کرتے ہیں جس کے تمام قانونی تقاضے پورے کئے گئے ہوں۔ بلاشبہ قانوناً تو وہ عقد صحیح کہلائے گا مگر دھوکہ دہی کی وجہ سے حرام حلال نہیں ہو جائے گا اور نہ ایک ناجائز فعل جائز قرار پائے گا۔ پس ایسے مدعی کا کسی عورت سے نکاح کا جھوٹا دعویٰ اور جھوٹی گواہیاں اسے جائز نہیں بنا سکتیں اور نہ اُن کے ازدواجی تعلق اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی اولاد کو جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ نکاح کے موقع پر پڑھی جانے والی آیات میں تقویٰ، قول سدید اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو فوز عظیم قرار دیا گیا ہے اور یہ تاکید کی گئی ہے کہ آئندہ نسل کی بنیاد تقویٰ پر ہونی چاہیئے۔ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (المائدۃ:۹)(یعنی جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے) اس سے بتایا کہ تمہارے ہر عمل سے خدا تعالیٰ باخبر ہے۔ یہ دھوکے یہ جھوٹی گواہیاں پیش کر کے تم انسانوں کے سامنے حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز ثابت کر بھی لو تو اس خبیر خدا سے اپنے عمل کیسے چھپاؤ گے۔ اسلام نکاح کے لئے لڑکی کی رضامندی اور اس کے ولی کی رضامندی کو لازمی قرار دیتا ہے نیز خفیہ تعلق، جھوٹ، دھوکہ اور کسی بھی قسم کی ہیرا پھیری سے منعقد ہونے والے نکاح کو ناجائز قرار دیتا ہے تا کہ نسل انسانی میں شیطانی فعل کا دخل نہ ہو۔ عباد الرحمٰن پیدا ہوں نہ کہ عباد الشیطان کیونکہ مسِ شیطان سے پاک مریمی صفت انسان ہی قرب الٰہی میں اس مقام تک پہنچتے ہیں کہ وہ شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتے ہیں۔

بَاب ۱۲: مَا يُكْرَهُ مِنِ احْتِيَالِ الْمَرْأَةِ مَعَ الزَّوْجِ وَالضَّرَائِرِ

خاوند یا سوکنوں کے ساتھ کسی عورت کا حیلہ کرنا جو ناپسندیدہ ہے

وَمَا نَزَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ.

اور اس کے متعلق جو وحی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔

٦٩٧٢: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَيُحِبُّ الْعَسَلَ وَكَانَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ أَجَازَ عَلَى نِسَائِهِ فَيَدْنُو مِنْهُنَّ فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ عِنْدَهَا أَكْثَرَ

۶۹۷۲: عبید بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابو اُسامہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ہشام سے، ہشام نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ آپؓ بیان کرتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میٹھا پسند کرتے تھے اور شہد بھی پسند کرتے تھے اور آپؐ کی عادت تھی کہ جب عصر کی نماز پڑھ لیتے تو اپنی ازواج کے پاس سے ہو آتے اور اُن کے پاس بیٹھتے۔ ایک دن آپؐ حفصہؓ کے

مِمَّا كَانَ يَحْتَبِسُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ فَقِيْلَ لِي أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةَ عَسَلٍ فَسَقَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ أَمَا وَاللهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِسَوْدَةَ وَقُلْتُ لَهَا إِذَا دَخَلَ عَلَيْكِ فَإِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكِ فَقُولِي لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَا فَقُولِي لَهُ مَا هَذِهِ الرِّيحُ؟ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ يُوجَدَ مِنْهُ الرِّيحُ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُولِي لَهُ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَأَقُولُ ذَلِكِ وَقُولِيهِ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى سَوْدَةَ قُلْتُ[1] تَقُولُ سَوْدَةُ وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ كِدْتُّ أَنْ أُبَادِئَهُ بِالَّذِي قُلْتِ لِي وَإِنَّهُ لَعَلَى الْبَابِ فَرَقًا مِنْكِ فَلَمَّا دَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ قَالَ لَا. قُلْتُ فَمَا هَذِهِ الرِّيحُ؟ قَالَ سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ قُلْتُ

پاس گئے اور اُن کے ہاں اُس سے زیادہ دیر ٹھہرے رہے جو آپؐ عموماً ٹھہرا کرتے تھے۔ میں نے اِس کے متعلق پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ اُن کی قوم میں سے ایک عورت نے شہد کی کُپّی ہدیۃً بھیجی اور اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کا شربت پلایا۔ میں نے کہا: اچھا۔ اللہ کی قسم ہم بھی آپؐ کے لئے ضرور کوئی حیلہ کریں گی۔ میں نے سودہؓ سے اس کا ذکر کیا اور میں نے اُن سے کہا: جب آنحضرتؐ تمہارے پاس آئیں اور وہ تمہارے پاس بیٹھیں تو تم آنحضرتؐ سے کہنا: یارسول اللہ! آپؐ نے ہینگ کھائی ہے؟ تو آپؐ یہی کہیں گے: نہیں۔ تو تم کہنا: یہ بُو کیا ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے سخت تکلیف ہوتی تھی اگر آپؐ سے بو محسوس ہوتی ہو، تو آپؐ یہی کہیں گے کہ حفصہؓ نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے تو تم آنحضرتؐ سے کہنا: اس شہد کی مکھی نے عُرفُط کا رَس چوسا ہوگا اور میں بھی یہی کہوں گی اور صفیہؓ تم بھی ایسا ہی کہنا۔ جب آپؐ سودہؓ کے پاس آئے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: سودہؓ کہتی تھیں: اُسی ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! تم سے ڈر کر میں قریب ہی تھی کہ آپؐ سے جلدی سے وہی بات کہہ دوں جو تم نے مجھے کہی تھی اور ابھی آپؐ دروازے پر ہی تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے میں نے آپؐ

[1] بعض نسخوں میں یہاں قَالَتْ ہے (صحیح بخاری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، جلد ٢ صفحہ ١٠٣١) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ. فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيَّ قُلْتُ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ وَدَخَلَ عَلَى صَفِيَّةَ فَقَالَتْ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ قَالَتْ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا أَسْقِيكَ مِنْهُ؟ قَالَ لَا حَاجَةَ لِي بِهِ. قَالَتْ تَقُولُ سَوْدَةُ سُبْحَانَ اللهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قَالَتْ قُلْتُ لَهَا اسْكُتِي.

سے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے ہینگ کھائی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں تو۔ میں نے کہا: یہ بُو کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: حفصہؓ نے مجھے شہد کا شربت پلایا تھا۔ میں نے کہا: اس شہد کی مکھی نے عُرفُط کا رَس چوسا ہوگا۔ (حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں:) جب آپؐ میرے پاس آئے میں نے بھی آپؐ سے اِسی طرح کہا اور آپؐ صفیہؓ کے پاس آئے تو اُنہوں نے بھی آپؐ سے اِسی طرح کہا۔ پھر جب آپؐ حفصہؓ کے پاس آئے وہ آپؐ کو کہنے لگیں: یارسول اللہ! کیا آپؐ کو وہی شربت نہ پلاؤں؟ آپؐ نے فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: سودہؓ کہنے لگیں: سبحان اللہ ہم نے آپؐ کو شہد سے محروم کر دیا۔ حضرت عائشہ کہتی تھیں، میں نے اُن کو کہا: چپ کرو۔

أطرافه: ٤٩١٢، ٥٢١٦، ٥٢٦٧، ٥٢٦٨، ٥٤٣١، ٥٥٩٩، ٥٦١٤، ٥٦٨٢، ٦٦٩١۔

تشریح: **مَا يُكْرَهُ مِنِ احْتِيَالِ الْمَرْأَةِ مَعَ الزَّوْجِ وَالضَّرَائِرِ:** خاوند یا سوکنوں کے ساتھ کسی عورت کا حیلہ کرنا جو ناپسندیدہ ہے۔ ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور صحبت سب سے زیادہ ملے۔ وہ شخص جس کی ایک سے زائد بیویاں ہوں، ان میں اس قسم کی رشک اور محبت کی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ زیر باب روایت میں کسی ایسے حیلے کا ذکر نہیں جو خلاف واقعہ یا خلاف شریعت ہو۔ اس شہد کے پینے سے جو مغافیر چوسنے والی مکھیوں کا ہو، مغافیر کی خوشبو آنا طبعی امر ہے۔ بعض خوردنی اشیاء اپنی طبعی خوشبو سے پہچانی جاتی ہیں۔ ازواج نے مغافیر کی خوشبو محسوس کی تو اس کا اظہار کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور نفیس طبیعت یہ گوارا نہ کر سکتی تھی کہ آپؐ سے کسی خوردنی چیز کی خوشبو کسی کے لئے تکلیف کا باعث بنے۔ اس لئے آپؐ نے ازواج کے جذبات کی خاطر اپنے جذبات کی قربانی کا فیصلہ کیا اور اس شہد کو نہ پینے کا عزم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جو آپؐ کے دل کا حال جانتا تھا جو یہ تھا: عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ۔ اُس نے اس موقع پر آپؐ کا دوسروں کو تکلیف سے بچانے کے لئے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنا پسند نہ فرمایا کیونکہ اس طرح ایک حلال چیز حرام

ہو جاتی۔ امام بخاریؒ نے ان حیلہ سازوں کو جو غلط اور جھوٹ پر مبنی حیلوں کے ذریعہ حرام کو حلال بناتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ اور آپؐ کی تربیت سے آپؐ کے رنگ میں رنگین ازواج مطہرات کے صحت نیت کے ساتھ سچ پر مبنی حیلہ کو اسلامی تعلیم کے ساتھ پاک اُسوہ کی صورت میں پیش کیا ہے۔

زیر باب روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ آپؐ نے حضرت حفصہؓ کے گھر شہد پیا۔ بعض ازواج نے اسے پسند نہ کیا تو آپؐ نے آئندہ شہد نہ پینے کی قسم کھالی۔ اس روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک فطرت اور حسنِ معاشرت کا نہایت لطیف پہلو سامنے آتا ہے کہ آپؐ اپنی ازواج کے جذبات کا کس قدر خیال رکھتے تھے اور ان کی دلجوئی اور دلداری کے لیے اپنی جائز ضرورتوں اور خواہشات کی قربانی سے دریغ نہ کرتے۔ اُن کو تکلیف سے بچانے کے لیے خود تکلیف اُٹھالیتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کسی حلال چیز کو چھوڑ دیا تھا... ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے شہد پیا تھا تو ایک بیوی نے کہا: آپؐ کے منہ سے بُو آتی ہے۔ آپؐ نے خیال فرمایا کہ اگر شہد کا پینا کسی بیوی کو ناپسند ہے تو ہم نہیں پیتے۔ شہد کے پینے کی ضرورت ہی کیا ہے... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک میں مشکلات تھے۔ اگر وہ قائم رہتا تو مسلمان اسے ایک سنّت بنالیتے۔“ (حقائق الفرقان، جلد ۴ صفحہ ۱۴۷)

بَاب۱۳: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ فِي الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُونِ

طاعون سے بھاگنے کے لئے جو حیلہ کرنا مکروہ ہے

٦٩٧٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الشَّأْمِ فَلَمَّا جَاءَ سَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ وَقَعَ بِالشَّأْمِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ

۶۹۷۳: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے مالک سے، مالک نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے۔ جب آپؓ سرغ میں پہنچے تو انہیں یہ خبر پہنچی کہ شام میں وبا پھوٹ پڑی ہے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی

وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ فَرَجَعَ عُمَرُ مِنْ سَرْغَ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عُمَرَ إِنَّمَا انْصَرَفَ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ.

أطرافُه: ۵۷۲۹، ۵۷۳۰۔

ملک کے متعلق سنو کہ وہاں طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر کسی ملک میں پھوٹ پڑی ہو اور تم وہاں ہو تو اُس ملک سے بھاگ کر نہ نکلو۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ سرغ سے لوٹ آئے اور ابن شہاب سے مروی ہے کہ اُنہوں نے سالم بن عبداللہ سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ حضرت عبدالرحمٰنؓ کی یہ حدیث سن کر ہی لوٹ آئے تھے۔

۶۹۷۴: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ سَمِعَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الْوَجَعَ فَقَالَ رِجْزٌ - أَوْ عَذَابٌ - عُذِّبَ بِهِ بَعْضُ الْأُمَمِ ثُمَّ بَقِيَ مِنْهُ بَقِيَّةٌ فَيَذْهَبُ الْمَرَّةَ وَيَأْتِي الْأُخْرَى فَمَنْ سَمِعَ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا يُقْدِمَنَّ عَلَيْهِ وَمَنْ كَانَ بِأَرْضٍ وَقَعَ بِهَا فَلَا يَخْرُجْ فِرَارًا مِنْهُ.

أطرافُه: ۳۴۷۳، ۵۷۲۸۔

۶۹۷۴: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زُہری سے روایت کی۔ عامر بن سعد بن ابی وقاص نے ہمیں بتایا کہ اُنہوں نے حضرت اُسامہ بن زیدؓ سے سنا۔ وہ حضرت سعدؓ سے بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیماری کا ذکر کیا اور فرمایا: یہ ایک مکروہ عذاب ہے یا فرمایا: سزا ہے جس سے بعض اُمتوں کو سزا دی گئی۔ پھر اسی عذاب سے اب کچھ باقی رہ گئی ہے۔ کبھی چلی جاتی ہے اور کبھی آجاتی ہے۔ اس لئے جو شخص سنے کہ وہ کسی سرزمین میں ہے تو وہاں نہ جائے اور جو کسی سرزمین میں ہو جس میں کہ طاعون پڑ جائے تو پھر اس سے بھاگ کر نہ نکلے۔

تشریح: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ فِي الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُونِ: طاعون سے بھاگنے کے لئے جو حیلہ کرنا مکروہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''ایک روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ شام کی طرف نکلے یہاں تک کہ وہ سَرْغ مقام پر پہنچے۔ سَرْغ جو ہے وہ شام اور حجاز کے سرحدی علاقے میں واقع وادیٔ تبوک کی ایک بستی کا نام ہے جو مدینے سے تیرہ

راتوں کی مسافت پر ہے۔ یعنی اُس وقت جو سواریوں کا انتظام تھا اُن کے ساتھ تیرہ راتیں مسلسل چلتے رہیں تو اس کی اتنی مسافت تھی۔ وہاں پہنچے تو آپؓ کی ملاقات فوجوں کے کمانڈر حضرت ابوعُبَیدہ بن الجرّاحؓ اور ان کے ساتھیوں سے ہوئی۔ یہ واقعہ اٹھارہ ہجری میں حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں شام کی فتوحات کے بعد کا ہے، ان لوگوں نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ شام کے ملک میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میرے پاس مشورے کے لیے اولین مہاجرین کو بلاؤ، شروع کے جو مہاجرین ہیں اُن کو بلاؤ، وہ کیا مشورہ دیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے مشورہ کیا مگر مہاجرین میں اختلاف رائے ہو گئی۔ بعض کا کہنا تھا کہ اس معاملے سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے یعنی سفر جاری رکھنا چاہیئے جبکہ بعض نے کہا کہ اس لشکر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام شامل ہیں اور اُن کو اس وبا میں ڈالنا مناسب نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ واپس چلا جائے۔ حضرت عمرؓ نے مہاجرین کو بھجوا دیا اور پھر انصار کو مشورے کے لیے بلایا۔ اُن سے مشورہ لیا مگر انصار کی رائے میں بھی مہاجرین کی طرح اختلاف ہو گیا۔ کچھ نے کہا واپس چلے جائیں اور کچھ نے کہا آگے چلیں۔ حضرت عمرؓ نے انصار کو بھجوایا اور پھر فرمایا: قریش کے بوڑھے لوگوں کو بلاؤ۔ قریش کے اُن بوڑھے لوگوں کو بلاؤ جو فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کر کے مدینہ آئے تھے۔ اُن کو بلایا گیا، انہوں نے یک زبان ہو کر مشورہ دیا کہ ان لوگوں کو ساتھ لے کر واپس لوٹ چلیں، کوئی ضرورت نہیں۔ وہاں وبا پھوٹی ہوئی ہے، وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے اور وبائی علاقے میں لوگوں کو نہ لے کر جائیں۔ حضرت عمرؓ نے اُن کا مشورہ مان کے لوگوں میں واپسی کا اعلان کروا دیا۔ حضرت ابوعُبیدہ بن جَراحؓ نے اس موقعے پر سوال کیا: کیا اللہ کی تقدیر سے فرار ممکن ہے؟ آپؓ اس وبا کے ڈر سے واپس جا رہے ہیں تو یہ تو اللہ کی تقدیر ہے، بیماری پھیلی ہوئی ہے۔ کیا آپؓ اس سے فرار ہو سکتے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ سے فرمایا کہ اے ابوعبیدہ کاش تمہارے علاوہ کسی اَور نے یہ بات کہی ہوتی۔ ہاں ہم اللہ کی ایک تقدیر سے فرار ہوتے ہوئے اللہ ہی کی ایک دوسری تقدیر کی طرف جاتے ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ

نے آگے اُن کو اس کی مثال دی کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کیا ہے۔ مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر تمہارے پاس اُونٹ ہوں اور تم اُن کو لے کر ایسی وادی میں اُترو جس کے دو کنارے ہوں۔ ایک سرسبز ہو اور دوسرا خشک، تو کیا ایسا نہیں کہ اگر تم اپنے اونٹوں کو سرسبز جگہ پر چراؤ تو وہ اللہ کی تقدیر سے ہے اور اگر تم ان کو خشک جگہ پر چراؤ تو وہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہی ہے۔ اب اللہ کی تقدیر نے تمہارے اوپر دو آپشن دے دیے ہیں۔ ایک سبز چراگاہ ہے، ایک جہاں بالکل خشک جگہ ہے، بنجر ہے، اِکّا دُکّا جھاڑیاں ہیں یا تھوڑا بہت گھاس ہے۔ اب تم کہہ دو کہ یہ سبزہ اپنی تقدیر سے اُگا ہے اور یہ جو خشکی ہے وہ کسی اور تقدیر سے ہے، یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی تقدیریں ہیں۔ اب تم نے فیصلہ کرنا ہے کون سی بہتر آپشن لینی ہے۔ ظاہر ہے تم سرسبز جگہ پر چراؤ گے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ان کو یہ باتیں کہیں۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی آگئے جو پہلے اپنی کسی مصروفیت کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکے تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ میرے پاس اس مسئلے کا علم ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا: آپ لوگوں سے مشورہ لے رہے ہیں، میں بتاتا ہوں مجھے اس کا علم ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم کسی جگہ کے بارے میں سنو کہ وہاں کوئی وبا پھوٹ پڑی ہے تو وہاں مت جاؤ اور اگر کوئی مرض کسی ایسی جگہ پر پھوٹ پڑے جہاں تم رہتے ہو تو وہاں سے فرار ہوتے ہوئے باہر مت نکلو۔ جہاں وبا پھوٹ پڑی ہے وہاں جانا نہیں اور جس علاقے میں رہتے ہو وہاں وبا ہے تو پھر وہاں سے اُس وقت باہر نہ نکلو اور اپنے آپ کو وہیں رکھو تاکہ وہ مرض اور وبا جو ہے وہ باہر دوسرے لوگوں میں نہ پھیلے۔

آج کل لاک ڈاؤن میں دنیا اس پر جو عمل کر رہی ہے، جنہوں نے وقت پہ کیا وہاں کافی حد تک اس کو محدود کر لیا، بیماری کو contain کر لیا، جہاں نہیں کر سکے اور لاپروائی کی وہاں یہ پھیلتی جا رہی ہے۔ بہرحال یہ بنیادی نکتہ آنحضرت ﷺ نے شروع میں اپنے صحابہ کو بتا دیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی اور واپس لَوٹ گئے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹، جون ۲۰۲۰، الفضل انٹرنیشنل، ۱۰ جولائی ۲۰۲۰، صفحہ ۸)

ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میرے اہل خانہ اور بچے ایک ایسے مقام میں ہیں جہاں طاعون کا زور ہے۔ میں گھبرایا ہوا ہوں اور وہاں جانا چاہتا ہوں۔ فرمایا:

”مت جاؤ۔ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرة:۱۹۶) پچھلی رات کو اُٹھ کر اُن کے لیے دعا کرو۔ یہ بہتر ہوگا بہ نسبت اس کے کہ تم خود جاؤ۔ ایسے مقام پر جانا گناہ ہے۔“ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۰۳)

آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

”جو خدا کا مقرب ہوتا ہے اسے کبھی خدا کے قہر کی آگ نہیں کھاتی۔ دیکھو انبیاء کے وقت میں وبائیں اور طاعون سخت ہوتے رہے مگر کوئی بھی نبی ان عذابوں میں ہلاک نہیں ہوا۔ صحابہؓ کے وقت میں بھی طاعون پڑا اور بہت سے صحابہؓ اس سے شہید بھی ہوئے مگر اس وقت وہ صحابہ کے واسطے شہادت تھی کیونکہ صحابہؓ اپنا کام پورا کر چکے تھے اور اعلیٰ درجہ کی کامیابی اُن کو ہو چکی تھی اور نیز وہ کوئی تحدّی کا وقت بھی نہ تھا اور مرنا تو ہر انسان کے ساتھ لازمی لگا ہوا ہے۔ اسی ذریعہ سے خدا تعالیٰ کو اُن کی موت منظور تھی، ان کے واسطے شہادت تھی۔ مگر جب کسی عذاب کے واسطے پہلے سے خبر دی جاوے کہ خدا آسمان سے اپنی ناراضگی کی وجہ سے قہر نازل کرے گا تو ایسے وقت میں وہ وبا رحمت نہیں اور شہادت نہیں ہوا کرتی بلکہ لعنت ہوا کرتی ہے۔ پس خدا کی طرف دوڑو، اسی کے پاس معالجے ہیں اور بچاؤ کے سامان ہیں۔ (الحکم، جلد ۷ نمبر ۹ صفحہ ۱۲، ۱۳ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۳ء)۔“ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۲۴)

بَاب ١٤ : فِي الْهِبَةِ وَالشُّفْعَةِ

ہبہ اور شفعہ کے متعلق

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ وَهَبَ هِبَةً أَلْفَ دِرْهَمٍ أَوْ أَكْثَرَ حَتَّى مَكَثَ عِنْدَهُ سِنِينَ وَاحْتَالَ فِي ذَلِكَ ثُمَّ رَجَعَ الْوَاهِبُ فِيهَا فَلَا زَكَاةَ عَلَى وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فَخَالَفَ الرَّسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور بعض لوگوں نے کہا: اگر ایک ہزار یا اس سے زیادہ درہم ہبہ کرے اور یہ درہم اُس کے پاس کچھ سال رہیں اور دینے والا اُن کے متعلق کوئی حیلہ کر کے اُن کو واپس لے لے تو اُن دونوں میں سے کسی کے ذمہ زکوٰۃ نہ ہوگی۔ اُن لوگوں نے ہبہ کے متعلق

فِي الْهِبَةِ وَأَسْقَطَ الزَّكَاةَ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کیا اور زکوٰۃ کو ساقط کر دیا۔

٦٩٧٥: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ.

أطرافه: ٢٥٨٩، ٢٦٢١، ٢٦٢٢۔

۶۹۷۵: ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ایوب سختیانی سے، ایوب نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ہبہ میں پلٹنے والا اُس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کو چاٹنے لگ جاتا ہے۔ بُری مثال ہمارے شایاں نہیں۔

٦٩٧٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الشُّفْعَةُ لِلْجِوَارِ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى مَا شَدَّدَهُ فَأَبْطَلَهُ وَقَالَ إِنِ اشْتَرَى دَارًا فَخَافَ أَنْ يَأْخُذَ الْجَارُ بِالشُّفْعَةِ فَاشْتَرَى سَهْمًا مِنْ مِائَةِ سَهْمٍ ثُمَّ اشْتَرَى الْبَاقِيَ وَكَانَ لِلْجَارِ الشُّفْعَةُ فِي السَّهْمِ الْأَوَّلِ وَلَا شُفْعَةَ لَهُ فِي

۶۹۷۶: عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن یوسف نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زُہری سے، زُہری نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی ﷺ نے جو شفعہ کا حق رکھا ہے تو وہ ہر ایک ایسی جائیداد میں ہے جو تقسیم نہ کی گئی ہو، جب حدیں پڑ جائیں اور راستے الگ الگ نکال دیئے جائیں تو پھر شفعہ نہیں اور بعض لوگوں نے کہا: ہمسائے کو بھی شفعہ کا حق ہے۔ پھر جو حق اُنہوں نے مضبوط کیا تھا اُسی کو لے کر اُسے باطل کر دیا اور کہا: اگر کوئی شخص گھر خریدے اور وہ ڈرے کہ کہیں ہمسایہ شفعے کے ذریعہ سے نہ لیوے تو وہ سو حصوں میں سے ایک حصہ خریدے، پھر باقی حصے خریدے تو پڑوسی کو پہلے حصہ میں شفعہ کرنے کا حق ہو گا اور باقی گھر میں اُس کو

بَاقِي الدَّارِ وَلَهُ أَنْ يَّحْتَالَ فِي ذَلِكَ.

شفعہ کا کوئی حق نہیں اور اس کے لئے جائز ہوگا کہ وہ اس کے متعلق حیلہ کرے۔

أطرافُه: ۲۲۱۳، ۲۲۱٤، ۲۲۵۷، ۲٤۹۵، ۲٤۹٦۔

۶۹۷۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الشَّرِيدِ قَالَ جَاءَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى مَنْكِبِي فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ إِلَى سَعْدٍ فَقَالَ أَبُو رَافِعٍ لِلْمِسْوَرِ أَلَا تَأْمُرُ هَذَا أَنْ يَّشْتَرِيَ مِنِّي بَيْتِيَ الَّذِي فِي دَارِي[1] فَقَالَ لَا أَزِيدُهُ عَلَى أَرْبَعِ مِائَةٍ إِمَّا مُقَطَّعَةٍ وَإِمَّا مُنَجَّمَةٍ. قَالَ أُعْطِيتُ خَمْسَ مِائَةٍ نَقْدًا فَمَنَعْتُهُ وَلَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْجَارُ أَوْلَى[2] بِصَقَبِهِ مَا بِعْتُكَهُ أَوْ قَالَ مَا أَعْطَيْتُكَهُ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ مَعْمَرًا لَمْ يَقُلْ هَكَذَا قَالَ لَكِنَّهُ قَالَ لِي هَكَذَا. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّبِيعَ الشُّفْعَةَ فَلَهُ أَنْ يَّحْتَالَ حَتَّى يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ فَيَهَبَ الْبَائِعُ لِلْمُشْتَرِي الدَّارَ وَيَحُدُّهَا وَيَدْفَعُهَا إِلَيْهِ وَيُعَوِّضُهُ

۶۹۷۷: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابراہیم بن میسرہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں نے عمرو بن شرید سے سنا۔ وہ کہتے تھے: حضرت مسور بن مخرمہؓ آئے اور اُنہوں نے میرے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا اور میں اُن کے ساتھ حضرت سعدؓ کے پاس چلا گیا تو حضرت ابو رافعؓ نے حضرت مسورؓ سے کہا: کیا تم سعد بن ابی وقاصؓ کو مشورہ نہیں دیتے کہ وہ مجھ سے میرا وہ گھر خرید لیں جو اُن کی حویلی میں ہے؟ تو حضرت سعدؓ نے کہا: میں اُن کو چار سو سے زیادہ نہیں دوں گا، وہ بھی اقساط کے ساتھ۔ اُنہوں نے کہا: مجھے تو پانچ سو نقد ملتے تھے مگر میں نے وہ گھر نہیں دیا اور اگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے نہ سنا ہوتا کہ ہمسایہ اپنے پڑوسی کی جائیداد کا زیادہ حقدار ہے تو میں تم کو یہ کبھی نہ بیچتا یا کہا: کبھی نہ دیتا۔ (علی بن مدینی کہتے تھے کہ) میں نے سفیان سے کہا کہ معمر نے یوں نہیں کہا۔ تو انہوں نے کہا: لیکن انہوں نے مجھے ایسا ہی بتایا اور بعض لوگوں نے کہا: اگر حق شفعہ بیچنا چاہے تو اس کے لئے جائز ہے

[1] بعض نسخوں میں اس جگہ لفظ دَارِهٖ ہے۔ (صحیح بخاری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۲) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔
[2] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں یہاں لفظ أَحَقُّ ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۲ حاشیہ صفحہ ۴۳۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

الْمُشْتَرِي أَلْفَ دِرْهَمٍ فَلَا يَكُونُ لِلشَّفِيعِ فِيهَا شُفْعَةٌ.

کہ حیلہ کر کے شفعہ کو باطل کر دے اور بیچنے والا مشتری کو وہ گھر ہبہ کر دے اور اس کی حد بندی کر دے اور اُس کو اُس کے حوالے کر دے اور خریدار اِس کے عوض میں بیچنے والے کو ایک ہزار درہم دے تو پھر شفعہ کے حقدار کو اس گھر کے متعلق شفعہ کا حق نہیں رہے گا۔

أطرافه: ٢٢٥٨، ٦٩٧٨، ٦٩٨٠، ٦٩٨١-

٦٩٧٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ سَعْدًا سَاوَمَهُ بَيْتًا بِأَرْبَعِ مِائَةِ مِثْقَالٍ فَقَالَ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهِ لَمَا أَعْطَيْتُكَ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ اشْتَرَى نَصِيبَ دَارٍ فَأَرَادَ أَنْ يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ وَهَبَ لِابْنِهِ الصَّغِيرِ وَلَا يَكُونُ عَلَيْهِ يَمِينٌ.

٦٩٧٨: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابراہیم بن میسرہ سے، ابراہیم نے عمرو بن شرید سے، عمرو نے حضرت ابورافعؓ سے روایت کی کہ حضرت سعدؓ نے اُن سے ایک گھر کا سودا چار سو مثقال پر کیا تو حضرت ابورافعؓ نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے نہ سنا ہوتا کہ ہمسایہ اپنے پڑوسی کی جائیداد کا زیادہ حقدار ہے تو میں آپ کو کبھی نہ دیتا اور بعض لوگوں نے کہا: اگر وہ گھر کا ایک حصہ خرید لے اور شفعہ کو باطل کرنا چاہے تو اپنے چھوٹے بیٹے کو ہبہ کر دے تو اس بچہ کو قسم بھی نہ دی جائے۔

أطرافه: ٢٢٥٨، ٦٩٧٧، ٦٩٨٠، ٦٩٨١-

تشریح: فِي الْهِبَةِ وَالشُّفْعَةِ: ہبہ اور شفعہ کے متعلق۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

"کتے کی مثال سے واضح ہے کہ ہبہ سے رجوع نہایت مکروہ ہے۔ جہاں تک فتویٰ کا تعلق ہے، وہ مذکورہ بالا حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ دھوکہ فریب کی صورت میں ہبہ سے بذریعہ دارالقضاء رجوع کیا جاسکتا ہے۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ٢٦٦، ٢٦٧)"

(صحیح بخاری ترجمہ وشرح، کتاب الھبۃ، شرح باب ھِبَةُ الرَّجُلِ لِامْرَأَتِهِ وَالْمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا، جلد ۴ صفحہ ٦٣٧)

اَلشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ: جو شفعہ کا حق رکھا ہے تو وہ ہر ایک ایسی جائیداد میں ہے جو تقسیم نہ کی گئی ہو۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

''یہاں مطلق شراکت کا سوال ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشاد مندرجہ روایت نمبر۲۲۱۳ کا تعلق بظاہر الفاظ اُس شفعہ سے ہے جس میں شرکاء کی ملکیت میں شراکت ہو، جیسا کہ الفاظ فِيْ كُلِّ مَالٍ لَّمْ يُقْسَمْ دلالت کرتے ہیں۔ جیسا کہ تجارتی کمپنیوں وغیرہ میں شراکت کی صورت ہوتی ہے۔ اگر کوئی شریک اپنا حصہ بیچنا چاہے تو پہلا حق شرکاء کا ہوگا۔ (اس تعلق میں کتاب الشفعہ روایت نمبر۲۲۵۷ بھی دیکھئے) شراکت کی صورت میں محض قرب و جوار سے حق شفعہ پیدا نہیں ہوتا بلکہ شرکاء کا حق مقدم ہوتا ہے۔''

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب البیوع، شرح باب بَيْعُ الشَّرِيْكِ مِنْ شَرِيْكِهٖ، جلد۴ صفحہ ۱۷۶)

آپؓ مزید فرماتے ہیں:

''جب تک مشترکہ جائیداد تقسیم ہو کر اُس کی حدود، اس میں آنے جانے کے راستے متعین نہ ہو جائیں تو اگر حصہ دار اپنا حصہ بیچنا چاہے تو دوسرے حصہ دار کو بوجہ شرکت شفعہ کا حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ خریدے لیکن جب جائیداد تقسیم ہو جائے اور اُس کی حد قائم ہو کر ہر شریک کا حصہ جائیداد الگ ہو جائے اور اُس کے آنے جانے کا راستہ بھی مقرر ہو کر شرکت کی صورت قائم نہ رہے تو پھر حق شفیع بوجہ شرکت قائم نہ رہے گا۔...... حق شفعہ کی صحت کے لئے مندرجہ ذیل شرطیں مستنبط ہوتی ہیں:

۱۔ مشترکہ جائیداد میں جو قابل تقسیم ہو، شفعہ کا حق اُس وقت ہوگا جب کوئی شریک اسے فروخت کرنا چاہے تو اس کو لینے کا پہلا حقدار اس کا شریک ہوگا۔

۲۔ ناقابل تقسیم جائیداد میں حق شفعہ نہیں۔ ناقابل تقسیم سے مراد یہ ہے کہ تقسیم ہونے پر وہ نفع مند نہ رہے۔ مثلاً چھوٹا سا حمام یعنی غسل خانہ ہے یا تنگ گلی ہے۔ اگر ایسی جائیداد تقسیم کی جائے تو نہ گلی کارآمد رہے گی نہ حمام۔

۳۔ جو جائیداد قابل تقسیم اور قابل انتقال ہو۔ یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائی جاسکتی ہے، اُس میں بھی حق شفعہ نہیں۔ مثلاً اثاث البیت وغیرہ۔

۴۔ شفعہ کا حق نقصان کے تدارک کے لئے قائم کیا گیا ہے جو کسی شریک کو پہنچ سکتا ہے۔ اگر کسی نقصان کا احتمال نہیں تو حق شفعہ نہ رہے گا۔

۵۔ شریک کی رضامندی سے غیر شفیع خرید سکتا ہے۔

۶۔ حق شفعہ صرف اسی جائیداد میں ہوتا ہے جس میں کسی قسم کا اشتراک پایا جائے خواہ بسبب قرب وجوار کے یا بسبب اِستفادہ کے۔ مثلاً ایک کنواں ہے جس میں سے محلّے کے لوگ پانی حاصل کرتے ہیں۔ اگر کنویں کا مالک اسے کسی کے پاس بیچنا چاہے تو پہلا حق فائدہ اُٹھانے والوں کا ہے۔ استفادہ بھی حق شفعہ قائم کرتا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی محولہ بالا روایت کے لیے کتاب البیوع باب ۹۶ روایت ۲۲۱۳ دیکھئے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انہی سے یہی روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے: قَضَى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِيْ كُلِّ شِرْكَةٍ لَّمْ تُقْسَمْ رَبْعَةٍ اَوْ حَائِطٍ لَا يَحِلُّ لَهُ اَنْ يَّبِيْعَ حَتّٰى يُؤْذِنَ شَرِيْكَهُ فَاِنْ شَآءَ اَخَذَ وَاِنْ شَآءَ تَرَكَ فَاِذَا بَاعَ وَلَمْ يُؤْذِنْهُ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ۔ (مسلم، کتاب المساقاۃ، باب الشفعۃ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مشترکہ جائیداد سے متعلق جو تقسیم نہیں ہوئی، شفعہ کا فیصلہ فرمایا۔ مکان ہو یا باغ، مالک کو جائز نہیں کہ وہ اسے بیچے جب تک کہ اپنے شریک کو اطلاع نہ کر دے۔ چاہے شریک اسے لے، چاہے نہ لے۔ اگر وہ بیچ دے اور اسے اطلاع نہ دی ہو تو وہ اُس کا زیادہ حق دار ہے۔"

(صحیح بخاری ترجمہ وشرح، کتاب الشفعۃ، شرح باب الشُّفْعَةُ فِيْمَا لَمْ يُقْسَمْ ...، جلد ۴ صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴)

آپؓ مزید فرماتے ہیں:

"تمام فقہاء میں یہ امر مسلّم ہے کہ کسی مشترکہ جائیداد پر شفعہ کا حق اس کے تقسیم ہونے سے پہلے پہلے ہے، تقسیم ہو جانے کے بعد شفعہ کا کوئی حق نہیں۔ الفاظ فَلَا شُفْعَةَ سے عدم رجوع (یعنی تقسیم سے رُوگشی نہ کرنے) کا بھی ضمناً استدلال کیا گیا ہے ورنہ جائیداد مشترکہ کو تقسیم کئے جانے کی غرض ہی باطل ہو جائے گی۔ (عمدۃ القاری جزء ۱۳ صفحہ ۶۰)"

(صحیح بخاری ترجمہ وشرح، کتاب الشرکۃ، شرح باب إِذَا قَسَمَ الشُّرَكَاءُ الدُّوْرَ اَوْ غَيْرَهَا ...، جلد ۴ صفحہ ۵۲۹)

بَاب ١٥: احْتِيَالُ الْعَامِلِ لِيُهْدَى لَهُ

کارکن کا حیلہ کرنا کہ اُس کو تحفے دیئے جائیں

٦٩٧٩: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ يُدْعَى ابْنَ الْلَّتَبِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ حَاسَبَهُ قَالَ هَذَا مَالُكُمْ وَهَذَا هَدِيَّةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا جَلَسْتَ فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَأُمِّكَ حَتَّى تَأْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا ثُمَّ خَطَبَنَا فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِي اللهُ فَيَأْتِي فَيَقُولُ هَذَا مَالُكُمْ وَهَذَا هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِي أَفَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ حَتَّى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ وَاللهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا لَقِيَ اللهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَأَعْرِفَنَّ [1] أَحَدًا مِنْكُمْ لَقِيَ اللهَ يَحْمِلُ بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةً

۶۹۷۹: عبید بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابو اُسامہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، ہشام نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے ابوحمید ساعدی سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بنو سلیم کے صدقوں کے وصول کرنے کے لئے کارکن مقرر کیا۔ اُسے ابن اللتبیہ پکارا کرتے تھے۔ جب وہ آیا تو آپؐ نے اس سے حساب لیا۔ وہ کہنے لگا: یہ تو آپؐ کا مالیہ ہے اور یہ (میرا) ہدیہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے باپ اور ماں کے گھر میں بیٹھ کیوں نہ رہے کہ تمہیں ہدیے آتے رہتے اگر تم سچے ہی ہو۔ پھر آپؐ ہم سے مخاطب ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا: امابعد میں تم میں سے ایک شخص کو اُن کاموں میں سے جن کا اللہ نے مجھے نگران بنایا ہے ایک کام پر مقرر کرتا ہوں اور وہ آکر کہتا ہے یہ تمہارا مالیہ ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھے دیا گیا۔ وہ اپنے باپ اور ماں کے گھر بیٹھ کیوں نہ رہا کہ اس کے پاس اس کے تحفے آتے رہتے۔ اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی شخص بغیر اپنے حق کے کچھ بھی لے گا تو وہ قیامت کے دن اس کو اُٹھائے ہوئے اللہ سے ملے گا۔ اس لئے میں تم میں سے کسی کو نہ پہچانوں کہ وہ اللہ سے

[1] عمدۃ القاری میں یہاں فَلَاَعْرِفَنَّ کے الفاظ ہیں۔ (عمدۃ القاری، جزء۲۴ صفحہ ۱۲۴) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةً تَيْعَرُ. ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رُئِيَ بَيَاضُ إِبْطِهِ يَقُولُ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ؟ بَصْرَ عَيْنِي وَسَمِعَ أُذُنِي.

ایسی حالت میں ملے کہ ایک اونٹ کو اُٹھائے ہوئے ہو جو بڑبڑا رہا ہو یا گائے کو جو بائیں بائیں کر رہی ہو یا بکری کو جو ممیا رہی ہو۔ پھر آپؐ نے یہ کہتے ہوئے اپنے ہاتھ اتنے اونچے اُٹھائے کہ آپؐ کے بغلوں کی سفیدی دکھائی دی: بارے خدایا! کیا میں نے یہ پہنچا دیا ہے؟ (ابوحمید کہتے تھے) جب آنحضرت ﷺ یہ فرما رہے تھے تو اُس وقت میری آنکھیں دیکھ رہی تھیں اور میرے کان سن رہے تھے۔

أطرافه: ٩٢٥، ١٥٠٠، ٢٥٩٧، ٦٦٣٦، ٧١٧٤، ٧١٩٧-

٦٩٨٠: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهِ.

۶۹۸۰: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابراہیم بن میسرہ سے، ابراہیم نے عمرو بن شرید سے، عمرو نے حضرت ابو رافعؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمسایہ اپنے پڑوسی کے مکان کا زیادہ حقدار ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ اشْتَرَى دَارًا بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَّحْتَالَ حَتَّى يَشْتَرِيَ الدَّارَ بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَيَنْقُدَهُ تِسْعَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ وَيَنْقُدَهُ دِينَارًا بِمَا بَقِيَ مِنَ الْعِشْرِينَ الْأَلْفِ فَإِنْ طَلَبَ الشَّفِيعُ أَخَذَهَا بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَإِلَّا فَلَا سَبِيلَ لَهُ عَلَى الدَّارِ فَإِنِ اسْتُحِقَّتِ الدَّارُ رَجَعَ

اور بعض لوگوں نے کہا: اگر کوئی شخص ایک گھر بیس ہزار درہم پر خرید لے تو کوئی قباحت نہیں کہ وہ حیلہ کر کے اس گھر کو بیس ہزار درہم پر خریدے اور وہ اس کو نو ہزار نو سو ننانوے درہم گن کر دے اور بیس ہزار درہم میں سے جو (دس ہزار ایک درہم) باقی رہ گئے ہیں، اُس کے عوض وہ اُسے ایک دینار دے دے۔ اس صورت میں اگر شفعہ کا حقدار اُس مکان کو بیس ہزار درہم پر لینا چاہے تو لے لے ورنہ اس کو گھر لینے کا کوئی اختیار نہیں۔ ایسی صورت میں اگر اس گھر کا کوئی اور حقدار ہوگا تو خریدار بیچنے

الْمُشْتَرِي عَلَى الْبَائِعِ بِمَا دَفَعَ إِلَيْهِ وَهُوَ تِسْعَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ دِرْهَمًا وَدِينَارٌ لِأَنَّ الْبَيْعَ حِينَ اسْتُحِقَّ انْتَقَضَ الصَّرْفُ فِي الدِّينَارِ فَإِنْ وَجَدَ بِهَذِهِ الدَّارِ عَيْبًا وَلَمْ تُسْتَحَقَّ فَإِنَّهُ يَرُدُّهَا عَلَيْهِ بِعِشْرِينَ أَلْفًا. قَالَ فَأَجَازَ هَذَا الْخِدَاعَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ. قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعُ الْمُسْلِمِ لَا دَاءَ وَلَا خِبْثَةَ وَلَا غَائِلَةَ.

أطرافُه: ۲۲۵۸، ۶۹۷۷، ۶۹۷۸، ۶۹۸۱۔

والے کو اُسی قیمت پر واپس کر دے جو اس نے اس کو دی تھی اور یہ قیمت نو ہزار نو سو ننانوے درہم اور ایک دینار ہے کیونکہ اس بیع کا حقدار جب کوئی اور نکل آیا تو اُس ایک دینار کے عوض خریداری ختم ہو جائے گی۔ پھر اگر خریدار نے اس گھر میں کوئی عیب پایا ہو اور وہ گھر کسی اور حقدار کا نہیں تو خریدار اس گھر کو بیچنے والے کو بیس ہزار درہم لے کر واپس کر دے گا۔ (امام بخاری نے) کہا: اس طرح ان لوگوں نے مسلمانوں کے درمیان فریب کو جائز قرار دیا۔ (امام بخاری نے) کہا: حالانکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: مسلمان کی فروخت میں نہ بیماری ہو اور نہ ملونی اور نہ ہی کوئی دھوکہ۔

۶۹۸۱: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ سَاوَمَ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ بَيْتًا بِأَرْبَعِ مِائَةِ مِثْقَالٍ. قَالَ وَقَالَ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهِ مَا أَعْطَيْتُكَ.

أطرافُه: ۲۲۵۸، ۶۹۷۷، ۶۹۷۸، ۶۹۸۰۔

۶۹۸۱: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحیٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے سفیان (ثوری) سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: ابراہیم بن میسرہ نے مجھ سے بیان کیا۔ ابراہیم نے عمرو بن شرید سے روایت کی کہ حضرت ابورافعؓ نے حضرت سعد بن مالکؓ سے ایک گھر کا سودا چار سو مثقال پر کیا۔ (عمرو بن شرید نے) کہا: اور اُنہوں نے کہا: اگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہ سنا ہوتا کہ ہمسایہ اپنے پڑوسی کے مکان کا زیادہ حقدار ہے تو میں تمہیں نہ دیتا۔

تشریح: اِحْتِيَالُ الْعَامِلِ لِيُهْدَى لَهُ: کارکن کا حیلہ کرنا کہ اُس کو تحفے دیئے جائیں۔ علامہ بدر الدین عینیؒ لکھتے ہیں کہ هَذَا بَابٌ فِي بَيَانِ كَرَاهَةِ حِيلَةِ الْعَامِلِ لِأَجلِ أَن يهدى لَهُ... وَالْعَامِلُ هُوَ الَّذِي

یَتَوَلّٰی أُمُور الرجل فِي مَاله وَملكه وَعَمله وَمِنْه قيل لِلَّذِي يَسْتَخْرج الزَّكَاة: عَامل۔ اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ عامل کا ہدیہ لینے کیلئے حیلہ کرنا مکروہ ہے اور عامل سے مراد وہ شخص ہے جو کسی مرد کے مال میں اور اس کے املاک میں اور اس کے عمل میں تصرف کرتا ہے۔ اور جو شخص زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے جاتا ہے اس کو بھی عامل کہتے ہیں۔
(عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۱۲۴)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

”زکوٰۃ کے مصرف میں کارکنانِ تحصیل زکوٰۃ ادنیٰ و اعلیٰ سب شامل ہیں۔... بیان کیا جاچکا ہے کہ کسی فرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ زکوٰۃ کا خود حساب کر کے اُسے اپنے یا غیر کے لئے خرچ کرے حتیٰ کہ محصلین بھی پابند ہیں کہ وہ زکوٰۃ کا حساب امام کے سامنے پیش کریں۔ اس میں سے خود بخود اپنے لئے رکھ لینا جائز نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عبد اللہ بن لتبیہؓ سے جائزہ لینے کا واقعہ مختصراً یہی بات ذہن نشین کرانے کے لئے نقل کیا گیا ہے کہ قرآنِ مجید نے جن افراد کو زکوٰۃ کا مستحق ٹھہرایا ہے اُن کے لئے جائز نہیں کہ وہ بغیر اجازت امام کے زکوٰۃ میں سے اپنے لئے رکھ لیں۔ حضرت عبد اللہ بن لتبیہؓ کے پاس زکوٰۃ کے مال میں سے کچھ پایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع ملنے پر اُن سے حساب لیا تو انہوں نے کہا کہ یہ مال بطور ہدیہ انہیں دیا گیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: پھر گھر میں کیوں نہ بیٹھے رہے۔ وہیں ہدیہ پہنچ جاتا۔ (کتاب الھبہ روایت نمبر ۲۵۹۷) قرآنِ مجید نے مصرفِ زکوٰۃ میں محتاجوں کا حق کارکنوں کے حق پر مقدم رکھا ہے لیکن اس کے برعکس پبلک روپے کا بیشتر حصہ کارکنوں پر خرچ کر دیا جاتا ہے۔“

(صحیح بخاری ترجمہ وشرح، کتاب الزکاۃ، شرح باب ۶۷، جلد ۳ صفحہ ۱۵۲)

آپؓ مزید فرماتے ہیں:

”آپ کے نیک نمونہ سے ظاہر ہے کہ حکام وقت کو ہدایا قبول کرنے میں احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ روایت نمبر ۲۵۹۷ سے بھی ظاہر ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بھی ایسے ہدایا ناپسند فرمائے۔ لفظ اَلْعِلَّةُ کے معنی ہیں ایسا سبب جس سے نقص لازم آتا ہو۔“

(صحیح بخاری ترجمہ وشرح، کتاب الھبۃ، شرح باب مَنْ لَّمْ يَقْبَلِ الْهَدِيَّةَ لِعِلَّةٍ، جلد ۴ صفحہ ۶۴۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۹۱- کِتَابُ التَّعْبِیْرِ

علامہ کرمانی کہتے ہیں تعبیر کا لفظ خواب کی تفسیر کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور اس کا معنی ہے ظاہر سے باطن کو عبور کرنا۔ تعبیر کا دوسرا معنی ہے کسی چیز میں غور و فکر کرنا۔ اس کی اصل "اَلْعَبْرُ" ہے۔ جس کا مطلب ہے ایک حال سے دوسرے حال کی طرف تجاوز کرنا۔ الاعتبار اور العبرۃ اس حالت کو کہتے ہیں جس میں دیکھی ہوئی چیزوں کے ذریعہ اَن دیکھی چیزوں کی معرفت حاصل کی جاتی ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۱۲۶) امام راغب کہتے ہیں تعبیر کے معنی ایک حالت سے دوسری حالت میں جانا ہے اور لفظ عبور پانی کو پار کرنے سے مخصوص ہے، خواہ تیر کر کیا جائے یا کشتی یا اونٹ یا پل کے ذریعہ کیا جائے۔ مر کر آخرت کی طرف منتقل ہونے کیلئے بھی لفظ عَبَرَ استعمال ہوتا ہے۔ (المفردات فی غریب القرآن، عبر)

رؤیۃ: امام راغب کہتے ہیں انسان کا بصری حس سے دیکھنا نیز اس کا اطلاق اس پر بھی ہوتا ہے جب انسان تخیل سے ادراک کرتا ہے غور و فکر سے جو معنی حاصل ہوں ان پر بھی رؤیۃ کا اطلاق ہوتا ہے۔

(المفردات فی غریب القرآن - رأی)

خواب کی اقسام کے متعلق محمد بن سیرین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خواب تین قسم کا ہوتا ہے۔ رؤیا صالحہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہے اور غمگین کرنے والا خواب شیطان کی طرف سے ہے اور ایک خواب حدیث النفس ہوتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الرؤیا، باب فی کون الرؤیا من اللہ)

علامہ مازری کہتے ہیں کہ رؤیا کی حقیقت کے متعلق لوگوں نے بہت باتیں کی ہیں اس بارے میں غیر مسلموں کے اکثر اقوال نامعقول ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایسے نتائج پر پہنچنے کی کوشش کی ہے جنہیں نہ تو عقل تسلیم کرتی ہے اور نہ ہی وہ کسی دلیل پر بنا کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ وہ سمعی روایات کو سچا نہیں سمجھتے۔ اس لیے ان کی باتوں میں الجھاؤ اور اضطراب ہے۔ پھر جس کسی کا تعلق محض علمِ طب سے ہو وہ تمام خوابوں کو ذہنی انتشار سے منسوب کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جس میں بلغمی مادہ زیادہ ہو، وہ ایسی خوابیں دیکھتا ہے کہ گویا وہ پانی میں ہے اور جس میں صفراء کا غلبہ ہو وہ آگ وغیرہ دیکھتا ہے۔ اگر عقل اسے تسلیم بھی کر لے تو اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان یہ تو نہیں کہ وہ اسے اپنی عادت بنا لے۔ جبکہ نہ تو اس پر کوئی دلیل ہے اور نہ ہی یہ سنت اللہ ہے۔ لہٰذا جواز کے اس موقع کو قطعی قرار دینا غلط ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ پھر جو کوئی فلسفہ میں آگے بڑھ جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ زمین میں وقوع پذیر ہونے والی تمام صورتیں عالمِ بالا میں نقوش کی طرح ہیں اور (خواب میں) ان نقوش کے بالمقابل جو (وجود) ہوتا ہے اس پر ان کا

عکس پڑ جاتا ہے۔ علامہ مازری کہتے ہیں کہ یہ تو پہلی توجیہہ سے بھی زیادہ غلط ہے کیونکہ یہ ایک ایسی زبردستی کی بات ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ درست عقیدہ وہی ہے جس پر اہلِ سنت قائم ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ سوئے ہوئے شخص کے دل میں بعض افکار و خیالات ڈال دیتا ہے، جس طرح وہ کسی بیدار شخص کے دل میں (خیالات) پیدا کرتا ہے۔ اور جب وہ یہ افکار پیدا کرتا ہے تو وہ انہیں دوسری حالت میں تخلیق کردہ بعض امور کی شناخت کا نشان بنا دیتا ہے اور اگر اس میں سے کوئی بات (تعبیر) سوچنے والے کے خیال کے برعکس واقع ہو جائے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے بیدار شخص کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اس کی مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بادل بنایا ہے جو بارش کی علامت ہے حالانکہ (بسا اوقات) اس کے خلاف واقع ہو جاتا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ خیالات کبھی فرشتہ کے ذریعہ ڈالے جاتے ہیں جن کے بعد خوشی و مسرت ملتی ہے اور کبھی شیطان کے ذریعہ ڈالے جاتے ہیں جن کے بعد تکلیف اور ضرر ہوتا ہے اور حقیقی علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ شریعتوں کو نہ ماننے والوں کی ان پراگندہ باتوں کے سبب اُن کا انبیاء کی لائی ہوئی صراطِ مستقیم سے اعراض کرنا ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۲ صفحہ ۴۴۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدا نے جو عام لوگوں کے نفوس میں رؤیا اور کشف اور الہام کی کچھ کچھ تخم ریزی کی ہے وہ محض اس لئے ہے کہ وہ لوگ اپنے ذاتی تجربہ سے انبیاء علیہم السلام کو شناخت کر سکیں اور اس راہ سے بھی ان پر حجت پوری ہو اور کوئی عذر باقی نہ رہے۔“

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۲۶)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے وحی اور الہام کا مادہ ہر شخص میں رکھ دیا ہے۔ کیونکہ اگر یہ مادہ نہ رکھا ہوتا تو پھر حجت پوری نہ ہو سکتی۔ اس لئے جو نبی آتا ہے اس کی نبوت اور وحی و الہام کے سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کی فطرت میں ایک ودیعت رکھی ہوئی ہے اور وہ ودیعت خواب ہے۔ اگر کسی کو کوئی خواب سچی کبھی نہ آتی ہو تو وہ کیونکر مان سکتا ہے کہ الہام اور وحی بھی کوئی چیز ہے۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرۃ :۲۸۷) اس لیے یہ مادہ اس نے سب میں رکھ دیا ہے۔“

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۸۰، ۲۸۱)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”صورت چہارم الہام کی یہ ہے کہ رؤیا صادقہ میں کوئی امر خدائے تعالیٰ کی طرف

سے منکشف ہو جاتا ہے یا کبھی کوئی فرشتہ انسان کی شکل میں متشکل ہو کر کوئی غیبی بات بتلاتا ہے یا کوئی تحریر کاغذ پر یا پتھر وغیرہ پر مشہود ہو جاتی ہے جس سے کچھ اسرار غیبیہ ظاہر ہوتے ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد اول صفحہ ۲۷۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"(ترجمہ از عربی عبارت) اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور مرسلوں کو کبھی کبھی مجاز، استعارہ اور تمثیل کے رنگ میں وحی کرتا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی میں اس کی بہت سی نظائر موجود ہیں۔ منجملہ ان کے ایک مثال حضرت انسؓ کی حدیث میں آئی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایک رات ایک ایسا ہی خواب دیکھا جیسا ایک سونے والا دیکھتا ہے کہ گویا ہم عقبہ بن رافعؓ کی حویلی میں ہیں اور ابن طاب کی کھجوروں میں سے کچھ کھجوریں ہمارے پاس لائی گئی ہیں۔ میں نے اس کی تعبیر کی کہ ہمارے لئے دنیا میں رفعت اور آخرت میں عافیت ہے اور ہمارا دین مقبول ہو رہا ہے... سو دیکھو کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روحانی کیفیات جسمانی صورتوں میں دیکھیں اور یہ بات آپ پر مخفی نہیں کہ انبیاء کی خوابیں وحی ہوتی ہیں اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ انبیاء کی وحی بعض اوقات مجاز اور استعارہ کی قسم سے ہوتی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی وحی کی تاویل کی ہے۔" (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد ۴ صفحہ ۱۱۸، زیر آیت وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ بحوالہ حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۱۹۰، ۱۹۱)

بَاب ١: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے پہل جو وحی شروع ہوئی تو وہ سچے خواب تھے

٦٩٨٢: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ

۶۹۸۲: یحيٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح. وحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْهُ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ فَكَانَ يَأْتِي حِرَاءً فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَتُزَوِّدُهُ لِمِثْلِهَا حَتَّى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فِيهِ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتَّى بَلَغَ

نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عقیل (بن خالد) سے، عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی۔ اور عبداللہ بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہم سے بیان کیا کہ زہری نے کہا: عروہ نے مجھے خبر دی۔ عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے پہل جو وحی شروع ہوئی تو وہ نیند کی حالت میں سچے خواب تھے۔ آپؐ جو خواب بھی دیکھتے وہ صبح صادق کی طرح پورے ہو جاتے۔ آپؐ (کا معمول تھا کہ غار) حرا میں آتے اور اس میں عبادت کرتے، یہ عبادت چند گنتی کی راتوں کی تھی اور آپؐ اس غرض کے لئے زاد لے جاتے تھے۔ پھر حضرت خدیجہؓ کے پاس واپس آجاتے اور وہ اتنا ہی زاد آپؐ کو دے دیتیں۔ (آپؐ اِسی طرح عبادت کرتے رہے) یہاں تک کہ اچانک حق آپؐ کے پاس پہنچا جبکہ آپؐ غار حرا میں تھے۔ وہاں فرشتہ آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا: پڑھو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا: میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ (آپؐ نے فرمایا:) اس نے مجھے ایسا پکڑا اور بھینچا کہ میری ساری طاقت صرف ہو گئی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھو۔ میں نے کہا: میں تو پڑھا ہوا نہیں۔ پھر اس نے مجھے پکڑا اور دوبارہ اس زور سے بھینچا کہ میری طاقت صرف

مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ حَتَّى بَلَغَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ○ (العلق: ٢-٦) فَرَجَعَ بِهَا تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ[١] حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَزَمَّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ يَا خَدِيجَةُ مَا لِي؟ وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ وَقَالَ قَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي فَقَالَتْ لَهُ كَلَّا أَبْشِرْ فَوَاللهِ لَا يُخْزِيكَ اللهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قُصَيٍّ - وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخُو أَبِيهَا - وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ فَيَكْتُبُ بِالْعَرَبِيَّةِ مِنَ الْإِنْجِيلِ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ

ہو گئی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھو۔ میں نے کہا: میں تو پڑھا ہوا نہیں۔ پھر اس نے مجھے پکڑا اور تیسری بار اُس نے اِس زور سے مجھے بھینچا کہ میری ساری طاقت صرف ہو گئی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: اپنے ربّ کا نام لے کر پڑھ، جس نے (سب اشیاء کو) پیدا کیا۔... اور وہ اِس آیت تک پہنچا: اُس نے انسان کو (وہ کچھ) سکھایا ہے جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔ آپ اس (وحیٔ الٰہی) کے ساتھ واپس آئے۔ آپؐ کے کندھے اور گردن کے درمیان پٹھے پھڑ پھڑا رہے تھے۔ آپ حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے اور فرمایا: مجھے کپڑا اوڑھادو، مجھے کپڑا اوڑھادو۔ چنانچہ اُنہوں نے آپؐ کو کپڑا اوڑھا دیا۔ یہاں تک کہ گھبراہٹ آپؐ سے جاتی رہی۔ آپؐ نے فرمایا: خدیجہؓ مجھے کیا ہو گیا اور آپؐ نے اُن سے سارا واقعہ بیان کیا اور فرمانے لگے: مجھے تو اپنی جان کا اندیشہ ہو گیا ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے آپؐ سے کہا: ہرگز نہیں، آپؐ کو خوشخبری ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ آپؐ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپؐ تو صلہ رحمی کرتے ہیں اور سچی بات کہتے ہیں اور عاجز کا بوجھ اُٹھاتے ہیں اور مہمان کو نوازتے ہیں اور حق کی مشکلات میں مدد دیتے ہیں۔ پھر حضرت خدیجہؓ

---

[١] "بَوَادِر، بَادِرَةٌ کی جمع ہے۔ وہ گوشت جو گردن اور کندھے کے درمیان ہوتا ہے۔"
(لسان العرب، فصل الباء، جزء ۴ صفحہ ۴۹)

خَدِيجَةُ أَيِ ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ فَقَالَ وَرَقَةُ ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَى فَقَالَ وَرَقَةُ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى مُوسَى يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا أَكُونُ حَيًّا حِينَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ؟ فَقَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً حَتَّى حَزِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدَّى مِنْ رُءُوسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ فَكُلَّمَا أَوْفَى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ مِنْهُ نَفْسَهُ تَبَدَّى لَهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ رَسُولُ اللهِ حَقًّا فَيَسْكُنُ لِذَلِكَ جَأْشُهُ وَتَقِرُّ نَفْسُهُ فَيَرْجِعُ فَإِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ فَتْرَةُ الْوَحْيِ غَدَا لِمِثْلِ ذَلِكَ فَإِذَا أَوْفَى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ تَبَدَّى لَهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ

آپؐ کو اپنے ساتھ لے کر ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزی بن قصی کے پاس آئیں اور وہ حضرت خدیجہؓ کے اُس چچا کے بیٹے تھے جو اُن کے باپ کے (حقیقی) بھائی تھے اور یہ ایسے شخص تھے جو زمانہ جاہلیت میں عیسائی ہوگئے تھے اور عربی تحریر لکھنا جانتے تھے اور انجیل سے جو اللہ چاہتا کہ وہ لکھیں، عربی زبان میں لکھا کرتے تھے۔ وہ بوڑھے تھے اور نابینا ہوگئے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے اُن سے کہا: چچا کے بیٹے اپنے بھتیجے سے سنو۔ ورقہ نے کہا: میرے بھتیجے آپ کیا دیکھتے ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا تھا اُن کو بتایا۔ ورقہ نے کہا: یہ تو وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰؑ پر نازل کیا گیا۔ اے کاش میں اس زمانہ میں جوان ہوتا، (اے کاش) میں اس وقت تک زندہ رہوں کہ جب آپ کی قوم آپ کو نکالے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا مجھے وہ نکالیں گے؟ ورقہ نے کہا: ہاں۔ جب کبھی بھی کوئی شخص وہ وحی لایا ہے جو آپ لے کر آئے ہیں تو ضرور ہی اس سے دشمنی کی گئی اور اگر آپ کے زمانے نے مجھے زندہ پایا تو میں کمر باندھ کر آپ کی مدد کروں گا۔ پھر اس کے بعد ورقہ جلدی ہی فوت ہوگئے اور وحی کچھ دیر تک بند ہوگئی یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ ہمیں خبر پہنچی اتنے غمگین ہوگئے کہ کئی بار آپؐ اس غم

لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ (الأنعام:٩٧) ضَوْءُ الشَّمْسِ بِالنَّهَارِ وَضَوْءُ الْقَمَرِ بِاللَّيْلِ.

کے مارے صبح کو نکلے کہ تا اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے تئیں گرا کر ہلاک کر دیں مگر جب کبھی کسی پہاڑ کی چوٹی پر اس غرض سے چڑھتے کہ اپنے آپ کو اس سے گرا دیں تو جبریل آپؐ کے سامنے ظاہر ہوتے اور کہتے: محمد! آپ سچ مچ اللہ کے رسول ہیں۔ اس سے آپؐ کے دل کو سکون حاصل ہوتا اور آپؐ کا نفس قرار پاتا اور آپ واپس لوٹ آتے۔ پھر جب وحی دیر تک موقوف رہتی تو اس ارادے سے صبح کو نکلتے۔ جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تو جبریل آپؐ کے سامنے ظاہر ہوتے اور آپؐ سے ویسے ہی کہتے۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: (سورۃ الانعام میں) جو فرمایا ہے فَالِقُ الْإِصْبَاحِ تو اس سے دن کو سورج کی روشنی اور رات کو چاند کی روشنی مراد ہے۔

أطرافه: ٣، ٣٣٩٢، ٤٩٥٣، ٤٩٥٥، ٤٩٥٦، ٤٩٥٧۔

تشریح: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے پہل جو وحی شروع ہوئی تو وہ سچے خواب تھے۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"اس حدیث سے چار باتیں معلوم ہوتیں ہیں:

۱۔ اوّل یہ کہ زمانہ نبوت سے پہلے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچی خوابیں آیا کرتی تھیں اور آپ جو خواب دیکھتے وہ کمال صفائی سے اور یقینی طور پر پورے ہو جاتے۔ كَفَلَقِ الصُّبْحِ کا یہی مفہوم ہے۔ نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سچی خوابوں کو جو وحی کی قسم سے شمار کیا ہے تو یہ اس لئے کہ خواب کی کیفیت ہی دراصل وہ طبعی استعداد ہے جو ترقی کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کی مشیئت اور علم کے ظاہر ہونے کے لئے بطور آئینہ کے کام دیتی ہے اور بالآخر انسان پر وحی کی اعلیٰ سے

اعلیٰ تجلیات ظاہر ہوتی ہیں اور یہ طبعی استعداد بیج کے طور پر انسان میں موجود ہے۔اسی لئے ہر انسان نیک ہو یا بد، کوئی نہ کوئی سچی خواب دیکھ لیتا ہے تا اس کے لئے نبوت کی حقیقت کا سمجھنا مشکل نہ ہو۔ کیونکہ جس آنکھ میں نور ہوتا ہے وہی آنکھ نورِ آفتاب کو بھی دیکھتی ہے اور اس کی کیفیت کو بھی تصور میں لا سکتی ہے۔

غرض خواب کی قابلیت بطور ایک طبعی مبدء اور مصدر کے ہے اور اسی وجہ سے احادیث نبویہ میں سچے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے۔(صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب الرؤیا الصالحۃ جزء من ستة وأربعين جزء من النبوة: ۶۹۸۹) اور حضرت عائشہؓ نے بھی یہاں اسی وجہ سے آپ کی خوابوں کو وحی میں شامل کیا ہے۔

۲۔ دوسری بات اس حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی خالص محبت تھی اور یہ محبت آپ کے دل میں فطرتاً تھی جو دن بدن ترقی کرتی گئی۔ آخر اس خالص محبت کی وجہ سے مجبور ہو کر آپ نے دنیا کے تعلقات سے کنارہ کشی کی اور آپ غارِ حرا میں جو مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے گوشہ نشین ہو گئے اور وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہنے لگے۔ حُبِّبَ اِلَیْهِ الْخَلَاءُ (بدء الوحی، روایت نمبر ۳) میں جو صیغہ مجہول استعمال کیا گیا ہے، وہ یہی راز بتلانے کے لئے ہے کہ یہ محبت اپنے اختیار کی بات نہ تھی۔ کسی بالائی طاقت نے آپ کا منہ دنیا سے موڑ دیا تھا اور تمام انبیاء کے متعلق یہی سنت الٰہی چلی آتی ہے۔

فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ: تَحَنُّث کے معنی عبادت کرنا۔ قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کسی معین شکل و صورت کی عبادت سے متعارف نہ تھے۔ جیسا کہ فرمایا: مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ (الشوریٰ:۵۳) یعنی تجھے عبادت کا کوئی طریق معلوم نہ تھا۔اس لئے آپ اپنی زبان میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے تھے۔ دعا عبادت کا اصل مغز اور روح ہے۔

وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ: چند گنتی کی راتیں عبادت کیا کرتے تھے۔ حَتّٰى جَآءَهُ الْحَقُّ سے مراد ایک تو کامل معرفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق

کامل معرفت روحانی مشاہدات اور تجلیات وحی کے ذریعے سے ہی ہوتی ہے۔ محض عقل اس مقام معرفت تک قطعاً نہیں پہنچا سکتی۔ عقل تو اللہ تعالیٰ کی ہستی کے متعلق صرف ”ہونا چاہیے“ کے مقام تک ہمیں پہنچاتی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہمارے سامنے بہت سے احتمالات پیش کر دیتی ہے۔ عقل کا یہ نقص وحیٔ الٰہی سے دور ہوتا ہے۔ عقل اور وحی میں آپس میں کوئی تضاد نہیں بلکہ وہ ایک دوسرے کے لئے بطور ممد کے ہیں۔ عقل کا تعلق زمین سے ہے اور وحی کا تعلق آسمان سے اور دونوں کے اتصال سے کامل نور اسی طرح پیدا ہوتا ہے جس طرح زمینی آنکھ کی بینائی میں آسمانی سورج کی روشنی سے نور پیدا ہوتا ہے۔ وحی کے بغیر الحق یعنی کامل یقین ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ (اس بحث کی تفصیل ملاحظہ ہو: براہین احمدیہ حصہ دوم حاشیہ نمبر ۴ صفحہ ۷۸)

اس جگہ الحق کی مناسبت کی وجہ سے یہ ذکر کر دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہو گا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ جب وہ روحِ حق آئے گی تو ساری سچائی لائے گی۔ (یوحنا۔ باب ۱۶، آیت ۷ تا ۱۶)

۳۔ تیسری بات اس حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام اغراضِ نفسانیہ سے الگ ہو کر محض اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے یہ عبادت کیا کرتے تھے۔ یہ خواہش قطعاً نہ تھی کہ آپ کو وحی و مکاشفہ ہو یا نبوت کا مقام ملے اور نہ یہ مقام مجاہدات سے ملا کرتا ہے۔ اس بات پر جیسا کہ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ کے الفاظ دلالت کرتے ہیں اور وہ الفاظ بھی نہایت وضاحت سے دلالت کرتے ہیں جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب التفسیر میں اور امام مسلم نے کتاب الایمان میں نقل کئے ہیں۔ یعنی حَتّٰى فَجِئَهُ الْحَقُّ.... یعنی یکایک بغیر توقع کے حق آپ کے پاس آیا۔ (بخاری، كتاب التفسير، سورة إقرأ باسم ربك الذى خلق۔ روایت نمبر ۴۹۵۴) (مسلم، كتاب الإيمان، باب بدء الوحى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم) اس کے ہم معنی یہ الفاظ ہیں: أَتَاهُ بَغْتَةً۔

(عمدۃ القاری جزء اول صفحہ ۵۴)

ایسے مجاہدات سے آپ کی پاک فطرت انکار کرتی تھی جو اس غرض سے ہوں کہ کوئی الہام ہو جائے یا کشف ہی دیکھ لے یا یہ کہ وحی و نبوت کا مقام حاصل ہو۔ قرآن مجید بھی اسی امر کی طرف اشارہ فرماتا ہے: وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ (القصص:۸۷) یعنی تو یہ توقع نہ رکھتا تھا کہ کتاب تجھے دی جائے۔ یہ تو تیرے رب کی رحمت ہوئی۔

مَا أَنَا بِقَارِئٍ: اور وحی لانے والے فرشتے کو بھی آپ یہی جواب دیتے ہیں: مَا أَنَا بِقَارِئٍ میں ہرگز نہیں پڑھوں گا۔ "مَا" حرفِ نافیہ "ب" کے ساتھ قطعی انکار کے لئے آتا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں آتا ہے: وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (ھود:۳۰) یعنی میں ہرگز اپنے مسلمان ساتھیوں کو دھتکارنے کا نہیں۔

کلماتِ وحی کا مفہوم وہ شخص خوب سمجھتا ہے جس پر وحی نازل ہو رہی ہو۔ اِقْرَاْ سے مراد اعلانِ رسالت ہے جس کی تشریح لفظ قرآن کر رہا ہے۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک لمحہ کے لئے بھی وہم نہیں گذرا کہ یہ تجلی ربانی ہے یا کیا؟ انبیاء کی ابتدائی زندگی میں ہی ان تجلیات کا سلسلہ شروع ہو کر آہستہ آہستہ کمال تک پہنچتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا خارق عادت معاملہ ہمیشہ سے دیکھتے چلے آتے ہیں۔ ایک معمولی انسان جو سچی خواب دیکھتا ہے اس کو تو ایسے خواب کے متعلق یقین ہوتا ہے کہ یہ نظارہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے نہ کسی خیال کا نتیجہ۔ مگر یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پڑھنے سے انکار کیا تو اس خیال سے کیا کہ آپ کو علم نہ تھا کہ یہ رحمانی وحی، یہ احمقانہ خیال ہے۔

ورقہ بن نوفل جو عیسائی تھا اس نے تو سارا واقعہ سن کر بے ساختہ کہہ دیا کہ یہ تو وہی راز دار ہے جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوا تھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن پر یہ روحانی کیفیتیں گزرا کرتی تھیں وہ اس راز سے ناآشنا ہوں! یہ بات کس قدر دور از قیاس ہے اور علاوہ ازیں یہ تجلی ربانی پہلی بار نہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھنے میں غلطی ہوتی یا کوئی شبہ پڑتا بلکہ جیسا کہ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے؛ بیس سال سے پیشتر یہ سلسلہ رؤیا و کشوف و تجلیات وحی کا شروع

تھا۔(تاریخ الأمم والملوك للطبری، ذکر باقی الأخبار من الکائن من أمر رسول اللہ قبل أن ینبأ، الجزء الثانی) اور تمام اولیاء اور انبیاء کے ساتھ یہی سنت الٰہی ہے کہ خدا تعالیٰ ایک لمبے عرصہ کی تجلیوں سے آہستہ آہستہ ان کو کامل یقین تک پہنچاتا ہے جس کے بعد شک کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محض اس لئے انکار کیا کہ آپ سمجھتے تھے کہ اِقْرَاْ سے کیا مراد ہے اور کس قسم کی ذمہ داری کے بار اٹھانے کے لئے آپ کو کہا گیا ہے۔ انبیاء معرفت الٰہی میں اس مقام پر کھڑے ہوتے ہیں جو سراسر تواضع و تقویٰ و خشیت کا مقام ہے وہ بارِ رسالت کو اٹھانے سے ڈرتے ہیں اور اپنے گوشہ تنہائی سے نکلنا نہیں چاہتے۔ وہ اسی وقت نکلتے ہیں جب الٰہی مشیت کی تجلیات اور بار بار کے صریح حکموں کے سامنے بے بس ہو جاتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی عاجزانہ معذرتیں کیں اور حضرت ہارونؑ نے اپنے بھائی کو اس منصب نبوت پر کھڑا کرنے کے لئے عرض کیا۔(الشعراء: ١٤)

غَطَّنِیْ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجُهْدُ: لفظ اَلْجُهد... "د" کی فتح سے بھی آتا ہے۔ جس کے معانی ہیں: اپنی ساری طاقت صرف کر دی۔ لیکن رفع کے ساتھ جو روایت آتی ہے وہ زیادہ قرین قیاس ہے۔ اس کے معنے ہیں مجھے اتنا دبایا کہ میری طاقت اپنے انتہاء کو پہنچ گئی یعنی تاب مقابلہ نہ رہی۔(عمدۃ القاری جزء اول صفحہ ٥٧) اور یہ حالت خاص کر اُس وقت ہوتی ہے، جب انسان ملائکہ کی بات ماننے سے انکار کرتا ہے۔ یعنی مشیتِ الٰہی کے مقابل بشری ارادہ کچھ نہ کچھ کام کر رہا ہوتا ہے۔ ملائکہ کی اس قسم کی تحکمانہ تجلی خواب میں ہوتی ہے اور کشف میں بھی اور عین بیداری میں بھی۔ ابن اسحاق نے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ یہ واقعہ نیند میں ہوا۔(تاریخ الأمم والملوك، ذکر الخبر عما کان من أمر نبی اللہ ... بارسال جبریل الیہ بوحیہ، الجزء الثانی)...

امام بخاریؒ نے رؤیت کا لفظ علی الاطلاق رکھا ہے جو کشف پر بھی بولا جاتا ہے اور خواب پر بھی۔ بہر حال اس مخصوص تجلی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو گلے لگا کر زور سے بھینچا گیا۔ اس نظارے کا تعلق واقعات کے ساتھ یہ ہے کہ آپ نے الٰہی مشیت کی زور دار تجلیات کے ماتحت بے بس ہو کر نبوت کا اعلان کیا تھا۔ یہ نہیں کہ آپ نے اس کے لئے کوئی پہلے سے تیاری کی تھی۔ آپ گوشہ تنہائی کو چھوڑنے کے لئے یونہی اپنی مرضی سے تیار نہیں ہوئے۔ قرآن مجید نے بھی اس مضمون کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے: قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ (یونس: ۱۷) کہو! اگر اللہ کی مشیت نہ ہوتی تو میں تمہارے سامنے یہ کبھی نہ پڑھتا اور نہ وہ (اللہ) تمہیں اس کی خبر دیتا۔ میں تم میں اس سے پہلے بھی ایک لمبا عرصہ رہ چکا ہوں۔ تم عقل سے کیوں کام نہیں لیتے۔ ان آیات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت کی زور دار تجلی نہ ہوتی تو آنحضرت ﷺ قطعاً منصب نبوت کے اٹھانے کے لئے تیار نہ تھے۔

یورپ کے عیسائی علماء نے (یہ ثابت کرنے کے لئے) بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں کہ یہ نظارے دماغی بیماری کا نتیجہ تھے مگر جو نظارے دماغی خلل کا نتیجہ ہوتے ہیں، واقعات ان کی تصدیق نہیں کرتے۔ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ (العلق:۴) میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جو ایسی عظمت کے ساتھ پوری ہوئی کہ یہی عیسائی آج تک اس کی عظمت سے حیران ہیں۔ اس وحی کا ماحصل یہ ہے: تم پڑھو۔ اس حکم کی تعمیل میں تمہارا اللہ تم سے نہایت کریمانہ سلوک کرنے والا ہے۔ چنانچہ دنیا جانتی ہے کہ واقعات نے ہر پہلو سے اس کی تصدیق کی۔

لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ: مجھے تو اپنی جان کا اندیشہ ہو گیا تھا۔ اس کا ایک تو سیدھا سادہ یہ مفہوم ہے کہ اس رعبناک نظارے سے یعنی فرشتہ کے دبانے سے مجھے یہ خوف ہو گیا تھا کہ میری جان چلی اور درحقیقت بعض وقت وحی کی جلالی تجلی سے یہی حالت ہوتی ہے اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ واقعہ بتلا کر آپ یہ فرماتے ہیں: مجھے اب اپنے متعلق فکر پڑ گئی ہے کہ ایک بہت ہی بڑا بوجھ مجھ پر ڈالا جا رہا ہے۔ آپ کو عہدۂ رسالت کی نازک ذمہ واریوں کا

کامل احساس تھا جس کے ساتھ ہزاروں مشکلات لگی ہوتی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اپنے متعلق کئی قسم کے اندیشوں کا ذکر کرتے ہیں کہ میں فصیح نہیں ہوں۔(الشعراء: ١٤) دراصل یہ بہانے نہیں بلکہ کامل عاجزی و تواضع کا اظہار ہے۔ اور نیز یہ خواہش ہے کہ وہ گوشہ تنہائی سے نکل کر دنیا میں دوبارہ نہیں آنا چاہتے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کا مطلب سمجھ کر کہتی ہیں: كَلَّا وَاللهِ مَا يُخْزِيْكَ اللهُ أَبَدًا۔ یعنی ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اللہ کبھی بھی آپ کو رسوا نہ کرے گا۔ آپ کامیاب ہوں گے۔ خِزْيٌ وہ ذلت ورسوائی ہے جو انسان کو ناکامی سے ہوتی ہے۔

٤۔ چوتھی بات اس حدیث سے اس عظیم الشان شہادت کا پتہ چلتا ہے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہمارے لئے چھوڑ گئی ہیں۔ وہ اس گھبراہٹ کے وقت بے ساختہ بغیر کسی تصنّع کے پورے یقین کے ساتھ کہتی ہیں: كَلَّا وَاللهِ مَا يُخْزِيْكَ اللهُ أَبَدًا۔ یعنی یہ کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ مکارم اخلاق سے متصف ہیں۔ آپ بنی نوع انسان کے ہمدرد ہیں۔ آپ میں وہ وہ خوبیاں ہیں جو آج کل معدوم ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کی یہ شہادت معمولی شہادت نہیں۔ یہ اس رفیق زندگی کی شہادت ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی واقفِ حال راز دان نہیں ہو سکتا۔

حضرت خدیجہؓ کی یہ مراد ہے کہ جس شخص کے مکارم اخلاق کی وجہ سے لوگ پہلے ہی گرویدہ ہوں اور جو "اَلْاَمِيْن" کے لقب سے مشہور ہو وہ ناکام کیسے ہوگا؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بعد میں ورقہ بن نوفل کے قول پر یہ تعجب ہوتا ہے: أَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے! حضرت خدیجہؓ کا قول اور آپ کا تعجب ایک ہی قسم کے احساس کے ماتحت ہے اور یہ آپ کی بے لوث اور مکارم اخلاق سے بھری ہوئی زندگی پر دلالت کرتا ہے۔ آپ پہلے ہی سے ہمدرد بنی نوع انسان تھے۔

فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيْجَةُ: حضرت خدیجہؓ ورقہ بن نوفل کے پاس آپ کو اس لئے نہیں لے گئی تھیں کہ نعوذ باللہ آپ کو کوئی شبہ تھا اور ورقہ سے پوچھنا تھا کہ آیا

آپ کے پاس فرشتے آتے ہیں یا جن بھوت۔ بلکہ اس لئے کہ وہ عیسائی تھے اور ”اس نبی“ کے آنے کے متعلق قدیم نوشتوں میں پیشگوئیاں تھیں اور عیسائیوں اور یہودیوں کو اُس کی آمد کا انتظار تھا جیسا کہ ہم آگے چل کر بتائیں گے اور تورات و انجیل میں اُس کی علامتیں بھی موجود تھیں اور چونکہ ورقہ بن نوفل ان کتابوں کے عالم تھے، اس لئے ان کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے گئیں تا آنے والے نبی کے متعلق خیالات معلوم ہوں اور ان کو بھی تصدیق کا موقع ملے۔ چنانچہ انہوں نے فوراً شناخت کر لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکالے جانے کے متعلق پیشگوئی کا تذکرہ بھی کر دیا جو یسعیاہ نبی نے عرب کے متعلق الہامی کلام کے عنوان کے ماتحت سنائی تھی:

”ارے اے بانجھ تو جو نہیں جنتی تھی خوشی سے للکار۔ تو جو حاملہ نہ ہوتی تھی وجد کر کے گا اور خوشی سے چلا۔ کیونکہ خداوند فرماتا ہے کہ بیکس چھوڑی ہوئی (ہاجرہ) کی اولاد خصم والی (سارہ) کی اولاد سے زیادہ ہے۔... تیرے سب فرزند بھی خداوند سے تعلیم پائیں گے اور تیرے فرزندوں کی سلامتی کامل ہو گی۔ تو راستبازی سے پائیدار ہو جائے گی۔...“ (یسعیاہ باب ۵۴)

”سلع (مدینہ کی پہاڑی کا نام ہے) کے بسنے والے ایک گیت گائیں گے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں گے۔ وہ خداوند کا جلال ظاہر کریں گے۔...“

(یسعیاہ باب ۴۲ آیت ۱۲، ۱۳)

”عرب کے صحرا میں تم رات کو کاٹو گے۔ اے ودانیو (یعنی اہل یمن) کے قافلو! اے تیما (یعنی مدینہ) کی سرزمین کے باشندو! روٹی لے کر بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو۔ کیونکہ وہ تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھینچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں۔...“ (یسعیاہ باب ۲۱ آیت ۱۳-۱۵)

غرض اس قسم کی بہت سی پیشگوئیاں اس نبی کے متعلق ملتی تھیں اور اُس وقت یہود اور نصاریٰ دونوں کو انتظار تھا اور ورقہ چونکہ رشتہ دار تھے، عالم تھے، عربی اور عبرانی دونوں جانتے تھے؛ انہوں نے سن کر کہا: یہ وہی ناموس یعنی حامل

شریعت ہے جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوا تھا۔ ناموس کے معنے شریعت کے بھی ہوتے ہیں۔ (لسان العرب، غس)

ورقہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں کیا کیونکہ استثناء باب ۱۸ (آیت ۱۸) میں نبی موعود کے متعلق جو پیشگوئی ہے اس میں صاف الفاظ میں فرمایا گیا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ کی مانند ہوگا اور بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی بنی اسماعیل میں سے پیدا ہوگا۔ وہ اپنی نہیں کہے گا بلکہ جو سنے گا وہ کہے گا۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوْحٰى ۝ (النجم: ۱۱) اور حضرت عیسیٰ صاحب شریعت نبی نہ تھے، اس لئے ذکر نہ کیا۔

ورقہ بن نوفل کے پاس جانے کی جو غرض وغایت ہم نے بیان کی ہے اس کا ذکر امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب فتح الباری میں کیا ہے، ملاحظہ ہو جلد اول صفحہ ۳۴ شرح حدیث مذکور اور علامہ عینی نے بھی۔

(عمدۃ القاری جلد اول صفحہ ۵۴)

وَفَتَرَ الْوَحْيُ: زمانہ فترت سے مراد وہ زمانہ ہے جس میں جبرائیل کی خاص تجلی جس کا تعلق قرآن مجید کے نزول کے ساتھ ہے۔ ایک وقت تک موقوف رہی۔ ورنہ یوں تو روح القدس جو انبیاء اور اولیاء اللہ کی نئی زندگی کے لئے بطور روحِ رواں کے ہوتا ہے، ایک لحظہ کے لئے بھی ان سے جدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ کی دو قسم کی تجلیات اس کے خاص بندوں پر ہوتی ہیں۔ ایک تجلی تو ہر وقت ان کے ارادوں میں روح القدس کے ذریعے سے کام کرتی رہتی ہے اور ایک تجلی جبرائیل کے ذریعے سے تمثلی رنگ میں پوری قوت کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے اور اس جبرائیلی تجلی میں جو عارضی وقفہ ہوتا ہے، اس کا نام زمانہ فترت ہے اور اس وقفہ سے یہ مراد نہیں کہ جبرائیل کسی وقت آسمان سے اترتا ہے اور پھر انبیاء کو چھوڑ کر آسمان پر چلا جاتا ہے۔ جبرائیل اسی طرح اپنے مقام پر رہ کر اللہ تعالیٰ کی مشیت کی تجلیات ہر وقت اور ہر جگہ پہنچاتا رہتا ہے، جس طرح سورج پانی میں نظر آتا ہے مگر درحقیقت سورج نیچے نہیں اترتا۔ اسی طرح جبرائیل کا نزول تمثلی

رنگ میں ہوتا ہے، نہ حقیقی طور پر۔ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی کہا ہے۔
(عمدۃ القاری جزء اول صفحہ ۵۷)

پس جس طرح جبرائیل کا آسمان سے اترنا عام متعارف معنوں میں نہیں، اسی طرح جبرائیلی تجلّی میں یہ وقفہ پڑنا بھی اپنے حقیقی معنوں میں نہیں۔ بلکہ اس روح القدس کی روشنی ہر وقت اور ہر حال میں انبیاء کے شامل حال ہوتی ہے اور ان کے اندر سکونت رکھتی ہے۔ یہی مذہب ہے تمام اہل اللہ کا۔ اس مضمون کی تفصیل کے لیے دیکھئے "آئینہ کمالاتِ اسلام"۔ جہاں ضرورتِ ملائکہ اور ان کی تجلیات کے متعلق بحث کی گئی ہے وہاں اس اعتراض کا بھی کامل جواب دیا گیا ہے کہ جب روح القدس انبیاء سے جدا نہیں ہوتا تو پھر وہ بعض دفعہ غلطیاں کیوں کرتے رہتے ہیں۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۷۲ تا ۱۲۶)

زمانہ فترت کے متعلق علماء نے یہ بحث بھی اُٹھائی ہے کہ سلسلہ وحی میں کتنی دیر توقف رہا۔ امام ابن حجر مختلف روایتیں بیان کر کے آخر میں حضرت ابن عباسؓ کی قابل اعتماد روایت کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ چند دن کا وقفہ تھا۔ (فتح الباری جزء اول صفحہ ۳۷) اور یہ صحیح ہے۔ امام بخاریؒ نے کتاب الرؤیا میں بھی زہری سے روایت کرتے ہوئے یہی واقعہ غارِ حراء کا بیان کیا ہے اور آخر میں ان کا یہ قول نقل کیا ہے: فِيمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدَّى مِنْ رُؤُوسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ فَكُلَّمَا أَوْفَى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ مِنْهُ نَفْسَهُ تَبَدَّى لَهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ رَسُولُ اللهِ حَقًّا... (بخاری، کتاب التعبیر، باب أوّل ما بدیٔ بہ رسول اللہ من الوحی، روایت نمبر ۶۹۸۲) یعنی ہمیں یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ آپ کو اس وقفہ سے اس قدر غم ہوا کہ آپ مارے غم کے اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ کر اپنے آپ کو گرانا چاہتے تھے اور جبرائیل آکر کہتا: محمد ﷺ تم واقعہ میں اللہ کے رسول ہو۔ یہ قصہ حضرت عائشہؓ کی مشار الیہ مستند روایت کے سامنے کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ چنانچہ خود زہریؒ بھی اس کو بے بنیاد قصہ سمجھتے ہیں جیسا کہ ان کے ان الفاظ سے واضح ہوتا ہے: فِيمَا بَلَغَنَا... یعنی منجملہ ان روایتوں کے جو

ہمیں پہنچی ہیں... یہ کہہ کر اس روایت کی کوئی سند نہ بیان کرنے سے ان کی مراد یہی ہے کہ یہ غیر مستند روایتیں ہیں۔"

(صحیح البخاری، ترجمہ و شرح، کتاب بدء الوحی، باب ۳ صفحہ ۸ تا ۱۳)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب ایم اے فرماتے ہیں:

"اس کے بعد وحی کا سلسلہ رُک گیا۔ اور ایک عرصہ تک جس کا اندازہ ابنِ عباسؓ کی ایک روایت کے مطابق چالیس یوم بیان ہوا ہے۔ یہ سلسلہ رُکا رہا۔ اس زمانہ کو فترۃ کا زمانہ کہتے ہیں۔ گویا آفتابِ رسالت کی روشنی ایک دفعہ نظر آئی اور پھر غائب ہو گئی۔ آپؐ کے لبہائے تشنہ پر بارش کا ایک چھینٹا پڑا اور پھر بادل پھٹ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایّام سخت گھبراہٹ اور بے چینی کی حالت میں گذارے۔... حتیٰ کہ حدیث میں آتا ہے کہ ان ایّام میں آپؐ کو اتنی گھبراہٹ تھی کہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ آپؐ کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے اور ارادہ کیا کہ وہاں سے اپنے آپ کو گرا کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیں مگر ہر ایسے موقع پر الٰہی فرشتہ آواز دیتا۔ "دیکھو محمدؐ ایسا نہ کرو تم واقعی اللہ کے رسُول ہو۔" یہ آواز سُن کر آپؐ رُک جاتے مگر پھر بے چینی اور اضطراب کی حالت پیدا ہوتی تو بے اختیار ہو کر پھر اپنے آپ کو ہلاک کر دینے کے لیے تیار ہو جاتے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مندرجہ بالا حدیث کے الفاظ میں ظاہری معنے مُراد نہ ہوں اور اپنے آپ کو بلندی سے گرا کر زندگی کا خاتمہ کر دینے کا یہ مطلب ہو کہ... یہ سب نظارہ خدا کی طرف سے بطور امتحان کے ہو، اس لیے آپؐ نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے نفس کو مزید گرا کر اور پست و مغلوب کر کے گویا خدا کی راہ میں اسے بالکل ہی مار دیں۔ اس صورت میں پہاڑ پر سے اپنے آپ کو گرا دینے کے الفاظ گویا بطور استعارہ کے سمجھے جائیں گے۔ بہر حال خواہ کوئی بھی معنے ہوں آپؐ کے لیے یہ دن بڑی کش مکش کے دن تھے اور اسی کش مکش کی حالت میں آپؐ ایک دن غارِ حرا سے گھر کی طرف واپس آ رہے تھے کہ اچانک ایک آواز آئی۔ گویا کوئی شخص آپؐ کو مخاطب کر رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے پیچھے، دائیں

بائیں سب طرف دیکھا مگر کچھ نظر نہ آیا۔ آخر آپؐ نے اُوپر نظر اُٹھائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک عظیم الشان کُرسی پر وہی فرشتہ بیٹھا ہے جو غارِ حرا میں آپؐ کو نظر آیا تھا۔ آپؐ نے یہ نظارہ دیکھا تو سہم گئے اور گھبرائے ہوئے جلدی جلدی گھر آئے اور حضرت خدیجہؓ سے فرمایا: دَثِّرُوْنِیْ ! دَثِّرُوْنِیْ ! ”مجھ پر کوئی کپڑا اڈھانک دو۔“ خدیجہؓ نے جلدی سے کپڑا اوڑھا دیا اور آپؐ لیٹ گئے۔ آپؐ کا لیٹنا تھا کہ ایک پُر جلال آواز آپؐ کے کانوں میں آئی: يَآاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَاَنْذِرْ ○ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ○ وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ○ ”یعنی اے چادر میں لپٹے ہوئے شخص! اُٹھ کھڑا ہو۔ اور لوگوں کو خُدا کے نام پر بیدار کر۔ اُٹھ اور اپنے ربّ کی بڑائی کے گیت گا اور اپنے نفس کو پاک و صاف کر اور ہر قسم کے شرک سے پرہیز کر۔“ اس کے بعد وحی کا سلسلہ برابر جاری ہو گیا۔“ (سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ ۱۳۵، ۱۳۶ نیو ایڈیشن)

بَاب ۲ : رُؤْيَا الصَّالِحِينَ

نیک لوگوں کا خواب

وَقَوْلُهُ تَعَالَى لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ○ (الفتح:۲۸)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اللہ نے اپنے رسول کو اس رؤیا کا مضمون پوری طرح سچا کر کے دکھا دیا جس میں یہ بیان تھا کہ تم مسجد حرام میں اگر خدا نے چاہا تو امن کے ساتھ ضرور داخل ہوگے (اور) اپنے سر پوری طرح منڈوائے ہوئے یا چھوٹے بال کروائے ہوئے ہوگے کسی سے نہ ڈرتے ہوگے سو اللہ نے وہ کچھ جان لیا جو تم نہیں جانتے تھے اور اس نے اس کے علاوہ قریب ہی ایک اور فتح مقدر کر دی۔

۶۹۸۳ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

۶۹۸۳: عبد اللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا۔

عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ.

اُنہوں نے مالک سے، مالک نے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے، اُنہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک شخص کا اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

طرفه: ٦٩٩٤۔

تشریح: رُؤْيَا الصَّالِحِينَ: نیک لوگوں کا خواب۔ امام بخاریؒ نے اس روایت پر عنوان "رُؤْيَا الصَّالِحِينَ" باندھا ہے تاکہ اس سے یہ ابہام پیدا نہ ہو کہ رؤیا صادقہ کوئی اور چیز ہے اور رؤیا صالحہ کوئی اور۔ آپؒ نے اس عنوان سے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ "الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ" وحی و الہام، مکالمہ مخاطبہ اور دیگر کیفیاتِ وحی خدا کا بندے سے تعلق کا وہ مقام ہے جہاں بندہ قربِ الٰہی کی منازل طے کرتا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ کا زیرِ بحث یہ فرمان امّت کے اندر نبوّت اور اس کے خواص کے جاری رہنے کی نوید پر مشتمل ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

فاعلم ارشدك الله تعالیٰ انّ النبی محدث والمحدّث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوت و قد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یبق من النبوت الا المبشرات ای لم یبق من انواع النبوت الا نوع واحد وهی المبشرات من اقسام الرویا الصادقة والمکاشفات الصحیحة و الوحی الذی ینزل علی خواص الاولیاء والنور الذی یتجلّٰی علی قلوب قومٍ مُوجع۔ فانظر ایها الناقد البصیر أیُفهَمُ من هٰذا سد باب النبوة علی وجه کلی بل الحدیث یدل علی ان النبوة التامة الحاملة لوحی الشریعة قد انقطعت ولکن النبوة التی لیس فیها الا المبشرات فهی باقیة الی یوم القیامة لا انقطاع لها ابدًا۔ و قد علمتَ و قراتَ فی کتب الحدیث ان الرؤیا الصالحة جزء من ستة واربعین جزء من النبوّة ای من النبوة التامة فلما کان للرویا نصیبا من هٰذهِ المرتبة فکیف الکلام الذی یوحٰی من الله تعالیٰ الی قلوب المحدثین فاعلم ایدك الله ان حاصل کلامنا ان ابواب النبوة الجزئیة

مفتوحة ابدًا و لیس فی ھٰذا النوع الا المبشرات او المنذرات من الامور المغیبة او اللطائف القرآنیة والعلوم اللدنیة۔ و اما النبوة التی تامة کاملة جامعة لجمیع کمالات الوحی فقد آمنّا بانقطاعھا من یوم نزل فیه: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ“

(توضیح مرام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۶۰، ۶۱)

(ترجمہ)”پس جان لے اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے کہ نبی مُحَدَّث ہوتا ہے اور مُحَدَّث نبوت کی انواع میں سے ایک نوع کے حصول کی وجہ سے نبی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب نبوت میں سے صرف اس کی ایک نوع باقی رہ گئی ہے اور وہ رؤیا صادقہ اور مکاشفاتِ صحیحہ کی اقسام میں سے مبشرات ہیں اور وہ وحی ہے جو خاص خاص اولیاء پر نازل ہوتی ہے اور وہ وہ نور ہے جو دردمند قوم کے دلوں پر اپنی تجلی فرماتا ہے۔ پس اے کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرنے والے اور بصیرت رکھنے والے سن کیا اس سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ بابِ نبوت کلی طور پر بند ہے بلکہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایسی نبوتِ کاملہ جو وحی شریعت کی حامل ہو وہ منقطع ہو چکی ہے لیکن ایسی نبوت جس میں صرف مبشرات ہوں وہ قیامت تک باقی ہے وہ کبھی منقطع نہیں ہو گی اور تجھے اس بات کا علم ہے اور تو نے کتبِ حدیث میں بھی یہ پڑھا ہے کہ رؤیا صالحہ نبوت یعنی نبوتِ تامہ کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ پس جب رؤیا صادقہ کو یہ مرتبہ حاصل ہے تو پھر وہ کلام کتنا عظیم ہو گا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے محدثین کے قلوب پر نازل کیا جاتا ہے۔ پس جان لے اللہ تعالیٰ تیری مدد فرمائے کہ ہمارے کلام کا ماحصل یہ ہے کہ نبوت جزئیہ کے دروازے ہمیشہ کے لئے کھلے ہیں اور اس نوع میں وہ مبشرات اور منذرات آتی ہیں جو امورِ غیبیہ پر مشتمل ہوتی ہیں یا لطائفِ قرآنی اور علوم لدنی سے ان کا تعلق ہوتا ہے لیکن نبوتِ کاملہ تامہ جو وحی کے تمام کمالات کی جامع ہے ہم اس کے منقطع ہونے پر اس دن سے ایمان لاتے ہیں جب سے یہ آیتِ قرآنی نازل ہوئی مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب:۴۱)“

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، سورۃ الاحزاب آیت ۴۱، جلد ۳ صفحہ ۶۸۴، ۶۸۵ حاشیہ)

بَاب ٣: الرُّؤْيَا مِنَ اللهِ

رؤیا اللہ کی طرف سے ہوتی ہے

٦٩٨٤: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ مِنَ اللهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ.

۶۹۸۴: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر (بن معاویہ) نے ہمیں بتایا۔ یحيٰ بن سعید نے ہم سے بیان کیا۔ یحيٰ نے کہا: میں نے ابوسلمہ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے حضرت ابوقتادہؓ سے سنا۔ اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا: سچی رؤیا اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

أطرافه: ٣٢٩٢، ٥٧٤٧، ٦٩٨٦، ٦٩٩٥، ٦٩٩٦، ٧٠٠٥، ٧٠٤٤۔

٦٩٨٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللهِ فَلْيَحْمَدِ اللهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ.

۶۹۸۵: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ ابن الہاد نے مجھ سے بیان کیا۔ اُنہوں نے عبداللہ بن خباب سے، عبداللہ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی کہ اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے ہیں: اگر تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جسے وہ پسند کرتا ہو تو وہ اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے اور چاہیئے کہ وہ اس کی وجہ سے اللہ کا شکر ادا کرے اور اس خواب کو بیان کرے اور اگر اس کے سوا کوئی ایسی خواب دیکھے جس کو ناپسند کرتا ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ چاہیئے کہ اس کے شر سے پناہ مانگے اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے تو وہ خواب اُس کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔

طرفه: ٧٠٤٥۔

تشریح: **الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ:** رؤیا اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ زیرِ باب روایت میں رؤیا صادقہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف اور پریشان خواب کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی ہے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

”پریشان خواب شیطان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں، سوءِ ہضمی اس کا باعث ہو یا کوئی اور سبب۔“

(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابلیس وجنوده، جلد ٦ صفحہ ۱۱٦)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”احلام۔ حُلُمٌ کی یا حُلْمٌ کی جمع ہے۔ مَا يَرَاهُ النَّائِمُ فِي نَوْمِهِ۔ لٰكِنَّهُ قَدْ غَلَبَ عَلٰى مَا يَرَاهُ مِنَ الشَّرِّ وَالْقَبِيْحِ كَمَا غَلَبَتِ الرُّؤْيَا عَلٰى مَا يَرَاهُ مِنَ الْخَيْرِ وَالْحَسَنِ وَرُبَّمَا يُسْتَعْمَلُ كُلٌّ مَكَانَ الْآخَرِ۔ حُلم اس نظارہ کو کہتے ہیں جو انسان نیند کی حالت میں دیکھے لیکن یہ لفظ عام طور پر برے اور قبیح نظارہ کے لئے بولا جاتا ہے جس طرح رؤیا کا لفظ عام طور پر اچھے اور نیک نظارہ کو کہتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی یہ دونوں لفظ ایک دوسرے کی جگہ پر بھی بول لئے جاتے ہیں۔ (اقرب) مجمع البحار میں لکھا ہے الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَهُمَا مَا يَرَاهُ النَّائِمُ لٰكِنْ غَلَبَ الرُّؤْيَا عَلَى الْخَيْرِ وَالْحُلْمُ عَلَى الشَّرِّ وَالْقَبِيْحِ یعنی رؤیا اور حُلم دونوں لفظوں کے اصل معنے حالت خواب میں دیکھنے کے ہیں لیکن عام محاورہ اور استعمال میں حلم بری خواب کو کہتے ہیں اور رؤیا اچھی کو۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔ یعنی رؤیا اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور حلم شیطان کی طرف سے۔ (اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ڈرانے والی خواب آتی ہی نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو اکثر ڈرانے والی خوابیں آتی رہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوں گی۔ بلکہ شیطان کی طرف سے ہوں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا رحم اس کے غضب پر غالب ہے۔ اور جس کو اکثر اچھی خوابیں آئیں وہ سمجھے کہ وہ خوابیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں کیونکہ ان میں رحمت کا پہلو غالب ہے۔

دوسرے معنے اسکے یہ ہیں کہ حلم یعنی برے خوابوں کا موجب شیطان ہے اور رؤیا یعنی اچھے خوابوں کا موجب اللہ تعالیٰ ہے۔ یعنی عذاب کا سبب شیطانی تعلق ہوتا ہے اور فضل و برکت کا سبب رحمانی تعلق ہوتا ہے۔ گویا یہ بتایا ہے کہ اگر بری خوابیں اور ڈراؤنے منظر دیکھو تو

سمجھ لو کہ شیطان سے تعلق پیدا ہو گیا ہے اور اپنی اصلاح کرو۔ اور اگر اچھے منظر دکھائے جائیں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ خوش ہے اور فضل کرنا چاہتا ہے۔ پس نیکی میں اور ترقی کرو۔)“

(تفسیر کبیر، سورۃ یوسف جلد ٣ صفحہ ٣١٧، ٣١٨)

بَاب ٤ : الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے

٦٩٨٦: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ – وَأَثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا لَقِيتُهُ بِالْيَمَامَةِ – عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَعَوَّذْ مِنْهُ وَلْيَبْصُقْ عَنْ شِمَالِهِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ. وَعَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

٦٩٨٦: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن یحییٰ بن ابی کثیر نے ہمیں بتایا اور مسدد نے اُن کی اچھی تعریف کی۔ (کہا کہ) میں اُن سے یمامہ میں ملا تھا۔ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے تھے۔ (اُنہوں نے کہا) ابوسلمہ نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے حضرت ابوقتادہؓ سے، اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے۔ اگر کوئی پریشان خواب دیکھے تو چاہیئے کہ اس سے پناہ مانگے اور اپنی بائیں طرف تھوک دے تو وہ خواب اُس کو نقصان نہیں پہنچائے گا اور نیز اُنہوں نے اپنے باپ سے یہ سند بھی روایت کی۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے بیان کیا۔ اُنہوں نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی حدیث روایت کی۔

أطرافه: ٣٢٩٢، ٥٧٤٧، ٦٩٨٤، ٦٩٩٥، ٦٩٩٦، ٧٠٠٥، ٧٠٤٤۔

٦٩٨٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ

٦٩٨٧: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ غندر

حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ.

نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے، حضرت انسؓ نے حضرت عبادہ بن صامتؓ سے، اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے۔

٦٩٨٨: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ. (وَرَوَاهُ ثَابِتٌ وَحُمَيْدٌ وَإِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَشُعَيْبٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ).

٦٩٨٨: یحییٰ بن قزعہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زہری سے، زہری نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ اس حدیث کو ثابت اور حمید اور اسحاق بن عبداللہ (بن ابی طلحہ) اور شعیب (بن حجاب) نے بھی روایت کیا۔ اُنہوں نے حضرت انسؓ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

طرفه: ٧٠١٧۔

٦٩٨٩: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

٦٩٨٩: ابراہیم بن حمزہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن ابی حازم اور دراوردی نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے یزید بن عبداللہ بن خباب سے، اُنہوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ

الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ. فرماتے ہیں: اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

تشریح: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ: اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے۔

بہت سی روایات میں مومن کے خواب کو نبوّت کے اجزاء میں سے ایک جزء قرار دیا گیا ہے، البتہ خواب نبوّت کا کون سا جزء ہے، اِس بارے میں روایات کے اندر مختلف اعداد نقل کیے گئے ہیں۔ ۲٤، ۲٥، ۲٦، ۲۷، ٤٠، ٤٢، ٤٤، ٤٥، ٤٦، ٤۷، ٤۹، ٥٠، ۷٠، ۷۲، ۷٦۔ اِن سب میں مشہور چھیالیس (۴۶) کا قول ہے اور یہی اکثر روایات میں نقل کیا گیا ہے۔ (فتح الباری، جزء ۱۲، صفحہ ۴۵۴، ۴۵۵)

اختلافِ عدد سے متعلّق چند روایات:

مسلمان کا خواب (اللہ تعالیٰ کی جانب سے بشارت ہے اور یہ) نبوت کا ایک حصہ ہے۔ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ، وَهِيَ جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ۔ (سنن الترمذی، ابواب الرؤیا، بَابُ ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ)

پچیس کی روایت............ : اچھا خواب نبوّت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْءاً من النُّبُوَّةِ (کنز العمال، کتاب المعیشة والعادات من قسم الأقوال، الباب الرابع فی معایش متفرقة، الفصل الأول، فرع فی الرؤیا، جزء ۱۵ صفحہ ۳۶۶)

چھبیس کی روایت............ : مومن کا خواب نبوّت کے چھبیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔
(الاستذکار لابن عبد البرّ، کتاب الرُّؤْيَا، بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّؤْيَا: جزء ۸، صفحہ ۴۵۴)

چالیس کی روایت............ : مومن کا خواب نبوّت کے چالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ أَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔ (سنن الترمذی، أَبْوَابُ الرُّؤْيَا، بَاب مَا جَاءَ فِي تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا، جزء ۴، صفحہ ۵۳۶)

چوالیس کی روایت............ : اچھا خواب خود بندہ دیکھتا ہے یا اُس کے لئے دیکھا جاتا ہے اور یہ نبوّت کے چوالیس یا ستر اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْعَبْدُ أَوْ تُرَى لَهُ، وَهِيَ جُزْءٌ مِنْ أَرْبَعَةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا، أَوْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ (تفسیر الطبری، سُورَةُ يُونُسَ، اَلْقَوْلُ فِي تَأْوِيلِ قَوْلِهِ تَعَالَى لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ... جزء ۱۲، صفحہ ۲۱۸)

پینتالیس کی روایت............ : اچھا خواب نبوّت کے پینتالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ من خَمْسَةٍ وأَرْبَعِينَ جُزْءاً من النُّبُوَّة
(الاستذکار لابن عبد البرّ، کتاب الرُّؤْيَا، بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّؤْيَا: جزء ۸، صفحہ ۴۵۵)

چھیالیس کی روایت............ : نیک آدمی کے اچھے خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہیں۔ الرُّؤْيَا

الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ (صحیح البخاری، کتاب التعبیر، بَابُ رُؤْيَا الصَّالِحِينَ، روایت نمبر ۶۹۸۳) رُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔

(سنن الترمذی، ابواب الرؤیا، بَابُ أَنَّ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا)

انچاس کی روایت ....: اچھے خواب کے ذریعہ بندے کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) خوشخبری دی جاتی ہے اور یہ نبوّت کے انچاس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يُبَشَّرُ بِهَا الْعَبْدُ، جُزْءٌ مِنْ تِسْعَةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔

(تفسیر الطبری، سُورَةُ يُونُسَ، الْقَوْلُ فِي تَأْوِيلِ قَوْلِهِ تَعَالَى لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ... جزء ۱۲، صفحہ ۲۱۸)

پچاس کی روایت ....: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے کہ خواب نبوّت کے پچاس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ هِيَ جُزْءٌ مِنْ خَمْسِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

(المعجم الأوسط، بَابُ الْمِيمِ، مَنِ اسْمُهُ مُحَمَّدٌ، جزء ٦ صفحہ ٦٧، روایت نمبر ۵۸۱۲)

ستر کی روایت ....: اچھے خواب نبوّت کے ستر اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔ (صحیح مسلم، کتاب الرؤیا، باب ۱)

چھہتر کی روایت: ....سچے اور اچھے خواب نبوّت کے چھہتر اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَسَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

(المعجم الکبیر للطبرانی، مِنْ مُسْنَدِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، جزء ۱۰ صفحہ ۲۲۳ روایت نمبر ۱۰۵۴۰)

علّامہ ابن عبد البرّ نے یہ توجیہ بیان کی ہے کہ یہ اختلافِ عدد لوگوں کے احوال کے مختلف ہونے کے اعتبار سے ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: اخْتِلَافُ الْآثَارِ فِي هَذَا الْبَابِ فِي عَدَدِ أَجْزَاءِ الرُّؤْيَا لَيْسَ ذَلِكَ عندی اختلاف متضاد متدافع وَاللهُ أَعْلَمُ لِأَنَّهُ يَحْتَمِلُ أَنْ تَكُونَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنْ بَعْضِ مَنْ يَرَاهَا عَلَى حَسَبِ مَا يَكُونُ مِنْ صِدْقِ الْحَدِيثِ، وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ، وَالدِّينِ الْمَتِينِ، وَحُسْنِ الْيَقِينِ، فَعَلَى قَدْرِ اخْتِلَافِ الناس فِيمَا وَصَفْنَاهُ تَكُونُ الرُّؤْيَا مِنْهُمْ عَلَى الْأَجْزَاءِ الْمُخْتَلِفَةِ الْعَدَدِ، فَمَنْ خَلَصَتْ نِيَّتُهُ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ وَيَقِينُهُ وَصَدَقَ حَدِيثُهُ، كَانَتْ رُؤْيَاهُ أَصْدَقَ، وَإِلَى النُّبُوَّةِ أَقْرَبَ۔

(تفسیر القرطبی، آیت قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلَىٰٓ إِخْوَتِكَ، تفسیر سورۃ یوسف علیہ السلام، جزء ۹، صفحہ ۱۲۲)

نبوّت کی کُل مدّت ۲۳ سال ہے، اُن ۲۳ سالوں کے ساتھ اگر ابتدائی چھ مہینے جو سچے خوابوں کا زمانہ ہے، اُن کی نسبت دیکھی جائے تو چھیالیسواں جزء بنتی ہے کیونکہ ۲۳ سال کو ۲ سے ضرب دیں تو چھیالیس اجزاء بنیں گے جن میں سے ایک جزء "چھ مہینے " بنتے ہیں۔ پس مومن کے خواب بھی گویا کہ نبوّت کا چھیالیسواں جزء ہے کیونکہ اس کی مناسبت ابتدائی چھ مہینوں کے ساتھ ہوتی ہے جو سچے خوابوں کا زمانہ تھا۔ (فتح الباری، جزء ۱۲ صفحہ ۴۵۶)

بَاب ٥ : الْمُبَشِّرَاتُ

مبشر خوابیں

٦٩٩٠ : حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ.

۶۹۹۰: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زہری سے روایت کی کہ سعید بن مسیب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: نبوت سے اب بشارت دینے والی ہی باتیں رہ گئی ہیں۔ لوگوں نے کہا: ان بشارت دینے والی باتوں سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اچھی خواب۔

تشریح: اَلْمُبَشِّرَاتُ: مبشر خوابیں۔ یہ بحث اُمتِ مسلمہ میں آج تک جاری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے کے کیا معنے ہیں۔ ظاہر پرست طبقہ جن کو حقیقت جاننے سے زیادہ شعبدہ بازی کرنے نان ایشوز کو ایشوز بنانے اور عوام الناس میں اشتعال پیدا کر کے اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے اپنے سفلی مقاصد کا حصول اور شیطانی حربوں سے عوام الناس کو گمراہ کرنے اور اپنی دکان چمکانے کے سوا کوئی سروکار نہیں ہوتا کہ اس کے نتائج کیا نکلیں گے وہ تو نبوت کے خاتمہ کا اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اب باب نبوت من کل الوجوہ مسدود ہو چکا ہے اور نبوت کا نور اور فیض اس طرح ختم ہو چکا ہے کہ اس سے کوئی روح فیض یاب نہیں ہو سکتی مگر ختم نبوت کی حقیقت جہاں کمالِ نبوت کی آئینہ دار ہے وہاں دراصل فیضانِ نبوت کے جاری ہونے اور جاری رہنے کی نوید سناتی ہے امتِ مسلمہ کے جید علماء اور سلف صالحین یہ بیان کرتے آئے ہیں کہ نبوتِ محمدیہ اپنے کمال کے نقطۂ عروج تک پہنچی اس سے آگے کوئی کمال نہیں ان معنوں میں ختم ہے کہ آگے کوئی منزل نہیں مگر فیضِ نبوت ہرگز بند نہیں ہوا بلکہ ختمِ نبوت کی حقیقت ہی فیضانِ نبوت کا جاری ہونا ہے جو ہر مطیع کو حسبِ مراتب منور کرتا ہے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث اَلنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَّ کہ اب اَلرِّسَالَة اور النُّبُوَّة منقطع ہو گئی ہے اور میرے بعد کوئی رسول اور نبی نہیں ہے، علّامہ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں :
”اَللَّامُ فِي النُّبُوَّةِ لِلْعَهْدِ وَالْمُرَادُ نُبُوَّتُهُ وَالْمَعْنٰى لَمْ يَبْقَ بَعْدَ النُّبُوَّةِ الْمُخْتَصَّةُ بِيْ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ“ (فتح الباری، جزء ۱۲ صفحہ ۴۶۹) کہ یہاں ”النُّبُوَّة“ پر ’ال‘ عہد کا ہے اور اس سے آنحضرت ﷺ کی اپنی (خاص) نبوّت مراد ہے جس کا معنٰی یہ ہے کہ میرے بعد وہ نبوّت جو مجھ سے مختصّ تھی، وہ باقی نہیں رہی مگر مبشرات باقی ہیں۔

ترمذی میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے: ''اِنَّ الرِّسَالَةَ وَ النُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ قَالَ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ لٰكِنِ الْمُبَشِّرَات...''[1] کہ یقیناً رسالت اور نبوّت منقطع ہو گئی ہے پس میرے سوا کوئی رسول یا نبی نہیں ہے۔ آپؐ کی یہ بات لوگوں پر گراں گزری تو آپؐ نے فرمایا لیکن مبشّرات باقی ہیں۔

ابنِ عربیؒ فرماتے ہیں:

''وَھٰذَا مَعْنٰی قَوْلِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الرِّسَالَةَ وَ النُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ اَیْ لَا نَبِیَّ یَكُوْنُ عَلٰی شَرْعٍ یُّخَالِفُ شَرْعِیْ بَلْ اِذَا كَانَ یَكُوْنُ تَحْتَ حُكْمِ شَرِیْعَتِیْ وَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ اَیْ لَا رَسُوْلَ اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِ اللهِ بِشَرْعٍ یَّدْعُوْھُمْ اِلَیْهِ فَھٰذَا ھُوَ الَّذِیْ انْقَطَعَ وَ سُدَّ بَابُهٗ لَا مَقَامُ النُّبُوَّةِ ''

(الفتوحات المکّیۃ، الباب الثالث والسبعون فی معرفۃ عدد ما یحصل من الاسرار، جزء۳ صفحہ۶)

کہ آنحضرت ﷺ کے قول کہ '' یقیناً رسالت اور نبوّت منقطع ہو گئی اور میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں '' کے یہی معنے ہیں کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شریعت کے خلاف کسی اور شریعت پر ہو۔ہاں اس صورت میں نبی آسکتا ہے کہ وہ میری شریعت کے حکم کے ماتحت آئے اور میرے بعد کوئی رسول نہیں یعنی میرے بعد دنیا کے کسی انسان کی طرف کوئی ایسا رسول نہیں آسکتا جو شریعت لے کر آئے اور لوگوں کو اپنی شریعت کی طرف بلانے والا ہو۔ پس نبوّت کی یہ قسم ہے جو منقطع ہوئی ہے اور اس کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے ورنہ مقامِ نبوّت بند نہیں ہے۔

حضرت سیّد عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:

''اُوْتِیَ الْاَنْبِیَاءُ اِسْمَ النُّبُوَّةِ وَ اُوْتِیْنَا اللَّقَبَ اَیْ حُجِرَ عَلَیْنَا اِسْمُ النُّبُوَّةِ مَعَ اَنَّ الْحَقَّ تَعَالٰی یُخْبِرُنَا فِیْ سَرَائِرِنَا بِمَعَانِیْ كَلَامِهٖ وَ كَلَامِ رَسُوْلِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم وَیُسَمّٰی صَاحِبُ ھٰذَا الْمَقَامِ مِنْ اَنْبِیَاءِ الْاَوْلِیَاءِ۔ (الیواقیت والجواھر، المبحث الخامس والثلاثون فی کون محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین، جزء۲ صفحہ ۳۷۴)

کہ انبیاء کو نامِ نبی دیا جاتا ہے اور ہمیں (نبی) لقب دیا گیا ہے۔یعنی نامِ نبی ہم سے روکا گیا ہے حالانکہ حق تعالیٰ ہمیں ہماری خلوتوں میں اپنے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے معانی سے آگاہ فرماتا ہے۔اور اس مقام کے حامل انبیاء کو ولی اور دوست کا نام دیا جاتا ہے۔

نیز امام عبد الوہاب شعرانیؒ، امام مُلّا علی قاریؒ، امام عبد الکریم جیلانیؒ، امام محمد طاہرؒ اور حضرت سیّد ولی اللہ محدّث دہلویؒ نے بھی یہی بات بیان کی ہے۔

[1] (سنن الترمذی ابواب الرّؤیا، باب ذھبت النبوّۃ وبقیت المبشرات، روایت نمبر ۲۲۷۲)

بَاب ٦ : رُؤْيَا يُوسُفَ

یوسف کا خواب

وَقَوْلُـهُ تَعَـالَى اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ○ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ○ وَ كَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَ يُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ○(یوسف:۵-۷)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا: اے میرے باپ! میں نے گیارہ ستارے اور سورج اور چاند کو دیکھا۔ میں نے اُن کو دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ اُن کے باپ نے کہا: اے میرے بیٹے! اپنے بھائیوں کے سامنے اپنا خواب نہ بیان کرنا ورنہ وہ تیرے لئے کوئی منصوبہ باندھیں گے۔ یقیناً شیطان انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے۔ اور اسی طرح تیرا ربّ تجھے چن لے گا اور واقعات کی حقیقت کا تجھے علم دے گا اور اپنی نعمت تجھ پر اور یعقوب کے خاندان پر پورے طور پر کرے گا، اسی طرح کہ جس طرح اس نے اس سے پہلے تمہارے باپ دادوں ابراہیم اور اسحاق پر پورے طور پر کی۔ تیرا ربّ ہی خوب جانتا ہے اور حقیقت سے واقف ہے۔

وَقَوْلُهُ تَعَالَى يٰاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا وَ قَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ اِخْوَتِيْ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اے میرے باپ! یہ انجام ہے میرے اس خواب کا جو میں نے پہلے دیکھا۔ میرے ربّ نے اس کو سچا کر دکھایا اور اس نے مجھ پر احسان کیا، جب اُس نے مجھ کو قید خانے سے نکالا اور بیابان سے آپ لوگوں کو لے آیا بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور

الْحَكِيْمُ ○ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَ عَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۟ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ○ (یوسف: ۱۰۱، ۱۰۲)

میرے بھائیوں کے درمیان بگاڑ ڈال دیا تھا۔ میرا ربّ جو بات چاہتا ہے اُسے نہایت لطافت سے سرانجام دیتا ہے وہی درحقیقت علیم ہے حکیم ہے۔ اے میرے ربّ! تو نے مجھے بادشاہتیں دیں اور واقعات کی حقیقت کا علم بھی دیا۔ اے ان آسمانوں اور اس زمین کو پیدا کرنے والے! تو ہی میرا دنیا اور آخرت میں کارساز ہے۔ مجھے فرمانبردار ہونے کی حالت میں وفات دینا اور نیک بندوں میں مجھے شامل کرنا۔

فَاطِرٌ وَالْبَدِيعُ وَالْمُبْدِعُ وَالْبَارِئُ وَالْخَالِقُ وَاحِدٌ مِنْ الْبَدْوِ بَادِيَةٍ.

فَاطِرٌ اور بَدِیعُ اور مُبْدِعُ اور بَارِئُ اور خَالِقُ معنے کے لحاظ سے ایک ہی ہیں۔ الْبَدْو سے مراد جنگل کی زندگی ہے۔

تشریح: رُؤْيَا يُوسُفَ: یوسف کا خواب۔ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ○ جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا: اے میرے باپ! میں نے گیارہ ستارے اور سورج اور چاند کو دیکھا۔ میں نے اُن کو دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”یہ استعارہ تھا کہ خواب میں حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین اور بھائیوں کو سورج چاند اور ستاروں کی صورت میں دیکھا۔ اب خالی بھائی کہہ دینے سے وہ مضمون ادا نہ ہوتا جو ستاروں میں ادا ہوا ہے۔ یا جیسے سورج اور چاند کے الفاظ میں ادا ہوا ہے۔ کیونکہ سورج چاند اور ستارے ایک وسیع مضمون رکھتے ہیں۔ مثلاً یہی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بتا دیا تھا کہ تیرے بھائی باوجود اس کے کہ اس وقت تیرے مخالف ہیں اور ان کی عملی حالت اچھی نہیں اللہ تعالیٰ ان کی اولادوں سے دنیا کی ایسی ہی رہنمائی کرے گا جس طرح ستارے رہنمائی کرتے ہیں۔ اب یہ ایک وسیع مضمون تھا جو بھائی کہہ کر ادا نہیں

ہو سکتا تھا مگر ستارے کہہ کر ادا ہو گیا۔"

(فضائل القرآن نمبر ۶، انوار العلوم، جلد ۱۴ صفحہ ۳۶۶،۳۶۷)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اس آیت میں جو سجدہ کا لفظ آیا ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ واقعہ میں وہ سجدہ کریں گے بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ ان کے تابع ہو جائیں گے اور ایسا ہی ہوا کیونکہ حضرت یوسفؑ کے بھائی اور ماں باپ مصر میں آکر بس گئے جہاں وہ وزارت کے مرتبہ پر فائز تھے اور اس طرح وہ لوگ ان کے تابع فرمان ہو گئے۔

روح المعانی میں لکھا ہے کہ ماں باپ اور بھائیوں کی اطاعت چونکہ معمولی بات ہے پس یہاں سورج اور چاند سے کچھ اور مراد لینا چاہئے۔ مصنف کتاب کی رائے ہے کہ سورج سے مراد درحقیقت بادشاہ اور چاند سے مراد وزیر اور گیارہ ستاروں سے مراد اراکین دولت اور رؤساءِ دیار ہیں۔ لیکن یہ معنے درست نہیں کیونکہ بادشاہ یوسف کے ماتحت نہیں ہوا۔ بلکہ وہ بادشاہ کے ماتحت تھے اور اس کے قوانین پر چلتے تھے۔ چنانچہ اس پر قرآن کریم شاہد ہے۔ فرماتا ہے مَا كَانَ لِيَأْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ (یوسف رکوع ۹) یوسف علیہ السلام اپنے بھائی کو شاہی قانون کے مطابق نہیں روک سکتے تھے۔ (۲) بادشاہ کسی وزیر کا خواہ کتنا ہی احترام کرے اسے سجدہ کے لفظ سے موسوم نہیں کر سکتے کیونکہ وہ احترام اطاعت کا نہیں ہوتا بلکہ شفقت کا ہوتا ہے۔ اور سجدہ چونکہ کمال اطاعت کی ظاہری تمثیل کا نام ہے اس لئے اظہار اطاعت کی شکلوں پر ہی مجازاً بھی اس کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ اصل بات یہ ہے ماں باپ اور بھائی کی اطاعت بھی بڑی بات ہے کیونکہ عام طور پر ماں باپ اپنی اولاد کے ماتحت نہیں ہوتے۔ پھر یہاں تو معاملہ ہی اور ہے۔ حضرت یوسفؑ نے بچپن کی عمر میں خواب دیکھا ہے جس پر بتایا گیا ہے کہ ایک دن ان کے بھائی اور ماں باپ ان کی اطاعت میں آجائیں گے۔ کون شخص اس قدر عرصہ پہلے یہ بتا سکتا ہے کہ وہ زندہ رہے گا اور ترقی کرے گا اس کے گیارہ بھائی اور ماں باپ بھی زندہ رہیں گے اور ایک دن اس کے حکم کے نیچے آجائیں گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام

نے جب یہ خواب دیکھی ہے ان کی عمر صرف گیارہ بارہ سال کی تھی اور ان کے والد کی عمر پچاس سے اوپر تھی۔ پس ایسے وقت کی خواب کا پورا ہونا معمولی ہر گز نہیں کہلا سکتا۔

گیارہ ستاروں کی تعبیر میں مَیں نے بتایا ہے کہ گیارہ بھائی ہیں۔ ان کے نام بائبل سے یہ معلوم ہوتے ہیں۔ (۱) روبن (۲) سمعون (۳) لاوی (۴) یہودا (۵) دان (۶) نفتالی (۷) جد (۸) آشر (۹) اشکار (۱۰) زبلون (۱۱) بنیامین۔ ان سب کے معنے بھی بائبل نے بتائے ہیں اور سب کے سب عجیب و غریب ہیں۔ سوائے بن یامین کے سب نام ماؤں نے رکھے ہیں۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ یوسف زیرِ آیت اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ جلد ۳ صفحہ ۲۷۹، ۲۸۰)

آپؓ مزید فرماتے ہیں:

"یہ جو قرآن کریم میں آتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھائیوں کو خواب سنانے سے منع کیا اس کی وجہ قرآن کریم نے خود ہی بتا دی ہے اور وہ یہ کہ انہیں رشک پیدا ہو گا کہ یہ لڑکا بڑا ہونے والا ہے اور غصہ میں وہ یہ نہ سوچیں گے کہ خواب دیکھنا انسان کے اختیار میں نہیں ہے اور وہ محض اس وجہ سے کہ اس کے بڑا ہونے کی بشارت اسے ملی ہے اسے اپنے راستہ سے ہٹانے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ بائبل بھی اس امر کی تصدیق کرتی ہے کہ یوسفؑ کے بھائی اس وجہ سے اس سے ناراض تھے کہ یہ خوابیں دیکھتا ہے۔"

(تفسیر کبیر، یوسف، زیرِ آیت قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ جلد ۳ صفحہ ۲۸۲)

آپ مزید فرماتے ہیں:

"اور یہ جو فرمایا کہ خدا تعالیٰ تجھے خوابوں کی حقیقت بتائے گا اس کے دو معنے ہیں ایک یہ کہ خواب میں جو نظارہ دکھایا اسی طرح ظاہر میں کر کے دکھائے گا۔ دوسرے یہ کہ خوابوں کی تعبیر کرنے کا ملکہ عطا فرمائے گا۔

یُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ سے مراد مقام نبوت پر کھڑا کرنا ہے۔ یوسفؑ سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی نبوت عطا فرمائے گا اور ان کے ذریعہ سے آلِ یعقوب

کو بزرگی عطا فرمائے گا یعنی انہیں ان پر ایمان لا کر اس نبوت میں حصہ لینے کی توفیق عطا ہوگی۔"

(تفسیر کبیر، یوسف، زیرِ آیت وَ كَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَ يُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ جلد ۳ صفحہ ۲۸۳)

آپ مزید فرماتے ہیں:

"رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بادشاہت مل گئی تھی۔ مگر اس سے یہ مراد نہیں۔ ملک سے مراد تصرف اور قبضہ ہے اور وہ ان کو بادشاہِ وقت کے حکم سے حاصل تھا۔ وَ عَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ تو نے مجھے خوابوں کی حقیقت سکھا دی یعنی انہیں پورا کرکے دکھا دیا۔ یا یہ کہ تو نے مجھے تعبیر الرؤیا کا علم سکھا دیا۔

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ انبیاء کا وجود صفات الٰہیہ کا ثبوت ہوتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام یہ کہتے ہیں کہ میری زندگی اللہ تعالیٰ کے فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ہونے کا ثبوت ہے۔ جب میں لاشئ محض تھا خدا تعالیٰ نے مجھے اعلیٰ ترقیات کی خبر دی اور پھر میں جو ایک معمولی حیثیت کا انسان تھا مجھے طاقت دے کر ایک بڑی حکومت بخشی اور گویا ایک نیا آسمان اور زمین پیدا کر دیا۔ پس میرے وجود سے اللہ تعالیٰ کے فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ہونے کا ثبوت مل گیا ہے۔

اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ درحقیقت دعا ہے یعنی اے خدا تو میرا دنیا و آخرت میں مددگار بن۔ چنانچہ اسی کی تشریح میں فرمایا تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ یعنی اس دنیا میں میرا انجام بخیر ہو اور اگلے جہان میں ان لوگوں میں شامل رہوں جو ترقی کے قابل ہیں۔ ولایت دنیوی کی تفسیر تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا کے الفاظ سے کی ہے اور ولایت اخروی کی تفسیر اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ کے الفاظ سے۔ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ جب تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا کہہ دیا تو اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ کی کیا ضرورت تھی۔ جو مسلم فوت ہوگا صالحین میں اٹھے گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ مسلم کا لفظ عام ہے۔ ایک شخص جس کا اسلام حقیقت میں کمزور ہے وہ ظاہری شریعت کی رو سے مسلم کہلا سکتا ہے اور ایسا شخص تھوڑی سی سزا پا کر

جنت میں داخل ہو جائے گا مگر حضرت یوسف علیہ السلام چاہتے ہیں کہ اس دنیا
سے وہ ایسا مسلم ہونے کی حالت میں جائیں کہ آگے جا کر صالحین کے ساتھ الحاق
ہو یعنی ایسے کامل مسلم ہوں کہ بغیر کسی روک کے مرنے کے بعد ترقیات ہی کی
طرف قدم اٹھے اور یہی وہ مقام ہے جس کی جستجو مومن کو ہونی چاہئے۔"
(تفسیر کبیر، سورۃ یوسف، زیر آیت رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ، جلد ۳ صفحہ ۳۶۴، ۳۶۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اس آیت سے ظاہر ہے کہ حضرت یعقوبؑ تعبیر رؤیا کی سمجھ گئے تھے۔ فرمایا۔
تیرے بھائی تو تیرا مقابلہ کریں گے۔ اور یہ ان کا شیطانی فعل ہو گا۔ کیونکہ شیطان
ہی آپس میں جنگ کروادیتا ہے۔" (حقائق الفرقان، جلد ۲ صفحہ ۳۸۶، ۳۸۷)

آپ مزید فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ تجھے اس رؤیا کی اصل حقیقت بتا ہی دے گا۔ اس بات سے حضرت
یعقوبؑ نے پہچان لیا کہ یوسفؑ پر خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہونے والا ہے۔ میرا اور
میرے باپ اسحاقؑ میرے دادا ابراہیمؑ کا وارث ہو گا۔"

(حقائق الفرقان، جلد ۲ صفحہ ۳۸۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ عادت انبیاء کی شائع متعارف ہے کہ وہ روح القدس سے پُر ہو کر مثالوں اور
استعاروں میں بولا کرتے ہیں اور وحی الٰہی کو یہی طرز پسند آئی ہوئی ہے کہ اِس
جسمانی عالم میں جو کچھ آسمان سے اُتارا جاتا ہے اکثر اس میں استعارات و مجازات
پُر ہوتے ہیں عام طور پر جو ہر ایک فرد بشر کو کوئی نہ کوئی سچی خواب آجاتی ہے جو
نبوت کا چھیالیسواں ۴۶ حصہ بیان کی گئی ہے اُس کے اجزا پر بھی اگر نظر ڈال کر
دیکھو تو شاذو نادر کوئی ایسی خواب ہو گی جو استعارات اور مجازات سے بکلی خالی
ہو۔" (اِزالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳، حاشیہ صفحہ ۱۳۴)

بَاب۷: رُؤْيَا إِبْرَاهِيمَ

ابراہیم (علیہ السلام) کا خواب

وَقَوْلُهُ تَعَالَى فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْۤ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ○ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ○ وَ نَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ○ (الصافات: ۱۰۳ - ۱۰۶). قَالَ مُجَاهِدٌ أَسْلَمَا سَلَّمَا مَا أُمِرَا بِهِ وَتَلَّهُ وَضَعَ وَجْهَهُ بِالْأَرْضِ.

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: جب (اسماعیلؑ) اتنی عمر کا ہوگیا کہ وہ ابراہیمؑ کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو ابراہیمؑ نے کہا: اے میرے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اس لئے سوچو تمہاری کیا رائے ہے؟ اسماعیلؑ نے کہا: اے میرے باپ! آپؑ وہی کریں جو آپ کو حکم دیا جاتا ہے۔ آپ ان شاء اللہ مجھے انہی لوگوں میں سے پائیں گے جو صبر کرتے ہیں۔ جب وہ دونوں حکم بجالانے لگے اور ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کو پیشانی کے بل لٹایا اور ہم نے اس کو پکارا، اے ابراہیمؑ! تو نے اپنی اس خواب کو سچا کر دکھایا ہے۔ ہم اسی طرح تمام اُن لوگوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں جو نہایت عمدہ کام کرتے ہیں۔ مجاہد نے کہا: أَسْلَمَا کے معنی ہیں کہ انہوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا جس کا ان کو حکم دیا گیا تھا اور تَلَّهُ کے معنی ہیں اس کو منہ کے بل زمین پر رکھا۔

تشریح: رُؤْيَا إِبْرَاهِيمَ: ابراہیم (علیہ السلام) کا خواب۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> "حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خواب ہے جب ان کو خواب میں دکھایا گیا کہ وہ بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہ تھا کہ وہ بیٹے کو قتل کر دیں۔ کیونکہ اگر یہ مطلب ہوتا تو جب وہ قتل کرنے لگے تھے انہیں منع نہ کیا جاتا۔ لیکن حضرت ابراہیمؑ کو خواب ایسے رنگ میں دکھائی گئی کہ ابراہیمؑ کا ایمان لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔ اور جب وہ اس کے ظاہری معنوں کی طرف مائل ہوئے تو اس

کی حقیقت ان پر کھولی گئی حتیٰ کہ وہ عملاً بیٹے کو قتل کرنے لگے تب بتایا گیا کہ ہمارا یہ مطلب نہ تھا اور یہ خدا تعالیٰ نے اسی لئے کیا تا دنیا کو بتا دے کہ خدا کے لئے ابراہیمؑ اپنا اکلوتا اور بڑھاپے کا بیٹا بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔“

(حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے، انوار العلوم، جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۴، ۱۶۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ابراہیم علیہ السلام بہت بوڑھے اور ضعیف تھے۔ ۹۹ برس کی عمر تھی۔ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اولادِ صالح عنایت کی۔ اسمٰعیلؑ جیسی اولاد عطا کی۔ جب اسمٰعیلؑ جوان ہوئے تو حکم ہوا کہ ان کو قربانی میں دے دو۔ اب حضرت ابراہیم کی قربانی دیکھو۔ زمانہ اور عمر وہ کہ ۹۹ تک پہنچ گئی۔ اس بڑھاپے میں آئندہ اولاد ہونے کی کیا توقع۔ اور وہ طاقتیں کہاں؟ مگر اس حکم پر ابراہیمؑ نے اپنی ساری طاقتیں، ساری امیدیں اور تمام ارادے قربان کر دیئے۔ ایک طرف حکم ہوا۔ اور معًا بیٹے کو قربان کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پھر بیٹا بھی ایسا سعید بیٹا تھا کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ تو وہ بلا چون وچرا یونہی بولا کہ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ○ (الصافات: ۱۰۳) ابّا جلدی کرو۔ ورنہ وہ کہہ سکتے تھے کہ یہ خواب کی بات ہے۔ اس کی تعبیر ہو سکتی ہے۔ مگر نہیں۔ کہا: پھر کر ہی لیجئے۔ غرض باپ بیٹا نے فرماں برداری دکھائی کہ کوئی عزّت، کوئی آرام، کوئی دولت اور کوئی امید باقی نہ رکھی۔ یہ آج کی ہماری قربانیاں اسی پاک قربانی کا نمونہ ہیں۔ مگر دیکھو اس میں اور ان میں کیا فرق ہے۔“ (حقائق الفرقان، جلد ۳ صفحہ ۴۷۲)

آپ مزید فرماتے ہیں:

”یہ دن (عید الاضحیٰ) بھی ایک عظیم الشان متّقی کی یادگار ہے۔ اس کا نام ابراہیمؑ تھا۔ اس کے پاس بہت سے مویشی تھے۔ بہت سے غلام تھے اور بڑھاپے کا ایک ہی بیٹا تھا۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰی سو ۱۰۰ برس کے قریب کا بڈھا۔ ایک ہی بیٹا، اپنی ساری

عزّت، ناموری، مال، جاہ و جلال اور امیدیں اسی کے ساتھ وابستہ۔ دیکھو متّقی کا کیا کام ہے۔ اس اچھے چلتے پھرتے جوان لڑکے سے کہا: میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کروں بیٹا بھی کیسا فرماں بردار بیٹا ہے۔ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ○ (الصافات:۱۰۳) ابا جی! وہ کام ضرور کرو جس کا حکم جناب الٰہی سے ہوا۔ میں بفضلہٖ تعالیٰ صبر کے ساتھ اسے برداشت کروں گا۔ یہ ہے تقویٰ کی حقیقت۔ یہ ہے قربانی۔ قربانی بھی کیسی قربانی کہ اس ایک ہی قربانی میں سب ناموں، امیدوں ناموریوں کی قربانی آگئی۔

جو اللہ کیلئے انشراحِ صدر سے ایسی قربانیاں کرتے ہیں۔ اللہ بھی ان کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ اس کے بدلے ابراہیمؑ کو اتنی اولاد دی گئی کہ مردم شماریاں ہوئی ہیں مگر پھر بھی ابراہیمؑ کی اولاد کی صحیح تعداد کی دریافت سے مستثنیٰ ہے۔ کیا کیا برکتیں اس مسلم پر ہوئیں۔ کیا کیا انعامِ الٰہی اس پر ہوئے کہ گننے میں نہیں آسکتے۔ ہماری سرکار خاتم الانبیاء سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی ابراہیمؑ کی اولاد سے ہوئے۔" (حقائق الفرقان، جلد۳ صفحہ ۴۷۲، ۴۷۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت وحی ہوا کرتی تھی لیکن اس کا کہیں ذکر بھی نہیں گیا گیا کہ اس کو یہ الہام ہوا یہ وحی ہوئی بلکہ ذکر کیا گیا ہے تو اس بات کا کہ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓي ○ (النجم: ۳۸) وہ ابراہیم جس نے وفاداری کا کامل نمونہ دکھایا۔ یا یہ کہ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ (الصافات: ۱۰۵، ۱۰۶) (ملفوظات جلد۳ صفحہ ۶۳۷)

نیز آپ فرماتے ہیں:

دیکھو حضرت ابراہیمؑ پر کیسا بڑا ابتلاء آیا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں چھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے اور اس چھری کو اپنے بیٹے کی گردن پر اپنی طرف سے پھیر دیا مگر آگے بکرا تھا۔ ابراہیم امتحان میں پاس ہوا۔ اور خدا تعالیٰ نے بیٹے کو بھی بچا لیا۔ تب خدا تعالیٰ ابراہیمؑ پر خوش ہوا کہ اُس نے اپنی طرف سے کوئی فرق نہ

رکھا۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل تھا کہ بیٹا بچ گیا ورنہ ابراہیمؑ نے اس کو ذبح کر دیا تھا۔ اس واسطے اس کو صادق کا خطاب ملا۔ اور توریت میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیمؑ تو آسمان کے ستاروں کی طرف نظر کر کیا تو ان کو گن سکتا ہے۔ اسی طرح تیری اولاد بھی نہ گنی جائے گی۔ تھوڑے سے وقت کی تکلیف تھی وہ تو گذر گئی۔ اس کے نتیجہ میں کس قدر انعام ملا۔ آج تمام سادات اور قریش اور یہود اور دیگر اقوام اپنے آپ کو ابراہیمؑ کا فرزند کہتے ہیں۔ گھڑی دو گھڑی کی بات تھی وہ تو ختم ہو گئی اور اتنا بڑا انعام ان کو خدا تعالیٰ کی طرف ملا۔ در حقیقت انسان کا تقویٰ تب محقق ہوتا ہے جب کہ اس پر کوئی مصیبت وارد ہو۔ جب وہ تمام پہلو ترک کر کے خدا تعالیٰ کے پہلو کو مقدم کر لے اور آرام کی زندگی کو چھوڑ کر تلخ زندگی قبول کر لے تب انسان کو حقیقی تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ انسان کی اندرونی حالت کی اصلاح نری رسمی نمازوں اور روزوں سے نہیں ہو سکتی بلکہ مصائب کا آنا ضروری ہے۔" (ملفوظات، جلد ۵، صفحہ ۴۱۶، ۴۱۷)

بَاب٨: التَّوَاطُؤُ عَلَى الرُّؤْيَا

اتفاق سے ایک ہی خواب دوسرے کو آنا

٦٩٩١: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ أُنَاسًا أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ وَأَنَّ أُنَاسًا أُرُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَمِسُوهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ.

أطرافه: ١١٥٨، ٢٠١٥۔

٦٩٩١: یحيٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سالم بن عبد اللہ سے، سالم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کچھ لوگوں کو خواب میں دکھایا گیا کہ لیلۃ القدر آخری سات راتوں میں ہے اور کچھ لوگوں کو خواب میں یہ دکھایا گیا کہ وہ آخری دس راتوں میں ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کو آخری سات راتوں میں تلاش کیا کرو۔

تشریح: اَلتَّوَاطُؤُ عَلَی الرُّؤْيَا: اتفاق سے ایک ہی خواب دوسرے کو آنا۔ لیلۃ القدر کے متعلق صحابہ کی خوابیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی اور ایک دوسرے کی تائید میں تھیں۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خوابوں کا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونا بیان فرمایا۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

”جو سات راتوں کا ذکر آتا ہے، وہ درحقیقت بعض صحابہؓ کی خوابوں پر مبنی ہے اور دوسری (روایت...) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیا کا ذکر ہے، جس کی تصدیق واقعہ سے ہوگئی۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی شہادت مقدم ہے، آپ کے اس قیاس پر جو بعض صحابہؓ کی خوابیں سن کر آپ نے فرمایا تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اختلاف کا حل اپنے طریق تقدیم و تاخیر کے مطابق پیش کیا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدہ اور آپ کے آخری ارشاد کو امام موصوف کے نزدیک ترجیح ہے۔ دوسرا اختلاف آخری عشرے کی معین رات کے بارے میں ہے...کہ وہ طاق رات ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو رؤیا ہوئی تھی، وہ اکیسویں رات کو ہوئی تھی اور اس کے علاوہ امام موصوف نے یہ اشارہ بھی کیا ہے کہ اس واقعہ سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اکیسویں تاریخ ہی لیلۃ القدر کے لئے مقرر ہو چکی ہے اور اس کے خلاف یہ دلیل دی ہے کہ اگر یہی ایک مقررہ رات ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرماتے کہ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ۔ یعنی آخری عشرے میں لیلۃ القدر کی جستجو کرو۔“

(صحیح البخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب تَحَرِّي لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ، جلد۳ صفحہ ۲۹۲)

بَاب ۹: رُؤْيَا أَهْلِ السُّجُونِ وَالْفَسَادِ وَالشِّرْكِ

قیدیوں اور مفسدوں اور مشرکوں کا خواب دیکھنا

لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور یوسفؑ کے ساتھ قید خانے میں دو نوجوان بھی داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کہا: میں اپنے آپ کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ شراب بنانے کے لیے انگور

بِتَأْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ○ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ○ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ (یوسف: ۳۷-۴۰)

نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا: میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ اپنے سر پر کچھ روٹیاں اُٹھا رہا ہوں جن سے پرندے روٹیاں کھا رہے ہیں۔ ہمیں ان خوابوں کی حقیقت سے آگاہ کر اور ہم تمہیں اُن لوگوں میں سے سمجھتے ہیں جو اچھے عمل کرتے ہیں۔ یوسف نے کہا: تمہارے پاس ابھی وہ کھانا نہیں آئے گا کہ جو تمہیں دیا جاتا ہے کہ میں تمہیں ان خوابوں کی حقیقت بتا دوں گا پیشتر اس کے کہ وہ کھانا تمہارے پاس آئے۔ اس لئے میرے ربّ نے مجھے یہ علم دیا کہ میں نے ایسے مذہب کو چھوڑ دیا ہے جو اللہ کو نہیں مانتے اور آخرت کے بھی انکاری ہیں اور میں اپنے دادا ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا پیروکار ہوں اور ہمیں شایاں نہیں کہ اللہ کا کسی چیز کو بھی شریک ٹھہرائیں۔ یہ اللہ کا فضل ہی ہے جو ہم پر اور دوسروں پر ہوا لیکن بات یہ ہے کہ اکثر لوگ شکر گزار نہیں۔ اے قید خانہ کے میرے دونوں ساتھیو۔ کیا کئی رب۔

وَقَالَ الْفُضَيْلُ لِبَعْضِ الْأَتْبَاعِ يَا عبدَ الله ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ.

اور فضیل (بن عیاض) نے متبعین میں سے کسی سے کہا: اے اللہ کے بندے! کیا کئی رب بہتر ہیں یا ایک اللہ جو نہایت ہی زبردست معبود ہے۔

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً

تم اس کے سوا نرے نام ہی پوجتے ہو جو تم نے

سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ
اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ
اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ
الْقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا
يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا
فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ
فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ
الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝ وَ قَالَ لِلَّذِيْ
ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫
فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي
السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۝ وَ قَالَ الْمَلِكُ
اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ
عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ
يٰبِسٰتٍ ؕ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ
اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ۝ قَالُوْٓا
اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَ مَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ
الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ۝ وَ قَالَ الَّذِيْ نَجَا
مِنْهُمَا وَ ادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ
بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ۝ يُوْسُفُ اَيُّهَا
الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ
يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ
خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى

اور تمہارے آباء نے خود ہی رکھ لئے ہیں۔ اللہ نے ان کی کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ فیصلہ اللہ ہی کا ہے اس نے حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہی سیدھا پائیدار دین ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اے قید کے میرے دونو ساتھیو! جو تم میں سے ایک ہے تو وہ اپنے مالک کو شراب پلائے گا اور جو دوسرا ہے وہ سولی پر چڑھایا جائے گا اور پرندے اس کے سر کو نوچیں گے۔ جس امر کے متعلق تم پوچھتے تھے اس کا فیصلہ کیا جا چکا ہے اور اس نے اس شخص سے کہا جس کے متعلق خیال کیا تھا کہ وہ ان دونوں میں سے نجات پانے والا ہے تم اپنے مالک کے پاس مجھے یاد کرنا تو شیطان نے اس کو بھلا دیا کہ وہ یوسفؑ کا ذکر اپنے مالک سے کرتا۔ اس لئے وہ قید خانے میں چند برس رہا اور بادشاہ نے کہا: میں خواب میں سات موٹی گائیں دیکھتا ہوں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات سبز بالیاں دیکھتا ہوں اور سات ہی دوسری جو خشک ہیں۔ اے مصاحبو! مجھے میرے خواب کی تعبیر بتاؤ اگر تم خواب کی تعبیر کیا کرتے ہو۔ اُنہوں نے کہا: یہ پریشان خواب ہیں اور ہم تو ان پریشان خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے اور اس شخص نے جس نے ان دونوں میں سے رہائی پائی تھی اور ایک مدت کے بعد اس کو یاد آیا کہا میں تمہیں اس کی تعبیر بتاتا ہوں مجھے

النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ○ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ○ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَ فِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ○ وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ (يوسف: ٤٠ - ٥١)

جانے دو۔ یوسف اے راستباز! ہمیں سات موٹی گائیوں کی تعبیر بتاؤ جن کو سات دبلی گائیاں کھا رہی ہیں اور نیز سات سبز بالیوں کی اور سات دوسری بالیوں کی جو خشک ہیں ہو سکتا ہے کہ میں لوگوں کے پاس واپس جاؤں اور امید ہے کہ وہ جانیں (تم کس پائے کے ہو)۔ یوسفؑ نے کہا کہ تم سات سال تک بدستور کھیتی باڑی کرو گے اور جو فصل تم کاٹو اسے بالیوں میں ہی رہنے دینا۔ سوائے تھوڑی سی مقدار کے جو تم کھاؤ۔ پھر ان کے بعد سات سال سخت قحط کے آئیں گے وہ سبھی کچھ چٹ کر جائیں گے جو تم نے ان کے لئے قبل از وقت سنبھال کر رکھا ہو گا۔ سوائے تھوڑی مقدار کے جو تم بچا رکھو۔ پھر ان کے بعد ایک سال آئے گا جس میں لوگوں پر بارش برسے گی اور جس میں وہ شراب نکالیں گے اور بادشاہ نے کہا: اس کو میرے پاس لے آؤ۔ جب قاصد یوسفؑ کے پاس آیا تو اس نے کہا۔ اپنے مالک کے پاس لوٹ جاؤ۔

وَادَّكَرَ افْتَعَلَ مِنْ ذَكَرَت. أُمَّةٍ قَرْنٍ وَتُقْرَأُ أَمَهٍ نِسْيَانٍ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَعْصِرُونَ الْأَعْنَابَ وَالدُّهْنَ تُحْصِنُونَ تَحْرُسُونَ.

اور اِدَّكَرَ باب افتعل کے وزن پر ذَكَرَت سے ہے یعنی یاد کیا۔ أُمَّةٍ کے معنی ہیں زمانہ اور یہ لفظ أَمَهٍ بھی پڑھا جاتا ہے۔ جس کے معنی ہیں نسیان، بھولنا اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: يَعْصِرُونَ سے مراد یہ ہے کہ وہ انگور اور تیل نچوڑیں گے۔ تُحْصِنُونَ کے معنی ہیں تم محفوظ رکھتے ہو۔

٦٩٩٢: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءٍ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَأَبَا عُبَيْدٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ ثُمَّ أَتَانِي الدَّاعِي لَأَجَبْتُهُ.

۶۹۹۲: عبداللہ بن محمد بن اسماء نے ہم سے بیان کیا کہ جویریہ (بن اسماء) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے مالک سے، مالک نے زہری سے روایت کی کہ سعید بن مسیب اور ابوعبید نے اُنہیں بتایا۔ اُن دونوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں قید خانے میں اتنی دیر رہتا جتنی دیر یوسفؑ رہے۔ پھر بلانے والا آتا تو میں اس کی بات مان لیتا۔

أطرافُه: ٣٣٧٢، ٣٣٧٥، ٣٣٨٧، ٤٥٣٧، ٤٦٩٤۔

تشریح: رُؤْيَا أَهْلِ السُّجُونِ وَالْفَسَادِ وَالشِّرْكِ: قیدیوں اور مفسدوں اور مشرکوں کا خواب دیکھنا۔ زیرِ باب آیات میں اُن قیدیوں کی خوابوں کا ذکر ہے جو حضرت یوسفؑ کے ساتھ قید خانہ میں تھے۔ نیز بادشاہِ وقت کی خواب کا ذکر ہے۔ امام بخاری ابواب کی ترتیب سے مضامین کا تسلسل بیان کر رہے ہیں جس کا آغاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیا صالحہ و صادقہ سے کیا جن کا معراج آپؐ پر وحیٔ الٰہی کی صورت میں ہوا پھر آپؐ کی نبوت کے اس حصے کا ذکر کیا جو مبشرات کی صورت میں صلحاء اُمت میں جاری رہے گا۔ اس کی تفصیل رؤیا الصالحین کے عناوینِ ابواب سے کی پھر گزشتہ انبیاء، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یوسفؑ کی خوابوں کے بعد امام بخاری نے ان اسیروں اور شاہِ وقت کی خوابوں تک اس مضمون کو ممتد کیا اور بتایا کہ سچی خواب ہر انسان کو آسکتی ہے حتیٰ کہ فسادی اور مشرک بھی اس نعمت سے محروم نہیں اور یہ اس لیے بھی ہے کہ وہ وحیٔ نبوت کو بوجہ اجنبیت کے قبول کرنے سے محروم نہ رہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

> ”میں ان لوگوں کا وہم بھی دور کرنا چاہتا ہوں جو ان شکوک اور شبہات میں مبتلا ہیں جو اولیاء اور انبیاء کے الہامات اور مکاشفات کو دوسرے لوگوں کی نسبت کیا خصوصیت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اگر نبیوں اور ولیوں پر امور غیبیہ کھلتے ہیں تو دوسرے لوگوں پر بھی کبھی کبھی کھل جاتے ہیں بلکہ بعض فاسقوں اور غایت درجہ کے بدکاروں کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں اور بعض پرلے درجہ کے بدمعاش اور شریر

آدمی اپنے ایسے مکاشفات بیان کیا کرتے ہیں کہ آخر وہ سچے نکلتے ہیں۔ پس جبکہ ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے تئیں نبی یا کسی اور خاص درجہ کے آدمی تصور کرتے ہیں ایسے ایسے بد چلن آدمی بھی شریک ہیں جو بد چلنیوں اور بد معاشیوں میں چھٹے ہوئے اور شہرہ آفاق ہیں تو نبیوں اور ولیوں کی کیا فضیلت باقی رہی۔ سو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ در حقیقت یہ سوال جس قدر اپنی اصل کیفیت رکھتا ہے وہ سب درست اور صحیح ہے اور جبریلی نور کا چھیالیسواں ۴۶ حصہ تمام جہان میں پھیلا ہوا ہے جس سے کوئی فاسق اور فاجر اور پرلے درجہ کا بدکار بھی باہر نہیں۔ بلکہ میں یہاں تک مانتا ہوں کہ تجربہ میں آچکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کی فاسقہ عورت جو کنجریوں کے گروہ میں سے ہے جس کی تمام جوانی بدکاری میں ہی گزری ہے کبھی سچی خواب دیکھ لیتی ہے۔ اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جب وہ بادہ بسر و آشنا ببر کا مصداق ہوتی ہے کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچی نکلتی ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئیے کہ ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جبریلی نور آفتاب کی طرح جو اس کا ہیڈ کوارٹر ہے تمام معمورہ عالم پر حسب استعداد ان کی اثر ڈال رہا ہے اور کوئی نفس بشر دُنیا میں ایسا نہیں کہ بالکل تاریک ہو کم سے کم ایک ذرہ سی محبت وطن اصلی اور محبوب اصلی کی ادنیٰ سے ادنیٰ سرشت میں بھی ہے۔ اس صورت میں نہایت ضروری تھا کہ تمام بنی آدم پر یہاں تک کہ ان کے مجانین پر بھی کسی قدر جبریل کا اثر ہوتا اور فی الواقعہ ہے بھی کیونکہ مجانین بھی جن کو عوام الناس مجذوب کہتے ہیں اپنے بعض حالات میں بوجہ اپنے ایک طور کے انقطاع کے جبریلی نور کے نیچے جا پڑتے ہیں تو کچھ کچھ ان کی باطنی آنکھوں پر اس نور کی روشنی پڑتی ہے جس سے وہ خدا تعالیٰ کے تصرفات خفیہ کو کچھ کچھ دیکھنے لگتی ہے مگر ایسی خوابوں یا ایسے مکاشفات سے نبوت اور ولایت کو کچھ صدمہ نہیں پہنچتا اور انکی شان بلند میں کچھ بھی فرق نہیں آتا اور کوئی التباس حیران کرنے والا واقعہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ درمیان میں ایک ایسا فرق بیّن ہے کہ جو بدیہی طور پر ہر یک سلیم العقل سمجھ سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خواص

اور عام کی خوابیں اور وہ مکاشفات اپنی کیفیت اور کمیت اتصالی و انفصالی میں ہر گز برابر نہیں ہیں۔ جو لوگ خدائے تعالیٰ کے خاص بندے ہیں وہ خارق عادت کے طور پر نعمت غیبی کا حصہ لیتے ہیں۔ دُنیا اُن نعمتوں میں جو انہیں عطا کی جاتی ہیں صرف ایسے طور کی شریک ہے جیسے شاہ وقت کے خزانہ کے ساتھ ایک گدا دریوزہ گر ایک درم کے حاصل رکھنے کی وجہ سے شریک خیال کیا جائے لیکن ظاہر ہے کہ اس ادنیٰ مشارکت کی وجہ سے نہ بادشاہ کی شان میں کچھ شکست آسکتی ہے اور نہ اس گدا کی کچھ شان بڑھ سکتی ہے اور اگر ذرہ غور کر کے دیکھو تو یہ ذرّہ مثال مشارکت ایک کرم شب تاب بھی جس کو پٹ بیجنا یا جگنو بھی کہتے ہیں آفتاب کے ساتھ رکھتا ہے تو کیا وہ اس مشارکت کی وجہ سے آفتاب کی عزت میں سے کوئی حصہ لے سکتا ہے۔ سو جاننا چاہیئے کہ در حقیقت تمام فضیلتیں باعتبار اعلیٰ درجہ کے کمال کے جو کمیت اور کیفیت کی رو سے حاصل ہو پیدا ہوتی ہیں یہ نہیں کہ ایک حرف کی شناخت سے ایک شخص فاضل اجل کا ہم پایہ ہو جائے گا یا اتفاقاً ایک مصرعہ بن جانے سے بڑے شاعروں کا ہم پلّہ کہلائے گا۔ ذرہ مثال شراکت سے کوئی نوع حکمت یا حکومت کی خالی نہیں۔ اگر ایک بادشاہ سارے جہان کی حکومت کرتا ہے تو ایسا ہی ایک مزدور آدمی اپنی جھونپڑی میں اپنے بچوں اور اپنی بیوی پر حاکم ہے۔ رہی یہ بات کہ خدائے تعالیٰ نے نیک بختوں اور بد بختوں میں مشارکت کیوں رکھی اور تخم کے طور پر غافلین کے گروہ کو نعمت غیبی کا کیوں حصہ دیا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ الزام اور اتمام حجت کے لئے تا اس تخمی شراکت کی وجہ سے ہر یک منکر کاملوں کی حالت کا گواہ ہو جائے کیونکہ جب کہ وہ اپنے چھوٹے سے دائرہ استعداد میں کچھ نمونہ ان باتوں کا دیکھتا ہے جو ان کاملوں کی زبان سے سنتا ہے پس اس تھوڑی سی جھلک کی وجہ سے اسکے لئے یہ ممکن نہیں کہ اپنے سچے دل سے ان الہامی امور کو بکلّی غیر ممکن سمجھے۔ سو وہ اس روحانی خاصیت کا ایک ذرا سا نمونہ اپنے اندر رکھنے کی وجہ سے خدائے تعالیٰ کے الزام کے نیچے ہے جس کے رو سے بحالت انکار وہ پکڑا جائے گا۔ جیسا کہ آجکل کے آریہ خیال کر رہے

ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے چاروں ویدوں کو نازل کر کے پھر یکلخت ہمیشہ کے لئے الہامات کی صف کو لپیٹ دیا ہے۔ مگر خدائے تعالیٰ کا قانونِ قدرت انہیں ملزم کرتا ہے جبکہ وہ بچشم خود دیکھتے ہیں کہ یہ سلسلہ انکشافات غیبیہ کا اب تک جاری ہے اور انہیں سے فاسق آدمی بھی کبھی کبھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ وہ خدا جس نے اپنا روحانی فیض نازل کرنے سے اس زمانہ کے فاسقوں اور دُنیا پرستوں کو بھی محروم نہیں رکھا اور ان پر بھی باوجود فقدان کامل مناسبت کے کبھی کبھی رشحاتِ فیض نازل کرتا ہے تو اپنے نیک بندوں پر جو اسکی کامل مرضی پر چلیں اور اکمل اور اتم طور پر اس سے مناسبت رکھیں کیا کچھ نازل کرتا نہیں ہوگا اور ایک بھید اس تخمی مشارکت میں یہ ہے کہ تا ہر یک شخص گو وہ کیسا ہی فاسق بدکار یا کافر خونخوار ہو اس مشارکت پر غور کرنے سے سمجھ لیوے کہ خدائے تعالیٰ نے اُسے ہلاک کرنے کے لئے پیدا نہیں کیا بلکہ اُس نے اُس کے اندر ایک ترقی کی راہ رکھی ہے اور اسکو بھی تخم کے طور پر ایک نمود دیا ہے جس میں وہ آگے قدم بڑھا سکتا ہے اور وہ فطرتاً خدائے تعالیٰ کے خوان نعمت سے محروم نہیں ہیں۔ ہاں اگر آپ بے راہی اختیار کر کے اس نور کو جو اسکے اندر رکھا گیا ہے غیر مستعمل چھوڑ کر آپ محروم بن جائے اور ان طبعی طریقوں کو جو نجات پانے کے طریق ہیں دیدہ و دانستہ چھوڑ دیوے تو یہ خود اس کا ساختہ پرداختہ ہے جس کا بد نتیجہ اسے بھگتنا پڑے گا۔" (توضیح مرام، روحانی خزائن، جلد ٣ صفحہ ٩٤ تا ٩٨)

وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ظن کا لفظ اس لئے کہا کہ غیر نبی کی خواب کتنی بھی یقینی کیوں نہ ہو شبہ سے خالی نہیں ہو سکتی اور اس کو ظن سے ہی بیان کیا جا سکتا ہے۔ صرف نبی ہی کی یہ شان ہے کہ اس کے الہام پر قسم کھائی جا سکتی ہے کہ وہ سچا ہے اور کسی کے الہام یا خواب کو یہ شرف حاصل نہیں اور یہ بھی نبی اور غیر نبی کے الہام میں ایک فرق ہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ یوسف، زیر آیت وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا جلد ٣ صفحہ ٣١٦)

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ آپ مزید فرماتے ہیں:

"معلوم ہوتا ہے کہ فرعون کو اپنی رؤیا پر اس قدر یقین تھا کہ وہ صرف تعبیر ہی نہیں پوچھتا بلکہ یہ پوچھتا ہے کہ بتاؤ تعبیر معلوم ہو چکنے کے بعد کرنا کیا چاہئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے رؤیا ایسی وضاحت اور ہیبت کے ساتھ دکھائی تھی کہ اس کا نقشہ اس کے دل پر اثر کر گیا تھا۔ پس وہ مجبور تھا کہ اسے سچا سمجھے اور اس کے نتائج سے بچنے کی کوشش کرے۔ اگر اس شان سے رؤیا نہ ہوتی اور اس کے دل پر گہرا اثر نہ ہوتا تو وہ دربار میں اس کا ذکر نہ کرتا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی کی صورت نہ پیدا ہوتی۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ یوسف، زیر آیت وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّيْٓ أَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ جلد ۳ صفحہ ۳۱۷)

وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا آپؓ مزید فرماتے ہیں:

"جب وہ لوگ اس خواب کی تعبیر نہ کر سکے اور انہوں نے پراگندہ خواب کہہ کر جس میں خیالات کی ملونی ہو گئی ہو اپنا پیچھا چھڑایا تو اس شخص کو اپنا اور اپنے ساتھی کا خواب یاد آیا اور خیال گزرا کہ ہمارے خواب بھی بظاہر پراگندہ معلوم دیتے تھے لیکن یوسف علیہ السلام نے ان کی معقول تعبیر کی اور اسی طرح ہو گیا۔ ممکن ہے وہ ان خوابوں کی بھی تعبیر کر سکیں اور امراء دربار سے اجازت چاہی کہ اگر مجھے جانے کی آپ لوگ اجازت دیں تو میں جا کر اس خواب کی تعبیر پوچھ آتا ہوں۔

اس امر پر تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ بادشاہ امراء دربار سے تعبیر کیوں پوچھتا ہے؟ کیونکہ پرانے زمانہ میں کاہنوں اور مذہبی آدمیوں کا خاص زور ہوتا تھا اور انہی میں سے عام طور پر امراء دربار مقرر کئے جاتے تھے۔

اس آیت کے متعلق یہ لطیف امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کامیابی تو یوسف علیہ السلام کو بھی ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مگر طریق کامیابی دونوں کے الگ الگ تھے۔ یوسف علیہ السلام کو دوسروں کے ذریعہ سے ترقی دلانی تھی اس لئے ان کے لئے دوسروں کو ہی خواب دکھائی۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ بلاواسطہ ترقیات ملنی تھیں اس لئے ان کی ترقی کی خبر بھی براہ راست انہی کو ملتی رہی اور اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں پسند کیا کہ محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی کی آخری منازل کسی اور شخص کی مدد سے طے ہوں۔"
(تفسیر کبیر، سورۃ یوسف، زیرِ آیت وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْھُمَا وَادَّکَرَ جلد ۳ صفحہ ۳۱۹)

ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ آپ مزید فرماتے ہیں:

"اس واقعہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یوسف علیہ السلام کے ساتھ مشابہت ہے۔ جس طرح یوسف کے زمانہ میں سات سال کے قحط کی خبر دی گئی تھی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے سات سال کے قحط کی خبر دی تھی۔ جب مکہ والوں نے آپؐ کو بار بار عذاب لانے کے لئے کہا اور آپ پر طرح طرح کے اتہام لگائے تو جیسا کہ ابن مسعود سے صحیحین میں روایت ہے دَعَا عَلَیْھِمْ بِسِنِیْنَ کَسِنِیْ یُوْسُفَ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفین کے لئے ویسے ہی سالوں کی دعا کی جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں گزرے تھے۔ یعنی ویسے ہی شدید قحط کی آپ نے دعا کی۔ چنانچہ حجاز میں سخت قحط پڑا اور سات سال تک رہا۔ یہاں تک کہ بعض لوگ ان ایام میں مردار وغیرہ کھانے لگے اور صحتیں اس قدر بگڑ گئیں کہ آنکھوں کے آگے دھوئیں نظر آنے لگے۔ آخر سات سال کی تکلیف کے بعد لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی کہ آپ مضر یعنی قبائل حجاز کے لئے دعا کریں کہ وہ بالکل تباہ ہو گئے ہیں۔ آپؐ نے دعا کی اور آپؐ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے بارش کی اور قحط دور ہوا۔"
(تفسیر کبیر، سورۃ یوسف، زیرِ آیت یُوْسُفُ اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا جلد ۳ صفحہ ۳۲۰)

قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"انہوں نے کہا کہ یہ خوابیں بری بھی ہیں اور مخلوط بھی۔ یعنی سچ اور جھوٹ ملا ہوا ہے۔ دماغی دخل سے پاک نہیں ہیں۔ اور پوری طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں کہی جاسکتیں اس لئے ایسی خوابوں کی تعبیر نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ جب تک جھوٹ اور سچ الگ الگ نہ ہو تعبیر کے متعلق حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ یہ جو انہوں نے کہا ہے کہ ہم احلام کی تعبیر نہیں جانتے اس کا یہ مطلب نہیں کہ بری خوابوں کی تعبیر ہم نہیں کر سکتے بلکہ احلام کے اوپر جو ال ہے وہ عہد ذہنی کا ہے یعنی اس سے

اشارہ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ کی طرف ہے اور مراد یہ ہے کہ جس قسم کی پراگندہ خوابوں کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں ویسی خوابوں کی تعبیر ہم نہیں کر سکتے نہ یہ کہ خالی ڈراؤنی خواب کی تعبیر ہم نہیں کر سکتے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ یوسف، زیرِ آیت قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ، جلد۳ صفحہ ۳۱۸)

سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ارزانی کے دنوں میں کیا سات ہی گائیں موٹی ہوتی ہیں؟ نمونہ تھا اسی طرح دجّال۔ نبی کریم کو اس قوم دجّال کا ایک نمونہ دکھایا گیا۔ دوم۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی رؤیا بھی سچّی نکل آتی ہے۔ فاسق کی بھی۔ بچّے کی بھی۔"

(حقائق الفرقان، جلد۲ صفحہ ۳۹۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"خواب کبھی بالکل نظارہ کے مطابق ہوتا ہے۔ جیسے عصرِ خمر کا خواب کبھی آدھا اس طرح اور آدھا اور رنگ میں... جیسے یوسف کا خواب کہ دیکھے ستارے، نکلے بھائی۔" (حقائق الفرقان، جلد۲ صفحہ ۳۹۶)

یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ: یوسف اے راستباز! ہمیں سات موٹی گائیوں کی تعبیر بتاؤ۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مصر کے بادشاہ فرعون نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صدّیق کا خطاب دیا کیونکہ بادشاہ نے جب دیکھا کہ اس شخص نے صدق اور پاک باطنی اور پرہیز گاری کے محفوظ رکھنے کے لئے باراں ۱۲ برس کا جیل خانہ اپنے لئے منظور کیا مگر بدکاری کی درخواست کو نہ مانا۔ بلکہ ایک لحظہ کیلئے بھی دِل پلید نہ ہوا۔ تب بادشاہ نے اس راستباز کو صدیق کا خطاب دیا جیسا کہ قرآن شریف سورۂ یوسف میں ہے: یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ (یوسف:۴۷) معلوم ہوتا ہے کہ انسانی خطابوں میں سے پہلا خطاب وہی تھا جو حضرت یوسف کو ملا۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد۱۵ حاشیہ صفحہ ۵۰۳)

لَوْ لَبِثْتُ فِی السِّجْنِ مَا لَبِثَ یُوْسُفُ ثُمَّ أَتَانِی الدَّاعِی لَأَجَبْتُهُ: اگر میں قید خانے میں اتنی دیر رہتا جتنی دیر یوسف علیہ السلام رہے۔ پھر بلانے والا آتا تو میں اس کی بات مان لیتا۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

"فرمایا: اگر میں حضرت یوسفؑ کی طرح قید خانہ میں ہوتا اور مجھے بادشاہ کی طرف سے بلایا جاتا تو میں فوراً چلا جاتا۔ حضرت یوسفؑ کی طرح اپنے خلاف الزام دینے والی عورتوں سے پوچھنے کا مطالبہ نہ کرتا۔ (یوسف:۵۱، ۵۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ظاہر ہے کہ آپؐ کی نظر اللہ تعالیٰ پر تھی۔ لوگوں کی چہ میگوئیاں آپ کی چشم حقیقت بین میں بے حقیقت تھیں۔ آپ ماسوی اللہ کو محض ایک مردہ یقین کرتے تھے۔ اس لئے غیر اللہ کے سامنے اپنی صفائی کا سوال ہی آپؐ کے دل میں پیدا نہ ہوتا اور بادشاہ کے بلانے پر آپ فوراً چلے جاتے۔ کتنا عظیم الشان فرق ہے، آپ کے عرفان میں اور حضرت یوسف کے عرفان میں۔"

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَ نَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ جلد ۶ صفحہ ۲۸۴)

بَاب ١٠: مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ

جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا

٦٩٩٣: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي. قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ قَالَ ابْنُ سِيرِينَ إِذَا رَآهُ فِي صُورَتِهِ.

۶۹۹۳: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے یونس سے، یونس نے زہری سے روایت کی کہ ابوسلمہ نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو عنقریب بیداری میں بھی مجھے دیکھ لے گا اور شیطان میری صورت پر متمثل نہیں ہوتا۔ ابوعبداللہ (امام بخاری) نے کہا: ابن سیرین کہتے تھے۔ اس سے یہ مراد ہے اگر وہ خواب میں آپؐ کو آپؐ کی شکل میں دیکھے۔

أطرافه: ١١٠، ٣٥٣٩، ٦١٨٨، ٦١٩٧۔

٦٩٩٤: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ[1] بِي وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ.

طرفه: ٦٩٨٣۔

۶۹۹۴: معلیٰ بن اسد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن مختار نے ہمیں بتایا۔ ثابت بُنانی نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل نہیں اختیار کر سکتا اور مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے.

٦٩٩٥: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفِثْ عَنْ شِمَالِهِ ثَلَاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَرَاءَى بِي.

۶۹۹۵: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عبیداللہ بن ابی جعفر سے روایت کی کہ ابوسلمہ نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے حضرت ابوقتادہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس لئے جو شخص کوئی ایسی بات دیکھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو تو اپنی بائیں طرف تین بار تھوکے اور شیطان سے پناہ مانگے تو وہ خواب اس کو ضرر نہیں دے گی اور شیطان میرے جیسی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

أطرافه: ٣٢٩٢، ٥٧٤٧، ٦٩٨٤، ٦٩٨٦، ٦٩٩٦، ٧٠٠٥، ٧٠٤٤۔

٦٩٩٦: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ خَلِيٍّ

۶۹۹۶: خالد بن خلی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں یہاں لفظ "يَتَخَيَّلُ" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۲ حاشیہ صفحہ ۴۷۸)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ. تَابَعَهُ يُونُسُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ.

بن حرب نے ہمیں بتایا۔ زبیدی نے مجھ سے بیان کیا۔ اُنہوں نے زہری سے روایت کی کہ ابوسلمہ نے کہا کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے ہی سچ مچ دیکھا۔ (زبیدی کی طرح) اس حدیث کو یونس اور زہری کے بھتیجے نے بھی بیان کیا۔

أطرافه: ٣٢٩٢، ٥٧٤٧، ٦٩٨٤، ٦٩٨٦، ٦٩٩٥، ٧٠٠٥، ٧٠٤٤۔

٦٩٩٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَكَوَّنُنِي.

۶۹۹۷: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ ابن الہاد نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے عبداللہ بن خباب سے، اُنہوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے: جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے سچ مچ مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت پر نہیں ہو سکتا۔

تشریح: مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ: جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تصویر وشباہت پر شیطان حاوی نہیں ہو سکتا۔ اس لیے جس نے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا درحقیقت اس نے آپ کا ہی مشاہدہ کیا اور یہ خواب دیکھنے والے کے تقویٰ، بزرگی اور قربِ الٰہی کی دلیل ہے کہ اس کے کسی عمل سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اپنے نبیؐ کا دیدار کرایا۔ محققین نے اس پر یہ سوال اٹھایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا کب معتبر ہوگا۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حلیہ اور صورت احادیث میں بیان کی گئی ہے اسی صورت کیساتھ اگر دیکھا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو دیکھا ہے۔ علامہ محمد بن سیرینؒ جو تعبیر الرؤیا میں امام سمجھے جاتے ہیں، ان کے پاس اگر کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے سے متعلق اپنا خواب بیان کرتا تو وہ اس سے خواب میں دکھایا گیا حلیہ اور شکل وصورت پوچھتے۔ اگر وہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کا حلیہ بیان نہ کر پاتا تو اس سے کہتے کہ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں نہیں دیکھا۔
(فتح الباری جزء ۱۲ صفحہ ۴۷۹)

شارحِ مسلم امام نووی کی رائے یہ ہے کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے بہر صورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا خواہ اس نے اس مخصوص صورت و حلیہ میں دیکھا ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے یا کسی اور شکل و شباہت میں دیکھا ہو۔ (فتح الباری جزء ۱۲ صفحہ ۴۸۳)

علاوہ ازیں یہ نکتہ بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ شکل و شباہت میں اختلاف و تفاوت کا تعلق خواب دیکھنے والے کے ایمان کے کمال و نقصان سے بھی ہو سکتا ہے یعنی جس شخص نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی شکل و صورت میں دیکھا۔ یہ اس کے ایمان کامل اور عقیدے کے صالح ہونے کی علامت قرار پائے گا اور جس شخص نے اس کے برخلاف دیکھا یہ اس کے ایمان کی کمزوری اور عقیدے کے فساد کی علامت قرار پائے گی۔ اسی طرح ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوڑھا دیکھا، ایک شخص نے جوان دیکھا، ایک شخص نے رضامند دیکھا، ایک شخص نے خفگی کے عالم میں دیکھا، ایک شخص نے روتے ہوئے دیکھا، ایک شخص نے شاد و خوش دیکھا اور ایک شخص نے ناخوش دیکھا تو یہ ساری حالتیں خواب دیکھنے والے کے ایمانی احوال کے فرق و تفاوت پر مبنی ہوں گی کہ جو شخص جس درجہ کے ایمان کا حامل ہو گا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی درجہ کی مثالی صورت میں دیکھے گا۔ (فتح الباری جزء ۱۲ صفحہ ۴۸۲ تا ۴۸۴)

اس اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا گویا اپنے احوال ایمانی کو پہچاننے کا معیار ہے۔ لہٰذا یہ چیز سالکین طریقت کے لیے ایک مفید ضابطہ کی حیثیت رکھتی ہے کہ وہ اس کے ذریعہ اپنے باطن کی حالت کو پہچان کر اس کی اصلاح کریں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے مفتی سلسلہ نے کسی شخص کا ارسال کردہ سوال پوچھا کہ میں نے ایک بیوہ عورت کے ساتھ نکاح کا ارادہ کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ نے اس کے ساتھ نکاح سے منع فرمایا کیا اس پر عمل کیا جاوے یا نہیں؟

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

"آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ لہٰذا اس پر عمل کیا جاوے۔" (ملفوظات، جلد ۵ صفحہ ۱۴۶)

بَاب ۱۱: رُؤْيَا اللَّيْلِ

رات کو خواب دیکھنا

رَوَاهُ سَمُرَةُ. حضرت سمرہؓ نے اس حدیث کو بیان کیا۔

٦٩٩٨: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطُّفَاوِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ الْبَارِحَةَ إِذْ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ حَتَّى وُضِعَتْ فِي يَدِي. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَذَهَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَنْتَقِلُونَهَا.

أطرافه: ٢٩٧٧، ٧٠١٣، ٧٢٧٣-

٦٩٩٨: احمد بن مقدام عجلی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبدالرحمٰن طفاوی نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے ہم سے بیان کیا۔ ایوب نے محمد (بن سیرین) سے، محمد نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے کلمات کی چابیاں دی گئی ہیں اور رعب سے میری مدد کی گئی ہے اور گزشتہ رات میں سویا ہوا تھا کہ اتنے میں زمین کے خزانوں کی چابیاں میرے پاس لا کر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو چلے گئے اور اب تم اِن خزانوں کو اٹھا اٹھا کر لا رہے ہو۔

٦٩٩٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلَى رَجُلَيْنِ - أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ - يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ

٦٩٩٩: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات میں نے اپنے آپؐ کو کعبہ کے پاس خواب میں دیکھا۔ اتنے میں مَیں نے ایک گندم گوں شخص دیکھا جو نہایت خوبصورت تھا ایسا خوبصورت کہ جو تم گندمی رنگ کے مردوں میں دیکھا کرتے ہو۔ اس کے پٹے تھے ایسے خوبصورت کہ جو تم خوبصورت سے خوبصورت پٹے دیکھا کرتے ہو۔ اس نے ان کو کنگھی کی ہوئی تھی ان سے پانی ٹپک

مَنْ هَذَا فَقِيلَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقِيلَ الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ.

رہا تھا دو مردوں پر سہارا لئے ہوئے تھا یا فرمایا دو مردوں کے کندھوں پر سہارا لئے ہوئے تھا۔ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ مجھ سے کہا گیا: مسیح ابن مریم۔ پھر اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اور شخص ہے گنگھریالے بالوں والا بہت ہی گنگھریالے، داہنی آنکھ سے کانا ایسی معلوم ہوتی تھی جیسے کہ وہ پھولا ہوا انگور ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ تو کہا گیا یہ مسیح دجال ہے۔

أطرافُه: ٣٤٤٠، ٣٤٤١، ٥٩٠٢، ٧٠٢٦، ٧١٢٨-

٧٠٠٠: حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أُرِيتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ... وَسَاقَ الْحَدِيثَ. وَتَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَسُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ - أَوْ أَبَا هُرَيْرَةَ - عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

٧٠٠٠: یحيٰ (بن عبد اللہ بن بکیر) نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے، اُنہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت کی کہ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: مجھے آج رات خواب میں دکھایا گیا ہے۔ اور (ابن شہاب نے) ساری حدیث بیان کی۔ اور (یونس کی طرح) سلیمان بن کثیر اور زہری کے بھتیجے اور سفیان بن حسین نے بھی زہری سے روایت کرتے ہوئے اس کو بیان کیا۔ اُنہوں نے عبید اللہ (بن عبد اللہ) سے، عبید اللہ نے حضرت ابن عباسؓ سے، حضرت ابن عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ اور زبیدی نے زہری سے روایت کرتے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَ شُعَيْبٌ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَكَانَ مَعْمَرٌ لَا يُسْنِدُهُ حَتَّى كَانَ بَعْدُ.

ہوئے کہا۔ زہری نے عبید اللہ سے یوں نقل کیا کہ حضرت ابن عباسؓ یا حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ اور شعیب اور اسحاق بن یحییٰ نے زہری سے یوں نقل کیا کہ حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے تھے اور معمر (بن راشد) اس حدیث کو پہلے متصلاً نہیں بیان کرتے تھے۔ پھر بعد میں کرنے لگے۔

طرفہ: ۷۰۴۶۔

تشریح: رُؤْيَا اللَّيْلِ: رات کو خواب دیکھنا۔ علامہ بدر الدین عینی بیان کرتے ہیں کہ یہ باب رات کے خواب کے ذکر میں ہے کہ آیا رات کا خواب اور دن کا خواب برابر ہوتا ہے، یا ان میں کوئی فرق بھی ہے؟ ایک قول یہ ہے کہ اس باب کو قائم کرنے سے امام بخاری نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْاَسْحَارِ۔ یعنی صبح کے وقت کی خواب زیادہ سچی ہوتی ہے۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے مرفوع بیان کیا ہے اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ نصر بن یعقوب دنیوری کہتے ہیں کہ رات کے پہلے پہر کی خواب کی تعبیر دیر سے ظاہر ہوتی ہے جبکہ آدھی رات کے بعد کی خواب کی تعبیر رات کے مختلف حصوں کے لحاظ سے نسبتاً جلدی ظاہر ہوتی ہے اور صبح کی خواب خصوصاً طلوع فجر کے وقت کی خواب ظاہر ہونے کے لحاظ سے سب سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔ امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ قیلولہ کے وقت کی خواب کے معانی جلد ظاہر ہو جاتے ہیں۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۱۴۲)

زیرِ باب تینوں روایات میں بیان کردہ خوابوں کا تعلق رات سے ہے۔ دو خوابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ہیں اور ایک خواب آپ کے ایک صحابی کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب جس میں آپؐ کو زمین کے خزانے دیئے جانے اور خداداد رعب عطاء کیے جانے کا ذکر ہے، یہ خواب جس شان سے پوری ہوئی، تاریخ کے اوراق اس پر شاہد ناطق ہیں۔ آپؐ کی دوسری خواب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک حصہ منذر ہے جبکہ دوسرا مبشر۔ آپ کی خواب کا منذر حصہ دجالی فتنہ کی صورت میں ظاہر ہوا، اور اس خواب کا مبشر حصہ وہ ہے جو اس فتنہ کے استیصال کے لیے مسیح الزمان کا آنا تھا وہ آپؐ کو ایک گندم گوں خوبصورت وجیہہ انسان کی صورت میں دکھایا گیا یہ آپؐ کی بعثتِ ثانیہ سے تعلق رکھنے والی وہ پیشگوئی ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر تیرہ صدیوں کے بعد طلوع ہونے والے بدرِ منیر کی صورت میں بڑی شان سے پوری ہوئی اور اس کی ضوفشانی خلافت کی صورت میں قیامت تک ممتد ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی سب فیض ہے جو زمانی اور مکانی حدود سے بالا سدا بہار شجرۂ طیبہ ہے جو ہر دور میں اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ: رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

”رعب کا تعلق مال و دولت اور کثرتِ تعداد سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ اس فضل کا جاذب اور اس کا باعث عقیدۂ توحید، تقویٰ اللہ اور اَخلاقِ فاضلہ ہیں جن سے توکل علی اللہ، صدق و صفا، راست گفتاری اور راست روی کو درجہ اوّل حاصل ہے۔“

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ... جلد ۵ صفحہ ۳۳۰)

بَاب ١٢: رُؤْيَا النَّهَارِ

دن کو خواب دیکھنا

وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ رُؤْيَا النَّهَارِ مِثْلُ رُؤْيَا اللَّيْلِ.

اور (عبد اللہ) بن عون نے ابن سیرین سے نقل کیا کہ دن کا خواب بھی رات کے خواب کی طرح ہوتا ہے

٧٠٠١: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ - وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ.

٧٠٠١: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے روایت کی کہ اُنہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا۔ وہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُم حرام بنت ملحانؓ کے پاس جایا کرتے تھے اور وہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کے نکاح میں تھیں۔ ایک دن آپؐ ان کے ہاں گئے اور اُنہوں نے آپؐ کو کھانا کھلایا اور آپؐ کے سر کے بال دیکھنے لگیں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ سو گئے۔ پھر جاگے تو آپؐ ہنس رہے تھے۔

أطرافه: ٢٧٨٨، ٢٧٩٩، ٢٨٧٧، ٢٨٩٤، ٦٢٨٢-

٧٠٠٢: قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ

٧٠٠٢: حضرت اُم حرامؓ بیان کرتی ہیں میں نے

يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ - أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ - شَكَّ إِسْحَاقُ - قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ -كَمَا قَالَ فِي الْأُولَى - قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

کہا یارسول اللہ! آپؐ کو کیا بات ہنسا رہی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: میری اُمت میں سے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں غازی ہیں اِس سمندر کے درمیان سوار ہو رہے ہیں۔ ایسے ہیں جیسے بادشاہ تختوں پر سوار ہوتے ہیں۔ اسحاق نے شک کیا کہ آپ نے مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ فرمایا یا مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ فرمایا۔ حضرت اُم حرامؓ کہتی تھیں: میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! اللہ سے دعا فرماویں کہ مجھے بھی اُنہی میں سے کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے دعا کی۔ پھر آپؐ سر رکھ کر سو گئے۔ پھر جاگ پڑے اور آپؐ ہنس رہے تھے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ کو کیا بات ہنسا رہی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: میری اُمت میں سے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں غازی ہیں۔ پھر آپؐ نے وہی بات فرمائی جو پہلے فرمائی تھی۔ حضرت اُم حرامؓ کہتی تھیں میں نے کہا: یارسول اللہ! دعا فرماویں کہ اللہ مجھے بھی انہی میں سے کرے۔ آپؐ نے فرمایا: تم (ان کے) اولین میں سے ہو۔ چنانچہ (حضرت اُم حرامؓ) حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے زمانہ میں سمندر میں (کشتی پر جہاد کے لیے) سوار ہوئیں اور پھر جب سمندر سے باہر آئیں تو اپنی (سواری کے) جانور سے گر کر فوت ہوگئیں۔

أطرافه: ۲۷۸۹، ۲۸۰۰، ۲۸۷۸، ۲۸۹۵، ۲۹۲٤، ٦۲۸۳-

تشریح: رُؤْيَا النَّهَارِ: دن کو خواب دیکھنا۔ امام بخاری ابواب کی ترتیب سے یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوابیں دن، رات اور زمانی و مکانی حدود سے بالا کَفَلَقِ الصُّبْحِ صبح صادق کی طرح روشن اور سچی ہیں اور ان کا پورا ہونا آپ کے صدق اور مقربِ الٰہی ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔ زیرِ باب دو روایتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رؤیا سے تعلق رکھتی ہیں جو آپ نے اپنی امت کے ان غازیوں کے متعلق دیکھیں جو بحری فوج میں شامل ہوں گے۔ یہ آپؐ کی اُس وقت کی رؤیا ہے جب مسلمانوں میں بحری افواج کے جہاد کا باضابطہ آغاز بھی نہیں ہوا تھا اس لیے یہ پیش گوئی مستقبل کی بہت سی خبروں پر مشتمل وہ اُمورِ غیبیہ ہیں جو آپؐ پر منکشف کیے گئے۔ اس رؤیا میں آپؐ کی ایک مخلص صحابیہ حضرت اُمِ حرام کی شہادت کی خبر بھی دی گئی۔

حضرت ام حرامؓ بنت ملحان حضرت عبادہ بن صامتؓ کے نکاح میں تھیں اور نبی کریمؐ سے ان کی قرابت داری تھی۔ حضرت ام سلیمؓ جو حضرت انسؓ بن مالک کی والدہ تھیں یہ ان کی بہن تھیں یعنی حضرت انسؓ کی خالہ تھیں۔ رسول اللہؐ ان کی تعظیم فرماتے تھے، ان کے گھر تشریف لے جاتے اور کچھ دیر کے لئے قیلولہ فرماتے تھے۔ نبی کریمؐ نے ان کے بارہ میں جیسے دعا کی وہ پیشگوئی کے رنگ میں پوری ہوئی۔ حضرت اُمِ حرامؓ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں حضرت معاویہؓ کے بحری لشکر میں شامل ہو کر رومیوں کے خلاف غزوہ میں شریک ہوئیں۔ سمندر عبور کر کے جب جزیرہ قبرص میں پہنچیں تو سواری پر سوار ہوتے ہوئے گر گئیں اس سے آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ آپ کو وہیں دفن کیا گیا۔ (الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، ذکر امّ حرام بنت ملحان)

حضرت امّ حرامؓ کے واقعۂ شہادت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام حرامؓ کی خواہش جہاد اور دعا کے لئے درخواست قلب کی گہرائی سے پیدا ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جام شہادت پلا کر ان کی خواہش پوری فرمادی۔

بَاب ۱۳: رُؤْيَا النِّسَاءِ

عورتوں کا خواب دیکھنا

۷۰۰۳: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ - امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ بَايَعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ

۷۰۰۳: سعید بن عفیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے مجھے بتایا۔ عقیل نے مجھ سے بیان کیا۔ عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا) کہ خارجہ بن زید بن ثابت نے مجھے خبر دی کہ حضرت اُم علاءؓ نے جو ایک انصاری عورت تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔

اقْتَسَمُوا الْمُهَاجِرِينَ قُرْعَةً قَالَتْ فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ وَأَنْزَلْنَاهُ فِي أَبْيَاتِنَا فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَلَمَّا تُوُفِّيَ غُسِّلَ وَكُفِّنَ فِي أَثْوَابِهِ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيكِ أَنَّ اللهَ أَكْرَمَهُ فَقُلْتُ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ فَمَتَى يُكْرِمُهُ اللهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا هُوَ فَوَاللهِ لَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ وَاللهِ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ وَ وَاللهِ مَا أَدْرِي – وَأَنَا رَسُولُ اللهِ – مَاذَا يُفْعَلُ بِي؟ فَقَالَتْ وَاللهِ لَا أُزَكِّي بَعْدَهُ أَحَدًا أَبَدًا.

اُنہوں نے اُن کو بتایا کہ انصار نے قرعہ ڈال کر مہاجرین کو بانٹ لیا۔ حضرت اُم علاءؓ کہتی تھیں۔ عثمان بن مظعونؓ ہمارے حصے میں آئے اور ہم نے ان کو اپنے گھروں میں اتارا۔ پھر وہ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں وہ فوت ہوگئے تھے۔ جب وہ فوت ہوئے تو اُنہیں نہلایا گیا اور اُنہی کے کپڑوں میں انہیں کفنایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ کہتی تھیں اور میں نے کہا: ابوسائب اللہ کی رحمت ہو تم پر ۔ میری شہادت تمہارے متعلق یہی ہے کہ اللہ نے تمہیں ضرور ہی نوازا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کیا پتہ کہ اللہ نے اِس کو نوازا ہے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! میرا باپ آپؐ پر قربان اور پھر اللہ کس کو نوازے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمانؓ جو ہیں تو اللہ کی قسم اُن کو تو اب موت آن پہنچی، اللہ کی قسم میں اُن کے لئے بہتری کی اُمید رکھتا ہوں اور اللہ کی قسم میں بھی نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ حضرت اُم العلاءؓ کہنے لگیں۔ اللہ کی قسم اب اس کے بعد میں کسی کو بھی پاک نہیں ٹھہراؤں گی۔

أطرافه: ١٢٤٣، ٢٦٨٧، ٣٩٢٩، ٧٠٠٤، ٧٠١٨-

٧٠٠٤: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا وَقَالَ مَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِهِ قَالَتْ وَأَحْزَنَنِي فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ عَيْنًا تَجْرِي فَأَخْبَرْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَلِكَ عَمَلُهُ.

۷۰۰۴: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زہری سے یہ روایت کی اور اُنہوں نے کہا: میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ حضرت اُم العلاءؓ کہتی تھیں اور اس بات نے مجھے غمگین کر دیا اور میں سو گئی تو میں نے خواب میں عثمانؓ کا ایک چشمہ دیکھا جو بہہ رہا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ ان کا عمل ہے۔

أطرافه: ١٢٤٣، ٢٦٨٧، ٣٩٢٩، ٧٠٠٣، ٧٠١٨-

بَاب ١٤: الْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ

پریشان خواب شیطان سے ہوتا ہے

فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

جب پریشان خواب دیکھے تو بائیں طرف تھوکے اور اللہ عزوجل کی پناہ مانگے۔

٧٠٠٥: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفُرْسَانِهِ - قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا مِنَ اللهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمُ الْحُلُمَ يَكْرَهُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ

۷۰۰۵: یحيٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابوسلمہ سے روایت کی کہ حضرت ابوقتادہ انصاریؓ نے کہا اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے اور آپؐ کے خاص سواروں میں سے تھے، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے۔

يَسَارِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنْهُ فَلَنْ يَضُرَّهُ.

جب تم میں سے کوئی پریشان خواب دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو بائیں طرف تھوکے اور اس سے اللہ کی پناہ مانگے تو وہ اس کو کبھی ضرر نہیں دے گا۔

أطرافُه: ٣٢٩٢، ٥٧٤٧، ٦٩٨٤، ٦٩٨٦، ٦٩٩٥، ٦٩٩٦، ٧٠٤٤۔

بَاب ١٥ : اللَّبَنُ

خواب میں دودھ دیکھنا

٧٠٠٦: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِيْ أَظَافِيرِي ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي يَعْنِي عُمَرَ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ الْعِلْمَ.

٧٠٠٦: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ یونس نے ہمیں بتایا۔ یونس نے زہری سے روایت کی کہ حمزہ بن عبداللہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابن عمرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: ایک بار میں سویا تھا کہ اتنے میں میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا اور میں نے اس میں سے اتنا پیا کہ میں دیکھتا ہوں کہ طراوت میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا عمرؓ کو دیا۔ صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے اس کی کیا تعبیر کی؟ آپؐ نے فرمایا: علم۔

أطرافُه: ٨٢، ٣٦٨١، ٧٠٠٧، ٧٠٢٧، ٧٠٣٢۔

بَاب ١٦ : إِذَا جَرَى اللَّبَنُ فِي أَطْرَافِهِ أَوْ أَظَافِيرِهِ

اگر دودھ اس کے اعضاء یا ناخنوں میں سرایت کرے

٧٠٠٧: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ

٧٠٠٧: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَطْرَافِي فَأَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَنْ حَوْلَهُ فَمَا أَوَّلْتَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ الْعِلْمَ.

یعقوب بن ابراہیم نے ہمیں بتایا۔ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے صالح سے، صالح نے ابن شہاب سے روایت کی۔ حمزہ بن عبداللہ بن عمر نے مجھے بتایا کہ اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اثناء میں کہ میں سویا ہوا تھا میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا اور میں نے اس سے اتنا پیا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تراوت میرے اعضا سے نکل رہی ہے۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطابؓ کو دیا۔ جو لوگ آپؐ کے آس پاس تھے اُنہوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپؐ نے اس کی کیا تعبیر کی؟ آپؐ نے فرمایا: علم۔

أطرافُه: ٨٢، ٣٦٨١، ٧٠٠٦، ٧٠٢٧، ٧٠٣٢-

بَاب١٧: الْقَمِيصُ فِي الْمَنَامِ

خواب میں قمیص دیکھنا

٧٠٠٨: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ

٧٠٠٨: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن ابراہیم نے ہمیں بتایا۔ میرے باپ ابراہیم نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے صالح سے، صالح نے ابن شہاب سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا حضرت ابواُمامہ بن سہلؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ اُنہوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثَّدْيَ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ وَمَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ قَالُوا مَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ الدِّينَ.

فرمایا: اس اثناء میں کہ میں سویا ہوا تھا میں نے لوگوں کو دیکھا کہ میرے سامنے لائے جارہے ہیں اور اُنہوں نے قمیصیں پہنی ہوئی ہیں۔ بعض ان میں ایسی تھیں جو سینے تک پہنچتی تھیں اور بعض ایسی تھیں جو اس سے نیچے تک پہنچتی تھیں اور عمر بن خطابؓ میرے سامنے سے گزرے اور اُنہوں نے بھی ایک قمیص پہنی تھی جس کو وہ گھسیٹ رہے تھے۔ صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ آپؐ نے کیا تعبیر کی؟ آپؐ نے فرمایا: دین۔

أطرافه: ٢٣، ٣٦٩١، ٧٠٠٩-

بَاب١٨: جَرُّ الْقَمِيصِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں قمیص گھسیٹتے جانا

٧٠٠٩: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثَّدْيَ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

٧٠٠٩: سعید بن عفیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے مجھے بتایا۔ عقیل نے مجھ سے بیان کیا۔ اُنہوں نے ابن شہاب سے روایت کی کہ حضرت ابواُمامہ بن سہلؓ نے مجھے خبر دی۔ حضرت ابواُمامہؓ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرمارہے تھے کہ میں سو رہا تھا۔ اتنے میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے پیش کیے جارہے ہیں اور اُنہوں نے قمیصیں پہنی ہوئی ہیں۔ اُن میں سے بعض ایسی تھیں جو سینے تک اور ان میں سے بعض ایسی تھیں جو اس

وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجْتَرُّهُ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ الدِّينَ.

سے نیچے تک پہنچتی تھیں اور عمر بن خطابؓ بھی میرے سامنے پیش کیے گئے۔ اُنہوں نے بھی قمیص پہنی ہوئی تھی جس کو وہ گھسیٹ رہے تھے۔ صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے اس کی کیا تعبیر کی؟ آپؐ نے فرمایا: دین۔

أطرافه: ٢٣، ٣٦٩١، ٧٠٠٨-

بَاب ١٩: الْخُضْرُ فِي الْمَنَامِ وَالرَّوْضَةُ الْخَضْرَاءُ

خواب میں سبزی یا سرسبز باغ دیکھنا

٧٠١٠: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا الحَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَابْنُ عُمَرَ فَمَرَّ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالُوا هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ قَالُوا كَذَا وَكَذَا قَالَ سُبْحَانَ اللهِ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَهُمْ أَنْ يَقُولُوا مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ إِنَّمَا رَأَيْتُ كَأَنَّمَا عَمُودٌ وُضِعَ فِي رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فَنُصِبَ فِيهَا وَفِي رَأْسِهَا عُرْوَةٌ وَفِي أَسْفَلِهَا مِنْصَفٌ - الْمِنْصَفُ الْوَصِيفُ - فَقِيلَ ارْقَهْ فَرَقِيتُ حَتَّى أَخَذْتُ

٧٠١٠: عبداللہ بن محمد جعفی نے ہم سے بیان کیا کہ حرمی بن عمارہ نے ہمیں بتایا۔ قرہ بن خالد نے ہم سے بیان کیا۔ قرہ نے محمد بن سیرین سے روایت کی کہ (انہوں نے کہا:) قیس بن عباد کہتے تھے۔ میں ایک حلقے میں بیٹھا تھا جس میں حضرت سعد بن مالکؓ اور حضرت ابن عمرؓ بھی تھے۔ اتنے میں حضرت عبداللہ بن سلامؓ گزرے۔ لوگوں نے کہا: یہ شخص جنتیوں میں سے ہے۔ میں نے حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے کہا کہ لوگوں نے ایسا ایسا کہا ہے۔ انہوں نے کہا۔ سبحان اللہ انہیں شایاں نہیں کہ وہ بات کہیں جس کا ان کو علم نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ جیسے ایک ستون ہے جو سرسبز باغ میں نصب کیا گیا ہے اور اس کی چوٹی پر ایک کنڈا لگا ہوا ہے اور اس کے نیچے ایک

بِالْعُرْوَةِ فَقَصَصْتُهَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُوتُ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ آخِذٌ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى.

مِنْصَف کھڑا ہے۔ مِنْصَف کے معنی وہ لڑکا جو ابھی جوان نہ ہوا ہو۔ مجھ سے کہا گیا۔ اس ستون پر چڑھو اور میں اس پر چڑھ گیا جا کر اس کنڈے کو پکڑ لیا۔ میں نے یہ خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبداللہؓ ایسی حالت میں فوت ہو گا کہ وہ اس مضبوط کنڈے کو پکڑے ہوئے ہو گا۔

أطرافه: ٣٨١٣، ٧٠١٤-

بَاب ٢٠: كَشْفُ الْمَرْأَةِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں عورت سے کپڑا ہٹا کر دیکھنا

٧٠١١: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَيَقُولُ هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَأَكْشِفُهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُولُ إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ.

٧٠١١: عبید بن اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو اسامہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ہشام سے، ہشام نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ کہتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خواب میں مجھے تم دو بار دکھائی گئی تھی۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ہے جو تمہیں ریشمی کپڑے میں اُٹھائے ہوئے ہے اور وہ کہہ رہا ہے یہ تمہاری بیوی ہے۔ میں اس کپڑے کو جو کھولتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تم ہو۔ میں کہتا تھا اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہوا تو وہ اسے پورا کر دے گا۔

أطرافه: ٣٨٩٥، ٥٠٧٨، ٥١٢٥، ٧٠١٢-

تشریح: كَشْفُ الْمَرْأَةِ فِي الْمَنَامِ: خواب میں عورت سے کپڑا ہٹا کر دیکھنا۔ زیرِ باب روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رؤیا کا ذکر ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت

عائشہؓ جبرائیل نے ریشم کے کپڑے میں لپٹی ہوئی دکھائی تھیں اور بتایا کہ یہ آپ کی زوجہ ہیں۔ انبیاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی خبروں میں اس قدر محتاط ہوتے ہیں کہ نفس کی کوئی ملونی اس میں شامل نہ ہو یہ انقطاع الی اللہ کا وہ مقام ہے جہاں انبیاء ہر امر اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں اور اُسی سے یہ اُمید رکھتے ہیں کہ اگر فی الواقعہ خدا کی طرف سے ہوگی تو اللہ تعالیٰ اپنی بات کو پورا کر دے گا آپ کی اس رؤیا کو اللہ تعالیٰ نے سچا ثابت کر دیا اور حضرت عائشہؓ آپ کے عقد میں آئیں۔ یہ واقعہ کس طرح ہوا اس کی تفصیل میں حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم اے فرماتے ہیں:

”حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جلد ہی دُوسری شادی کا خیال آنا آپؐ کے منصبِ نبوت کے لحاظ سے ایک طبعی امر تھا، مگر ایسے حالات میں ایک نبی کے واسطے بیوی کا انتخاب بھی کوئی آسان کام نہیں ہوتا کیونکہ کئی باتوں کو دیکھنا اور کئی امور کا لحاظ رکھنا ہوتا ہے لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور دُعائیں کیں کہ وہ اس معاملہ میں آپ کا ہادی اور رہنما ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعا کو سُنا اور آپؐ کو ایک رؤیا کے ذریعہ اپنے انتخاب سے اطلاع دی؛ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ انہی ایّام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور آپؐ کے سامنے ایک سبز رنگ کا ریشمی رومال پیش کر کے عرض کیا کہ ”یہ آپؐ کی بیوی ہے دُنیا اور آخرت میں۔“ آپؐ نے رومال لے کر دیکھا تو اس پر حضرت عائشہؓ بنت ابوبکرؓ کی تصویر تھی۔

اس کے کچھ عرصہ بعد خولہ بنت حکیم زوجہ عثمانؓ بن مظعون آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپؐ سے عرض کیا کہ ”یا رسول اللہ آپؐ شادی کیوں نہیں کر لیتے؟“ آپؐ نے فرمایا: ”کِس سے کروں؟“ اس نے عرض کیا کہ ”آپؐ چاہیں تو کنواری لڑکی بھی موجود ہے اور بیوہ عورت بھی۔“ آپؐ نے فرمایا: ”کون“ خولہ نے عرض کیا۔ ”کنواری تو آپؐ کے عزیز دوست ابوبکرؓ صدیق کی لڑکی عائشہ ہے اور بیوہ سودہ بنت زمعہ ہے جو آپؐ کے خادم سکران بن عمرو مرحوم کی بیوہ ہے۔“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اچھا تو پھر تم ان دونوں کے متعلق بات کرو؛ چنانچہ خولہ نے پہلے حضرت ابوبکرؓ اور اُن کی اہلیہ اُمّ رومان سے ذکر کیا۔ وہ پہلے بہت حیران ہوئے اور کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمارے بھائی ہیں۔ مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہلا بھیجا کہ دین کی اخوت سے رشتہ پر اثر نہیں پڑتا تو پھر انہیں کیا عذر ہو سکتا تھا بلکہ ان کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی تھی کہ اُن کی بیٹی رسولِ خدا کی بیوی بنے۔ اس کے بعد خولہؓ حضرت سودہؓ بنت زمعہ کے پاس گئیں۔ وہ اور ان کے عزیز بھی راضی تھے۔ لہٰذا شوال ۱۰ نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان ہر دو کے ساتھ چار چار سو درہم مہر پر نکاح پڑھا گیا اور حضرت سودہؓ کا تو نکاح کے ساتھ ہی رُخصتانہ بھی ہو گیا۔ لیکن چونکہ عائشہؓ کی عمر اس وقت صرف سات سال کی تھی اس لیے ان کا رخصتانہ ہجرت کے بعد تک ملتوی رہا۔

اس موقع پر یاد رکھنا چاہیئے کہ جو جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات سے خالی ہوئی تھی وہ دراصل حضرت عائشہؓ سے ہی پُر ہوئی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل تجویز حضرت عائشہؓ ہی کے متعلق تھی اور وہی آپؐ کو خواب میں بھی دکھائی گئی تھیں لیکن حضرت سودہؓ کا نکاح ایک خاص مصلحت اور خاص ضرورت کے ماتحت تھا اور وہ یہ کہ چونکہ یہ زمانہ مسلمانوں کے واسطے ایک سخت تکلیف اور مصیبت کا زمانہ تھا اور ظالم قریش کی طرف سے سب مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں پر جور و جفا کے تبر چل رہے تھے اور خصوصاً بے یارومددگار غرباء کے لیے تو یہ انتہائی مصائب کے دن تھے اس لیے ایسی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گوارا نہ کیا کہ وہ صدمہ خوردہ اور غم رسیدہ بیوہ بغیر کسی انتظام کے چھوڑ دی جاوے اور اسلام کی وجہ سے مصیبت کے دن کاٹے اس لیے اور نیز اس لیے بھی کہ آپؐ نے مسلمانوں کو آپس میں محبت رکھنے اور ایک دُوسرے کی ہمدردی اور مدد کرنے کا عملی سبق بھی دینا تھا۔ جب آپؐ کے سامنے سودہؓ کا ذکر آگیا تو آپؐ نے بلا تأمل یہی فیصلہ کیا کہ آپؐ انہیں خود اپنے سایۂ عاطفت میں لے لیں اور یہ آپؐ کی طرف سے ایک قربانی تھی جو حالات پیش آمدہ کے ماتحت کی گئی۔ کیونکہ اوّل تو سودہؓ ایک بیوہ تھیں۔ دُوسرے وہ اچھی عمر رسیدہ تھیں۔ حتّٰی کہ شادی سے

تھوڑے ہی عرصہ بعد وہ مباشرت کے بالکل ناقابل ہو گئیں۔ تیسرے اُن میں آپؐ کی زوجیت کے واسطے کوئی امتیازی قابلیت بھی نہ تھی اور نہ کوئی خاص وجہ کشش تھی۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ اُن کا آپؐ کے حرم میں آنا یہ معنے رکھتا تھا کہ آپؐ اپنی اس بیوی پر ایک سوت لا رہے ہیں جو خدائی اِنتخاب کے ماتحت آپؐ کی زوجہ بنی تھی اور اس وجہ سے آپؐ کو بہت محبوب تھی اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اپنی محبوب بیوی پر کوئی شخص یونہی بلا خاص وجہ کے سوت نہیں لایا کرتا۔ پس حضرت عائشہؓ کے ہوتے ہوئے آپؐ کا حضرت سودہؓ جیسی عمر رسیدہ خاتون کے ساتھ نکاح کرنا صاف بتارہا ہے کہ نعوذ باللہ یہ کوئی عیش و عشرت کا سامان نہ تھا جو آپؐ اپنے گھر لا رہے تھے بلکہ یہ ایک قربانی تھی جو آپؐ کو حالاتِ پیش آمدہ کے ماتحت کرنی پڑی تھی۔

پس آپؐ کی اصل اور مستقل تجویز حضرت عائشہؓ ہی کے لیے تھی جن کے متعلق خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ ہوا تھا اور وہی دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مناسب بھی تھیں کیونکہ:

اوّل: وہ بالکل نوعمر لڑکی تھیں اور اس لیے پوری طرح اس قابل تھیں کہ اسلامی تعلیمات کو جلد، بآسانی اور بخوبی سیکھ کر ایک دینی معلمہ بن سکیں جو ایک شارع نبی کی بیوی کے واسطے ضروری ہے۔

دوسرے: وُہ نہایت درجہ ذہین اور ذکی تھیں جس کی وجہ سے دینی مسائل کے سیکھنے اور تفقّہ فی الدین کے لیے نہایت مناسب تھیں۔

تیسرے: بوجہ کم عمر ہونے کے ان کے متعلق بظاہر توقع تھی جو پوری بھی ہوئی کہ وہ ابھی بہت لمبی عمر پائیں گی اور اس طرح انہیں مُسلمان عورتوں میں تعلیم و تربیت اور تبلیغ کا زیادہ موقع مِل سکے گا۔

چوتھے: اسلام ہی میں اُن کی پیدائش ہوئی تھی جس کی وجہ سے اسلامی تعلیم گویا اُن کی گھٹی میں پڑی تھی اور بچپن سے ہی اُنہوں نے اسلامی عادات واطوار اچھی طرح سیکھ لیے تھے اور تعلیمِ اسلامی کا ایک بہت عمدہ نمونہ تھیں۔

پانچویں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ اوّل المومنین اور افضل المسلمین کی صاحبزادی تھیں جس کی وجہ سے ان کی تربیت نہایت اعلیٰ اور کامل اور شعارِ اسلامی کے عین مطابق ہوئی تھی اور اس لیے وہ عورتوں میں نمونہ بننے کے خاص طور پر قابل تھیں۔

ان وجوہات سے حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ بننے کے واسطے سب سے بڑھ کر مناسب تھیں اور انہی وجوہ کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے واسطے ان کو پسند فرمایا؛ چنانچہ یہ باتیں اپنا پھل لائیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کے وجود سے امّتِ محمدیہ کو بڑے بڑے فائدے پہنچے ہیں۔ احادیث کا وہ حصہ جو عورتوں کے مسائل سے تعلق رکھتا ہے زیادہ تر حضرت عائشہؓ ہی کے اقوال و روایات پر مبنی ہے۔ پھر یہی نہیں بلکہ عام دینی مسائل میں بھی ان کو ایک خاص مرتبہ حاصل ہے؛ چنانچہ روایت آتی ہے کہ: كَانَ الْأَكَابِرُ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجِعُوْنَ إِلَى قَوْلِهَا يَسْتَفْتُوْنَهَا۔

”یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ بھی حضرت عائشہؓ کے قول کی طرف رجوع کرتے اور ان سے فتویٰ پوچھتے تھے۔“

غرض اصل اور مستقل تجویز آپؐ کی حضرت عائشہؓ سے تھی اور وہی اس منصبِ عالی کے لائق تھیں۔ باقی رہی حضرت سودہؓ بنت زمعہ کی شادی۔ سو جیسا کہ ہم اُوپر بیان کر چکے ہیں وُہ ایک قربانی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ کیونکہ یہ شادی ایک خاص مربّیانہ اصول کے ماتحت تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دلی محبت اور قلبی توجہ اور حقیقی مہربانی کا ایک بیّن ثبوت ہے جو آپؐ ان مصائب کے زمانہ میں اپنے خدّام اور ان کے پسماندگان کے حال پر فرماتے تھے اور یہ بات حضرت سودہؓ کی ہی شادی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جیسا کہ آگے چل کر اپنے اپنے موقع پر ظاہر ہو جائے گا حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ کے نکاح کے سوا جو کہ خود بالذّات مقصود تھا باقی جتنے بھی نکاح آپؐ نے کیے وہ سب خاص حالات، خاص ضروریات اور خاص مصالح کے

ماتحت کئے گئے؛ چنانچہ آپؐ کا خواب بھی یہی ظاہر کرتا ہے جس میں آپؐ کو صرف حضرت عائشہؓ کی تصویر دکھائی گئی تھی اور یہ الفاظ کہے گئے تھے کہ "اب تیری یہ بیوی ہے دُنیا اور آخرت میں۔" اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ سے خاص محبت تھی۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے آپؐ سے دریافت کیا: "اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْكَ۔" یعنی "یارسُول اللہ! لوگوں میں سے آپؐ کو کس سے زیادہ محبت ہے؟" آپؐ نے فرمایا: "عائشہ سے"۔ اس نے پوچھا "یارسول اللہ مردوں میں سے کس سے زیادہ ہے؟" فرمایا: اَبُوْھا۔ "عائشہؓ کے باپ سے۔" حضرت عائشہؓ اور حضرت سودہؓ کا نکاح شوال ۱۰ نبوی میں ہوا تھا اور عام روایات کے مطابق حضرت سودہؓ کے نکاح کی رسم حضرت عائشہؓ کے نکاح سے چند روز پہلے وقوع میں آئی تھی۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچاس سال سے اُوپر تھی۔"

(سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ ۱۹۷ تا ۲۰۰)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مقامات میں ظاہر فرمادیا کہ جو کچھ میرے پر کشفی طور پر کھلتا ہے جب تک منجانب اللہ قطعی اور یقینی معنے اس کے معلوم نہ ہوں میں ظاہر پر حمل نہیں کر سکتا۔ مثلاً اس حدیث کو دیکھو... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ تُو خواب میں مجھے دو دفعہ دکھائی گئی اور میں نے تجھے ایک ریشم کے ٹکڑے پر دیکھا اور کہا گیا کہ یہ تیری عورت ہے اور میں نے اس کو کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تُو ہی ہے اور میں نے کہا کہ اگر خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہی تعبیر ہے جو میں نے سمجھی ہے تو ہو رہے گی یعنی خوابوں اور مکاشفات کی تعبیر ضرور نہیں کہ ظاہر پر ہی واقعہ ہو کبھی تو ظاہر پر ہی واقعہ ہو جاتی ہے اور کبھی غیر ظاہر پر وقوع میں آتی ہے سو اس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب کی سچائی میں شک نہیں کیا کیونکہ نبی کی خواب تو ایک قسم کی وحی ہوتی ہے بلکہ اُس کی طرز وقوع میں تردّد بیان کیا ہے کہ خدا جانے اپنی ظاہری صورت کے لحاظ سے وقوع میں آوے یا اُس کی اَور کوئی تعبیر پیدا ہو

اور اس جگہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے یہ بھی بخوبی ثابت ہو گیا کہ جو وحی کشف یا خواب کے ذریعہ سے کسی نبی کو ہووے اس کی تعبیر کرنے میں غلطی بھی ہو سکتی ہے۔(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴)

بَاب ۲۱: ثِيَابُ الْحَرِيرِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں ریشمی کپڑے دیکھنا

۷۰۱۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيتُكِ قَبْلَ أَنْ أَتَزَوَّجَكِ مَرَّتَيْنِ رَأَيْتُ الْمَلَكَ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَقُلْتُ لَهُ اكْشِفْ فَكَشَفَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَقُلْتُ إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ يُمْضِهِ ثُمَّ أُرِيتُكِ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَقُلْتُ اكْشِفْ فَكَشَفَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَقُلْتُ إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ يُمْضِهِ.

۷۰۱۲: محمد (بن علاء) نے ہم سے بیان کیا کہ ابو معاویہ نے ہمیں بتایا۔ ہشام نے ہمیں خبر دی۔ اُنہوں نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے مجھے تم دو بار دکھائی گئی۔ میں نے فرشتے کو دیکھا کہ تمہیں ایک ریشمی کپڑے میں اٹھایا ہوا ہے میں نے اس سے کہا: کپڑا کھولو۔ اس نے کھولا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ تم ہی ہو۔ میں نے کہا: اگر یہ اللہ کی طرف سے ہوا تو وہ اسے پورا کر دے گا۔ پھر تم مجھے دکھائی گئی کہ (فرشتہ) تمہیں ریشمی کپڑے میں اُٹھائے ہوئے ہے۔ میں نے کہا: کھولو۔ اس نے کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تم ہی ہو۔ میں نے کہا: اگر یہ اللہ کی طرف سے ہوا تو اس کو پورا کر دے گا۔

أطرافه: ۳۸۹۵، ۵۰۷۸، ۵۱۲۵، ۷۰۱۱-

بَاب ٢٢: الْمَفَاتِيحُ فِي الْيَدِ

ہاتھ میں چابیاں

٧٠١٣: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي. قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ وَبَلَغَنِي أَنَّ جَوَامِعَ الْكَلِمِ أَنَّ اللهَ يَجْمَعُ الْأُمُورَ الْكَثِيرَةَ الَّتِي كَانَتْ تُكْتَبُ فِي الْكُتُبِ قَبْلَهُ فِي الْأَمْرِ الْوَاحِدِ وَالْأَمْرَيْنِ أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ.

٧٠١٣: سعید بن عفیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ عُقیل نے مجھ سے بیان کیا۔ اُنہوں نے ابن شہاب سے روایت کی سعید بن مسیب نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے۔ مجھے جامع باتیں دے کر بھیجا گیا ہے اور رعب سے میری مدد کی گئی اور ایک بار میں سو رہا تھا کہ اسی اثناء میں میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ ابو عبد اللہ نے کہا اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جوامع الکلم سے یہ مراد ہے کہ بہت سی باتیں کہ جو اس سے پہلے کتابوں میں لکھی جایا کرتی تھیں، وہ اللہ نے ایک یا دو باتوں میں جمع کر دیں یا اس قسم کی کوئی بات کی تھی جو مجھے پہنچی۔

أطرافه: ٢٩٧٧، ٦٩٩٨، ٧٢٧٣۔

بَاب ٢٣: التَّعْلِيقُ بِالْعُرْوَةِ وَالْحَلْقَةِ

کنڈے اور حلقے سے لٹکنا

٧٠١٤: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ ح. و

٧٠١٤: عبد اللہ بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ازہر (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن

حَدَّثَنِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ رَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ وَوَسَطَ الرَّوْضَةِ عَمُودٌ فِي أَعْلَى الْعَمُودِ عُرْوَةٌ فَقِيلَ لِي ارْقَهْ قُلْتُ لَا أَسْتَطِيعُ فَأَتَانِي وَصِيفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِي فَرَقِيتُ فَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ فَانْتَبَهْتُ وَأَنَا مُسْتَمْسِكٌ بِهَا فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ رَوْضَةُ الْإِسْلَامِ وَذَلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقَى لَا تَزَالُ مُسْتَمْسِكًا بِالْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ.

عون سے روایت کی اور خلیفہ (بن خیاط) نے بھی مجھ سے بیان کیا کہ معاذ نے ہمیں بتایا۔ ابن عون نے ہم سے بیان کیا۔ ابن عون نے محمد (بن سیرین) سے روایت کی کہ قیس بن عباد نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں نے دیکھا جیسے میں ایک باغیچہ میں ہوں۔ اس باغیچہ کے درمیان ایک ستون ہے۔ ستون کی چوٹی پر ایک کنڈا لگا ہوا ہے۔ مجھے کہا گیا اس پر چڑھو۔ میں نے کہا: میں نہیں چڑھ سکتا۔ اتنے میں ایک لڑکا آیا۔ اس نے میرے کپڑے اٹھائے اور میں چڑھ گیا اور جا کر کنڈے کو مضبوط پکڑ لیا۔ پھر میں جاگ پڑا اور میں اس حالت میں جاگ پڑا کہ میں اسے مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میں نے یہ خواب بیان کیا آپ نے فرمایا: وہ باغ اسلام کا باغ ہے اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ کنڈا وہ مضبوط کنڈا ہے (جس کا ذکر قرآن میں ہے) تم اسلام کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے اور اسی حالت میں تم فوت ہو گے۔

أطرافه: ٣٨١٣، ٧٠١٠۔

بَاب ٢٤: عَمُودُ الْفُسْطَاطِ تَحْتَ وِسَادَتِهِ

بڑے خیمے کا ستون اپنے تکیے کے نیچے دیکھنا

تشریح: عَمُودُ الْفُسْطَاطِ تَحْتَ وِسَادَتِهِ: بڑے خیمے کا ستون اپنے تکیے کے نیچے دیکھنا۔ علمِ تعبیر کے علماء بیان کرتے ہیں کہ جس نے خواب میں ستون دیکھا تو اس کی تعبیر دین ہے یا ایسا شخص ہے

جس پر دین کے معاملہ میں اعتماد کیا جا سکے۔ انہوں نے لفظ عمود کی تفسیر دین اور غلبہ بیان کی ہے۔ اور خیمہ کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ جس نے یہ دیکھا کہ اس کا خیمہ لگایا گیا ہے تو (تعبیر ہوگی کہ) وہ غلبہ پائے گا، یا اگر کسی بادشاہ سے لڑائی ہوگی تو کامیاب ہوگا۔ امام بخاریؒ نے اس باب میں کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ لیکن علامہ ابن حجر نے اس باب کی شرح کرتے ہوئے طبرانی، حاکم اور ابن عساکر کی بعض ایسی روایات نقل کی ہیں جن میں خیمے اور ستون خواب میں دیکھنے کا ذکر ہے۔ اس بارہ میں شارحین کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جب کسی روایت کی سند امام بخاریؒ کے معیار کے مطابق قابل قبول نہیں ہوتی تو بسا اوقات آپ اس کے متعلق عنوان تو قائم کر دیتے ہیں لیکن سند کی کمزوری کی وجہ سے اُس روایت کو اپنی صحیح میں نہیں لاتے۔ (فتح الباری جزء۱۲ صفحہ ۵۰۲، ۵۰۳)

بَاب ٢٥: الْإِسْتَبْرَقُ وَدُخُولُ الْجَنَّةِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں استبرق دیکھنا اور بہشت میں داخل ہونا

٧٠١٥: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدِي سَرَقَةً مِنْ حَرِيرٍ لَا أَهْوِي بِهَا إِلَى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِي إِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ.

۷۰۱۵: معلی بن اسد نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب (بن خالد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب سے، ایوب نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا جیسے میرے ہاتھ میں ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا ہے۔ میں جنت میں جس جگہ بھی جانا چاہتا ہوں وہ مجھے اُڑا کر وہاں پہنچا دیتا ہے۔ یہ خواب میں نے حضرت حفصہؓ کے سامنے بیان کیا۔

أطرافه: ٤٤٠، ١١٢١، ١١٥٦، ٣٧٣٨، ٣٧٤٠، ٧٠٢٨، ٧٠٣٠۔

٧٠١٦: فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَخَاكَ رَجُلٌ صَالِحٌ أَوْ قَالَ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ.

۷۰۱۶: تو حضرت حفصہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کو بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا: تیرا بھائی نیک شخص ہے یا فرمایا: عبداللہؓ نیک شخص ہے۔

أطرافه: ١١٢٢، ١١٥٧، ٣٧٣٩، ٣٧٤١، ٧٠٢٩، ٧٠٣١۔

بَاب٢٦: الْقَيْدُ فِي الْمَنَامِ

خواب میں بیڑیاں دیکھنا

٧٠١٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفًا قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّهُ لَا يَكْذِبُ - قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَقُولُ هَذِهِ - قَالَ وَكَانَ يُقَالُ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ حَدِيثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيفُ الشَّيْطَانِ وَبُشْرَى مِنَ اللهِ فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلَا يَقُصَّهُ عَلَى أَحَدٍ وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ وَكَانَ يُكْرَهُ الْغُلُّ فِي النَّوْمِ وَكَانَ يُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ وَيُقَالُ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ. وَرَوَى قَتَادَةُ وَيُونُسُ وَهِشَامٌ وَأَبُو هِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَدْرَجَهُ بَعْضُهُمْ كُلَّهُ فِي الْحَدِيثِ وَحَدِيثُ

٧٠١٧: عبد اللہ بن صباح نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا میں نے عوف (بن ابی جمیلہ) سے سنا۔ اُنہوں نے کہا محمد بن سیرین نے ہم سے بیان کیا کہ اُنہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب وہ زمانہ آجائے گا تو مؤمن کا کوئی خواب بھی جھوٹا نہ ہوگا اور مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ اور جو نبوت میں سے ہو وہ جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ محمد (بن سیرین) نے کہا اور میں بھی یہی کہتا ہوں۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے۔ یہ کہا جاتا تھا کہ خواب تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک نفسانی خیالات اور ایک شیطان کا ڈراوا اور ایک اللہ کی طرف سے بشارت۔ اس لئے جو شخص ایسی بات دیکھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو تو وہ اسے کسی سے بیان نہ کرے اور اُٹھ کر نماز پڑھے۔ (محمد بن سیرین) کہتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ خواب میں گلے کا طوق برا سمجھتے تھے اور پاؤں کی بیڑیاں اچھی سمجھتے تھے اور کہا جاتا ہے کہ بیڑی سے مراد دین کی مضبوطی ہے۔ اور قتادہ اور یونس اور ہشام اور ابوہلال نے بھی اس حدیث کو ابن سیرین سے روایت کیا۔ اُنہوں نے حضرت

عَوْفٍ أَبْيَنُ. وَقَالَ يُونُسُ لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَيْدِ. قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ لَا تَكُونُ الْأَغْلَالُ إِلَّا فِي الْأَعْنَاقِ.

طرفه: ٦٩٨٨۔

ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بعض راویوں نے ان ساری باتوں کو حدیث میں ہی شامل کر دیا ہے اور عوف (اعرابی) کا بیان سب سے زیادہ واضح ہے اور یونس نے کہا: بیڑی کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی انہوں نے روایت کی۔ ابوعبداللہ (امام بخاری) نے کہا: أَغْلَالُ یعنی طوق گردنوں میں ہی ہوتے ہیں۔

بَاب٢٧ : الْعَيْنُ الْجَارِيَةُ فِي الْمَنَامِ

خواب میں بہتا چشمہ دیکھنا

٧٠١٨: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ - وَهِيَ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِهِمْ بَايَعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَتْ طَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ فِي السُّكْنَى حِينَ اقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلَى سُكْنَى الْمُهَاجِرِينَ فَاشْتَكَى فَمَرَّضْنَاهُ حَتَّى تُوُفِّيَ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ فِي أَثْوَابِهِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ

٧٠١٨: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ اُنہوں نے زہری سے، زہری نے خارجہ بن زید بن ثابت سے، خارجہ نے حضرت اُم العلاءؓ سے روایت کی اور وہ انہی کے خاندان کی عورتوں میں سے ایک عورت تھیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی وہ کہتی تھیں: جب انصار نے مہاجرین کی سکونت کے متعلق قرعے ڈالے تو عثمان بن مظعونؓ گھر میں ٹھہرنے کے لئے ہمارے حصے میں آئے۔ وہ بیمار ہوگئے اور ہم ان کی بیماری پرسی کرتے رہے۔ جب فوت ہوگئے تو پھر ہم نے انہی کے کپڑوں میں ان کو کفنایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللهُ قَالَ وَمَا يُدْرِيكِ قُلْتُ لَا أَدْرِي وَاللهِ قَالَ أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ مِنَ اللهِ وَاللهِ مَا أَدْرِي - وَأَنَا رَسُولُ اللهِ - مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ فَوَاللهِ لَا أُزَكِّي أَحَدًا بَعْدَهُ قَالَتْ وَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ فِي النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِي فَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ ذَاكِ عَمَلُهُ يَجْرِي لَهُ.

ہمارے پاس آئے۔ میں نے کہا: ابوسائب تم پر اللہ کی رحمت ہو۔ میری شہادت تمہارے متعلق تو یہ ہے کہ اللہ نے ضرور تمہیں نوازا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تمہیں کیسے معلوم؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتی۔ آپؐ نے فرمایا: وہ تو اب مر چکے ہیں میں ان کے لئے اللہ سے بھلائی کی اُمید رکھتا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور نہ ہی تمہارے ساتھ۔ حضرت اُم العلاءؓ کہتی تھیں: اس کے بعد میں کسی کو بھی پاک نہیں ٹھہراتی۔ کہتی تھیں: اور میں نے خواب میں عثمانؓ کا ایک چشمہ بہتے ہوئے دیکھا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی میں نے آپؐ سے اس کا ذکر کیا آپؐ نے فرمایا: یہ اس کا عمل ہے، (چشمۂ کوثر) جو اس کے لئے جاری ہے۔

أطرافه: ۱۲٤۳، ۲٦۸۷، ۳۹۲۹، ۷۰۰۳، ۷۰۰٤۔

بَاب۲۸: نَزْعُ الْمَاءِ مِنَ الْبِئْرِ حَتَّى يَرْوَى النَّاسُ

کنوئیں سے پانی نکالنا تا کہ لوگ پی کر سیر ہوں

رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو روایت کیا۔

۷۰۱۹: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ

۷۰۱۹: یعقوب بن ابراہیم بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب بن حرب نے ہمیں بتایا۔ صخر بن جویریہ نے ہم سے بیان کیا۔ نافع نے ہمیں بتایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اُنہیں بتایا

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا عَلَى بِئْرٍ أَنْزِعُ مِنْهَا إِذْ جَاءَنِيْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ فَغَفَرَ اللهُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ أَبِي بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِي يَدِهِ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرْيَهُ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایک کنوئیں پر کھڑا ہو کر اس سے پانی نکال رہا ہوں کہ اتنے میں ابو بکرؓ اور عمرؓ آئے۔ ابو بکرؓ نے ڈول لیا اور اُنہوں نے ایک یا دو ڈول کھینچ کر نکالے اور ان کے کھینچنے میں کچھ کمزوری تھی۔ اللہ ان کی پردہ پوشی فرماتے ہوئے ان سے درگزر کرے۔ پھر ابن خطابؓ نے ابو بکرؓ کے ہاتھ سے وہ ڈول لیا تو وہ ڈول ان کے ہاتھ میں چرسا بن گیا۔ تو میں نے لوگوں میں ایسا شہ زور نہیں دیکھا کہ جو ان کا سا حیرت انگیز کام کرتا ہو۔ اتنا پانی نکالا کہ لوگ خوب سیر ہو کر گھاٹ کے آس پاس بیٹھ گئے

أطرافه: ٣٦٣٣، ٣٦٧٦، ٣٦٨٢، ٧٠٢٠-

بَاب ٢٩: نَزْعُ الذَّنُوبِ وَالذَّنُوبَيْنِ مِنَ الْبِئْرِ بِضَعْفٍ

ایک یا دو ڈول کمزوری کے ساتھ کھینچ کر کنوئیں سے نکالنا

٧٠٢٠: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ النَّاسَ اجْتَمَعُوا فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ قَامَ ابْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَمَا رَأَيْتُ

۷۰۲۰: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ زہیر (بن معاویہ) نے ہمیں بتایا۔ موسیٰ (بن عقبہ) نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے سالم سے، سالم نے اپنے باپ سے روایت کی۔ ان کے باپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خواب کے متعلق جو آپ نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بارے میں دیکھی تھی روایت کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے لوگوں کو دیکھا اکٹھے ہیں۔ ابو بکرؓ کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے ایک یا دو ڈول کھینچ کر نکالے

فِي النَّـاسِ مَـنْ يَّفْـرِي فَرْيَـهُ حَتَّـى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

اور اُن کے کھینچنے میں کچھ کمزوری تھی۔ اللہ اُن کی کمزوری پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے اُن سے درگزر کرے۔ پھر ابن خطابؓ کھڑے ہوئے اور وہ ڈول چرسے میں تبدیل ہوگیا۔ میں نے لوگوں میں کوئی نہیں دیکھا جو ان کا سا حیرت انگیز کام کرتا ہو۔ اتنا پانی نکالا کہ لوگ سیر ہو کر اس گھاٹ کے آس پاس جابیٹھے۔

أطرافه: ٣٦٣٣، ٣٦٧٦، ٣٦٨٢، ٧٠١٩-

٧٠٢١: حَـدَّثَنَا سَـعِيدُ بْـنُ عُفَيْـرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْـثُ قَـالَ حَـدَّثَنِي عُقَيْـلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ وَعَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

۷۰۲۱: سعید بن عفیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا عقیل نے مجھ سے بیان کیا۔ عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی کہ سعید نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابوہریرہؓ نے اُنہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک کنوئیں پر دیکھا اور اس پر ایک ڈول دھرا ہے۔ تو میں نے اس کنوئیں سے جتنا اللہ نے چاہا پانی کھینچ کر نکالا۔ پھر ابوقحافہ کے بیٹے نے اس ڈول کو لیا اور کنوئیں سے ایک یا دو ڈول نکالے اور ان کے کھینچنے میں کچھ کمزوری تھی۔ اللہ اُن کی کمزوری پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے ان سے درگزر فرمائے۔ پھر وہ ڈول ایک چرسہ میں تبدیل ہو گیا تو پھر عمر بن خطابؓ نے اسے لیا اور میں نے لوگوں میں سے کوئی ایسا شہ زور نہیں دیکھا جو عمر بن خطابؓ کی طرح پانی نکالتا ہو۔ اتنا پانی نکالا کہ لوگ سیر ہو کر گھاٹ کے آس پاس اپنے تھانوں میں اطمینان سے جا بیٹھے۔

أطرافه: ٣٦٦٤، ٧٠٢٢، ٧٤٧٥-

تشریح: نَزْعُ الذَّنُوبَ وَالذَّنُوبَيْنِ مِنَ الْبِئْرِ بِضَعْفٍ: ایک یا دو ڈول کمزوری کے ساتھ کھینچ کر کنوئیں سے نکالنا۔ خطابیؒ کا قول ہے کہ اہل عرب کے نزدیک پانی پلانا اور ڈول بھر بھر کر نکالنا، فخر اور غلبہ کے اظہار کے لیے بطور ضرب المثل ہے۔ جب کہتے ہیں کہ فلاں کو ڈول بھر بھر کر پلا رہا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں کہ وہ اس کے معاملات کا انتظام کر رہا ہے اور اس پر غالب ہے۔ علامہ ابن بطالؒ کہتے ہیں کہ اس رؤیا سے (اللہ تعالیٰ کا) حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کو ثابت کرنے، ان کی مدت خلافت بتانے اور ان کے دَورِ خلافت میں امت کے حالات کو بیان کرنے کا ارادہ دکھائی دیتا ہے۔ مسلمانوں کے معاملات کو کنوئیں سے تشبیہ دی گئی ہے، جیسا کہ اس میں موجود پانی پر لوگوں کی زندگی اور شہروں کی بہبودی کا مدار ہوتا ہے اور ان کے والی اور امور کے نگران کو ایسے شخص سے تشبیہ دی گئی ہے جو پانی پلانے کے لیے کھینچ کر نکالتا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کا ایک ڈول یا دو ڈول کمزوری کے ساتھ نکالنے میں ان کی مدتِ خلافت کے کم ہونے کی طرف اشارہ ہے، گویا کہ دو ڈول آپؓ کے دورِ خلافت کے دو سال اور چند ماہ کے مثل ہیں۔ آپ کا دَور مرتدین سے قتال کرنے اور دعوت و تبلیغ کرنے والوں کے لیے امن و صلح کے قیام میں ہی کٹ گیا اور آپؓ کو شہر فتح کرنے اور اموالِ غنیمت حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا۔ پس آپؓ کے کھینچنے میں ضعف سے یہی مراد ہے۔ اور حضرت عمرؓ کا دَور لمبا تھا اور آپؓ کی حکومت بھی وسیع ہو گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے عراق، افریقہ، مصر اور شام کے بہت سے شہر آپؓ کے ہاتھ پر فتح کروائے۔ جن سے اموالِ غنیمت حاصل ہو کر مسلمانوں میں تقسیم ہوئے، جن سے اُن کے گھروں میں فراخی اور شادابی آئی اور وہ خوش حال ہو گئے۔ پس آپؓ کے کھینچنے کی عمدگی اسی بات کی تمثیل ہے جو لوگوں نے آپؓ کے عہد میں خیر و برکت کو پایا۔ واللہ اعلم۔

(شرح صحیح البخاری لابن بطال، جزء ۹ صفحہ ۵۴۱)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک رؤیا کا ذکر ہے جس کی تعبیر واقعات نے ظاہر کر دی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے اور وہ اپنے عہد خلافت میں ایسے جوانمردوں کی طرح خدمت انجام دیں گے کہ ان سا کوئی جوانمرد نہ ہو گا۔“

(صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا ...، جلد ۷، صفحہ ۱۷۱)

بَاب ۳۰: الْاِسْتِرَاحَةُ فِي الْمَنَامِ

خواب میں آرام لینا

۷۰۲۲: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ۷۰۲۲: اسحاق بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ أَنِّي عَلَى حَوْضٍ أَسْقِي النَّاسَ فَأَتَانِي أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِي لِيُرِيحَنِي فَنَزَعَ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ فَأَتَى ابْنُ الْخَطَّابِ فَأَخَذَ مِنْهُ فَلَمْ يَزَلْ يَنْزِعُ حَتَّى تَوَلَّى النَّاسُ وَالْحَوْضُ يَتَفَجَّرُ.

عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے معمر سے، معمر نے ہمام سے روایت کی کہ اُنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک حوض پر کھڑا لوگوں کو پانی پلا رہا ہوں۔ اتنے میں ابوبکرؓ میرے پاس آئے اور میرے ہاتھ سے ڈول لے لیا تا کہ وہ مجھے آرام دیں۔ اُنہوں نے دو ڈول کھینچ کر نکالے اور اُن کے کھینچنے میں کچھ کمزوری تھی۔ اللہ اُن کی کمزوری کی پردہ پوشی فرماتے ہوئے ان سے درگزر کرے۔ پھر ابن خطابؓ آئے اور اُنہوں نے اُن سے لے لیا وہ برابر پانی کھینچتے رہے یہاں تک کہ سب لوگ چلے گئے اور وہ حوض پانی سے پھوٹ رہا تھا۔

أطرافه: ٣٦٦٤، ٧٠٢١، ٧٤٧٥-

بَاب ٣١: الْقَصْرُ فِي الْمَنَامِ

خواب میں محل دیکھنا

٧٠٢٣: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ

٧٠٢٣: سعید بن عفیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے مجھے بتایا۔ عقیل نے مجھ سے بیان کیا۔ عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا سعید بن مسیب نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپؐ نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ

رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ قُلْتُ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ قَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَبَكَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ قَالَ أَعَلَيْكَ - بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ - أَغَارُ؟

أطرافه: ٣٢٤٢، ٣٦٨٠، ٥٢٢٧، ٧٠٢٥-

اتنے میں مَیں نے اپنے تئیں جنت میں دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت ہے جو محل کے ایک کنارے ہو کر وضو کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ اُن لوگوں نے کہا: یہ عمر بن خطابؓ کا ہے۔ مجھے اُن کی غیرت یاد آئی اور پیٹھ پھیر کر واپس چلا آیا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے۔ یہ سن کر حضرت عمر بن خطابؓ روئے اور کہنے لگے۔ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، کیا[1] میں آپؐ پر بھی غیرت کھاؤں گا؟

٧٠٢٤: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا فَقَالُوا لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَمَا مَنَعَنِي أَنْ أَدْخُلَهُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِلَّا مَا أَعْلَمُهُ مِنْ غَيْرَتِكَ قَالَ وَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللهِ.

أطرافه: ٣٦٧٩، ٥٢٢٦-

٧٠٢٤: عمرو بن علی (فلاس) نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر بن سلیمان نے ہمیں بتایا۔ عبیداللہ بن عمر نے ہم سے بیان کیا۔ عبیداللہ نے محمد بن منکدر سے، ابن منکدر نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو میں کیا دیکھتا ہوں ایک سونے کا محل ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کس کا ہے؟ لوگوں نے کہا: قریش کے ایک شخص کا۔ ابن خطابؓ اس محل میں جانے سے مجھے ضرور اسی بات نے روکا کہ میں تمہاری غیرت کو جانتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کیا میں آپؐ پر بھی غیرت کھاؤں گا یا رسول اللہ؟

---

[1] حرف "و" حرف استفہام کے معنی بھی دیتا ہے۔ (اقرب الموارد۔و)

بَاب ۳۲: الْوُضُوءُ فِي الْمَنَامِ

خواب میں وضو کرنا

۷۰۲۵: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ فَقَالُوا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ عَلَيْكَ - بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ - أَغَارُ؟

۷۰۲۵: یحییٰ بن بکیر نے مجھ سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی۔ سعید بن مسیب نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں آپؐ نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپؐ کو جنت میں دیکھا۔ تو یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت ہے جو محل کے ایک طرف ہو کر وضو کر رہی ہے۔ میں نے کہا: یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا: عمرؓ کا۔ مجھے ان کی غیرت یاد آئی اور میں پیٹھ پھیر کر وہاں سے چلا آیا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ رو پڑے اور کہنے لگے: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، کیا آپؐ پر بھی میں غیرت کھاؤں گا؟

أطرافه: ۳۲۴۲، ۳۶۸۰، ۵۲۲۷، ۷۰۲۳۔

بَاب ۳۳: الطَّوَافُ بِالْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں کعبہ کا طواف کرنا

۷۰۲۶: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ

۷۰۲۶: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زہری سے روایت کی کہ مجھے سالم بن عبداللہ بن عمر نے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطُفُ رَأْسُهُ مَاءً فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا ابْنُ مَرْيَمَ فَذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ وَابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ.

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں۔ اتنے میں یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گندم گوں شخص جس کے بال سیدھے ہیں دو مردوں کے درمیان چلا جارہا ہے۔ اس کا سر پانی سے ٹپک رہا ہے۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ابن مریم۔ پھر میں مڑ کر جو دیکھنے لگا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ہے جو سرخ رنگ بھاری بھرکم، سر کے بال گھنگریالے، داہنی آنکھ سے کانا جیسے کہ اس کی آنکھ ایک پھولا ہوا انگور ہوتا ہے۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ دجال ہے۔ لوگوں میں سے جو اس سے بہت ملتا جلتا ہے ابن قطن ہے اور ابن قطن بنو مصطلق میں سے ایک شخص تھا جو خزاعہ کا ایک قبیلہ ہے۔

أطرافه: ۳٤٤۰، ۳٤٤۱، ۵۹۰۲، ٦۹۹۹، ۷۱۲۸۔

تشریح: **الطَّوَافُ بِالْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ:** خواب میں کعبہ کا طواف کرنا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”علماء نے اس جگہ ایک اشکال پیش کر کے ایسے لطیف طور پر اس کا جواب دیا ہے جو ہمارے دعویٰ کا ایسا مؤید ہے کہ گویا ہم میں اور ہمارے مخالفین میں فیصلہ کرنے والا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس حدیث میں جو متفق علیہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے مسیح ابن مریم کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور پھر بعد اس کے فرماتے ہیں کہ ایسا ہی میں نے مسیح دجّال کو بھی خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔ اس بیان سے یہ لازم آتا ہے کہ مسیح ابن مریم اور مسیح دجّال کا مدعا و مقصد ایک ہی ہو اور وہ دونوں صراط

مستقیم پر چلنے والے اور اسلام کے سچے تابع ہوں حالانکہ دوسری حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دجّال خدائی کا دعوٰی کرے گا پھر اس کو خانہ کعبہ کے طواف سے کیا کام ہے۔اِس کا علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ ایسے الفاظ و کلمات کو ظاہر پر حمل کرنا بڑی غلطی ہے یہ تو در حقیقت مکاشفات اور خوابوں کے پیرایہ میں بیانات ہیں جن کی تعبیر و تاویل کرنی چاہیئے جیسا کہ عام طور پر خوابوں کی تعبیر کی جاتی ہے سو اس کی تعبیر یہ ہے کہ طواف لُغت میں گرد پھرنے کو کہتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نزول کے وقت میں اشاعت دین کے کام کے گرد پھریں گے اور اس کا انجام پذیر ہو جانا چاہیں گے ایسا ہی مسیح دجال بھی اپنے ظہور کے وقت اپنے فتنہ اندازی کے کام کے گرد پھرے گا اور اُس کا انجام پذیر ہو جانا چاہے گا۔اب کہاں ہیں وہ حضرات مولوی صاحبان جو ان حدیثوں کے الفاظ کو حقیقت پر حمل کرنا چاہتے ہیں اور اُن کے معانی کو ظاہر عبارت سے پھیرنا کفر و الحاد سمجھتے ہیں ذرہ اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر دیکھیں کہ سلف صالح نے اس حدیث کے معنے کرنے کے وقت مسیح دجّال کے طواف کرنے کو ایک خواب کا معاملہ سمجھ کر کیسی اس کی تعبیر کر دی ہے جو ظاہر الفاظ سے بہت بعید ہے پھر جس حالت میں لاچار ہو کر اُن مکاشفات کی ایک جزو کی تعبیر کی گئی تو پھر کیا وجہ کہ باوجود موجود ہونے قرائن قویہ کے دوسری جزوں کی تعبیر نہ کی جائے۔

واضح ہو کہ جس طرح ہمارے علماء نے مسیح دجّال کے طواف کو ایک کشفی امر سمجھ کر اُس کی ایک روحانی تعبیر کر دی ہے ایسا ہی خود جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مقامات میں ظاہر فرما دیا کہ جو کچھ میرے پر کشفی طور پر کھلتا ہے جب تک منجانب اللہ قطعی اور یقینی معنے اس کے معلوم نہ ہوں میں ظاہر پر حمل نہیں کر سکتا۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳)

آپؑ فرماتے ہیں:

"مسیح موعود کا ایسا دکھائی دینا کہ گویا وہ حمام سے غسل کر کے نکلا ہے اور موتیوں کے دانوں کی طرح آبِ غسل کے قطرے اُس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں اس کشف کے معنے یہ ہیں کہ مسیح موعود اپنی بار بار کی توبہ اور تضرع سے اپنے اس تعلق کو جو اس کو خدا کے ساتھ ہے

تازہ کرتا رہے گا گویا وہ ہر وقت غسل کرتا ہے اور اُس پاک غسل کے پاک قطرے موتیوں کی طرح اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں یہ نہیں کہ انسانی سرشت کے برخلاف اس میں کوئی خارق عادت امر ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ کیا لوگوں نے اِس سے پہلے خارق عادت امر کا عیسیٰ بن مریم میں نتیجہ نہیں دیکھ لیا جس نے کروڑہا انسانوں کو جہنم کی آگ کا ایندھن بنا دیا تو کیا اب بھی یہ شوق باقی ہے کہ انسانی عادت کے برخلاف عیسیٰ آسمان سے اُترے فرشتے بھی ساتھ ہوں اور اپنے مُنہ کی پھونک سے لوگوں کو ہلاک کرے اور موتیوں کی طرح قطرے اُس کے بدن سے ٹپکتے ہوں۔ غرض مسیح موعود کے بدن سے موتیوں کی طرح قطرے ٹپکنے کے معنے جو مَیں نے لکھے ہیں وہ صحیح ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے کڑے دیکھے تھے تو کیا اِس سے کڑے ہی مُراد تھے؟ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گائیاں ذبح ہوتے دیکھیں تو کیا اس سے گائیاں ہی مُراد تھیں؟ ہرگز نہیں بلکہ اِن کے اور معانی تھے۔ پس اِسی طرح مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس رنگ میں دیکھنا کہ گویا وہ غسل کرکے آتا ہے اور غسل کے قطرے موتیوں کی طرح اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں اس کے یہی معنی ہیں کہ وہ بہت توبہ کرنے والا اور رجوع کرنے والا ہو گا اور ہمیشہ اُس کا تعلق خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ رہے گا گویا وہ ہر وقت غسل کرتا ہے اور پاک رجوع کے پاک قطرے موتیوں کے دانوں کی طرح اُس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کو غسل سے مشابہت دی ہے جیسا کہ نماز کی خوبیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کے گھر کے دروازے کے آگے نہر ہو اور وہ پانچ وقت اُس نہر میں غسل کرے تو کیا اُس کے بدن پر مَیل رہ سکتی ہے صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ اِسی طرح جو شخص پانچ وقت نماز پڑھتا ہے (جو جامع توبہ اور استغفار اور دعا اور تضرّع اور نیاز اور تحمید اور تسبیح ہے) اُس کے نفس پر بھی گناہوں کی مَیل نہیں رہ سکتی گویا وہ پانچ وقت غسل کرتا ہے۔ اِس حدیث سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے غسل کے بھی یہی معنے ہیں ورنہ جسمانی غسل میں کونسی کوئی خاص خوبی ہے۔ اِس طرح تو ہندو بھی ہر روز صبح کو غسل کرتے ہیں اور غسل کے قطرے بھی ٹپکتے ہیں۔ افسوس کہ جسمانی خیال کے آدمی ہر ایک روحانی امر کو جسمانی امور کی طرف ہی کھینچ کر لے جاتے ہیں اور یہود کی طرح اسرار اور حقائق سے

نا آشنا ہیں۔

اور یہ امر کہ مسیح موعود دجّال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا یعنی دجّال بھی خانہ کعبہ کا طواف کرے گا اور مسیح موعود بھی۔ اس کے معنی خود ظاہر ہیں کہ اس طواف سے ظاہری طواف مراد نہیں ورنہ یہ ماننا پڑیگا کہ دجّال خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے گا یا یہ کہ مسلمان ہو جائے گا۔ یہ دونوں باتیں خلاف نصوص حدیثیہ ہیں۔ پس بہر حال یہ حدیث قابلِ تاویل ہے اور اس کی وہ تاویل جو خدا نے میرے پر ظاہر فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایک گروہ پیدا ہو گا جس کا نام دجّال ہے وہ اسلام کا سخت دشمن ہو گا اور وہ اسلام کو نابود کرنے کے لئے جس کا مرکز خانہ کعبہ ہے چور کی طرح اُس کے گرد طواف کرے گا تا اسلام کی عمارت کو بیخ وبُن سے اُکھاڑ دے اور اس کے مقابل پر مسیح موعود بھی مرکز اسلام کا طواف کرے گا جس کی تمثّلی صورت خانہ کعبہ ہے اور اس طواف سے مسیح موعود کی غرض یہ ہو گی کہ اس چور کو پکڑے جس کا نام دجّال ہے اور اس کی دست درازیوں سے مرکز اسلام کو محفوظ رکھے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ رات کے وقت چور بھی گھروں کا طواف کرتا ہے اور چوکیدار بھی۔ چور کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے کہ نقب لگاوے اور گھر والوں کو تباہ کرے اور چوکیدار کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے کہ چور کو پکڑے اور اُس کو سخت عقوبت کے زندان میں داخل کراوے تا اس کی بدی سے لوگ امن میں آجاویں۔ پس اِس حدیث میں اسی مقابلہ کی طرف اشارہ ہے کہ آخری زمانہ میں وہ چور جس کو دجّال کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ناخنوں تک زور لگائے گا کہ اسلام کی عمارت کو منہدم کر دے۔ اور مسیح موعود بھی اسلام کی ہمدردی میں اپنے نعرے آسمان تک پہنچائے گا اور تمام فرشتے اس کے ساتھ ہو جائیں گے تا اِس آخری جنگ میں اُس کی فتح ہو۔ وہ نہ تھکے گا اور نہ درماندہ ہو گا اور نہ سُست ہو گا اور ناخنوں تک زور لگائے گا کہ تا اُس چور کو پکڑے اور جب اُس کی تضرّعات انتہا تک پہنچ جائیں گی تب خدا اس کے دل کو دیکھے گا کہ کہاں تک وہ اسلام کے لئے پگھل گیا تب وہ کام جو زمین نہیں کر سکتی آسمان کرے گا اور وہ فتح جو انسانی ہاتھوں سے نہیں ہو سکتی وہ فرشتوں کے ہاتھوں سے میسر آجائے گی۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۲۱ تا ۳۲۴)

بَاب ٣٤: إِذَا أَعْطَى فَضْلَهُ غَيْرَهُ فِي النَّوْمِ

اگر خواب میں اپنا بچا ہوا کسی دوسرے کو دے

٧٠٢٧: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ[1] قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَجْرِي ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلَهُ عُمَرَ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ الْعِلْمُ.

۷۰۲۷: یحیٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی کہ حمزہ بن عبداللہ بن عمر نے مجھے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: میں سویا ہوا تھا اتنے میں میرے پاس ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ میں نے اس سے اتنا پیا کہ اب بھی اس کی طراوت کو (جسم میں) سرایت کرتے ہوئے محسوس کرتا ہوں۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا عمرؓ کو دے دیا۔ لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ! آپؐ نے اس کی کیا تعبیر کی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: علم۔

أطرافه: ٨٢، ٣٦٨١، ٧٠٠٦، ٧٠٠٧، ٧٠٣٢-

تشریح: إِذَا أَعْطَى فَضْلَهُ غَيْرَهُ فِي النَّوْمِ: اگر خواب میں اپنا بچا ہوا کسی دوسرے کو دے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ صاحب فرماتے ہیں:

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیا اور اس کی تعبیر سے نیز ان واقعات سے جن سے کہ اس رؤیا کی تصدیق ہوئی یہ استدلال کرنا مقصود ہے کہ دنیاوی فتوحات اور عظمت جو مسلمانوں کو حضرت عمرؓ کے ذریعہ سے نصیب ہوئی وہ علم نبوی کا ایک بچا ہوا حصہ تھا جو حضرت عمرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تھا۔ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بوجہ آپ کی اس جامع حیثیت کے

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ و بولاق میں أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ کے الفاظ ہیں۔ (فتح الباری جزء۱۲ حاشیہ صفحہ ۵۲۱) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

مجمع البحرین (دنیوی اور اخروی بہبودی کے علوم کا جامع) کہا گیا ہے...... امام بخاریؒ نے سیاست کو العلم میں شمار کر کے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کامل راستی لائے جو انسان کے حسنات الدارین پر حاوی ہے جیسا کہ مسیحؑ نے آپؐ کے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ 'جب وہ روح حق آئے گی تو کامل سچائی لائے گی۔' (یوحنا باب ۱۶ آیت ۱۲، ۱۳) حضرت عمرؓ کے واقعات کا مطالعہ کرنے سے اس بچے ہوئے دودھ کی حقیقت کا پتہ چل سکتا ہے جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے پیا۔"

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب فضل العلم، جلد ا صفحہ ۱۵۶، ۱۵۷)

بَاب ۳۵: الْأَمْنُ وَذَهَابُ الرَّوْعِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں امن اور گھبراہٹ کے دور ہونے کو دیکھنا

۷۰۲۸: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَرَوْنَ الرُّؤْيَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُصُّونَهَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ فِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللهُ وَأَنَا غُلَامٌ حَدِيثُ السِّنِّ وَبَيْتِي الْمَسْجِدُ قَبْلَ أَنْ أَنْكِحَ فَقُلْتُ فِي

۷۰۲۸: عبید اللہ بن سعید نے مجھ سے بیان کیا کہ عفان بن مسلم نے ہمیں بتایا۔ صخر بن جویریہ نے ہم سے بیان کیا۔ نافع نے ہمیں بتایا کہ حضرت ابن عمرؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں کئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خواب دیکھتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو بیان کرتے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس خواب کے متعلق جو اللہ چاہتا فرماتے اور میں ان دنوں کم سن لڑکا تھا اور مسجد ہی میرا گھر تھا۔ یہ واقعہ میرے نکاح کرنے سے پہلے کا ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ اگر تم میں کوئی بھلائی ہوتی تو تم بھی ضرور ویسی ہی خواب دیکھتے جیسے لوگ دیکھتے ہیں۔ ایک رات میں لیٹا تو

نَفْسِي لَوْ كَانَ فِيكَ خَيْرٌ لَرَأَيْتَ مِثْلَ مَا يَرَى هَؤُلَاءِ فَلَمَّا اضْطَجَعْتُ لَيْلَةً قُلْتُ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ فِيَّ خَيْرًا فَأَرِنِي رُؤْيَا فَبَيْنَمَا أَنَا كَذَلِكَ إِذْ جَاءَنِي مَلَكَانِ فِي يَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ يُقْبِلَانِ بِي إِلَى جَهَنَّمَ وَأَنَا بَيْنَهُمَا أَدْعُو اللهَ اللَّهُمَّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ جَهَنَّمَ ثُمَّ أُرَانِي لَقِيَنِي مَلَكٌ فِي يَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ لَنْ تُرَاعَ نِعْمَ الرَّجُلُ أَنْتَ لَوْ تُكْثِرُ الصَّلَاةَ فَانْطَلَقُوا بِي حَتَّى وَقَفُوا بِي عَلَى شَفِيرِ جَهَنَّمَ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ لَهُ قُرُونٌ كَقُرُونِ الْبِئْرِ بَيْنَ كُلِّ قَرْنَيْنِ مَلَكٌ بِيَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ وَأَرَى فِيهَا رِجَالًا مُعَلَّقِينَ بِالسَّلَاسِلِ رُءُوسُهُمْ أَسْفَلَهُمْ عَرَفْتُ فِيهَا رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ فَانْصَرَفُوا بِي عَنْ ذَاتِ الْيَمِينِ.

میں نے کہا: اے اللہ! تو مجھ میں کوئی بھلائی دیکھتا ہے تو مجھے بھی خواب دکھا۔ میں اسی خیال میں تھا کہ اتنے میں دو فرشتے میرے پاس آئے اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز ہے۔ مجھے جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں اور میں دونوں کے درمیان ہوں اور اللہ سے دعا کر رہا ہوں کہ اے اللہ! جہنم سے تیری پناہ لیتا ہوں۔ پھر اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ ایک فرشتہ ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہے۔ وہ کہنے لگا: بالکل گھبراؤ نہیں۔ تم تو اچھے آدمی ہو اگر تم نماز بہت پڑھا کرو۔ آخر وہ تینوں فرشتے مجھے لے گئے اور جا کر مجھے جہنم کے کنارے پر کھڑا کر دیا۔ تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ کنوئیں کی طرح اس کی بھی کوٹھی بنی ہوئی ہے۔ اس کے بھی ایسے ہی مٹکے ہیں جیسے کنوئیں کے مٹکے۔ ہر دو مٹکوں کے درمیان ایک فرشتہ کھڑا ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہے اور میں اس جہنم میں کئی مرد دیکھتا ہوں جو زنجیروں سے لٹکائے ہوئے ہیں۔ ان کے سر نیچے کو ہیں۔ میں نے اس میں قریش کے کچھ لوگ پہچانے۔ پھر وہ مجھے لے کر دائیں طرف کو مڑے۔

أطرافه: ٤٤٠، ١١٢١، ١١٥٦، ٣٧٣٨، ٣٧٤٠، ٧٠١٥، ٧٠٣٠۔

٧٠٢٩: فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ

٧٠٢٩: میں نے یہ خواب حضرت حفصہؓ سے بیان کیا اور حضرت حفصہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَبْدَ اللهِ رَجُلٌ صَالِحٌ. فَقَالَ نَافِعٌ فَلَمْ يَزَلْ بَعْدَ ذَلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ.

نے فرمایا: عبداللہؓ نیک آدمی ہے۔ نافع کہتے تھے: اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ نماز بہت پڑھا کرتے تھے۔

أطرافه: ۱۱۲۲، ۱۱۵۷، ۳۷۳۹، ۳۷٤۱، ۷۰۱٦، ۷۰۳۱۔

تشریح: **الْأَمْنُ وَذَهَابُ الرَّوْعِ فِي الْمَنَامِ**: خواب میں امن اور گھبراہٹ کے دور ہونے کو دیکھنا۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

"محولہ بالا روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے خواب کا ذکر ہے۔ جسے سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھ لیا کہ ان میں کوئی کمزوری ہے، جس کی وجہ سے ان کو جہنم کی طرف لے جا کر اس کا نظارہ دکھایا گیا ہے۔ اس لئے آپ نے تہجد پڑھنے کے لئے فرمایا، تا اس سے ان کی کمزوری دور ہو جائے اور یہی وہ فضیلت ہے نماز تہجد کی۔... یعنی اس نماز سے تزکیہ نفس کامل طور پر ہوتا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان اور اس سے سچی محبت نہ ہو، تب تک انسان اپنی آرام کی گھڑیاں چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ یہ ایمان اور محبت اور دعائیں آخر اس کے تزکیہ کا باعث بن جاتی ہیں۔"

(صحیح البخاری، کتاب التهجد، بَابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ، جلد ۲، صفحہ ۵۱۳)

بَاب ٣٦: الْأَخْذُ عَلَى الْيَمِينِ فِي النَّوْمِ

خواب میں دائیں طرف لئے جاتے دیکھنا

۷۰۳۰: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ أَبِيتُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ مَنْ رَأَى مَنَامًا قَصَّهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

۷۰۳۰: عبداللہ بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشام بن یوسف نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ اُنہوں نے زہری سے، زہری نے سالم سے، سالم نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میں جوان لڑکا تھا جس کی ابھی شادی نہیں ہوئی تھی اور میں مسجد میں ہی رات گزارا کرتا تھا اور جو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ لِي عِنْدَكَ خَيْرٌ فَأَرِنِي مَنَامًا يُعَبِّرُهُ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ مَلَكَيْنِ أَتَيَانِي فَانْطَلَقَا بِي فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ[1] لَنْ تُرَاعَ إِنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَانْطَلَقَا بِي إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُ بَعْضَهُمْ فَأَخَذَا بِي ذَاتَ الْيَمِينِ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِحَفْصَةَ.

شخص خواب دیکھتا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا۔ میں نے دعا کی: اے اللہ! اگر تیرے حضور میرے لیے بھی کوئی بھلائی ہے تو مجھے خواب دکھا کہ جس کی تعبیر رسول اللہ مجھے بتائیں۔ سو یہ دعا مانگ کر میں سو گیا۔ میں نے دو فرشتوں کو دیکھا کہ وہ میرے پاس آئے اور مجھے لے چلے۔ ایک اور فرشتہ اُن سے ملا وہ مجھ سے کہنے لگا: بالکل نہ گھبراؤ تم اچھے آدمی ہو۔ وہ مجھے دوزخ کی طرف لے گئے۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ کنوئیں کی کوٹھی کی طرف وہ بھی اندر سے بنی ہوئی ہے اور اس میں کچھ لوگ ہیں جن میں سے بعض کو تو میں نے پہچان لیا۔ پھر وہ مجھے دائیں طرف کو لے گئے۔ جب میں صبح کو اُٹھا تو میں نے حضرت حفصہؓ سے یہ خواب ذکر کیا۔

أطرافه: ٤٤٠، ١١٢١، ١١٥٦، ٣٧٣٨، ٣٧٤٠، ٧٠١٥، ٧٠٢٨۔

٧٠٣١: فَزَعَمَتْ حَفْصَةُ أَنَّهَا قَصَّتْهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ عَبْدَ اللهِ رَجُلٌ صَالِحٌ لَوْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ فَكَانَ عَبْدُ اللهِ بَعْدَ ذَلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ.

۷۰۳۱: تو حضرت حفصہؓ کہتی تھیں کہ اُنہوں نے اس خواب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا: عبداللہؓ اچھا آدمی ہے اگر رات کو بہت نماز پڑھتا۔ زہری نے کہا: حضرت عبداللہؓ اس کے بعد رات کو بہت نماز پڑھا کرتے تھے۔

أطرافه: ١١٢٢، ١١٥٧، ٣٧٣٩، ٣٧٤١، ٧٠١٦، ٧٠٢٩۔

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں اس جگہ لفظ "لِيْ" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۲ حاشیہ صفحہ ۵۲۴) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

بَاب٣٧: الْقَدَحُ فِي النَّوْمِ

خواب میں پیالہ دیکھنا

٧٠٣٢: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ الْعِلْمَ.

٧٠٣٢: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، اُنہوں نے حمزہ بن عبداللہ سے، حمزہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ دودھ کا ایک پیالہ میرے پاس لایا گیا۔ میں نے اس سے پیا۔ پھر بچا ہوا دودھ میں نے عمر بن خطابؓ کو دے دیا۔ لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ ! پھر آپؐ نے اس کی کیا تعبیر کی؟ آپؐ نے فرمایا: علم۔

أطرافُه: ٨٢، ٣٦٨١، ٧٠٠٦، ٧٠٠٧، ٧٠٢٧۔

بَاب٣٨: إِذَا طَارَ الشَّيْءُ فِي الْمَنَامِ

اگر خواب میں کوئی چیز اُڑتی دیکھے

٧٠٣٣: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْجَرْمِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ نَشِيطٍ قَالَ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ

٧٠٣٣: سعید بن محمد ابو عبداللہ جرمی نے مجھ سے بیان کیا۔ یعقوب بن ابراہیم نے ہمیں بتایا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اُن کے باپ نے صالح سے۔ صالح نے ابن عبیدہ بن نشیط سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: عبیداللہ بن عبداللہ کہتے تھے۔ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس

رُؤْيَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي ذَكَرَ.

رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کے متعلق پوچھا جو آپؐ نے بیان کی ہو۔

أطرافه: ٣٦٢٠، ٤٣٧٣، ٤٣٧٨، ٧٤٦١۔

٧٠٣٤: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُكِرَ لِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَطَعْتُهُمَا[1] وَكَرِهْتُهُمَا فَأُذِنَ لِي فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَانِ يَخْرُجَانِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ الَّذِي قَتَلَهُ فَيْرُوزٌ فِي الْيَمَنِ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ.

۷۰۳۴: حضرت ابن عباسؓ نے کہا مجھ سے ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ڈالے گئے ہیں۔ میں ان کو دیکھ کر یکایک گھبرا گیا اور اُن سے نفرت کی۔ پھر مجھے حکم دیا گیا تو میں نے اُن پر پھونکا تو وہ دونوں اُڑ گئے۔ میں نے ان کنگنوں سے دو جھوٹے مراد لئے جو پیدا ہوں گے۔ عبیداللہ نے کہا۔ اُن میں سے ایک تو وہ عنسی ہے جس کو فیروز نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ ہے۔

أطرافه: ٣٦٢١، ٤٣٧٤، ٤٣٧٥، ٤٣٧٩، ٧٠٣٧۔

بَاب ٣٩: إِذَا رَأَى بَقَرًا تُنْحَرُ

اگر گائیاں ذبح ہوتے دیکھے

٧٠٣٥: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِي

۷۰۳۵: محمد بن علاء نے مجھ سے بیان کیا کہ اُبواسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے برید سے، برید نے اپنے دادا ابوبردہ سے، ابوبردہ نے حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے خواب میں

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں اس جگہ لفظ "فَقَظِعْتُهُمَا" ہے۔(فتح الباری جزء ۱۲ حاشیہ صفحہ ۵۲۵)

إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوِ الْهَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقَرًا وَاللهِ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا اللهُ بِهِ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ.

دیکھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر کے جارہا ہوں کہ جہاں کھجور کے درخت ہیں تو میرا خیال اس طرف گیا وہ یمامہ یا ھجر ہے۔ پھر کیا دیکھا کہ وہ مدینہ یثرب ہے اور میں نے اس میں کچھ گائیں دیکھیں (اور کوئی یہ کہہ رہا ہے) کہ اللہ کی قسم! یہ خیر ہے۔ (محض بھلائی ہے۔) تو کیا معلوم ہوا کہ اس سے مراد وہ مؤمن ہیں جو جنگ احد میں (شہید) ہوئے اور وہ خیر وہی خیر ہے جو اللہ لایا اور وہ سچائی کا بدلہ ہے جو اللہ نے جنگ بدر کے بعد ہمیں عطا کیا۔

أطرافه: ٣٦٢٢، ٣٩٨٧، ٤٠٨١، ٧٠٤١۔

تشریح: إِذَا رَأَى بَقَرًا تُنْحَرُ: اگر گائیاں ذبح ہوتے دیکھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"فرمایا خواب میں مَیں نے چند گائیں دیکھی ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ میری تلوار کا سرا ٹوٹ گیا ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ وہ گائیں ذبح کی جارہی ہیں اور پھر یہ کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط اور محفوظ زِرہ کے اندر ڈالا ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ میں ایک مینڈھے کی پیٹھ پر سوار ہوں۔ صحابہؓ نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! آپ نے اِن خوابوں کی کیا تعبیر فرمائی؟ آپ نے فرمایا گائے کے ذبح ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ میرے بعض صحابہؓ شہید ہوں گے اور تلوار کا سرا ٹوٹنے سے مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ میرے عزیزوں میں سے کوئی اہم وجود شہید ہو گا یا شاید مجھے ہی اس مہم میں کوئی تکلیف پہنچے اور زرّہ کے اندر ہاتھ ڈالنے کی تعبیر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا مدینہ میں ٹھہرنا زیادہ مناسب ہے اور مینڈھے پر سوار ہونے والے خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ کفّار کے لشکر کے سردار پر ہم غالب آئیں گے یعنی وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔

گو اس خواب میں مسلمانوں پر یہ واضح کر دیا گیا تھا کہ اُن کا مدینہ میں رہنا زیادہ اچھا

ہے مگر چونکہ خواب کی تعبیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی تھی، الہامی نہیں تھی آپ نے اکثریت کی رائے کو تسلیم کر لیا اور لڑائی کے لئے باہر جانے کا فیصلہ کر دیا۔ جب آپ باہر نکلے تو نوجوانوں کو اپنے دلوں میں ندامت محسوس ہوئی اور اُنہوں نے کہا یَارَسُوْلَ اللہ! جو آپ کا مشورہ ہے وہی صحیح ہے ہمیں مدینہ میں ٹھہر کر دشمن کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا خدا کا نبی جب زرہ پہن لیتا ہے تو اُتارا نہیں کرتا اب خواہ کچھ ہو ہم آگے ہی جائیں گے۔ اگر تم نے صبر سے کام لیا تو خدا کی نصرت تم کو مل جائے گی۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد ۲۰، صفحہ ۲۴۸،۲۴۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حدیث میں ایسی غلطی کے بارے میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے اور وہ یہ ہے قال ابو موسٰی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأیت فی المنام انی اھاجر من مکّة الی ارض بھا نخل فذھب وھلی الی انھا الیمامة او ھجر فاذا ھی المدینة یثرب۔ یعنی ابو موسٰیؓ سے روایت ہے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کرتا ہوں جس میں کھجوریں ہیں پس میرا وہم اس طرف گیا کہ وہ یمامہ یا ہجر ہو گا مگر آخر وہ مدینہ نکلا جس کو یثرب بھی کہتے ہیں۔ اس حدیث میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر فرما دیا کہ کشفی امور کی تعبیر میں انبیاء سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔ اور ان احادیث سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح ابن مریم اور مسیح دجّال کی نسبت پیشگوئیاں فرمائی ہیں حقیقت میں وہ سب مکاشفات نبویہ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مذکورہ بالا میں صریح اور صاف طور پر اس بات کی طرف اشارہ بھی کر دیا کہ ان مکاشفات کو صرف ظاہر پر حمل نہ کر بیٹھنا ان کی روحانی تعبیریں ہیں اور یہ سب امور اکثر روحانی ہیں جو ظاہری اشکال میں متمثل کر کے دکھلائے گئے ہیں مگر افسوس کہ ہمارے آج کل کے علماء ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے نقش قدم پر چلنا نہیں چاہتے اور خواہ نخواہ کشفی استعارات کو حقیقت پر حمل کرنا چاہتے ہیں۔

واضح ہو کہ عالم کشف میں بڑے بڑے عجائبات ہوتے ہیں اور رنگارنگ کی تمثیلات دکھائی دیتی ہیں بعض اوقات عالم کشف میں ایسی چیزیں مجسم ہو کر نظر آجاتی ہیں کہ دراصل وہ روحانی ہوتی ہیں اور بعض وقت انسان کی شکل پر کوئی چیز دکھائی دیتی ہے اور دراصل وہ انسان نہیں ہوتا۔"

(اِزالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد ٣، صفحہ ٢٠٤ تا ٢٠٥)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"استعارات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاشفات اور خوابوں میں پائے جاتے ہیں وہ حدیثوں کے پڑھنے والوں پر مخفی اور پوشیدہ نہیں ہیں کبھی کشفی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھوں میں دو سونے کے کڑے پہنے ہوئے دکھائی دئے اور اُن سے دو کذّاب مراد لئے گئے جنہوں نے جھوٹے طور پر پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا اور کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رؤیا اور کشف میں گائیاں ذبح ہوتی نظر آئیں اور ان سے مراد وہ صحابہ تھے جو جنگِ اُحد میں شہید ہوئے اور ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ ایک بہشتی خوشہ انگور ابوجہل کے لئے آپکو دیا گیا ہے تو آخر اُس سے مراد عکرمہ نکلا اور ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کشفی طور پر نظر آیا کہ گویا آپ نے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کی ہے کہ وہ آپ کے خیال میں یمن تھا۔ مگر در حقیقت اس زمین سے مراد مدینہ منورہ تھا۔ ایسا ہی بہت سی نظیریں دوسرے انبیاء کے مکاشفات میں پائی جاتی ہیں کہ بظاہر صورت اُن پر کچھ ظاہر کیا گیا اور دراصل اس سے مراد کچھ اَور تھا سو انبیا کے کلمات میں استعارہ اور مجاز کا دخل ہونا کوئی شاذ و نادر امر نہیں ہے"۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ٣ حاشیہ صفحہ ١٣٣)

بَاب ٤٠: النَّفْخُ فِي الْمَنَامِ

خواب میں پھونک مارتے دیکھنا

٧٠٣٦: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ.

٧٠٣٦: اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے ہمام بن منبہ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: یہ وہ حدیث ہے جو حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے ہم سے بیان کی۔ آپؐ نے فرمایا: ہم سب سے پیچھے آنے والے ہیں سب سے آگے نکلنے والے ہیں۔

أطرافه: ٢٣٨، ٨٧٦، ٨٩٦، ٢٩٥٦، ٣٤٨٦، ٦٦٢٤، ٦٨٨٧، ٧٤٩٥-

٧٠٣٧: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أُوتِيتُ خَزَائِنَ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ وَأَهَمَّانِي فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَاءَ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ.

٧٠٣٧: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ اتنے میں زمین کے خزانے میرے پاس لائے گئے اور دو سونے کے کنگن میرے ہاتھ میں ڈالے گئے اور مجھ پر گراں گزرے اور اُنہوں نے مجھے فکر میں ڈال دیا اتنے میں مجھے وحی کی گئی کہ میں اِن پر پھونکوں۔ چنانچہ میں نے اُن پر پھونکا تو وہ اُڑ گئے۔ میں نے ان سے دو کذاب مراد لئے جن کے درمیان میں ہوں گا یعنی صنعاء والا اور یمامہ والا

أطرافه: ٣٦٢١، ٤٣٧٤، ٤٣٧٥، ٤٣٧٩، ٧٠٣٤-

بَاب ٤١: إِذَا رَأَى أَنَّهُ أَخْرَجَ الشَّيْءَ مِنْ كُوةٍ وَأَسْكَنَهُ مَوْضِعًا آخَرَ

اگر دیکھے کہ اس نے کوئی چیز ایک مقام سے نکال کر اسے دوسری جگہ رکھا ہے

٧٠٣٨: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي أَخِي عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ كَأَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِينَةِ نُقِلَ إِلَيْهَا.

أطرافه: ٧٠٣٩، ٧٠٤٠-

٧٠٣٨: اسماعیل بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے بھائی عبدالحمید نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے سلیمان بن بلال سے، سلیمان نے موسیٰ بن عقبہ سے، موسیٰ نے سالم بن عبداللہ سے، سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے دیکھا جیسے ایک سیاہ عورت پریشان سر ہے مدینہ سے نکل کر مَهْيَعَه میں جا کھڑی ہوئی ہے اور یہ جُحفہ ہی ہے۔ تو میں نے یہ تعبیر کی کہ مدینہ کی وبا جُحفہ میں منتقل کی گئی۔

بَاب ٤٢: الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ

سیاہ عورت (خواب میں دیکھنا)

٧٠٣٩: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَدِينَةِ رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى نَزَلَتْ بِمَهْيَعَةَ فَتَأَوَّلْتُهَا أَنَّ وَبَاءَ

٧٠٣٩: ابوبکر مقدمی نے ہم سے بیان کیا کہ فضیل بن سلیمان نے ہمیں بتایا۔ موسیٰ (بن عقبہ) نے ہمیں بتایا۔ سالم بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا۔ سالم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کے متعلق روایت کی جو آپؐ نے مدینہ کے متعلق دیکھی تھی۔ (آپؐ نے فرمایا:) میں نے ایک عورت دیکھی جو پریشان سر ہے، مدینہ سے نکل

الْمَدِينَةِ نُقِلَ إِلَى مَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ.

کر مَهْیَعَه میں جا ٹھہری ہے۔ میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ مدینہ کی وبا مَهْیَعَه کی طرف منتقل کی گئی اور یہ جُحفہ ہی ہے۔

أطرافه: ۷۰۳۸، ۷۰۴۰۔

تشریح: **الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ**: سیاہ عورت (خواب میں دیکھنا۔) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ مہلب نے کہا: خواب خود تعبیر شدہ ہے۔ لفظ "سوداء" یعنی سوء بمعنی برائی، داء بمعنی بیماری ہے، پس اس کا نام ہی ایسا ہے جس سے خود تعبیر ظاہر ہے جیسا کہ حدیث میں آپ نے واضح فرمایا۔ (فتح الباری، جزء۱۲ صفحہ ۵۳۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وحی وراء الحجاب کی خدا تعالیٰ کی کلام میں ہزاروں مثالیں ہیں اِس سے انکار کرنا منصف کا کام نہیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دو جھوٹے نبیوں کو دو کڑوں کی شکل میں دیکھنا اسی قسم کی وحی تھی۔ ...اور مدینہ کی وبا کا عورت پراگندہ شکل کے طور پر نظر آنا یہ بھی اِسی قسم کی وحی تھی۔ اسی طرح دجّال بھی جو ایک دجل کرنے والا گروہ ہے ایک شخص مقرر کی طرح نظر آیا۔ یہ بھی اسی قسم کی وحی ہے۔ نبیوں کی وحیوں میں ہزاروں ایسے نمونے ہیں جن میں روحانی امور جسمانی رنگ میں نظر آئے یا ایک جماعت ایک شخص کی صورت میں نظر آئی۔ تمام نوع انسان کے لئے جس میں انبیاء علیہم السلام بھی داخل ہیں خدا تعالیٰ کی یہ سنّت ہے کہ الہام اور وحی اور رؤیا اور کشف پر اکثر استعارات غالب ہوتے ہیں۔"

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد۱۴ صفحہ ۲۷۷)

بَاب۴۳ : الْمَرْأَةُ الثَّائِرَةُ الرَّأْسِ

پراگندہ سر عورت (خواب میں دیکھنا)

۷۰۴۰: حَدَّثَنَا[1] إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ مُوسَى

۷۰۴۰: ابراہیم بن منذر نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو بکر بن ابی اویس نے مجھے بتایا۔ سلیمان (بن بلال) نے مجھے بتایا۔ سلیمان نے موسیٰ بن عقبہ

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں یہاں حَدَّثَنِي ہے۔ (فتح الباری جزء۱۲ حاشیہ صفحہ ۵۳۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِينَةِ نُقِلَ (إِلَى مَهْيَعَةَ) وَهِيَ الْجُحْفَةُ.

سے، اُنہوں نے سالم سے، سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ایک کالی عورت دیکھی جو پراگندہ سر ہے، مدینہ سے مَهْيَعَه میں جا کھڑی ہوئی ہے۔ میں نے یہ تعبیر کی کہ مدینہ کی وبامَهْيَعَه کی طرف منتقل کی گئی اور وہ جُحفہ ہی ہے۔

أطرافه: ٧٠٣٨، ٧٠٣٩۔

بَاب ٤٤: إِذَا هَزَّ سَيْفًا فِي الْمَنَامِ

اگر خواب میں تلوار چلائے

٧٠٤١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ.

۷۰۴۱: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ اُبواسامہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ سے، برید نے اپنے دادا ابوبردہ سے، اُن کے دادا نے حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو ہلایا ہے اور اس کا اگلا حصہ ٹوٹ گیا ہے۔ تو اس سے وہی مراد تھی جو مؤمن جنگ اُحد کے دن شہید ہوئے۔ پھر میں نے اس کو دوبارہ ہلایا تو پھر ویسی ہی عمدہ ہو گئی جیسی پہلے تھی تو اس سے وہی فتح مراد ہے جو اللہ نے کرائی اور نیز مؤمنوں کا اکٹھا ہو جانا۔

أطرافه: ٣٦٢٢، ٣٩٨٧، ٤٠٨١، ٧٠٣٥۔

بَاب ٤٥: مَنْ كَذَبَ فِي حُلُمِهِ

جس نے اپنی خواب کے متعلق جھوٹ بولا

٧٠٤٢: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ أَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ أَوْ يَفِرُّونَ مِنْهُ صُبَّ فِي أُذُنِهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ أَنْ يَّنْفُخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ. قَالَ سُفْيَانُ وَصَلَهُ لَنا أَيُّوبُ.

أطرافه: ٢٢٢٥، ٥٩٦٣۔

٧٠٤٢: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ایوب سے، ایوب نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے، اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جس نے ایسا خواب بنایا جو اس نے نہیں دیکھا اسے مجبور کیا جائے گا کہ دو بالوں کے درمیان گرہ دے اور وہ ہرگز نہ کر سکے گا اور جس نے لوگوں کی بات سننے کے لئے کان لگائے اور وہ اس کو ناپسند کرتے ہوں یا اس سے بھاگ رہے ہوں تو قیامت کے دن اس کے کان میں سیسہ ڈالا جائے گا اور جس نے کوئی مورت بنائی اُسے بھی سزا دی جائے گی اور اسے مجبور کیا جائے گا کہ اس میں جان پھونکے اور وہ پھونکنے کا نہیں۔ سفیان نے کہا: ایوب نے ہم سے یہ حدیث موصولاً بیان کی

وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ مَنْ كَذَبَ فِي رُؤْيَاهُ. وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الرُّمَّانِيِّ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ مَنْ

اور قتیبہ (بن سعید) نے کہا: ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا۔ اُنہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے اُن کا یہ قول روایت کیا کہ جس نے اپنے خواب کے متعلق جھوٹ بولا۔ اور شعبہ نے ابوہاشم رمانی

صَوَّرَ صُورَةً وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنِ اسْتَمَعَ. حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنِ اسْتَمَعَ وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنْ صَوَّرَ.. نَحْوَهُ تَابَعَهُ هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.. قَوْلَهُ.

سے روایت کرتے ہوئے یوں کہا میں نے عکرمہ سے سنا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا اور ان کا قول یوں نقل کیا جس نے مورت بنائی اور جس نے خواب گھڑی اور جس نے کان لگا کر سنا۔ اسحاق (بن شاہین واسطی) نے ہم سے بیان کیا کہ خالد (طحان) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے خالد (حذاء) سے، اُنہوں نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے بھی اسی طرح کہا جس نے کان لگا کر سنا اور جس نے خواب بنایا اور جس نے مورت بنائی ... خالد حذاء کی طرح ہشام نے بھی عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے ان کا یہ قول روایت کیا۔

٧٠٤٣: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ[1] مِنْ أَفْرَى الْفِرَى أَنْ يُرِيَ عَيْنِهِ مَا لَمْ تَرَ.

۷۰۴۳: علی بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالصمد نے ہمیں بتایا۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے ہم سے بیان کیا۔ عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے جو حضرت ابن عمرؓ کے غلام تھے۔ انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب بہتانوں میں سے بڑا بہتان یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ دکھائے جو اُنہوں نے نہیں دیکھا۔

تشریح: مَنْ كَذَبَ فِي حُلُمِهِ: جس نے اپنی خواب کے متعلق جھوٹ بولا۔ علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں طبری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ کبھی بیداری میں جھوٹ بولنے کا فساد بہت زیادہ ہوتا ہے،

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں الفاظ اِنَّ مِنْ ہیں۔ (فتح الباری جزء ۱۲ حاشیہ صفحہ ۵۳۴)

جب وہ قتل، حد یا مال غصب کرنے کے متعلق گواہی کی صورت میں ہو۔ لیکن اس کے باوجود جھوٹے خواب کو بڑا جھوٹ کہا گیا، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ مخلوق پر جھوٹ باندھنے سے بڑا گناہ ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰي رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰي رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ۝ (ھود:۱۹) اور اس سے زیادہ کون ظالم (ہو سکتا) ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے ایسے لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور تمام گواہ کہیں گے (کہ) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا۔ سنو! ان ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور جھوٹا خواب گھڑنا، اس لیے بھی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے کیونکہ حدیث میں خواب کو نبوت کا جزو قرار دیا گیا ہے اور جو نبوت کے حصے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ (فتح الباری جزء۱۲ صفحہ ۵۳۵) حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ (صحیح بخاری، روایت نمبر۶۹۸۷) یعنی مومن کا خواب نبوت کا چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے۔ پس جھوٹا خواب گھڑنے والا گویا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے کہ اس کو نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ ملا ہے۔

بَاب ٤٦: إِذَا رَأَى مَا يُكْرَهَ فَلَا يُخْبِرْ بِهَا وَلَا يَذْكُرْهَا

جب کوئی ایسی خواب دیکھے جسے ناپسند کرتا ہو تو وہ نہ کسی کو بتائے، نہ کسی سے اس کا ذکر کرے

٧٠٤٤: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ لَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا فَتُمْرِضُنِي حَتَّى سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ وَأَنَا كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا تُمْرِضُنِي حَتَّى سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ اللهِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ

۷۰۴۴: سعید بن ربیع نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عبدربہ بن سعید سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا میں نے ابوسلمہ سے سنا وہ کہتے تھے: میں بھی خواب دیکھا کرتا تھا تو وہ مجھے بیمار کر دیتا۔ آخر میں نے حضرت ابوقتادہؓ سے سنا وہ کہتے تھے اور میں بھی خواب دیکھا کرتا تھا تو وہ مجھے بیمار کر دیتا۔ یہاں تک کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اس لئے جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جسے پسند کرتا ہو تو وہ یہ خواب اس کو بتائے جس سے محبت رکھتا ہے اور

فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَلْيَتْفِلْ ثَلَاثًا وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ.

جب ایسا خواب دیکھے جسے ناپسند کرتا ہو تو چاہیئے کہ وہ اس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور تین بار تھوکے اور کسی سے بھی اس کو بیان نہ کرے تو وہ قطعاً نقصان نہیں پہنچائے گی۔

أطرافه: ٣٢٩٢، ٥٧٤٧، ٦٩٨٤، ٦٩٨٦، ٦٩٩٥، ٦٩٩٦، ٧٠٠٥۔

٧٠٤٥: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّهَا مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ.

۷۰۴۵: ابراہیم بن حمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی حازم اور دراوری نے مجھے بتایا۔ انہوں نے یزید (بن عبد اللہ) سے۔ یزید نے عبد اللہ بن خباب سے، عبد اللہ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جس کو وہ پسند کرتا ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اس لئے اس خواب کے دیکھنے پر اللہ کا شکر ادا کرے اور اس کو بیان کرے اور اگر اُس نے اِس کے سوا کوئی ایسا خواب دیکھا ہے جس کو ناپسند کرتا ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہی ہوتا ہے چاہیئے کہ وہ اس کے شر سے پناہ مانگے اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے تو وہ پھر ہرگز اس کو نقصان نہ دے گی۔

أطرافه: ٦٩٨٥۔

تشریح: إِذَا رَأَى مَا يُكْرَهُ فَلَا يُخْبِرْ بِهَا وَلَا يَذْكُرْهَا: جب کوئی ایسی خواب دیکھے جسے ناپسند کرتا ہو تو وہ نہ کسی کو بتائے، نہ کسی سے اس کا ذکر کرے۔ بعض خوابیں جنہیں انسان ناپسند کرتا ہے اور ان سے خوف زدہ ہوتا ہے۔ اور عام خیال یہی ہوتا ہے کہ یہ شیطان کی طرف سے دکھائی گئی ہیں یا انسان کے لاشعور میں جو خوف بیٹھے ہوتے ہیں وہ تحت الشعور سے خوابوں کی صورت میں انسان کے شعور میں آکر اس کے لیے

خوف گھبراہٹ اور انذار کا باعث بنتے ہیں۔ اگر تو یہ واقعی شیطانی خوابیں ہوں تو وہ محض ایک موقع کا خوف اور بے چینی ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ ختم ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں تھوکنا اور شیطانی وسوسے سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا، کروٹ بدل لینا اور اللہ تعالیٰ سے اس کے شر سے بچنے کی دعا کرنا اور ذکرِ الٰہی کرنا، انسان کے لیے ہر قسم کی خیر کے حصول کا باعث ہو گا۔ لیکن اگر انذاری خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو اس کے بُرے نتیجے سے بچنے کے لیے مذکورہ بالا اُمور کے ساتھ ساتھ ظاہری اسباب سے کام لینا احتیاط کرنا اور ممکنہ حفاظتی حصار میں اپنے آپ کو رکھنا ضروری ہے۔ دراصل انذاری خوابیں اپنے اندر پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہیں جن سے بچنے کے لیے قرآنِ کریم نے استغفار، صدقات اور نماز وعبادات کے قیام کی بارہا تلقین کی ہے تا انسان ممکنہ خطرے سے بچ سکے۔ جیسا کہ فرمایا: مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الأنفال:۳۴) نہ اللہ ان کو ایسی حالت میں عذاب دے سکتا تھا جبکہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔ جیسے حضرت یونسؑ کی قوم نے انذاری پیشگوئی پورا ہونے کے آثار جب دیکھ لیے تو ساری قوم توبہ واستغفار میں لگ گئی اور وہ پیشگوئی ٹل گئی۔ احادیث میں اس کی تفصیل ملتی ہے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت یونسؑ نے اپنی قوم کو (اللہ تعالیٰ کی طرف) بلایا لیکن انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت یونسؑ نے انہیں عذاب کی خبر دی اور انہیں چھوڑ کر نکل گئے۔ انبیاء علیہم السلام جب اپنی قوم کو عذاب کی وعید دیتے ہیں تو خود ان سے باہر نکل جاتے ہیں۔ پھر جب عذاب کا وقت آپہنچا تو ان کی قوم باہر نکلی۔ انہوں نے عورت کو اس کے بچے سے اور بکری کو اُس کے میمنے سے الگ کر دیا اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی وانکساری اختیار کرنے لگے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کا صدق دیکھا تو ان کی توبہ کو قبول کر لیا اور ان سے عذاب دور کر دیا۔ (الدّر المنثور فی التفسیر بالماثور، سورۃ یونس آیت فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ، جزء ۴ صفحہ ۳۹۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ[1] ”جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دے اور شیطان سے تین بار اللہ کی پناہ مانگے اور چاہئے کہ اپنے اس پہلو کو تبدیل کرلے جس پر پہلے تھا۔“

نیز حضرت ابوقتادہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلُمًا يَخَافُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ، وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا، فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ[2] ”اچھا خواب اللہ کی جانب سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے پس جب تم میں سے کوئی ایسا برا خواب دیکھے جو ڈراؤنا ہو تو

---

[1] (صحیح مسلم، کتاب الرُّؤْيَا، روایت نمبر ۲۲۶۲)

[2] (صحیح البخاری، كِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ، بَاب صِفَةُ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ، روایت نمبر ۳۲۹۲)

چاہیے کہ وہ اپنی بائیں جانب تھوک دے اور اللہ کے ذریعے اس کے شر سے پناہ مانگے تو وہ خواب اسے کچھ بھی ضرر نہ پہنچائے گا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيَتَحَوَّلْ وَلْيَتْفُلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَسْأَلِ اللَّهَ مِنْ خَيْرِهَا، وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا[1] "جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو چاہیے کہ کروٹ بدل لے اور بائیں طرف تین بار تھوک دے اور اللہ سے اس خواب کا خیر مانگے اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ چاہے" مذکورہ روایتوں کی روشنی میں بائیں جانب تھوکنے کے بعد تین بار یہ کلمات کہہ لئے جائیں: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَمِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرُّؤْيَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا "میں مردود شیطان اور اس خواب کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ میں اس کا خیر مانگتا ہوں اور اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں" نیز رسول اللہ ﷺ نے نیند میں ڈر جانے کی صورت میں جو دعا سکھائی ہے وہ بھی پڑھ لی جائے، وہ دعا یہ ہے: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ[2] "میں اللہ کے غضب، عقاب، اس کے بندوں کے فساد، شیطانی وساوس اور ان (شیطانوں) کے میرے پاس آنے سے اللہ کے کامل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں۔"

برے خواب کے بارے میں یہ ادب بھی رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے کہ اسے کسی سے بیان نہ کیا جائے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا، فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللَّهِ، فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا، وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذَلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ، فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا، وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ، فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ[3] "جب کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے اچھا لگے تو (سمجھ لے کہ) یہ اللہ کی جانب سے ہے، اس لئے اس پر اللہ کی حمد بیان کرے اور اسے لوگوں سے بیان کرے، اور اگر اس کے سوا کوئی ایسا خواب دیکھے جس کو ناپسند کرتا ہو تو (سمجھ لے کہ) یہ شیطان کی طرف سے ہے، اس لئے اس خواب کے شر سے اللہ کی پناہ چاہے، اور اسے کسی سے بیان نہ کرے، تو یہ خواب اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ: فَبُشْرَى مِنَ اللَّهِ، وَحَدِيثُ النَّفْسِ، وَتَخْوِيفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِنْ رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا تُعْجِبُهُ فَلْيَقُصَّهَا، إِنْ شَاءَ، وَإِنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ، فَلَا يَقُصَّهُ عَلَى أَحَدٍ، وَلْيَقُمْ يُصَلِّي[4] "خواب تین قسم کا ہوتا ہے اللہ کی طرف سے خوشخبری، دل کے خیالات اور شیطان کی طرف سے ڈراوا اگر تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے اچھا معلوم ہو تو اگر چاہے تو بیان

---

[1] (سنن ابن ماجه، كِتَابُ تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا، بَابُ مَنْ رَأَى رُؤْيَا يَكْرَهُهَا، روایت نمبر ۳۹۱۰)

[2] (سنن الترمذی، أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ، روایت نمبر ۳۵۲۸)

[3] (صحیح البخاری، كِتَابُ التَّعْبِيرِ، بَابُ الرُّؤْيَا مِنَ اللَّهِ، روایت نمبر ۶۹۸۵)

[4] (سنن ابن ماجه، كِتَابُ تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا، بَابُ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ، روایت نمبر ۳۹۰۶)

کر دے اور اگر ناپسندیدہ چیز دیکھے تو کسی کو نہ بتائے اور اٹھ کر نماز پڑھ لے۔" حضرت ابو قتادہ فرماتے ہیں کہ میں بسا اوقات ایسے خواب دیکھتا کہ اس سے متاثر ہو کر میں بیمار پڑ جایا کرتا لیکن جب سے میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ سنا ہے مجھے اس سے کچھ بھی غم نہیں ہوتا، اسی طرح حضرت ابو سلمہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اس ارشاد گرامی کے سننے کے بعد سے میں برے خواب پر توجہ ہی نہیں دیتا اور اس سے مجھے کوئی ڈر محسوس نہیں ہوتا۔(صحیح بخاری، کتاب الطب، باب النفث فی الرقیة، روایت نمبر ۵۷۴۷) اس لئے اگر کسی کو برا خواب آجائے تو اسے چاہئے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرے اور ذہن ودماغ سے وساوس کو نکال کر یہ یقین کرلے کہ ایسا کچھ بھی نہیں ہو گا جیسا کہ خواب میں دیکھا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اس جگہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام تو تعبیر کرنے والے تھے۔ پھر انہوں نے یہ کیوں کہا کہ فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خواب کی تعبیر کا بھی اس کے پورا ہونے سے بہت کچھ تعلق ہوتا ہے۔ جب تک خواب سنائی نہیں جاتی اسے زیادہ اہمیت حاصل نہیں ہوتی۔ لیکن جب سنائی جاتی ہے اور اس کی تعبیر ہو جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو اس کی غیرت ہو جاتی ہے اور وہ حتی الوسع ضرور پوری کی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے صوفیاء نے لکھا ہے بلکہ احادیث میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ بری خواب سنانی نہیں چاہئے۔ پس جب ان لوگوں نے خوابیں حضرت یوسف علیہ السلام کو سنا دیں اور انہوں نے تعبیر کر دی تو ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ اب یہ خوابیں پوری ہو کر رہیں گی۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ یوسف، زیر آیت يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ جلد ۳ صفحہ ۳۱۵، ۳۱۶)

بَاب ٤٧ : مَنْ لَمْ يَرَ الرُّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ إِذَا لَمْ يُصِبْ

جس شخص نے یہ سمجھا کہ پہلے تعبیر کرنے والے سے خواب کا ذکر کرنا کہ جس نے صحیح تعبیر نہیں کی کوئی حقیقت نہیں رکھتا

٧٠٤٦: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۷۰۴۶: یحیٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبید اللہ بن

عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطُفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهَا فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَإِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ {ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ[1]} ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَاللهِ لَتَدَعَنِّي فَأَعْبُرَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ اعْبُرْهَا قَالَ أَمَّا الظُّلَّةُ فَالْإِسْلَامُ وَأَمَّا الَّذِي يَنْطُفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْآنُ حَلَاوَتُهُ تَنْطِفُ فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللهُ ثُمَّ

عبد اللہ بن عتبہ سے روایت کی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ میں نے آج رات خواب میں ایک ابر کا ٹکڑا دیکھا کہ جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے اور میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ ہاتھوں میں اُنہیں لے رہے ہیں۔ کوئی بہت لے رہا ہے اور کوئی تھوڑا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک رسی ہے جو زمین سے آسمان تک پہنچی ہوئی ہے اور میں نے آپؐ کو دیکھا کہ آپؐ نے اس کو پکڑ لیا اور اوپر چڑھ گئے۔ پھر ایک اور شخص نے اس کو پکڑا اور اس کے ذریعہ سے اوپر چڑھ گیا۔ پھر ایک اور شخص نے اس کو پکڑا اور اس کے ذریعہ سے اوپر چڑھا۔ پھر ایک اور شخص نے اس کو پکڑا اور وہ رسی ٹوٹ گئی۔ پھر اس کے بعد وہ جوڑ دی گئی۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا: یارسول اللہ! میرا باپ آپؐ پر قربان اللہ کی قسم آپؐ مجھے اجازت دیں کہ اس کی تعبیر کروں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کرو۔ اُنہوں نے کہا: ابر کا ٹکڑا جو ہے تو اسلام ہے اور وہ جو شہد اور گھی ٹپک رہا ہے تو یہ قرآن ہے جس کی شیرینی ٹپک رہی ہے۔ اب قرآن سے کوئی بہت مزہ لے رہا ہے اور کوئی کم مزہ لے رہا ہے اور وہ رسی جو آسمان سے زمین تک پہنچی ہوئی ہے تو یہ، وہ سچائی

---

[1] یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں۔ فتح الباری جزء ۱۲ حاشیہ صفحہ ۵۳۹) ترجمہ اسکے مطابق ہے۔

يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُهُ بِهِ رَجُلٌ فَيَنْقَطِعُ[1] ثُمَّ يُوَصَّلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ فَأَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللهِ - بِأَبِي أَنْتَ - أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا قَالَ فَوَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ لَتُحَدِّثَنِّي بِالَّذِي أَخْطَأْتُ قَالَ لَا تُقْسِمْ.

ہے جس پر آپؐ ہیں۔ آپؐ اس پر کاربند رہیں گے یہاں تک کہ اللہ آپ کو بلند مقام پر پہنچا دے۔ پھر اس کے بعد ایک شخص اس سچائی پر عمل کرے گا اور آخر وہ بھی اعلیٰ مقام پر پہنچ جائے گا۔ پھر اس کے بعد ایک اور شخص اس پر عمل کرے گا اور وہ اس کے ذریعہ اعلیٰ مقام پر پہنچے گا۔ پھر اس کے بعد ایک اور شخص اس کو لے گا تو وہ رسی کٹ جائے گی۔ پھر اس کے لئے وہ جوڑ دی جائے گی اور وہ بھی اس کے ذریعہ سے اعلیٰ مقام پر پہنچ جائے گا۔ یارسول اللہ! میرا باپ آپؐ پر قربان، مجھے بتائیں کیا میں نے صحیح تعبیر کی یا غلط؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ ٹھیک کی اور کچھ غلط۔ حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے: تو پھر اللہ کی قسم، یا رسول اللہ! آپؐ مجھے ضرور بتائیں جس بات میں میں نے غلطی کی۔ آپؐ نے فرمایا: قسم نہ کھاؤ۔

طرفہ: ۷۰۰۰۔

تشریح: **مَنْ لَمْ يَرَ الرُّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ إِذَا لَمْ يُصِبْ:** جس شخص نے یہ سمجھا کہ پہلے تعبیر کرنے والے سے خواب کا ذکر کرنا کہ جس نے صحیح تعبیر نہیں کی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رؤیا کے متعلق بہت سے لوگوں کا نقطہ نظر جداگانہ ہوتا ہے۔ بعض لوگ جب کوئی رؤیا سنتے ہیں تو ساتھ ہی اُس رؤیا کی بناء پر وقت کی تعیین بھی کر دیتے ہیں اور تفصیل کی بھی تعیین کر دیتے ہیں۔ اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو رؤیا سنتے ہیں تو پھر بھی ان کی مایوسی دور نہیں ہوتی اور وہ کہتے ہیں رؤیا تعبیر طلب ہوتی ہے معلوم نہیں اس کا کیا مطلب ہوگا۔ یہ دونوں نقطہ نگاہ اپنی اپنی جگہ پر غلط ہیں۔

---

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں اس جگہ لفظ بِهِ ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۲ حاشیہ صفحہ ۵۳۹)

حقیقت یہ ہے کہ رؤیا کا اصل مقصد یہ نہیں ہوا کرتا کہ لوگ تفصیل یا وقت کی تعیین کر لیں بلکہ رؤیا کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ اپنی اُمید اور توکل بڑھا لیں۔ اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ رؤیا تعبیر طلب ہوتی ہیں مگر آخر کچھ تعبیر تو ان کی ہوتی ہے۔ تعبیر کے تو محض یہ معنے ہیں کہ جن الفاظ میں رؤیا دکھائی گئی ہے ممکن ہے ان میں وہ رؤیا پوری نہ ہو لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ کچھ بھی ظاہر نہیں ہو گا۔ دیکھو! جب مکہ والوں کی تکلیفیں بڑھ گئیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رؤیا میں دیکھا کہ آپؐ نے ایک ایسی جگہ کی طرف ہجرت کی ہے جو کھجوروں اور چشموں والی ہے۔ آپؐ نے رؤیا کے ظاہری الفاظ کے مطابق یہ تعبیر کی کہ آپؐ کو یمامہ یا ھجر کی طرف ہجرت کرنی پڑے گی۔ مگر جب ہجرت ہوئی تو مدینہ ہوئی جو خود کھجوروں کی جگہ ہے۔ لیکن ہجرت سے پہلے آپؐ نے فرمایا تھا کہ میں نے رؤیا سے یہ سمجھا تھا کہ ہم یمامہ یا ھجر کی طرف ہجرت کریں گے۔ لیکن جو تعبیر ظاہر ہوئی وہ یہ تھی کہ مدینہ کی طرف آپؐ نے ہجرت فرمائی۔ اب یہ تو نہیں کہ کوئی بھی ہجرت نہیں ہوئی۔ اگر ہجرت یمامہ یا ھجر کی طرف نہیں ہوئی تو مدینہ کی طرف تو ہو گئی۔

پس وہ لوگ جو یہ سمجھ لیتے ہیں کہ رؤیا چونکہ تعبیر طلب ہوتی ہیں اس لیے ہمیں کسی ردِّ عمل کی ضرورت نہیں، غلطی پر ہیں۔ تعبیر طلب کے معنے یہ ہیں کہ رؤیا کی تعبیر تو ضرور ہوتی ہے اور وہ پوری ہوتی ہے لیکن جو ظاہر میں شکل دکھائی جاتی ہے اس میں وہ اَور ہوتی ہے۔ اب ہمیں نہیں پتا کہ وقت پر اللہ تعالیٰ کیا شکل دکھائے۔ لیکن یہ تو پتا ہے کہ ضرور کچھ دکھائے گا۔ پس ان متواتر رؤیا ہونے کے یہ معنے نہیں کہ رؤیا میں جو چیز دکھائی گئی ہے بعینہٖ اسی شکل میں پوری ہو گی۔ بعض دفعہ رؤیا بعینہٖ اسی شکل میں پوری ہوتی ہے جس میں وہ دکھائی جاتی ہے اور بعض دفعہ کسی اَور شکل میں پوری ہوتی ہے جو بعض دفعہ ایک تسلسل کے ماتحت ہوتی ہے جس کے مطابق تعبیر نامہ والے اپنی کتابوں میں تعبیریں لکھ دیتے ہیں۔ تعبیر نامہ والوں نے یہی کیا ہے کہ مختلف لوگوں کی خوابیں انہوں نے جمع کیں اور پھر پوچھا کہ تمہاری خواب کس طرح پوری ہوئی تھی؟ اور جب انہیں معلوم ہوا

کہ ایک کثیر تعداد نے یہ خواب دیکھی تھی اور پھر اِس رنگ میں پوری ہوئی تو انہوں نے لکھ لیا کہ اس کی یہ تعبیر ہے۔...

بعض رؤیا ایسی ہوتی ہیں جن کی تعبیر تسلسل کے قاعدہ کے ماتحت ہوتی ہے۔ یعنی مسلسل لوگوں کو ایسی خوابیں آئی ہوئی ہوتی ہیں۔ پس ان کا جو تجربہ ہوتا ہے اس کو لے کر معبّرین اپنی کتابوں میں درج کر لیتے ہیں۔ مگر بعض ایسی رؤیا ہیں کہ جن کو فہم الٰہی سے حل کیا جاتا ہے۔ مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام نے جو خواب کی تعبیر بیان کی وہ تعبیر الرؤیا کی کسی کتاب میں نہیں نکلے گی۔ گو قرآن شریف کو دیکھ کر تعبیر الرؤیا والوں نے بھی اسے لکھ لیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس تو قرآن کریم نہیں تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فہمِ الٰہی سے اس کی تعبیر کی اور وہ پوری ہو گئی۔

تو رؤیا کا جو علم ہے وہ بڑا نازک اور اہم ہے۔ نہ تو عام طور پر رؤیا کے وہ لفظ پورے ہوتے ہیں جو انسان دیکھتا ہے اور نہ وقت اور تفصیل کی تعیین ہوتی ہے لیکن ہوتا کچھ نہ کچھ ضرور ہے۔ اور بعد میں پتا لگ جاتا ہے کہ اس کا کیا مقصد تھا۔ گویا رؤیا پوری ہو کر اپنی حقیقی تعبیر کرتی ہے۔ یا جو پہلے لوگوں کی رؤیا ہیں انہیں نقل کر کے معبّرین نے اپنی کتابوں میں درج کر دیا ہے۔ اگر اس قسم کی رؤیا پوری ہو کر معبّرین نے اپنی کتابوں میں درج کر دیا ہے۔ اگر اس قسم کی رؤیا پہلے لوگوں کو نہیں ہوئیں تو تعبیر الرؤیا میں ان کے متعلق کچھ نہیں نکلے گا۔ تعبیر الرؤیا کی کتابیں اس پر خاموش ہوں گی۔ لیکن مومن یہ ضرور سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو چیز دکھائی ہے وہ میرے ایمان کی زیادتی کے لیے دکھائی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کوئی فضول کام نہیں کرتا۔ قرآن کریم سے پتا لگتا ہے کہ خدا تعالیٰ عبث کام نہیں کرتا۔ اور جب وہ کوئی عبث کام نہیں کرتا تو جب وہ کسی کو کوئی رؤیا دکھاتا ہے تو اس کی کچھ نہ کچھ ضرور تعبیر ہوتی ہے۔

پس مومن کو اس رؤیا سے اپنے توکل کو بڑھانا چاہیے اور یہ یقین رکھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جب کوئی خبر خوشی پر دلالت کرتی ہے یعنی ایسے مضمون پر دلالت کرتی ہے جس سے خوشی پہنچتی ہے تو وہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ مجھے خوشی پہنچائے گا۔ اور اگر کسی ایسے مضمون پر دلالت کرتی ہے جو غم کا موجب ہے تو پھر وہ یہ سمجھ لے کہ اگرچہ

تعبیر الرؤیا سے اس کی تعبیر کا پتا نہیں لگا لیکن مجھے کوئی ایسا امر پہنچنے والا ہے جو میرے لیے غم کا موجب ہو گا۔" (خطباتِ محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ یکم فروری ۱۹۵۷ء، جلد ۳۸ صفحہ ۳۳ تا ۳۵)

ایک شخص نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا کہ جب خواب بیان کیا جاتا ہے تو یہ بات مشہور ہے کہ سب سے اول جو تعبیر معبر کرے وہی ہوا کرتی ہے اور اسی بناء پر یہ کہا جاتا ہے کہ ہر کس و ناکس کے سامنے خواب بیان نہ کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا:

"جو خواب مبشر ہے اس کا نتیجہ انذار نہیں ہو سکتا اور جو منذر ہے وہ مبشر نہیں ہو سکتا۔ اس لیے یہ بات غلط ہے کہ اگر مبشر کی تعبیر کوئی مُعبّر منذر کی کرے تو وہ مُنذر ہو جاوے گا اور منذر مبشر ہو جاوے گا۔ ہاں یہ بات درست ہے کہ اگر کوئی مُنذر خواب آوے تو صدقہ، خیرات اور دعا سے وہ بلا ٹل جاتی ہے۔"

(البدر، یکم مئی ۱۹۰۳ء، نمبر ۱۵ جلد ۲ صفحہ ۱۱۷)

بَاب ٤٨: تَعْبِيرُ الرُّؤْيَا بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ

صبح کی نماز کے بعد خواب کی تعبیر کرنا

٧٠٤٧: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ أَبُو هِشَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ مِمَّا يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ لِأَصْحَابِهِ هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رُؤْيَا؟ قَالَ فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَا[1] شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُصَّ وَإِنَّهُ قَالَ لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ إِنَّهُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ وَإِنَّهُمَا

۷۰۴۷: مؤمل بن ہشام ابوہشام نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابراہیم نے ہمیں بتایا۔ عوف نے ہم سے بیان کیا۔ ابورجاء نے ہمیں بتایا۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سے اکثر یہ بھی پوچھا کرتے تھے۔ کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا؟ حضرت سمرہؓ کہتے تھے: تو پھر وہ لوگ جن کے متعلق اللہ چاہتا کہ بیان کریں آپؐ سے بیان کرتے اور ایک دن صبح کے وقت آپؐ نے فرمایا۔ آج رات دو آنے والے میرے پاس آئے۔ اُنہوں نے مجھے

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں اس جگہ لفظ مَنْ ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۲ حاشیہ صفحہ ۵۴۸) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

ابْتَعَثَانِي وَإِنَّهُمَا قَالَا لِي انْطَلِقْ وَإِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَإِنَّا أَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَإِذَا هُوَ يَهْوِي بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهِ فَيَثْلَغُ رَأْسَهُ فَيَتَهَدْهَدُ الْحَجَرُ هَا هُنَا فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَأْخُذُهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتَّى يَصِحَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُولَى قَالَ قُلْتُ لَهُمَا سُبْحَانَ اللهِ مَا هَذَانِ؟ قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقْ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوبٍ مِنْ حَدِيدٍ وَإِذَا هُوَ يَأْتِي أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهِ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ إِلَى قَفَاهُ وَمِنْخَرَهُ إِلَى قَفَاهُ وَعَيْنَهُ إِلَى قَفَاهُ قَالَ وَرُبَّمَا قَالَ أَبُو رَجَاءٍ فَيَشُقُّ قَالَ ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْأَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذَلِكَ الْجَانِبِ حَتَّى يَصِحَّ ذَلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُولَى

اُٹھایا اور مجھ سے کہنے لگے: چلو۔ میں اُن کے ساتھ چل پڑا اور ہم ایک شخص کے پاس آئے جو لیٹا ہوا تھا اور اتنے میں دیکھا کہ ایک دوسرا شخص بھی ہے جو پتھر لیے اس کے پاس کھڑا ہے اور وہ جھک کر پتھر اس کے سر پر مارتا ہے اور سر کو پھوڑ دیتا ہے اور پھر وہ پتھر ادھر ڈھلک جاتا اور وہ پتھر کے پیچھے جاتا اور اس کو لیتا اور ابھی اس کے پاس لوٹ کر نہ آتا کہ اس کا سر ویسے ہی درست ہو جاتا جیسے پہلے تھا۔ پھر وہ اس کے پاس آتا اور اس سے وہی کرتا جو پہلی دفعہ کیا۔ آپؐ فرماتے تھے۔ میں نے اُن سے پوچھا: سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں؟ آپؐ فرماتے تھے۔ ان دونوں نے مجھ سے کہا: چلے چلو۔ (فرماتے تھے:) ہم چل پڑے اور ایک شخص کے پاس آئے جو اپنی گدی کے بل چت لیٹا ہوا تھا اور ایک اور شخص ہے جو اس کے پاس لوہے کا کانٹا لئے کھڑا ہے اور وہ اس کے منہ کے ایک طرف جا کر اس کی باچھ اس کی گدی تک چیر ڈالتا اور اس کا نتھنا بھی گدی تک اور اس کی آنکھ بھی گدی تک چیر ڈالتا (اور عوف اعرابی کہتے تھے) اور کبھی ابو رجاء نے بجائے يُشَرْشِرُ کے يَشُقُّ کہا۔ آپؐ فرماتے تھے۔ اس کے بعد وہاں سے ہٹ کر دوسرے رخسار کی طرف جاتا اور اس سے وہی کرتا جو اس نے اس کے منہ کے پہلے رخسار سے کیا تھا۔ اس طرف سے ابھی فارغ نہ ہوتا کہ وہ پہلی طرف ویسی اچھی بھلی ہو جاتی

قَالَ قُلْتُ سُبْحَانَ اللهِ مَا هَذَانِ؟ قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقْ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى مِثْلِ التَّنُّورِ قَالَ وَأَحْسِبُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فَإِذَا فِيهِ لَغَطٌ وَأَصْوَاتٌ قَالَ فَاطَّلَعْنَا فِيهِ فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ وَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ فَإِذَا أَتَاهُمْ ذَلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هَؤُلَاءِ؟ قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقْ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى نَهَرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ أَحْمَرَ مِثْلِ الدَّمِ وَإِذَا فِي النَّهَرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ وَإِذَا عَلَى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيرَةً وَإِذَا ذَلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ ثُمَّ يَأْتِي ذَلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا فَيَنْطَلِقُ يَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ فَغَرَ لَهُ فَاهُ فَأَلْقَمَهُ حَجَرًا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هَذَانِ؟ قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقْ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ كَرِيهِ

جیسی پہلے تھی۔ پھر اس کے پاس آتا اور ویسے ہی کرتا جو اس نے پہلی بار کیا تھا فرماتے تھے۔ میں نے کہا: سبحان اللہ یہ کون ہیں؟ فرماتے تھے۔ اُن دونوں نے مجھ سے کہا: چلے چلو۔ ہم چل پڑے۔ پھر ایک ایسے گڑھے پر پہنچے جو تنور کی طرح تھا۔ حضرت سمرہ بن جندبؓ کہتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپؐ یہ فرمایا کرتے تھے۔ تو کیا سنتا ہوں کہ اس گڑھے میں شور وغل ہے۔ فرماتے تھے۔ ہم نے اس میں جھانکا تو کیا دیکھا کہ اس میں مرد اور عورتیں ہیں جو ننگے ہیں اور کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کے نیچے سے شعلے اُٹھ کر اُن پر لپک رہے ہیں۔ جب وہ شعلے اُن پر لپکتے وہ چیختے چلاتے۔ فرماتے تھے۔ میں نے ان دونوں سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ اُنہوں نے مجھ سے کہا: چلے چلو۔ (فرماتے تھے:) ہم چل پڑے اور ایک ندی پر پہنچے۔ (حضرت سمرہؓ کہتے تھے:) میں سمجھتا ہوں آپؐ فرمایا کرتے تھے جو خون کی طرح لال تھی اور کیا دیکھتے ہیں کہ اس ندی میں ایک تیراک شخص تیر رہا ہے اور کیا دیکھا کہ اس ندی کے کنارے پر ایک شخص ہے جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر اکٹھے کر رکھے ہیں اور تیراک تیر تا رہتا ہے جتنی دیر تیر تا ہے پھر وہ اس شخص کی طرف منہ کرتا ہے جس نے اپنے پاس پتھر اکٹھے کر رکھے ہیں اور اس کے سامنے اپنا منہ کھول دیتا ہے تو وہ اس کے منہ میں وہ پتھر ڈال دیتا ہے اور پھر وہ جا کر تیرنے

الْمَـرْآةِ كَـأَكْرَهِ مَـا أَنْـتَ رَاءٍ رَجُـلًا مَرْآةً وَإِذَا عِنْدَهُ نَارٌ يَحُشُّهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هَذَا؟ قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقْ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ فِيهَا مِنْ كُلِّ لَوْنِ الرَّبِيعِ وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَيْ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيلٌ لَا أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ طُولًا فِي السَّمَاءِ وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أَكْثَرِ وِلْدَانٍ رَأَيْتُهُمْ قَطُّ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هَـذَا مَا هَـؤُلَاءِ؟ قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقْ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَانْتَهَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ عَظِيمَةٍ لَمْ أَرَ رَوْضَةً قَطُّ أَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا أَحْسَنَ قَالَ قَالَا لِي ارْقَ {فَارْتَقَيْتُ [1]} فِيهَا قَالَ فَارْتَقَيْنَا فِيهَا فَانْتَهَيْنَا إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ فَأَتَيْنَا بَابَ الْمَدِينَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا فَدَخَلْنَاهَا فَتَلَقَّانَا فِيهَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ قَالَ قَالَا لَهُمْ اذْهَبُوا فَقَعُوا فِي ذَلِكَ النَّهَرِ

لگتا ہے۔ پھر کچھ تھوڑی دیر بعد وہ اس کے پاس لوٹ آتا ہے۔ جب کبھی وہ اس کے پاس لوٹ کر آتا ہے اپنا منہ اس کے سامنے کھول دیتا ہے اور وہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا ہے۔ آپؐ فرماتے تھے۔ میں نے اُن سے پوچھا: یہ دونوں کون ہیں؟ فرماتے تھے۔ ان دونوں نے مجھ سے کہا: چلے چلو۔ فرماتے تھے۔ ہم چل پڑے اور ہم ایسے شخص کے پاس آئے جو بدصورت تھا بہت ہی بدصورت ایسا کہ تم نے کبھی کسی شخص کو دیکھا ہو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے پاس آگ ہے جسے وہ سلگا رہا ہے اور اس کے گرداگرد دوڑ رہا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ میں نے ان سے کہا: یہ کون ہے؟ فرماتے تھے۔ ان دونوں نے مجھ سے کہا: چلے چلو۔ ہم چل پڑے اور سرسبز باغیچہ کے پاس پہنچے جس میں موسم بہار کے ہر قسم کے غنچے تھے اور اس باغیچہ کے درمیان ایک لمبا شخص ہے اتنا لمبا کہ اونچائی کی وجہ سے میں اس کا سر بھی نہ دیکھ سکتا تھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس شخص کے گرداگرد اس کثرت سے بچے ہیں کہ جو میں نے کبھی دیکھے۔ فرماتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا: یہ کون ہے اور یہ کون ہیں؟ فرماتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا: چلے چلو۔ آپ فرماتے تھے۔ ہم چل پڑے اور ایک بہت ہی بڑے باغ پر پہنچے۔ میں نے نہ کبھی اس سے بڑا اور نہ اس سے بڑھ کر

[1] یہ لفظ صحیح بخاری کے دیگر نسخوں میں نہیں ہے۔ ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

قَالَ وَإِذَا نَهَرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِي كَأَنَّ مَاءَهُ الْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ فَذَهَبُوا فَوَقَعُوا فِيهِ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ.

خوبصورت کبھی کوئی باغ دیکھا۔ فرماتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا: (اس درخت پر) چڑھ جاؤ۔ فرماتے تھے۔ ہم اس پر چڑھ گئے اور ایک ایسے شہر پر پہنچے جو سونے کی اینٹوں اور چاندی کی اینٹوں سے بنا تھا اور ہم شہر کے دروازے پر آئے اور دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ وہ ہمارے لئے کھول دیا گیا۔ ہم اس کے اندر گئے تو ہم کو ایسے آدمی ملے کہ جن کا آدھا دھڑ نہایت ہی خوبصورت ایسا کہ جو تم نے کبھی دیکھا ہو اور آدھا دھڑ نہایت ہی بدصورت ایسا کہ جو تم نے کبھی دیکھا ہو۔ فرماتے تھے۔ ان دونوں نے ان لوگوں سے کہا: چلے جاؤ اور اس ندی میں داخل ہو جاؤ۔ آپ فرماتے تھے اور کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ندی ہے جو سامنے بہہ رہی ہے اس کا پانی ایسا صاف جیسا سفیدی میں خالص (دودھ ہوتا ہے۔) چنانچہ وہ لوگ گئے اور اس میں کود پڑے۔ پھر وہ ہمارے پاس لوٹ کر آئے وہ بدصورتی ان سے جاتی رہی اور وہ نہایت ہی خوبصورت ہو گئے۔

قَالَ قَالَا لِي هَذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهَذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَ فَسَمَا بَصَرِي صُعُدًا فَإِذَا قَصْرٌ مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ قَالَ قَالَا لِي هَذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا بَارَكَ اللهُ فِيكُمَا ذَرَانِي فَأَدْخُلَهُ قَالَا أَمَّا الْآنَ فَلَا وَأَنْتَ دَاخِلَهُ قَالَ

آپؐ فرماتے تھے۔ ان دونوں نے مجھ سے کہا: یہ جنت عدن ہے اور وہ تمہارے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ آپؐ فرماتے تھے۔ میری نگاہ جو اوپر اٹھی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک محل ہے جو سفید ابر کی مانند ہے اور فرماتے تھے ان دونوں نے مجھ سے کہا۔ یہی تمہارے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ فرماتے تھے۔

قُلْتُ لَهُمَا فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا فَمَا هَذَا الَّذِي رَأَيْتُ؟ قَالَ قَالَا لِي أَمَا إِنَّا سَنُخْبِرُكَ أَمَّا الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ بِالْقُرْآنِ فَيَرْفُضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُ شِدْقُهُ إِلَى قَفَاهُ وَمَنْخِرُهُ إِلَى قَفَاهُ وَعَيْنُهُ إِلَى قَفَاهُ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُو مِنْ بَيْتِهِ فَيَكْذِبُ الْكِذْبَةَ تَبْلُغُ الْآفَاقَ، وَأَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِينَ فِي مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُّورِ فَإِنَّهُمْ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِي، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبَحُ فِي النَّهَرِ وَيُلْقَمُ الْحَجَرَ فَإِنَّهُ آكِلُ الرِّبَا، وَأَمَّا الرَّجُلُ الْكَرِيهُ الْمَرْآةِ الَّذِي عِنْدَ النَّارِ يَحُشُّهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا فَإِنَّهُ مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيلُ الَّذِي فِي الرَّوْضَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِينَ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُودٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ. قَالَ فَقَالَ

میں نے ان سے کہا: تم دونوں کو اللہ برکت دے مجھے اجازت دو کہ میں اس کے اندر جاؤں۔ ان دونوں نے کہا: ابھی تو نہیں اور تم اس میں داخل ہوگے۔ فرماتے تھے: میں نے ان سے کہا کہ آج جو میں نے عجیب باتیں دیکھیں ہیں تو وہ کیا ہے جو میں نے دیکھا ہے؟ فرماتے تھے ان دونوں نے مجھ سے کہا: سنو ہم تمہیں اصل حقیقت بتلائے دیتے ہیں۔ وہ پہلا شخص جس کے پاس تم آئے تھے۔ اس کا سر پتھر سے پھوڑا جارہا تھا تو وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا ہے اور پھر اس کو چھوڑ دیتا ہے اور فریضہ نماز کو چھوڑ کر سو رہتا ہے اور وہ شخص جس کے پاس تم آئے تھے جس کی باچھ اس کی گدی تک اور اس کا نتھنا بھی گدی تک اور اس کی آنکھ بھی گدی تک چیری جارہی تھی تو وہ شخص ہے جو اپنے گھر سے صبح نکلتا ہے اور ایک جھوٹی بات بناتا ہے جو چاروں طرف پہنچ جاتی ہے اور وہ ننگے مرد اور عورتیں جو تم نے ایسے گڑھے میں دیکھے جو تنور کی طرح بنا ہوا تھا وہ زنا کرنے والے اور زنا کرنے والیاں ہیں اور وہ شخص جس کے پاس تم آئے وہ جو نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر دیئے جاتے تھے تو وہ سود خور ہے اور وہ بدصورت شخص جو آگ کے پاس تھا اس کو سلگا رہا تھا اور اس کے گرداگرد دوڑ رہا تھا تو وہ

بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ يَا رَسُولَ اللهِ وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنًا وَشَطْرٌ قَبِيحًا فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللهُ عَنْهُمْ.

مالک فرشتہ ہے جو جہنم کا داروغہ ہے اور وہ لمبا شخص جو باغیچہ میں تھا تو وہ ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وہ بچے جو اُن کے ارد گرد تھے وہ تمام بچے ہیں جو فطرت پر مر گئے۔ سمرہ کہتے تھے۔ یہ سن کر بعض مسلمانوں نے کہا: یا رسول اللہ! اور مشرکوں کے بچے (جو مر جاتے ہیں؟) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرکوں کے بچے بھی تھے اور وہ لوگ جن کا آدھا دھڑ اچھا تھا اور آدھا بد صورت تو یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ملے جلے کام کئے کچھ اچھے بھی اور کچھ برے بھی اللہ نے ان سے در گزر کر دیا۔

أطرافه: ٨٤٥، ١١٤٣، ١٣٨٦، ٢٠٨٥، ٢٧٩١، ٣٢٣٦، ٣٣٥٤، ٤٦٧٤، ٦٠٩٦-

✿✿✿

بسم الله الرحمن الرحيم

٩٢- كِتَابُ الْفِتَنِ

فِتْنَة کے لغوی معنی ہیں امتحان لینا، آزمانا، کُندن کرنا، کھرے کھوٹے میں تمیز کرنا اور فتنہ اس بُرے نتیجہ کو بھی کہتے ہیں جو امتحان کے ذریعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ (لسان العرب- فتن)

لغت کے مشہور و مستند امام محمد بن احمد بن الأزہري (المتوفى: ٣٧٠ہجری) لکھتے ہیں: فتن: جِمَاعُ مَعْنَى الفِتْنَةِ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الابْتَلاءُ والامْتِحَانُ وَأَصلهَا مأخوذٌ من قَوْلك: فَتَنْتُ الفِضَّةَ والذَّهَبَ إِذا أذبتهما بالنَّار ليتميز الرَّدِيء من الجيِّد، وَمن هَذَا قَول الله جلّ وعزّ: يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ- أَي يُحرقون بالنَّار، وَمن هَذَا قيل للحجارة السُّودِ الَّتِي كَأَنَّهَا أُحرِقتْ بالنَّار- (تهذيب اللغة، ابواب التاء والنون من الثلاثی الصحیح، جزء١٤، صفحہ ٢٩٦، ٢٩٧) یعنی کلام عرب میں فتنہ کے معنی ابتلاء اور امتحان کے ہیں، اور لفظ "فتنہ" ماخوذ ہے اہل عرب کے اس قول سے فتنت الفضة والذهب یعنی میں نے سونے اور چاندی کو آگ میں پگھلایا تاکہ ردّی اور اچھے کی تمیز ہو سکے۔ اور اسی سے اللہ عزوجل کا یہ فرمان ہے: يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ○ (الذاريات: ١٤) یعنی انہیں آگ میں جلایا جائے گا۔ اس وجہ سے سیاہ پتھر فتین کہلاتا ہے گویا کہ اسے آگ پر جلایا گیا ہے۔ ابن اثیرؒ کا کہنا ہے: الامتحان والاختبار... وقد كثر استعمالها فيما أخرجه الاختبار للمكروه، ثم كثر حتى استعمل بمعنى الإثم، والكفر، والقتال، والإحراق، والإزالة، والصرف عن الشيء (النهاية في غريب الحديث، حرف الفاء، فتن، جزء٣، صفحہ ٤١٠، ٤١١)

"فتنہ" امتحان اور اختبار (آزمائش) کو کہتے ہیں، اس کا کثرت سے استعمال ناپسندیدہ آزمائش میں ہوتا ہے، پھر اس کا استعمال گناہ، کفر، قتال و لڑائی، جلانے اور زائل کرنے اور کسی چیز سے ہٹانے پر بھی ہونے لگا۔

بَاب ١: مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً (الأنفال: ٢٦)

اللہ تعالیٰ کے اِس قول کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں یعنی اُس فتنہ سے بچو جو خاص اُن لوگوں کا ہی قصد نہیں کرتا جو تم میں سے ظالم ہیں

وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَذِّرُ مِنَ الْفِتَنِ.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتنوں سے جو چوکس کیا کرتے تھے۔

٧٠٤٨: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ

٧٠٤٨: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَتْ أَسْمَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا عَلَى حَوْضِي أَنْتَظِرُ مَنْ يَّرِدُ عَلَيَّ فَيُؤْخَذُ بِنَاسٍ مِنْ دُونِي فَأَقُولُ أُمَّتِي فَيُقَالُ لَا تَدْرِي مَشَوْا عَلَى الْقَهْقَرَى. قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَّرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ.

طرفه: ٦٥٩٣۔

بِشر بن سَری نے ہمیں بتایا۔ نافع بن عمر نے ہم سے بیان کیا، نافع نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: حضرت اسماءؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔ آپؐ نے فرمایا: میں اپنے حوض پر اُن لوگوں کا انتظار کررہا ہوں گا جو میرے پاس پانی پینے کے لئے آئیں گے۔ اتنے میں کچھ لوگوں کو میرے قریب سے ہی پکڑ لیا جائے گا۔ میں کہوں گا: میری اُمت کے ہیں اور کہا جائے گا: تم نہیں جانتے یہ اُلٹے پاؤں چلے گئے تھے۔ ابن ابی ملیکہ دعا کرتے تھے: اے اللہ! ہم تو تیری ہی پناہ لیتے ہیں اس سے کہ ہم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹیں یا فتنہ میں مبتلا ہوں۔

٧٠٤٩: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ لَيُرْفَعَنَّ إِلَيَّ رِجَالٌ مِنْكُمْ حَتَّى إِذَا أَهْوَيْتُ لِأُنَاوِلَهُمُ اخْتُلَجُوا دُونِي فَأَقُولُ أَيْ رَبِّ أَصْحَابِي فَيَقُولُ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ.

أطرافه: ٦٥٧٥، ٦٥٧٦۔

٧٠۴٩: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے مغیرہ (بن مقسم) سے، مغیرہ نے ابووائل سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں گا۔ تم میں سے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے جائیں گے جونہی کہ میں انہیں (پانی) دینے کے لئے جھکوں گا تو اُنہیں میرے سامنے سے کھینچ کر ہٹا دیا جائے گا۔ میں کہوں گا: اے میرے ربّ! میرے ساتھی ہیں۔ فرمائے گا: تم نہیں جانتے تمہارے بعد اِنہوں نے کیا کچھ بدعات کیں۔

٧٠٥٠ - ٧٠٥١ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ وَرَدَهُ شَرِبَ مِنْهُ وَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهُ أَبَدًا لَيَرِدُنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ. قَالَ أَبُو حَازِمٍ فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ وَأَنَا أُحَدِّثُهُمْ هَذَا فَقَالَ هَكَذَا سَمِعْتَ سَهْلًا؟ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ يَزِيدُ فِيهِ قَالَ إِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا بَدَّلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِي.

٧٠٥٠-٧٠٥١: ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہ یعقوب بن عبدالرحمٰن نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابوحازم سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں نے حضرت سہل بن سعدؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں گا جو اُس پر آیا اس نے اس سے پیا اور جس نے اس سے پیا اس کے بعد وہ کبھی بھی پیاسا نہ ہوا۔ کچھ لوگ ایسے ہی میرے پاس پینے کے لئے آئیں گے جنہیں میں پہچان لوں گا اور جو مجھے پہچانتے ہوں گے۔ پھر میرے اور اُن کے درمیان روک ڈال دی جائے گی۔ ابوحازم نے کہا: نعمان بن ابی عیاش نے جبکہ میں یہ حدیث لوگوں سے بیان کر رہا تھا، مجھ سے سنا اور پوچھا۔ کیا اس طرح تم نے حضرت سہلؓ سے سنا؟ میں نے کہا: ہاں۔ نعمان نے کہا اور میں حضرت ابوسعید خدریؓ کے متعلق یہ شہادت دیتا ہوں کہ میں نے اُن سے (یہ حدیث) سنی وہ اس میں اتنا بڑھاتے تھے کہ آپؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ مجھ سے تعلق رکھتے ہیں تو کہا جائے گا تم نہیں جانتے تمہارے بعد اُنہوں نے کیا کچھ بدلا۔ میں کہوں گا دور ہو دور ہو وہ شخص جو میرے بعد بدلے۔

طرف الحديث ٧٠٥٠: ٦٥٨٣۔
طرف الحديث ٧٠٥١: ٦٥٨٤۔

تشریح: وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً: اس فتنہ سے بچو جو خاص ان لوگوں کا ہی قصد نہیں کرتا جو تم لوگوں میں سے ظالم ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض عذاب اور ابتلاء اور مصائب اور آفتیں دُنیا پر ایسی بھی نازل کی جاتی ہیں کہ ان کی لپیٹ میں صرف ظالم ہی نہیں آتا بلکہ وہ لوگ بھی آجاتے ہیں جن کا بظاہر اس ظلم میں کوئی حصہ نہیں یعنی صرف ظالم کو وہ آفت یا بلاء یا عذاب نہیں پہنچتا بلکہ دوسرے بھی اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ اصول تو ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (الأنعام:۱۶۵) کوئی جان دوسری جان کا بوجھ نہیں اُٹھائے گی لیکن چونکہ یہ دُنیا دار الابتلاء ہے دار الجزاء نہیں۔ اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ اس ابتلاء اور عذاب میں وہ لوگ بھی شامل ہو جائیں گے۔ یہ ابتلاء اور عذاب ان لوگوں کو بھی پہنچے گا جو ظالم نہیں ہیں اور قرآن کریم کے متعلق یہ اصول یاد رکھنا چاہیئے کہ اس کی آیات باہم تضاد نہیں رکھتیں۔ لہٰذا ہمیں اس آیت کے ایسے معنی کرنے پڑیں گے جو کسی دوسری آیت سے ٹکراتے نہ ہوں ان کے متضاد نہ ہوں پس یہاں ایک معنی یہ ہوں گے کہ گو ظاہری طور پر وہ لوگ ظلم میں شامل نہیں لیکن باطنی طور پر وہ ظلم میں شامل ہیں اور وہ اس طرح کہ بعض ذمہ داریاں افراد سے تعلق رکھتی ہیں۔ وہ انفرادی ذمہ داریاں ہوتی ہیں اور بعض ذمہ داریوں کے بہت سے پہلو یا وہ ساری کی ساری اجتماعی رنگ رکھتی ہیں اور جو اجتماعی ذمّہ داریاں ہیں اگر وہ گروہ یا وہ خاندان جن کی وہ ذمہ داریاں ہیں بحیثیت مجموعی ان کی طرف متوجہ نہ ہوں اور اِس کے نتیجہ میں اس گروہ یا خاندان کے بعض افراد ظالم بن جائیں تو سزا اور عذاب میں سارا خاندان ہی ملوّث ہو جائے گا۔ دُنیا کی نگاہ تو یہ دیکھے گی کہ ایک پندرہ سالہ بچے نے چوری کی مگر اللہ تعالیٰ کی نگاہ یہ دیکھتی ہے کہ اس کے ماں اور باپ بہن اور بھائیوں اور خاندان کے دوسرے بڑے رشتہ داروں پر جو یہ فرض تھا کہ وہ اس پندرہ سالہ معصوم بچے کی صحیح تربیت کریں وہ تربیت انہوں نے نہیں کی جس کے نتیجہ میں وہ چور بن گیا۔ پس دُنیا کا قانون تو صرف اس بچے کو سزا دے گا مگر اللہ کا قانون اُس دُنیا میں بھی اور اِس دُنیا میں بھی صرف اس بچے پر گرفت نہیں کرے گا جس نے چوری کی بلکہ ان پر

بھی گرفت کرے گا جن پر اس کی صحیح تربیت کی ذمہ داری تھی لیکن انہوں نے اپنی یہ ذمہ داری ادا نہیں کی اگر وہ لوگ اس کی صحیح تربیت کی ذمہ داری کی طرف کماحقہ، متوجہ رہتے تو ان کا بچہ چور نہ بنتا...... خدا تعالیٰ سے زیادہ تو کوئی بندہ کسی پر رحم نہیں کر سکتا ایک ہی ہستی ہے جس کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کی رحمت اس کے غضب سے زیادہ ہے اس کی رحمت نے مخلوق میں سے ہر شئے کا احاطہ کیا ہوا ہے اسے گھیرے میں لیا ہوا ہے کسی اور ہستی کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا پھر جب وہ ہستی جو رحمت محض ہے اور جس نے اپنی رحمت اور پیار کے لئے ہی اپنے بندوں (انسانوں) کو پیدا کیا ہے کسی میں ظلم دیکھتی ہے جب وہ ہستی کسی میں ناپاکی اور گندگی پاتی ہے تو کسی انسان کا یہ حق نہیں کہ وہ یہ کہے کہ چونکہ ہماری آنکھ نے صرف اولاد میں گند کو دیکھا تھا اور ان کے ماں باپ کی عدم توجہ کو ہماری آنکھ نہیں دیکھ سکتی تھی ہماری ناقص عقل میں وہ نہیں آسکا تھا۔ ہمارے کمزور علم میں وہ بات نہیں آئی تھی اِس لئے ہم ان پر گرفت نہیں کر سکتے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض ایسے ابتلاء ہوتے ہیں کہ صرف ظالم ہی ان کی گرفت میں نہیں آتے بلکہ تمہاری نگاہ جن کو ظالم نہیں سمجھتی وہ بھی اس کی گرفت میں آجاتے ہیں اور آنے چاہئیں اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ (بخاری، کتاب النکاح)"

(خطبات ناصر، خطبہ جمعہ ۹ جنوری ۱۹۷۰ء، جلد ۳ صفحہ ۱۲ تا ۱۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ برائی کو اپنے سامنے نہ ٹھہرنے دیں ورنہ ان سب کے اوپر عذاب آئے گا۔ اور عبداللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے مال، تمہاری اولاد فتنہ ہے...... اور خازِن میں ہے کہ یہ عذاب بالخصوص ظلم پر ہی مقصور نہ رہے گا بلکہ تم سب پر چھا جائے گا اور نیک و بد گنہگار ناکردہ گناہ دونوں پر اس کا اثر پہنچے گا۔...ابن کثیر فرماتے ہیں گنہگار ہی اسی سے خاص نہیں اور نہ وہ جو گناہ میں ملوّث ہو۔ بلکہ یہ عام ہے...... فتح البیان میں بھی ایسا ہی ہے اور اس پر زیادہ کیا ہے کہ فتنہ مثلاً قحط،

گرانی اشیاء، ظالموں کا تسلّط ہو جانا۔ اور ایسا ہی حسنؓ نے کہا کہ یہ دربارہ علی و عثمان وطلحہ والزبیر نازل ہوئی۔" (حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۵۶)

أَنَا عَلَى حَوْضِي أَنْتَظِرُ مَنْ يَّرِدُ عَلَيَّ: میں اپنے حوض پر اُن لوگوں کا انتظار کر رہا ہوں گا جو میرے پاس پانی پینے کے لئے آئیں گے۔

حوض کے متعلق روایات میں ذکر ہے کہ حوض، مدینہ اور صنعاء کے درمیان فاصلہ جتنا وسیع ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا ﷺ و صفاته) حوض کی وسعت آیلہ اور یمن کے شہر صنعاء کے درمیان فاصلہ کی وسعت کے مساوی ہے اور آسمان میں ستاروں کی تعداد کے برابر اس میں آبخورے ہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب فی الحوض، روایت نمبر ۶۵۸۰) اور فرمایا کہ میرے حوض کی وسعت ایک ماہ کے سفر کی مسافت کے برابر ہے۔ اس کا پانی دودھ سے بھی زیادہ سفید اور اس کی ہوا مشک سے بھی زیادہ خوشبودار اور اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں۔ جس نے ان میں سے پیا، ساری عمر کے لئے اس کی تشنگی ختم ہو گئی۔ (صحیح البخاری، روایت ۶۵۷۹) پھر یہ بھی واضح فرمادیا کہ اس حوض پر آپؐ اپنی اُمّت کے لوگوں کا انتظار فرمائیں گے اور جو آپؐ کی تعلیم پر عمل نہ کرنے والے ہوں گے وہ اس حوض سے دور کر دیئے جائیں گے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حوضِ کوثر کسی مادی یا جسمانی چیز کا نام نہیں بلکہ یہ حوض روحانی مطالب کی ایک خوبصورت کہکشاں ہے۔ ورنہ ان روایات کی تطبیق ممکن نہیں۔ جبکہ یہ اپنے سلسلہ اسناد میں نہایت ثقہ اور مستند ہیں۔ حوضِ کوثر آنحضرت ﷺ کے فیض کا وہ جاری چشمہ ہے جس سے اس دنیا میں بھی آپ کے حقیقی پیروکار اور اطاعت گذار مستفیض ہوں گے اور آخرت میں بھی۔ مگر وہ جنہوں نے آپ کے طریق اور سنّت کو چھوڑ کر نئی راہیں اختیار کر لیں وہ اپنی اس بدبختی کی وجہ سے آپ کے چشمۂ فیض سے دور کر دیئے جائیں گے جبکہ ساری مخلوق پیاسوں کی طرح اس چشمے کی طرف دوڑے گی۔ کیا خوب فرمایا:

يَا عَيْنَ فَيْضِ اللّٰهِ وَالْعِرْفَانِ　　　يَسْعَى إِلَيْكَ الْخَلْقُ كَالظَّمْآنِ

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن، جلد ۵، صفحہ ۵۹۰)

اے اللہ کے فیض اور معرفت کے چشمے! تیری طرف مخلوق پیاسوں کی مانند دوڑتی ہے۔

فَأَقُولُ أَيْ رَبِّ أَصْحَابِي فَيَقُولُ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ: میں کہوں گا: اے میرے ربّ! میرے ساتھی ہیں۔ فرمائے گا: تم نہیں جانتے تمہارے بعد اِنہوں نے کیا کچھ نئی نئی کرتوتیں کیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اس حدیث کی تفسیر بیان فرماتے ہیں کہ

"احادیث میں آتا ہے کہ رسول ﷺ کو قیامت کے دن یہ نظارہ دکھایا جائے گا کہ آپؐ کے بعض صحابہ کو دوزخ کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ آپؐ یہ نظارہ دیکھ کر

خدا تعالیٰ کے حضور عرض کریں گے کہ اے خدا! یہ تو میرے صحابہ ہیں جہاں تک مجھے علم ہے انہوں نے تیری خاطر اخلاص اور فدائیت کے ساتھ قربانیاں دی ہیں میں تو سمجھتا تھا کہ انہوں نے تیری رضا کو حاصل کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرمائے گا اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو نہیں جانتا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے۔...ان کے اعمال کا پورا علم مجھے ہے گویا بعض برگزیدہ انسان بھی بعض لوگوں کے متعلق یہ سمجھتے ہوں گے کہ وہ اچھے ہیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر لیا ہے لیکن حقیقتاً وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے وارث نہیں ہوں گے۔ وہ اس کی جنت کے مستحق قرار نہیں دیئے جائیں گے۔ پس فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا (بنی اسرائیل:۵۵) کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو نہ تو اس بات کا ذمہ دار ہے کہ لوگ ضرور نیکیاں کریں اور نہ اس بات کا ذمہ دار ہے کہ اگر لوگ بظاہر نیکیاں کریں تو وہ ضرور جنت کے وارث بن جائیں گے۔ کیونکہ اس دنیا میں بھی تمہارے سامنے ایک مثال موجود ہے ایک شخص جنگ میں بظاہر بڑے اخلاص سے حصہ لے رہا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اسلام پر فدا ہونے کو اس کا جی چاہ رہا ہے۔ وہ مسلمانوں کی طرف سے لڑ رہا تھا۔ اور کافروں پر حملہ آور ہو رہا تھا اور بڑے بڑے صحابہ کی بھی اس کے متعلق یہ رائے تھی کہ وہ بڑا مخلص اور فدائی ہے۔ لیکن جب آنحضرت ﷺ کے سامنے اس کا ذکر ہوا تو آپؐ نے فرمایا۔ وہ دوزخی ہے۔ صحابہؓ نے رسول کریم ﷺ کی بات کو سچا ثابت کرنے کے لئے اس شخص کا پیچھا کیا تو انہوں نے دیکھا وہ جنگ میں شدید زخمی ہو گیا ہے۔ اور زخموں کی تکلیف کی برداشت نہ کرتے ہوئے اس نے خودکشی کر لی ہے۔ اس طرح صحابہؓ کو نظر آ گیا کہ گو اس شخص نے بڑے جوش کے ساتھ جنگ میں حصہ لیا تھا لیکن اس کا ایسا کرنا اخلاص کی بناء پر نہیں تھا بلکہ بعض اور بواعث تھے جن کی وجہ سے وہ کفار کے خلاف بڑے جوش کے ساتھ لڑا۔ پس یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھے ان کا ذمہ دار نہیں بنایا"

(خطبات ناصر، خطبہ جمعہ ۱۱ مارچ، ۱۹۶۶، جلد اول صفحہ ۱۷۷، ۱۷۸)

بَاب ٢ : قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُمُورًا تُنْكِرُونَهَا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: میرے بعد عنقریب تم ایسی باتیں دیکھو گے جنہیں تم برا مناؤ گے

وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ.

اور حضرت عبد اللہ بن زیدؓ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم صبر کرنا یہاں تک کہ تم مجھ سے حوض پر ملو۔

٧٠٥٢: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً وَأُمُورًا تُنْكِرُونَهَا قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ أَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللهَ حَقَّكُمْ.

طرفه: ٣٦٠٣۔

٧٠٥٢: ہم سے مسدد نے بیان کیا کہ یحیٰ بن سعید نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن وہب نے ہمیں بتایا کہ میں نے حضرت عبد اللہ (بن مسعودؓ) سے سنا۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: میرے بعد عنقریب تم ترجیحی سلوک دیکھو گے اور ایسے اُمور دیکھو گے جن کو تم برا مناؤ گے۔ صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! پھر آپؐ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: تم اُن کا حق اُن کو ادا کر دو اور اللہ سے اپنا حق مانگو۔

٧٠٥٣: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْجَعْدِ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.

أطرافه: ٧٠٥٤، ٧١٤٣۔

٧٠٥٣: مسدد نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے عبد الوارث سے، عبد الوارث نے جعد سے، جعد نے ابو رجاء سے، ابو رجاء نے حضرت ابن عباسؓ سے، حضرت ابن عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جس نے اپنے حاکم کی کسی بات کو ناپسند کیا تو چاہیئے کہ وہ صبر کرے کیونکہ جو بادشاہ کی اطاعت سے ایک بالشت بھی باہر ہوا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

٧٠٥٤: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.

أطرافه: ٧٠٥٣، ٧١٤٣۔

۷۰۵۴: ابو نعمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے جعد ابو عثمان سے روایت کی کہ ابو رجاء عطاردی نے مجھ سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: جو اپنے حاکم سے کوئی ایسی بات دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو چاہیئے کہ وہ اس بات پر صبر کرے کیونکہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی الگ ہوا اور پھر وہ ایسی حالت میں مر گیا تو وہ یقیناً جاہلیت کی موت مرا۔

٧٠٥٥: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ مَرِيضٌ قُلْنَا أَصْلَحَكَ اللهُ حَدِّثْ بِحَدِيثٍ يَنْفَعُكَ اللهُ بِهِ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ.

۷۰۵۵: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے عمرو (بن حارث) سے، عمرو نے بکیر سے، بکیر نے بسر بن سعید سے، بسر نے جنادہ بن ابی اُمیہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: ہم حضرت عبادہ بن صامتؓ کے پاس اندر گئے اور وہ بیمار تھے۔ ہم نے کہا: اللہ آپ کو اچھا کرے کوئی ایسی حدیث بیان کریں جس کے ذریعہ سے اللہ نے آپ کو فائدہ دیا ہو جو آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلایا اور ہم نے آپؐ کی بیعت کی۔

أطرافه: ١٨، ٣٨٩٢، ٣٨٩٣، ٣٩٩٩، ٤٨٩٤، ٦٧٨٤، ٦٨٠١، ٦٨٧٣، ٧١٩٩، ٧٢١٣، ٧٤٦٨۔

٧٠٥٦: فَقَالَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَأَثَرَةً عَلَيْنَا وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللهِ فِيهِ بُرْهَانٌ.

طرفه: ٧٢٠٠۔

۷۰۵۶: منجملہ ان اقراروں کے جو آپؐ نے ہم سے لئے یہ تھا کہ آپؐ نے ہم سے یہ بیعت لی کہ ہم خوشی اور ناخوشی، تنگی اور آسائش اور اس حالت میں بھی کہ جب ہماری حق تلفی کی جارہی ہو (احکام کو) سنیں گے اور فرمانبرداری کریں گے اور یہ کہ اہلِ حکومت سے ہم حکومت نہیں چھینیں گے۔ سوائے اس کے کہ تم علانیہ طور پر کفر دیکھو کہ جس کے متعلق اللہ کی طرف سے تمہارے پاس کھلی کھلی دلیل بھی ہو۔

٧٠٥٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا وَلَمْ تَسْتَعْمِلْنِي قَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي.

طرفه: ٣٧٩٢۔

۷۰۵۷: محمد بن عرعرہ سے ہم نے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے، حضرت انسؓ نے حضرت اُسید بن حضیرؓ سے روایت کی کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! آپؐ نے فلاں کو عامل مقرر کیا ہے اور مجھے عامل مقرر نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا: عنقریب تم میرے بعد ترجیحی سلوک دیکھو گے۔ اُس وقت تک کہ مجھ سے ملو تم صبر کرنا۔

تشریح: **سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُمُورًا تُنْكِرُونَهَا:** نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: میرے بعد عنقریب تم ایسی باتیں دیکھو گے جنہیں تم برا مناؤ گے۔ یعنی ایسے احکام تمہیں دیئے جائیں گے جو معروف کے خلاف لگیں گے اور وہ تمہیں عجیب اور اوپرے لگیں گے مگر جب تک واضح طور پر خلافِ شریعت کوئی حکم نہ دیا جائے تمہیں ان بظاہر ''منکر'' احکام کی تعمیل کرنی ہوگی اور تمہارا یہ کام نہیں کہ تم معروف اور منکر کی بحث کرو کیونکہ معروف کا لفظ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کے الفاظ میں بھی آیا ہے۔ اب کیا کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں بھی معروف اور غیر معروف کی تمیز کرے گا اور جو اس کے نزدیک معروف ہوگا اس کی تعمیل کرے گا؟ نہیں۔

بلکہ یہ حکم ہے کہ سنو اور اطاعت کرو اِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيهِ بُرْهَانٌ سوائے اس کے کہ تم اعلانیہ طور پر کفر دیکھو کہ جس کے متعلق اللہ کی طرف سے تمہارے پاس کھلی کھلی دلیل بھی ہو۔ اطاعت کی اصل روح یہ ہے کہ خلافِ مرضی حکم بھی ہو تو بلا چوں چرا مانا جائے اور اس پر کماحقہ عمل کیا جائے۔ زیرِ باب حدیث (۷۰۵۲) کے الفاظ کہ أَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ حَقَّكُمْ تم ان کا حق ان کو دو اور اپنا حق اللہ سے مانگو۔ اگر اس نصیحت کو حرزِ جان بنایا جائے اور فرائض کی ادائیگی میں کوئی کمی نہ کی جائے اور اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہ ادا کیا جائے تو معاشرہ امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ جہاں تک حقوق کا تعلق ہے ان کے حصول کے لیے کوشش کرنا جائز ہے لیکن فتنہ وفساد پیدا کر کے جدال اور جھگڑے کی صورت پیدا کر لینا اور قانون اپنے ہاتھ میں لینا، یہ جائز نہیں۔ اس لیے اسلام اپنے حقوق کے لیے کسی قسم کے احتجاج یا سٹرائیک کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اسے بغاوت سے تعبیر کرتا ہے اور باغی کی سزا قتل ہے۔ پس کسی حکومت یا نظام کے اندر رہتے ہوئے بغاوت کی ہرگز اجازت نہیں۔ بلکہ اولوالامر کی اطاعت ضروری ہے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو اسلام ایسے مظلوموں کے لیے دو طریق بتاتا ہے۔ اوّل: وَسَلُوا اللّٰهَ حَقَّكُمْ یعنی اپنا حق اللہ سے مانگو اس میں دعا پر یقین اور اس کی تاثیر جسے آب و آتش سے بڑھ کر بیان کیا گیا ہے کے حربہ کو استعمال کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ جس کا حق مارا گیا ہو وہ دعا سے کام لے تو خدا تعالیٰ ظالم حاکم کو بدل دے گا مگر اس کے لیے لمبے صبر اور برداشت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن لوگوں سے صبر کا دامن چھوٹ جائے اور ان کی قوتِ برداشت جواب دے دے ان کے لیے دوسرا راستہ ہے یعنی ہجرت کا کہ اگر استطاعت رکھتے ہوں تو اس علاقہ یا حکومت کی عملداری کو چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں پناہ گزین ہوں اور جس ملک میں جائیں اس کے قوانین کی اطاعت اور پاسداری کریں۔

مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً: جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی الگ ہوا اور پھر وہ ایسی حالت میں مر گیا تو وہ یقیناً جاہلیت کی موت مرا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

> ”ہمیشہ یاد رکھو کہ تمہارا مطمح نظر، تمہارا مقصد حیات صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا ہونا چاہیئے۔ اور یہی کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کے نظام کے جو احکامات و قواعد اور فیصلے ہیں ان کی پابندی کرنی ہے اور اس بارے میں اپنی اطاعت میں بالکل فرق نہیں آنے دینا۔ ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے حاکم سے ناپسندیدہ بات دیکھے وہ صبر کرے کیونکہ جو نظام سے بالشت بھر جدا ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن وتحذير الدعاة الى الكفر) بعض لوگ،

لوگوں میں بیٹھ کر کہہ دیتے ہیں کہ نظام نے یہ فیصلہ کیا فلاں کے حق میں اور میرے خلاف۔ لیکن میں نے صبر کیا لیکن فیصلہ بہر حال غلط تھا۔ میں نے مان تو لیا لیکن فیصلہ غلط تھا۔ تو اس طرح لوگوں میں بیٹھ کر گھما پھرا کر یہ باتیں کرنا بھی صبر نہیں ہے۔ صبر یہ ہے کہ خاموش ہو جاتے اور اپنی فریاد اللہ تعالیٰ کے آگے کرتے۔ ہو سکتا ہے جہاں بیٹھ کر باتیں کی گئی ہوں وہاں ایسی طبیعت کے مالک لوگ بیٹھے ہوں جو یہ باتیں آگے لوگوں میں پھیلا کر بے چینی پیدا کرنے کی کوشش کریں اور اس طرح نظام کے بارے میں غلط تأثر پیدا ہو۔ اور اس سے بعض دفعہ فتنے کی صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر جو لوگ اس فتنے میں ملوث ہو جاتے ہیں ان کے بارے میں فرمایا کہ پھر وہ جاہلیت کی موت مرتے ہیں۔"

(خطباتِ مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ اگست ۲۰۰۴ جلد ۲ صفحہ ۶۱۱)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"کیا اطاعت ایک سہل امر ہے جو شخص پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا وہ اس سلسلہ کو بدنام کرتا ہے حکم ایک نہیں ہوتا بلکہ حکم تو بہت ہیں جس طرح بہشت کے کئی دروازے ہیں کہ کوئی کسی سے داخل ہوتا ہے اور کوئی کسی سے داخل ہوتا ہے اسی طرح دوزخ کے کئی دروازے ہیں ایسا نہ ہو کہ تم ایک دروازہ تو دوزخ کا بند کرو اور دوسرا کھلا رکھو۔" (ملفوظات، جلد دوم صفحہ ۴۱۱)

نیز فرمایا:

"اگر حاکم ظالم ہو تو اس کو برا نہ کہتے پھرو بلکہ اپنی حالت میں اصلاح کرو خدا اُس کو بدل دے گا یا اسی کو نیک کر دے گا۔ جو تکلیف آتی ہے وہ اپنی ہی بد عملیوں کے سبب آتی ہے ورنہ مومن کے ساتھ خدا کا ستارہ ہوتا ہے۔ مومن کے لئے خدا تعالیٰ آپ سامان مہیا کر دیتا ہے۔ میری نصیحت یہی ہے کہ ہر طرح سے تم نیکی کا نمونہ بنو خدا کے حقوق بھی تلف نہ کرو اور بندوں کے حقوق بھی تلف نہ کرو۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد دوم صفحہ ۲۴۶)

نیز فرمایا:

"اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز

ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے مؤحدوں کے قلب میں بھی بُت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔ اور اگر اختلافِ رائے اور پھوٹ رہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ ادبار اور تنزل کے نشانات ہیں۔ مسلمانوں کے ضعف اور تنزل کے منجملہ دیگر اسباب کے باہم اختلاف اور اندرونی تنازعات بھی ہیں پس اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تو سر ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔ پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانے میں صحابہؓ بڑے بڑے اہل الرائے تھے۔ خدا نے ان کی بناوٹ ایسی ہی رکھی تھی وہ اصول سیاست سے بھی خوب واقف تھے کیونکہ آخر جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرامؓ خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بارِ گراں کو سنبھالا ہے اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی۔ مگر رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپؐ نے کچھ فرمایا اپنی تمام راؤں اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا اور جو کچھ پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اسی کو واجب العمل قرار دیا...۔ اگر ان میں یہ اطاعت یہ تسلیم کا مادہ نہ ہوتا بلکہ ہر ایک اپنی ہی رائے کو مقدم سمجھتا اور

پھوٹ پڑ جاتی تو وہ اس قدر مراتب عالیہ کو نہ پاتے۔ میرے نزدیک شیعہ سنیوں کے جھگڑوں کو چکا دینے کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہے کہ صحابہ کرامؓ میں باہم پھوٹ، ہاں باہم کسی قسم کی پھوٹ اور عداوت نہ تھی کیونکہ ان کی ترقیاں اور کامیابیاں اس امر پر دلالت کر رہی ہیں کہ وہ باہم ایک تھے اور کچھ بھی کسی سے عداوت نہ تھی۔ ناسمجھ مخالفوں نے کہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔ مگر میں کہتا ہوں یہ صحیح نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہو کر بہہ نکلی تھیں۔ یہ اُس اطاعت اور اتحاد کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے دوسرے دلوں کو تسخیر کر لیا۔...... آپؐ (پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم) کی شکل وصورت جس پر خدا پر بھروسہ کرنے کا نور چڑھا ہوا تھا اور جو جلالی اور جمالی رنگوں کو لئے ہوئے تھی۔ اس میں ہی ایک کشش اور قوت تھی کہ وہ بے اختیار دلوں کو کھینچ لیتے تھے اور پھر آپ کی جماعت نے اطاعت الرسول کا وہ نمونہ دکھایا اور اس کی استقامت ایسی فوق الکرامت ثابت ہوئی کہ جو ان کو دیکھتا تھا وہ بے اختیار ہو کر ان کی طرف چلا آتا تھا۔ غرض صحابہ کی سی حالت اور وحدت کی ضرورت اب بھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعود کے ہاتھ سے طیار ہو رہی ہے اُسی جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طیار کی تھی۔ اور چونکہ جماعت کی ترقی ایسے ہی لوگوں کے نمونوں سے ہوتی ہے۔ اس لئے تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو، اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو، باہم محبت اور اخوت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ ۲۴۶ تا ۲۴۸)

بَاب۳: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَاكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ أُغَيْلِمَةٍ سُفَهَاءَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: میری اُمت کی ہلاکت چند بیوقوف نوجوانوں کے ہاتھوں سے ہوگی

۷۰۵۸: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ۷۰۵۸: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ وَمَعَنَا مَرْوَانُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ يَقُولُ هَلَكَةُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ لَعْنَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةً فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُولَ بَنِي فُلَانٍ وَبَنِي فُلَانٍ لَفَعَلْتُ فَكُنْتُ أَخْرُجُ مَعَ جَدِّي إِلَى بَنِي مَرْوَانَ حِينَ مُلِّكُوا بِالشَّأْمِ فَإِذَا رَآهُمْ غِلْمَانًا أَحْدَاثًا قَالَ لَنَا عَسَى هَؤُلَاءِ أَنْ يَكُونُوا مِنْهُمْ قُلْنَا أَنْتَ أَعْلَمُ.

أطرافه: ٣٦٠٤، ٣٦٠٥-

عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید نے ہمیں بتایا، کہا: میرے دادا نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس مسجد میں جو مدینہ میں ہے حضرت ابوہریرہؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور مروان بھی ہمارے پاس ہی تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: میں نے اس صادق سے سنا جن سے سچے وعدے کئے گئے، فرماتے تھے: میری اُمت کی ہلاکت قریش کے چند نوجوانوں کے ہاتھوں سے ہوگی۔ مروان نے کہا: اللہ ایسے نوجوانوں پر لعنت کرے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: اگر میں چاہوں تو میں ان کے نام بیان کر دوں کہ بنی فلاں اور بنی فلاں ہیں تو ضرور بیان کر دوں۔ (عمرو بن یحییٰ کہتے تھے) میں اپنے دادا کے ساتھ بنو مروان کے پاس جایا کرتا تھا جب وہ شام میں حاکم تھے تو جب میرے دادا اُن نوعمر لڑکوں کو دیکھتے تو ہم سے کہتے: ہو سکتا ہے کہ یہ بھی اُنہی میں سے ہوں۔ ہم کہتے: آپ بہتر جانتے ہو۔

بَاب ٤: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: عربوں کی اس شر سے ہلاکت ہوگی جو بالکل نزدیک آپہنچا ہے

٧٠٥٩: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ

۷۰۵۹: مالک بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا۔ ابن عیینہ نے ہمیں بتایا کہ اُنہوں نے زہری سے

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُنَّ أَنَّهَا قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّوْمِ مُحْمَرًّا وَجْهُهُ وَهُوَ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ - وَعَقَدَ سُفْيَانُ تِسْعِينَ أَوْ مِائَةً - قِيلَ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ.

سنا۔ زہری نے عروہ سے، عروہ نے حضرت زینب بنت اُم سلمہؓ سے، اُنہوں نے حضرت اُم حبیبہؓ سے، اُنہوں نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہن سے روایت کی کہ وہ کہتی تھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے جاگے۔ آپؐ کا چہرہ سرخ تھا اور آپؐ یہ فرما رہے تھے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ عرب کی بربادی ہے ایک شر سے جو بالکل قریب آن پہنچا ہے۔ یاجوج اور ماجوج کی دیوار میں آج اتنا روزن ہو گیا ہے اور سفیان نے انگلیوں سے نوے یا سو کا عدد بنایا۔ آپؐ سے پوچھا گیا کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے جب کہ ہم میں اچھے لوگ ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ جب گندگی بڑھ جائے گی۔

أطرافه: ٣٣٤٦، ٣٥٩٨، ٧١٣٥-

٧٠٦٠: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. و حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟ قَالُوا لَا قَالَ فَإِنِّي لَأَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ

٧٠٦٠: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زہری سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا اور محمود نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ اُنہوں نے زہری سے، زہری نے عروہ سے، عروہ نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر چڑھے آپؐ نے فرمایا: کیا تم بھی دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں؟

كَوَقْعِ الْقَطْرِ. صحابہ نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں جو تمہارے گھروں میں اس طرح پڑ رہے ہیں جیسے کہ بارش کے قطرے پڑتے ہیں۔

أطرافه: ١٨٧٨، ٢٤٦٧، ٣٥٩٧۔

تشریح. وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: عربوں کی اس شر سے ہلاکت ہوگی جو بالکل نزدیک آپہنچا ہے۔ علامہ عینی لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کا خاص طور پر ذکر فرمایا کیونکہ اسلام کا آغاز عرب سے ہوا تھا۔ (عمدۃ القاری، جزو ٢٤ صفحہ ١٨١) اور جب فتنوں کا آغاز ہوگا تو سب سے پہلے یہی لوگ ان کا شکار ہوں گے۔ جہاں جتنا بڑا انعام ہو شیطان کا حملہ بھی سب سے زیادہ اُسی جگہ ہوتا ہے اسی لیے سورۃ فاتحہ میں اس انعام یافتہ گروہ میں شامل ہونے کی دعا سکھائی گئی ہے جو انعام کے بعد مغضوب اور ضال نہ بنیں اس لیے انعامِ الٰہی کی قدر کرنا اور اس کے تقاضے پورے کرنا منعم علیہ گروہ کا سب سے بڑا فرض ہوتا ہے۔ یاجوج ماجوج جو کہ دجال کی ہی ایک علامت ہے ان کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے آگے جو دیوار تھی اس میں سوراخ ہو گیا ہے۔ آپؐ نے انگوٹھے اور انگلی کو ملا کر ٩٠ کا زاویہ بنا کر اس سوراخ کی شکل بنا کر سمجھایا کہ اس قدر وہ سوراخ ہو چکا ہے۔ بعض شارحین نے اس سے مراد شمال مشرقی علاقوں کی غیر مہذب قومیں لی ہیں جو پہاڑی درّوں کے راستے مہذب قوموں پر حملہ آور ہوتی تھیں جن کی روک تھام کے لیے ذوالقرنین نے پچاس میل لمبی ٢٩ فٹ اونچی دیوار بنا کر ان راستوں کو بند کر دیا تھا۔ ان شارحین کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ان فتنوں کے ظہور کا فرما رہے تھے تو اس دیوار میں انہی دروں کے کھلنے کا ذکر فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے اس دورِ اوّل میں بلاشبہ دجال اور یاجوج ماجوج کے ظہور کی وہ بنیاد تو قائم ہو چکی تھی اور علمی و نظریاتی طور پر مستحکم بھی ہو چکی تھی جیسا کہ قرآن کریم نے سورۃ مریم میں دجالی فتنہ کے اس خطرناک ظہور کی پیشگوئی کی تھی جیسا کہ فرمایا تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا○ (مریم: ٩١) قریب ہے کہ (تمہاری بات سے) آسمان پھٹ کر گر جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر (زمین پر) جا پڑیں۔ دجالی فتنہ کے اس سوراخ کو آپ کی ہی دور بین نگاہ اور نورِ فراست دیکھ رہی تھی اور آپ پر نازل ہونے والا کلام آپ کو اس کی بنیاد سے لے کر اس کے پروان چڑھنے کے تمام مراحل پر آپ کی راہنمائی فرما چکا تھا اس لیے آپ نے اس سوراخ کا بھی ذکر فرمایا جو دجالی فتنہ کا نقطۂ آغاز تھا اور اس انتہائی خطرناک ظہور کا بھی ذکر فرمایا جو آخری زمانہ میں ہونے والا تھا۔ اس کی تفصیل احادیث میں جا بجا ملتی ہے۔ محدثین نے فتن کے ابواب میں وہ تمام احادیث یکجا کر دی ہیں جن میں اس کی تفصیل پائی جاتی ہے۔

بَاب ٥: ظُهُورُ الْفِتَنِ
فتنوں کا ظہور ہونا

٧٠٦١: حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّمَا هُوَ؟ قَالَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ.

٧٠٦١: عیاش بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالاعلیٰ (بن عبدالاعلیٰ) نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے زُہری سے، زہری نے سعید سے، سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: زمانہ قریب ہوتا جائے گا عمل کم ہوتے جائیں گے اور بخل دلوں میں ڈال دیا جائے گا اور فتنے بہت پھوٹ پڑیں گے اور ہرج بہت ہو گا۔ صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! یہ ہرج کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: خونریزی مار دھاڑ۔

وَقَالَ شُعَيْبٌ وَيُونُسُ وَاللَّيْثُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور شعیب اور یونس اور لیث اور زہری کے بھتیجے نے بھی یہی نقل کیا۔ اُنہوں نے زہری سے، زہری نے حمید سے، حمید نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

أطرافه: ٨٥، ١٠٣٦، ١٤١٢، ٣٦٠٨، ٣٦٠٩، ٤٦٣٥، ٤٦٣٦، ٦٠٣٧، ٦٥٠٦، ٦٩٣٥، ٧١١٥، ٧١٢١-

٧٠٦٢- ٧٠٦٣: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ

٧٠٦٢-٧٠٦٣: مسدد نے ہم سے بیان کیا۔ عبیداللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے اعمش سے، اعمش نے شقیق سے روایت کی۔ شقیق نے کہا: میں حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) اور حضرت ابوموسیٰؓ کے ساتھ تھا اُن دونوں نے

يَدَيْ السَّاعَةِ لَأَيَّامًا يَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ وَيُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ. وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ.

کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس گھڑی سے پہلے ایسے دن ہوں گے کہ جن میں جہالت ڈیرا ڈال لے اور اُن میں علم اُٹھالیا جائے گا اور اُن میں ہرج بہت ہو گا اور ہرج کے معنی ہیں خونریزی۔

أطرافُ الحديث ٧٠٦٢: ٧٠٦٦، ٧٠٦٧۔
أطرافُ الحديث٧٠٦٣: ٧٠٦٤، ٧٠٦٥، ٧٠٦٧۔

٧٠٦٤: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ قَالَ جَلَسَ عَبْدُ اللهِ وَأَبُو مُوسَى فَتَحَدَّثَا فَقَالَ أَبُو مُوسَى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ يَدَيْ السَّاعَةِ أَيَّامًا يُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ. وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ.

۷۰۶۴: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ شقیق نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا: حضرت عبداللہؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ بیٹھے ہوئے تھے اور دونوں باتیں کر رہے تھے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس گھڑی سے پہلے ایسے دن ہوں گے جن میں علم اُٹھالیا جائے گا اور اُن میں جہالت ڈیرا ڈالے گی اور اُن میں ہرج بہت ہو گا اور ہرج کے معنی ہیں خونریزی۔

أطرافُه: ٧٠٦٣، ٧٠٦٥، ٧٠٦٧۔

٧٠٦٥: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ إِنِّي لَجَالِسٌ مَعَ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ أَبُو مُوسَى سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.. مِثْلَهُ وَالْهَرْجُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ الْقَتْلُ.

۷۰۶۵: قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابووائل سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں حضرت عبداللہ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا: میں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا اور ہرج حبشی زبان میں قتل کو کہتے ہیں۔

أطرافُه: ٧٠٦٣، ٧٠٦٤، ٧٠٦٧۔

٧٠٦٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ

۷۰۶۶: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ غندر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں

عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ وَأَحْسِبُهُ رَفَعَهُ قَالَ بَيْنَ يَدَيْ السَّاعَةِ أَيَّامُ الْهَرْجِ يَزُولُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ فِيهَا الْجَهْلُ. قَالَ أَبُو مُوسَى وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ.

أطرافه: ٧٠٦٢، ٧٠٦٧-

نے واصل (بن حیان) سے، واصل نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی۔ اور (ابووائل نے کہا:) میں سمجھتا ہوں کہ حضرت عبداللہؓ نے اس حدیث کو مرفوعاً بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا: اُس گھڑی سے پہلے خونریزی کے دن ہوں گے جن میں علم مٹ جائے گا اور اُن میں جہالت جابجا ہوگی۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا: ہرج حبشی زبان میں خونریزی کو کہتے ہیں۔

٧٠٦٧: وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ تَعْلَمُ الْأَيَّامَ الَّتِي ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ الْهَرْجِ.. نَحْوَهُ. وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْيَاءٌ.

أطرافه: ٧٠٦٢، ٧٠٦٣، ٧٠٦٤، ٧٠٦٥، ٧٠٦٦-

۷۰٦۷: اور ابوعوانہ نے عاصم سے نقل کیا۔ عاصم نے ابووائل سے، ابووائل نے (حضرت ابوموسیٰ) اشعریؓ سے کہ اُنہوں نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے کہا: کیا تم ان دنوں کے بارے میں جانتے ہو جن کا نبی ﷺ نے ذکر فرمایا یعنی خونریزی کے دن۔ (حضرت ابوموسیٰ) اشعریؓ نے یہ کہہ کر اسی طرح روایت بیان کی۔ اور حضرت ابن مسعودؓ نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: بدترین لوگ وہ ہوں گے جن کو وہ گھڑی ایسے وقت میں پالے گی جبکہ وہ زندہ ہوں گے۔

تشریح: ظُهُورُ الْفِتَنِ: فتنوں کا ظہور ہونا۔ حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب ایم اے فرماتے ہیں:

"اب دیکھ لو کہ وہ زمانہ آگیا ہے یا نہیں؟ کیا واقعی مسلمانوں کی مذہبی حالت اوپر کے نقشہ کے مطابق نہیں؟ کتنے ہیں جو سچے دل سے خدا پر ایمان رکھتے ہیں؟... کتنے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر دل سے یقین رکھتے ہیں؟ کتنے

ہیں جو نزول وحی، ملائکہ، بعث بعد الموت، تقدیر خیر و شر، جزا سزا وغیرہ پر دل سے ایمان لاتے ہیں؟ کتنے ہیں جو اسلامی تعلیم سے واقف ہیں؟ کتنے ہیں جو اسلام کی حقیقت کو سمجھتے ہیں؟ کتنے ہیں جو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ پر کاربند ہیں؟ کتنے ہیں جو دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہیں؟ کیا اسلامی دنیا کے اندر شراب خوری، زنا، قمار بازی، سود، ڈاکہ، قتل، دھوکا، فریب، جھوٹ اکل بالباطل وغیرہ وغیرہ کا میدان گرم نہیں؟ پھر کیا مولویوں کی زندگی اسلامی زندگی کا سچا نمونہ ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ اکثر مولوی پرلے درجہ کے بے دین، بد اخلاق اور بد اعمال ہیں؟ اور کیا واقعی انہوں نے دین کی صورت بگاڑ نہیں دی؟ کیا اندرونی اختلافات کی کوئی حد رہی ہے؟ پھر کیا اسلام کی ظاہری شان و شوکت کا جنازہ نہیں اُٹھ رہا؟ یہ اسلام کے اندرونہ کا حال ہے۔ دوسری طرف اسلام کا وجود بیرونی حملوں کا اس قدر شکار ہو رہا ہے کہ خیال کیا جاتا ہے کہ بس یہ آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں ہر قوم اسلام کے خلاف میدان میں اتر آئی ہے اور چاروں طرف سے حملے ہو رہے ہیں۔ نبیوں کے سردار محمد مصطفیٰ پر گندے سے گندے اعتراض کیے جاتے ہیں اور آپ کا وجود باجود ذلیل ترین الزامات کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اسلامی تعلیم نہایت ہی بدنما شکل میں پیش کی جاتی ہے اور اس پر مذاق اُڑایا جاتا ہے۔ عیسائی مذہب اپنے پورے زور پر ہے اور سلطنت کی آغوش میں دوسرے مذاہب کے خون پر پرورش پاتا اور ترقی کر رہا ہے ہندو مذہب نے بھی آریہ قوم کے جھنڈے کے نیچے ہو کر سر اٹھایا ہے اور اسلام کے خلاف حملہ آور ہے دہریت اپنے آپ کو ایک خوبصورت شکل میں پیش کر رہی ہے اور اپنا جال دنیا کے چاروں طرف پھیلا رہی ہے...... غرض یہ ایک عام فتنہ کا زمانہ ہے جس کے متعلق سب نبیوں نے پیشگوئی کی ہے اور اپنی اپنی امت کو ڈرایا اور ہوشیار کیا ہے۔" (تبلیغ ہدایت صفحہ ١٠، ١١)

بَاب٦: لَا يَأْتِي زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ

ایسا زمانہ آئے گا کہ جو زمانہ اُس کے بعد ہوگا وہ اُس سے بدتر ہوگا

٧٠٦٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا يَلْقَوْنَ [1] مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اصْبِرُوا فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا وَالَّذِي بَعْدَهُ أَشَرُّ مِنْهُ حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ. سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٧٠٦٨: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زبیر بن عدی سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا: ہم حضرت انس بن مالکؓ کے پاس آئے اور ہم نے اُن سے اس تکلیف کی شکایت کی جو ہم حجاج سے اُٹھا رہے تھے۔ تو حضرت انسؓ نے کہا: تم صبر کرو کیونکہ اب جو زمانہ بھی تم پر آئے گا وہ پہلے سے بدتر ہوگا یہاں تک کہ تم اپنے ربّ سے جاملو۔ میں نے یہ بات تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔

٧٠٦٩: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ الْفِرَاسِيَّةِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَزِعًا يَقُولُ سُبْحَانَ اللهِ مَاذَا أَنْزَلَ اللهُ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا

٧٠٦٩: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زہری سے روایت کی۔ اور اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ میرے بھائی نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے سلیمان بن بلال سے، اُنہوں نے محمد بن ابی عتیق سے، اُنہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ہند بنت حارثہ فراسیہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت اُم سلمہؓ بیان فرماتی ہیں: ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائے ہوئے جاگے۔ آپؐ فرما رہے تھے سبحان اللہ کیا کچھ خزانے اللہ

[1] عمدۃ القاری میں یہاں لفظ "تَلْقَى" ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۱۸۴) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ؟ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ - يُرِيدُ أَزْوَاجَهُ - لِكَيْ يُصَلِّينَ؟ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ.

نے اُتارے اور کیا کچھ فتنے برپا کئے گئے۔ اِن حُجرات والیوں کو کون جگائے۔ اس سے آپؐ کی مراد اپنی ازواج تھیں تا کہ وہ نماز (تہجد) پڑھیں۔ بہت سی دنیا میں پہننے والیاں ہیں جو آخرت میں ننگی ہوں گی۔

أطرافه: ۱۱۵، ۱۱۲٦، ۳۵۹۹، ٥٨٤٤، ٦٢١٨-

تشریح. لَا يَأْتِي زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ: ایسا زمانہ آئے گا کہ جو زمانہ اُس کے بعد ہوگا وہ اُس سے بدتر ہوگا۔ زیر باب روایت نمبر ۷۰۶۸ کے راوی زبیر بن عدی ہیں جو کہ کم عمر تابعین میں سے ہیں۔ ریّ (تہران) میں قضاء کی ذمہ داری بھی ان کے سپرد رہی۔ امام بخاری نے ان سے صرف یہی ایک روایت بیان کی ہے۔ زبیر کہتے ہیں کہ ہم نے حجاج بن یوسف کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف کا حضرت انس بن مالکؓ سے ذکر کیا تو انہوں نے یہ حدیث سنائی کہ صبر کرو اس کے بعد آنے والا زمانہ اس سے زیادہ برا ہوگا۔ شارحین نے اس پر یہ سوال اٹھایا ہے کہ حجاج بن یوسف کے بعد حضرت عمر بن عبد العزیز کا زمانہ ہے جو کہ حجاج کے زمانہ سے بدرجہا بہتر تھا بلکہ کہا جاتا ہے کہ ان کے زمانہ میں شر ختم ہو گیا تھا۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ (۱) عام طور پر بعد کا زمانہ پہلے زمانہ سے زیادہ شر والا ہوتا ہے۔ (۲) بعض نے کہا حجاج کا زمانہ حضرت عمر بن عبد العزیز سے اس نسبت سے بہتر تھا کہ حجاج کے زمانہ میں صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی تعداد موجود تھی جبکہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں صحابہ وفات پا چکے تھے۔ آخری صحابی حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور میں ہی فوت ہوئے تھے۔ وہ زمانہ جس میں صحابہ ہوں اُس زمانہ سے بہتر ہے جس میں صحابہ نہ ہوں۔ جیسے فرمایا خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ [1] بہترین لوگ میری صدی کے ہیں۔ پھر وہ جو معاً ان کے بعد ہوں گے۔ پھر وہ جو معاً ان کے بعد ہوں گے۔ ایک اور حدیث میں یہ ذکر ہے فرمایا صحابہ میری اُمت کے لیے امان ہیں۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۱۸۵)

عنوانِ باب کہ بعد میں آنے والا زمانہ زیادہ برا ہوگا، شارحین نے اس پر ایک اور سوال اٹھایا ہے کہ مسیح موعودؑ کا زمانہ دجال کے بعد ہوگا اور وہ یقیناً دجال کے زمانہ سے بہتر ہوگا۔ دراصل دجال اور مسیح موعودؑ کا زمانہ ایک ہی ہے دجالی زہر کے لیے ہی تو مسیح موعودؑ تریاق بن کر آئیں گے۔ علامہ کرمانی نے کہا ہے اس بُرے زمانے سے مراد مسیح موعود کے بعد کا زمانہ ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۱۸۵) درحقیقت یہ ارشادِ نبوی اس حقیقت پر مبنی ہے کہ جوں جوں سراج منیر سے دوری ہوگی۔ شر بڑھتا جائے گا اور تاریکی کا یہ دور دس صدیوں پر محیط ہے۔ جس میں شریعت کے اٹھائے جانے کا ذکر قرآن کریم نے کیا ہے۔ فرماتا ہے: يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ

[1] (صحیح البخاری، کتاب أصحاب النبی ﷺ، بَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، روایت نمبر ۳۶۵۱)

كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ○ (السجدۃ: ٦) وہ آسمان سے زمین تک اپنے حکم کو اپنی تدبیر کے مطابق قائم کرے گا۔ پھر وہ اس کی طرف ایک ایسے وقت میں جس کی مقدار ایسے ہزار سال کی ہے جس کے مطابق تم دنیا میں گنتی کرتے ہو چڑھنا شروع کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دور کو فیج اعوج کا نام دیا ہے۔ اس کے بعد پھر بدرِ منیر ظاہر ہو گا اور خلافت کے ذریعہ یہ نورِ مصطفوی پھیلتا جائے گا۔ بالآخر مرورِ زمانہ سے جب اس بروزی اور ظلی نبوت سے دوری بڑھتی جائے گی تو پھر آنے والا زمانہ پہلے سے بُرا ہو گا۔ یہاں تک کہ وہ وقت آئے گا جس کے بارہ میں فرمایا لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلٰى شِرَارِ الْخَلْقِ[1] کہ قیامت بُرے لوگوں پر آئے گی۔ ہر زمانہ میں جو شر پایا جاتا ہے اس سے بچنے کے لیے خدا کی امان اور پناہ ڈھونڈنی ضروری ہے۔ اسی امر کا باب کی دوسری روایت نمبر ۷۰۶۹ میں ذکر ہے۔ مَنْ يُّوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ اِن حُجروں والیوں کو کون جگائے۔ خدا کے حضور تہجد اور قیام کرنے والے ہی ان فتنوں اور شروں سے بچ سکتے ہیں۔ اور لباسِ تقویٰ ہی ان فتنوں سے بچا سکتا ہے۔ ورنہ ظاہری پوشاکیں اور قیمتی لباس انسان کے کسی کام نہیں آتے جیسا کہ فرمایا: رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ (روایت نمبر ۷۰۶۹) کتنی ہی ہیں جو دنیا میں لباس پہنے ہوئے ہیں مگر آخرت میں ننگی ہوں گی۔

بَاب۷: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: جس نے ہمارے بر خلاف ہتھیار اُٹھائے وہ ہم میں سے نہیں

۷۰۷۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا.

طرفه: ٦٨٧٤۔

۷۰۷۰: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہم پر ہتھیار اُٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔

۷۰۷۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ

۷۰۷۱: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابو اُسامہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے برید سے، برید نے ابوبردہ سے، ابوبردہ نے حضرت ابوموسیٰؓ

[1] (صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب قوله ﷺ لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا.

سے، حضرت ابو موسیٰؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جس نے ہم پر ہتھیار اُٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔

٧٠٧٢: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ عَلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدَيْهِ[1] فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ.

۷۰۷۲: محمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے معمر سے، معمر نے ہمام سے روایت کی۔ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا، حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے سامنے ہتھیار سے اشارہ نہ کرے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ کو جھٹکا دے اور وہ آگ کے گڑھے میں جا گرے۔

٧٠٧٣: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو يَا أَبَا مُحَمَّدٍ سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ مَرَّ رَجُلٌ بِسِهَامٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا قَالَ نَعَمْ.

۷۰۷۳: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا: میں نے عمرو (بن دینار) سے پوچھا۔ ابو محمد! کیا تم نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ کو یہ کہتے سنا کہ مسجد میں ایک شخص تیر لے کر گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ان کے پھلوں سے پکڑو؟ (راوی کہتے ہیں:) عمرو نے کہا: ہاں۔

أطرافه: ٤٥١، ٧٠٧٤-

٧٠٧٤: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ

۷۰۷۴: ابو نعمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عمرو بن دینار سے، عمرو نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ ایک شخص

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں "يَدَهِ" ہے (فتح الباری، جزء۱۳ حاشیہ صفحہ ۳۰) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

بِأَسْهُمٍ قَدْ بَدَا نُصُولَهَا فَأُمِرَ أَنْ يَأْخُذَ بِنُصُولِهَا لَا يَخْدِشُ مُسْلِمًا.

کچھ تیر لئے ہوئے مسجد میں سے گزرا۔ اس نے ان کی نوکوں کو سامنے کھلا رکھا ہوا تھا تو اس سے فرمایا کہ وہ ان کو نوکوں سے پکڑے کہ کسی مسلمان کو نہ چبھ جائے۔

أطرافه: ٤٥١، ٧٠٧٣۔

٧٠٧٥: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا أَوْ فِي سُوقِنَا وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلَى نِصَالِهَا أَوْ قَالَ فَلْيَقْبِضْ بِكَفِّهِ أَنْ يُصِيبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا شَيْءٌ.

۷۰۷۵: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابواُسامہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے برید سے، برید نے ابوبردہ سے، ابوبردہ نے حضرت ابوموسیٰؓ سے، اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے کوئی جو ہماری مسجد یا ہمارے بازار میں سے گزرے اور اس کے پاس تیر ہوں تو چاہیئے کہ وہ ان کو پیکانوں سے پکڑے رکھے یا فرمایا: اس کو اپنی ہتھیلی میں پکڑے رکھے ایسا نہ ہو کہ کہیں ان میں سے کوئی تیر مسلمانوں میں سے کسی کو زخمی نہ کر دے۔

طرفه: ٤٥٢۔

تشریح: مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: جس نے ہمارے برخلاف ہتھیار اُٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔ فتنوں کے دور میں اسلحے کے کسی بھی طرح کے استعمال پر پابندی ہونی چاہیئے۔ ترقی کے اس زمانہ میں دنیا کے باشعور لوگ اپنے تجربے اور علم کی بنا پر اب اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ امن کے لیے اسلحے سے پاک ہونا ضروری ہے مگر بانیٔ اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۴۰۰ سال قبل بتا دیا تھا اور اس خطرے سے متنبہ کر دیا تھا کہ اسلحہ کے استعمال بلکہ نقل و حرکت میں بھی احتیاط کرنی چاہیئے ورنہ خطرناک نتائج نکلیں گے۔ اور یہ اس دور کی بات ہے جب اسلحہ کی نئی نئی شکلیں ایجاد نہیں ہوئی تھیں۔ اس وقت اسلحہ اٹھانا اور اس سے کسی کی طرف اشارہ کرنا اتنا بڑا جرم قرار دیا گیا کہ اس کے متعلق اخراج از اُمت کی سزا کا اعلان کر دیا گیا۔ ان انمول نصائح کو نظر انداز کرنے سے آج کا معاشرہ بہت بڑا نقصان اٹھا چکا ہے مگر ابھی تک اس نکتہ کو نہیں سمجھا۔ کاش ان قیمتی نصائح کو مسلمان حرزِ جان بناتے تو آج باہم کُشت و خون نہ ہو رہا ہوتا بلکہ اسلامی دنیا امن کا گہوارہ بن

جاتی جو دیگر قوموں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوتی۔ فتنوں کے اس زمانہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تفصیل سے ہدایات دیں اور کامل راہنمائی فرمائی مثلاً:

۱۔ پہلے سے اسلحہ موجود ہو تو اسے ضائع اور بے کار کر دے۔ فرمایا: فَلْيَعْمِدْ إِلَى سَيْفِهِ فَلْيَضْرِبْ بِحَدِّهِ عَلَى حَرَّةٍ ثُمَّ لِيَنْجُ مَا اسْتَطَاعَ النَّجَاءَ [1] وہ اپنی تلوار کو لے کر اس کی دھار پتھر پر مار دے، پھر جس قدر (فتنے سے) نجات مل سکتی ہو اسے حاصل کرے۔

۲۔ فتنوں کے دَور میں اسلحہ کی خرید و فروخت پر پابندی ہونی چاہیئے۔ امام بخاریؒ نے کتاب البیوع میں ایک باب قائم کیا ہے: بَابُ بَيْعِ السِّلَاحِ فِي الْفِتْنَةِ وَغَيْرِهَا فتنوں کے دور میں اسلحہ خریدنا۔ اور اس ضمن میں حضرت عمران بن حصینؓ کے بارے میں بتاتے ہیں کہ وہ فتنوں کے دور میں اسلحے کی خرید و فروخت کو ناپسند سمجھتے تھے۔ اس باب کی وضاحت حافظ ابن حجرؒ نے ان الفاظ میں کی ہے: اس جگہ فتنے سے مراد وہ جنگیں ہیں جو مسلمانوں کے درمیان ہی بھڑک اُٹھتی تھیں۔ (فتح الباری، جزء ۴، صفحہ ۴۰۸) اقوامِ عالم میں جنگوں کے چھڑنے کا بڑا سبب وہ اسلحہ ہے جو قومیں اپنے پاس رکھتی ہیں اور اسلحہ کے خریدار ان جنگوں کے لیے ایندھن اکٹھا کرنے والے ہیں۔ سورۃ اللھب میں ان قوموں کو سخت انذار کیا گیا ہے۔ اس باب کے تحت امام بخاریؒ جو حدیث لائے ہیں، وہ بھی امام بخاریؒ کی اعلیٰ فقہی بصیرت کی روشن دلیل ہے۔ جب حضرت علیؓ بصرہ میں حضرت اُہبانؓ کے پاس آئے تو انہوں نے حضرت علیؓ سے بیان کیا کہ إِنَّ خَلِيلِي وَابْنَ عَمِّكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَهِدَ إِلَيَّ إِذَا كَانَتِ الْفِتْنَةُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ فَأَتَّخِذُ سَيْفًا مِنْ خَشَبٍ یعنی میرے جانی دوست اور آپؐ کے چچا کے بیٹے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ جب مسلمانوں کے مابین فتنہ ہو تو میں لکڑی کی تلوار بنالوں۔

بَاب۸: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میرے بعد پھر کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں اُڑاتے رہو

٧٠٧٦: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ

۷۰۷۶: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ شقیق نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا۔ حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

[1] (سنن ابی داؤد، كِتَابُ الْفِتَنِ وَالْمَلَاحِمِ، بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ السَّعْيِ فِي الْفِتْنَةِ، روایت نمبر ۴۲۵۶)

فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ.

نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

أطرافه: ٤٨، ٦٠٤٤۔

٧٠٧٧: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي وَاقِدٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَرْجِعُوْنَ بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

۷۰۷۷: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا کہ واقد (بن محمد) نے اپنے باپ سے مجھے خبر دی۔ انکے باپ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: میرے بعد پھر کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں اُڑاتے رہو۔

أطرافه: ١٧٤٢، ٤٤٠٣، ٦٠٤٣، ٦١٦٦، ٦٧٨٥، ٦٨٦٨۔

٧٠٧٨: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَعَنْ رَجُلٍ آخَرَ هُوَ أَفْضَلُ فِي نَفْسِي مِنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ أَلَا تَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ فَقَالَ أَلَيْسَ بِيَوْمِ النَّحْرِ؟ قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ أَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟ أَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ

۷۰۷۸: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ قرہ بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ ابن سیرین نے ہمیں بتایا۔ ابن سیرین نے عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ سے، انہوں نے حضرت ابوبکرہؓ سے روایت کی اور ابنِ سیرین نے ایک اور شخص سے بھی روایت کی جو میرے نزدیک عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ سے افضل ہے اس شخص نے بھی حضرت ابوبکرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: سنو تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ حضرت ابوبکرہؓ کہتے تھے، (آپؐ خاموش رہے) یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپؐ اس

الْحَرَامِ؟ قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ وَأَبْشَارَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اللَّهُمَّ اشْهَدْ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّهُ رُبَّ مُبَلِّغٍ يُبَلِّغُهُ مَنْ هُوَ أَوْعَى لَهُ فَكَانَ كَذَلِكَ، قَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ حُرِّقَ ابْنُ الْحَضْرَمِيِّ حِينَ حَرَّقَهُ جَارِيَةُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ أَشْرِفُوا عَلَى أَبِي بَكْرَةَ فَقَالُوا هَذَا أَبُو بَكْرَةَ يَرَاكَ. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَحَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ قَالَ لَوْ دَخَلُوا عَلَيَّ مَا بَهَشْتُ بِقَصَبَةٍ.

دن کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا یہ قربانی کا دن نہیں؟ ہم نے کہ بے شک یارسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا: یہ کون سا شہر ہے؟ کیا یہ وہی حرمت والا شہر نہیں؟ ہم نے کہا: بے شک ہاں یارسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں اور تمہارے بدن کے چمڑے تمہارے لئے ایسے ہی معزز ہیں جیسا کہ تمہارا یہ دن تمہارے اس مہینہ میں تمہارے اسی شہر میں معزز ہے۔ سنو! کیا میں نے یہ حکم پہنچا دیا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! گواہ رہ۔ جو حاضر ہے وہ غیر حاضر کو پہنچاوے کیونکہ کبھی وہ شخص جسے پہنچایا جاتا ہے ایسا بھی ہوتا ہے جو بات کو سمجھنے والا یاد رکھنے والا ہوتا ہے اور ایسا ہی ہوا۔ آپؐ نے فرمایا: میرے بعد پھر کافر نہ بن جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردن زنی کرتے پھرو۔ جب وہ دن ہوا کہ جس دن عبداللہ بن عمرو حضرمی کو جاریہ بن قدامہ نے جلا دیا۔ جاریہ نے کہا: ابوبکرہؓ کو جھانک کر دیکھو۔ لوگوں نے کہا: یہ حضرت ابوبکرہؓ موجود ہیں تم کو دیکھ رہے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کہتے تھے: میری والدہ نے حضرت ابوبکرہؓ سے روایت کرتے ہوئے مجھ سے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے کہ یہ لوگ میرے پاس اندر آ بھی جائیں تو میں مقابلے کے لئے ایک کانا (سرکنڈا) بھی نہ پکڑوں گا۔

أطرافه: ٦٧، ١٠٥، ١٧٤١، ٣١٩٧، ٤٤٠٦، ٤٦٦٢، ٥٥٥٠، ٧٤٤٧۔

٧٠٧٩: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْتَدُّوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

۷۰۷۹: احمد بن اِشکاب نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن فضیل نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد کہیں پھر کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارتے پھرو۔

طرفه: ١٧٣٩۔

٧٠٨٠: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَدِّهِ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

۷۰۸۰: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے علی بن مدرک سے روایت کی کہ میں نے ابوزُرعہ بن عمرو بن جریر سے سنا۔ اُنہوں نے اپنے دادا (جریر بن بَجَلی) سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مجھ سے فرمایا: لوگوں کو خاموش کرو۔ پھر آپؐ نے فرمایا: میرے بعد پھر کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردن زنی کرنے لگ جاؤ۔

أطرافه: ١٢١، ٤٤٠٥، ٦٨٦٩۔

تشریح: لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میرے بعد پھر کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں اُڑاتے رہو۔

زیر باب روایت نمبر ۷۰۷۸ کے آخری حصہ میں یہ ذکر ہے فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ حُرِّقَ ابْنُ الْحَضْرَمِيِّ حِينَ حَرَّقَهُ جَارِيَةُ بْنُ قُدَامَةَ: جب وہ دن ہوا کہ جس دن عبد اللہ بن عمرو حضرمی کو جاریہ بن قدامہ نے جلا دیا۔ ابن الحضرمی سے مراد عبد اللہ بن عمرو بن الحضرمی ہیں ان کا والد عمرو بن الحضرمی غزوہ بدر کے موقع پر مشرکین میں سے سب سے پہلا قتل ہونے والا شخص تھا۔ اس بناء پر کہا جا سکتا ہے کہ عبد اللہ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیت نصیب ہوئی تھی۔

اس لیے بعض شارحین نے عبد اللہ کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔معنونہ روایت نمبر ۷۰۷۸ میں ذکر ہے حِينَ حَرَّقَةُ جَارِيَةُ بْنُ قُدَامَةَ جاریہ کا پورا نام جاریہ بن قدامہ بن مالک بن زہیر بن الحصین التمیمی ہے۔ امام ابو جعفر طبری نے ۳۸ہجری کے واقعات میں یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ حضرت علیؓ کی طرف سے بصرہ کے حاکم تھے انہوں نے زیاد بن سمیّہ کو بصرہ پر اپنا نائب بنایا دوسری طرف حضرت امیر معاویہؓ نے عبد اللہ بن عمرو الحضرمی کو بصرہ بھیجا کہ وہ ان کے لیے بصرہ کی حکومت حاصل کریں وہ بنو تمیم میں آکر ٹھہرے اور حضرت عثمانؓ کے قصاص کے حامی ان سے آملے۔ زیاد جو بصرہ میں حضرت ابنِ عباسؓ کے قائم مقام کے طور پر حضرت علیؓ کی طرف سے بصرہ کے گورنر تھے۔ انہوں نے حضرت علیؓ سے کمک طلب کی۔ حضرت علیؓ نے ان کے پاس اعین بن ضبیعہ مجاشعی کو بھیجا۔ ضبیعہ کو دھوکہ سے قتل کر دیا گیا اس کے بعد حضرت علیؓ نے جاریہ بن قدامہ کو بھیجا۔ جاریہ نے ابن الحضرمی کو اس گھر میں محصور کر دیا جس میں وہ ٹھہرا ہوا تھا اور اس گھر کو آگ لگا دی اس کے ساتھ ابن حضرمی کے چالیس یا ستر آدمی بھی جل گئے۔ طبری میں لکھا ہے جاریہ بن قدامہ یزید بن معاویہ کے زمانے میں فوت ہوا۔ جاریہ حضرت ابو بکرہؓ کے پاس بھی اس لڑائی کا حصہ بننے کے لیے گیا مگر حضرت ابو بکرہؓ نے کہا اگر یہ لوگ میرے گھر میں گھس آئیں اور مجھ سے قتال کریں تب بھی میں ان کی طرف چھڑی یا تنکا تک نہ اُٹھاؤں گا۔ (فتح الباری، جزء۱۳ صفحہ ۳۶، ۳۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

> ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر بڑا واضح فرمایا تھا کہ آج کے دن تمہارے خون، مال، تمہاری آبروئیں تم پر حرام اور قابلِ احترام ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح تمہارا یہ دن، تمہارے اس شہر میں، تمہارے اس مہینہ میں واجب الاحترام ہے۔ اے لوگو! عنقریب تم اپنے رب سے ملوگے، وہ تم سے پوچھے گا کہ تم نے کیسے عمل کئے۔ دیکھو میرے بعد دوبارہ کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگ جاؤ۔ اور آگاہ رہو تم میں سے جو یہاں موجود ہے اُن لوگوں کو پیغام پہنچا دے جو کہ موجود نہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جس کو پیغام پہنچایا جائے وہ سننے والے سے زیادہ سمجھ دار ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ٹھیک پہنچا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ تین بار دہرائے۔ حضرت ابو بکرؓ سے یہ روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ! آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ٹھیک ٹھیک پہنچا دیا ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تعالیٰ! گواہ رہنا۔ ...اب یہ پیغام ہے جو ان کو مل رہا ہے اور یہ عمل

ہیں جو ہمیں نظر آرہے ہیں۔ پس اس واضح ارشاد کے بعد نام نہاد علماء کے پاس کیا رہ جاتا ہے کہ ظلم و تعدی کے بازار گرم کریں اور آپس میں دین کے نام پر ایک دوسرے کی گردنیں کاٹیں۔"

(خطباتِ مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مارچ، ۲۰۱۳، جلد ۱۱، صفحہ ۱۴۰)

بَاب ۹: تَكُونُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ

ایک ایسا فتنہ ہوگا کہ جس میں بیٹھا ہوا، کھڑے شخص سے بہتر ہوگا

٧٠٨١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَحَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُونُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ مِنْهَا مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ.

أطرافُه: ٣٦٠١، ٧٠٨٢۔

۷۰۸۱: محمد بن عبید اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ ابراہیم (بن سعد) نے کہا اور صالح بن کیسان نے بھی مجھ سے بیان کیا۔ اُنہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب ایسے فتنے ہوں گے جن میں بیٹھنے والا کھڑے رہنے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو۔ جو اس کو جھانک کر دیکھے گا وہ فتنہ اس کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ اس لئے جو شخص اس فتنہ میں کوئی پناہ کی جگہ یا بچاؤ کا مقام پائے تو وہ اس میں پناہ لے۔

۷۰۸۲: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُونُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ.

۷۰۸۲: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زُہری سے روایت کی کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب ایسے فتنے ہوں گے جن میں بیٹھ رہنے والا کھڑا رہنے والے سے بہتر ہو گا اور اُن میں کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہو گا اور اُن میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔ جو اس کو جھانک کر دیکھے گا وہ فتنہ اس کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ اس لئے جو شخص کوئی پناہ کی جگہ یا بچاؤ کا مقام پائے تو وہ وہاں پناہ لے۔

أطرافه: ۳۶۰۱، ۷۰۸۱۔

تشریح: تَكُونُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ: ایک ایسا فتنہ ہو گا کہ جس میں بیٹھا ہوا، کھڑے شخص سے بہتر ہو گا۔ علامہ ابنِ حجر لکھتے ہیں جن فتنوں سے دور رہنے اور ان کا حصہ نہ بننے کی تاکید کی گئی ہے یہ آخری زمانہ کے فتنے ہیں جبکہ لوگ محض حکومت کے حصول کے لیے ایک دوسرے سے لڑیں گے (فتح الباری، جزء ۱۳ صفحہ ۴۰) آج کے زمانہ کی دہشت گردی، احتجاجی تحریکیں اوران خیالات اور نظریات کی حامی جماعتوں اور گروہوں کے پیدا کردہ تمام فتنے اس سے مراد ہیں۔ یہ نام نہاد علماء اور مذہبی گروہ جہاد کے نام پر فساد کے عَلم بردار نقضِ امن کا باعث بنتے اور معصوم شہریوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بناتے ہیں۔ ان کے پیدا کردہ فتنوں سے جس قدر دور رہا جائے اسی قدر عافیت ہے ان فتنوں میں بیٹھنے، کھڑے ہونے اور چلنے والے کے الفاظ سے ان فتنوں کا حصہ بننے کی مختلف حالتوں کو بیان کیا گیا ہے جیسا کہ آج کے زمانہ میں بعض شر پسند عناصر کو سلیپنگ سیل Sleeping Cell کہا جاتا ہے بعض کو سہولت کار اور بعض کو ان متشددانہ کارروائیوں میں فعال اور متحرک ہونے کی وجہ سے خودکش اور بعض کو ماسٹر مائنڈ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ آج سے ۱۴سو سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر صاف، سادہ عام فہم اور انتہائی جامع الفاظ میں ان شر پسندوں کی سرگرمیوں کو بیان فرما دیا تھا۔ اللهم صل على محمد و على آل محمد۔

بَاب ١٠ : إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا

اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں

٧٠٨٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ رَجُلٍ لَمْ يُسَمِّهِ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ خَرَجْتُ بِسِلَاحِي لَيَالِيَ الْفِتْنَةِ فَاسْتَقْبَلَنِي أَبُو بَكْرَةَ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيدُ؟ قُلْتُ أُرِيدُ نُصْرَةَ ابْنِ عَمِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَكِلَاهُمَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ قِيلَ فَهَذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ.

۷۰۸۳: عبد اللہ بن عبد الوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ایک شخص جس کا انہوں نے نام نہیں لیا سے روایت کی کہ حسن (بصری) سے مروی ہے اُنہوں نے کہا: فتنے کے زمانے میں مَیں اپنے ہتھیار لے کر نکلا تو حضرت ابو بکرہؓ مجھے راستے میں ملے۔ اُنہوں نے پوچھا: تم کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت ابو بکرہؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوں تو وہ دونوں دوزخیوں میں سے ہیں۔ آپؐ سے پوچھا گیا: یہ تو قاتل ہوا اور جو مارا گیا ہے وہ کیوں؟ آپؐ نے فرمایا: اس نے بھی اپنے ساتھی کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ فَذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ لِأَيُّوبَ وَيُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ يُحَدِّثَانِي بِهِ فَقَالَا إِنَّمَا رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الْحَسَنُ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ.

حماد بن زید نے کہا: میں نے یہ حدیث ایوب اور یونس بن عبید سے بیان کی اور میں یہ چاہتا تھا کہ وہ دونوں مجھے اس کے متعلق بتائیں۔ انہوں نے کہا۔ اس حدیث کو حسن نے احنف بن قیس سے، احنف نے حضرت ابو بکرہؓ سے روایت کیا۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بِهٰذَا.

سلیمان (بن حرب) نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہمیں یہی بتایا۔

وَقَالَ مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَيُونُسُ وَهِشَامٌ وَمُعَلَّى بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَحْنَفِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ. وَرَوَاهُ بَكَّارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ.

اور مؤمل نے کہا: حماد بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب اور یونس اور ہشام اور معلی بن زید نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے حسن (بصری) سے، حسن نے احنف (بن قیس) سے، احنف نے حضرت ابو بکرہؓ سے، اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ اور معمر نے بھی ایوب سے اس کو روایت کیا۔ اور بکار بن عبد العزیز نے بھی اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت ابو بکرہؓ سے اس کو روایت کیا۔

وَقَالَ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَلَمْ يَرْفَعْهُ سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ.

اور غندر نے کہا: شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے منصور سے، منصور نے ربعی بن حراش سے، ربعی نے حضرت ابو بکرہؓ سے، اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ اور سفیان (ثوری) نے منصور (بن معتمر) سے روایت کرتے ہوئے اس کو مرفوعاً بیان نہیں کیا۔

أطرافه: ٣١، ٦٨٧٥۔

تشریح: **إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا:** اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں۔ علماء کے ہاں یہ ایک طویل بحث ہے کہ اگر افتراق وانتشار کا کوئی فتنہ ابھر آئے اور کچھ مسلمان دو فریق میں تقسیم ہو کر آپس میں جنگ وجدال کرنے لگیں تو اس وقت باقی مسلمانوں کا طرزِ عمل کیا ہونا چاہیئے؟ اہلِ علم کی ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ افتراق وانتشار اور مسلمانوں کی باہمی محاذ آرائی کی صورت میں کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ قتال میں شریک ہو، بلکہ جب مسلمانوں کے دو فریق آپس میں جنگ وجدال کریں تو اس میں شامل ہونے سے احتراز کرنا اور دونوں فریقوں سے غیر جانب داری اختیار کر کے گوشہ عافیت پکڑنا واجب ہے۔ ان کی دلیل مذکورہ بالا ارشادِ نبوی

ہے اور اس طرح کی دوسری احادیث ہیں۔مشہور صحابی حضرت ابوبکرہؓ اور بعض دوسرے صحابہؓ کا مسلک بھی یہی تھا۔ بعض کا قول ہے کہ خونریزی کی ابتدا خود نہیں کرنی چاہئے لیکن اگر کوئی خونریزی کرے تو اس کا دفعیہ کرنا لازم ہے جمہور صحابہؓ اور تابعین کا مسلک ہے کہ اگر مسلمانوں میں باہمی پھوٹ پڑ جائے اور وہ ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہو کر قتال کرنے لگیں تو اس فریق کی حمایت کرنی چاہئے جو حق وانصاف پر ہو اور جو فریق ظلم و ناانصافی کی راہ اختیار کئے ہوئے ہو یا مسلمانوں کے امام و سردار سے بغاوت کر کے ملی افتراق وانتشار کا سبب بن رہا ہو اس کے خلاف قتال کرنا چاہئے (فتح الباری، جزء ۱۳ صفحہ ۴۳) کیونکہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو فتنہ وفساد کا بازار گرم ہو جائے گا اور بغاوت و سرکشی کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ اس مسلک کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا (الحجرات: ۱۰) اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں...آیت کریمہ اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ جب مسلمانوں کے دو فریق باہمی قتال اور خونریزی میں مبتلا ہوں تو ان کے درمیان صلح وصفائی کرانی چاہئے اور فریقین کو اس فتنہ وانتشار سے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔لیکن اگر ان دونوں میں سے کوئی فریق دوسرے فریق کے نزدیک حد سے تجاوز کرے اور اس فتنہ کو جاری رکھنے اور بھڑکانے میں مصروف رہے تو پھر اس فریق کے خلاف جو حد سے متجاوز اور فتنہ کو بھڑکانے کا باعث بن رہا ہو تلوار اٹھا لینی چاہئے اور اس کے ساتھ قتال کرنا چاہئے تاکہ وہ راہ حق پر آجائے۔اسلام کسی قسم کی متشددانہ کارروائی اور انتہا پسندی کا روادار نہیں اور قانون کو ہاتھ میں لینے کی کسی کو اجازت نہیں دیتا بلکہ متعلقہ فورم پر مسئلہ اٹھانے کی تعلیم دیتا ہے اور ہر فریق کو اپنا مؤقف بیان کرنے اور اپنی صفائی دینے کا پورا حق دیتا ہے اور جبراً کسی کو اپنا ہم خیال بنانے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ دلیل کے ساتھ ہر ایک کو زندہ رہنے کا حق دیتا ہے۔مسلمانوں کی ان باہمی لڑائیوں فسادات اور جھگڑوں کو محض علمی دلیلوں سے ختم نہیں کیا جاسکتا بلکہ ان تمام فتنوں کے خاتمہ اور ان اختلافات کا حل اس حَکَم عدل کے بغیر ممکن نہیں ہے جس کی پیشگوئی مخبر صادق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ أَحَدٌ حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا[1] اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریب ہے کہ ابن مریم تم میں نازل ہوں، عادل حَکَم ہو کر وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کریں گے اور مال اس بہتات سے ہوگا کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا اور ایک سجدہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہوگا۔ یہ حدیثِ رسولؐ ایک ایسے امام اور لیڈر کی ضرورت ناگزیر قرار دیتی ہے جو خدا کی راہنمائی سے فیصلے کرے اور الٰہی تائید ونصرت اس کے شاملِ حال ہو۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت دی کہ مسلمانوں کی کوئی صدی ایسے ربانی مصلحین سے خالی نہ ہوگی۔نیز اس کے ساتھ اس مہدی اور مسیح کی آمد کی خبر دی جو حَکَم عدل بن کر آئے گا۔

[1] (صحیح البخاری، كِتَابُ أَحَادِيْثِ الْأَنْبِيَاءِ، بَابُ نُزُوْلِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ...، روایت نمبر ۳۴۴۸)

فَكِلَاهُمَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ سے مراد جنگ کی آگ ہی ہے جس میں وہ دونوں فریق جل رہے ہوتے ہیں اور اس جملہ سے دونوں کو جنگ کی اس آگ سے نکلنے اور اسے بجھانے کی تاکید کی گئی ہے اور اگر جہنم کی آگ مراد ہو تو اس کا تعلق ہر گروہ کی نیت اور مقصد سے ہے کہ وہ یہ جنگ کیوں لڑ رہا ہے۔ حصولِ اقتدار کے لیے، مال و دولت کے لیے اپنی بہادری دکھانے کے لیے یا محض للہ۔

بَاب ١١: كَيْفَ الْأَمْرُ إِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ

جب جماعت نہ ہو تو پھر کیا رویہ ہو

٧٠٨٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللهُ بِهَذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ نَعَمْ. قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ نَعَمْ. وَفِيهِ دَخَنٌ. قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ

۷۰۸۴: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے ہمیں بتایا۔ (عبدالرحمٰن بن یزید) بن جابر نے ہمیں بتایا۔ بُسر بن عبید اللہ حضرمی نے مجھ سے بیان کیا کہ اُنہوں نے ابو ادریس خولانی سے سنا۔ ابو ادریس نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھلی باتوں کے متعلق پوچھا کرتے تھے اور میں آپؐ سے شر کے متعلق پوچھا کرتا تھا اس ڈر سے کہ وہ شر مجھے آنہ گھیرے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر میں تھے تو اللہ ہمارے پاس یہ بھلائی لایا تو کیا اس بھلائی کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے پوچھا، کیا اس شر کے بعد بھی کوئی بھلائی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں اور اس میں کچھ نقص بھی ہوگا۔ میں نے کہا: اس میں کیا نقص ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: ایسے لوگ ہوں جو میرے راستے کے سوا

وَتُنْكِرُ. قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا؟ قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ.

کسی اور راستے کی طرف رہنمائی کریں گے۔ ان میں کچھ اچھی باتیں بھی تم دیکھو گے اور بری باتیں بھی پاؤ گے۔ میں نے کہا: کیا اس بھلائی کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ جہنم کے دروازے پر بلانے والے ہوں گے جو اُن کی مان کر ان دروازوں کی طرف گیا تو وہ اس کو اُن میں پھینک دیں گے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! اُن لوگوں کا حال ہمارے لئے بیان فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: وہ ہماری ہی قوم میں سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں باتیں کریں گے۔ میں نے کہا تو پھر آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اگر اس زمانے نے مجھے پالیا؟ آپؐ نے فرمایا: مسلمانوں کی جماعت اور اُن کے امام کے ساتھ رہنا۔ میں نے کہا: اگر ان کی جماعت نہ ہو اور نہ کوئی امام؟ آپؐ نے فرمایا: تو پھر ان تمام فرقوں سے الگ رہنا گو تم درخت کی جڑ ہی کو چباؤ اور ایسی حالت میں تمہیں موت بھی آجائے۔

أطرافه: ٣٦٠٦، ٣٦٠٧-

تشریح: كَيْفَ الْأَمْرُ إِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ: جب جماعت نہ ہو تو پھر کیا رویہ ہو۔ فرمایا: فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا تمام فرقوں سے الگ رہنا کسی فرقے میں شامل نہ ہونا۔

افتراقِ امت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نصیحت کتنی بڑی ہدایت اور مینارۂ نور ہے کہ کسی فرقہ کا حصہ نہ بننا جب تک کوئی امام اور اس کی قائم کردہ جماعت معرضِ وجود میں نہ آجائے۔ جب اس امام کا ظہور ہو جائے اور وہ ایک جماعت کا قیام کریں تو جماعت المسلمین اور ان کے امام کے ساتھ چمٹ جانا۔ یہ کون سی جماعت اور کون سا امام ہے؟ ہر فرقہ اور ہر جماعت اپنا امام و پیشوا بنا کر اس کی مطیع بنی ہوتی ہے اور ہر ایک یہ دعویٰ کرتا ہے اور اس

میں ہر ایک حق بجانب ہے کہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ اس کی جماعت ہی وہ جماعت ہے اور اس کا امام ہی وہ امام ہے جس کے ساتھ چمٹنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی۔ آج جبکہ امت ۷۲ سے ۷۳ میں بلکہ اس سے بھی آگے تقسیم در تقسیم ہو چکی ہے، پس اس امام اور اس جماعت کی تلاش سب سے اہم اور ضروری امر ہے کیونکہ جو حبل اللہ ہے جو عافیت کا حصار ہے جب تک اس کو نہ پکڑیں ان فتنوں سے بچنا ممکن نہیں۔ امام کون ہے اور اس کی قائم کردہ وہ جماعت کون سی ہے؟ اس کا ایک ہی جواب ہے کہ امام وہ ہو گا جسے خدا نے امام بنایا اور جماعت وہ جماعت ہو گی جسے مامور من اللہ نے قائم کیا اور خدا تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے اس کی ابتدائی اینٹ رکھی ہو اور اسی کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو۔ آج وہ امام الزمان آچکا جو خدا تعالیٰ کا مبعوث کردہ وہ موعود امام اور موعود مسیح اور موعود مہدی ہے جس کی خبریں اور علامتیں ۱۴سو سال پہلے دی گئیں اور ایک ایک کر کے وہ سب نشان پورے ہوئے اور سب علامتیں اس میں دکھائی دیں۔ اس کے حق میں آسمان نے چاند سورج کا گرہن لگا کر گواہی دی۔ زمین نے زلزلوں طوفانوں، طاعون اور بے شمار وباؤں کے ذریعہ اس کی صداقت ثابت کی اور تائیدات و نصرت کا نہ ختم ہونے والا جاری سلسلہ ہر روز، روزِ روشن کی طرح اس کی سچائی ظاہر کر رہا ہے۔ وہ ہیں ہمارے امام ہمام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام بانئ جماعتِ احمدیہ اور آپ کے بعد قدرتِ ثانیہ کے مظہر خلفائے سلسلہ، جنہیں خدا نے خلیفۃ المسیح بنایا اور اپنی تائیدات و نصرت سے ان کا خلیفہ برحق ہونا ثابت کیا۔ آج قدرتِ ثانیہ کے مظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس امام جماعتِ احمدیہ وہ مؤید من اللہ خلیفہ ہیں جن کی ولادت باسعادت سے ۴۳ سال پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اِنِّی مَعَكَ یَامَسْرُور کے الہام میں یہ خوشخبری دی کہ میں اس کے ساتھ ہوں میری تائید و نصرت اس کے شاملِ حال ہو گی۔ اور الہام الٰہی اِنِّی مَعَكَ یَامَسْرُور، کے مطابق ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائیدات و نصرت ایسی روزِ روشن کی طرح ظاہر و باہر ہیں کہ ایک زمانہ اس کا گواہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح بکریوں کا دشمن بھیڑیا ہے اور اپنے ریوڑ سے الگ ہو جانے والی بکریوں کو بآسانی شکار کر لیتا ہے اسی طرح شیطان انسان کا بھیڑیا ہے۔ اگر جماعت بن کر نہ رہیں یہ ان کو الگ الگ نہایت آسانی سے شکار کر لیتا ہے۔ فرمایا اے لوگو! پگڈنڈیوں پر مت چلنا بلکہ تمہارے لئے ضروری ہے کہ......جماعت اور عامۃ المسلمین کے ساتھ رہو۔ تو یہاں فرمایا کہ شیطان سے بچ کر رہنے کا ایک ہی طریق ہے کہ جماعت سے وابستہ ہو جاؤ اور اس زمانے میں صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی جماعت ہی ہے جو الٰہی جماعت ہے جو دنیا میں خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچا رہی ہے۔ اور اگر کوئی اور جماعت، جماعت کہلاتی بھی ہے تو ان کے اور بھی بہت سارے سیاسی مقاصد ہیں۔ پس اس عافیت کے حصار کے اندر آ گئے ہیں تو پھر اس کے اندر مضبوطی سے قائم رہیں اور اطاعت کرتے رہیں۔ ورنہ جیسا کہ فرمایا کہ بھیڑیے ایک ایک کر کے سب کو کھا جائیں گے اور کھا بھی رہے ہیں۔ ہمارے سامنے روز نظارے نظر آ رہے ہیں۔ یہاں ایک اور مسئلہ بھی حل ہو رہا ہے کہ جماعت میں شامل لوگ ہی عامۃ المسلمین ہیں یعنی تعداد کے لحاظ سے زیادتی عامۃ المسلمین نہیں کہلاتی۔ پس آپ ہی وہ خوش قسمت ہیں جو جماعت میں شامل ہیں اور عامۃ المسلمین کہلانے کے مستحق ہیں تو اس لئے اپنے آپ کو بھی اگر بچانا ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تو مکمل صبر اور وفا سے اطاعت گزار رہیں۔" (خطباتِ مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷، اگست ۲۰۰۴ء، جلد ۲ صفحہ ۶۱۵)

بَاب ۱۲: مَنْ كَرِهَ أَنْ يُكَثِّرَ سَوَادَ الْفِتَنِ وَالظُّلْمِ

جس نے فتنہ پردازوں اور ظالموں کی جماعت کو بڑھانا ناپسند کیا

۷۰۸۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ قُطِعَ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيهِ فَلَقِيتُ عِكْرِمَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَنَهَانِي أَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أُنَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا مَعَ الْمُشْرِكِينَ يُكَثِّرُونَ سَوَادَ الْمُشْرِكِينَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۷۰۸۵: عبداللہ بن یزید نے ہم سے بیان کیا کہ حیوہ وغیرہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا: ابوالاسود نے ہمیں بتایا اور لیث نے بھی ابوالاسود سے نقل کیا، کہا: مدینہ والوں کے متعلق بھی ایک فوج بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا اور میرا نام بھی اس فوج میں لکھا گیا۔ پھر میں عکرمہ سے ملا اور میں نے اُن کو بتایا۔ اُنہوں نے مجھے سختی سے منع کیا اور کہا: حضرت ابن عباسؓ نے مجھے بتایا کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ مشرکوں کے ساتھ رہے جس سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں مشرکوں کی جمیعت بڑھانے کا

فَيَأْتِي السَّهْمُ فَيُرْمَى بِهِ فَيُصِيبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْ يَضْرِبُهُ فَيَقْتُلُهُ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ اَنْفُسِهِمْ. (النساء:۹۸)

موجب ہو رہے تھے اور تیر آتا، وہ کسی کو لگتا اور زخمی کرتا اور اس کو مار ڈالتا یا کوئی اس کو تلوار کی ضرب لگاتا اور اُسے مار ڈالتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ جن لوگوں کو ملائکہ نے اس حالت میں وفات دی کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔

طرفه: ٤٥٩٦۔

بَاب۱۳ : إِذَا بَقِيَ فِي حُثَالَةٍ مِّنَ النَّاسِ

اگر کوئی ردّی لوگوں میں باقی رہ جائے (تو کیا کرے؟)

۷۰۸٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى فِيهَا أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ

۷۰۸٦: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ اعمش نے زید بن وہب سے روایت کی کہ حضرت حذیفہؓ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو باتیں بتائیں۔ ان میں سے ایک کو تو میں نے دیکھ لیا اور دوسری کا میں انتظار کر رہا ہوں۔ آپؐ نے ہمیں بتایا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی تہ میں نازل ہوئی۔ پھر اُنہوں نے قرآن سے اس کا علم حاصل کیا۔ پھر سنت سے معلوم کیا اور آپؐ نے اس امانت کے اٹھائے جانے کے متعلق ہمیں بتایا۔ فرمایا: آدمی ایک نیند سوتا ہے تو امانت دل سے سمیٹ لی جاتی ہے اور پھر اس کا نشان ایک کالے داغ کی طرح رہ جاتا ہے۔ پھر ایک بار سوتا ہے تو وہ اور سمیٹ لی جاتی

عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ وَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ فَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ فَيُقَالُ إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا أَعْقَلَهُ وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَلَا أُبَالِي أَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامُ وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ وَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا.

ہے اور اس کا نشان اس میں آبلہ کے نشان کی طرح رہ جاتا ہے، ایسا جیسے ایک انگارہ تم اپنے پاؤں پر لڑھکادو اور اس میں آبلہ پھول آئے اور تم اس کو ابھرا ہوا دیکھتے ہو اور اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا اور لوگ صبح کو آپس میں خرید و فروخت کریں گے تو کوئی بھی امانت ادا کرنے کے قریب نہیں ہو گا اور یہ کہا جائے گا کہ فلاں قبیلہ میں ایک امین شخص ہے اور کسی آدمی کے متعلق کہا جائے گا کیا ہی وہ عقلمند ہے، کیا ہی خوش مزاج آدمی ہے، کیا ہی وہ بہادر ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہو گا۔ (حضرت حذیفہؓ کہتے تھے) مجھ پر ایک ایسا زمانہ گزر چکا ہے کہ میں پرواہ نہیں کرتا تھا کہ تم میں سے کس سے خرید و فروخت کی اگر وہ مسلمان ہوتا تو اسلام اس کو میرے پاس واپس لوٹا دیتا اور اگر وہ عیسائی ہوتا تو اس کا حاکم اس کو میرے پاس واپس لوٹا دیتا۔ آج تو میں سوا فلاں اور فلاں کے کسی سے خرید و فروخت نہیں کرتا۔

أطرافُه: ٦٤٩٧، ٧٢٧٦۔

تشریح: إِذَا بَقِيَ فِي حُثَالَةٍ مِّنَ النَّاسِ: اگر کوئی ردی لوگوں میں باقی رہ جائے (تو کیا کرے؟) یہ بطورِ تمثیل فرمایا ہے کہ جس طرح کھجوروں میں سے مالک اچھی اچھی کھجوروں کو چن لیتا اور ردّی کو پھینک دیتا ہے، اسی طرح نیکوں کو اللہ تعالیٰ چن لے گا اور اپنے یہاں بلالے گا اور برے لوگوں کو چھوڑ دے گا کہ دنیا کی خباثتوں میں پڑے رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے وہ لوگ جو اخلاقی اور رُوحانی لحاظ سے قعرِ مذلت میں تھے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انہیں اوجِ ثریا پر پہنچا دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کی حالت اور بعد کی حالت کے متعلق فرمایا:

صَادَفْتَهُمْ قَوْمًا كَرَوْثٍ ذِلَّةً فَجَعَلْتَهُمْ كَسَبِيْكَةِ الْعِقْيَانِ

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد ۵، صفحہ ۵۹۱)

تو نے انہیں ایسی قوم پایا جو ذلت میں گوبر کی طرح تھی تو نے انہیں خالص سونے کی ڈلیاں بنا دیا۔ اس اصلاح کے بعد مرورِ زمانہ سے پیدا ہونے والے بگاڑ کا بھی آپ نے بتایا۔ آپ نے یہ پیشگوئی فرمائی کہ ایک وقت آئے گا لوگ اخلاقی گراوٹ دنیاداری اور جاہ وحشمت کی طلب میں تمام روحانی قدریں کھو بیٹھیں گے اور وہ ایمان جس نے انہیں عزت کے تخت پر بٹھایا تھا وہ اس سے نیچے گر جائیں گے اور ان کی حیثیت چھان بورے کی سی ہو گی جسے پھینک دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی پرواہ نہیں کرتا اور اللہ کے نزدیک ان کی حیثیت پرِ کاہ کے برابر بھی نہیں ہوتی۔ جس زمانہ میں امام بخاری یہ احادیث جمع کر رہے تھے۔ ایسے لوگ برسرِ اقتدار آ رہے تھے جو امانت و دیانت سے خالی مگر اپنے ظاہری کرو فر سے بڑے عقل مند اور دانشور سمجھے جاتے تھے۔ ان کی حالت اس آبلے کی سی تھی جس کے اندر کچھ نہیں ہوتا۔ حضرت حذیفہؓ نے اسلام کے عروج و زوال کے بیان کرنے کے ساتھ کمال انصاف سے عیسائیت کی اس خوبی کا ذکر بھی کر دیا کہ ان کا نظام لمبے عرصہ تک بعض اخلاقی قدروں کو قائم رکھنے میں کامیاب رہے گا جو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے إِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ اگر وہ عیسائی ہوتا تو اس کا حاکم اس کو میرے پاس واپس لوٹا دیتا۔ کلیسا کی یہی وہ طاقت ہے جس نے کئی ہزار سال تک عیسائیت کو قائم رکھنے میں مدد دی ہے۔

بَاب ١٤: التَّعَرُّبُ فِي الْفِتْنَةِ

فتنے کے وقت بادیہ نشین ہونا

٧٠٨٧: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ فَقَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ ارْتَدَدْتَ عَلَى عَقِبَيْكَ تَعَرَّبْتَ؟ قَالَ لَا وَلَكِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِي فِي الْبَدْوِ وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ

۷۰۸۷: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم (بن اسماعیل) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یزید بن ابی عبید سے، یزید نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت کی کہ وہ حجاج کے پاس گئے تو وہ کہنے لگا: اکوع کے بیٹے! کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر گئے ہو۔ (یا) بادیہ نشین ہو گئے ہو۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے کہا: نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (شہری) آبادی سے باہر رہنے

بْنُ عَفَّانَ خَرَجَ سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ إِلَى الرَّبَذَةِ وَتَزَوَّجَ هُنَاكَ امْرَأَةً وَوَلَدَتْ لَهُ أَوْلَادًا فَلَمْ يَزَلْ بِهَا حَتَّى قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِلَيَالٍ نَزَلَ الْمَدِينَةَ.

کی اجازت دی تھی اور یزید بن ابی عبید سے مروی ہے۔ اُنہوں نے کہا: جب حضرت عثمان بن عفانؓ شہید کیے گئے تو حضرت سلمہ بن اکوعؓ ربذہ کی طرف نکل گئے اور وہاں ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے ان کی اولاد ہوئی۔ وہ وہیں رہے اور وفات سے چند راتیں پہلے مدینہ میں آکر قیام کیا۔

٧٠٨٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ.

٧٠٨٨: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی صعصعہ سے، عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پیچھے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے مقامات میں پھرے گا۔ فتنوں سے اپنے دین کو بچانے کے لئے بھاگتا ہو گا۔

أطرافُه: ١٩، ٣٣٠٠، ٣٦٠٠، ٦٤٩٥۔

تشریح: **التَّعَرُّبُ فِي الْفِتْنَةِ:** فتنے کے وقت بادیہ نشین ہونا۔ امام بخاری ابواب کی ترتیب میں احادیثِ رسول سے ایک خاص تسلسل کے ساتھ اس امر کو بیان کر رہے ہیں کہ فتنوں کے زمانہ میں اپنا دین بچانے کے لیے فتنوں کی زمین سے ہجرت کرنے اور اپنے ایمان کی خاطر آبادیوں سے دور چلے جانے میں ہی عافیت ہو گی۔ صحابہ کا وہ زمانہ جس میں خلافتِ راشدہ کا بابرکت نظام موجود تھا۔ خیر القرون کا یہ زمانہ فتنوں کا زمانہ نہیں تھا۔ تاہم منافقین نو مسلموں کے ساتھ مل کر اسلام کے اس مضبوط قلعے میں دراڑیں ڈالنے اور مدینہ کی روحانی فضا کو مکدّر کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرتے تھے۔ اسلامی فتوحات اور ترقیات کا پھیلتا ہوا دائرہ

اسلام دشمن طاقتوں کے حسد کی آگ کو شعلہ زن کر رہا تھا۔ حضرت عمرؓ کا پاک وجود ان طوفانوں کے آگے سدِّ سکندری بنا ہوا تھا۔ آپ کی شہادت سے وہ باب العافیت ٹوٹ گیا اور فتنوں کی لہریں موج در موج آگے بڑھنے لگیں۔ بعض صحابہ جن میں حضرت سلمہ بن اکوعؓ بھی تھے ان فتنوں سے بچنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کی روشنی میں آبادیوں سے باہر گوشہ نشین ہو گئے۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ کی ۷۴ھ ہجری میں مدینہ میں ۸۰ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ ربذہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے علامہ عینی لکھتے ہیں ربذہ وہ جگہ ہے جسے حضرت عمرؓ نے صدقہ کے اونٹوں کے لیے چراگاہ بنایا تھا یہ مدینہ سے تین مراحل پر ذاتِ عرق کی جانب ہے۔

(عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۱۹۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اصل بات یہ ہے کہ بعض اوقات حُبِّ دنیا کا غلبہ بھی سلبِ ایمان کا باعث ہو جایا کرتا ہے لہٰذا دنیوی امور میں بہت انہماک اور دنیوی امور کو اتنی اہمیت دے دینا کہ گویا دین ایمان اور آخرت کی پروا ہی نہ رہے۔ یہ بھی خطرناک زہریلا مرض ہے۔ یہ تو وہ زمانہ ہے جس کے متعلق رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تم پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جاؤ، درختوں کے تنوں سے لگ جاؤ اور جس طرح سے بَن پڑے زمانہ کے فتن سے اپنے ایمان کو سلامت رکھنے کی کوشش کرو۔ پس اگر بحالتِ مجبوری کوئی احمدی اکیلا ہی ہو تو اسے تنہا ہی نماز گذار لینی چاہیئے اور کوشش اور دعا کرنی چاہیئے کہ خدا اُسے جماعت بنا دے۔" (ملفوظات، جلد ۵ صفحہ ۵۲۶)

بَاب ۱۵: التَّعَوُّذُ مِنَ الْفِتَنِ

فتنوں سے پناہ مانگنا

۷۰۸۹: حَـدَّثَنَا مُعَـاذُ بْـنُ فَضَـالَةَ حَدَّثَنَا هِشَـامٌ عَنْ قَتَـادَةَ عَـنْ أَنَـسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَحْفَوْهُ بِالْمَسْأَلَةِ فَصَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْمِنْبَرَ فَقَالَ لَا تَسْأَلُونِي

۷۰۸۹: معاذ بن فضالہ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (دستوائی) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنے شروع کئے اور اتنے کئے کہ اُنہوں نے آپؐ کو پوچھتے پوچھتے تنگ کر

عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُ لَكُمْ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِي فَأَنْشَأَ رَجُلٌ كَانَ إِذَا لَاحَى يُدْعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ مَنْ أَبِي؟ فَقَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ سُوءِ الْفِتَنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ إِنَّهُ صُوِّرَتْ لِي الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتَّى رَأَيْتُهُمَا دُونَ الْحَائِطِ. قَالَ قَتَادَةُ يُذْكَرُ هَذَا الْحَدِيثُ عِنْدَ هَذِهِ الْآيَةِ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَسْـَٔلُوا۟ عَنْ أَشْيَآءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ (المائدة: ۱۰۲)

دیا۔ (یہ دیکھ کر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر پر چڑھے اور فرمایا: جس بات کے متعلق تم مجھ سے پوچھو گے ضرور ہی میں تمہیں کھول کر بتاؤں گا۔ میں دائیں اور بائیں دیکھنے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہر ایک شخص اپنا سر اپنے کپڑے میں ڈالے ہوئے رو رہا ہے۔ اتنے میں ایک شخص اُٹھا جب اس کا کسی سے جھگڑا ہوتا تو اس کو اس کے باپ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! میرا باپ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تمہارا باپ حذافہ ہے۔ پھر حضرت عمرؓ اُٹھے اور کہنے لگے: ہم خوش ہیں کہ اللہ ہمارا ربّ ہے اور اسلام ہمارا دین اور محمدؐ ہمارے رسول ہیں۔ ہم فتنوں کے بد انجام سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خیر اور شر میں آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا کیونکہ میرے سامنے جنت اور آگ متمثل کی گئی یہاں تک کہ میں نے ان دونوں کو اس دیوار کے ورے دیکھا۔ قتادہ نے کہا: یہ حدیث اس آیت کی تشریح کرتے وقت بیان کی جاتی ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو ایسی باتوں کے متعلق سوال مت کرو کہ اگر تمہارے لئے ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری معلوم ہوں۔

أطرافه: ۹۳، ۵٤۰، ۷٤۹، ٤٦۲۱، ٦۳٦۲، ٦٤٦۸، ٦٤۸٦، ۷۰۹۰، ۷۰۹۱، ۷۲۹٤، ۷۲۹۵۔

۷۰۹۰: وَقَالَ عَبَّاسٌ النَّرْسِيُّ حَدَّثَنَا

۷۰۹۰: اور عباس نرسی نے ہم سے کہا۔ ہم سے

يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.. بِهَذَا، وَقَالَ كُلُّ رَجُلٍ لَافًّا رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِي، وَقَالَ عَائِذًا بِاللهِ مِنْ سُوءِ الْفِتَنِ أَوْ قَالَ أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ سَوْأَى الْفِتَنِ.

یزید بن زریع نے بیان کیا۔ سعید (بن ابی عروبہ) نے ہمیں بتایا۔ قتادہ نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت انسؓ نے انہیں بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے... اور حضرت انسؓ نے یہی حدیث بیان کی۔ اور حضرت انسؓ نے کہا: ہر ایک شخص اپنا سر اپنے کپڑے میں لپیٹے ہوئے رورہا تھا اور حضرت عمرؓ نے کہا: فتنوں کے بدانجام سے اللہ کی پناہ مانگتے ہوئے، یا یوں کہا: فتنوں کے بدانجام سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

أطرافُه: ۹۳، ۵۴۰، ۷۴۹، ۴۶۲۱، ۶۳۶۲، ۶۴۶۸، ۶۴۸۶، ۷۰۸۹، ۷۰۹۱، ۷۲۹۴، ۷۲۹۵-

۷۰۹۱: وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ وَمُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا وَقَالَ عَائِذًا بِاللهِ مِنْ شَرِّ الْفِتَنِ.

۷۰۹۱: اور خلیفہ نے مجھ سے کہا۔ یزید بن زریع نے ہمیں بتایا کہ سعید اور معتمر نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا) قتادہ سے مروی ہے کہ حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے انہیں یہی بتایا اور کہا کہ فتنوں کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہوئے۔

أطرافُه: ۹۳، ۵۴۰، ۷۴۹، ۴۶۲۱، ۶۳۶۲، ۶۴۶۸، ۶۴۸۶، ۷۰۸۹، ۷۰۹۰، ۷۲۹۴، ۷۲۹۵-

تشریح: **التَّعَوُّذُ مِنَ الْفِتَنِ:** فتنوں سے پناہ مانگنا۔ انسان کے ایمان اور اعتقاد کو قائم رکھنے کے لیے ایمانیات پر شرح صدر ہونا ضروری ہے۔ بسا اوقات دل میں ایسے خیالات پیدا ہوتے ہیں اور ایسے سوالات اُٹھتے ہیں کہ اگر ان کا جواب حاصل نہ کیا جائے تو وہ اندر ہی اندر ایمان کو کمزور کرتے جاتے ہیں۔ اس لیے انبیاء اور خلفاء ہمیشہ مجالسِ عرفان میں لوگوں کے سوالات کے جواب دیتے ہیں تا کہ لوگ علم کے ذریعہ ایمان اور عرفان میں ترقی کریں اور اندر ہی اندر دبی ہوئی غلط فہمیاں کسی بڑے بگاڑ کا موجب نہ بن جائیں۔ منافق اور فتنہ پرداز لوگ بھی ایسی باتیں پھیلاتے رہتے ہیں جن سے بے چینیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس لیے لوگوں کا کیتھارسس

ہونا ضروری ہے تا کہ ان کے اندر کے سوال باہر آئیں ان کی تسلی اور تشفی ہو۔ زیرِ باب حدیث میں (Catharsis) بھی ایسے ہی خطرات کے پیشِ نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوالات کی دعوت دی مگر اس میں ایک بہت اہم اور قابلِ فکر بات یہ ہے کہ سوالات میں کسی قسم کی بے ادبی اور کج بحثی نہ ہو۔ یہ سائل کے سلبِ ایمان کا باعث بن سکتی ہے اور یہ امام کے ادب کے بھی خلاف ہے۔ زیرِ باب حدیث میں اسی پہلو کو نمایاں کیا گیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

> ”جو امر یہاں پیدا ہوتا ہے اس پر اگر غور کیا جاوے اور نیک نیتی اور تقویٰ کے پہلوؤں کو ملحوظ رکھ کر سوچا جاوے تو اس سے ایک علم پیدا ہوتا ہے۔ میں اس کو آپ کی صفائی قلب اور نیک نیتی کا نشان سمجھتا ہوں کہ جو بات سمجھ میں نہ آئے اس کو پوچھ لیتے ہیں۔ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے دل میں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ اس کو نکالتے نہیں اور پوچھتے نہیں جس سے وہ اندر ہی نشوونما پاتا رہتا ہے اور پھر اپنے شکوک و شبہات کے انڈے بچے دے دیتا ہے اور روح کو تباہ کر دیتا ہے ایسی کمزوری نفاق تک پہنچا دیتی ہے کہ جب کوئی امر سمجھ میں نہ آوے تو اسے پوچھا نہ جاوے اور خود ہی ایک رائے قائم کر لی جاوے۔ میں اس کو داخل ادب نہیں کرتا کہ انسان اپنی روح کو ہلاک کرلے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر سوال کرنا مناسب نہیں اس سے منع فرمایا گیا ہے لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ (المائدۃ: ۱۰۲) اور ایسا ہی اس سے بھی منع کیا گیا ہے کہ آدمی جاسوسی کر کے دوسروں کی برائیاں نکالتا رہے یہ دونو طریق برے ہیں لیکن اگر کوئی امر اہم دل میں کھٹکے تو اسے ضرور پیش کر کے پوچھ لینا چاہیئے۔“ (ملفوظات، جلد ۲ صفحہ ۳۸۵)

بَاب ۱۶: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفِتْنَةُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ فتنہ مشرق کی طرف سے اُٹھے گا

۷۰۹۲: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَامَ.

۷۰۹۲: عبداللہ بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشام بن یوسف (صنعانی) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے معمر سے، معمر نے زہری سے، زہری نے سالم سے، سالم نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے

إِلَى جَنْبِ الْمِنْبَرِ فَقَالَ الْفِتْنَةُ هَا هُنَا الْفِتْنَةُ هَا هُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ أَوْ قَالَ قَرْنُ الشَّمْسِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ اُٹھ کر منبر کے پاس آئے اور فرمایا: فتنہ ادھر سے ہو گا، فتنہ ادھر سے ہو گا۔ یہاں سے شیطان کی چوٹی نمودار ہو گی یا فرمایا: سورج کا سر نمودار ہوتا ہے۔

أطرافُه: ٣١٠٤، ٣٢٧٩، ٣٥١١، ٥٢٩٦، ٧٠٩٣۔

٧٠٩٣: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلٌ الْمَشْرِقَ يَقُولُ أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

۷۰۹۳: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور آپ کا رخ مشرق کی طرف تھا۔ آپ فرمارہے تھے دیکھو خیال رہے کہ فتنہ ادھر سے ہو گا جہاں سے شیطان کی چوٹی نمودار ہو گی۔

أطرافُه: ٣١٠٤، ٣٢٧٩، ٣٥١١، ٥٢٩٦، ٧٠٩٢۔

٧٠٩٤: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَفِي نَجْدِنَا قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا. قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَفِي نَجْدِنَا فَأَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا

۷۰۹۴: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ازہر بن سعد نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابن عون سے، ابن عون نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام میں برکت دے اور ہمارے لیے ہمارے یمن میں برکت دے۔ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ اور ہمارے نجد میں؟ فرمایا: اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے شام میں برکت دے، اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے یمن میں برکت

يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

طرفه: ١٠٣٧۔

دے۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! اور ہمارے نجد میں بھی؟ میں سمجھتا ہوں آپؐ نے تیسری بار پر فرمایا: وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہیں شیطان کی چوٹی نمودار ہو گی۔

٧٠٩٥: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِينَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ فَرَجَوْنَا أَنْ يُحَدِّثَنَا حَدِيثًا حَسَنًا قَالَ فَبَادَرَنَا إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدِّثْنَا عَنِ الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ وَاللهُ يَقُولُ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ (البقرة: ١٩٤) فَقَالَ هَلْ تَدْرِي مَا الْفِتْنَةُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ؟ إِنَّمَا كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ وَكَانَ الدُّخُولُ فِي دِينِهِمْ فِتْنَةً وَلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ.

٧٠٩٥: اسحاق بن شاہین واسطی نے ہم سے بیان کیا کہ خالد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے بیان (بن بشر) سے، بیان نے وبرہ بن عبدالرحمٰن سے، وبرہ نے سعید بن جبیر سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہمارے پاس باہر آئے اور ہم نے اُمید کی کہ وہ ہمیں اچھی بات بتائیں گے۔ سعید کہتے تھے ہم سے پہلے جلدی سے ایک شخص نے پوچھا، کہنے لگا: ابو عبدالرحمٰن ہمیں بتائیں کہ فتنے میں لڑنا کیسا ہے اور اللہ فرماتا ہے: تم ان سے لڑو تا وقتیکہ کوئی فتنہ نہ رہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ فتنہ کہاں ہے تمہاری ماں تم کو روئے؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو مشرکوں سے جنگ کیا کرتے تھے اور اُن کے لیے دین میں داخل ہونا فتنہ ہوتا تھا اور وہ لڑائی تمہاری لڑائی کی طرح نہ تھی جو بادشاہت کے لئے ہو رہی ہے۔

أطرافه: ٣١٣٠، ٣٦٩٨، ٣٧٠٤، ٤٠٦٦، ٤٥١٣، ٤٥١٤، ٤٦٥٠، ٤٦٥١۔

تشریح: اَلْفِتْنَةُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ: فتنہ مشرق کی طرف سے اُٹھے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کے پھوٹنے کے لیے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ مدینہ سے مشرق میں عراق ہے۔

یہ علاقہ ہمیشہ فتنوں کی سرزمین رہا ہے۔ فتنوں کے لیے یہ زمین زرخیز ہے۔ حضرت نوحؑ کے دور میں یہی علاقہ بُت پرستی کی آماجگاہ بنا۔ سواع، یغوث اور نسر نامی بت اسی علاقے میں نسب کیے گئے۔ حضرت ابراہیمؑ کے خلاف آگ کا جو اَلاؤ روشن کیا گیا وہ بھی عراق میں ہی تھا۔ حضرت عثمانؓ کے خلاف عَلمِ بغاوت بلند کرنے والے بھی عراقی تھے۔ خوارج کا فتنہ بھی عراق سے پیدا ہوا، حضرت امام حسینؓ کو شہید کرنے والے بھی عراقی تھے، تاتاریوں کا فتنہ بھی انہی کی وجہ سے شروع ہوا۔ جنہوں نے مسلمانوں کا علمی سرمایہ دریا بُرد کیا۔ دجال کا ظہور بھی مشرق سے ہوا۔ روایت نمبر ۷۰۹۴ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے ان الفاظ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا کے آگے ذکر ہے قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَفِي نَجْدِنَا قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے شام میں برکت دے، اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے یمن میں برکت دے۔ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! اور ہمارے نجد میں بھی؟ میں سمجھتا ہوں آپؐ نے تیسری بار پر فرمایا: وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے۔ مدینہ سے مشرقی علاقہ نجد کہلاتا ہے۔ نجد کے معنی ہیں بلند سطح زمین جبکہ نشیبی علاقے کو غور کہتے ہیں۔ نجد میں کوفہ، بابل شامل ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی کریمؐ کی معرفت فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایسا ہی تمہارا حال ہو گا۔ تمہاری مذہبی عداوتیں اپنے ہی بھائیوں سے انتہاء تک پہنچ جائیں گے۔ بغض اور حسد اور کینہ سے بھر جاؤ گے۔ اس شامت سے نہ تمہاری دنیا کی حالت اچھی رہے گی نہ دین کی نہ انسانی اخلاق کی نہ خدا ترسی باقی رہے گی نہ حق شناسی۔ اور پورے وحشی اور ظالم اور جاہل ہو جاؤ گے اور وہ علم جو دلوں پر نیک اثر ڈالتا ہے تم میں باقی نہیں رہے گا۔ اور یہ تمام بے دینی اور ناخدا ترسی اور بے مہری پہلے ممالک مشرقیہ میں ہی پیدا ہو گی اور دجّال اور یاجوج ماجوج انہیں ممالک سے خروج کریں گے یعنی اپنی قوت اور طاقت کے ساتھ دکھلائی دیں گے۔ ممالک مشرقیہ سے مراد ملک فارس اور نجد اور ملک ہندوستان ہے۔ کیونکہ یہ سب ممالک زمین حجاز سے مشرق کی طرف ہی واقع ہیں اور ضرور تھا کہ حسب پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفر اور کافری انہیں جگہوں سے قوت کے ساتھ اپنا جلوہ دکھاوے انہیں ممالک میں سے کسی جگہ دجّال خروج کرے اور انہیں میں مسیح بھی نازل ہو کیونکہ جو جگہ محل کفر اور فتن ہو جائے وہی جگہ صلاح اور ایمان کی بناڈالنے کے لئے مقرر ہونی چاہیئے سو ان ممالک مشرقیہ میں سے ہند جیسا زیادہ تر محل کفر اور فتن اور نفاق اور بغض اور کینہ ہو گیا ہے۔ ایسا ہی وہ زیادہ تر اس بات کے لائق تھا

کہ مسیح بھی اسی ملک میں ظہور کرے اور جیسا کہ سب سے اوّل آدم کے خروج کے بعد اسی ملک پر نظر رحم ہوئی تھی ایسا ہی آخری زمانہ میں بھی اسی ملک پر نظر رحم ہو۔"
(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳، صفحہ ۴۱۹)

بَاب ١٧: الْفِتْنَةُ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ

وہ فتنہ جو سمندر کی موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مارے گا

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ خَلَفِ بْنِ حَوْشَبٍ كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يَتَمَثَّلُوا بِهَذِهِ الْأَبْيَاتِ عِنْدَ الْفِتَنِ قَالَ امْرُؤُ الْقَيْسِ:

الْحَرْبُ أَوَّلُ مَا تَكُونُ فَتِيَّةً
تَسْعَى بِزِينَتِهَا لِكُلِّ جَهُولِ
حَتَّى إِذَا اشْتَعَلَتْ وَشَبَّ ضِرَامُهَا
وَلَّتْ عَجُوزًا غَيْرَ ذَاتِ حَلِيلِ
شَمْطَاءَ يُنْكَرُ لَوْنُهَا وَتَغَيَّرَتْ
مَكْرُوهَةً لِلشَّمِّ وَالتَّقْبِيلِ

ابن عیینہ نے خلف بن حوشب سے نقل کیا۔ فتنوں کے وقت لوگ یہ اشعار پڑھنے پسند کرتے تھے۔ امراء القیس نے کہا: جنگ پہلے پہل جو ہوتی ہے تو ایک ایسی نوجوان عورت کی طرح ہوتی ہے جو ہر ایک نادان کو فریفتہ کرنے کے لئے اپنی زینت کے ذریعہ سے کوشش کرتی ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ شعلہ زن ہوتی ہے اور جب اس کا ایندھن بھڑک اُٹھتا ہے اور وہ واپس لوٹتی ہے تو وہ (مثل) بوڑھی (عورت) لوٹتی ہے جس کا کوئی خاوند نہیں ہوتا، سفید سر، رنگ اُڑا ہوا اور بگڑی شکل، سونگھنے میں ایسی گھناؤنی کے نہ اُسے سونگھا جائے اور نہ بوسہ دیا جائے۔

٧٠٩٦: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُولُ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ عُمَرَ إِذْ قَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ؟ قَالَ فِتْنَةُ

۷۰۹۶: عمر بن حفص بن غیاث نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ شقیق نے ہمیں بتایا کہ میں نے حضرت حذیفہؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: ہم حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جب اُنہوں نے پوچھا: فتنوں کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات تم میں سے

الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ يُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنْ الْمُنْكَرِ. قَالَ لَيْسَ عَنْ هَذَا أَسْأَلُكَ وَلَكِنِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ عُمَرُ أَيُكْسَرُ الْبَابُ أَمْ يُفْتَحُ؟ قَالَ لَا بَلْ يُكْسَرُ. قَالَ عُمَرُ إِذًا لَا يُغْلَقُ أَبَدًا قُلْتُ أَجَلْ. قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُونَ غَدٍ لَيْلَةً وَذَلِكَ أَنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ مَنِ الْبَابُ فَأَمَرْنَا مَسْرُوقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ مَنِ الْبَابُ؟ قَالَ عُمَرُ.

أطرافُه: ٥٢٥، ١٤٣٥، ١٨٩٥، ٣٥٨٦-

کسے یاد ہے؟ حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ وہ فتنہ جو آدمی کو اس کے گھر والوں اور اس کے مال اور اس کی اولاد اور اس کے پڑوسی کی وجہ سے ہوتا ہے اس فتنے کا کفارہ نماز اور صدقہ اور بھلی بات کہنا اور بری بات سے منع کرنا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اس کے متعلق میں تم سے نہیں پوچھتا بلکہ اس فتنہ کے متعلق جو سمندر کی موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مارے گا۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا: امیر المؤمنینؓ! آپؓ کو اس فتنہ سے کوئی خدشہ نہیں۔ آپؓ کے اور اس کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا: کیا وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ حضرت حذیفہؓ نے کہا: نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: تب کبھی بند نہیں کیا جائے گا؟ میں نے کہا: ہاں۔ (شقیق کہتے تھے) ہم نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا: کیا حضرت عمرؓ اس دروازے کو جانتے تھے؟ اُنہوں نے کہا: ہاں۔ جیسے کہ وہ یہ جانتے ہوں کہ کل سے پہلے رات ہوتی ہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے ان سے ایک ایسی حدیث بیان کی جو غلط نہ تھی۔ (شقیق کہتے تھے:) ہم حضرت حذیفہؓ سے یہ پوچھنے میں ہچکچائے کہ وہ دروازہ کون ہے؟ اس لئے ہم نے مسروق سے کہا اور اُنہوں نے اُن سے پوچھا: وہ دروازہ کون ہے؟ حضرت حذیفہؓ نے کہا: حضرت عمرؓ۔

٧٠٩٧: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ الْمَدِينَةِ لِحَاجَتِهِ وَخَرَجْتُ فِي إِثْرِهِ فَلَمَّا دَخَلَ الْحَائِطَ جَلَسْتُ عَلَى بَابِهِ وَقُلْتُ لَأَكُونَنَّ الْيَوْمَ بَوَّابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَأْمُرْنِي، فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضَى حَاجَتَهُ وَجَلَسَ عَلَى قُفِّ الْبِئْرِ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ لِيَدْخُلَ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَوَقَفَ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ قَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَاءَ عَنْ يَمِينِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٧٠٩٧: سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے شریک بن عبداللہ سے، شریک نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت کی، اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ضرورت کے لئے مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ کی طرف نکلے میں بھی آپؐ کے پیچھے نکلا۔ جب آپؐ باغ میں داخل ہوئے تو میں اس کے دروازے پر بیٹھ رہا اور میں نے کہا: آج تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان رہوں گا اور آپؐ نے مجھے حکم نہیں دیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گئے اور اپنی ضرورت کو پورا کیا اور کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔ آپؐ نے اپنی پنڈلیاں کھولیں اور انہیں کنوئیں میں لٹکا دیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آئے آپؐ کے پاس اندر جانے کی اجازت مانگنے لگے۔ میں نے کہا: آپ یہیں ٹھہریئے تاکہ میں آپ کے لئے اجازت لے لوں۔ چنانچہ وہ ٹھہر گئے اور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے کہا: یا نبی اللہ! حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو۔ حضرت ابوبکرؓ داخل ہوئے اور آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلیاں کھولیں اور انہیں

فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَاءَ عُمَرُ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجَاءَ عَنْ يَسَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ فَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَامْتَلَأَ الْقُفُّ فَلَمْ يَكُنْ فِيهِ مَجْلِسٌ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَهَا بَلَاءٌ يُصِيبُهُ فَدَخَلَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَهُمْ مَجْلِسًا فَتَحَوَّلَ حَتَّى جَاءَ مُقَابِلَهُمْ عَلَى شَفَةِ الْبِئْرِ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ دَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَعَلْتُ أَتَمَنَّى أَخًا لِي وَأَدْعُو اللهَ أَنْ يَأْتِيَ. قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَتَأَوَّلْتُ ذَلِكَ قُبُورَهُمْ اجْتَمَعَتْ هَا هُنَا وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ.

کنوئیں میں لٹکا دیا۔ پھر حضرت عمرؓ آئے اور میں نے کہا: یہیں ٹھہریئے یہاں تک کہ میں آپ کے لئے اجازت لے لوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دو اور وہ آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلیاں کھول کر کنوئیں میں لٹکا دیا اور وہ منڈیر بھر گئی اور وہاں بیٹھنے کی جگہ نہ رہی۔ پھر حضرت عثمانؓ آئے۔ میں نے کہا: یہیں ٹھہریئے تا کہ میں آپ کے لئے اجازت لے لوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دو۔ ایک بہت بڑی آزمائش ہے جو ان پر آئے گی۔ وہ اندر گئے تو ان کے ساتھ کوئی بیٹھنے کی جگہ نہ پائی اس لئے وہاں سے ہٹ کر وہ اُن کے سامنے کنوئیں کے کنارے پر بیٹھ گئے اور اُنہوں نے اپنی پنڈلیاں کھولیں اور انہیں کنوئیں میں لٹکا دیا اور میں اپنے ایک بھائی کے آنے کی آرزو کرنے لگا اور اللہ سے دعا کرتا کہ وہ آجائے۔ ابن مسیب کہتے تھے۔ میں نے اس واقعہ سے یہ نتیجہ نکالا کہ ان کی قبریں بھی اسی طرح ہوں گی۔ ان کی قبریں یہاں اکٹھی ہیں اور حضرت عثمانؓ الگ ہیں۔

أطرافه: ۳٦٧٤، ۳٦٩۳، ۳٦٩٥، ٦٢١٦، ۷۲٦٢۔

۷۰۹۸: حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ

۷۰۹۸: بشر بن خالد نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ

عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ قِيلَ لِأُسَامَةَ أَلَا تُكَلِّمُ هَذَا؟ قَالَ قَدْ كَلَّمْتُهُ مَا دُونَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَفْتَحُهُ وَمَا أَنَا بِالَّذِي أَقُولُ لِرَجُلٍ - بَعْدَ أَنْ يَكُونَ أَمِيرًا عَلَى رَجُلَيْنِ - أَنْتَ خَيْرٌ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُجَاءُ بِرَجُلٍ فَيُطْرَحُ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيهَا كَمَا يَطْحَنُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ فَيُطِيفُ بِهِ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُولُونَ أَيْ فُلَانُ أَلَسْتَ كُنْتَ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ فَيَقُولُ إِنِّي كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا أَفْعَلُهُ وَأَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَفْعَلُهُ.

نے سلیمان (اعمش) سے روایت کی کہ میں نے ابووائل سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ حضرت اُسامہ (بن زیدؓ) سے کہا گیا۔ کیا آپؓ ان سے گفتگو نہیں کرتے؟ تو انہوں نے کہا: میں ان سے گفتگو کر چکا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ ایسا دروازہ کھولوں کہ جس کا کھولنے والا میں ہی پہلا ہوں اور میں ایسا شخص بھی نہیں کہ میں کسی آدمی کے متعلق کہ جو دو شخصوں پر حاکم ہو چکا ہو یہ کہوں کہ تم سب سے اچھے ہو جبکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سن چکا ہوں کہ ایک آدمی کو لا کر آگ میں ڈال دیا جائے گا اور وہ اس میں اس طرح چکی چلائے گا جیسے گدھا اپنی چکی چلاتا ہے اور دوزخی اس کے ارد گرد اکٹھے ہوں گے اور پوچھیں گے۔ ارے فلاں! کیا تم بھلی بات کا حکم نہیں کیا کرتے تھے اور بری بات سے منع نہیں کیا کرتے تھے؟ تو وہ کہے گا: میں بھلائی کا حکم دیا کرتا تھا اور خود اسے نہیں کیا کرتا تھا اور برائی سے روکا کرتا تھا اور خود اسے کرتا تھا۔

طرفہ: ۳۲٦۷۔

تشریح: الْفِتْنَةُ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ: وہ فتنہ جو سمندر کی موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مارے گا۔ حضرت حذیفہؓ نے جن فتنوں کا پہلے ذکر کیا وہ انفرادی نوعیت کے ہیں جن سے ایک انسان اپنی عملی زندگی میں گذرتا ہے۔ صدقہ وخیرات، عبادت کے قیام اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے ان فتنوں سے بچا جا سکتا ہے۔ صدقات جہاں ردِّ بلا کا باعث بنتے ہیں وہاں معاشرے کے کمزور طبقات کو اوپر اٹھانے کا موجب ہوتے ہیں۔ صدقات جس طرح افراد کی اصلاحِ نفس اور بہبود کا موجب ہیں، اُسی طرح قوم میں اقتصادی نشیب وفراز کو برابر کرنے کا موجب بھی ہیں۔ معاشی بدحالی طرح طرح کی بے چینیاں پیدا کرتی ہے صدقہ وخیرات کے ذریعہ

غرباء کی فرسٹریشن کو دور کیا جائے تو معاشرہ نقضِ امن سے بچ سکتا ہے۔ مگر حضرت عمرؓ اس بڑے اور خطرناک فتنہ کی بات کر رہے تھے جس میں عرب قوم کا گرفتارِ بلا ہونا مقدر تھا اور یہ وہی فتنہ ہے جس کا ظہور حضرت عمرؓ کی شہادت کے وقت ہوا، اور پھر حضرت عثمانؓ کی خلافت کے ایام میں اور پھر اس کے بعد نہایت ہیبت ناک صورت اختیار کرتا چلا گیا۔ حضرت عمرؓ کی شہادت سے جب وہ بند دروازہ ٹوٹ گیا تو یہ فتنے دریا کی موجوں کی طرح لہر در لہر آنے لگے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ایران و شام اور مصر کی فتوحات کے بعد اسلام اور دیگر مذاہب کے میل وملاپ سے جو فتوحات روحانی اسلام کو حاصل ہوئیں، وہی اس کے انتظامِ سیاسی کے اختلال کا باعث ہو گئیں۔ کروڑوں کروڑ آدمی اسلام کے اندر داخل ہوئے اور اس کی شاندار تعلیم کو دیکھ کر ایسے فدائی ہوئے کہ اس کے لیے جانیں دینے کے لیے تیار ہو گئے۔ مگر اس قدر تعداد نومسلموں کی بڑھ گئی کہ ان کی تعلیم کا کوئی ایسا انتظام نہ ہو سکا جو طمانیت بخش ہوتا۔...

جب کوئی فتنہ پیدا ہونا ہوتا ہے تو اس کے اسباب بھی غیر معمولی طور پر جمع ہونے لگتے ہیں۔ اِدھر تو بعض حاسد طبائع میں صحابہؓ کے خلاف جوش پیدا ہونا شروع ہوا۔ اُدھر وہ اسلامی جوش جو ابتداءً ہر ایک مذہب تبدیل کرنے والے کے دل میں ہوتا ہے، ان نومسلموں کے دلوں سے کم ہونے لگا۔...اسلام کو قبول کرتے ہی انہوں نے خیال کر لیا تھا کہ وہ سب کچھ سیکھ گئے ہیں۔ جوشِ اسلام کے کم ہوتے ہی وہ تصرف جو اُن کے دلوں پر اسلام کو تھا، کم ہو گیا۔ اور وہ پھر اُن معاصی میں خوشی محسوس کرنے لگے جس میں وہ اسلام لانے سے پہلے مبتلاء تھے۔ ان کے جرائم پر اُن کو سزا ملی تو بجائے اصلاح کے سزا دینے والوں کی تخریب کرنے کے دَرپے ہوئے اور آخر اتحادِ اسلامی میں ایک بہت بڑا رخنہ پیدا کرنے کا موجب ثابت ہوئے۔"

(اسلام میں اختلافات کا آغاز، انوار العلوم جلد ۴ صفحہ ۲۵۸ تا ۲۶۳)

ان فتنوں کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بات یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں لوگ کثرت سے اسلام میں داخل ہوئے۔ ان نومسلموں میں اکثر حصہ وہی تھا جو عربی زبان سے ناواقف تھا اور اس

وجہ سے دین اسلام کا سیکھنا اس کے لیے ویسا آسان نہ تھا جیسا کہ عربوں کے لیے اور جو لوگ عربی جانتے بھی تھے، وہ ایرانیوں اور شامیوں سے میل ملاپ کی وجہ سے صدیوں سے ان گندے خیالات کا شکار رہے تھے جو اس وقت کے تمدن کا لازمی نتیجہ تھے۔ علاوہ ازیں ایرانیوں اور مسیحیوں سے جنگوں کی وجہ سے اکثر صحابہ اور ان کے شاگردوں کی تمام طاقتیں دشمن کے حملوں کے ردّ کرنے میں صرف ہو رہی تھیں۔ اس ایک طرف توجہ کا بیرونی دشمنوں کی طرف مشغول ہونا، دوسری طرف اکثر نو مسلموں کا عربی زبان سے ناواقف ہونا یا عجمی خیالات سے متاثر ہونا دو عظیم الشان سبب تھے اس امر کے کہ اس وقت کے اکثر نو مسلم دین سے کماحقہ واقف نہ ہو سکے۔ حضرت عمرؓ کے وقت میں چونکہ جنگوں کا سلسلہ بہت بڑے پیمانے پر جاری تھا اور ہر وقت دشمن کا خطرہ لگا رہتا تھا لوگوں کو دوسری باتوں کے سوچنے کا موقع ہی نہ ملتا تھا اور پھر دشمن کے بالمقابل پڑے ہوئے ہونے کے باعث طبعاً مذہبی جوش بار بار رونما ہوتا تھا جو مذہبی تعلیم کی کمزوری پر پردہ ڈالے رکھتا تھا۔ حضرت عثمانؓ کے ابتدائی عہد میں بھی یہی حال رہا۔ کچھ جنگیں بھی ہوتی رہیں اور کچھ پچھلا اثر لوگوں کے دلوں میں باقی رہا۔ جب کسی قدر امن ہوا اور پچھلے جوش کا اثر بھی کم ہوا تب اس مذہبی کمزوری نے اپنا رنگ دکھایا اور دشمنانِ اسلام نے بھی اس موقع کو غنیمت سمجھا اور شرارت پر آمادہ ہو گئے۔ غرض یہ فتنہ حضرت عثمانؓ کے کسی عمل کا نتیجہ نہ تھا بلکہ یہ حالات کسی خلیفہ کے وقت میں بھی پیدا ہو جاتے، فتنہ نمودار ہو جاتا۔ اور حضرت عثمانؓ کا صرف اس قدر قصور ہے کہ وہ ایسے زمانہ میں مسند خلافت پر متمکن ہوئے ... میں حیران ہوں کہ کس طرح بعض لوگ ان فسادات کو حضرت عثمانؓ کی کسی کمزوری کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت عمرؓ جن کو حضرت عثمانؓ کی خلافت کا خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا، انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں اس فساد کے بیج کو معلوم کر لیا تھا۔“

(اسلام میں اختلافات کا آغاز، انوار العلوم جلد ۴ صفحہ ۲۶۰، ۲۶۱)

باب:۱۸

۷۰۹۹: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْ نَفَعَنِي اللهُ بِكَلِمَةٍ أَيَّامَ الْجَمَلِ لَمَّا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ فَارِسًا مَلَّكُوا ابْنَةَ كِسْرَى قَالَ لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً.

طرفه: ٤٤٢٥۔

۷۰۹۹: عثمان بن ہیثم نے ہم سے بیان کیا کہ عوف نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حسن (بصری) سے، حسن نے حضرت ابو بکرہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: اللہ نے جنگ جمل کے دنوں میں ایک بات سے مجھے فائدہ دیا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ بنایا ہے تو آپؐ نے فرمایا: ایسی قوم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنی سیاست ایک عورت کے سپرد کی۔

۷۱۰۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْيَمَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ الْأَسَدِيُّ قَالَ لَمَّا سَارَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ إِلَى الْبَصْرَةِ بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ وَحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقَدِمَا عَلَيْنَا الْكُوفَةَ فَصَعِدَا الْمِنْبَرَ فَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَوْقَ الْمِنْبَرِ فِي أَعْلَاهُ وَقَامَ عَمَّارٌ أَسْفَلَ مِنَ الْحَسَنِ فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ فَسَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُولُ إِنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَارَتْ إِلَى الْبَصْرَةِ وَاللهِ إِنَّهَا لَزَوْجَةُ

۷۱۰۰: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ بن آدم نے ہمیں بتایا۔ ابو بکر بن عیاش نے ہم سے بیان کیا۔ ابوحصین نے ہمیں بتایا۔ ابو مریم عبداللہ بن زیاد اسدی نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا: جب حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ بصرہ کی طرف گئے تو حضرت علیؓ نے حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت حسن بن علیؓ کو بھیجا اور وہ دونوں کوفہ میں ہمارے پاس آئے اور وہ دونوں منبر پر چڑھے۔ حضرت حسن بن علیؓ منبر کے اوپر اس کی چوٹی پر تھے اور حضرت عمارؓ حضرت حسنؓ سے نیچے کھڑے ہو گئے۔ ہم اُن کے پاس جمع ہو گئے۔ میں نے حضرت عمارؓ کو یہ کہتے سنا کہ حضرت عائشہؓ بصرہ

نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَكِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ابْتَلَاكُمْ لِيَعْلَمَ إِيَّاهُ تُطِيعُونَ أَمْ هِيَ.

طرفه: ۳۷۷۲، ۷۱۰۱۔

کو روانہ ہوگئی ہیں اور اللہ کی قسم یہ صحیح ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں مگر بات یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تم کو آزمایا ہے تا کہ وہ جانے کیا تم اُس (اللہ) کی فرمانبرداری کرو گے یا اُن (حضرت عائشہؓ) کی۔

۷۱۰۱: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَامَ عَمَّارٌ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ فَذَكَرَ عَائِشَةَ وَذَكَرَ مَسِيرَهَا وَقَالَ إِنَّهَا زَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَكِنَّهَا مِمَّا ابْتُلِيتُمْ.

أطرافه: ۳۷۷۲، ۷۱۰۰۔

۷۱۰۱: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی غَنِیَّہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حکم سے، حکم نے ابووائل سے روایت کی کہ حضرت عمارؓ کوفہ کے منبر پر کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے حضرت عائشہؓ کا ذکر کیا اور انکے چلے جانے کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ دنیا اور آخرت میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں مگر درحقیقت وہ بھی ان آزمائشوں میں سے ایک آزمائش ہیں جو تمہاری کی گئیں۔

۷۱۰۲، ۷۱۰۳، ۷۱۰۴: حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ دَخَلَ أَبُو مُوسَى وَأَبُو مَسْعُودٍ عَلَى عَمَّارٍ حَيْثُ بَعَثَهُ عَلِيٌّ إِلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ يَسْتَنْفِرُهُمْ فَقَالَا مَا رَأَيْنَاكَ أَتَيْتَ أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدَنَا مِنْ إِسْرَاعِكَ فِي هَذَا الْأَمْرِ مُنْذُ أَسْلَمْتَ فَقَالَ

۷۱۰۲، ۷۱۰۳، ۷۱۰۴: بدل بن محبر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ عمرو (بن مرہ) نے مجھے خبر دی۔ میں نے ابووائل سے سنا وہ کہتے تھے۔ حضرت ابوموسیٰؓ اور حضرت ابومسعودؓ حضرت عمارؓ کے پاس اس وقت گئے جب حضرت علیؓ نے ان کو کوفہ والوں کی طرف بھیجا تھا کہ اُن کو جنگ کے لئے اکٹھا کریں تو اُن دونوں نے کہا: جب سے کہ تم مسلمان ہوئے، ہم نے تمہیں کبھی نہیں دیکھا کہ تم نے اس جلد بازی سے بڑھ کر ہمارے نزدیک

عَمَّارٌ مَا رَأَيْتُ مِنْكُمَا مُنْذُ أَسْلَمْتُمَا أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمَا عَنْ هَذَا الْأَمْرِ وَكَسَاهُمَا حُلَّةً ثُمَّ رَاحُوا إِلَى الْمَسْجِدِ.

طرفه: ۷۱۰۶۔

کوئی ناپسندیدہ بات کی ہو جو تم اس معاملے میں کر رہے ہو تو حضرت عمارؓ نے کہا: جب سے تم دونوں مسلمان ہوئے ہو میں نے تم سے کبھی کوئی بات نہیں دیکھی جو تمہاری اس دیر سے بڑھ کر میرے نزدیک ناپسندیدہ ہو جو تم اس معاملہ میں کر رہے ہو اور اُنہوں نے ان دونوں کو ایک ایک نیا جوڑا پہنایا پھر وہ مسجد کو چل دیئے۔

٧١٠٥، ٧١٠٦، ٧١٠٧: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي مَسْعُودٍ وَأَبِي مُوسَى وَعَمَّارٍ فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ مَا مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ فِيهِ غَيْرَكَ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنَ اسْتِسْرَاعِكَ فِي هَذَا الْأَمْرِ قَالَ عَمَّارٌ يَا أَبَا مَسْعُودٍ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ وَلَا مِنْ صَاحِبِكَ هَذَا شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتُمَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمَا فِي هَذَا الْأَمْرِ. فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ - وَكَانَ مُوسِرًا - يَا غُلَامُ

۷۱۰۵، ۷۱۰۶، ۷۱۰۷: عبدان نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے ابوحمزہ سے، ابوحمزہ نے اعمش سے، اعمش نے شقیق بن سلمہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں حضرت ابومسعودؓ اور حضرت ابوموسیٰؓ اور حضرت عمارؓ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا حضرت ابومسعودؓ نے کہا: تمہارے ساتھیوں میں سے جتنے بھی ہیں اگر میں چاہوں تمہارے سوا اِن میں سے ہر ایک کا عیب بیان کروں اور جب سے تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے لگے میں نے تم سے کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جو تمہاری اس جلدبازی سے بڑھ کر میرے نزدیک معیوب ہو جو تم اس معاملہ میں کر رہے ہو۔ حضرت عمارؓ نے کہا: ابومسعودؓ میں نے نہ تم سے اور نہ تمہارے اس ساتھی سے جب سے کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے لگے کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جو تمہاری اس ڈھیل سے میرے نزدیک بڑھ کر معیوب ہو جو تم اس

هَاتِ حُلَّتَيْنِ فَأَعْطَى إِحْدَاهُمَا أَبَا مُوسَى وَالْأُخْرَى عَمَّارًا وَقَالَ رُوحَا فِيهِ إِلَى الْجُمُعَةِ.

معاملہ میں کر رہے ہو۔ حضرت ابومسعودؓ نے کہا، اور وہ مالدار تھے۔ اے لڑکے! دو نئے جوڑے لاؤ اور اُنہوں نے اُن میں سے ایک حضرت ابوموسیٰؓ کو دیا اور دوسرا حضرت عمارؓ کو اور کہا یہ پہن کر تم جمعہ کے لئے چلو۔

طرفہ: ۷۱۰۳۔

تشریح: یہ باب بلاعنوان ہے اس کا مطلب ہے یہ گذشتہ باب کے ذیل میں اسی مضمون کا تسلسل ہے۔ زیرِباب روایت ۷۰۹۹ میں حضرت ابوبکرہؓ کے یہ الفاظ نَفَعَنِي اللهُ بِكَلِمَةٍ أَيَّامَ الْجَمَلِ: اللہ نے جنگِ جمل کے دنوں میں ایک بات سے مجھے فائدہ دیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت ابوبکرہؓ، حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے میں حضرت عائشہؓ سے متفق تھے مگر وہ جنگ میں شریک نہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو بنیاد بنا کر جو آپ نے ایرانیوں کے حوالہ سے فرمائی تھی کہ وہ قوم فلاح نہیں پاسکتی جو عورت کو اپنا سربراہ بنا لے۔ حضرت ابوبکرہؓ نے حضرت عائشہؓ کے ساتھ جنگ میں شرکت مناسب نہ سمجھی اور کنارہ کش رہے۔ روایت ۷۱۰۰ میں حضرت عمار بن یاسرؓ کی جو بات بیان کی گئی ہے اس کا مطلب یہ تھا کہ حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا و آخرت میں زوجہ ہونے کے ناطے عظیم المرتبت ہیں مگر اس عظیم منصب کے باوجود وہ مسلمانوں کی خلیفہ نہیں ہیں جو واجب الاطاعت ہوں۔ جبکہ حضرت علیؓ خلیفہ راشد ہیں اس لیے ان کی اطاعت واجب ہے۔ حضرت عمارؓ کی گفتگو سے یہ بھی ظاہر ہے کہ باوجود حضرت عائشہؓ سے نظریاتی اختلاف ہونے کے انہوں نے حضرت عائشہؓ کے ادب میں کوئی کمی نہیں کی اور مسلمانوں کو بتایا کہ یہ ایک آزمائش ہے مگر ہمیں خلیفۂ وقت کا ہی ساتھ دینا چاہیئے۔ کوفہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ حضرت عثمانؓ کے زمانہ سے حاکم تھے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت ابومسعودؓ حضرت علیؓ کے حامی تھے مگر دونوں کا مؤقف تھا کہ جنگ میں حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ میں سے کسی کا بھی ساتھ نہ دیا جائے جبکہ حضرت عمارؓ حضرت علیؓ کے حق میں انہیں قائل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ شارح بخاری ابنِ بطال نے لکھا ہے کہ یہ اجتماع (ان صحابہ کی باہمی ملاقات) حضرت ابومسعود انصاریؓ کے گھر میں ہوئی وہ صاحبِ حیثیت اور مال دار آدمی تھے اس لیے انہوں نے حضرت عمارؓ اور حضرت ابوموسیٰؓ کو ایک ایک جوڑا کپڑوں کا دیا۔ اور پھر تینوں مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لیے گئے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴، صفحہ ۲۰۶) اس سے معلوم ہوتا ہے صحابہ ان نظریاتی اختلافات کے باوجود آپس میں محبت کرنے والے اور اس آیتِ کریمہ کے پیکر تھے: وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝ (الحجر: ۴۸) اور ان کے سینوں میں جو کینہ (وغیرہ) بھی ہوگا اسے ہم نکال دیں گے وہ بھائی بھائی بن کر (جنت میں رہیں گے اور) تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے (بیٹھے) ہوں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں:

”انہی لوگوں کی ایک جماعت نے جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھی حضرت عائشہؓ کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ آپ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے جہاد کا اعلان کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کا اعلان کیا اور صحابہؓ کو اپنی مدد کے لیے بلایا۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے اور اس کے نتیجہ میں حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے لشکر میں جنگ ہوئی۔ جسے جنگ جمل کہا جاتا ہے۔ اس جنگ کے شروع میں ہی حضرت زبیرؓ، حضرت علیؓ کی زبان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی سن کر علیحدہ ہو گئے اور انہوں نے قسم کھائی کہ وہ حضرت علیؓ سے جنگ نہیں کریں گے اور اس بات کا اقرار کیا کہ اپنے اجتہاد میں انہوں نے غلطی کی ہے۔ دوسری طرف حضرت طلحہؓ نے بھی اپنی وفات سے پہلے حضرت علیؓ کی بیعت کا اقرار کر لیا۔ کیونکہ روایات میں آتا ہے کہ وہ زخموں کی شدت سے تڑپ رہے تھے کہ ایک شخص ان کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے پوچھا تم کس گروہ میں سے ہو؟ اس نے کہا حضرت علیؓ کے گروہ میں سے۔ اس پر انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے کر کہا کہ تیرا ہاتھ علیؓ کا ہاتھ ہے اور میں تیرے ہاتھ پر حضرت علیؓ کی دوبارہ بیعت کرتا ہوں۔ غرض باقی صحابہؓ کے اختلاف کا تو جنگ جمل کے وقت ہی فیصلہ ہو گیا مگر حضرت معاویہؓ کا اختلاف باقی رہا یہاں تک کہ جنگ صِفّین ہوئی۔“

(خلافتِ راشدہ، انوار العلوم جلد ١٥ صفحہ ٤٨٥، ٤٨٦)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مزید فرماتے ہیں کہ

”قاتلوں کے گروہ مختلف جہات میں پھیل گئے تھے اور اپنے آپ کو الزام سے بچانے کے لیے دوسروں پر الزام لگاتے تھے۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ نے مسلمانوں سے بیعت لے لی ہے تو ان کو آپ پر الزام لگانے کا عمدہ موقع مل گیا اور یہ بات درست بھی تھی کہ آپ کے ارد گرد حضرت عثمانؓ کے قاتلوں میں سے کچھ لوگ جمع بھی ہو گئے تھے اس لیے ان کو الزام لگانے کا عمدہ موقع حاصل تھا۔ چنانچہ ان میں سے جو جماعت مکہ کی طرف گئی تھی اس نے حضرت

عائشہؓ کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے جہاد کا اعلان کریں۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کا اعلان کیا اور صحابہؓ کو اپنی مدد کے لیے طلب کیا۔ حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت اس شرط پر کر لی تھی کہ وہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے جلد سے جلد بدلہ لیں گے۔ انہوں نے جلدی کے جو معنی سمجھے تھے وہ حضرت علیؓ کے نزدیک خلاف مصلحت تھی۔ ان کا خیال تھا کہ پہلے تمام صوبوں کا انتظام ہو جائے پھر قاتلوں کو سزا دینے کی طرف توجہ کی جائے کیونکہ اول مقدم اسلام کی حفاظت ہے۔ قاتلوں کے معاملہ میں دیر ہونے سے کوئی ہرج نہیں۔ اسی طرح قاتلوں کی تعیین میں بھی اختلاف تھا۔ جو لوگ نہایت افسردہ شکلیں بنا کر سب سے پہلے حضرت علیؓ کے پاس پہنچ گئے تھے اور اسلام میں تفرقہ ہو جانے کا اندیشہ ظاہر کرتے تھے ان کی نسبت حضرت علیؓ کو بالطبع شبہ نہ ہوتا تھا کہ یہ لوگ فساد کے بانی ہیں، دوسرے لوگ ان پر شبہ کرتے تھے اس اختلاف کی وجہ سے طلحہؓ اور زبیرؓ نے یہ سمجھا کہ حضرت علیؓ اپنے عہد سے پھرتے ہیں۔ چونکہ انہوں نے ایک شرط پر بیعت کی تھی اور وہ شرط ان کے خیال میں حضرت علیؓ نے پوری نہ کی تھی اس لیے وہ شرعاً اپنے آپ کو بیعت سے آزاد خیال کرتے تھے۔ جب حضرت عائشہؓ کا اعلان ان کو پہنچا تو وہ بھی ان کے ساتھ جا ملے اور سب مل کر بصرہ کی طرف چلے گئے۔ بصرہ میں گورنر نے لوگوں کو آپ کے ساتھ ملنے سے باز رکھا لیکن جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ طلحہؓ اور زبیرؓ نے صرف اکراہ سے اور ایک شرط سے مقید کر کے حضرت علیؓ کی بیعت کی ہے تو اکثر لوگ آپ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ جب حضرت علیؓ کو اس لشکر کا علم ہوا تو آپ نے بھی ایک لشکر تیار کیا اور بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بصرہ پہنچ کر آپ نے ایک آدمی کو حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کی طرف بھیجا۔ وہ آدمی پہلے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ آپ کا ارادہ کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا اِرادہ صرف اصلاح ہے۔ اس کے بعد اس شخص نے طلحہؓ اور زبیرؓ کو بھی بلوایا اور ان سے پوچھا کہ آپ بھی اسی لیے جنگ پر آمادہ ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اس شخص نے جواب دیا کہ اگر آپ کا منشاء اصلاح ہے تو

اس کا یہ طریق نہیں جو آپ نے اختیار کیا ہے اس کا نتیجہ تو فساد ہے۔ اس وقت ملک کی ایسی حالت ہے کہ اگر ایک شخص کو آپ قتل کریں گے تو ہزار اس کی تائید میں کھڑے ہو جائیں گے اور ان کا مقابلہ کریں گے تو اَور بھی زیادہ لوگ ان کی مدد کے لیے کھڑے ہو جائیں گے۔ پس اصلاح یہ ہے کہ پہلے ملک کو اتحاد کی رسی میں باندھا جائے پھر شریروں کو سزا دی جائے ورنہ اس بدامنی میں کسی کو سزا دینا ملک میں اَور فتنہ ڈلوانا ہے۔ حکومت پہلے قائم ہو جائے تو وہ سزا دے گی۔ یہ بات سن کر انہوں نے کہا کہ اگر حضرت علیؓ کا یہی عندیہ ہے تو وہ آجائیں، ہم ان کے ساتھ ملنے کو تیار ہیں۔ اس پر اس شخص نے حضرت علیؓ کو اطلاع دی اور طرفین کے قائمقام ایک دوسرے کو ملے اور فیصلہ ہو گیا کہ جنگ کرنا درست نہیں، صلح ہونی چاہئے۔ جب یہ خبر سبائیوں کو (یعنی جو عبداللہ بن سبا کی جماعت کے لوگ اور قاتلین حضرت عثمانؓ تھے) پہنچی تو ان کو سخت گھبراہٹ ہوئی اور خفیہ خفیہ ان کی ایک جماعت مشورہ کے لیے اکٹھی ہوئی۔ انہوں نے مشورہ کے بعد فیصلہ کیا کہ مسلمانوں میں صلح ہو جانی ہمارے لیے سخت مضر ہو گی کیونکہ اسی وقت تک ہم حضرت عثمانؓ کے قتل کی سزا سے بچ سکتے ہیں جب تک کہ مسلمان آپس میں لڑتے رہیں گے۔ اگر صلح ہو گئی اور امن ہو گیا تو ہمارا ٹھکانہ کہیں نہیں۔ اس لیے جس طرح سے ہو صلح نہ ہونے دو۔ اتنے میں حضرت علیؓ بھی پہنچ گئے اور آپؓ کے پہنچنے کے دوسرے دن آپ کی اور حضرت زبیرؓ کی ملاقات ہوئی۔ وقت ملاقات حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آپ نے میرے لڑنے کے لیے تو لشکر تیار کیا ہے مگر کیا خدا کے حضور میں پیش کرنے کے لیے کوئی عذر بھی تیار کیا ہے؟ آپ لوگ کیوں اپنے ہاتھوں سے اس اسلام کے تباہ کرنے کے درپے ہوئے ہیں جس کی خدمت سخت جانکاہیوں سے کی تھی۔ کیا میں آپ لوگوں کا بھائی نہیں؟ پھر کیا وجہ ہے کہ پہلے تو ایک دوسرے کا خون حرام سمجھا جاتا تھا لیکن اب حلال ہو گیا۔ اگر کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہوتی تو بھی بات تھی۔ جب کوئی نئی بات پیدا نہیں ہوئی تو پھر یہ مقابلہ کیوں ہے؟ اس پر حضرت طلحہؓ نے کہا، وہ بھی حضرت زبیرؓ کے ساتھ تھے کہا کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے قتل پر لوگوں کو اکسایا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں

حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک ہونے والوں پر لعنت کرتا ہوں۔ پھر حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا کہ کیا تم کو یاد نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ خدا کی قسم! تُو علیؓ سے جنگ کرے گا اور تُو ظالم ہو گا۔ یہ سن کر حضرت زبیرؓ اپنے لشکر کی طرف واپس لوٹے اور قسم کھائی کہ وہ حضرت علیؓ سے ہرگز جنگ نہیں کریں گے اور اقرار کیا کہ انہوں نے اجتہاد میں غلطی کی۔ جب یہ خبر لشکر میں پھیلی تو سب کو اطمینان ہو گیا کہ اب جنگ نہ ہو گی بلکہ صلح ہو جائے گی لیکن مفسدوں کو سخت گھبراہٹ ہونے لگی۔ اور جب رات ہوئی تو انہوں نے صلح کو روکنے کے لیے یہ تدبیر کی کہ ان میں سے جو حضرت علیؓ کے ساتھ تھے انہوں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے لشکر پر رات کے وقت شب خون مار دیا اور جو ان کے لشکر میں تھے انہوں نے حضرت علیؓ کے لشکر پر شب خون مار دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک شور پڑ گیا اور ہر فریق نے خیال کیا کہ دوسرے فریق نے اس سے دھوکا کیا حالانکہ اصل میں یہ صرف سبائیوں کا ایک منصوبہ تھا۔ جب جنگ شروع ہو گئی تو حضرت علیؓ نے آواز دی کہ کوئی شخص حضرت عائشہؓ کو اطلاع دے۔ شاید ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اس فتنہ کو دور کر دے۔ چنانچہ حضرت عائشہ کا اونٹ آگے کیا گیا لیکن نتیجہ اور بھی خطرناک نکلا۔ مفسدوں نے یہ دیکھ کر کہ ہماری تدبیر پھر الٹی پڑنے لگی۔ حضرت عائشہؓ کے اونٹ پر تیر مارنے شروع کیے۔ حضرت عائشہؓ نے زور زور سے پکارنا شروع کیا کہ اے لوگو! جنگ کو ترک کرو اور خدا اور یوم حساب کو یاد کرو لیکن مفسد باز نہ آئے اور برابر آپ کے اونٹ پر تیر مارتے چلے گئے۔ چونکہ اہل بصرہ اس لشکر کے ساتھ تھے جو حضرت عائشہؓ کے اردگرد جمع ہوا تھا ان کو یہ بات دیکھ کر سخت طیش آیا اور اُمّ المومنین کی یہ گستاخی دیکھ کر ان کے غصہ کی کوئی حد نہ رہی اور تلواریں کھینچ کر لشکر مخالف پر حملہ آور ہو گئے اور اب یہ حال ہو گیا کہ حضرت عائشہؓ کا اونٹ جنگ کا مرکز بن گیا۔ صحابہ اور بڑے بڑے بہادر اس کے اردگرد جمع ہو گئے اور ایک کے بعد ایک قتل ہونا شروع ہوا لیکن اونٹ کی باگ انہوں نے نہ چھوڑی۔ حضرت زبیرؓ تو جنگ میں شامل ہی نہ ہوئے اور ایک طرف نکل گئے مگر ایک شقی

نے ان کے پیچھے سے جا کر اس حالت میں کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے ان کو شہید کر دیا۔ حضرت طلحہؓ عین میدان جنگ میں ان مفسدوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ جب جنگ تیز ہو گئی تو یہ دیکھ کر کہ اس وقت تک جنگ ختم نہ ہو گی جب تک حضرت عائشہؓ کو درمیان سے ہٹایا نہ جائے۔ بعض لوگوں نے آپ کے اونٹ کے پاؤں کاٹ دیئے اور ہودج اتار کر زمین پر رکھ دیا تب کہیں جا کر جنگ ختم ہوئی۔ اس واقعہ کو دیکھ کر حضرت علیؓ کا چہرہ مارے رنج کے سرخ ہو گیا لیکن یہ جو کچھ ہوا اس سے چارہ بھی نہ تھا۔ جنگ کے ختم ہونے پر جب مقتولین میں حضرت طلحہؓ کی نعش ملی تو حضرت علیؓ نے سخت افسوس کیا۔ ان تمام واقعات سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس لڑائی میں صحابہؓ کا ہرگز کوئی دخل نہ تھا بلکہ یہ شرارت بھی قاتلان عثمانؓ کی ہی تھی اور یہ کہ طلحہؓ اور زبیرؓ حضرت علیؓ کی بیعت ہی میں فوت ہوئے کیونکہ انہوں نے اپنے ارادہ سے رجوع کر لیا تھا اور حضرت علیؓ کا ساتھ دینے کا اقرار کر لیا تھا لیکن بعض شریروں کے ہاتھوں سے مارے گئے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے ان کے قاتلوں پر لعنت بھی کی۔"

(انوار خلافت، انوار العلوم جلد۳ صفحہ ۱۹۸ تا ۲۰۱)

بَاب ۱۹: إِذَا أَنْزَلَ اللهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا

جب اللہ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے

۷۱۰۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْزَلَ اللهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ

۷۱۰۸: عبد اللہ بن عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ یونس نے ہمیں خبر دی۔ یونس نے زہری سے روایت کی کہ حمزہ بن عبد اللہ بن عمر نے مجھے بتایا کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو وہ عذاب اُن لوگوں

ثُمَّ بُعِثُوا عَلَى أَعْمَالِهِمْ.

کو پہنچتا ہے جو بھی ان میں ہوتے ہیں پھر وہ اپنے اپنے اعمال کے مطابق اٹھائے جاتے ہیں۔

تشریح: إِذَا أَنْزَلَ اللهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا: جب اللہ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے۔ امام بخاری ابواب کی ترتیب سے مضامین کی گتھیاں سلجھاتے ہیں۔ فتنوں کے متعلق ابواب اور ان کے ذیل میں آنے والی روایات سے جن میں صحابہ کی باہمی جنگوں کا ذکر ہے۔ صحابہؓ کے متعلق انسانی ذہن شبہات میں مبتلا ہوتا ہے کہ صحابہ کی ان باہمی جنگوں میں ایک دوسرے کو قتل کرنے والے القاتل والمقتول فی النار کے مصداق کیا دونوں طرف کے قاتل اور مقتول اپنے انجام کے لحاظ سے جہنمی ہیں۔ (نعوذ باللہ) امام بخاری نے اس باب سے اس شبہ کا ازالہ کیا ہے اور صحابہؓ کے اوپر سے اس الزام کو نہایت حکمت سے دور کیا ہے اور بتایا ہے کہ صحابہؓ تو خلافت کے قیام اور خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے بدلہ لینے کی نیت سے یہ جنگیں لڑ رہے تھے۔ چونکہ نیت نیک تھی اور قیامِ خلافت اور استحکامِ خلافت کا عظیم مقصد ان کے پیشِ نظر تھا اس لیے ان کی اس جہاد میں ہلاکت انہیں جہنمی نہیں بلکہ شہید کا درجہ دیتی ہے۔ مگر وہ مفسد اور شر پسند عناصر جو خلافت کو ختم کرنے اور خلفاء کو شہید کر کے ان کے مقدس خون سے ہولی کھیلنے والے تھے وہ اپنے بد انجام کو پہنچیں گے اور جہنم کی سزا کو پائیں گے۔ زیرِ باب روایت میں اسی عذابا کا ذکر ہے جس کا شکار فتنہ پرداز ان جنگوں میں بھی ہوئے اور آخرت میں بھی ہوں گے اور صحابہ کا انجام ان کے حسنِ نیت، اخلاص، ایمان اور قیامِ خلافت و استحکامِ خلافت کے لیے جہاد میں شریک ہو کر شہداء کے منعم علیہ گروہ جیسا ہو گا۔

بَاب ٢٠ : قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ إِنَّ ابْنِي هَذَا لَسَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت حسن بن علیؓ کے متعلق فرمانا: میرا یہ بیٹا تو سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرائے

٧١٠٩: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ أَبُو مُوسَى وَلَقِيتُهُ بِالْكُوفَةِ جَاءَ إِلَى ابْنِ شُبْرُمَةَ فَقَالَ أَدْخِلْنِي عَلَى عِيسَى فَأَعِظَهُ فَكَأَنَّ ابْنَ شُبْرُمَةَ

۷۱۰۹: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ اسرائیل ابو موسیٰ نے ہم سے بیان کیا اور میں ان سے کوفہ میں ملا تھا وہ ابن شبرمہ کے پاس آئے اور اُن سے کہنے لگے: مجھے عیسیٰ (بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ

خَافَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَفْعَلْ. قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ لَمَّا سَارَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالْكَتَائِبِ قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِمُعَاوِيَةَ أَرَى كَتِيبَةً لَا تُوَلِّي حَتَّى تُدْبِرَ أُخْرَاهَا قَالَ مُعَاوِيَةُ مَنْ لِذَرَارِيِّ الْمُسْلِمِينَ؟ فَقَالَ أَنَا فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ نَلْقَاهُ فَنَقُولُ لَهُ الصُّلْحَ قَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ جَاءَ الْحَسَنُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

أطرافه: ۲۷۰٤، ۳٦۲۹، ۳۷٤٦-

بن عباس) کے پاس لے چلیں تا کہ میں اُن کو نصیحت کروں۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ابن شبرمہ ابن موسیٰ کے متعلق ڈرے اور ان کو نہیں لے گئے۔ ابو موسیٰ نے کہا۔ حسن (بصری) نے ہم سے بیان کیا کہا: جب حضرت حسن بن علیؓ فوجیں لے کر معاویہؓ کی طرف چلے تو حضرت عمرو بن عاصؓ نے معاویہؓ سے کہا: میں تو ایسی فوج دیکھتا ہوں کہ جو اس وقت تک پیٹھ پھیرنے کی نہیں جب تک کہ اس کے مقابل کی دوسری فوج پیٹھ نہ پھیر دے۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: ان مسلمانوں کی اولاد کا کون رہے گا؟ تو حضرت عمروؓ نے کہا: میں۔ اس وقت حضرت عبد اللہ بن عامرؓ اور حضرت عبد الرحمٰن بن سمرۃؓ نے کہا ہم حضرت حسنؓ سے ملتے ہیں اور اُن کو صلح کے لئے کہتے ہیں۔ حسن (بصری) نے کہا: میں نے حضرت ابوبکرۃؓ سے سنا کہتے تھے: اسی اثنا میں کہ نبی ﷺ تقریر کر رہے تھے کہ حسنؓ آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرائے۔

۷۱۱۰: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ حَرْمَلَةَ مَوْلَى أُسَامَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ عَمْرٌو وَقَدْ

۷۱۱۰: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا عمرو (بن دینار) نے کہا: محمد بن علی نے مجھے بتایا کہ حرملہ جو حضرت اُسامہؓ کے غلام تھے، نے اُنہیں خبر دی۔

رَأَيْتُ حَرْمَلَةَ قَالَ أَرْسَلَنِي أُسَامَةُ إِلَى عَلِيٍّ وَقَالَ إِنَّهُ سَيَسْأَلُكَ الْآنَ فَيَقُولُ مَا خَلَّفَ صَاحِبَكَ؟ فَقُلْ لَهُ يَقُولُ لَكَ لَوْ كُنْتَ فِي شِدْقِ الْأَسَدِ لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ فِيهِ وَلَكِنَّ هَذَا أَمْرٌ لَمْ أَرَهُ فَلَمْ يُعْطِنِي شَيْئًا فَذَهَبْتُ إِلَى حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ فَأَوْقَرُوا لِي رَاحِلَتِي.

عمرو (بن دینار) کہتے تھے اور میں نے حرملہ کو دیکھا ہوا ہے وہ کہتے تھے: حضرت اُسامہؓ نے مجھے حضرت علیؓ کے پاس بھیجا اور کہا: حضرت علیؓ تم سے اب کچھ پوچھیں گے کہیں گے تمہارا ساتھی پیچھے کیوں رہ گیا ہے؟ تو تم اُن سے کہنا کہ اُسامہؓ آپ سے یہ کہتا ہے کہ اگر آپ شیر کے جبڑے میں بھی ہوں تو میں ضرور ہی پسند کروں کہ میں بھی آپ ساتھ اُس میں رہوں لیکن یہ معاملہ ہی ایسا ہے کہ جو میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ (حرملہ کہتے تھے:) حضرت علیؓ نے مجھے کچھ نہیں دیا تو میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور ابن جعفر کے پاس گیا انہوں نے میری اونٹنی میرے لئے لاد دی۔

تشریح: إِنَّ ابْنِي هَذَا لَسَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت حسن بن علیؓ کے متعلق فرمانا: میرا یہ بیٹا تو سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرائے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

> ''حضرت امام حسنؓ کی ولادت رمضان ۳ھ میں اور حضرت امام حسینؓ کی ولادت شعبان ۴ھ میں ہوئی۔ اوّل الذکر (حضرت امام حسنؓ) ۵۰ھ میں زہر سے شہید کیے گئے جبکہ وہ مدینہ منورہ میں تھے اور ثانی الذکر (حضرت امام حسینؓ) عبید اللہ بن زیاد کے حکم سے شہید کئے گئے۔''

(صحیح البخاری ترجمہ و تشریح، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب ۲۲ جلد ۷ صفحہ ۲۴۰)

نیز فرمایا:

> ''حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے دو مسلمان جماعتوں کے درمیان صلح کی پیشگوئی کا واقعہ تاریخ اسلامی میں مشہور ہے۔ عنوانِ باب میں اِس کا حوالہ دے

کر اِس کے ذیل میں جنگ سے متعلقہ روایت نقل کی ہے...آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ میں تو ایسا واقعہ رُونما نہیں ہوا جس میں دو گروہ مسلمانوں کے آپس میں برسرِ پیکار ہوئے ہوں۔ مگر آپ کی پیشگوئی کے مطابق آپ کے نواسے کو توفیق ملی۔"

(صحیح البخاری، ترجمہ و شرح، کتاب الصلح، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، جلد ۵، صفحہ ۲۲)

مسلمانوں میں پھوٹنے والے ان فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

"یہ وہ خانہ جنگی کی آگ ہے جس کی ابتداء حضرت عثمانؓ کے آخری زمانہ میں ہوئی اور ۴۱ھ میں حضرت امام حسنؓ کے ہاتھوں ایک صلح کے ذریعہ سے مدہم ہوئی اور اس وجہ سے یہ سال عام الصلح کے نام سے مشہور ہوا۔"

(صحیح البخاری، ترجمہ و شرح، کتاب الجزیۃ والموادعۃ، باب ما یحذر من الغدر، جلد ۵، صفحہ ۵۳۶)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے بیان فرماتے ہیں:

"حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے... ہاں رمضان ۳ ہجری میں یعنی نکاح کے قریباً دس ماہ بعد ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنؓ رکھا۔ یہ وہی حسنؓ ہیں جو بعد میں مسلمانوں میں امام حسن علیہ الرحمتہ کے نام سے ملقب ہوئے۔ حسنؓ اپنی شکل وصورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ملتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح اپنی اولاد حضرت فاطمہ سے بہت محبت تھی اسی طرح حضرت فاطمہ کی اولاد سے بھی آپؐ کو خاص محبت تھی۔ کئی دفعہ فرماتے تھے خدایا مجھے ان بچوں سے محبت ہے تو بھی ان سے محبت کر اور ان سے محبت کرنے والوں سے محبت کر۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا تھا کہ آپؐ نماز میں ہوتے تو حسنؓ آپؐ سے لپٹ جاتے۔ رکوع میں ہوتے تو آپؐ کی ٹانگوں میں سے راستہ بنا کر نکل جاتے۔ بعض اوقات جب صحابہ انہیں روکتے تو آپؐ صحابہ کو منع فرمادیتے کہ روکو نہیں۔ دراصل چونکہ ان کا لپٹنا آپؐ کی توجہ کو منتشر نہیں کرتا تھا۔ اس لئے آپ ان کی معصوم محبت کے طفلانہ مظاہرہ میں مزاحم نہیں ہونا چاہتے تھے۔ امام حسنؓ کے متعلق ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا کہ میرا یہ بچہ سید یعنی سردار ہے اور ایک وقت آئے گا کہ خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ چنانچہ اپنے وقت پر یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔"

(سیرت خاتم النبیین، صفحہ ۵۴۲)

بَاب ۲۱: إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلَافِهِ

اگر کوئی شخص کسی قوم کے پاس کچھ کہے پھر باہر نکل کر اس کے خلاف کچھ اور کہے

۷۱۱۱: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَمَّا خَلَعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ حَشَمَهُ وَوَلَدَهُ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هَذَا الرَّجُلَ عَلَى بَيْعِ اللهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي لَا أَعْلَمُ غَدْرًا أَعْظَمَ مِنْ أَنْ يُبَايَعَ رَجُلٌ عَلَى بَيْعِ اللهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُنْصَبُ لَهُ الْقِتَالُ وَإِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنْكُمْ خَلَعَهُ وَلَا بَايَعَ فِي هَذَا الْأَمْرِ إِلَّا كَانَتِ الْفَيْصَلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ.

۷۱۱۱: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ایوب سے، ایوب نے نافع سے روایت کی۔ نافع نے کہا کہ جب مدینہ والوں نے یزید بن معاویہ (کی خلافت) سے دستکش ہونے کا فیصلہ کر لیا تو حضرت ابن عمرؓ نے اپنے خادم اور اپنے بیٹے جمع کئے اور کہنے لگے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ قیامت کے دن ہر دغا باز کے لئے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور دیکھو ہم نے اس شخص کی بیعت اللہ اور اُس کے رسول کی بیعت کے موافق کی تھی اور میں اس سے بڑھ کر اور کوئی دغا بازی نہیں جانتا کہ اللہ اور اس کے رسول کی بیعت کے مطابق کسی شخص کی بیعت کی جائے پھر اس سے لڑائی چھیڑ دی جائے اور تم میں سے جس کے متعلق بھی مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ خلافت سے الگ ہوا یا اس معاملہ میں کسی دوسرے کی بیعت کی تو میرے اور اس کے درمیان جدائی ہو گی۔

أطرافُه: ۳۱۸۸، ٦۱۷۷، ٦۱۷۸، ٦۹٦٦-

۷۱۱۲: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ لَمَّا كَانَ ابْنُ زِيَادٍ

۷۱۱۲: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ ابو شہاب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عوف سے، عوف نے ابو منہال سے روایت کی۔ اُنہوں نے

وَمَرْوَانُ بِالشَّأْمِ وَثَبَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ وَوَثَبَ الْقُرَّاءُ بِالْبَصْرَةِ فَانْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي إِلَى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَيْهِ فِي دَارِهِ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ عُلِّيَّةٍ لَهُ مِنْ قَصَبٍ فَجَلَسْنَا إِلَيْهِ فَأَنْشَأَ أَبِي يَسْتَطْعِمُهُ الْحَدِيثَ فَقَالَ يَا أَبَا بَرْزَةَ أَلَا تَرَى مَا وَقَعَ فِيهِ النَّاسُ؟ فَأَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ تَكَلَّمَ بِهِ إِنِّي احْتَسَبْتُ عِنْدَ اللهِ أَنِّي أَصْبَحْتُ سَاخِطًا عَلَى أَحْيَاءِ قُرَيْشٍ إِنَّكُمْ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ كُنْتُمْ عَلَى الْحَالِ الَّذِي عَلِمْتُمْ مِنَ الذِّلَّةِ وَالْقِلَّةِ وَالضَّلَالَةِ وَإِنَّ اللهَ أَنْقَذَكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَلَغَ بِكُمْ مَا تَرَوْنَ وَهَذِهِ الدُّنْيَا الَّتِي أَفْسَدَتْ بَيْنَكُمْ. إِنَّ ذَاكَ الَّذِي بِالشَّأْمِ وَاللهِ إِنْ يُقَاتِلُ إِلَّا عَلَى دُنْيَا وَإِنَّ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ وَاللهِ إِنْ يُقَاتِلُونَ إِلَّا عَلَى دُنْيَا وَإِنَّ ذَاكَ الَّذِي بِمَكَّةَ وَاللهِ إِنْ يُقَاتِلُ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا.

طرفه: ۷۲۷۱۔

کہا: جب ابن زیاد اور مروان شام میں تھے اور حضرت ابن زبیرؓ مکہ میں آئے اور قاری (اس وقت یہ لفظ خوارج کے لیے مستعمل تھا) بصرہ میں کود پڑے تو میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت ابوبرزہ اسلمیؓ کی طرف چلا گیا ہم اُن کے پاس اُن کے گھر میں گئے اور وہ اپنے بانس کے ایک بالا خانے کے سایہ میں بیٹھے تھے۔ اُن کے پاس جا کر بیٹھے اور میرا باپ مزے لے لے کر باتیں کرنے لگا کہ تا وہ بھی بات کریں اور اُنہوں نے کہا: ابو برزہؓ کیا آپ اس فتنہ کو نہیں دیکھتے جس میں لوگ پڑے ہیں؟ تو پہلی بات جو میں نے اُن کو کہتے ہوئے سنی وہ یہ تھی کہ میں نے اس کو اللہ کے نزدیک موجب ثواب سمجھا ہے کہ میں قریش کے قبیلوں پر ناراض ہوں۔ اے عرب کے لوگو! تم اس ذلت اور غربت اور گمراہی کی حالت کو جانتے ہی ہو جس میں کہ تم تھے اور اللہ نے تمہیں اسلام کے طفیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے بچا کر اس حالت تک پہنچا دیا ہے جو تم دیکھ رہے ہو اور یہ دنیا ہے جس نے تمہارے درمیان بگاڑ ڈال دیا ہے اور وہ شخص جو شام میں ہے اللہ کی قسم وہ بھی تو صرف دنیا پر لڑ رہا ہے اور یہ لوگ جو تمہارے درمیان ہیں بخدا یہ بھی دنیا پر ہی لڑ رہے ہیں اور وہ شخص جو مکہ میں ہے اللہ کی قسم وہ بھی دنیا پر ہی لڑ رہا ہے۔

٧١١٣: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ الْيَوْمَ شَرٌّ مِنْهُمْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَوْمَئِذٍ يُسِرُّونَ وَالْيَوْمَ يَجْهَرُونَ.

۷۱۱۳: آدم بن ابی ایاس نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے واصل احدب سے، واصل نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: آج کل کے منافق اُن منافقوں سے بدتر ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے اُن دنوں تو وہ چھپاتے تھے اور آج یہ اعلانیہ نفاق کرتے ہیں۔

٧١١٤: حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ إِنَّمَا كَانَ النِّفَاقُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَإِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ بَعْدَ الْإِيمَانِ.

۷۱۱۴: خلاد بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ مسعر (بن کدام) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے، حبیب نے ابوالشعثاء سے، ابوالشعثاء نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کی اُنہوں نے کہا: نفاق تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی تھا مگر آج تو ایمان کے بعد صرف کفر ہی ہے۔

تشریح: يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: قیامت کے دن ہر دغاباز کے لئے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا۔ ابواب کی ترتیب میں امام بخاری نے زیر تشریح باب میں اسی اہم نکتہ کو بیان کیا ہے کہ منافقت جو حکام اور ان کی رعایا کے بعض لوگوں میں جزو لاینفک کی طرح ہو جاتی ہے یہ تمام فتنوں کی جڑ ہے۔ ہر نظام چاہے وہ دینی ہو یا دنیوی اس میں اگر منافقت پنپنے لگے تو نظام درہم برہم ہو جاتے ہیں۔ امام بخاری ان فتنوں کے متعلق ابواب اور ان کے ذیل میں احادیث سے یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ اولین کے اس دور میں ان فتنوں کے بانی مبانی منافقین تھے جن کا وطیرہ یہ ہوتا ہے کہ حکمرانوں کے سامنے کچھ اور کہتے ہیں اور عوام کے سامنے کچھ اور۔ یوں نظام کو اندر سے کھوکھلا کر دیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے متعلق انذاری پیشگوئی میں اسی فتنہ کی طرف اشارہ تھا۔ اسلام کے سرعت سے پھیلنے اور نو مبائعین کے لیے تربیت کے خاطر خواہ نظام کے استحکام سے قبل منافقین نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور اپنی ریشہ دوانیوں سے اسلام کے مضبوط قلعے کو ان

فتنہ گروں کی آماجگاہ بنادیا اور انتشار کی ایسی فضا قائم ہو گئی کہ اسلامی ریاست کا شیرازہ بکھر گیا۔ بصرہ میں خارجیوں کی یورش، مکہ میں حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی قیامِ خلافت کی ناکام کوشش، اور یزید کی حکومت کے مضبوط علاقوں، مدینہ جیسے شہر میں اس کے خلاف عَلَمِ بغاوت بلند کر دیا گیا۔ صحابہؓ کا ایک گروہ استحکامِ خلافت کے لیے (اس وقت جو بھی اس کی شکل تھی) کوشاں رہا۔ حضرت ابنِ عمرؓ نے حکومتِ وقت سے بغاوت کو گناہِ کبیرہ قرار دیا اور اپنے خاندان کو حکومتِ وقت سے وفا کا درس دیا اور ان کی راہنمائی اور تربیت کے لیے غداری کے گناہِ عظیم کو نمایاں طور پر پیش کیا۔ جیسا کہ زیرِ باب روایت میں حضرت ابنِ عمرؓ کی اپنے خاندان کے لوگوں کو کی گئی نصائح سے واضح ہے۔ امام بخاری کا نکتۂ نظر بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جس حکومت کے ماتحت ہوں اس سے غداری کرنا جائز نہیں۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ صاحب فرماتے ہیں:

> ”غدار کی فضیحت نمایاں کی جائے گی۔ دنیا میں بھی وہ بدنام ہوتا ہے اور چاروں طرف سے انگشت نمائی ہوتی ہے کہ فلاں بدعہد ہے اور آخرت میں بھی اس کی رسوائی۔ یہی مفہوم ہے غادر کے لئے عَلَم نصب کئے جانے کا... لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يُنْصَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِغَدْرَتِهِ اَىْ بِقَدَرِ غَدْرَتِهِ یعنی غدار کی غداری کے مطابق عَلَم بلند کیا جائے گا۔ عربوں میں دستور تھا کہ وہ اپنے عہد کا سفید جھنڈا اور غداری کا سیاہ جھنڈا نصب کرتے تھے۔ (فتح الباری جزء۶ صفحہ ۳۴۱) چونکہ آخرت میں جزا سزا اعمال کے مماثل ہوگی، اس لئے ہر غدار اور عہد شکن کے لئے اس کی غداری کے مطابق جھنڈا بلند ہوگا۔“

(صحیح البخاری ترجمہ وشرح، کتاب الجزیۃ والموادعۃ، باب إِثْمِ الْغَادِرِ لِلْبَرِّ وَالْفَاجِرِ، جلد۵، صفحہ ۵۴۹)

بَاب ٢٢: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُغْبَطَ أَهْلُ الْقُبُورِ

وہ گھڑی اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک کہ لوگ قبر والوں پر رشک نہ کھائیں

٧١١٥: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ

۷۱۱۵: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے ابو زناد سے، ابو زناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: وہ گھڑی اس وقت

يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ.

تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ ایک آدمی دوسرے کی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے یہ نہ کہے۔ اے کاش میں اس کی جگہ ہوتا۔

أطرافه: ٨٥، ١٠٣٦، ١٤١٢، ٣٦٠٨، ٣٦٠٩، ٤٦٣٥، ٤٦٣٦، ٦٠٣٧، ٦٥٠٦، ٦٩٣٥، ٧٠٦١، ٧١٢١-

تشریح: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُغْبَطَ أَهْلُ الْقُبُورِ: وہ گھڑی اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک کہ لوگ قبر والوں پر رشک نہ کھائیں۔ زمانہ کے حالات اتنے خراب ہو جائیں گے کہ لوگ زندگی سے تنگ آکر موت کی آرزو کریں گے۔ آرزو کریں گے کاش ہم بھی مر کر قبر میں ہوتے کہ یہ آفتیں اور بلائیں نہ دیکھتے۔ بعض نے کہا یہ اس وقت ہوگا جب قیامت کے قریب فتنوں کی کثرت ہوگی، ایمان جاتے رہنے کا ڈر ہوگا کیونکہ گمراہ کرنے والوں کا ہر طرف زور ہوگا۔ ایماندار مغلوب ہوں گے وہ یہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ اس سے قبل مر چکے ہوتے۔ مسلم کی ایک روایت ہے "دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص قبر کے پاس سے گزرے گا کہے گا کاش میں اس قبر والے کی جگہ پر ہوتا اور یہ کہنا اس کا کچھ دینداری کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ بلاؤں اور آفتوں کی وجہ سے ہوگا۔" (صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا "ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اگر موت بکتی ہوتی تو لوگ اس کو مول لینے پر مستعد ہو جاتے۔"

(سنن الواردة فی الفتن للدانی، باب تغبیط اهل القبور و تمنی الموت عند ظهور الفتن، روایت نمبر ۱۸۱)

بَاب۲۳: تَغَيُّرُ الزَّمَانِ حَتَّى تُعْبَدَ الْأَوْثَانُ

زمانے کا یہاں تک رنگ بدلنا کہ لوگ بتوں کی پوجا کریں گے

٧١١٦: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَضْطَرِبَ أَلَيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلَى ذِي الْخَلَصَةِ. وَذُو الْخَلَصَةِ

۷۱۱۶: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زہری سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: سعید بن مسیب نے کہا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک کہ دوس کی عورتوں کے کولہے ذوالخلصہ میں نہ مٹکتے پھریں وہ گھڑی برپا نہیں ہوگی اور ذوالخلصہ

طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

دوس کا وہ بت تھا جس کو وہ زمانہ جاہلیت میں پوجا کرتے تھے۔

۷۱۱۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ.

۷۱۱۷: عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان (بن بلال) نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے ثور (بن زید دیلی) سے، ثور نے ابوالغیث سے، ابوالغیث نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ گھڑی اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک کہ قحطان کا ایک شخص ظاہر نہ ہو جائے جو لوگوں کو اپنے ڈنڈے سے ہانکے گا۔

طرفه: ۳۵۱۷۔

تشریح: تَغَيُّرُ الزَّمَانِ حَتَّى تُعْبَدَ الْأَوْثَانُ: زمانے کا یہاں تک رنگ بدلنا کہ لوگ بتوں کی پوجا کریں گے۔ زیرِ باب حدیث لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَضْطَرِبَ أَلْيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلَى ذِي الْخَلَصَةِ اس وقت تک کہ دوس کی عورتوں کے کولہے ذوالخلصہ میں نہ مٹکتے پھریں وہ گھڑی برپا نہیں ہو گی۔ ذوالخلصہ: وہ مکان تھا جسے کعبۂ یمانیہ کہا جاتا تھا۔ قبیلہ دوس کا وہ بہت بڑا بت کدہ تھا یہ معبد ابرہہ الاشرط نے یمن میں تیار کیا۔ ابرہہ خانہ کعبہ سے سخت دشمنی رکھتا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی طرح عرب کے لوگوں کو کعبہ سے پھیر دے چنانچہ اس نے کعبہ کے مقابل پر یمن میں ایک معبد تیار کیا اور لوگوں میں یہ تحریک کی کہ وہ بجائے کعبہ کے اس عبادت گاہ کے حج کے لیے آیا کریں۔ (سیرت خاتم النبیین صفحہ ۱۰۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب عرب میں ہر طرف اسلام کا بول بالا ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ کو پچاس گھڑ سواروں کے ساتھ بھیجا انہوں نے اس معبد کو نیست و نابود کر دیا۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، بَابُ غَزْوَةِ ذِي الْخَلَصَةِ، روایت نمبر ۴۳۵۶) دوس قبیلے کی عورتوں کے کولہے مٹکانے سے مراد یہ ہے کہ اس بت خانے کے گرد طواف کریں گی۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ شرک اور بت پرستی کی ابتدا عورتوں سے ہو گی کیونکہ عورتیں ضعیف الاعتقاد ہوتی ہیں، جلدی کفر کی باتیں اختیار کر لیتی ہیں، نیز یہ بھی کہ قیامت تک کچھ نہ کچھ اسلام باقی رہے گا مگر ضعیف ہو جائے گا۔ جیسے دوسری حدیث میں ہے۔ بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا، وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْإِسْلَامِ بَدَأَ غَرِيبًا) عرب ہی کے ملک سے سارے جہاں میں توحید پھیلی۔ قیامت

کے قریب وہاں بھی شرک ہونے لگے گا۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ قیامت قائم نہ ہو گی۔ جب تک لات اور عزیٰ کی پھر سے پرستش نہ شروع ہو گی۔ (صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَعْبُدَ دَوْسٌ ذَا الْخَلَصَةِ) حاکم کی روایت میں یوں ہے یہاں تک کہ بنو عامر کی عورتوں کے کندھے ذی الخلصہ کے پاس نہ ٹکرانے لگیں۔ (المستدرك على الصحيحين للحاكم، كِتَابُ الْفِتَنِ وَالْمَلَاحِمِ، أَمَّا حَدِيثُ أَبِي عَوَانَةَ، جلد ۴، صفحہ ۵۲۲) ایک روایت میں یوں ہے یہاں تک کہ میری امت کے کئی قبیلے مشرکوں سے نہ مل جائیں اور بت پرستی نہ شروع کر دیں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلها، روایت نمبر ۴۲۵۲)

بَاب ٢٤: خُرُوجُ النَّارِ

آگ کا نکلنا

وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ.

اور حضرت انسؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس گھڑی کی علامتوں میں سے پہلی علامت ایک آگ ہو گی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف اکٹھا کر کے لے جائے گی

٧١١٨: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ[1] سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِّنْ أَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيءُ أَعْنَاقَ الْإِبِلِ بِبُصْرَى.

۷۱۱۸: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زہری سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا کہ سعید بن مسیب نے کہا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ گھڑی اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک کہ حجاز کی زمین سے ایک آگ نہ نکلے جو بُصریٰ میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی۔

٧١١٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا

۷۱۱۹: عبداللہ بن سعید کندی نے ہم سے بیان کیا کہ عُقبہ بن خالد نے ہمیں بتایا۔ عبیداللہ (بن عمر)

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں لفظ "قَالَ" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۳ حاشیہ صفحہ ۹۸) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

عُبَيْدُ اللهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَدِّهِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا. قَالَ عُقْبَةُ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.. مِثْلَهُ. إِلَّا أَنَّهُ قَالَ يَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ.

نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے خبیب بن عبدالرحمٰن سے، خبیب نے اپنے دادا حفص بن عاصم سے، اُنہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ زمانہ قریب ہے کہ فرات سونے کا ایک خزانہ نمودار کرے گا سو جو وہاں موجود ہو تو وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔ عقبہ (بن خالد) نے کہا اور عبیداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو زناد نے ہمیں اسی طرح بتلایا۔ اُنہوں نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے، اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی مگر انہوں نے یوں کہا کہ فرات سونے کا ایک پہاڑ نمودار کرے گا۔

تشریح: خُرُوجُ النَّارِ: آگ کا نکلنا۔ حافظ ابن کثیر، ابن حجر اور علامہ قرطبی اس بات پر متفق ہیں کہ ۶۵۴ھ میں یہ علامت ظاہر ہو چکی ہے۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ارض حجاز سے وہ عظیم آگ ظاہر ہو چکی ہے جس سے بُصری (ملک شام کے شہر حوران) کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو گئی تھیں، کہا جاتا ہے کہ یہ آگ تین ماہ تک رہی۔[1]

علامہ ابوشامہ اس واقعے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جمادی الآخرہ ۶۵۴ھ کی ۳ تاریخ اور بدھ کی رات تھی، جب مدینہ منورہ میں ایک ہولناک گونج سنائی دی، اس کے بعد زلزلہ آیا، اس نے زمین، دیواروں، چھتوں، لکڑیوں اور دروازوں تک کو لرزا دیا، یہ سلسلہ بدھ کی رات سے لیکر جمعہ کے دن تک جاری رہا، پھر اس کے بعد ایک عظیم آگ مدینہ کے مقام حرہ جو بنو قریظہ کے قریب تھا سے ظاہر ہوئی، یہ آگ ہمیں مدینہ میں اپنے گھروں میں بیٹھے نظر آ رہی تھی، ہمیں یوں محسوس ہوا کہ یہ ہمارے قریب ہی موجود ہے، مدینہ کی وادیاں آگ سے بھر گئیں، آگ ان میں وادی شظا کی جانب یوں چل رہی تھی جیسے پانی بہتا ہے، یہ آگ بلند و بالا عمارات کی طرح بڑی بڑی

---

[1] (فتح الباری، جزء ۱۳ صفحہ ۱۰۰)
(منة المنعم فی شرح صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَخْرُجَ...، جزء ۴ صفحہ ۳۵۶)

چنگاریاں پھینک رہی تھی۔[1]

امام نووی فرماتے ہیں کہ ۶۵۴ھ میں مدینہ کے مشرقی جانب حرہ کے پیچھے سے ایک بہت بڑی آگ روشن ہوئی تھی ملک شام اور دوسرے ملکوں کے لوگوں کو متواتر اس کا علم ہے۔[2]

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”نار حجاز کی حدیث جو صحیحین میں درج ہے کچھ شک نہیں کہ احاد میں سے ہے لیکن وہ پیشگوئی قریباً چھ سو ۶۰۰ برس گذرنے کے بعد بعینہٖ پُوری ہو گئی جس کے پُورے ہونے کے بارے میں انگریزوں کو بھی اقرار ہے اور اُس زمانہ میں پُوری ہوئی کہ جب صدہا سال ان کتابوں کی تالیف اور شائع ہونے پر بھی گذر چکے تھے“

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد ۶، صفحہ ۳۰۵)

زیر باب دوسری روایت ۷۱۱۹ میں فرات سے سونے کا پہاڑ یا سونے کے خزانے کے نکلنے کی پیشگوئی ہے۔ پیشگوئیاں جب پوری ہو جائیں تو ان کی حقیقت آشکار ہوتی ہے۔ پیشگوئیوں کا ظہور مختلف زمانوں میں مختلف انداز میں ہوتا ہے اور ہر پیشگوئی پوری ہو کر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ قیامت تک ہے اور آپؐ کی پیشگوئیوں کے ظہور کا زمانہ بھی قیامت تک ممتد ہے۔ فرات کے متعلق اس پیشگوئی کا جب ظہور ہو گا دنیا اس کی صداقت کی گواہ بن جائے گی۔

باب: ۲۵

۷۱۲۰: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا مَعْبَدٌ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَصَدَّقُوا فَسَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَّمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهَا. قَالَ مُسَدَّدٌ حَارِثَةُ

۷۱۲۰: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے شعبہ سے روایت کی کہ معبد نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا: میں نے حارثہ بن وہب سے سنا۔ اُنہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: صدقہ دو کیونکہ لوگوں پر عنقریب ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اپنے صدقے کو

---

[1] (البداية والنهاية، ثم دخلت سنة اربع وخمسين وستمائة جزو ۱۳، صفحہ ۱۸۷، ۱۸۸)

[2] (المنهاج شرح صحيح مسلم، كتاب الفتن وأشراط الساعة، جزو ۱۸، صفحہ ۲۸)

أَخُو عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ لِأُمِّهِ قَالَهُ أَبُو عَبْدِ اللهِ.

لئے پھرے گا اور کسی کو نہ پائے گا جو اس کو قبول کرے۔ مسدد نے کہا: حارثہ عبید اللہ بن عمر کے ان کی ماں کی طرف سے بھائی تھے، بقول ابوعبد اللہ (امام بخاری) کے۔

أطرافه: ۱٤۱۱، ۱٤۲٤۔

۷۱۲۱: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ وَحَتَّى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتَّى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتَّى يَعْرِضَهُ فَيَقُولَ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِي بِهِ وَحَتَّى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ وَحَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ وَحَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ

۷۱۲۱: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ ابو زناد نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے عبدالرحمٰن سے، عبدالرحمٰن نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ گھڑی برپا نہیں ہو گی جب تک کہ دو بڑے بڑے گروہ آپس میں نہ لڑیں۔ اُن دونوں کے درمیان بہت ہی بڑی لڑائی ہو گی۔ اُن کا دعویٰ ایک ہی ہو گا اور جب تک کہ تیس کے قریب دجال ظاہر نہ ہو جائیں ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور جب تک کہ علم اُٹھا نہ لیا جائے اور زلزلے کثرت سے نہ آئیں اور زمانہ جلدی جلدی نہ گزر جائے اور فتنے نہ ہو لیں اور قتل و خونریزی بہت نہ ہو لے اور جب تک کہ تم میں مال اس کثرت سے نہ ہو جائے کہ وہ (پانی کی طرح) بہنے لگ جائے یہاں تک کہ مال والے کو یہ فکر رہے گی کہ کون اس کا صدقہ قبول کرے گا یہاں تک کہ وہ پیش کرے گا اور وہ شخص جس کے سامنے پیش کر رہا ہو گا کہے گا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں اور جب تک کہ لوگ ایک دوسرے

آمَنُوا أَجْمَعُونَ فَذَلِكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لَقْحَتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ، وَهُوَ يُلِيطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِي فِيهِ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلَى فِيهِ فَلَا يَطْعَمُهَا.

سے بڑھ چڑھ کر اونچی عمارتیں نہ بنانے لگ جائیں گے اور جب تک کہ یہ نہ ہولے گا کہ ایک شخص دوسرے شخص کی قبر کے پاس سے گزرے گا اور وہ کہے گا: اے کاش! میں اس جگہ ہوتا اور جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ کرے وہ گھڑی برپا نہ ہوگی۔ جب سورج ادھر سے چڑھے گا اور لوگ اس کو دیکھ لیں گے تو وہ سب کے سب ایمان لائیں گے، سو یہی وہ وقت ہوگا جب کسی نفس کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لا چکا ہو یا ایمان لا کر نیک کام نہ کئے ہوں۔ اور وہ گھڑی برپا ہوگی کہ دو آدمیوں نے اپنے درمیان کپڑا پھیلایا ہوا ہوگا، وہ ابھی ایک دوسرے سے خرید و فروخت نہ کر چکے ہوں گے اور اپنے کپڑے کو لپیٹا نہیں ہوگا۔ اور وہ گھڑی برپا ہوگی اور ایک شخص اپنی دودھیل اونٹنی کا دودھ لے کر لوٹے گا اور ابھی اس کو پیا نہیں ہوگا۔ اور وہ گھڑی برپا ہو جائے گی کہ وہ ابھی اپنا حوض لیپ رہا ہوگا اور ابھی اس میں پانی نہ پلایا ہوگا۔ اور وہ گھڑی برپا ہو جائے گی کہ آدمی اپنا نوالہ اپنے منہ تک اُٹھا چکا ہوگا مگر ابھی اسے کھایا نہ ہوگا۔

أطرافه: ٨٥، ١٠٣٦، ١٤١٢، ٣٦٠٨، ٣٦٠٩، ٤٦٣٥، ٤٦٣٦، ٦٠٣٧، ٦٥٠٦، ٦٩٣٥، ٧٠٦١، ٧١١٥۔

تشریح: یہ باب بلا عنوان ہے اور اس کے ذیل میں دو روایات ۷۱۲۰، ۷۱۲۱ دی گئی ہیں۔ ان روایات میں آخری زمانے اور قُربِ قیامت کی علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ بعض علامتوں کا تعلق اُس آخری

ہزار سال سے ہے جو مسیح موعودؑ کا زمانہ ہے جس میں مال کی فراوانی ہونے اور صدقہ لینے والوں کی صدقہ سے انکار کی باتیں اور اونچی اونچی عمارتیں بنانے اور سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کا ذکر ہے۔ ان میں سے اکثر علامتیں پوری ہو چکی ہیں۔ دو بڑے گروہوں کی جنگ سے مراد عالمی جنگ بھی ہو سکتی ہے دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ کہ ان کا دعویٰ ایک ہی ہو گا۔ دونوں بڑی طاقتیں دعویٰ کریں گی کہ ہم دہشت گردی، انتہا پسندی اور فتنہ و فساد کو ختم کرنے کے لیے یہ جنگیں کر رہے ہیں حالانکہ مقاصد اس کے بالکل برعکس ہوں گے۔ تیسری عالمی جنگ کے اب آثار ظاہر ہو رہے ہیں جس کے نتیجہ میں ممکن ہے ان بڑی بڑی طاقتوں کے غرور اور تکبر ملیامیٹ ہو جائیں اور ان قوموں کو داعیٔ اسلام کی آواز پر کان دھرنے کا موقع ملے۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں اس پیشگوئی کو خاص شان سے بیان کیا گیا ہے فرماتا ہے: وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ○ (طٰہٰ:۱۰۶) اور وہ تجھ سے پہاڑوں کے متعلق پوچھتے ہیں تو کہہ دے کہ ان کو میرا ربّ اکھاڑ کر پھینک دے گا اور غلبۂ اسلام کا سورج مغرب سے پوری شان سے طلوع ہو گا۔ سب ایمان لے آئیں گے سوائے ان کے جن پر توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہو گا۔ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کی ایک آخری شکل نظامِ شمسی میں بہت بڑے تغیر کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے جس سے دنیا کا خاتمہ ہو گا مگر یہ علامت قُربِ قیامت کی ہے۔

حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا: جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ کرے وہ گھڑی برپا نہ ہو گی۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

> ”ہمارے زمانے کے نذیر ربانی نے جہاں عذاب الٰہی کے بارے میں لرزا دینے والے الفاظ میں ذکر فرمایا ہے وہاں اس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کا بھی ذکر کیا ہے جس میں یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع کرے گا اور اس سے مراد اسلامی طلوع آفتاب ہے یعنی مسیحی اقوام مغربیہ آخر اسلام کی طرف رجوع کریں گی۔ یہ عظیم الشان پیشگوئی ان گوناں گوں عذابوں کے بیچوں بیچ بھی آشکار ہو گی۔ ہمارے رحمن اور رحیم رب العالمین کو اپنے عاجز بندگان کی سزا سے کیا خوشی ہو سکتی ہے۔ ایسا تصور نہایت ہی بھونڈا ہے۔“

(صحیح البخاری، ترجمہ وشرح، کتاب التفسیر سورۃ السبأ، جلد ۱۱، صفحہ ۲۱۵)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

> ”ایسا ہی طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہو گا۔ ہم اس پر بہر حال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف

سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منوّر کئے جائیں گے اور اُن کو اسلام سے حصّہ ملے گا۔ اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق اُن کا جسم ہو گا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں اُن لوگوں میں پھیلیں گی۔ اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کے شکار ہو جائیں گے۔ درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے گویا خدائے تعالیٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دے دی اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو۔ نبیوں کا سلسلہ بھی اول سے آخر تک ایشیا کے ہی حصہ میں رہا اور ولایت کے کمالات بھی انہیں لوگوں کو ملے۔ اب خدائے تعالیٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے۔ اور یاد رہے کہ مجھے اس بات سے انکار نہیں کہ طلوع الشمس من مغربھا کے کوئی اور معنے بھی ہوں میں نے صرف اُس کشف کے ذریعہ سے جو خدائے تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے مذکورہ بالا معنے کو بیان کیا ہے۔ اگر کوئی مولوی مُلّا ان الٰہی مکاشفات کو الحاد کی طرف منسوب کرے تو وہ جانے اور اس کا کام۔ وما قلت من عند نفسی بل اتبعت ما کشف علیّ واللہ بصیر بحالی وسمیع لمقالی فاتقوا اللہ ایّھا العلماء۔ لیکن اگر کوئی اس جگہ یہ سوال کرے کہ جب مغرب کی طرف سے آفتاب طلوع کرے گا تو جیسا کہ لکھا ہے توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا تو پھر اگر یہی معنے سچ ہیں تو ایسے اسلام سے کیا فائدہ جو مقبول ہی نہیں۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ توبہ کا دروازہ بند ہونے سے یہ مطلب تو نہیں کہ توبہ منظور ہی نہیں ہو گی۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب ممالک مغربی کے لوگ فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہو جائیں گے تب ایک انقلابِ عظیم ادیان میں پیدا ہو گا۔ اور جب یہ آفتاب پورے طور پر ممالک مغربی میں طلوع کرے گا

تو وہی لوگ اسلام سے محروم رہ جائیں گے جن پر دروازہ توبہ کا بند ہے یعنی جن کی فطرتیں بالکل مناسب حال اسلام کے واقع نہیں۔ سو توبہ کا دروازہ بند ہونے کے یہ معنے نہیں کہ لوگ توبہ کریں گے مگر منظور نہ ہوگی۔ اور خشوع اور خضوع سے روئیں گے مگر ردّ کئے جائیں گے کیونکہ یہ تو اس دنیا میں اس رحیم و کریم کی شان سے بالکل بعید ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اُن کے دل سخت ہو جائیں گے اور انکو توبہ کی توفیق نہیں دی جائے گی اور وہی اشرار ہیں جن پر قیامت آئیگی۔ فتفکّر و تدبّر۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳، صفحہ ۳۷۶تا۳۷۸)

بَاب ٢٦: ذِكْرُ الدَّجَّالِ

دجال کا ذکر

٧١٢٢: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِي الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ مَا سَأَلْتُهُ وَإِنَّهُ قَالَ لِي مَا يَضُرُّكَ مِنْهُ؟ قُلْتُ لِأَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ قَالَ بَلْ هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ ذَلِكَ.

۷۱۲۲: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ اسماعیل (بن ابی خالد) نے ہم سے بیان کیا۔ قیس (بن ابی حازم) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ مجھے کہنے لگے: کسی نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کے متعلق وہ باتیں نہیں پوچھیں جو میں نے آپؐ سے پوچھی تھیں اور آپؐ نے مجھے فرمایا: تمہیں اُس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ میں نے کہا: میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ لوگ کہتے ہیں اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ ہوگا اور پانی کا دریا ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا: اس سے بڑھ کر بھی بات اللہ پر آسان ہے۔

٧١٢٣: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ

۷۱۲۳: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے ہم سے بیان کیا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ – أُرَاهُ – عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ.

ایوب نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: وہ داہنی آنکھ سے کانا ہو گا جیسا کہ وہ پھولے ہوئے انگور کا دانہ ہو۔

أطرافُه: ۳۰۵۷، ۳۳۳۷، ۳۴۳۹، ۴۴۰۲، ۶۱۷۵، ۷۱۲۷، ۷۴۰۷۔

۷۱۲۴: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيءُ الدَّجَّالُ حَتَّى يَنْزِلَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ.

۷۱۲۴: سعد بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ شیبان (بن عبد الرحمٰن) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے یحيٰ (بن ابی کثیر) سے، اُنہوں نے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے، اُنہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال آئے گا اور آکر مدینہ کے قریب ایک طرف اُترے گا پھر مدینہ تین بار لرزہ کھائے گا اور ہر ایک کافر اور منافق نکل کر اس کے پاس جائے گا۔

أطرافُه: ۱۸۸۱، ۷۱۳۴، ۷۴۷۳۔

۷۱۲۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَلَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ.

۷۱۲۵: عبد العزیز بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے اِن کے دادا سے، اُن کے دادا نے حضرت ابو بکرہؓ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: مدینہ میں مسیح دجال کا رعب داخل نہیں ہو گا اور اس زمانہ میں اس کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو دو فرشتے ہوں گے۔

أطرافُه: ۱۸۷۹، ۷۱۲۶۔

٧١٢٦: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ.

۷۱۲۶: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن بشر نے ہمیں بتایا۔ مسعر (بن کدام) نے ہم سے بیان کیا۔ سعد بن ابراہیم نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابو بکرہؓ سے، اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: مدینہ میں مسیح (دجال) کا رعب نہیں پڑے گا۔ ان دنوں اس کے سات دروازے ہوں گے۔ ہر دروازے پر دو دو فرشتے ہوں گے۔

قَالَ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَدِمْتُ الْبَصْرَةَ فَقَالَ لِي أَبُو بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا.

(محمد بن مسلمہ) کہتے تھے اور ابن اسحاق نے صالح بن ابراہیم سے روایت کرتے ہوئے کہا، صالح نے اپنے باپ سے نقل کیا۔ اُنہوں نے کہا: میں بصرہ میں آیا تو حضرت ابو بکرہؓ نے مجھ سے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی۔

أطرافه: ١٨٧٩، ٧١٢٥-

٧١٢٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنِّي لَأُنْذِرُكُمُوهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَهُ

۷۱۲۷: عبد العزیز بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے صالح سے، صالح نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سالم بن عبد اللہ سے روایت کی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور آپؐ نے اللہ کی وہ تعریف کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر آپؐ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا: میں بھی تم کو اس کے

قَوْمَهُ وَلَكِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ.

خطرے سے آگاہ کرتا ہوں اور کوئی بھی ایسا نبی نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس کے خطرے سے نہ ڈرایا ہو اور اس کے متعلق میں تم سے ایک بات کہتا ہوں کہ جو بات کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی۔ دیکھو وہ کانا ہے اور اللہ کانا نہیں۔

أطرافه: ۳۰۵۷، ۳۳۳۷، ۳٤۳۹، ٤٤۰۲، ٦١٧٥، ۷۱۲۳، ۷٤۰۷۔

۷۱۲۸: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ يَنْطُفُ – أَوْ يُهَرَاقُ – رَأْسُهُ مَاءً قُلْتُ مَنْ هَذَا؟ قَالُوا ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ جَسِيمٌ أَحْمَرُ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قَالُوا هَذَا الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ. رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ.

۷۱۲۸: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سالم سے، سالم نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی اثنا میں کہ میں سویا ہوا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ میں کعبہ کا طواف کر رہا ہوں۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گندم گوں سیدھے بالوں والا شخص ہے جس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ابن مریم۔ پھر جو میں مڑنے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بھاری بھرکم سرخ رنگ کا شخص ہے گھنگھریالے بالوں والا، آنکھ سے کانا ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے اس کی آنکھ پھولا ہوا انگور ہے۔ لوگوں نے کہا: یہ دجال ہے۔ لوگوں میں سے اس سے زیادہ مشابہ ابن قطن ہے جو خزاعہ میں سے ایک شخص تھا۔

أطرافه: ۳٤٤۰، ۳٤٤۱، ۵۹۰۲، ٦۹۹۹، ۷۰۲٦۔

۷۱۲۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ

۷۱۲۹: عبد العزیز بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا

عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِيذُ فِي صَلَاتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ.

کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے صالح (بن کیسان) سے، صالح نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے روایت کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ اپنی نماز میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

أطرافه: ٨٣٢، ٨٣٣، ٢٣٩٧، ٦٣٦٨، ٦٣٧٥، ٦٣٧٦، ٦٣٧٧۔

٧١٣٠: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الدَّجَّالِ إِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا فَنَارُهُ مَاءٌ بَارِدٌ وَمَاؤُهُ نَارٌ. قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٧١٣٠: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے عبدالملک سے، عبدالملک نے ربعی سے، ربعی نے حضرت حذیفہؓ سے، اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے دجال کے متعلق فرمایا کہ اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی۔ اس کی آگ تو ٹھنڈا پانی اور اس کا پانی آگ ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا۔

طرفه: ٣٤٥٠۔

٧١٣١: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ. فِيهِ

٧١٣١: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نبی بھی مبعوث کیا گیا اُس نے اپنی اُمت کو جھوٹے کانے کے خطرے سے آگاہ کیا۔ دیکھو! خیال رکھو وہ کانا ہوگا اور تمہارا ربّ کانا نہیں اور اس کی دونوں

أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا۔ اس حدیث کے متعلق حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

طرفہ: ۷٤۰۸۔

تشریح: ذِكْرُ الدَّجَّالِ: دجال کا ذکر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں امت کی اصلاح کے لئے ایک مسیح اور مہدی کے ظہور کی پیشگوئی فرمائی اور اس کے ظہور کی علامتوں میں سے ایک علامت دجال کا ظہور بیان فرمائی۔ دجال کے متعلق عوام الناس میں عجیب وغریب قسم کی کہانیاں مشہور ہیں اور وہ اسے عجیب الخلقت غیر معمولی قوتوں اور طاقتوں کا حامل فرد قرار دیتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دجال کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشگوئیاں فرمائی ہیں وہ آپ کے رؤیا اور مکاشفات پر مشتمل ہیں جیسا کہ دجال کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ (روایت نمبر ۷۱۲۸) یعنی میں نے سوتے ہوئے خواب میں کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔

رؤیا، مکاشفات اور پیشگوئیوں سے متعلق یہ مسلمہ اصول ہے کہ تعبیر طلب ہوتی ہیں جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں گیارہ ستاروں، چاند اور سورج کو اپنے سامنے سجدہ کرتے دیکھا تو اس سے مراد ظاہری سورج اور چاند ستارے نہ تھے بلکہ ان کے بھائیوں اور والدین کا زیرِ احسان ہو کر ان کے پاس آنا تھا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے ایک یہودی لڑکے ابن صیاد (جو بعد میں مسلمان ہو گیا) پر دجال ہونے کا شبہ کیا اور حضرت عمرؓ نے آپ کے سامنے اس بات پر قسم کھائی کہ یہی دجال ہے اور آپ نے اس کی تردید نہیں فرمائی۔ حالانکہ ظاہراً ابن صیاد میں دجال کی اکثر علامتیں بالکل مفقود تھیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ بھی دجال کے متعلق پیشگوئیوں کو مجازی رنگ میں سمجھتے تھے اور تمام علامات کا ظاہری اور جسمانی طور پر پایا جانا ہرگز ضروری نہ سمجھتے تھے۔

قرآن کریم، احادیث نبویہ اور دجال کے لغوی معنوں سے پتہ چلتا ہے کہ دجال سے مراد کوئی عجیب الخلقت فرد نہیں بلکہ آج کی ترقی یافتہ مغربی اقوام ہیں۔

۱۔ دجال کے لغوی معنی: کذاب یعنی سخت جھوٹا۔ مالدار اور خزانوں والا۔ بڑا گروہ جو اپنی کثرت سے زمین کو ڈھانپ لے۔ ایسا گروہ جو اموال تجارت اٹھائے پھرے۔ (لسان العرب، دجل، جزء ۱۱ صفحہ ۲۳۷)

گویا دجال کے لغوی معنی یہ بنے کہ ایک کثیر تعداد جماعت جو تاجر پیشہ ہو اور اپنا تجارتی سامان دنیا میں لئے پھرے جو نہایت مالدار اور خزانوں والی ہو اور جو تمام دنیا کو اپنی سیر وسیاحت سے قطع کر رہی ہو اور ہر جگہ پہنچی ہوئی

ہو گویا کوئی جگہ اس سے خالی نہ رہی ہو۔ اور مذہباً وہ ایک نہایت ہی جھوٹے عقیدہ پر قائم ہو۔ یہ تمام علامتیں مغربی ممالک کی مسیحی اقوام اور ان کے مذہبی راہنماؤں میں موجود ہیں۔

۲: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے فتنہ سے بچنے کے لئے سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھنے کا ارشاد فرمایا اور سورہ کہف کی ابتدائی دس آیات میں مسیحیت کا رد فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: وَّيُنۡذِرَ الَّذِيۡنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا (الکھف:۵) یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب اس لئے نازل کی ہے کہ اس کے ذریعہ ان کو ڈرایا جائے جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا بنالیا۔

پس دجال کا فتنہ اور مسیح کو ابن اللہ بنانے کا فتنہ ایک ہی شے ہے کیونکہ علاج بیماری کے مطابق ہوتا ہے اگر دجالی فتنہ مسیحی فتنہ سے علیحدہ ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حکیم انسان دجال سے بچنے کے لئے ایسی آیات پڑھنے کا حکم دیتا جن میں اس کا ذکر تک نہیں۔

۳۔ حدیث میں دجال کے فتنہ کو سب سے بڑا فتنہ قرار دیا گیا ہے۔ (مسلم کتاب الفتن باب فی بقیة احادیث الدجال)

قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے خطرناک فتنہ مسیحیوں کا مسیح کو خدا کا بیٹا قرار دینا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ آسمان پھٹ کر گر جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر زمین پر جا پڑیں۔ اَنۡ دَعَوۡا لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدًا ؁ (مریم: ۹۲) کہ ان لوگوں نے خدائے رحمان کا بیٹا قرار دیا ہے۔ اور اس خطرناک فتنہ کے بانی مبانی عیسائی پادری ہی ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیا۔

۴۔ سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دو فتنوں سے بچنے کی دعا سکھائی ہے۔

(ا) الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ کا فتنہ جس سے مراد یہود ہیں۔

(ب) الضَّآلِّيۡنَ کا فتنہ جس سے مراد عیسائی ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کے غلبہ کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا: وَ جَاعِلُ الَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡكَ فَوۡقَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ (آل عمران:۵۶) (اے عیسیٰ) جو تیرے پیرو ہیں انہیں ان لوگوں پر جو منکر ہیں قیامت کے دن تک غالب رکھوں گا۔ اس آیت کے مطابق غلبہ اور سلطنت قیامت تک یا عیسائیوں کے لئے مقدر ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے رسمی متبع ہیں یا مسلمانوں کے لئے جو آپ کے حقیقی متبع ہیں۔ مسلمانوں کو دجال قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ حدیث میں دجال کو کافر کہا گیا ہے لہٰذا حضرت عیسیٰؑ کے رسمی متبع عیسائیوں کو ہی دجال قرار دیا جاسکتا ہے جن کے غلبہ کا اس آیت میں ذکر ہے۔

۵۔ مسلم کتاب الفتن باب قصة الجساسة میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت تمیم داریؓ نے دجال کو ایک مغربی جزیرہ کے گرجے میں مقید دیکھا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دجال سے مراد مغربی عیسائی قومیں ہیں۔

زیر باب روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ دجال دائیں آنکھ سے کانا ہو گا۔ نیز روایات میں ذکر ہے کہ "اس کی بائیں آنکھ بہت چمکتی ہوئی ہو گی گویا کہ وہ ایک چمکدار ستارہ ہے" (کنز العمال کتاب القیامۃ من قسم الأقوال، باب فی خروج الدجال، حدیث ۳۸۷۸۴، جلد ۱۴ صفحہ ۳۰۹) اس سے مراد یہ ہے کہ

۱۔ اس کی بائیں آنکھ یعنی دنیا کی آنکھ بہت تیز ہو گی اور دنیوی معاملات میں بڑی گہری نظر رکھے گا لیکن دائیں آنکھ سے اندھا یعنی دین سے بے بہرہ ہو گا۔

۲۔ "اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک۔ف۔ر لکھا ہو گا۔ یعنی اس کا کفر ظاہر و باہر ہو گا۔
(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ ...، روایت نمبر ۳۳۵۵)

۳۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو ظاہری حلیہ کے لحاظ سے ابنِ قطن کے مشابہ قرار دیا۔ نیز ایک روایت میں ایک تنومند نوجوان، چوڑے سینے والا، سفید رنگ روشن پیشانی والا دیکھا (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الفتن، ما ذکر فی فتنۃ الدجال، جلد ۷ صفحہ ۴۸۸، ۴۹۰) مغربی اقوام کے یہی خدوخال ہیں جن کے نمائندہ کے طور پر آپ کو ایک شخص دکھایا گیا۔

۴۔ مسلم کتاب الفتن باب فی بقیۃ من احادیث الدجال میں ہے کہ "اصفہان کے ۷۰ ہزار یہودی دجال کے ساتھ ہوں گے۔" اس کا مطلب ہے یہودی مسیحی اقوام اس کی پشت پناہی کریں گی۔

۵۔ فرمایا دجال روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ساتھ لے کر چلے گا۔ (بخاری، روایت نمبر ۷۱۲۲) اور بڑی تیزی سے دنیا میں پھیلے گا۔ اور ہر طرف فتنہ وفساد اور تباہی پھیلائے گا اور جسے چاہے گا قتل کرے گا اور جسے چاہے گا زندہ کرے گا اس کے حکم پر بارش بھی برسے گی اور زمین کھیتی اُگے اور زمین اپنے خزانے نکال باہر کرے گی۔ (مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال) دجال اپنی کارگزاریوں سے خدا کے کاموں پر ہاتھ ڈالے گا اور کوشش کرے گا کہ بارش برسانا، بارش بند کرنا، پانی بکثرت پیدا کرنا اور خشک کرنا تمام نظام طبعی پر اسے تصرف حاصل ہو جائے۔ مصنوعی بارش برسانا اور یہ تمام کام آج ترقی یافتہ اقوام کر رہی ہیں۔ روٹیوں کے پہاڑ اور پانی کی نہر ساتھ ہونے میں ایک تو ان طاقتور مغربی قوموں کے کل دنیا پر اقتصادی اور معاشی اقتدار اور غلبہ کا ذکر ہے۔ دوسری طرف اس کی ایجاد کردہ سواریوں، ریل گاڑی، ہوائی جہاز، بحری جہاز کی طرف اشارہ ہے جن میں دوران سفر خوراک وغیرہ کے جملہ سامان مہیا ہوتے ہیں۔

۶۔ اس کے ساتھ جنت بھی ہو گی اور آگ بھی ہو گی اور جسے وہ جنت کہے گا وہ حقیقتاً آگ ہو گی۔
(صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ ولقد ارسلنا نوحا)

علامہ ابن حجر لکھتے ہیں:

"دجال انعام واکرام اور سزا پر قادر ہو گا جو اس کی اطاعت کرے گا اس پر انعام واکرام کرے گا گویا وہ اسے اپنی

جنت میں داخل کرے گا لیکن حقیقتاً اخروی لحاظ سے یہ جہنم ہو گی اور جو اس کی نافرمانی کرے گا وہ اس کی دنیا جہنم بنا دے گا مگر ایسے لوگ اخروی جنت کے وارث ہوں گے۔" (فتح الباری، جلد ۱۳ صفحہ ۱۲۴)

یہ علامتیں بھی آج مغربی اقوام میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

۷۔ دجال کے دونوں کانوں میں سے ہر ایک کی لمبائی تیس (۳۰) ہاتھ ہو گی۔ (کنز العمال، کتاب القیامہ من قسم الافعال، باب الدجال حدیث ۳۹۷۰۹) یعنی دجال ایسی ایجادات کرے گا جس سے پیغام رسانی کا کام آسان ہو جائے گا۔ جیسے ٹیلیفون، فیکس، ای میل وغیرہ۔ اور یہ ایجادات مغربی اقوام کی ہی ہیں۔

۸۔ مسیح موعود دجال کو باب لد کے پاس قتل کرے گا۔ (مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال) لُد کے معنی ہیں بحث کرنے والے جھگڑنے والے افراد۔ فرمایا وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا (مریم:۹۸) یعنی قرآن اس لئے آیا ہے کہ تو اس کے ذریعہ بحث کرنے والی قوم کو انذار کرے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود دجالی عقائد باطلہ کو علمی و عقلی دلائل سے توڑے گا اور اس پر فتح حاصل کرے گا چنانچہ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے عیسائیت کے خلاف ایسے روشن دلائل پیش فرمائے کہ اس کی بنیادیں ہل گئیں۔

۹۔ دجال خانہ کعبہ کا طواف کرے گا۔ علامہ تورِبشتی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت نبی اکرمؐ کی رؤیا اور مکاشفات میں سے ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خانہ کعبہ کے گرد طواف کا مطلب یہ ہے کہ آپ دین کی اصلاح اور اسے قائم کرنے کے لئے کعبہ کے گرد طواف کریں گے اور دجال دین میں فساد اور کجی پیدا کرنے کے لئے کعبہ کے گرد چکر لگائے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن باب العلامات بین یدی الساعۃ، الفصل الاول، جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۰)

۱۰۔ دجال ایک ایسے گدھے پر سوار ہو گا جو روشن ہو گا اس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر گز کا فاصلہ ہو گا۔ (التاریخ الکبیر للبخاری، المحمدون، محمد بن عقبۃ بن ابی عتاب، جزء اول صفحہ ۱۹۹) (مشکوۃ المصابیح کتاب الفتن، باب العلامات بین یدی الساعۃ ...، الفصل الثالث) دجال کے گدھے کے ایک پاؤں سے دوسرے پاؤں کا فاصلہ ایک دن اور ایک رات کے برابر ہو گا اور وہ ساری زمین کا سفر کرے گا۔ وہ بادلوں کو پکڑنے پر قادر ہو گا اور سورج کے غروب ہونے کی جانب سفر کرتے ہوئے سورج سے بھی آگے نکل جائے گا۔ وہ سمندر میں چلے گا اور سمندر کا پانی اس کے ٹخنوں تک ہو گا۔ جب وہ سفر کرے گا تو بلند آواز سے یہ اعلان کرے گا اے میرے دوستو میری طرف آجاؤ۔ اے میرے پیارو میری طرف آجاؤ۔ (کنز العمال کتاب القیامۃ من قسم الافعال باب الدجال، حدیث ۳۹۷۰۹) ان سواریوں میں سوراخ یعنی دروازے بھی ہوں گے اور زینیں یعنی نشستیں بھی ہوں گی۔ (بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۱۹۲)

ان احادیث میں دجالی قوموں کی حیرت انگیز ایجادات کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ ایسی تیز رفتار سواریاں ایجاد کریں گی

جن میں لائیٹس لگی ہوں گی جن پر بیٹھنے کے لئے نشستیں ہوں گی وہ سواریاں زمین پر بھی چلیں گی یعنی ریل گاڑیاں اور موٹریں وغیرہ اور فضا میں بھی اڑیں گی یعنی ہوائی جہاز اور سمندر میں بھی چلیں گی یعنی بحری جہاز اور گدھے کے دو کانوں کے درمیان فاصلے سے یہ مراد ہے کہ یہ قومیں ایسی ایجادات کریں گی جس سے پیغام رسانی کا کام بہت ہی کم وقت میں سرانجام دیا جاسکے گا جیسے ٹیلیفون، انٹرکام وغیرہ اور پیغام رسانی کی یہ سہولتیں دجال کی ایجاد کردہ سواریوں میں بھی موجود ہوں گی اور عملاً ایسا ہی ہو رہا ہے۔ چنانچہ بعض علماء نے دجال کے گدھے سے مراد ریل گاڑی لی ہے۔

(ہدیہ مہدویہ صفحہ ۸۹،۹۰ مطبع کانپور ۱۳۹۳ھ)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی جو علامات بیان فرمائیں تھیں وہ آج لفظ بلفظ پوری ہو چکی ہیں اور اگر دجال ظاہر ہو چکا ہے تو مسیح موعود کا ظہور بھی ضروری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسیح موعود کا بھی ظہور ہو چکا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق دجال کی تباہ کاریوں سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ اس موعود کو پہچانا جائے۔ اور اُسے قبول کیا جائے۔

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ يَنْطُفُ أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً: اس اثنا میں کہ میں سویا ہوا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ میں کعبہ کا طواف کر رہا ہوں۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گندم گوں سیدھے بالوں والا شخص ہے جس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

> "مسیح موعود کا ایسا دکھائی دینا کہ گویا وہ حمام سے غسل کر کے نکلا ہے اور موتیوں کے دانوں کی طرح آبِ غسل کے قطرے اُس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں اس کشف کے معنے یہ ہیں کہ مسیح موعود اپنی بار بار کی توبہ اور تضرع سے اپنے اس تعلق کو جو اس کو خدا کے ساتھ ہے تازہ کرتا رہے گا گویا وہ ہر وقت غسل کرتا ہے اور اُس پاک غسل کے پاک قطرے موتیوں کی طرح اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں یہ نہیں کہ انسانی سرشت کے برخلاف اس میں کوئی خارق عادت امر ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ کیا لوگوں نے اِس سے پہلے خارق عادت امر کا عیسیٰ بن مریم میں نتیجہ نہیں دیکھ لیا جس نے کروڑہا انسانوں کو جہنم کی آگ کا ایندھن بنا دیا تو کیا اب بھی یہ شوق باقی ہے کہ انسانی عادت کے برخلاف عیسیٰ آسمان سے اُترے فرشتے بھی ساتھ ہوں اور اپنے مُنہ کی پھونک سے لوگوں کو ہلاک کرے اور موتیوں کی طرح قطرے اُس کے بدن سے ٹپکتے ہوں۔ غرض مسیح موعود کے بدن سے موتیوں کی طرح قطرے ٹپکنے کے معنے جو مَیں نے لکھے ہیں وہ صحیح ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے کڑے دیکھے تھے تو کیا اِس سے کڑے ہی مُراد تھے؟ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گائیاں ذبح ہوتے دیکھیں تو کیا اس سے گائیاں ہی مُراد تھیں؟ ہرگز نہیں بلکہ اِن کے اور معانی تھے۔ پس اِسی طرح مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس رنگ میں دیکھنا کہ گویا وہ غسل کرکے آتا ہے اور غسل کے قطرے موتیوں کی طرح اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں اس کے یہی معنی ہیں کہ وہ بہت توبہ کرنے والا اور رجوع کرنے والا ہوگا اور ہمیشہ اُس کا تعلق خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ رہے گا گویا وہ ہر وقت غسل کرتا ہے اور پاک رجوع کے پاک قطرے موتیوں کے دانوں کی طرح اُس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کو غسل سے مشابہت دی ہے جیسا کہ نماز کی خوبیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کے گھر کے دروازے کے آگے نہر ہو اور وہ پانچ وقت اُس نہر میں غسل کرے تو کیا اُس کے بدن پر مَیل رہ سکتی ہے صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ اِسی طرح جو شخص پانچ وقت نماز پڑھتا ہے (جو جامع توبہ اور استغفار اور دعا اور تضرّع اور نیاز اور تحمید اور تسبیح ہے) اُس کے نفس پر بھی گناہوں کی مَیل نہیں رہ سکتی گویا وہ پانچ وقت غسل کرتا ہے۔ اِس حدیث سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے غسل کے بھی یہی معنے ہیں ورنہ جسمانی غسل میں کونسی کوئی خاص خوبی ہے۔ اِس طرح تو ہندو بھی ہر روز صبح کو غسل کرتے ہیں اور غسل کے قطرے بھی ٹپکتے ہیں۔ افسوس کہ جسمانی خیال کے آدمی ہر ایک روحانی امر کو جسمانی امور کی طرف ہی کھینچ کرلے جاتے ہیں اور یہود کی طرح اسرار اور حقائق سے ناآشنا ہیں۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲، صفحہ ۳۲۱ تا ۳۲۳)

فَإِذَا رَجُلٌ جَسِيمٌ أَحْمَرُ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قَالُوا هَذَا الدَّجَّالُ: ایک بھاری بھرکم سرخ رنگ کا شخص ہے گھنگھریالے بالوں والا، آنکھ سے کانا ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے اس کی آنکھ پھولا ہوا انگور ہے۔ لوگوں نے کہا: یہ دجال ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اور یہ امر کہ مسیح موعود دجّال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا یعنی دجّال

بھی خانہ کعبہ کا طواف کرے گا اور مسیح موعود بھی۔ اس کے معنی خود ظاہر ہیں کہ اس طواف سے ظاہری طواف مراد نہیں ورنہ یہ ماننا پڑیگا کہ دجّال خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے گا یا یہ کہ مسلمان ہو جائے گا۔ یہ دونوں باتیں خلاف نصوص حدیثیہ ہیں۔ پس بہر حال یہ حدیث قابلِ تاویل ہے اور اس کی وہ تاویل جو خدا نے میرے پر ظاہر فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایک گروہ پیدا ہو گا جس کا نام دجّال ہے وہ اسلام کا سخت دشمن ہو گا اور وہ اسلام کو نابود کرنے کے لئے جس کا مرکز خانہ کعبہ ہے چور کی طرح اُس کے گرد طواف کرے گا تا اسلام کی عمارت کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ دے اور اس کے مقابل پر مسیح موعود بھی مرکز اسلام کا طواف کرے گا جس کی تمثلی صورت خانہ کعبہ ہے اور اس طواف سے مسیح موعود کی غرض یہ ہو گی کہ اس چور کو پکڑے جس کا نام دجّال ہے اور اس کی دست درازیوں سے مرکز اسلام کو محفوظ رکھے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ رات کے وقت چور بھی گھروں کا طواف کرتا ہے اور چوکیدار بھی۔ چور کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے کہ نقب لگاوے اور گھر والوں کو تباہ کرے اور چوکیدار کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے کہ چور کو پکڑے اور اُس کو سخت عقوبت کے زندان میں داخل کراوے تا اس کی بدی سے لوگ امن میں آجاویں۔ پس اِس حدیث میں اسی مقابلہ کی طرف اشارہ ہے کہ آخری زمانہ میں وہ چور جس کو دجّال کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ناخنوں تک زور لگائے گا کہ اسلام کی عمارت کو منہدم کر دے۔ اور مسیح موعود بھی اسلام کی ہمدردی میں اپنے نعرے آسمان تک پہنچائے گا اور تمام فرشتے اس کے ساتھ ہو جائیں گے تا اِس آخری جنگ میں اُس کی فتح ہو۔ وہ نہ تھکے گا اور نہ درماندہ ہو گا اور نہ سُست ہو گا اور ناخنوں تک زور لگائے گا کہ تا اُس چور کو پکڑے اور جب اُس کی تضرّعات انتہا تک پہنچ جائیں گی تب خدا اس کے دل کو دیکھے گا کہ کہاں تک وہ اسلام کے لئے پگھل گیا تب وہ کام جو زمین نہیں کر سکتی آسمان کرے گا اور وہ فتح جو انسانی ہاتھوں سے نہیں ہو سکتی وہ فرشتوں کے ہاتھوں سے میسر آجائے گی۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲، صفحہ ۳۲۳، ۳۲۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”مسیح وہ ہوتا ہے جو خیر اور برکت کے ساتھ مسح کیا گیا ہو یعنی اس کی فطرت کو خیر وبرکت دی گئی ہو۔ یہاں تک کہ اس کا چھونا بھی خیر وبرکت کو پیدا کرتا ہو اور یہ نام حضرت عیسیٰ کو دیا گیا اور جس کو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ یہ نام دیتا ہے۔ اور اس کے مقابل پر ایک وہ بھی مسیح ہے جو شر اور لعنت کے ساتھ مسح کیا گیا یعنی اس کی فطرت شر اور لعنت پر پیدا کی گئی یہاں تک کہ اس کا چھونا بھی شر اور لعنت اور ضلالت پیدا کرتا ہے اور یہ نام مسیح دجال کو دیا گیا اور نیز ہر ایک کو جو اس کا ہم طبع ہو اور یہ دونوں نام یعنی مسیح سیاحت کرنے والا اور مسیح برکت دیا گیا یہ باہم ضد نہیں ہیں اور پہلے معنی دوسرے کو باطل نہیں کرسکتے کیونکہ خدائے تعالیٰ کی یہ بھی عادت ہے کہ ایک نام کسی کو عطا کرتا ہے اور کئی معنی اس سے مراد ہوتے ہیں اور سب اس پر صادق آتے ہیں۔“ (مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد ۱۵، صفحہ ۱۷)

بَاب۲۷: لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ

دجال مدینہ میں نہیں داخل ہوگا

۷۱۳۲: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَدِيثًا طَوِيلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيمَا يُحَدِّثُنَا بِهِ أَنَّهُ قَالَ يَأْتِي الدَّجَّالُ – وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِينَةِ – فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ

۷۱۳۲: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زہری سے روایت کی کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابوسعیدؓ نے کہا: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دجال کے متعلق ایک لمبی بات بیان کی منجملہ اس کے جو آپؐ ہم سے بیان کیا کرتے تھے یہ بات بھی ہے آپؐ نے فرمایا: دجال آئے گا اور اس پر حرام ہو گا کہ مدینہ کے راستوں سے داخل ہو تو وہ ان

الَّتِي تَلِي الْمَدِينَةَ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ - أَوْ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ - فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ فَيَقُولُ الدَّجَّالُ أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّونَ فِي الْأَمْرِ؟ فَيَقُولُونَ لَا. فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ فَيَقُولُ وَاللهِ مَا كُنْتُ فِيكَ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ فَيُرِيدُ الدَّجَّالُ أَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ.

کھاری زمینوں میں سے کسی زمین پر اُترے گا جو مدینہ کے قریب ہیں اور اُس وقت ایک شخص جو عام لوگوں سے بہتر ہو گا یا فرمایا: بہترین لوگوں میں سے ہو گا، نکل کر اس کے پاس جائے گا اور وہ کہے گا میں جانتا ہوں کہ تم وہی دجال ہو جس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا۔ تو دجال کہے گا: بھلا بتاؤ تو سہی کہ اگر میں اس کو مار ڈالوں اور پھر اسے زندہ کروں تو کیا تم اس امر میں شک کرو گے۔ لوگ کہیں گے نہیں۔ چنانچہ وہ اس کو مار ڈالے گا اور پھر اسے زندہ کرے گا اور وہ شخص کہے گا اللہ کی قسم! جتنی بصیرت مجھے آج تمہارے متعلق ہوئی ہے اس سے پہلے نہ تھی۔ دجال چاہے گا کہ اس کو مار ڈالے۔ مگر اس کو اس پر قدرت نہ دی جائے گی۔

طرفه: ۱۸۸۲۔

٧١٣٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ.

۷۱۳۳: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے مالک سے، مالک نے نعیم بن عبداللہ مجمر سے، نعیم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ کے رستوں پر فرشتے ہیں نہ طاعون اس میں داخل ہو گی اور نہ دجال۔

أطرافه: ۱۸۸۰، ۵۷۳۱۔

٧١٣٤: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُوسَى

۷۱۳۴: یحییٰ بن موسیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِينَةُ يَأْتِيهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُونَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ وَلَا الطَّاعُونُ إِنْ شَاءَ اللهُ.

یزید بن ہارون نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہمیں خبر دی۔ شعبہ نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: مدینہ میں دجال آئے گا تو وہ فرشتوں کو پائے گا کہ اس کا پہرہ دے رہے ہیں تو انشاء اللہ نہ دجال اس کے قریب پھٹکے گا اور نہ طاعون۔

أطرافه: ۱۸۸۱، ۷۱۲٤، ۷٤۷۳۔

تشریح: لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ: دجال مدینہ میں نہیں داخل ہوگا۔ عنوانِ باب اور زیرِ باب روایت میں یہ ذکر ہے کہ دجال مدینہ میں داخل نہیں ہوسکے گا۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ نہ مدینہ میں داخل ہوسکے گا اور نہ ہی مکہ میں۔ (صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر ابن صیاد) جبکہ گذشتہ باب کی روایت ۷۱۲۸ میں ذکر ہے کہ دجال خانہ کعبہ کا طواف کرے گا۔ ان میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ روایت ۷۱۲۸ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رؤیا دیکھا کہ دجال خانہ کعبہ کے گرد چکر لگا رہا ہے۔ رؤیا تعبیر طلب ہوتی ہے اس سے مراد ظاہری اور مادی صورت میں خانہ کعبہ کا طواف نہیں ہے۔ جبکہ ان روایات میں دجال کے ظاہری اور مادی طور پر داخل نہ ہونے کا ذکر ہے۔ دونوں باتیں اپنی حقیقت کے اعتبار سے درست ہیں۔

بَاب۲۸: يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ

یاجوج ماجوج

۷۱۳۵: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ عَنْ

۷۱۳۵: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی نیز اسماعیل (بن ابی اویس) نے بھی ہم سے بیان کیا کہ میرے بھائی نے مجھے بتایا۔ اُن کے بھائی نے سلیمان سے، اُنہوں نے محمد بن ابی عتیق سے، ابن ابی عتیق نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے

أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ. فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ – وَحَلَّقَ بِإِصْبَعَيْهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا – قَالَتْ زَيْنَبُ ابْنَةَ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ.

عروہ بن زبیر سے روایت کی کہ حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ نے اُن کو بتایا۔ اُنہوں نے حضرت اُم حبیبہ بنت ابی سفیانؓ سے، اُنہوں نے حضرت زینب بنت جحشؓ سے روایت کی کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس گھبرائے ہوئے آئے۔ آپؐ فرمارہے تھے: اللہ کے سوا اَور کوئی معبود نہیں۔ عربوں کی ہلاکت ہے اس شر سے جو بالکل نزدیک آن پہنچا۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار کو اس قدر کھولا گیا ہے اور آپؐ نے اپنی دونوں انگلیوں سے یعنی انگوٹھے اور اس سے جو اس کے ساتھ ملی ہوئی ہے حلقہ بنایا۔ حضرت زینب بنت جحشؓ کہتی تھیں، میں نے کہا یارسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے جبکہ ہمارے درمیان اچھے لوگ ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں جب گند بہت ہو جائے گا۔

أطرافه: ٣٣٤٦، ٣٥٩٨، ٧٠٥٩۔

٧١٣٦: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُفْتَحُ الرَّدْمُ – رَدْمُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ – مِثْلُ هَذِهِ وَعَقَدَ وُهَيْبٌ تِسْعِينَ.

۷۱۳۶: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہمیں بتایا۔ ابن طاؤس نے ہم سے بیان کیا۔ ابن طاؤس نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت ابوہریرہؓ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: وہ دیوار اِتنی کھولی جارہی ہے یعنی یاجوج ماجوج کی دیوار اور وہیب نے انگلیوں پر نوے کا عدد شمار کیا۔

طرفه: ٣٣٤٧۔

تشریح: یَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ: یاجوج ماجوج۔ دراصل دجال اور یاجوج وماجوج ایک ہی قوم کے دو نام ہیں مغربی عیسائی قوموں کے مذہبی راہنماؤں کو دجال کا نام دیا گیا ہے اور ان ہی کا سیاسی و قومی نام یاجوج وماجوج ہے۔ یاجوج وماجوج کے الفاظ اَجَّ سے مشتق ہیں جس سے مراد آگ کے شعلے مارنے اور بھڑکنے کے ہیں۔ (لسان العرب زیر لفظ یاجوج) ان قوموں کے اس نام میں ایک اشارہ آگ کو مسخر کرنے اور بڑی مہارت سے آگ سے کام لینے کی طرف ہے اور دوسرا اشارہ ان قوموں کی ناری سرشت کی طرف ہے کہ یہ متکبر قومیں چالاکی اور ہوشیاری میں یکتا ہوں گی اور انہی اقوام کا سیاسی اور قومی نام یاجوج اور ماجوج ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ خیال کہ یاجوج ماجوج بنی آدم نہیں بلکہ اور قسم کی مخلوق ہے یہ صرف جہالت کا خیال ہے۔ کیونکہ قرآن میں ذوالعقول حیوان جو عقل اور فہم سے کام لیتے ہیں اور مورد ثواب یا عذاب ہو سکتے ہیں وہ دو ہی قسم کے بیان فرمائے ہیں۔ (۱) ایک نوع انسان جو حضرت آدم کی اولاد ہیں۔ (۲) دوسرے وہ جو جنات ہیں۔ انسانوں کے گروہ کا نام معشر الانس رکھا ہے اور جنات کے گروہ کا نام معشر الجن رکھا ہے۔ پس اگر یاجوج ماجوج جن کے لئے حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں عذاب کا وعدہ ہے معشر الانس میں داخل ہیں یعنی انسان ہیں تو خواہ مخواہ ایک عجیب پیدائش ان کی طرف منسوب کرنا کہ ان کے کان اس قدر لمبے ہوں گے اور ہاتھ اس قدر لمبے ہوں گے اور اس کثرت سے وہ بچے دیں گے ان لوگوں کا کام ہے جن کی عقل محض سطحی اور بچوں کی مانند ہے اگر اس بارے میں کوئی حدیث صحیح ثابت ہو تو وہ محض استعارہ کے رنگ میں ہوگی۔ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ کی قومیں ان معنوں میں ضرور لمبے کان رکھتی ہیں کہ بذریعہ تار کے دور دور کی خبریں ان کے کانوں تک پہنچ جاتی ہیں اور خدا نے بری اور بحری لڑائیوں میں ان کے ہاتھ بھی نبرد آزمائی کی وجہ سے اس قدر لمبے بنائے ہیں کہ کسی کو ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں... پس جبکہ موجودہ واقعات نے دکھلا دیا ہے کہ ان احادیث کے یہ معنی ہیں اور عقل ان معنوں کو نہ صرف قبول کرتی بلکہ ان سے لذت اٹھاتی ہے تو پھر کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ انسانی خلقت سے بڑھ کر ان میں وہ عجیب خلقت فرض کی جائے جو سراسر غیر معقول اور اس قانون قدرت کے برخلاف ہے جو قدیم سے انسانوں

کے لئے چلا آتا ہے اور اگر کہو کہ یاجوج ماجوج جنات میں سے ہیں انسان نہیں ہیں تو یہ اور حماقت ہے کیونکہ اگر وہ جنات میں سے ہیں تو سدِّ سکندری ان کو کیونکر روک سکتی تھی جس حالت میں جنات آسمان تک پہنچ جاتے ہیں جیسا کہ آیت فَاَتۡبَعَہٗ شِہَابٌ ثَاقِبٌ[1] سے ظاہر ہوتا ہے تو کیا وہ سد سکندری کے اوپر چڑھ نہیں سکتے تھے جو آسمان کے قریب چلے جاتے ہیں۔ اور اگر کہو کہ وہ درندوں کی قسم ہیں جو عقل اور فہم نہیں رکھتے تو پھر قرآن شریف اور حدیثوں میں ان پر عذاب نازل کرنے کا کیوں وعدہ ہے کیونکہ عذاب گنہ کی پاداش میں ہوتا ہے اور نیز ان کا لڑائیاں کرنا اور سب پر غالب ہو جانا اور آخر کار آسمان کی طرف تیر چلانا صاف دلالت کرتا ہے کہ وہ ذوالعقول ہیں بلکہ دنیا کی عقل میں سب سے بڑھ کر۔"

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳، حاشیہ صفحہ ۸۴، ۸۵)

بائیبل میں روس کے فرمانرواؤں کو جوج کا نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ "اور خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا کہ اے آدم زاد جوج کی طرف جو ماجوج کی سرزمین کا ہے اور روش اور مسک اور توبل کا فرمانروا ہے متوجہ ہو اور اس کے خلاف نبوت کر اور کہہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ دیکھ اے جوج، روش اور مسک اور توبل کے فرمانروا میں تیرا مخالف ہوں۔" (حزقیل باب ۳۸ آیت ۱ تا ۳)

واضح ہو کہ مسک (ماسکو) اور توبل (ٹوبالسک) روس کے ہی مختلف علاقے ہیں۔ اور ماسکو شہر دریائے ماسکو کے کنارے آباد ہے اور اسی بنا پر اس شہر کو ماسکو کا نام دیا گیا ہے اس طرح ٹوبالسک شہر نے دریائے توبل کے کنارے پر واقع ہونے کی وجہ سے ٹوبالسک کا نام پایا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آپ نے آنے والے مسیح کا وقت یاجوج ماجوج کے ظہور کا زمانہ ٹھہرایا اور یاجوج ماجوج یوروپین عیسائی ہیں۔ کیونکہ یہ نام اَجِیْج کے لفظ سے نکالا گیا ہے جو شعلۂ آگ کو کہتے ہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ لوگ آگ سے بہت کام لیں گے اور اُن کی لڑائیاں آتشی ہتھیاروں سے ہوں گی اور اُن کے جہاز اور اُن کی ہزاروں کلیں آگ کے ذریعہ سے چلیں گی۔" (اَیَّامُ الصُّلح، روحانی خزائن جلد ۱۴، صفحہ ۴۰۱)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"کہاں ہے وہ سچا جس کی تصدیق کے لیے جاوا کی آگ نکلی؟ کہاں ہے وہ سچا جس

---

[1] (الصافات:۱۱)

کے ظہور کی علامت ظاہر کرنے کے لیے یاجوج ماجوج کی قوم ظاہر ہوئی یعنی اس قوم کا ظہور ہوا جو اپنی تمام مہمات میں اَجِیْج یعنی آگ سے کام لیتی ہے۔ اس کی لڑائیاں آگ سے ہیں۔ اس کے سفر آگ کے ذریعہ سے ہیں۔ ان کی ہزاروں کلیں آگ کے ذریعہ سے چلتی ہیں اس لئے خدا نے اپنی مقدس کتابوں میں اُن کا نام آتشی قوم یعنی یاجوج ماجوج رکھا جو پانیوں کے قریب رہتے اور آگ سے کام لیتے ہیں۔" (اَیَّامُ الصُّلح، روحانی خزائن جلد ۱۴، صفحہ ۴۰۰)

آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں

مسیح موعود کا یاجوج ماجوج کے وقت میں آنا ضروری ہے۔ اور چونکہ اَجِیْج آگ کو کہتے ہیں جس سے یاجوج ماجوج کا لفظ مشتق ہے اِس لئے جیسا کہ خدا نے مجھے سمجھایا ہے یاجوج ماجوج وہ قوم ہے جو تمام قوموں سے زیادہ دنیا میں آگ سے کام لینے میں استاد بلکہ اس کام کی موجد ہے۔ اور ان ناموں میں یہ اشارہ ہے کہ اُن کے جہاز، اُن کی ریلیں، اُن کی کلیں آگ کے ذریعہ سے چلیں گی اور اُن کی لڑائیاں آگ کے ساتھ ہوں گی اور وہ آگ سے خدمت لینے کے فن میں تمام دنیا کی قوموں سے فائق ہوں گے اور اِسی وجہ سے وہ یاجوج ماجوج کہلائیں گے۔ سو وہ یوروپ کی قومیں ہیں جو آگ کے فنون میں ایسے ماہر اور چابک اور یکتائے روزگار ہیں کہ کچھ بھی ضرور نہیں کہ اس میں زیادہ بیان کیا جائے۔ پہلی کتابوں میں بھی جو بنی اسرائیل کے نبیوں کو دی گئیں یورپ کے لوگوں کو ہی یاجوج ماجوج ٹھہرایا ہے بلکہ ماسکو کا نام بھی لکھا ہے جو قدیم پایۂ تخت روس تھا۔"

(اَیَّامُ الصُّلح، روحانی خزائن جلد ۱۴، صفحہ ۴۲۴)

آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں

"دوسری قسم کی مخلوق جو مسیح موعود کی نشانی ہے یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا ہے۔ توریت میں ممالک مغربیّہ کی بعض قوموں کو یاجوج ماجوج قرار دیا ہے۔ اور ان کا زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ٹھہرایا ہے۔ قرآن شریف نے اس قوم کے لئے ایک نشانی یہ لکھی ہے کہ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ (الأنبياء:۹۷) یعنی ہر ایک فوقیت ارضی

اُن کو حاصل ہو جائے گی اور ہر ایک قوم پر وہ فتحیاب ہو جائیں گے۔ دوسرے اس نشانی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ آگ کے کاموں میں ماہر ہوں گے یعنی آگ کے ذریعہ سے اُن کی لڑائیاں ہوں گی اور آگ کے ذریعہ سے اُن کے انجن چلیں گے اور آگ سے کام لینے میں وہ بڑی مہارت رکھیں گے اِسی وجہ سے اُن کا نام یاجوج ماجوج ہے کیونکہ اجیج آگ کے شعلہ کو کہتے ہیں اور شیطان کے وجود کی بناوٹ بھی آگ سے ہے جیسا کہ آیت خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ سے ظاہر ہے۔ اس لئے قوم یاجوج ماجوج سے اس کو ایک فطرتی مناسبت ہے اِسی وجہ سے یہی قوم اس کے اسم اعظم کی تجلّی کے لئے اور اس کا مظہر اتم بننے کے لئے موزوں ہے۔“

(تحفہ گولڑویّہ، روحانی خزائن جلد۱۷، صفحہ ۲۷۶، ۲۷۷)

آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں

”یاجوج ماجوج سے وہ قوم مراد ہے جن کو پورے طور پر ارضی قویٰ ملیں گے اور ان پر ارضی قویٰ کی ترقیات کا دائرہ ختم ہو جائے گا۔ یاجوج ماجوج کا لفظ اجیج سے لیا گیا ہے جو شعلہ نار کو کہتے ہیں۔ پس یہ وجہ تسمیہ ایک تو بیرونی لوازم کے لحاظ سے ہے جس میں یہ اشارہ ہے کہ یاجوج ماجوج کے لئے آگ مسخر کی جائے گی اور وہ اپنے دنیوی تمدّن میں آگ سے بہت کام لیں گے۔ اُن کے برّی اور بحری سفر آگ کے ذریعہ سے ہوں گے۔ ان کی لڑائیاں بھی آگ کے ذریعہ سے ہوں گی۔ ان کے تمام کاروبار کے انجن آگ کی مدد سے چلیں گے۔ دوسری وجہ تسمیہ لفظ یاجوج ماجوج کے اندرونی خواص کے لحاظ سے ہے اور وہ یہ ہے کہ اُن کی سرشت میں آتشی مادہ زیادہ ہو گا۔ وہ قومیں بہت تکبّر کریں گی اور اپنی تیزی اور چستی اور چالاکی میں آتشی خواص دکھلائیں گی اور جس طرح مٹی جب اپنے کمال تام کو پہنچتی ہے تو وہ حصہ مٹی کا کافی جوہر بن جاتا ہے جس میں آتشی مادہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ جیسے سونا چاندی اور دیگر جواہرات۔ پس اس جگہ قرآنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ یاجوج ماجوج کی سرشت میں ارضی جوہر کا کمال تام ہے جیسا کہ معدنی جواہرات میں اور فلذات میں کمال تام ہوتا ہے۔ اور یہ دلیل اس بات پر ہے کہ زمین نے

اپنے انتہائی خواص ظاہر کر دیئے اور بموجب آیت اَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا اپنے اعلیٰ سے اعلیٰ جوہر کو ظاہر کر دیا۔ اور یہ امر استدارت زمانہ پر ایک دلیل ہے۔ یعنی جب یاجوج ماجوج کی کثرت ہو گی تو سمجھا جائے گا کہ زمانہ نے اپنا پورا دائرہ دکھلا دیا اور پورے دائرہ کو رجعت بروزی لازم ہے۔ اور یاجوج ماجوج پر ارضی کمال کا ختم ہونا اس بات پر دلیل ہے کہ گویا آدم کی خلقت الف سے شروع ہو کر جو آدم کے لفظ کے حرفوں میں سے پہلا حرف ہے اس یا کے حرف پر ختم ہو گئی کہ جو یاجوج کے لفظ کے سر پر آتا ہے جو حروف کے سلسلہ کا آخری حرف ہے۔ گویا اس طرح پر یہ سلسلہ الف سے شروع ہو کر اور پھر حرف یا پر ختم ہو کر اپنے طبعی کمال کو پہنچ گیا۔

خلاصہ کلام یہ کہ آیت ممدوحہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ بروزی رجوع جو استدارت دائرہ خلقت بنی آدم کے لئے ضروری ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ یاجوج ماجوج کا ظہور اور خروج اقویٰ اور اتم طور پر ہو جائے اور ان کے ساتھ کسی غیر کو طاقت مقابلہ نہ رہے کیونکہ دائرہ کے کمال کو یہ لازم ہے کہ اَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا کا مفہوم کامل طور پر پورا ہو جائے اور تمام ارضی قوتوں کا ظہور اور بروز ہو جائے اور یاجوج ماجوج کا وجود اس بات پر دلیل کامل ہے کہ جو کچھ ارضی قوتیں اور طاقتیں انسان کے وجود میں ودیعت ہیں وہ سب ظہور میں آ گئی ہیں کیونکہ اس قوم کی فطرتی اینٹ ارضی کمالات کے پژاوہ میں ایسے طور سے پختہ ہوئی ہے کہ اس میں کسی کو بھی کلام نہیں۔ اِسی سرّ کی وجہ سے خدا نے ان کا نام یاجوج ماجوج رکھا کیونکہ ان کی فطرت کی مٹی ترقی کرتے کرتے کانی جواہرات کی طرح آتشی مادہ کی پوری وارث ہو گئی اور ظاہر ہے کہ مٹی کی ترقیات آخر جواہرات اور فلذات معدنی پر ختم ہو جاتی ہیں۔ تب معمولی مٹی کی نسبت اُن جواہرات اور فلذات میں بہت سا مادہ آگ کا آ جاتا ہے گویا مٹی کا انتہائی کمال شے کمال یافتہ کو آگ کے قریب لے آتا ہے اور پھر جنسیت کی کشش کی وجہ سے دوسرے آتشی لوازم اور کمالات بھی اسی مخلوق کو دیئے جاتے ہیں۔ غرض بنی آدم کا یہ آخری کمال ہے کہ بہت سا آتشی حصہ اُن میں داخل ہو جائے اور یہ کمال یاجوج ماجوج

میں پایا جاتا ہے۔ اور جو کچھ اس قوم کو دنیا اور دنیا کی تدابیر میں دخل ہے اور جس قدر اس قوم نے دنیوی زندگی کو رونق اور ترقی دی ہے اس سے بڑھ کر کسی کے قیاس میں متصور نہیں۔ پس اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ انسان کے ارضی قُویٰ کا عطر ہے جو اب وہ یاجوج ماجوج کے ذریعہ سے نکل رہا ہے۔ لہٰذا یاجوج ماجوج کا ظہور اور بروز اور اپنی تمام قوتوں میں کامل ہونا اس بات کا نشان ہے کہ انسانی وجود کی تمام ارضی طاقتیں ظہور میں آگئیں اور انسانی فطرت کا دائرہ اپنے کمال کو پہنچ گیا اور کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رہی۔ پس ایسے وقت کیلئے رجعت بروزی ایک لازمی امر تھا۔ اس لئے اسلامی عقیدہ میں یہ داخل ہو گیا کہ یاجوج ماجوج کے ظہور اور اقبال اور فتح کے بعد گذشتہ زمانہ کے اکثر اخیار ابرار کی رجعت بروزی ہو گی۔"

(تحفہ گولڑویّہ، روحانی خزائن، جلد۱۷، حاشیہ صفحہ ۳۲۱تا۳۲۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

٩٣- كِتَابُ الْأَحْكَام

فیصلوں کے متعلق احکام شریعت

✿✿✿✿✿✿✿

احکام لفظ حُکم کی جمع ہے۔ امام راغبؒ بیان کرتے ہیں کہ حکم کے معنی ہیں اصلاح کی خاطر روکنا اور منع کرنا۔ (المفردات فی غریب القرآن، حکم) اصمعی نے لفظ حُکُومَة کو اس کی ذیل میں بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کے معنی ہیں کسی شخص کو ظلم سے روکنا۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والے کو حاکم کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ظالم کو ظلم سے روکتا ہے۔ اہل لغت جانور کی لگام کو حَكَمَةُ الدَّابة کہتے ہیں، اس لیے کہ وہ اُسے سرکش بننے سے روکتی ہے۔ (تاج العروس، حکم) ابن فارس کہتے ہیں کہ لفظ حِكْمَة کا بھی یہی مفہوم ہے کیونکہ وہ جہالت سے منع کرتی ہے۔ (مقاييس اللغة، حکم)

علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ کتاب الاحکام سے مراد حُکم کے آداب و شرائط کا بیان کرنا ہے۔ ان کے نزدیک حکم یعنی روکنا کسی چیز کو مضبوط و مستحکم بنانا اور عیب سے بچانا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حکمِ شرعی سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ حکم ہے جو مکلّفین (یعنی انسانوں) کو ان کے اعمال کے متعلق دیا گیا ہو، خواہ وہ وجوبی ہو یا اختیاری۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ لفظ حاکم خلیفہ اور قاضی کے لیے بھی آتا ہے اور امام بخاریؒ نے اس کتاب میں ان دونوں سے متعلق امور کا ذکر کیا ہے۔ (فتح الباری جزء ١٣ صفحہ ١٣٨)

بَاب ١

قَوْلُ اللهِ تَعَالَى أَطِيْعُوا اللهَ وَ أَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (النساء: ٦٠)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اور اُن کی جو تم میں سے حاکم ہیں

٧١٣٧: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

٧١٣٧: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے زُہری سے روایت کی۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے مجھے بتایا اُنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ

مَـنْ أَطَـاعَنِي فَقَـدْ أَطَـاعَ اللهَ وَمَـنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللهَ وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيـرِي فَقَـدْ أَطَـاعَنِي وَمَـنْ عَصَـى أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي.

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

طرفه: ٢٩٥٧۔

٧١٣٨: حَـدَّثَنَا إِسْـمَاعِيلُ حَـدَّثَنِي مَالِـكٌ عَـنْ عَبْـدِ اللهِ بْـنِ دِينَـارٍ عَـنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُـمْ مَسْئُولٌ عَـنْ رَعِيَّتِـهِ، فَالْإِمَـامُ الْأَعْظَـمُ الَّـذِي عَلَى النَّـاسِ رَاعٍ وَهُـوَ مَسْئُولٌ عَـنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُـلُ رَاعٍ عَلَى أَهْـلِ بَيْتِهِ وَهُـوَ مَسْئُولٌ عَـنْ رَعِيَّتِـهِ، وَالْمَـرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ، أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُـمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.

٧١٣٨: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے عبداللہ بن دینار سے، اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو تم میں سے ہر ایک پاسبان ہے اور تم میں سے ہر ایک کو اُس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ وہ بڑا امام بھی جو لوگوں پر مقرر ہے ایک پاسبان ہے اور اسے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا اور مرد بھی اپنے گھر والوں کا پاسبان ہے اور وہ بھی اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا اور عورت بھی اپنے خاوند کے گھر والوں اور اس کی اولاد کی پاسبان ہے اور وہ بھی ان کے متعلق پوچھی جائے گی اور آدمی کا غلام بھی اپنے آقا کے مال کا پاسبان ہے اور اس سے بھی اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ دیکھو خیال رکھو تم میں سے ہر ایک پاسبان ہے۔ اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔

أطرافه: ٨٩٣، ٢٤٠٩، ٢٥٥٤، ٢٥٥٨، ٢٧٥١، ٥١٨٨، ٥٢٠٠۔

تشریح: اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ : اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اور اُن کی جو تم میں سے حاکم ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”یہ سنت اللہ ہے کہ وہ انسانوں کو متفرق طور پر چھوڑنا نہیں چاہتا بلکہ جیسا کہ اس نے نظام شمسی میں بہت سے ستاروں کو داخل کر کے سورج کو اس نظام کی بادشاہی بخشی ہے ایسا ہی وہ عام مومنوں کو ستاروں کی طرح حسب مراتب روشنی بخش کر امام الزمان کو ان کا سورج قرار دیتا ہے اور یہ سنت الٰہی یہاں تک اس کی آفرینش میں پائی جاتی ہے کہ شہد کی مکھیوں میں بھی یہ نظام موجود ہے کہ ان میں بھی ایک امام ہوتا ہے جو یعسوب کہلاتا ہے۔ اور جسمانی سلطنت میں بھی یہی خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک قوم میں ایک امیر اور بادشاہ ہو۔ اور خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہے جو تفرقہ پسند کرتے ہیں اور ایک امیر کے تحتِ حکم نہیں چلتے۔ حالانکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے: اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء:٦٠) اُولِی الْاَمْر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔ اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے۔“ (ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۴۹۳)

نیز آپؑ نے فرمایا:

”اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم، قوم نہیں

کہلا سکتی اور ان میں ملّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔ اور اگر اختلاف رائے اور پھوٹ رہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ اِدبار اور تنزل کے نشانات ہیں۔ مسلمانوں کے ضعف اور تنزل کے مِنجملہ دیگر اسباب کے باہم اختلاف اور اندرونی تنازعات بھی ہیں۔ پس اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تو سرّ ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صحابہؓ بڑے بڑے اہل الرائے تھے۔ خدا نے اُن کی بناوٹ ایسی ہی رکھی تھی وہ اصول سیاست سے بھی خوب واقف تھے کیونکہ آخر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرامؓ خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بارِ گراں کو سنبھالا ہے اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپؐ نے کچھ فرمایا اپنی تمام راؤں اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا اور جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی کو واجب العمل قرار دیا۔''

(الحکم، ۱۰ر فروری ۱۹۰۱ء، صفحہ ۱، ۲)

آپؑ نے فرمایا:

''قرآن شریف میں حکم ہے اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء: ۶۰) یہاں اُولِي الْاَمْر کی اطاعت کا حکم صاف طور پر موجود ہے اور اگر کوئی شخص کہے کہ مِنْكُمْ میں گورنمنٹ داخل نہیں، تو یہ اُس کی صریح غلطی ہے۔ گورنمنٹ جو حکم شریعت کے مطابق دیتی ہے، وہ اسے مِنْكُمْ میں داخل کرتا ہے۔ مثلاً جو شخص ہماری مخالفت نہیں کرتا وہ ہم میں داخل ہے۔ اشارۃ النص کے طور پر قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہیے اور اس کے حکم مان لینے چاہئیں۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۷۱)

بَاب ٢: اَلْأُمَرَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ

امیر قریش سے ہوں گے

٧١٣٩: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَهُمْ عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُونُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ فَقَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رِجَالًا مِنْكُمْ يُحَدِّثُونَ أَحَادِيثَ لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَا تُؤثَرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُولَئِكَ جُهَّالُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِيَّ الَّتِي تُضِلُّ أَهْلَهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللهُ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ مَا أَقَامُوا الدِّينَ.

٧١٣٩: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زُہری سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: محمد بن جبیر بن مطعمؒ کہتے تھے کہ حضرت معاویہؓ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ عنقریب قحطان سے ایک بادشاہ ہوگا اور ابن جبیر اس وقت قریش کے نمائندوں کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس تھے یہ سن کر حضرت معاویہؓ رنجیدہ ہوئے اور کھڑے ہوگئے اور اُنہوں نے اللہ کی وہ تعریف کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر اُنہوں نے کہا: امّا بعد مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں اور نہ ہی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو تم میں سے بڑے ہی جاہل ہیں۔ اس لئے تم اپنے آپ کو ایسے جھوٹے خیالات سے بچائے رکھو جو ان لوگوں کو گمراہ کررہے ہیں جو ایسے خیالات رکھتے ہیں۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ یہ امارت قریش میں رہے گی جب تک کہ وہ دین کو قائم رکھیں گے، جو کوئی بھی اُن سے دشمنی کرے گا تو ضرور ہی اللہ اس کو اس کے منہ کے بل آگ میں اوندھا گرائے گا۔

تَابَعَهُ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ.

طرفه: ۳۵۰۰۔

(شعیب کی طرح) نعیم نے بھی اس حدیث کو ابن مبارک سے روایت کیا۔ اُنہوں نے معمر سے، معمر نے زُہری سے، زُہری نے محمد بن جبیر سے روایت کی۔

۷۱۴۰: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ هَذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ.

طرفه: ۳۵۰۱۔

۷۱۴۰: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم بن محمد نے ہمیں بتایا۔ میں نے اپنے باپ سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ حضرت ابن عمرؓ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ امارت قریش میں ہی رہے گی جب تک کہ ان میں دو باقی رہیں گے۔

تشریح: اَلْأُمَرَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ: امیر قریش سے ہوں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف تو ائمہ اثنا عشر کی قریش سے ہونے کی خبر دی ہے اور ایک طرف فرمایا ہے کہ ہر ایک صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ ایک مجدد مبعوث فرمائے گا جو کہ دین کی تجدید کرے گا۔ پس اگر انسان تھوڑی سی غور کرے تو وہ ائمہ اثنا عشر کا پتہ ان دو حدیث سے لگا سکتا ہے کیونکہ اب چودھویں صدی ہے۔ پہلی صدی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی اور بموجب تشابہ سلسلہ محمدیہ اور سلسلہ موسویہ چودھویں مسیح موعود کی ہوئی اور باراں صدیوں کے بارہ امام مجدد ہوئے اور وہ عموماً قریش ہی تھے نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد کل امام اثنا عشر ہوں گے اور وہ قریش ہوں گے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ قریش سے اثنا عشر ہوں گے اور ان کی نفی یہاں سے ہرگز نہیں مفہوم ہوتی اور یہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ يُسْلَبُ الْمُلْكُ مِنْ قُرَيْشٍ بلکہ تشابہ سلسلہ موسویہ سے چاہتا ہے کہ آخری خلیفہ امہات کی طرف اگرچہ قریش یا خصوصاً

سادات سے ہو، لاکن آباء کی طرف سے قریش اور سادات سے ہرگز نہ ہو جیسا کہ سلسلہ موسویہ کا آخری خلیفہ اگرچہ والدہ کی طرف سے وہ کچھ ہو لیکن باپ کی طرف سے جو کہ منشاء نسب ہوتا ہے ہرگز اسرائیلی نہ تھا اور اگر ان سب امور کو ہم پس پشت ڈال دیں تو پھر یہ بھی تو حدیث ہے کہ سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ۔''

(ارشادات نور، جلد اوّل صفحہ ۲۸۸، ۲۸۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اصل بات یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کشفی طور پر دکھایا گیا تھا کہ خلیفے قریش سے ہوں گے، خواہ حقیقی طور پر یا بروزی طور پر۔ جیسے دجال کا بروز بتایا۔ اسی طرح پر سلاطین مغلیہ وغیرہ بروزی طور پر قریش ہی ہیں۔ خدا نے جو عہدہ ان کو دیا وہ اس کے متکفل رہے۔ جب تک خدا نے چاہا وہ سلطنت کرتے رہے۔ جب تک کوئی بروز کے مسئلے کو نہیں سمجھتا، اس پیش گوئی کی حقیقت کو سمجھ نہیں سکتا اور آخر اُس کو اس پیشگوئی کو جھٹلانا پڑے گا۔ جب اصل قریش میں استعداد نہ رہی اور اِس قوم میں وہ استعداد پائی گئی، تو خدا نے وہ عہدہ اس کے حوالے کیا۔ یہی وجہ ہے کہ طبعاً سلطان روم کی متابعت اختیار کی اور سچی محبت سے اس کو قبول کیا۔ یہ تصنع اور بناوٹ سے نہیں ہوا، بلکہ دلوں نے یہ فتویٰ دیا کہ وہ خادم حرمین الشریفین ہے۔ اظلالی امور ہمیشہ ہوتے ہیں اور ہوں گے۔ یہ معنی ہیں اَلْاَئِمَّةُ مِنَ الْقُرَيْش کے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۰۰)

بَاب ۳: أَجْرُ مَنْ قَضَى بِالْحِكْمَةِ

اس شخص کا ثواب جو درست فیصلہ کرے

لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (المائدة: ٤٨)

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو اس شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کی تو یہی وہ لوگ ہیں جو فاسق ہیں۔

٧١٤١: حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ

۷۱۴۱: شہاب بن عباد نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن حمید نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اسماعیل

إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَآخَرُ آتَاهُ اللهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا.

(بن ابی خالد) سے، اسماعیل نے قیس (بن ابی حازم) سے، قیس نے حضرت عبد اللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رشک نہ ہونا چاہیئے مگر دو آدمیوں کے متعلق۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا ہو پھر اللہ نے اس کو حق میں خرچ کرنے کی توفیق دی اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے دانشمندی دی ہو اور وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔

أطرافه: ۷۳، ۱٤۰۹، ۷۳۱٦۔

تشریح: **أَجْرُ مَنْ قَضَى بِالْحِكْمَةِ:** اس شخص کا ثواب جو درست فیصلہ کرے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”جب انسان فرقان مجید کی سچی متابعت اختیار کرتا ہے اور اپنے نفس کو اس کے امر و نہی کے بکلّی حوالہ کر دیتا ہے اور کامل محبت اور اخلاص سے اس کی ہدایتوں میں غور کرتا ہے اور کوئی اعراض صوری یا معنوی باقی نہیں رہتا۔ تب اس کی نظر اور فکر کو حضرت فیاض مطلق کی طرف سے ایک نور عطا کیا جاتا ہے اور ایک لطیف عقل اس کو بخشی جاتی ہے جس سے عجیب غریب لطائف اور نکات علم الٰہی کے جو کلام الٰہی میں پوشیدہ ہیں اس پر کھلتے ہیں اور ابر نیساں کے رنگ میں معارف دقیقہ اس کے دل پر برستے ہیں۔ وہی معارف دقیقہ ہیں جن کو فرقان مجید میں حکمت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے: يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (البقرة:۲۷۰) یعنی خدا جس کو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جس کو حکمت دی گئی اس کو خیر کثیر دی گئی ہے یعنی حکمت خیر کثیر پر مشتمل ہے اور جس نے حکمت پائی اس نے خیر کثیر کو پالیا۔ سو یہ علوم و معارف جو دوسرے لفظوں میں حکمت کے نام سے موسوم ہیں یہ خیر کثیر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بحر محیط کے رنگ میں ہیں جو کلام الٰہی کے تابعین کو دیئے جاتے ہیں اور ان کے فکر اور نظر میں ایک ایسی برکت

رکھی جاتی ہے جو اعلیٰ درجہ کے حقائق حقّہ اُن کے نفس آئینہ صفت پر منعکس ہوتے رہتے ہیں اور کامل صداقتیں ان پر منکشف ہوتی رہتی ہیں۔ اور تائیداتِ الٰہیہ ہر یک تحقیق اور تدقیق کے وقت کچھ ایسا سامان ان کے لئے میسر کر دیتی ہیں جس سے بیان ان کا ادھورا اور ناقص نہیں رہتا اور نہ کچھ غلطی واقعہ ہوتی ہے۔ سو جو جو علوم و معارف و دقائق حقائق و لطائف و نکات و ادلّہ و براہین ان کو سوجھتے ہیں وہ اپنی کمیت اور کیفیت میں ایسے مرتبہ کاملہ پر واقع ہوتے ہیں کہ جو خارق عادت ہے اور جس کا موازنہ اور مقابلہ دوسرے لوگوں سے ممکن نہیں کیونکہ وہ اپنے آپ ہی نہیں بلکہ تفہیم غیبی اور تائید صمدی ان کی پیش رَو ہوتی ہے۔ اور اسی تفہیم کی طاقت سے وہ اسرار اور انوار قرآنی اُن پر کھلتے ہیں کہ جو صرف عقل کی دود آمیز روشنی سے کھل نہیں سکتے۔ اور یہ علوم و معارف جو اُن کو عطا ہوتے ہیں جن سے ذات اور صفات الٰہی کے متعلق اور عالم معاد کی نسبت لطیف اور باریک باتیں اور نہایت عمیق حقیقتیں اُن پر ظاہر ہوتی ہیں یہ ایک روحانی خوارق ہیں کہ جو بالغ نظروں کی نگاہوں میں جسمانی خوارق سے اعلیٰ اور الطف ہیں بلکہ غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ عارفین اور اہل اللہ کا قدر و منزلت دانشمندوں کی نظر میں اِنہی خوارق سے معلوم ہوتا ہے اور وہی خوارق ان کی منزلت عالیہ کی زینت اور آرائش اور ان کے چہرہ صلاحیت کی زیبائی اور خوبصورتی ہیں۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ ۵۳۳، ۵۳۴ حاشیہ در حاشیہ)

بَاب ٤ : اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً

امام کی بات سننا اور ماننا جب تک کہ وہ بات معصیت نہ ہو

٧١٤٢: حَـدَّثَنَا مُسَـدَّدٌ حَـدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنِ

۷۱۴۲: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ بن سعید (قطان) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے ابو تیاح سے، ابو تیاح نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو اور

اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ.

أطرافه: ٦٩٣، ٦٩٦۔

مانو اگر تم پر ایک ایسا حبشی غلام ہی حاکم مقرر کیا گیا ہو کہ جس کا سر گویا ایک منقہ ہے۔

٧١٤٣: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الْجَعْدِ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرْوِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوتُ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.

أطرافه: ٧٠٥٣، ٧٠٥٤۔

۷۱۴۳: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے جعد سے، جعد نے ابورجاء سے، ابورجاء نے حضرت ابن عباسؓ سے، وہ آنحضورؐ سے روایت کرتے ہوئے کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے امیر سے کوئی بات دیکھے اور اس کو بُرا منائے تو وہ صبر کرے کیونکہ جو کوئی بھی جماعت سے ایک بالشت بھی الگ ہو کر مر گیا تو وہ یقیناً جاہلیت کی موت ہی مرا۔

٧١٤٤: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ.

طرفه: ٢٩٥٥۔

۷۱۴۴: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ بن سعید (قطان) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عبیداللہ (عمری) سے روایت کی کہ نافع نے مجھے بتایا، نافع نے حضرت عبداللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہ سے، اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا: سننا اور اطاعت کرنا مسلمان شخص پر اُن اُمور میں جن کو وہ پسند کرے یا ناپسند کرے ضروری ہے جب تک کہ اُسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے جب معصیت کا حکم دیا گیا ہو تو پھر نہ سننا ہوگا نہ ماننا ہوگا۔

٧١٤٥: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ فَغَضِبَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُطِيعُونِي؟ قَالُوا بَلَى. قَالَ قَدْ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَمَا جَمَعْتُمْ حَطَبًا وَأَوْقَدْتُمْ نَارًا ثُمَّ دَخَلْتُمْ فِيهَا، فَجَمَعُوا حَطَبًا فَأَوْقَدُوا نَارًا فَلَمَّا هَمُّوا بِالدُّخُولِ فَقَامُوْا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّمَا تَبِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرَارًا مِنَ النَّارِ أَفَنَدْخُلُهَا؟ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ خَمَدَتِ النَّارُ وَسَكَنَ غَضَبُهُ، فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا أَبَدًا إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ.

أطرافه: ٤٣٤٠، ٧٢٥٧-

۷۱۴۵: عمر بن حفص بن غیاث نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ سعد بن عبیدہ نے ہمیں بتایا۔ سعد نے ابوعبدالرحمٰن سے، اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا اور اُس پر ایک انصاری شخص کو امیر مقرر کیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس کی فرمانبرداری کریں۔ پھر وہ اُن پر ناراض جو ہوا، کہنے لگا: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہیں دیا تھا کہ تم میری فرمانبرداری کرو؟ اُنہوں نے کہا: بے شک۔ اُس نے کہا: میں تم سے سنجیدگی سے یہ کہتا ہوں کہ تم لکڑیاں اکٹھی کرو اور آگ جلاؤ پھر اس آگ میں گھس جاؤ۔ چنانچہ اُنہوں نے لکڑیاں اکٹھی کیں اور آگ جلائی۔ جب اُنہوں نے گھسنے کا ارادہ کیا تو وہ کھڑے ہوگئے، ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ اُن میں سے بعض نے کہا: ہم نے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آگ سے بچنے کے لئے پیروی کی تھی، کیا ہم اس میں اب داخل ہو جائیں؟ وہ انہی باتوں میں تھے کہ اتنے میں وہ آگ بجھ گئی اور اس کا غصہ بھی تھم گیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: اگر وہ اس آگ میں داخل ہوتے تو اس سے کبھی نہ نکلتے۔ اطاعت تو معروف بات میں ہوتی ہے۔

تشریح: اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً: امام کی بات سننا اور ماننا جب تک کہ وہ بات معصیت نہ ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

... احادیث میں اُمراء اور حکام کی بے انصافیوں اور خلافِ شرع کاموں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لیکن پھر بھی آپؐ نے یہ فرمایا کہ اِن کے خلاف بغاوت کرنے کا تمہیں حق نہیں ہے۔ حکومت کے خلاف مظاہرے، توڑ پھوڑ اور باغیانہ روش اختیار کرنے والوں کا طرزِ عمل خلافِ شریعت ہے۔

حدیث... کے الفاظ ہیں کہ وَأَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا أَن تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ اقرار بھی لیا کہ جو شخص حاکم بن جائے ہم اُس سے جھگڑا نہیں کریں گے سوائے اس کے کہ تم اعلانیہ اُس کو کفر کرتے ہوئے دیکھو جس پر تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہو۔ ......اس حدیث میں اصل الفاظ یہی ہیں کہ تم نے اطاعت کرنی ہے سوائے اس کے کہ ایسی بات کی جائے جو کفر کی بات ہو یا تمہیں کفر پر مجبور کیا جارہا ہو۔ اس کے علاوہ ہر معاملے میں اطاعت ہونی چاہئے اور اُس صورت میں بھی بغاوت نہیں ہے بلکہ وہ بات نہیں ماننی۔ ...... اطاعت نہ کرنے کی بعض حالات میں جیسا کہ مَیں نے کہا سوائے اس کے کہ کفر پر مجبور کیا جارہا ہو، جو ہمیں جماعت میں ایک مثال نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ جب پاکستان میں یا بعض دوسرے ممالک میں احمدیوں کو کہا جاتا ہے کہ تم اپنے آپ کو مسلمان نہ کہو تو ہم یہ بات ماننے کو تیار نہیں۔ ہم مسلمان کہتے ہیں۔ یا کلمہ نہ پڑھو۔ ہم پڑھتے ہیں۔ یا ایک دوسرے کو سلام نہ کہو، یا قرآنِ کریم نہ پڑھو۔ تو یہ ہمارے مذہب کا اور دین کا معاملہ ہے۔ اس بارہ میں جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے اطاعت کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہاں بھی ہم بغاوت نہیں کرتے۔ صرف اِن معاملوں میں ہم کبھی کسی قسم کے قانون کو مان ہی نہیں سکتے کیونکہ یہ شریعت کا معاملہ ہے۔ اللہ اور رسول کے حکموں کا معاملہ ہے۔ جہاں تک ملک کے دوسرے قوانین کا تعلق ہے، اس کے باوجود ہر احمدی ہر قانون کی پابندی کرتا ہے۔

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اپریل ۲۰۱۱، جلد ۹ صفحہ ۱۵۶، ۱۵۷)

حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم اے فرماتے ہیں:

’’ہر مسلمان پر اپنے امیر کا حکم ماننا فرض ہے خواہ وہ حکم اسے پسند ہو یا نہ ہو۔ لیکن اگر اسے کوئی ایسا حکم دیا جاوے جس میں خدائی قانون کی صریح نافرمانی لازم آتی ہو تو ایسے حکم کا سننا اور ماننا اس پر فرض نہیں ہو گا۔

اگر باوجود رعایا کے اس نیک مشورہ اور اس جزوی عدم اطاعت کے کسی امیر کے ناجائز احکام کا سلسلہ ترقی کرتا جاوے اور وہ برملا طور پر خدائی قانون سیاست اور خدائی قانون شریعت کے خلاف قدم زن ہونا شروع کر دے۔ حتّٰی کہ اس کی امارت اس حد تک ضرر رساں صورت اختیار کر لے کہ اسے توڑنے کے لیے ملک کے امن اور جماعت کے اتحاد تک کو خطرے میں ڈالنا مناسب ہو جاوے تو اس قسم کے انتہائی حالات میں لوگوں کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ اس امیر کی اطاعت سے خروج کر کے اس کے عزل کے لیے ساعی ہوں۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيْ مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَاَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَعَلٰى اَلَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی عبادہؓ بن صامت روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیعت میں یہ اقرار لیا کرتے تھے کہ ہم ہر حال میں اپنے امیر کی اطاعت کریں گے۔ عسر میں اور یسر میں۔ پسندیدگی کی حالت میں اور ناپسندیدگی کی حالت میں خواہ ہمارے حقوق ہمیں ملیں یا ہم سے چھینے جائیں۔ اور یہ کہ ہم کسی حالت میں بھی اپنے امیروں کے ساتھ امارت کے معاملہ میں تنازعہ نہیں کرینگے۔ مگر آپ نے فرمایا ’’ہاں اگر تم اپنے امیر کے رویہ میں کوئی ایسا کھلا کھلا کفر پاؤ یعنی خدا کے کسی اصولی قانون کی ایسی صریح نافرمانی دیکھو جس کے متعلق تمہارے پاس خدا کی طرف سے کوئی روشن اور قطعی دلیل موجود ہو، تو پھر تمہیں اس کے ساتھ امارت کے معاملہ میں تنازعہ کرنے کا حق ہے۔‘‘ اس حدیث میں جو کفر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ اس سے صرف عقیدہ کا کفر مراد نہیں بلکہ قانون سیاست اور قانون شریعت کے کسی اصل الاصول کا توڑنا مراد ہے۔ چنانچہ دوسری حدیث میں آتا ہے کہ کسی بے گناہ مسلمان کا ناجائز قتل بھی کفر میں داخل ہے۔ اور محقق صحابہ نے ان خلاف شریعت کارروائیوں کو بھی جو حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں فتنہ پردازوں کی

طرف سے شروع ہو گئی تھیں کفر قرار دیا ہے۔ مگر امیر کے خلاف سر اٹھانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ یہ کفر بالکل صریح اور کھلا کھلا ہو اور کسی اجتہادی غلطی یا مشتبہ حالات کا نتیجہ نہ ہو۔ حتّٰی کہ امیر کی بریت کے لیے امکانی طور پر بھی تاویل کا کوئی دروازہ کھلا نہ رہے اور اسکی امارت اس حد تک خطرناک صورت اختیار کر لے کہ اس کے توڑنے کے لیے ملک کے امن اور قوم کے اتحاد تک کو خطرے میں ڈالنا ضروری ہو جاوے۔

(سیرت خاتم النبیین ﷺ صفحہ ۷۲۴،۷۲۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اگر کسی امیر نے غلطی سے آپ کو کوئی غلط حکم دے دیا ہے اور اگر وہ حکم قرآنی تعلیمات کے منافی نہیں آپ کو اس کی اطاعت کرنی ہے۔ جیسا میں نے واضح کر دیا ہے اگر وہ حکم قرآن کریم کی تعلیمات کے منافی نہیں تو پھر آپ پر اطاعت فرض ہے۔ اور اگر کسی آیت قرآنی کی تفسیر میں اختلاف بھی ہو تب بھی آپ نے بات ماننی ہے۔ کیونکہ یہ آپ کا کام نہیں کہ اس کی تاویل ڈھونڈ کر امیر کی اطاعت نہ کرنے کا بہانہ تلاش کریں۔

حضرت رسول کریم ﷺ نے امیر کی اطاعت پر اتنا زور دیا ہے کہ لوگ تعجب کرتے تھے۔ کسی نے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کیا اگر کوئی شخص ایسا ایسا ہو تو کیا پھر بھی ہم اس کی اطاعت کریں۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں پھر بھی۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو تب بھی ہمیں اسکی اطاعت کرنی ہے۔ آنحضور ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا کہ اگر ایک حبشی غلام جس کا سر منقّہ کے دانے برابر ہو اور وہ تمہارے اوپر مقرر ہو جائے تب بھی تم نے اسکی اطاعت کرنی ہے۔ اب یہ وہ کمزوریاں تھیں جو عرب ذہن کو مشتعل کرتی تھیں۔ عرب ذہن اس بات کے ماننے کو تیار نہیں تھا کہ وہ کسی عجمی کی اطاعت کرے اور پھر ایسا شخص جو افریقہ کے سیاہ فام باشندوں کی سرزمین سے تعلق رکھتا ہو۔ اس زمانہ کے عرب اس طرح کے لوگوں کی اطاعت کو خاص اپنی بے عزتی سمجھتے تھے۔ اس پر مستزاد یہ کہ وہ غلام بھی ہو۔ ایک حبشی اور اوپر سے غلام، دو باتیں اکٹھی ہو کر عربوں کے لئے انہیں اپنا راہنما ماننا بہت مشکل تھا۔ پھر بڑے سر قیادت اور عقلمندی کی نشانی تھے۔ اور عرب بڑے سر ہونے پر فخر کرتے تھے کہ یہ عقل و دانش

کی نشانی ہے۔ اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ جتنا سر چھوٹا ہو گا اتنا ہی وہ شخص احمق اور بے وقوف ہو گا۔ اگر چھوٹا سر ہے تو زیادہ احمق ہو گا۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے یہ دونوں کمزوریاں جمع فرمادیں اور فرمایا کہ اگر وہ ایک حبشی غلام ہو جس کا سر بھی اتنا چھوٹا ہو کہ محسوس ہو کہ اسکا دماغ ہی نہیں ہے، تب بھی اگر وہ امیر مقرر ہو جائے تو اسکی اطاعت کرو۔ (صحیح بخاری، کتاب الاحکام، باب السمع والطاعة للامام مالم تکن معصیة)

اسی صورت حال کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ جب کوئی شخص نماز کی امامت کروا رہا ہو۔ بعض لوگ متجسّس ہوتے ہیں اور لوگوں کے بارہ میں ایسی معلومات رکھتے ہیں جو باقی جماعت کو معلوم نہیں ہوتیں۔ ...وہ کہتے ہیں کہ ہمیں پتہ ہے، وہ برائیوں کا شکار ہے۔ خواہ ان کے پاس کافی ثبوت ہو یا نہ ہو۔ خواہ وہ اس الزام کے ثبوت میں اسلامی قوانین کے مطابق تسلی بخش شہادت پیش نہ کر سکیں۔ انہیں اس سے کوئی غرض نہیں۔ وہ صرف ایک ہی رٹ لگائے رکھتے ہیں کہ ہمیں علم ہے کہ فلاں فلاں شخص برائیوں کا شکار ہے۔ چنانچہ اسے کوئی عہدہ نہیں ملنا چاہیئے۔ خصوصاً اس کے امام الصلوٰۃ ہونے کے بارہ میں وہ اختلاف رکھتے ہیں۔

یہ سوالات حضرت محمد ﷺ کے زمانہ میں بھی اٹھائے گئے تھے اور ان کا قیامت تک کیلئے فیصلہ فرما دیا گیا۔ دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی شخص بدکار ہو، نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والا ہو، بدتہذیب ہو اور نہایت بُرے کردار کا شخص ہو، اگر وہ امام الصلوٰۃ مقرر ہو جائے اور بعض لوگوں کی نظر میں اس کا امام ہونا کھٹکتا ہے کہ متقی لوگ اس قسم کے شخص کی پیروی میں نماز باجماعت کے لئے کھڑے ہوں تو اس قسم کے امام الصلوٰۃ مقرر ہونے کی صورت میں متبعین کو کیا کرنا چاہیئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ ہی نمازیں قبول فرمائے گا۔ کیونکہ نمازیں امام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب امامة البر والفاجر) کیا ہی حسین تعلیم ہے اور یہ کتنی خوبصورت اور سلامتی والی ہے۔ اسی وجہ سے اس کا نام اسلام ہے۔ اس کا مطلب ہے سلامتی۔ اس سے امن پھیلتا ہے۔ یہ سلامتی لاتی ہے اور سلامتی کا پیغام دیتی ہے۔ اسلام میں کوئی تفرقہ قابل قبول نہیں۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات کی اس روح کے ساتھ آپ اپنے امیر اور دیگر عہدیداران کی پیروی کریں۔ اس بات سے قطع نظر کہ آپ انہیں متقی سمجھتے ہیں یا نہیں۔ یہ آپ کا کام نہیں کہ اس بارہ میں کوئی رائے دیں۔ یہ بعد الموت اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔" (خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ / اکتوبر ۱۹۸۲، جلد اوّل صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۲)

بَاب ٥: مَنْ لَمْ يَسْأَلِ الْإِمَارَةَ أَعَانَهُ اللهُ عَلَيْهَا

جو حکومت کا خواہاں نہ ہو اللہ اس کی مدد کرے گا

٧١٤٦: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ وَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ.

۷۱۴۶: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن حازم نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے حسن (بصری) سے، حسن نے حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: عبد الرحمٰنؓ حکومت کی درخواست نہ کرو۔ کیونکہ اگر مانگنے پر تمہیں وہ دی گئی تو تمہیں اس کے سپرد کر دیا جائے گا اور اگر بغیر مانگنے کے تمہیں وہ دی گئی تو اس کے سر انجام دینے میں تمہاری مدد کی جائے گی اور اگر تم کوئی قسم کھا بیٹھو پھر تم اس کے سوا کسی اور بات کو اس سے بہتر دیکھو تو اپنی قسم کا کفارہ دے دو اور وہی بات کرو جو بہتر ہے۔

أطرافه: ٦٦٢٢، ٦٧٢٢، ٧١٤٧-

تشریح: مَنْ لَمْ يَسْأَلِ الْإِمَارَةَ أَعَانَهُ اللهُ عَلَيْهَا: جو حکومت کا خواہاں نہ ہو اللہ اس کی مدد کرے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دو لڑکوں کو لے جا کر یہ سفارش کی کہ ان کا بھی یہ خیال ہے اور مجھے بھی یہی خیال ہے کہ زکوٰۃ کی وصولی پر ان کو لگایا

جائے۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابو ذر جسے عہدہ کی خواہش ہو ہم اسے عہدہ نہیں دیتے۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب النھی عن طلب الامارۃ حدیث:۱۷۴۷) جب خدا دیتا ہے تو پھر توفیق دیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی مدد بھی کرتا ہے۔ اس خواہش کے بغیر کوئی شخص کسی بھی خدمت پر معمور کیا جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے کہ اس کی مدد بھی کرے اور اس میں برکت بھی ڈالے۔ فرمایا کہ جب مانگ کر لیا جائے تو پھر کام جو ہے وہ حاوی کر دیا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ٹھیک ہے تم نے مانگ کے کام لیا، تم سمجھتے ہو مَیں اس کا اہل ہوں، تمہاری آگے آنے کی بڑی خواہش تھی تو پھر یہ ساری ذمہ داریاں نبھاؤ۔ مَیں دیکھوں تم کس حد تک نبھاتے ہو؟ پس عہدے کی خواہش جو ہے اس میں نفس پسندی کا دخل ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہ بات بالکل پسند نہیں کہ انسان اپنے نفس کا زیادہ سے زیادہ اظہار کرے۔

...... اگر کسی میں کسی بھی قسم کی صلاحیت ہے تو اس صلاحیت کا اظہار چاہے وہ پیشہ وارانہ ہو یا اور علمی نوعیت کی ہو یا کسی بھی قسم کی ہو تو اس صلاحیت کا اظہار عہدیداران کی یا دوسرے کی مدد کرکے کیا جاسکتا ہے۔ بغیر عہدے کے بھی خدمت کی جاسکتی ہے۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خدمت کرنی ہے تو پھر عہدے کی خواہش تو کوئی چیز نہیں ہے۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳/مارچ ۲۰۰۹، جلد۷ صفحہ ۱۳۸)

وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"عہدیداران کو بھی بعض دفعہ - قسم تو نہیں کھاتے لیکن - بعض ضدیں ہوتی ہیں کہ یہ کام اس طرح نہیں ہونا چاہئے تو اگر جماعت کے مفاد میں ہو تو پھر تمہاری ضدیں یا تمہاری قسمیں زیادہ اہم نہیں ہیں۔ ان کو ختم کرو۔ یہ جماعت کے مفاد میں حائل نہیں ہونی چاہئیں بلکہ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اس طرح کام ہونا چاہئے جس طرح جماعت کے حق میں بہترین ہو۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسانی پیدا کرو

اور تنگی پیدا نہ کرو۔ اور اچھی خبر ہی دیا کرو اور لوگوں کو بِدکایا نہ کرو۔(صحیح البخاری کتاب العلم، باب ما کان النبی ﷺ یتخولھم بالموعظة والعلم کی لا ینفروا) تو اصولی قواعد بھی اس لئے ہیں کہ صحیح سمت میں چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حکموں پر چلتے ہوئے لوگوں کے لئے بہتری اور آسانی پیدا کی جائے۔ تمہاری ضدیں، تمہاری قسمیں، تمہاری انائیں کبھی بھی کسی بات میں حائل نہ ہوں جس سے لوگ تنگ ہوں۔ اگر کوئی قاعدہ بن بھی گیا ہے یا کوئی فیصلہ ہو بھی گیا ہے اگر اس سے لوگ تنگ ہو رہے ہیں تو بدلا جا سکتا ہے۔ انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ لوگ ہمیشہ تمہارے پاس خوشی کی خبروں اور محبت اور پیار کے پیغاموں کے لئے اکٹھے ہوا کریں، نہ کہ تنگ ہونے کے لئے دور بھاگتے چلے جائیں۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ر دسمبر ۲۰۰۴ء، جلد دوم صفحہ ۹۵۱، ۹۵۲)

بَاب ٦: مَنْ سَأَلَ الْإِمَارَةَ وُكِلَ إِلَيْهَا

جس نے حکومت مانگی اس کو اس کے سپرد کر دیا جائے گا

٧١٤٧: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَأْتِ الَّذِي

۷۱۴۷: ابومعمر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہمیں بتایا۔ یونس نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے حسن (بصری) سے، اُنہوں نے کہا حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: عبدالرحمٰن بن سمرہؓ حکومت نہ مانگو کیونکہ اگر مانگنے پر تمہیں وہ دی گئی تو تمہیں اس کے سپرد کر دیا جائے گا اور اگر بغیر مانگنے کے تمہیں وہ دی گئی تو اس کے نباہنے میں تمہاری مدد کی جائے گی اور جب تم کوئی قسم کھا بیٹھو پھر تم اس کے سوا

هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ. کسی اور بات کو اس سے بہتر سمجھو تو پھر تم وہی کرو جو بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ دو۔

أطرافه: ٦٦٢٢، ٦٧٢٢، ٧١٤٦۔

تشریح: **مَنْ سَأَلَ الْإِمَارَةَ وُكِلَ إِلَيْهَا:** جس نے حکومت مانگی اس کو اس کے سپرد کر دیا جائے گا۔
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عہدے مانگنے سے متعلق منع فرمایا کہ کسی عہدہ کی خواہش نہیں کرنی تو اس لئے کہ وہ قرض نہیں امانت ہے۔ جتنی ذمہ داریاں ہیں وہ ساری امانتیں ہیں۔ چنانچہ جب بعض لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خواہش کی کہ ہمیں فلاں جگہ کی ولایت دے دیں یا فلاں جگہ کی امارت دے دیں تو آپؐ نے فرمایا کہ بالکل نہیں، یہ وہ امانت ہے جو مانگی نہیں جائے گی۔ یہ میرا کام ہے اور میرے سپرد ہے کہ میں جسے تم میں سے بہترین سمجھوں اس کے سپرد کروں۔ تمہارا یہ کام ہی نہیں کہ امانت مانگو۔ فرمایا کہ جو شخص امانت نہیں مانگتا بلکہ اس کے سپرد کی جاتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ اس کا مؤکل ہو جاتا ہے، اس کے لئے آسانی پیدا فرما دیتا ہے اور جو شخص خواہش کر کے لیتا ہے تو وہ امانت اس کے لئے بوجھ بنا دی جاتی ہے، وہ اس بوجھ کو اٹھا نہیں سکتا۔ (الجامع الصحیح البخاری، کتاب الأيمان والنذر، باب قول الله لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ) پس امانت اور قرض کے فرق کو ملحوظ رکھیں۔ امانت میں آپ کو کسی شخص نے از خود دیا ہے۔ دنیا کے لین دین میں جب ہم قرض سے فرق کرنے کے لئے امانت کی بات کرتے ہیں تو مطلب یہ بنے گا کہ آپ نے کوئی خواہش نہیں کی بلکہ ایک شخص کو ضرورت تھی...... ایسی صورت میں آپ کا کچھ احسان اس پر ہو جاتا ہے کیونکہ آپ نے ذمہ داری قبول کر لی۔ اس کا ثواب اللہ تعالیٰ آپ کو عطا فرمائے گا لیکن جب آپ قرض لیتے ہیں تو آپ امین بھی ہیں اور زیر احسان بھی آ جاتے ہیں۔...... پس قرض کو وقت پر وعدہ کے مطابق ادا کرنا یہ امانت سے بھی زیادہ ضروری ہے کیونکہ اس میں انسان احسان کے نیچے آیا ہوا ہوتا ہے وہ دو قسم کا مجرم بن جاتا ہے۔ احسان کش بھی محسن کش بھی اور خائن بھی بن جاتا ہے۔“

(خطباتِ طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲/ دسمبر ۱۹۸۳ء، جلد ۲ صفحہ ۶۱۱، ۶۱۲)

بَاب ۷: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْإِمَارَةِ

حکومت کی خواہش کرنا ناپسندیدہ ہے

٧١٤٨: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَسَتَكُونُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ. وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حُمْرَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ.

۷۱۴۸: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی ذئب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے سعید مقبری سے، سعید نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: تم حکومت کی حرص کرو گے اور قیامت کے دن وہ تمہارے لئے ندامت کا موجب ہو گی۔ دودھ پلانے والی تو وہ اچھی ہے اور دودھ چھڑانے والی بُری ہے۔ اور محمد بن بشار نے کہا: ہم سے عبداللہ بن حُمران نے بیان کیا کہ عبدالحمید بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے سعید مقبری سے، سعید نے عمر بن حکم سے، عمر نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اُن کا یہی قول نقل کیا۔

٧١٤٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ قَوْمِي فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ أَمِّرْنَا يَا رَسُولَ اللهِ وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَهُ فَقَالَ إِنَّا لَا نُوَلِّي هَذَا مَنْ سَأَلَهُ وَلَا مَنْ حَرَصَ عَلَيْهِ.

۷۱۴۹: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ اُبواُسامہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے بُرَید سے، بُرَید نے ابوبردہ سے، ابوبردہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں اور میری قوم میں سے دو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور اُن دو آدمیوں میں سے ایک نے کہا: یارسول اللہ! ہمیں بھی امیر بنائیں اور دوسرے نے بھی ایسا ہی کہا تو آپؐ نے فرمایا: ہم اِس امارت پر اس کو مقرر نہیں کیا کرتے جو اِس کی درخواست کرے اور نہ اُس کو جو اِس کی حرص کرے۔

أطرافه: ۲۲٦۱، ۳۰۳۸، ٤۳٤۱، ٤۳٤٤، ٦۱۲٤، ٦۹۲۳، ۷۱٥٦، ۷۱٥۷، ۷۱۷۲۔

تشریح: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْإِمَارَةِ: حکومت کی خواہش کرنا ناپسندیدہ ہے۔
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"بجائے عہدہ کی خواہش رکھنے کے استغفار کی طرف توجہ دینی چاہئے کہ اگر کسی وقت بھی میرے سپرد یہ خدمت ہوئی تو میں اس کو احسن رنگ میں سرانجام دے سکوں۔ عہدہ کی خواہش رکھنے والے کے بارے میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسے شخص کو پھر عہدہ ہی نہ دو۔

اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ امانتوں کی حفاظت کرو تم اس بارے میں پوچھے جاؤ گے۔ عہدے اور جماعتی خدمت بھی امانتیں ہیں۔ اگر انسان کے دل میں تقویٰ ہو تو وہ ہر وقت خوفزدہ رہے کہ جو خدمت میرے سپرد ہے اُس کا حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے میری جواب طلبی ہو گی اور کسی بندے کے سامنے جواب طلبی نہیں ہو گی جس کو باتوں میں چَرا کر دھوکہ دیا جا سکتا ہو بلکہ اُس عالم الغیب، علیم و خبیر خدا کے سامنے جواب دہی ہو گی جس سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں، جسے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ پس اگر یہ بات سب عہدیدار بھی سامنے رکھیں اور عہدوں کی خواہش رکھنے والے بھی سامنے رکھیں تو نفسانی خواہشات کے بجائے تقویٰ کی طرف قدم آگے بڑھیں گے۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جون ۲۰۱۲، جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۶)

نیز آپ نے فرمایا:

"عُہدے کوئی بڑائی نہیں بلکہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ دعاؤں کے ساتھ اپنی ذمہ داری کو نبھانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ سمیع ہے، وہ تمہاری دعاؤں کو سنتا ہے، خاص طور پر جب خدا تعالیٰ کے حکموں پر پورا اُترنے کی دعائیں کی جائیں تو اللہ تعالیٰ کی مدد ضرور شاملِ حال ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح رائے دینے والے پر، ووٹ دینے والے پر گہری نظر رکھنے والا ہے، اُسی طرح عہدیدار پر بھی اُس کی گہری نظر ہے۔ اگر اپنی ذمہ داری نہیں نبھائیں گے، اگر عدل اور انصاف سے فیصلے نہیں کریں گے، اگر اپنے کاموں کو اُن کا حق ادا کرتے ہوئے نہیں بجالائیں گے تو پھر خدا تعالیٰ جو ہر چیز کو دیکھ رہا ہے، وہ فرماتا ہے پھر تم پوچھے بھی جاؤ گے۔ تمہاری جواب طلبی ہو گی۔

پس یہ ہر اُس شخص کے لئے بہت خوف کا مقام ہے جس کے سپرد کوئی نہ کوئی خدمت کی جاتی ہے۔ لوگوں کو عُہدوں کی بڑی خواہش ہوتی ہے۔ لیکن اگر اُن کو پتہ ہو کہ یہ کتنی بڑی ذمہ داری ہے اور اس کا حق ادا نہ کرنے پر خدا تعالیٰ کی ناراضگی بھی ہو سکتی ہے اور اُس کی گرفت بھی ہو سکتی ہے تو ہر عہدیدار سب سے بڑھ کر، دوسروں سے بڑھ کر دن اور رات استغفار کرنے والا ہو۔

ہر عہدیدار کو یاد رکھنا چاہئے کہ ووٹ حاصل کرنے کے بعد یا عہدہ کی منظوری آجانے کے بعد وہ آزاد نہیں ہو گیا، بلکہ ایسے بندھن میں بندھ گیا ہے جس کو نہ نبھانے کی صورت میں یا اپنی استعدادوں اور صلاحیتوں کے مطابق نہ بجالانے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لینے والا بھی ہو سکتا ہے۔ ہر عہدیدار نے ہر فردِ جماعت کا حق بھی ادا کرنا ہے اور جماعت کا مجموعی طور پر بحیثیت جماعت بھی حق ادا کرنا ہے۔ کیونکہ ہر عہدیدار کو یہ سوچنا چاہئے کہ مَیں ایک جماعتی عہدیدار ہوں اور کسی بھی قسم کی میری کمزوری جماعت کو متاثر کر سکتی ہے یا جماعت کے نام کو بدنام کرنے والی ہو سکتی ہے۔ اس لئے اُسے یہ حق بھی ادا کرنے والا ہونا چاہئے اور پھر اپنے نمونے قائم کرتے ہوئے دینی حقوق کے ساتھ ساتھ دنیاوی حقوق کی بھی مثال قائم کرنی چاہئے۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ میرا ذاتی معاملہ ہے، مَیں اس میں جو مرضی کروں۔ جماعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اس لئے مجھے آزادی ہے جو چاہوں مَیں کروں۔ ہر عہدیدار کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اُس کی ذات بھی اب ہر معاملے میں جماعتی مفادات کے تابع ہے۔"

(خطباتِ مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲/ اپریل ۲۰۱۳، جلد ۱۱ صفحہ ۲۲۶، ۲۲۷)

بَاب ۸: مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ

جو شخص کسی رعیت کا والی بنایا گیا اور پھر خیر خواہی نہیں کی

۷۱۵۰: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي

۷۱۵۰: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابو الاشہب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے حسن (بصری) سے روایت کی کہ عبید اللہ بن زیاد نے حضرت معقل

مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ اللهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنُصْحِهِ لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ.

بن یسارؓ کی اس بیماری میں عیادت کی جس میں وہ فوت ہوگئے تو حضرت معقلؓ نے ان سے کہا: میں تم سے ایک بات کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: جس بندے کو بھی اللہ کسی رعیت کا والی بنائے اور وہ اس کی پورے طور پر خیر خواہی نہ کرے تو وہ جنت کی خوشبو قطعًا نہ پائے گا۔

طرفہ: ۷۱۵۱۔

۷۱۵۱: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ قَالَ زَائِدَةُ ذَكَرَهُ هِشَامٌ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ أَتَيْنَا مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ نَعُودُهُ فَدَخَلَ عَلَيْنَا عُبَيْدُ اللهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا مِنْ وَالٍ يَلِي رَعِيَّةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَيَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهُمْ إِلَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ.

۷۱۵۱: اسحاق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ حسین جعفی نے ہمیں بتایا زائدہ نے کہا اس حدیث کو ہشام نے اُن سے بیان کیا۔ ہشام نے حسن سے روایت کی۔ حسن نے کہا: ہم حضرت معقل بن یسارؓ کے پاس ان کی عیادت کے لئے آئے اتنے میں عبید اللہ (بن زیاد) بھی اندر آئے تو حضرت معقلؓ نے اُن سے کہا: میں تم سے ایک ایسی بات بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی آپؐ نے فرمایا: جو حاکم بھی مسلمانوں میں سے کسی رعیت کا والی بنتا ہے اور وہ ایسی حالت میں فوت ہو جائے کہ وہ اُن کا بدخواہ ہو تو اللہ اُس پر جنت کو حرام کر دے گا۔

طرفہ: ۷۱۵۰۔

تشریح: مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ: جو شخص کسی رعیت کا والی بنایا گیا اور پھر خیر خواہی نہیں کی۔ شارح بخاری علامہ ابن بطالؒ بیان کرتے ہیں کہ والی یعنی حاکم پر رعیت کی خیر خواہی فرض ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں ظالم حکمرانوں کے لیے شدید انذار ہے کیونکہ جس کسی نے اللہ تعالیٰ کی

سپرد کردہ رعایا کے امور کی نگرانی میں کوتاہی کی، یا ان سے خیانت کی، یا ان پر ظلم کیا تو قیامت کے دن اُس سے بندوں کے مظالم کا مؤاخذہ کیا جائے گا۔ پس وہ کیسے ایک بڑی قوم کے ظلم سے خلاصی پاسکے گا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حاکم پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ اپنے اور مظلوموں کے درمیان کوئی پردہ یعنی روک حائل نہ ہونے دے۔ کیونکہ اس بارہ میں بھی سخت انذار واقع ہوا ہے۔ حضرت ابو مریم فلسطینی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: جو کوئی لوگوں کے امور میں سے کسی امر پر نگران ہو اور وہ ان کی مفلسی، ان کی محتاجی اور ان کی بھوک سے پردے میں رہا تو اللہ تعالیٰ بھی اُس کی مفلسی، محتاجی اور بھوک (دُور کرنے) سے پردہ کرلے گا۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اگر امراء نے ایسا کیا تو انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے اور تمام مومنوں سے خیانت کی۔

(شرح صحیح البخاری لابن بطال، جزء ۸ صفحہ ۲۱۹، ۲۲۰)

بَاب ۹: مَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ

جو لوگوں کو مشکلات میں ڈالے تو اللہ اس کو مشکلات میں ڈالے گا

۷۱۵۲: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ طَرِيفٍ أَبِي تَمِيمَةَ قَالَ شَهِدْتُ صَفْوَانَ وَجُنْدَبًا وَأَصْحَابَهُ وَهُوَ يُوصِيهِمْ فَقَالُوا هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ وَمَنْ شَاقَ شَقَقَ[1] اللّٰهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالُوا أَوْصِنَا فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُنْتِنُ مِنَ الْإِنْسَانِ بَطْنُهُ فَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ

۷۱۵۲: اسحاق واسطی نے ہم سے بیان کیا کہ خالد نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے جُرَیری سے، جریری نے طریف ابو تمیمہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں صفوان اور حضرت جندبؓ اور ان کے ساتھیوں میں موجود تھا جبکہ حضرت جندبؓ اُن کو نصیحت کر رہے تھے تو اُنہوں نے پوچھا، کیا آپؐ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ اُنہوں نے کہا: میں نے آپؐ کو یہ فرماتے سنا جس نے شہرت پیدا کرنے کے لئے کوئی نیک کام کیا اللہ قیامت کے دن اس کی ریاکاری کو سنائے گا اور جس نے سختی کی اللہ قیامت کے دن اس پر بھی سختی کرے گا۔ یہ سن کر لوگوں نے کہا: آپؐ ہمیں

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں یہاں لفظ "يَشْقُقُ" ہے (فتح الباری، جزء ۱۳ حاشیہ صفحہ ۱۶۰) ترجمہ اسکے مطابق ہے۔

لَا يَأْكُلَ إِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ وَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يُحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ بِمِلْءِ كَفٍّ مِّنْ دَمٍ هَرَاقَهُ فَلْيَفْعَلْ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ مَنْ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جُنْدَبٌ؟ قَالَ نَعَمْ جُنْدَبٌ.

نصیحت کریں تو انہوں نے کہا: پہلی چیز جو انسان کی سڑتی ہے وہ اس کا پیٹ ہے اس لئے جو یہ کر سکے کہ سوائے پاکیزہ کے کچھ اور چیز نہ کھائے تو چاہیئے کہ وہ نہ کھائے اور جس سے یہ ہو سکے کہ چلو بھر لہو کی وجہ سے کہ جس کو اس نے بہایا ہے اپنے آپ کو جنت میں داخل ہونے سے نہ روکے تو چاہیئے کہ وہ نہ روکے۔ (فربری کہتے ہیں:) میں نے ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) سے پوچھا: یہ کس نے کہا تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، کیا حضرت جندبؓ نے؟ اُنہوں نے کہا: ہاں حضرت جندبؓ نے۔

طرفه: ٦٤٩٩۔

تشریح: مَنْ شَاقَّ شَقَّ اللهُ عَلَيْهِ: جو لوگوں کو مشکلات میں ڈالے تو اللہ اس کو مشکلات میں ڈالے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”میں کسی ایسے امیر کو جو لوگوں کا ہمدرد نہیں ہے مقرر کرنا بالکل پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ خلیفہ کا سب احمدیوں سے براہِ راست تعلق ہوتا ہے اور انہیں اس لئے اس کی اطاعت کے لئے نہیں کہا جاتا کہ وہ اس سے کمتر ہیں۔ بلکہ صرف نظم و ضبط قائم رکھنے کے لئے اطاعت کے لیے کہا جاتا ہے۔ نہ کہ کسی اور وجہ سے مگر نظم و ضبط کا مطلب سختی اور غیر ہمدردانہ رویہ نہیں ہے۔ میں خود کو کسی ایسے امیر کے ہاتھوں میں محفوظ نہیں سمجھتا جو احمدیوں سے اس قسم کا رویہ اختیار نہیں کرتا جو مجھے پسند ہے۔ چنانچہ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ کوئی مشنری انچارج، کوئی صدر اپنی طاقت کا غلط استعمال کرے۔ کیونکہ اگر وہ ان احمدیوں کو جو اللہ تعالیٰ کی خاطر ان کی اطاعت کرتے ہیں تکلیف دیں گے تو دراصل وہ مجھے تکلیف پہنچائیں گے اور وہ اللہ کے راستہ سے بھٹک جائیں گے۔

یہ ایک بہت سنجیدہ معاملہ ہے۔ آپ کو اس اعتماد پر جو آپ پر کیا گیا ہے پورا اُترنا چاہئے۔ اور اس طرح سلوک کرنا چاہئے جیسا حضرت محمد ﷺ کا اپنے صحابہؓ سے تھا۔

حضور اکرم ﷺ سے بڑھ کر اس دنیا میں کسی شخصیت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ دنیا میں آپؐ سے بڑھ کر کسی اور کے اختیارات کا خیال بھی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی نمائندگی میں مبعوث ہوئے تھے اور آپؐ کی طرح کسی نے بھی اللہ تعالیٰ کی اس رنگ میں نمائندگی کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس لئے اگر بعض افراد اسلامی نظام پر معترض ہوتے ہوئے اسے آمریت سے تعبیر کرتے ہیں تو وہ غلطی پر ہیں۔ کرۂ ارض پر کوئی شخص دنیوی اصطلاح کی رو سے کوئی ایسی آمرانہ حیثیت یا آمریت کا دعویٰ نہیں کر سکتا جس قسم کا روحانی اقتدار اعلیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے بعد من جانب اللہ عطا ہوا۔ جہاں تک دنیوی آمریت کا تعلق ہے اس کی اسلام میں کوئی جگہ نہیں۔ اسلام کی رو سے کسی مقتدر ہستی کی جتنی زیادہ طاقت یا قوت بڑھتی جائے گی اتنا زیادہ مقام خوف بڑھتا جائے گا کیونکہ بالآخر سب اللہ تعالیٰ کو جوابدہ ہیں۔ نتیجۃً طاقت کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ خوف بہت بڑھ جاتا ہے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے اس طاقت کو نہایت عاجزانہ طور پر استعمال فرمایا اور اتنے خوبصورت اور عمدہ انداز سے کہ آپؐ کی تمام زندگی پر کوئی انگلی بھی نہیں اٹھا سکتا کہ کسی بھی موقع پر آمریت کا کوئی شائبہ بھی پیدا ہوا ہو۔ آپؐ نے نہایت دانشمندی اور حکمت سے حکومت کی، آپؐ نے محبت سے حکومت کی۔ اور اگر یہ تین پہلو موجود ہوں تو پھر آمریت کا سر اُٹھانا ناممکن ہے۔ آمریت کا حکمت سے کوئی رشتہ نہیں، نہ ہی دانشمندی یا محبت سے۔ آمریت کا ان سب سے تعلق ہی کوئی نہیں۔ تو یہ وہ انتظامی طریق ہے جو احمدیوں کو خواہ وہ کسی سطح پر خدمت کر رہے ہوں اپنانا چاہئے۔ انہیں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ وہ اس اعتماد کو جو ان پر کیا گیا ہے قائم رکھیں اور کسی بھی رنگ میں اپنی طاقت کا غلط استعمال نہ کریں۔ اور اگر یہ دونوں پہلو اختیار کئے جائیں تو بہت سے مسائل خود بخود ختم ہو جائیں گے۔"

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۸؍اکتوبر ۱۹۸۲ء، جلد اوّل صفحہ ۱۹۳، ۱۹۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اگر حاکم ظالم ہو تو اس کو بُرا نہ کہتے پھرو بلکہ اپنی حالت میں اصلاح کرو۔ خدا اُس کو

بدل دے گا یا اُسی کو نیک کر دے گا۔ جو تکلیف آتی ہے وہ اپنی ہی بد عملیوں کے سبب آتی ہے ورنہ مومن کے ساتھ خدا کا ستارہ ہوتا ہے۔ مومن کے لئے خدا تعالیٰ آپ سامان مہیا کر دیتا ہے۔ میری نصیحت یہی ہے کہ ہر طرح سے تم نیکی کا نمونہ بنو، خدا کے حقوق بھی تلف نہ کرو اور بندوں کے حقوق بھی تلف نہ کرو۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ ۲۴۶ زیر آیت سورۃ النساء: ۶۰)

بَاب ۱۰: الْقَضَاءُ وَالْفُتْيَا فِي الطَّرِيقِ

راستے میں کوئی فیصلہ کرنا اور فتویٰ دینا

وَقَضَى يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِي الطَّرِيقِ وَقَضَى الشَّعْبِيُّ عَلَى بَابِ دَارِهِ.

اور یحییٰ بن یعمر نے راستے میں فیصلہ کیا اور شعبی نے بھی اپنے گھر کے دروازے پر فیصلہ کیا۔

۷۱۵۳: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجَانِ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَقِيَنَا رَجُلٌ عِنْدَ سُدَّةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَتَى السَّاعَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟ فَكَأَنَّ الرَّجُلَ اسْتَكَانَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيرَ[1] صِيَامٍ وَلَا صَلَاةٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلَكِنِّ أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ

۷۱۵۳: عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر (بن عبدالحمید) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے منصور سے، منصور نے سالم بن ابی الجعد سے روایت کی کہ ہمیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا۔ اُنہوں نے کہا: میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکل رہے تھے کہ اسی اثنا میں ہمیں مسجد کے دروازے پر ایک شخص ملا اور وہ کہنے لگا: یارسول اللہ! وہ گھڑی کب ہوگی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم نے اس کے لئے کیا سامان تیار کر رکھا ہے؟ یہ سنتے ہی جیسے وہ شخص دب گیا۔ پھر کہنے لگا: یارسول اللہ! میں نے اس گھڑی کیلئے نہ بہت روزے اور نہ بہت نماز اور نہ صدقہ تیار کیا ہے مگر اتنی بات ہے کہ میں اللہ اور اس

---

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں لفظ "کَثِیْرَ" ہے (فتح الباری جزء ۱۳ حاشیہ صفحہ ۱۶۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ.

کے رسول سے محبت رکھتا ہوں آپؐ نے فرمایا: تم انہی کے ساتھ ہوگے جن سے تم نے محبت رکھی۔

أطرافه: ٣٦٨٨، ٦١٦٧، ٦١٧١-

تشریح: **اَلْقَضَاءُ وَالْفُتْيَا فِي الطَّرِيقِ:** راستے میں کوئی فیصلہ کرنا اور فتویٰ دینا۔ علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ معنونہ حدیث سے راستے میں فتویٰ دینے کا جواز ثابت ہے۔ علامہ ابن بطالؒ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ استدلال بھی ہوتا ہے کہ سائل کو جواب دینے اور فتویٰ دینے سے عالم کا خاموش رہنا بھی جائز ہے جبکہ مسئلہ غیر معروف ہو یا ایسا ہو کہ لوگوں کو اس کی ضرورت نہ ہو یا ایسا ہو کہ اس سے کسی فتنہ کا یا بُری تاویل لیے جانے کا خدشہ ہو۔ علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ سوار یا پیدل چلتے ہوئے فیصلہ کرنے کے جواز یا عدمِ جواز کے متعلق اختلاف ہے۔ اشہب کہتے ہیں کہ اگر معاملہ سمجھنا مشکل نہ ہو تو (ایسی حالت میں فیصلہ دینے میں) کچھ حرج بھی نہیں۔ سحنون نے کہا کہ ایسے (فیصلہ) نہیں کرنا چاہیئے۔ ابن حبیب کہتے ہیں کہ آسان معاملہ کا فیصلہ کرنے میں تو حرج نہیں ہے، لیکن اگر معاملہ ایسا ہو کہ پہلی دفعہ دیکھا جا رہا ہو تو ایسی صورت میں درست نہیں۔ علامہ ابن التین کہتے ہیں کہ کسی دقیق مسئلہ کا راستے میں فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۳ صفحہ ۱۶۳، ۱۶۴)

بَاب ١١: مَا ذُكِرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لَهُ بَوَّابٌ

یہ جو ذکر کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دربان نہ تھا

٧١٥٤: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ لِامْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ تَعْرِفِينَ فُلَانَةَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهَا وَهِيَ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي فَقَالَتْ إِلَيْكَ عَنِّي فَإِنَّكَ خِلْوٌ مِنْ مُصِيبَتِي قَالَ فَجَاوَزَهَا وَمَضَى فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ فَقَالَ مَا قَالَ

۷۱۵۴: اسحاق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الصمد نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ ثابت بُنانی نے ہمیں بتایا۔ ثابت نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی۔ وہ اپنے گھر والوں میں سے کسی عورت سے کہہ رہے تھے: کیا تم فلاں عورت کو جانتی ہو؟ اُس نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گزرے اور وہ ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کو اپنا سپر بناؤ اور صبر کرو۔ وہ بولی: مجھ سے چلے جاؤ کیونکہ تمہیں وہ دکھ نہیں جو مجھے

لَكِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا عَرَفْتُهُ قَالَ إِنَّهُ لَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَاءَتْ إِلَى بَابِهِ فَلَمْ تَجِدْ عَلَيْهِ بَوَّابًا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ مَا عَرَفْتُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ.

ہے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو چھوڑ کر آگے چلے گئے۔ پھر ایک اور شخص اس کے پاس سے گزرا اُس نے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کیا کہا تھا؟ وہ بولی میں نے اُن کو نہیں پہچانا۔ اس آدمی نے کہا: وہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: یہ سن کر وہ عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئی اور وہاں کوئی دربان نہ پایا۔ کہنے لگی: یارسول اللہ! بخدا میں نے آپؐ کو پہچانا نہیں تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: صبر تو وہی ہے جو شروع صدمہ میں ہو۔

أطرافه: ۱۲۵۲، ۱۲۸۳، ۱۳۰۲۔

تشریح: **مَا ذُكِرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ لَهُ بَوَّابٌ:** یہ جو ذکر کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دربان نہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”ایک اور روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو لوگوں میں سے زیادہ محبوب اور اس کے زیادہ قریب انصاف پسند حاکم ہوگا اور سخت ناپسندیدہ اور سب سے زیادہ دور ظالم حاکم ہوگا۔ (ترمذی، ابواب الاحکام، باب فی الامام العادل)

پس سب کو چاہئے کہ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے محبوب بنیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کے لئے وہ طریقے اختیار کریں جو اللہ تعالیٰ کے رسول نے بتائے ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے ابوالحسن بیان کرتے ہیں کہ عمروؓ بن مرہ نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو امام حاجت مندوں، ناداروں، غریبوں کے لئے اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ضروریات وغیرہ کے لئے آسمان کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔ حضور علیہ السلام

کے اس ارشاد کو سننے کے بعد حضرت معاویہ نے ایک شخص کو مقرر کر دیا کہ لوگوں کی ضروریات اور مشکلات کا مداوا کیا کرے اور ان کی ضرورتیں پوری کرے۔ (ترمذی، کتاب الاحکام، باب فی امام الرعیة)"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ ۳۱؍ دسمبر ۲۰۰۴، جلد دوم صفحہ ۹۵۰)

آپ مزید فرماتے ہیں:

"بعض عہدیداروں کے متعلق شکوہ ہے کہ لوگ کسی کام کے لیے عہدیداروں کے پاس اپنے کام کا حرج کر کے جاتے ہیں تو بعض عہدیدار، امراء بعض دفعہ مہینہ مہینہ نہیں ملتے۔ ہو سکتا ہے اس میں کچھ مبالغہ بھی ہو کیونکہ شکایت کرنے والے بعض دفعہ مبالغہ بھی کر جاتے ہیں لیکن دنوں بھی کسی سے کیوں چکر لگوائے جائیں۔ اس لئے امراء کو چاہئے کہ وقت مقرر کریں کہ اس وقت دفتر ضرور حاضر ہوں گے اور پھر اس وقت میں لوگوں کی ضروریات پوری کریں۔ بعض امراء یہ کرتے ہیں کہ اپنے نمائندے بٹھا دیتے ہیں اور ان نمائندوں کو یہ اختیار نہیں ہوتا کہ فلاں فیصلہ بھی کرنا ہے، اب اگر اس فیصلے کے لیے جانا پڑے تو پھر ان کو انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ امراء خود جائیں یا پھر اپنے نمائندے کو پورے اختیار دیں۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱؍ دسمبر ۲۰۰۴، جلد دوم، صفحہ ۹۵۴)

نیز آپ نے فرمایا:

"جو لیڈر بنایا گیا ہے وہ قوم کا خادم بن کر خدمت کرے۔ صرف منہ سے کہنے کی حد تک نہیں۔ چار آدمی کھڑے ہوں تو کہہ دیا جی میں تو خادم ہوں بلکہ عملاً ہر بات سے ہر فعل سے یہ اظہار ہوتا ہو کہ یہ واقعی خدمت کرنے والے ہیں اور اگر اس نظریے سے بات نہیں کہہ رہے تو یقیناً پوچھے جائیں گے۔ جو ذمہ داری ڈالی گئی ہے اس کو پوری طرح ادا نہ کرنے کی وجہ سے یقینا جواب طلبی ہو گی۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران اور ذمہ دار بنایا ہے وہ اگر لوگوں کی نگرانی اور اپنے فرائض کی ادائیگی اور ان کی

خیر خواہی میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے مرنے پر اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر دے گا۔ اور اسے بہشت نصیب نہیں کرے گا۔ (مسلم، کتاب الایمان، باب استحقاق الوالی الغاش لرعیۃ النار)

اب دیکھیں اس انذار کے بعد کون ہے جو بڑھ بڑھ کر اختیارات کو حاصل کرنے کی خواہش کرے یا عہدے کو حاصل کرنے کی خواہش کرے۔ یہ تو ایسا خوف کا مقام ہے کہ اگر صحیح فہم اور ادراک ہو تو انسان ایک کونے میں لگ کے بیٹھ جائے۔ پس عہدیدار اس فضل الٰہی کی قدر کریں اور اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔ اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں۔ اللہ تعالیٰ کا غضب لینے کی بجائے اس کی محبت حاصل کرنے والے بنیں۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ ۳۱/ دسمبر ۲۰۰۴، جلد دوم صفحہ ۹۴۹، ۹۵۰)

بَاب ۱۲

اَلْحَاكِمُ يَحْكُمُ بِالْقَتْلِ عَلَى مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ دُونَ الْإِمَامِ الَّذِي فَوْقَهُ

حاکم ایسے شخص کے قتل کا فیصلہ کرسکتا ہے جس کا قتل واجب ہے بغیر اس امام کی اجازت کے جو اسکے اوپر ہے

۷۱۵۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الذُّهْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ كَانَ يَكُونُ بَيْنَ يَدَيْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْأَمِيرِ.

۷۱۵۵: محمد بن خالد ذُہلی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبد اللہ انصاری نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے ثمامہ سے، ثمامہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: قیس بن سعدؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس طرح رہا کرتے تھے جیسے کوتوال امیر کے سامنے۔

۷۱۵۶: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى هُوَ الْقَطَّانُ عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبُو

۷۱۵۶: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ قطان نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے قرہ بن خالد سے روایت کی کہ مجھے حمید بن ہلال نے بتایا۔ ابوبردہ

بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ وَأَتْبَعَهُ بِمُعَاذٍ.

نے ہم سے بیان کیا۔ ابوبردہ نے حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو بھیجا اور اُن کے پیچھے حضرت معاذ (بن جبلؓ) کو روانہ کیا۔

أطرافه: ۲۲۶۱، ۲۲۶۱، ۳۰۳۸، ۴۳۴۱، ۴۳۴۴، ۶۱۲۴، ۶۹۲۳، ۷۱۴۹، ۷۱۵۷، ۷۱۷۲۔

۷۱۵۷: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَجُلًا أَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ فَأَتَى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَهُوَ عِنْدَ أَبِي مُوسَى فَقَالَ مَا لِهَذَا قَالَ أَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتَّى أَقْتُلَهُ قَضَاءَ اللهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۷۱۵۷: عبداللہ بن صباح نے مجھ سے بیان کیا کہ محبوب بن حسن نے ہمیں بتایا۔ خالد (حذاء) نے ہم سے بیان کیا۔ خالد نے حمید بن ہلال سے، حمید نے ابوبردہ سے، ابوبردہ نے حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت کی کہ ایک شخص مسلمان ہوا تھا اور پھر وہ یہودی ہو گیا۔ جب حضرت معاذ بن جبلؓ آئے تو اس وقت وہ شخص حضرت ابوموسیٰؓ کے پاس تھا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے پوچھا: اس کو کیا ہوا؟ اُنہوں نے کہا: یہ مسلمان ہوا تھا۔ پھر یہودی ہو گیا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے کہا: میں بیٹھوں گا نہیں جبتک اس کو مار نہ ڈالوں جیسا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے۔

أطرافه: ۲۲۶۱، ۲۲۶۱، ۳۰۳۸، ۴۳۴۱، ۴۳۴۴، ۶۱۲۴، ۶۹۲۳، ۷۱۴۹، ۷۱۵۶، ۷۱۷۲۔

بَاب۱۳: هَلْ يَقْضِي الْقَاضِي أَوْ يُفْتِي وَهُوَ غَضْبَانُ

کیا حاکم جبکہ وہ غصے میں ہو کوئی فیصلہ کرے یا فتویٰ دے

۷۱۵۸: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ كَتَبَ

۷۱۵۸: آدم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ عبدالملک بن عمیر نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے سنا وہ کہتے

أَبُو بَكْرَةَ إِلَى ابْنِهِ وَكَانَ بِسِجِسْتَانَ بِأَنْ لَا تَقْضِيَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ.

تھے۔ حضرت ابو بکرہؓ نے اپنے بیٹے کو لکھا اور وہ سجستان میں تھا کہ تم دو آدمیوں کے درمیان ایسی حالت میں فیصلہ نہ کرنا کہ تم غصے میں ہو کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ کوئی حاکم دو آدمیوں کے درمیان ایسی حالت میں فیصلہ نہ کرے کہ وہ غصے میں ہو۔

۷۱۵۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي وَاللهِ لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا فِيهَا، قَالَ فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِي مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُوجِزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَذَا الْحَاجَةِ.

۷۱۵۹: محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ اسماعیل بن ابی خالد نے ہمیں خبر دی۔ اسماعیل نے قیس بن ابی حازم سے، قیس نے حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! میں تو اللہ کی قسم صبح کی نماز میں فلاں شخص کے سبب دیر سے آیا ہوں اس لئے کہ وہ اس نماز میں لمبی سورتیں پڑھ کر دیر تک ہمیں روکے رکھتا ہے۔ حضرت ابو مسعودؓ کہتے تھے۔ میں نے کبھی کسی وعظ میں نبی ﷺ کو اس سے بڑھ کر غصہ میں نہیں دیکھا جو اس دن تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: لوگو! تم میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جو نفرت دلانے والے ہیں۔ سو جو کوئی تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھائے تو چاہیئے کہ وہ نماز کو مختصر کرے۔ کیونکہ ان میں کوئی بوڑھا بھی ہوتا ہے اور کوئی کمزور بھی اور کوئی ضرورت والا بھی۔

أطرافه: ۹۰، ۷۰۲، ۷۰٤، ٦١١٠۔

۷۱٦۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ الْكِرْمَانِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ فِيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا.

۷۱٦۰: محمد بن ابی یعقوب کرمانی نے ہم سے بیان کیا کہ حسان بن ابراہیم نے ہمیں بتایا۔ یونس نے ہم سے بیان کیا کہ محمد نے کہا: سالم نے مجھے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اُنہیں بتایا کہ اُنہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور وہ حائضہ تھی تو حضرت عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طلاق کی وجہ سے ناراض ہوئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: وہ اسے لوٹالے اور اسے رکھے یہاں تک کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے۔ پھر وہ حائضہ ہو اور پاک ہو۔ تو پھر اگر اس کو اسے طلاق دینا ہی مناسب معلوم ہو تو اسے طلاق دے دے۔

أطرافه: ٤٩٠٨، ٥٢٥١، ٥٢٥٢، ٥٢٥٣، ٥٢٥٨، ٥٢٦٤، ٥٣٣٢، ٥٣٣٣۔

تشریح: هَلْ يَقْضِي الْقَاضِي أَوْ يُفْتِي وَهُوَ غَضْبَانُ: کیا حاکم جبکہ وہ غصے میں ہو کوئی فیصلہ کرے یا فتویٰ دے۔ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قاضی کے لیے تین چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ ان کے بغیر قاضی کا فیصلہ دینا درست نہیں، یعنی دلائل، اسباب اور شہادتوں کی معرفت اور ان کا علم کیونکہ دلیل سے اسے شرعی حکم معلوم ہوگا۔ اسباب سے اسے معلوم ہوگا کہ زیر غور مقدمے میں یہ حکم لگتا ہے یا نہیں اور گواہیوں سے اختلاف کے وقت فیصلہ کرنا ممکن ہوگا۔ اگر ان تین میں سے کسی ایک میں غلطی ہوگئی تو فیصلہ کرنے میں غلطی واقع ہو جائے گی۔ (بدائع الفوائد لابن القیم، جزء ۴ صفحہ ۱۲)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اسی طرح غضب اور غصہ کا بے جا غلبہ بھی ایک ظلمت کا پردہ ہے جو انسان کی آنکھوں سے اس کے فرائض کو اوجھل کر دیتا اور عدل کے رستہ سے ہٹا دیتا ہے اس کے متعلق قرآن شریف فرماتا ہے: لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (المائدہ:۹) یعنی اے مومنو تمہیں کسی قوم کی دشمنی ہرگز ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اس کے معاملہ میں عدل و انصاف کے رستہ سے

ہٹ جاؤ بلکہ تمہیں ہر حال میں عدل پر قائم رہنا چاہئے کیونکہ عدل کرنا تقویٰ کے قریب تر ہے اور تقویٰ وہ جو ہر ہے جو تمام نیکیوں کی جڑ ہے کہ پس خدا کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ خدا تمہارے اعمال کو جانتا اور دیکھتا ہے۔ مستقل دشمنی تو الگ رہی اسلام عارضی غصہ کی حالت کے خلاف بھی مسلمانوں کو ہوشیار کرتا ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: لایحکم الحاکم بین اثنین وھو غضبان۔ یعنی کسی حاکم کے لئے جائز نہیں کہ وہ دو آدمیوں کے درمیان اس حالت میں کوئی فیصلہ کرے جبکہ وہ غصہ سے مغلوب ہو رہا ہو بلکہ اسے چاہئے کہ اس وقت تک انتظار کرے کہ اس کا غصہ دور ہو جائے خواہ غصہ کسی وجہ سے پیدا ہوا ہو۔"

(مضامین بشیر جلد دوم صفحہ ۲۵۵، ۲۵۶)

بَاب ١٤ : مَنْ رَأَى لِلْقَاضِي أَنْ يَحْكُمَ بِعِلْمِهِ فِي أَمْرِ النَّاسِ إِذَا لَمْ يَخَفِ الظُّنُونَ وَالتُّهَمَةَ

جو قاضی کے متعلق یہ جائز سمجھے کہ وہ لوگوں کے معاملات میں اپنے علم کی بنا پر فیصلہ کرے بشرطیکہ اسے بدگمانیوں اور تہمت کا ڈر نہ ہو

كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِنْدٍ خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ وَذَلِكَ إِذَا كَانَ أَمْرًا مَشْهُورًا.

جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندؓ سے کہا: تم دستور کے مطابق اتنا لے لیا کرو جو تمہیں اور تمہاری اولاد کو کافی ہو اور قاضی ایسا فیصلہ اس وقت کر سکتا ہے جب کوئی مشہور بات ہو۔

٧١٦١: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ

۷۱۶۱: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زہری سے روایت کی۔ عروہ نے مجھے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہند بنت عتبہ بن ربیعہؓ آئیں اور کہنے لگیں۔ یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! زمین پر کوئی گھرانہ بھی ایسا نہیں تھا جن کا ذلیل ہونا مجھے اتنا

يَّذِلُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ وَمَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ قَالَتْ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ حَرَجٍ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا قَالَ لَهَا لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُطْعِمِيهِمْ مِنْ مَعْرُوفٍ.

پسند ہو جتنا کہ آپؐ کے گھرانے کا اور آج سطح زمین پر کوئی گھرانہ بھی ایسا نہیں کہ جس کا معزز ہونا مجھے اتنا پسند ہو جتنا آپؐ کا گھرانہ۔ پھر کہنے لگیں: ابوسفیانؓ ایک بہت ہی بخیل آدمی ہے تو کیا مجھ پر کچھ گناہ ہوگا کہ میں اپنے بال بچوں کو وہ چیز کھلاؤں جو اس کی ہے۔ آپؐ نے اُسے فرمایا: تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم اُن کو دستور کے موافق کھلاؤ۔

أطرافه: ۲۲۱۱، ۲۴۶۰، ۳۸۲۵، ۵۳۵۹، ۵۳۶۴، ۵۳۷۰، ۶۶۴۱، ۷۱۸۰۔

تشریح: مَنْ رَأَى لِلْقَاضِي أَنْ يَحْكُمَ بِعِلْمِهِ فِي أَمْرِ النَّاسِ إِذَا لَمْ يَخَفِ الظُّنُونَ وَالتُّهَمَةَ: جو قاضی کے متعلق یہ جائز سمجھے کہ وہ لوگوں کے معاملات میں اپنے علم کی بنا پر فیصلہ کرے بشرطیکہ اسے بدگمانیوں اور تہمت کا ڈر نہ ہو۔ علامہ ابن حجر بیان کرتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس عنوان میں امام ابوحنیفہ اور ان سے متفق ہونے والوں کے اس قول کی طرف اشارہ کیا ہے کہ قاضی لوگوں کے حقوق کے متعلق تو اپنے علم کے مطابق فیصلہ دے سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے حقوق مثلاً حدود کے متعلق اپنے علم کی بناء پر فیصلہ نہیں دے سکتا، کیونکہ ایسا کرنا (حدود اللہ کے متعلق) نرمی برتنے کا موجب ہوگا۔ پھر یہ قول کہ جس نے قاضی کے لیے جائز قرار دیا کہ وہ اپنے علم کی بناء پر فیصلہ کر سکتا ہے، امام بخاریؒ نے اس (قول) کو اس امر سے مقیّد کیا ہے کہ جب اسے بدگمانیوں اور تہمت کا خطرہ نہ ہو۔ کیونکہ جن علماء نے ایسا کرنے سے مطلقاً منع کیا ہے انہوں نے اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ قاضی معصوم نہیں، ممکن ہے کہ جب وہ اپنے علم کی بناء پر فیصلہ دے تو اس پر تہمت لگے کہ اُس نے اپنے دوست کے حق میں اس کے دشمن کے خلاف فیصلہ دیا ہے۔ لہٰذا امام بخاریؒ نے اس شرط کے ساتھ کہ جب بدگمانی اور تہمت کا خطرہ نہ ہو، اسے جائز قرار دیا ہے۔ علامہ کرابیسی کہتے ہیں کہ علم کی بناء پر (دیئے جانے والے) حکم کے جائز ہونے کے متعلق شرط میرے نزدیک یہ بتانے کے لیے ہے کہ حاکم اصلاح بین الناس، عفت و پاکدامنی اور صدق وصفا میں مشہور ہونا چاہیئے۔ تقویٰ کے اسباب کی موجودگی اور تہمت کی وجوہات کا فقدان ہی اُس کے لیے جائز ٹھہراتا ہے کہ وہ محض اپنے علم کی بناء پر فیصلہ کرے۔ مزید برآں علامہ ابن حجرؒ نے معنونہ الفاظ وَذٰلِكَ إِذَا كَانَ أَمْرًا مَشْهُورًا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھا ہے کہ امام بخاریؒ نے علم کی بناء پر کیے جانے والے فیصلہ کے جواز کو اس بات سے بھی مشروط ٹھہرایا ہے کہ قاضی ایسا فیصلہ تب ہی کر سکتا ہے جب وہ معاملہ مشہور و معروف ہو۔

(فتح الباری جزء ۱۳ صفحہ ۱۷۲)

بَاب ١٥ : الشَّهَادَةُ عَلَى الْخَطِّ الْمَخْتُومِ

مہر کردہ خط پر شہادت دینا

وَمَا يَجُوزُ مِنْ ذَلِكَ وَمَا يَضِيقُ عَلَيْهِ، وَكِتَابُ الْحَاكِمِ إِلَى عُمَّالِهِ وَالْقَاضِي إِلَى الْقَاضِي. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ كِتَابُ الْحَاكِمِ جَائِزٌ إِلَّا فِي الْحُدُودِ ثُمَّ قَالَ إِنْ كَانَ الْقَتْلُ خَطَأً فَهُوَ جَائِزٌ لِأَنَّ هَذَا مَالٌ بِزَعْمِهِ وَإِنَّمَا صَارَ مَالًا بَعْدَ أَنْ ثَبَتَ الْقَتْلُ فَالْخَطَأُ وَالْعَمْدُ وَاحِدٌ. وَقَدْ كَتَبَ عُمَرُ إِلَى عَامِلِهِ فِي الْحُدُودِ. وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي سِنٍّ كُسِرَتْ. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ كِتَابُ الْقَاضِي إِلَى الْقَاضِي جَائِزٌ إِذَا عَرَفَ الْكِتَابَ وَالْخَاتَمَ. وَكَانَ الشَّعْبِيُّ يُجِيزُ الْكِتَابَ الْمَخْتُومَ بِمَا فِيهِ مِنَ الْقَاضِي وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوُهُ. وَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ الثَّقَفِيُّ شَهِدْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ يَعْلَى قَاضِيَ الْبَصْرَةِ وَإِيَاسَ بْنَ مُعَاوِيَةَ وَالْحَسَنَ وَثُمَامَةَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ وَبِلَالَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ بُرَيْدَةَ

اور اس قسم کی شہادت سے جو کچھ (گواہوں کے لئے) جائز ہے۔ اور جس میں ان کے لئے کوئی گنجائش نہیں اور حاکم کا اپنے کارکنوں کی طرف پروانہ لکھنا اور قاضی کا قاضی کی طرف پروانہ لکھنا اور بعض لوگوں نے کہا: حاکم کا پروانہ لکھنا درست ہوگا سوائے شرعی مقرر کردہ سزاؤں کے۔ پھر اُنہوں نے کہا: اگر قتل غلطی سے ہوا ہے تو وہ پروانہ درست ہوگا کیونکہ یہ اُن کی رائے میں دیوانی دعویٰ ہے حالانکہ دیوانی تب ہی ہوا جبکہ قتل ثابت ہوا۔ اس لئے (پروانے پر اعتبار کرنے کے لحاظ سے) قتل خطا اور قتل عمد دونوں یکساں ہیں۔ اور حضرت عمرؓ نے بھی اپنے کارکن کو شرعی سزاؤں کے متعلق پروانے لکھے۔ اور عمر بن عبدالعزیز نے بھی ایک دانت کے متعلق جو توڑا گیا تھا پروانہ لکھا اور ابراہیم نے کہا: قاضی کا قاضی کی طرف پروانہ لکھنا درست ہوگا بشرطیکہ خط اور مہر کو پہچانتا ہو۔ اور شعبی مُہر شدہ پروانے کو جو مضمون اس میں قاضی کی طرف سے ہوتا درست قرار دیتے تھے اور حضرت ابن عمرؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ اور معاویہ بن عبدالکریم ثقفی نے کہا: میں نے عبدالملک بن یعلیٰ بصرہ کے

الْأَسْلَمِيَّ وَعَامِرَ بْنَ عَبْدَةَ وَعَبَّادَ بْنَ مَنْصُورٍ يُجِيزُونَ كُتُبَ الْقُضَاةِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِنَ الشُّهُودِ فَإِنْ قَالَ الَّذِي جِيءَ عَلَيْهِ بِالْكِتَابِ إِنَّهُ زُورٌ قِيلَ لَهُ اذْهَبْ فَالْتَمِسِ الْمَخْرَجَ مِنْ ذَلِكَ، وَأَوَّلُ مَنْ سَأَلَ عَلَى كِتَابِ الْقَاضِي الْبَيِّنَةَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى وَسَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ. وَقَالَ لَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُحْرِزٍ جِئْتُ بِكِتَابٍ مِنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ قَاضِي الْبَصْرَةِ وَأَقَمْتُ عِنْدَهُ الْبَيِّنَةَ أَنَّ لِي عِنْدَ فُلَانٍ كَذَا وَكَذَا وَهُوَ بِالْكُوفَةِ وَجِئْتُ بِهِ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَأَجَازَهُ. وَكَرِهَ الْحَسَنُ وَأَبُو قِلَابَةَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَى وَصِيَّةٍ حَتَّى يَعْلَمَ مَا فِيهَا لِأَنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ فِيهَا جَوْرًا وَقَدْ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِ خَيْبَرَ إِمَّا أَنْ تَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ تُؤْذَنُوا بِحَرْبٍ. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الشَّهَادَةِ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ {وَرَاءِ[1]} السِّتْرِ إِنْ

قاضی اور ایاس بن معاویہ اور حسن (بصری) اور ثمامہ بن عبداللہ بن انس اور بلال بن ابی بردہ اور عبداللہ بن بریدہ اسلمی اور عامر بن عبدہ اور عباد بن منصور کو دیکھا وہ قاضیوں کے پروانوں کو بغیر گواہی کی شہادت لئے درست قرار دیا کرتے تھے۔ اگر وہ شخص جس کے برخلاف وہ پروانہ لایا گیا ہو یہ کہے کہ وہ جعلی ہے تو اسے کہا جائے جاؤ تم اس سے نکلنے کی راہ ڈھونڈو۔ اور پہلے جنہوں نے قاضی کے پروانے پر ثبوت مانگا وہ ابن ابی لیلیٰ اور سوار بن عبداللہ تھے۔ اور ہم سے ابونعیم نے کہا: عبیداللہ بن مُحرز نے ہم سے بیان کیا کہ میں موسیٰ بن انس سے جو بصرہ کے قاضی تھے پروانہ لایا اور میں نے اُن کے پاس ثبوت پیش کر دیا تھا کہ فلاں کے ذمے میرا اتنا حق ہے اور وہ کوفہ میں ہے اور میں اس خط کو قاسم بن عبدالرحمٰن کے پاس لایا تو اُنہوں نے اس کو درست قرار دیا۔ اور حسن (بصری) اور ابوقلابہ نے وصیت پر اس وقت تک شہادت دینا ناپسند کیا جب تک کہ جان نہ لے کہ اس میں کیا مضمون ہے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ شاید اس میں ظلم ہو۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والوں کو خط لکھا یا تم اپنے ساتھی کی دیت دو یا پھر تم جنگ کے لئے تیار رہو۔ اور زہری نے

---

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں یہاں لفظ "وَرَاءَ" ہیں (فتح الباری جزء۱۳ حاشیہ صفحہ ۱۷۴) ترجمہ اسکے مطابق ہے۔

عَرَفْتَهَا فَاشْهَدْ وَإِلَّا تَعْرِفُهَا فَلَا تَشْهَدْ.

اس عورت کے برخلاف شہادت دینے کے متعلق کہ جو پس پردہ ہو کہا اگر تم اس کو پہچانتے ہو تو شہادت دو ورنہ مت شہادت دو۔

٧١٦٢: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ قَالُوا إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُونَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُومًا فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِهِ وَنَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ.

۷۱۶۲: محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ غندر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا: میں نے قتادہ سے سنا۔ وہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے تھے۔ اُنہوں نے کہا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیوں کو خط لکھنا چاہا تو صحابہ نے کہا کہ وہ مہر شدہ خط کے سوا کوئی خط نہیں پڑھتے اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی۔ (حضرت انسؓ کہتے ہیں:) گویا میں اس وقت بھی اس کی چمک دیکھ رہا ہوں اور اس کا کندہ یہ تھا محمد رسول اللہ۔

أطرافه: ٦٥، ٢٩٣٨، ٥٨٧٠، ٥٨٧٢، ٥٨٧٤، ٥٨٧٥، ٥٨٧٧۔

تشریح: **الشَّهَادَةُ عَلَى الْخَطِّ الْمَخْتُومِ:** مہر کردہ خط پر شہادت دینا .... علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں: علامہ عینیؒ بیان کرتے ہیں کہ اس عنوان سے مراد یہ ہے کہ کیا کسی خط پر یہ گواہی دینا جائز ہے کہ یہ فلاں کا خط ہے۔ اور امام بخاریؒ کا (اس بارے میں) مہر شدہ کے لفظ کی قید لگانا اس لیے ہے کہ اس سے خط کے جعلی ہونے کا امکان کم ہو جاتا ہے۔ حاصل الکلام یہ ہے کہ خط پر گواہی کا جواز یا عدم جواز عمومی صورت میں نہیں ہے، کیونکہ مطلقاً منع کر دیا جائے تو حقوق ضائع ہو سکتے ہیں اور مطلقاً اس پر عمل بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ اسے جعلی ہونے کے امکان سے محفوظ نہیں بناتا۔ لہٰذا یہ بعض شرائط کے ساتھ ہی جائز ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۴ صفحہ ۲۳۶)

علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ عنوانِ باب اور اس میں مذکور آثار تین احکام پر مشتمل ہیں (۱) خط پر گواہی دینا۔ (۲) ایک قاضی کا دوسرے قاضی کی طرف خط لکھنا۔ (۳) خط کے مضمون کے اقرار پر گواہی دینا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ امام بخاریؒ کی اس کاوش سے ان سب کا جواز ہی ظاہر ہوتا ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۳ صفحہ ۱۷۹)

بَاب ١٦ : مَتَى يَسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَاءَ

آدمی کب قاضی بننے کا حق رکھتا ہے

وَقَالَ الْحَسَنُ أَخَذَ اللهُ عَلَى الْحُكَّامِ أَنْ لَا يَتَّبِعُوا الْهَوَى وَلَا يَخْشَوُا النَّاسَ وَلَا يَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ثُمَّ قَرَأَ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝ (ص:٢٧) وَقَرَأَ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (المائدة:٤٥) بِمَا اسْتُحْفِظُوْا (الأنعام:٤٥) اسْتُوْدِعُوا مِنْ كِتَابِ اللهِ. وَقَرَأَ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ

اور حسن (بصری) نے کہا: اللہ نے حاکموں پر یہ لازم کیا ہے کہ وہ خواہش کی پیروی نہ کریں اور نہ لوگوں سے ڈریں اور یہ کہ وہ میرے احکام کے بدلے میں تھوڑا مول نہ لیں۔ پھر اُنہوں نے یہ آیت پڑھی: اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں جانشین بنایا ہے اس لئے تو لوگوں کے درمیان سچائی کا فیصلہ کر اور خواہش کی پیروی نہ کر ورنہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی، جو اللہ کی راہ سے بھٹکتے ہیں ان کو نہایت ہی سخت سزا ہو گی، اس لئے کہ وہ محاسبے کے دن کو بھول گئے۔ اور یہ آیت پڑھی: یعنی ہم نے تورات نازل کی اور اس میں ہدایت اور نور ہے وہ نبی اس کے ساتھ فیصلہ کرتے رہے ہیں جو فرمانبردار تھے اُن لوگوں کے لئے جو یہودی تھے نیز ربانی اور علماء بھی۔ اس لئے کہ وہ اللہ کی کتاب کے محافظ مقرر کئے گئے تھے اور وہ اس کے نگران رہے۔ اس لئے تم لوگوں سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میرے احکام کے عوض میں تھوڑا مول مت لو اور جنہوں نے اس شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کیا جو اللہ نے نازل کی تو وہی کافر ہیں۔ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا کے معنی ہیں وہ کتاب اللہ کے محافظ بنائے گئے۔ اور (حسن

شٰهِدِيْنَ○ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَ كُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا (الأنبياء: ۷۹، ۸۰) فَحَمِدَ سُلَيْمَانَ وَلَمْ يَلُمْ دَاوُدَ وَلَوْلَا مَا ذَكَرَ اللهُ مِنْ أَمْرِ هَذَيْنِ لَرَأَيْتُ أَنَّ الْقُضَاةَ هَلَكُوا فَإِنَّهُ أَثْنَى عَلَى هَذَا بِعِلْمِهِ وَعَذَرَ هَذَا بِاجْتِهَادِهِ.

بصری نے) یہ آیت بھی پڑھی۔ یعنی داؤ اور سلیمان کو یاد کر جب وہ ایک کھیتی کے متعلق فیصلہ کر رہے تھے جبکہ لوگوں کی بکریاں اس میں چر گئیں تھیں اور ہم اُن کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے تو ہم نے سلیمان کو وہ بات سمجھا دی اور ہر ایک کو ہم نے فیصلہ کرنے کی سمجھ اور علم دیا تھا۔ غرض سلیمان کی تعریف کی اور داؤد کو ملامت نہیں کی اور اللہ نے جو ان دونوں کے واقعہ کا ذکر کر دیا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ قاضی ہلاک ہو جاتے کیونکہ اس نے ان کی بوجہ ان کے حقیقت معلوم کر لینے کے تعریف کی اور ان کو بوجہ ان کی اجتہادی غلطی کے معذور قرار دیا۔

وَقَالَ مُزَاحِمُ بْنُ زُفَرَ قَالَ لَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ خَمْسٌ إِذَا أَخْطَأَ الْقَاضِيَ مِنْهُنَّ خُطَّةً كَانَتْ فِيهِ وَصْمَةٌ أَنْ يَكُونَ فَهِمًا حَلِيمًا عَفِيفًا صَلِيبًا عَالِمًا سَئُولًا عَنِ الْعِلْمِ.

اور مزاحم بن زفر کہتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز نے ہم سے کہا: پانچ باتیں ہیں اگر قاضی ان میں سے ایک بات کا بھی خیال نہ رکھے تو اس میں دھبہ ہوگا یہ کہ وہ سمجھدار بردبار پرہیز گار ہو کسی کے اثر کو قبول کرنے والا نہ ہو عالم ہو معلومات کے متعلق بہت دریافت کرنے والا ہو۔

تشریح: مَتَى يَسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَاءَ، وَقَالَ الْحَسَنُ: أَخَذَ اللهُ عَلَى الْحُكَّامِ ....: آدمی کب قاضی بننے کا حق رکھتا ہے۔ اور حسن (بصری) نے کہا.... حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قرآن شریف فرماتا ہے ...... اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ (النساء:۵۹) یعنی اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ حکومت کے عہدوں کی امانتیں ان لوگوں کے سپرد کیا کرو جو اس کے اہل

ہیں۔ اور پھر اے وہ لوگو! جنہیں حکومت کی امانت سپرد ہو تمہیں ہمارا یہ حکم ہے کہ اپنے سب کاموں میں عدل پر قائم رہو۔ اور عدل کے رستہ سے کبھی ادھر ادھر نہ ہونا۔...... حکومت کے عہدوں کے متعلق یہ ایک نہایت زریں ہدایت ہے جو خدا کا کلام ہمیں اس معاملہ میں دیتا ہے۔ اور جیسا کہ قرآن شریف کا طریق ہے وہ الفاظ تو مختصر استعمال کرتا ہے مگر ان الفاظ کے پیچھے معانی کا ایک وسیع خزانہ مخفی ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس قرآنی آیت میں "امانت" اور "عدل" کے مختصر سے الفاظ میں ایک ایسا وسیع مضمون بھر دیا گیا ہے کہ اگر اس معاملہ میں ان کے سوا کوئی اور ہدایت نہ بھی ہو تو یہی دو مختصر الفاظ کسی حاکم کی کامیابی اور اس کی سرخروئی کے لئے کافی وشافی ہیں۔

سب سے پہلا سبق "امانت" کے لفظ میں ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ امانت اس چیز کو کہتے ہیں جو ہماری ملکیت نہیں ہوتی، بلکہ کسی دوسرے شخص کی طرف سے ہمیں عارضی طور پر حفاظت کے لئے ملتی ہے۔ پس پہلی ہدایت قرآن شریف کی یہ ہے کہ جب کسی شخص کو حکومت کا کوئی عہدہ سپرد ہو تو وہ اسے ایک مقدس امانت سمجھ کر ادا کرے اور امانت کا مفہوم اپنے اندر دو پہلو رکھتا ہے ایک یہ کہ وہ امانت ہے خدا کی طرف سے جو دنیا کا آخری حکمران ہے اور دوسرے یہ کہ وہ امانت ہے لوگوں کی طرف سے جو ایک شخص کو اپنا نمائندہ بنا کر حکومت کے عہدہ پر فائز کرتے یا کرواتے ہیں۔ پس ہر مسلمان حاکم کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ ہر وقت اپنے دل میں اس احساس کو قائم رکھے کہ میرا عہدہ میرے پاس ایک دوہری امانت کے طور پر ہے یعنی اول وہ خدا کی امانت ہے کیونکہ میں نے بالآخر خدا کے سامنے اپنے سارے کاموں کا جواب دینا ہے۔ اور پھر وہ لوگوں کی امانت ہے جن کا میں نمائندہ ہوں۔ اور جن کے سامنے میں دنیا میں جواب دہ ہوں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ہر عہدہ دار اس امانت والے احساس کو اپنے دل میں قائم کر لے اور پھر قائم کرنے کے بعد اسے زندہ رکھے تو ہمارے قومی کاموں میں اتنا بھاری تغیر پیدا ہو سکتا ہے جو موجودہ حالت میں ہم خیال میں بھی نہیں لا سکتے۔ دیکھو یہ کتنا چھوٹا سا لفظ ہے جو قرآن شریف نے استعمال کیا ہے مگر حکمت و معرفت سے کتنا لبریز ہے کہ گویا بجلی کا ایک بٹن دبانے سے سارا گھر آنِ واحد میں روشن ہو جاتا ہے کاش لوگ اس نکتہ کو سمجھیں۔

دوسری بات اس قرآنی آیت سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس شخص کے سپرد حکومت

کا کوئی عہدہ ہو، اسے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کامل عدل سے کام لینا چاہئے۔ میں نے عدل کے ساتھ کامل کا لفظ اس لئے زیادہ کیا ہے کہ عربی محاورہ کے مطابق جب العدل کا لفظ بغیر کسی قید یا حد بندی کے آئے تو اسکے معنے کامل اور وسیع عدل کے ہوتے ہیں اور ایسا لفظ عدل کے ان سارے پہلوؤں پر حاوی ہوتا ہے جو لغت اور زبان کے محاورہ کے مطابق امکانی طور پر سمجھے جاسکتے ہیں۔ پس جب قرآن شریف یہ فرماتا ہے کہ ہر حاکم کا فرض ہے کہ وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں عدل سے کام لے تو اس میں ہر قسم کا کامل عدل سمجھا جائے گا۔ اب ہر شخص جانتا ہے کہ عدل کئی قسم کا ہوسکتا ہے جن میں سے میں چار موٹی اور معروف قسمیں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

(اول) اپنے کام کے ساتھ عدل کرنا، یعنی اپنے فرض منصبی کو اس کے سارے حقوق کے ساتھ ادا کرنا اور مختصر طور پر یہ حقوق تین قسم کے ہیں۔ (الف) فن کی واقفیت یعنی جو کام کسی کے سپرد کیا گیا ہے، اس کے ضروری اصولوں اور ضروری تفاصیل سے واقفیت پیدا کرنا (ب) محنت یعنی اپنے کام کو انتہائی محنت اور جانفشانی کے ساتھ ادا کرنا اور جو امانت یعنی اپنے فرائض منصبی کو دیانتدارانہ اصول کے ماتحت سرانجام دیں، مگر افسوس ہے کہ اکثر لوگ عدل کے مفہوم کو صرف دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنے تک محدود سمجھتے ہیں حالانکہ یہ ایک بہت وسیع لفظ ہے اور اس کا سب سے مقدم پہلو یہ ہے کہ اپنے کام کے ساتھ عدل کیا جائے یہ ایسا ہی محاورہ ہے جیسا کہ مثلاً ہم اردو میں کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے کام کا حق ادا کر دیا۔ پس عدل کا سب سے ضروری پہلو یہ ہے کہ کام کے ساتھ عدل ہو جو شخص حکومت کا ایک عہدہ تو قبول کرلیتا ہے مگر اس کے فن سے واقفیت پیدا نہیں کرتا یا فن سے واقفیت تو پیدا کرتا ہے مگر محنت نہیں کرتا اور سستی میں اپنا وقت گذارتا ہے یا محنت بھی کرتا ہے مگر دیانتدارانہ رویہ نہیں رکھتا تو وہ قرآنی محاورہ کے مطابق ہرگز عدل پر قائم نہیں سمجھا جاسکتا۔

(دوم) عدل کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ حکومت اور پبلک کے درمیان عدل کیا جائے یعنی حکومت کے لئے پبلک کا کوئی حق نہ مارا جائے اور پبلک کے لئے حکومت کے کسی حق پر دست درازی نہ کی جائے۔ اسلام ہر طبقہ کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے جن میں حکومت بھی شامل ہے اور پبلک بھی۔ پس جو حاکم حکومت کو خوش کرنے کے لئے پبلک کا حق مارتا ہے یا پبلک کو خوش کرنے کے لئے حکومت کی غداری کرتا ہے، وہ ہرگز ایک عادل حاکم نہیں سمجھا جاسکتا کیونکہ اس

نے ترازو کے دونوں پلڑوں کو برابر نہیں رکھا اور کبھی اسے ایک طرف جھکا دیا اور کبھی دوسری طرف۔ پس کامل عدل میں حکومت اور پبلک کے درمیان عدل کرنا بھی شامل ہے۔

(سوم) عدل کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ مختلف قوموں کے درمیان عدل کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ ہر حکومت میں مختلف قومیں اور مختلف پارٹیاں بستی اور شہریت کے حقوق رکھتی ہیں۔ اور اگر مذہب سب کا ایک بھی ہو پھر بھی مذہب کی اندرونی تقسیم کے لحاظ سے اور اسی طرح سیاسی اور نسلی تفریق کی بناء پر مختلف قومیں اور مختلف پارٹیاں ہو سکتی ہیں۔ یہ سب پارٹیاں ملک میں شہریت کے حقوق رکھتی اور حکومت کی وفادار ہوتی ہیں مگر ہو سکتا ہے کہ کوئی حاکم اپنے ذاتی رجحانات یا تعلقات کی وجہ سے کسی ایک قوم یا ایک پارٹی کی طرف زیادہ جھک جائے اور دوسروں کے حقوق کا خیال نہ کرے۔ اس لئے اسلام عدل کے لفظ میں قوموں اور پارٹیوں کے حقوق کی طرف بھی اشارہ فرماتا ہے اور مسلمان حاکموں کو ہوشیار کرتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم کسی ایک قوم یا ایک پارٹی کی طرف ناواجب طور پر جھک کر دوسری قوم یا دوسری پارٹی کے حقوق کو نقصان پہنچادو۔

(چہارم) عدل کا چوتھا اور سب سے زیادہ معروف پہلو افراد کے درمیان عدل کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔ سو اسلام حکم دیتا ہے کہ جہاں تک حقوق کا سوال ہے۔ سب شہریوں کیساتھ بلا لحاظ بڑے اور چھوٹے اور بلا لحاظ کمزور اور طاقتور کے یکساں انصاف کا معاملہ کیا جائے اور ایسا نہ ہو کہ ایک بڑے شخص کی وجہ سے چھوٹے شخص کا نقصان ہو جائے یا ایک طاقتور شخص کا نقصان ہو جائے۔ یا ایک طاقتور شخص کی لحاظ داری میں مزدور شخص کے حقوق نظر انداز کر دیے جائیں۔ ہمارے مقدس آقا ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا کہ أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمِ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمِ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ۔ (صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره) یعنی اے مسلمانو! تم سے پہلے لوگوں کو اس بات نے ہلاک کر دیا کہ اگر ان میں سے کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تھا تو وہ اُسے چھوڑ دیتے تھے اور اگر کوئی چھوٹا چوری کرتا تھا تو وہ اسے سزا دیتے تھے۔ اور اس کے بعد آپؐ نے نہایت جلالی شان کے ساتھ فرمایا کہ خدا کی قسم اگر میری لڑکی فاطمہ بھی چوری کرے گی تو اس پر بھی شریعت کی مقرر کردہ سزا جاری کی جائے گی۔

اسی طرح حضرت ابو بکر خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا یہ مشہور قول ہے۔ جو خلیفہ بننے کے بعد انہوں نے اپنی پہلی تقریر میں فرمایا کہ الضعيف فيكم قوي عندي حتى أريح عليه حقه... والقوي فيكم ضعيف عندي حتى آخذ الحق منه ۔ (السيرة النبوية وأخبار الخلفاء لابن حبان، استخلاف أبي بكر بن أبي قحافة الصديق رضي الله عنه، جزء۲ صفحہ ۴۲۴) یعنی تم میں سے کمزور آدمی میری نظروں میں قوی ہوگا، جب تک کہ میں اس کا وہ حق جو کسی اور نے اس سے چھینا ہوا ہو، اسے واپس نہ دلا دوں، اور تم میں سے قوی شخص میرے نزدیک ضعیف ہوگا، جب تک کہ میں اس سے وہ حق جو اس نے کسی اور سے چھینا ہوا ہوگا واپس نہ لے لوں۔......

یہ عدل کے وہ چار موٹے موٹے مثبت پہلو ہیں جن کی طرف قرآن شریف ہر حاکم کو توجہ دلا کر ہوشیار کرتا ہے۔ یعنی (۱) کام کے ساتھ عدل (۲) حکومت اور پبلک کے درمیان عدل (۳) قوموں اور پارٹیوں کے درمیان عدل اور (۴) بالآخر افراد کے درمیان عدل۔ اور اسلام مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ وہ ان چاروں قسموں کے عدلوں پر قائم ہوتے ہوئے حکومت کے فرائض سرانجام دیں۔" (مضامین بشیر جلد دوم صفحہ ۲۵۱ تا ۲۵۴)

بَاب۱۷: رِزْقُ الْحُكَّامِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا

حاکموں اور کارکنوں کی روزی جو کسی جگہ پر مقرر ہوں

وَكَانَ شُرَيْحٌ الْقَاضِي يَأْخُذُ عَلَى الْقَضَاءِ أَجْرًا. وَقَالَتْ عَائِشَةُ يَأْكُلُ الْوَصِيُّ بِقَدْرِ عُمَالَتِهِ. وَأَكَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ.

اور قاضی شریح قضاء کی اجرت لیا کرتے تھے اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: وصی اپنی محنت کے اندازے کے مطابق کھانے پینے کا خرچ لے اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی کھانے کا خرچ لیا۔

۷۱۶۳: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ ابْنُ أُخْتِ نَمِرٍ أَنَّ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزَّى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ

۷۱۶۳: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زہری سے روایت کی۔ حضرت سائب بن یزید بن اُخت نمرؓ نے مجھے خبر دی کہ حویطبؓ بن عبدالعزیٰ نے اُنہیں بتایا کہ

السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ فِي خِلَافَتِهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَلَمْ أُحَدَّثْ أَنَّكَ تَلِيَ مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا؟ فَقُلْتُ بَلَى، فَقَالَ عُمَرُ مَا تُرِيدُ إِلَى ذَلِكَ؟ قُلْتُ إِنَّ لِي أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ وَأُرِيدُ أَنْ تَكُونَ عُمَالَتِي صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ قَالَ عُمَرُ لَا تَفْعَلْ فَإِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الَّذِي أَرَدْتَ فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي حَتَّى أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَإِلَّا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ.

أطرافه: ۱۴۷۳، ۷۱۶۴۔

حضرت عبداللہ بن سعدیؓ نے اُنہیں بتایا کہ وہ حضرت عمرؓ کے پاس اُن کی خلافت کے زمانے میں آئے تو حضرت عمرؓ نے اُن سے فرمایا: کیا مجھے یہ نہیں بتایا گیا کہ تم خدمات عامہ میں بعض خدمتیں سرانجام دیتے ہو اور جب تمہیں تمہاری خدمت کا معاوضہ دیا جاتا ہے تم اس کو ناپسند کرتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں یہ صحیح ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: تم اس مفت کی خدمت سے کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: میرے کچھ گھوڑے اور غلام ہیں اور میں اچھی حالت میں ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میری یہ خدمت مسلمانوں کے لیے بطور ایک صدقہ کے رہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ایسا نہ کرو کیونکہ میں نے بھی وہی بات چاہی تھی جو تم نے چاہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عطیہ دیا کرتے تھے اور میں کہتا آپ یہ ایسے شخص کو دے دیں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو آخر آپ نے ایک دفعہ مجھے کچھ مال دیا تو میں نے کہا: آپ یہ ایسے شخص کو دے دیں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو لے لو اور اس سے اور مال پیدا کرو اور اس کو صدقہ میں دو کیونکہ اس مال سے جو کچھ بھی تمہارے پاس ایسی حالت میں آئے کہ تم اس کی تاک میں نہ ہو اور نہ اس کو مانگنے والے ہو تم اس کو لے لو ورنہ پھر اپنے آپ کو اس کے پیچھے نہ لگاؤ۔

٧١٦٤: وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي حَتَّى أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَالَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ.

۷۱۶۴: اور زہری سے مروی ہے انہوں نے کہا، سالم بن عبداللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا: میں نے حضرت عمرؓ کو کہتے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عطیہ دیا کرتے تھے اور میں کہا کرتا تھا کہ آپؐ یہ ایسے شخص کو دے دیں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو۔ آخر ایک دفعہ آپؐ نے مجھے کچھ مال دیا۔ میں نے کہا: آپؐ یہ ایسے کو دے دیں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو لو اور اس سے اور مال پیدا کرو اور اس کو صدقہ میں دو کیونکہ اس مال سے جو بھی تمہارے پاس ایسی حالت میں آئے کہ تم اس کو جھانک نہیں رہے اور نہ اس کو مانگ رہے ہو تو تم اس کو لے لو ورنہ پھر اپنے نفس کو اس کے پیچھے مت لگاؤ۔

أطرافُه: ١٤٧٣، ٧١٦٣۔

تشریح: رِزْقُ الْحُكَّامِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا: حاکموں اور کارکنوں کی روزی جو کسی جگہ پر مقرر ہوں۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کو بیت المال سے بطور حق دیا تھا۔ آپ نے اُن کو عامل یعنی محصل زکوٰۃ مقرر کیا تھا۔ (فتح الباری جزء ۳ صفحہ ۴۲۵) قرآنِ مجید کے ارشاد وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا (التوبۃ: ٦٠) کے مطابق انہیں اس خدمت کا حق ملنا چاہیئے تھا۔ مگر انہوں نے لینے سے انکار کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اس شبہ کا ازالہ فرمایا کہ لینے کیلئے فقر و فاقہ ہی شرط نہیں۔ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر کہا: آپ کا عطیہ میں نے قبول کر لیا۔ یہاں دونوں صورتیں پائی جاتی ہیں۔ سوال بھی نہیں اور لالچ نفس بھی نہیں۔

(شرح صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۱۵)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”تیسری مد خرچ کی وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا کے الفاظ میں بیان کی گئی ہے یعنی جو لوگ زکوۃ کا انتظام کرنے پر مقرر ہوں ان کی تنخواہیں وغیرہ بھی اس سے ادا کی جائیں۔ درحقیقت وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا کے الفاظ میں وسعت ہے۔ ملکی فوج بھی عاملین کی ذیل میں آجاتی ہے کیونکہ اگر فوج نہ ہوگی تو ملک کا امن برقرار نہ رہ سکے گا۔ نہ تجارت ہو سکے گی نہ زمینداری۔ اور اگر تجارت وزمینداری نہ ہوگی تو زکوۃ کہاں سے آئے گی۔ پس زکوۃ کے جمع ہونے میں فوج کا بھی بڑا دخل ہے۔ بہرحال زکوۃ کے نظم ونسق کے کارکن اول درجہ پر عاملین کی ذیل میں آتے ہیں۔“ (تفسیر کبیر جلد ۱۰، تفسیر سورۃ الکافرون صفحہ ۴۲۵، ۴۲۶)

بَاب ۱۸ : مَنْ قَضَى وَلَاعَنَ فِي الْمَسْجِدِ

جس شخص نے مسجد میں فیصلہ کیا اور لعان کرایا

وَلَاعَنَ عُمَرُ عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَضَى شُرَيْحٌ وَالشَّعْبِيُّ وَيَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِي الْمَسْجِدِ. وَقَضَى مَرْوَانُ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِينِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ. وَكَانَ الْحَسَنُ وَزُرَارَةُ بْنُ أَوْفَى يَقْضِيَانِ فِي الرَّحَبَةِ خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ.

اور حضرت عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس لعان کرایا اور شریح اور شعبی اور یحيٰ بن یعمر نے بھی مسجد میں فیصلے کئے اور مروان نے بھی منبر کے پاس حضرت زید بن ثابتؓ کو قسم کھانے کا حکم دیا اور حسن (بصری) اور زرارہ بن اوفیٰ مسجد کے باہر دالان میں فیصلے کیا کرتے تھے۔

۷۱۶۵: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً وَفُرِّقَ بَيْنَهُمَا.

۷۱۶۵: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا کہ زہری نے کہا: اُنہوں نے حضرت سہل بن سعدؓ سے نقل کیا۔ اُنہوں نے کہا: میں نے آپس میں دو لعان کرنے والوں کو دیکھا اور میں اس وقت پندرہ برس کا تھا اُن کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا گیا تھا۔

أطرافُه: ۴۲۳، ۴۷۴۵، ۴۷۴۶، ۵۲۵۹، ۵۳۰۸، ۵۳۰۹، ۶۸۵۴، ۷۱۶۶، ۷۳۰۴۔

٧١٦٦: حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَهْلٍ أَخِي بَنِي سَاعِدَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ؟ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ.

۷۱۶۶: یحیٰ (بن جعفر بیکندی) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ ابن جریج نے ہمیں خبر دی۔ ابن شہاب نے مجھے بتایا۔ ابن شہاب نے حضرت سہلؓ سے جو بنو ساعدہ کے ایک شخص تھے روایت کی کہ ایک انصاری شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: ایسے شخص کے متعلق بتائیں کہ جس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی دوسرے شخص کو پایا ہو۔ کیا اُس کو مار ڈالے؟ پھر اُن دونوں (میاں بیوی) نے آپس میں مسجد میں لعان کیا اور میں بھی موجود تھا۔

أطرافه: ٤٢٣، ٤٧٤٥، ٤٧٤٦، ٥٢٥٩، ٥٣٠٨، ٥٣٠٩، ٦٨٥٤، ٧١٦٥، ٧٣٠٤۔

بَاب ١٩: مَنْ حَكَمَ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى إِذَا أَتَى عَلَى حَدٍّ أَمَرَ أَنْ يُخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَيُقَامَ

جو مسجد میں فیصلہ کرے جب شرعی سزا دینے لگے تو حکم دے
کہ اس کو مسجد سے باہر لے جا کر حد لگائی جائے

وَقَالَ عُمَرُ أَخْرِجَاهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَضَرَبَهُ. وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهُ.

اور حضرت عمرؓ نے کہا: مسجد سے اس کو باہر لے جاؤ اور آپؓ نے اس کو حد لگوائی۔ حضرت علیؓ کے متعلق بھی اسی طرح بیان کیا جاتا ہے۔

٧١٦٧: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى

۷۱۶۷: یحیٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابوسلمہ اور سعید بن مسیب سے، اُن دونوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے

رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعًا قَالَ أَبِكَ جُنُونٌ؟ قَالَ لَا قَالَ اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ.

روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ اس وقت مسجد میں تھے اور بلند آواز سے کہنے لگا: یارسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے۔ آپؐ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ جب اس نے چار بار اپنے متعلق اقرار کیا تو آپؐ نے پوچھا: کیا تمہیں جنون ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اس کو لے جاؤ اور اس کو سنگسار کرو۔

أطرافه: ٥٢٧١، ٦٨١٥، ٦٨٢٥-

٧١٦٨: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ بِالْمُصَلَّى. رَوَاهُ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجْمِ.

۷۱۶۸: ابن شہاب نے کہا: مجھے اس شخص نے بتایا جس نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے سنا کہ وہ کہتے تھے: میں بھی اُن لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو عید گاہ میں سنگسار کیا۔ یونس اور معمر اور ابن جریج نے بھی رجم کے متعلق اس حدیث کو زہری سے روایت کیا۔ زہری نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے حضرت جابرؓ سے، حضرت جابرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

أطرافه: ٥٢٧٠، ٥٢٧٢، ٦٨١٤، ٦٨١٦، ٦٨٢٠، ٦٨٢٦-

تشریح: مَنْ حَكَمَ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى إِذَا أَتَى عَلَى حَدٍّ أَمَرَ أَنْ يُخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَيُقَامَ: جو مسجد میں فیصلہ کرے جب شرعی سزا دینے لگے تو حکم دے کہ اس کو مسجد سے باہر لے جا کر حد لگائی جائے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ بعض باتیں مسجد میں کرنا جائز نہیں۔ مسجد کو گزرنے کا راستہ نہ بنایا جائے۔ اس میں اسلحہ کی نمائش نہ کی جائے۔ مسجد میں کمان نہ چلائی جائے اور نہ مسجد میں تیر پھیلائے جائیں۔ کچّا گوشت لے کر مسجد سے نہ گزرا جائے۔ مسجد میں نہ تو کسی پر حد جاری کی جائے اور نہ مسجد میں کسی سے قصاص لیا

جائے۔ اور نہ ہی اسے بازار بنایا جائے[۱] حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا: مسجد میں مشاعرہ کے رنگ میں اشعار نہ پڑھے جائیں (یعنی ایسے اشعار جو لغویات کے زمرہ میں آتے ہیں) اس میں بیٹھ کر خرید و فروخت نہ کی جائے۔ یا جمعہ کے دن نماز سے پہلے لوگ حلقے بنا کر بیٹھے باتیں نہ کریں۔[۲] ان احادیث میں آنحضرت ﷺ نے ہمیں مساجد کے آداب و احترام کی طرف توجہ دلائی ہے اور مساجد کو ہر قسم کی لغویات سے پاک رکھنے اور دنیاداری کے جملہ امور سے منزہ رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے کیونکہ مساجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ”جو شخص پیاز، لہسن یا کوئی بدبودار چیز کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آیا کرے کیونکہ فرشتوں کو بھی اُس چیز سے تکلیف ہوتی ہے جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔“[۳]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

”أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ کہ تم دونوں میرے گھر کو پاک کرو اور اسے ہر قسم کے عیبوں اور خرابیوں سے بچاؤ...اس سے مراد ظاہری صفائی بھی ہے جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مساجد کو صاف رکھو اور اس میں عُود وغیرہ جلاتے رہو۔ اور اس سے باطنی صفائی بھی مراد ہو سکتی ہے۔ یعنی مسجد کی حرمت کا خیال رکھو اور اس میں بیٹھنے کے بعد لغویات سے کنارہ کش رہو۔“ (تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا، جلد ۲ صفحہ ۱۷۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مزید فرماتے ہیں۔

”مساجد خدا کا گھر کہلاتی ہیں اور مساجد وہ مقام ہیں جو خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں مگر لوگ جب مساجد میں آتے ہیں تو وہ ہزار قسم کی بکواس کرتے ہیں، آپس میں دنیوی معاملات پر لڑتے جھگڑتے ہیں، ایک دوسرے کو جوش میں گالیاں بھی دے دیتے ہیں۔ غیبت بھی کر لیتے ہیں اور انہیں ذرا بھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ وہ خدا کے گھر میں بیٹھ کر کس قسم کی شرمناک حرکات کر رہے ہیں۔ اُنہیں تو چاہئے تھا کہ وہ جب تک مساجد میں رہتے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ان کی زبانیں تر رہتیں مگر وہ بجائے ذکر الٰہی کرنے کے دنیوی امور میں اپنے قیمتی وقت کو ضائع کر کے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کے مرتکب بن جاتے ہیں۔...... مساجد میں اس قسم کی باتیں ہوتی ہیں اور اس قدر شور بعض لوگوں نے مچایا ہوا ہوتا ہے کہ تعجب آتا ہے

---

۱ (سنن ابن ماجه، كتاب المساجد، باب ما يكره في المساجد)

۲ (سنن الترمذي، ابواب الصلاة، باب ما جاء في كراهية البيع والشراء)

۳ (صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب نهي من أكل ثوما أو بصلا)

کیوں ابھی تک لوگوں کو اتنی موٹی بات بھی معلوم نہیں ہوئی کہ انہیں مساجد کا احترام کرنا چاہئے۔ اور لغو باتوں کی بجائے ذکر الٰہی میں اپنا وقت گزارنا چاہئے...... یا اگر باتیں ہی کرنی ہوں تو دین کی باتیں کریں... ہم اپنی مساجد میں جب بیٹھتے ہیں تو ہمیشہ دین کی باتیں کرتے ہیں یا ایسی دنیوی باتیں بھی کر لیتے ہیں جو دین سے تعلق رکھتی ہیں مگر یہ نہیں ہونا چاہئے کہ مساجد میں بیٹھ کر سودا سلف کی باتیں شروع کر دی جائیں۔ یا گھر کے جھگڑے بیان ہونے لگ جائیں یا ایک دوسرے کی غیبت شروع ہو جائے۔ یہ ساری باتیں سخت معیوب ہیں اور انسان کو خدا تعالیٰ کی نظر میں گنہگار بنا دیتی ہیں۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ الفجر وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ، جلد ۸ صفحہ ۵۴۲، ۵۴۳)

فرمایا: "مساجد ذکر الٰہی کے لئے ہیں لیکن ذکر الٰہی ان تمام باتوں پر مشتمل ہے جو انسان کی ملّی، سیاسی، علمی اور قومی برتری اور ترقی کے لئے ہوں۔ لیکن وہ تمام باتیں جو لڑائی، دنگہ، فساد یا قانون شکنی سے تعلق رکھتی ہوں خواہ ان کا نام ملّی رکھ لو یا سیاسی۔ قومی رکھ لو یا دینی ان کا مساجد میں کرنا ناجائز ہے۔ اسی طرح مساجد میں ذاتی امور کے متعلق باتیں کرنا بھی منع ہے کیونکہ اسلام مسجد کو بیت اللہ قرار دیتا اور اسے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے مخصوص قرار دیتا ہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ الحج وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ، جلد ۶ صفحہ ۲۹)

بَاب ۲۰: مَوْعِظَةُ الْإِمَامِ لِلْخُصُومِ

امام کا جھگڑنے والوں کو نصیحت کرنا

۷۱۶۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ

۷۱۶۹: عبد اللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے مالک سے، مالک نے ہشام سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ سے۔ اُنہوں نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو صرف ایک بشر ہوں اور تم میرے پاس جھگڑتے ہوئے آتے ہو

بَعْضٍ فَأَقْضِي عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بحَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ.

اور شاید تم میں سے کوئی کسی سے اپنی دلیل کے بیان کرنے میں زیادہ بلیغ ہو اور میں اسی طرح فیصلہ کر دوں جو میں سنوں تو جس شخص کے لئے میں نے اس کے بھائی کے حق سے کچھ دلوانے کا فیصلہ کیا تو وہ اس کو نہ لے کیونکہ میں اس کو صرف آگ کا ٹکڑا ہی کاٹ کر دے رہا ہوتا ہوں۔

أطرافه: ٢٤٥٨، ٢٦٨٠، ٦٩٦٧، ٧١٨١، ٧١٨٥۔

تشریح: **مَوْعِظَةُ الْإِمَامِ لِلْخُصُومِ**: امام کا جھگڑنے والوں کو نصیحت کرنا۔
حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ایسا شخص جو اپنی چرب زبانی اور چالاکی سے کسی کا حق لیتا ہے تو گویا وہ آگ مول لیتا ہے یعنی فساد کی بنیاد ڈالتا ہے۔ جس کے بد نتائج آگ کی طرح تباہ کن ہوں گے۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس کے حق میں فیصلہ دے دینا بھی اُس کے لئے جواز کی صورت پیدا نہیں کر سکتا۔

(ترجمہ و شرح صحیح بخاری، کتاب المظالم، جلد ۴ صفحہ ۱۷۴)

بَاب ٢١: الشَّهَادَةُ تَكُونُ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِي وِلَايَةِ الْقَضَاءِ أَوْ قَبْلَ ذَلِكَ لِلْخَصْمِ

وہ شہادت جو حاکم کے پاس کسی فریق کے حق میں قضاء کا کام سرانجام دینے کے اثنا میں یا اس سے پہلے ہو

وَقَالَ شُرَيْحٌ الْقَاضِي وَسَأَلَهُ إِنْسَانٌ الشَّهَادَةَ فَقَالَ ائْتِ الْأَمِيرَ حَتَّى أَشْهَدَ لَكَ. وَقَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا عَلَى حَدِّ زِنًا أَوْ سَرِقَةٍ وَأَنْتَ

اور شریح قاضی نے کہا اور اُن سے کسی آدمی نے گواہی دینے کے لئے کہا تو انہوں نے کہا کہ تم امیر کے پاس جاؤ تاکہ میں تمہارے لئے گواہی دوں اور عکرمہ کہتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ سے پوچھا: اگر تم کسی شخص کو

أَمِيرٌ؟ فَقَالَ شَهَادَتُكَ شَهَادَةُ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ صَدَقْتَ. وَقَالَ عُمَرُ لَوْلَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِي كِتَابِ اللهِ لَكَتَبْتُ آيَةَ الرَّجْمِ بِيَدِي. وَأَقَرَّ مَاعِزٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالزِّنَا أَرْبَعًا فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدَ مَنْ حَضَرَهُ. وَقَالَ حَمَّادٌ إِذَا أَقَرَّ مَرَّةً عِنْدَ الْحَاكِمِ رُجِمَ. وَقَالَ الْحَكَمُ أَرْبَعًا.

قابل سزا بوجہ زنا یا چوری کے دیکھو اور تم امیر ہو؟ تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا: تمہاری شہادت مسلمانوں میں سے ایک شخص کی شہادت ہوگی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: تم نے سچ کہا اور حضرت عمرؓ فرماتے تھے: اگر اس بات کا خیال نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمرؓ نے اللہ کی کتاب میں کچھ بڑھا دیا ہے تو میں رجم کی آیت اپنے ہاتھ سے لکھ دیتا اور ماعز (اسلمی) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چار بار زنا کا اقرار کیا تو آپؐ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا اور کسی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن میں سے کسی کو گواہ کیا ہو جو وہاں موجود تھے اور حماد نے کہا: اگر حاکم کے پاس ایک دفعہ بھی اقرار کرے تو اس کو سنگسار کیا جائے اور حکم نے کہا: چار بار اقرار کرے۔

٧١٧٠: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَرَ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ مَنْ لَهُ بَيِّنَةٌ عَلَى قَتِيلٍ قَتَلَهُ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُمْتُ لِأَلْتَمِسَ بَيِّنَةً عَلَى قَتِيلِي فَلَمْ أَرَ أَحَدًا يَشْهَدُ لِي فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَا لِي فَذَكَرْتُ أَمْرَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ

۷۱۷۰: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ لیث بن سعد نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے یحییٰ بن عمر بن کثیر سے، اُنہوں نے ابو محمد سے جو حضرت ابو قتادہؓ کے غلام تھے روایت کی کہ حضرت ابو قتادہؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے دن فرمایا: جس کے پاس کسی مقتول کے متعلق ثبوت ہو کہ اس نے اسے قتل کیا ہے تو اُس کا سامانِ غنیمت اسی کو ملے گا۔ یہ سن کر میں کھڑا ہو گیا تاکہ اپنے مقتول پر کوئی ثبوت ڈھونڈوں مگر میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ جو

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ سِلَاحُ هَذَا الْقَتِيلِ الَّذِي يَذْكُرُ عِنْدِي قَالَ فَأَرْضِهِ مِنْهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ كَلَّا لَا يُعْطِهِ أُصَيْبِغَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَدَعَ أَسَدًا مِنْ أُسْدِ اللهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللهِ وَرَسُولِهِ قَالَ فَقَامَ[1] رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ إِلَيَّ فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا فَكَانَ أَوَّلَ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ. قَالَ عَبْدُ اللهِ عَنِ اللَّيْثِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ إِلَيَّ.

أطرافه: ۲۱۰۰، ۳۱۴۲، ۴۳۲۱، ۴۳۲۲-

میرے لئے گواہی دیتا ہو۔ میں بیٹھ گیا۔ پھر مجھے خیال آیا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اِس کا ذکر کیا تو آپ کے ہم نشینوں میں سے ایک شخص نے کہا: اُس مقتول کے ہتھیار جس کا یہ ذکر کرتا ہے میرے پاس ہیں۔ اُس نے کہا: آپ اس کو ان ہتھیاروں کی بجائے (کچھ دے کر) راضی کر دیں تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا: ایسا ہرگز نہیں ہو گا کہ آپ قریش کے ایک چھوٹے بچے کو دے دیں اور اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کو چھوڑ دیں، جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑتا ہو۔ حضرت ابو قتادہؓ کہتے تھے: آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور اس نے وہ سامان مجھے دے دیا اور میں نے اس سے ایک باغ خریدا اور وہ پہلی جائیداد تھی جو میں نے پیدا کی۔ عبداللہ (بن صالح) نے لیث سے روایت کرتے ہوئے (مجھ سے) یوں بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور وہ سامان مجھ کو دلایا۔

وَقَالَ أَهْلُ الْحِجَازِ الْحَاكِمُ لَا يَقْضِي بِعِلْمِهِ شَهِدَ بِذَلِكَ فِي وِلَايَتِهِ أَوْ قَبْلَهَا وَلَوْ أَقَرَّ خَصْمٌ عِنْدَهُ لِآخَرَ بِحَقٍّ فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَقْضِي عَلَيْهِ فِي قَوْلِ بَعْضِهِمْ حَتَّى يَدْعُوَ بِشَاهِدَيْنِ فَيُحْضِرَهُمَا إِقْرَارَهُ.

اور اہل حجاز نے کہا: حاکم اپنے علم کی بنا پر فیصلہ نہ کرے خواہ اس معاملے کو وہ عہدۂ قضاء کے زمانے میں یا اس سے پہلے عینی شہادت کی بناء پر جانتا ہو اور اگر مدعاعلیہ مجلسِ قضاء میں اس کے پاس دوسرے شخص کے لئے کسی حق کا اقرار کرے تو وہ بعض لوگوں کے قول کے مطابق اس کے

[1] عمدۃ القاری میں اس جگہ فَأَمَرَ ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۴ صفحہ ۲۴۸) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِرَاقِ مَا سَمِعَ أَوْ رَآهُ فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ قَضَى بِهِ وَمَا كَانَ فِي غَيْرِهِ لَمْ يَقْضِ إِلَّا بِشَاهِدَيْنِ يُحْضِرُهُمَا إِقْرَارَهُ وَقَالَ آخَرُونَ مِنْهُمْ بَلْ يَقْضِي بِهِ لِأَنَّهُ مُؤْتَمَنٌ وَإِنَّهُ يُرَادُ مِنَ الشَّهَادَةِ مَعْرِفَةُ الْحَقِّ فَعِلْمُهُ أَكْثَرُ مِنَ الشَّهَادَةِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَقْضِي بِعِلْمِهِ فِي الْأَمْوَالِ وَلَا يَقْضِي فِي غَيْرِهَا. وَقَالَ الْقَاسِمُ لَا يَنْبَغِي لِلْحَاكِمِ أَنْ يُقْضِيَ قَضَاءً بِعِلْمِهِ دُونَ عِلْمِ غَيْرِهِ مَعَ أَنَّ عِلْمَهُ أَكْثَرُ مِنْ شَهَادَةِ غَيْرِهِ وَلَكِنَّ فِيهِ تَعَرُّضًا لِتُهَمَةِ نَفْسِهِ عِنْدَ الْمُسْلِمِينَ وَإِيقَاعًا لَهُمْ فِي الظُّنُونِ، وَقَدْ كَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظَّنَّ فَقَالَ إِنَّمَا هَذِهِ صَفِيَّةُ.

بر خلاف فیصلہ نہ کرے جبتک کہ دو گواہوں کو نہ بلائے اور ان کو اس کے اقرار پر گواہ کرے۔ اور اہل عراق میں سے بعض نے کہا: مجلس قضاء میں جو بات سنے یا دیکھے تو اس کے مطابق فیصلہ کرے اور مجلس قضاء کے علاوہ کسی اور جگہ جو بات بھی ہو تو وہ دو گواہوں کو اس کے اقرار پر گواہ بنائے بغیر اس کے متعلق فیصلہ نہ کرے۔ انہی لوگوں میں سے کچھ اوروں نے کہا: نہیں بلکہ اس کے مطابق فیصلہ کرے کیونکہ اسے امین سمجھا گیا ہے اور شہادت سے بھی تو یہی مراد ہے کہ حق معلوم ہو جائے تو اس کا علم شہادت سے بڑھ کر ہے اور ان میں سے بعض نے یہ کہا کہ اپنے علم کی بناء پر دیوانی مقدمات میں تو فیصلہ کرے اور اُن کے سوا دوسرے مقدمات میں فیصلہ نہ کرے اور قاسم نے کہا: حاکم کو نہیں چاہیئے کہ اپنے علم کی بنا پر کسی دوسرے شخص کے علم کے بغیر کسی فیصلہ کو نافذ کرے باوجود اس کے کہ اس کا علم دوسرے کی شہادت سے بڑھ کر ہے مگر اس کی وجہ سے مسلمانوں کے نزدیک اپنے آپ کو تہمت کا نشانہ بنانا اور اُن کو بدظنی میں ڈالنا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدگمانی کو ناپسند فرمایا ہے اور آپؐ نے فرمایا کہ یہ صفیہؓ ہی ہے۔

٧١٧١: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ

۷۱۷۱: عبد العزیز بن عبد اللہ اویسی نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں

سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَتْهُ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَلَمَّا رَجَعَتِ انْطَلَقَ مَعَهَا فَمَرَّ بِهِ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَعَاهُمَا فَقَالَ إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ قَالَا سُبْحَانَ اللهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ. رَوَاهُ شُعَيْبٌ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَابْنُ أَبِي عَتِيقٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيٍّ يَعْنِي ابْنَ حُسَيْنٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے علی بن حسین سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت صفیہ بنت حیی آئیں۔ جب وہ واپس جانے لگیں تو آپؐ بھی ان کے ساتھ چل پڑے۔ اتنے میں دو انصاری شخص آپؐ کے پاس سے گزرے تو آپؐ نے ان کو بلایا اور فرمایا: یہ صفیہؓ ہیں۔ اُن دونوں نے کہا: سبحان اللہ۔ آپؐ نے فرمایا کہ شیطان ابن آدم میں خون کی طرح چکر لگاتا ہے۔ شعیب اور ابن مسافر اور ابن ابی عتیق اور اسحاق بن یحییٰ نے بھی اس حدیث کو زہری سے روایت کیا۔ زہری نے علی بن حسین سے، اُنہوں نے حضرت صفیہؓ سے، اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

أطرافه: ۲۰۳۵، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۳۱۰۱، ۳۲۸۱، ۶۲۱۹۔

تشریح: **الشَّهَادَةُ تَكُونُ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِي وِلَايَتِهِ الْقَضَاءَ أَوْ قَبْلَ ذَلِكَ لِلْخَصْمِ:** شارح بخاری علامہ مہلب کہتے ہیں کہ اس عنوان سے مراد یہ ہے کہ ایسی گواہی جو قاضی کے پاس اُس کے عہدہ قضاء کے دوران یا اس سے پہلے ہو، اُس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اُس پر بناء کرتے ہوئے فیصلہ دے دے، بلکہ اُسے چاہیئے کہ اپنے علاوہ کسی اور حاکم کے سامنے (بطور گواہ) گواہی دے۔ ابن بطال لکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس امر کے اظہار کے لیے (کہ قاضی کو خود فیصلہ نہیں دینا چاہیئے) قاضی شریح کا قول درج کیا ہے (کہ جب اُن سے کسی شخص نے گواہی طلب کی تو انہوں نے اُسے مقدمہ امیر کے سامنے لے جانے کے لیے کہا تا کہ وہ اُس کے لیے امیر کے سامنے بطور گواہ پیش ہو جائیں۔) اور حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کا بھی ایسا ہی قول (منقول) ہے کہ اُس (قاضی) کی گواہی مسلمانوں میں سے ایک مرد کی گواہی کی طرح ہی ہے۔ پھر (امام بخاریؒ نے) حضرت عمرؓ کے اس قول سے استدلال کیا ہے کہ اُن کے پاس آیت رجم کے قرآن میں سے ہونے کی گواہی کا ہونا، اُن کے لیے یہ جائز نہیں ٹھہراتا کہ وہ اپنی اکیلی گواہی کی بنیاد پر اسے مصحف یعنی قرآن میں شامل کر دیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا یہ عمل بُرے حکام کی راہ میں رکاوٹ ہے کہ وہ جسے پسند کرتے ہوں اُس کے

متعلق (خود ہی) دعویٰ کر کے کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ سچ پر ہے، فیصلہ سنادیں۔ پھر (مندرجہ بالا حوالوں کے مقابل) امام بخاریؒ نے دوسری صورت کی وضاحت میں کہ قاضی اپنے علم پر بناء کر کے فیصلہ دے سکتا ہے ماعز کے واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مزید گواہی کے بغیر اُس کے اقرار پر ہی اسے سزا دینے کا حکم صادر فرمایا تھا اور اسی طرح حضرت ابوقتادہؓ کا واقعہ بھی ہے کہ ایک شخص کے اقرار سے آنحضور ﷺ نے یہ جان کر کہ ابوقتادہؓ ہی اسے قتل کرنے والے ہیں، انہیں مالِ غنیمت دے دیا۔ پس یہ بات قاضی کے اپنے علم کی بنیاد پر فیصلہ دینے کی دلیل ہے۔ علامہ ابن بطال لکھتے ہیں کہ جیسے آیت رجم کے متعلق حضرت عمرؓ کا اپنے علم کی بناء پر فیصلہ نہ کرنا تہمت کے خوف سے تھا، ایسے ہی حضرت صفیہؓ کے متعلق حدیث بھی یہ ظاہر کرتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگوں میں سے سب سے زیادہ تہمتوں سے دور شخص تھے، آپؐ مطمئن نہیں ہوئے جب تک کہ آپؐ نے یہ نہ کہہ دیا کہ یہ صفیہؓ ہے۔ پس آپؐ کے سوا جو بھی ہے وہ تو ہرگز معصوم نہیں، اُسے تو تہمت کا خوف رکھنا زیادہ ضروری ہے۔ اور آنحضور ﷺ نے ایسا اس لیے کیا تھا تاکہ تہمت کے مواقع سے بچنے کے لیے یہ آپؐ کی امت کے لیے سنت بن جائے۔ (شرح صحیح البخاری لابن بطال، جزء۸ صفحہ ۲۴۴ تا ۲۴۶)

مکرم و محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب فرماتے ہیں:

”حضرت ابوبکرؓ نے ایک بار فرمایا: اگر میں کسی کو زنا کرتے ہوئے دیکھ لوں تو نہ اپنے اس علم کی بنا پر ان کو سزا دوں اور نہ کسی کو گواہ بنانے کے لیے بلاؤں۔ آپ کا یہ فرمان پردہ پوشی کی مصلحت پر مبنی ہے اور اس بات پر کہ قاضی اپنے علم کی بنا پر کوئی فیصلہ نہیں دے سکتا اس کا فیصلہ گواہی پر مبنی ہونا چاہیے۔ یہ بھی اصول استحسان کی ایک مثال ہے۔“

(تاریخ افکار اسلامی، صفحہ ۹۵)

قَالَ عُمَرُ: لَوْلَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِي كِتَابِ اللهِ لَكَتَبْتُ آيَةَ الرَّجْمِ بِيَدِي: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ جب رجم کا حکم نازل ہوا تو میں رسول کریم ﷺ کے پاس گیا اور آپؐ کو کہا کہ مجھے یہ حکم لکھ دیجیے لیکن رسول کریم ﷺ نے آپ کے اس سوال کو پسند نہیں فرمایا۔ اور آپ کو یہ حکم لکھ کر نہیں دیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا: یارسول اللہ! کیا آپ کا یہ خیال نہیں کہ جب شیخ یعنی بڑی عمر کا آدمی جو شادی شدہ نہ ہو زنا کرے تو اس کو کوڑے لگائے جائیں اور جب جوان زنا کرے اور وہ شادی شدہ ہو تو اُسے رجم کیا جائے۔ اس روایت سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ کے نزدیک ایسی کوئی آیت اُتری تھی اور اسی بنا پر انہوں نے رسول کریم ﷺ سے درخواست کی کہ وہ یہ آیت آپ کو لکھ دیں مگر آپؐ نے اس کو پسند

نہیں کیا اور انکار کیا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ رسول کریم ﷺ کا کوئی قول تھا آیت نہیں تھی۔ ورنہ کیا یہ ممکن تھا کہ رسول کریم ﷺ وحیٔ قرآنی کو چھپاتے۔ قرآن تو کہتا ہے کہ يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ (مائدہ ع ۱۰) یعنی اے ہمارے رسول! تیرے رب کی طرف سے جو کلام تجھ پر اُتارا گیا ہے تُو اسے لوگوں تک پہنچا۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو گویا تُو نے اس کا پیغام بالکل نہ پہنچایا۔ مگر اس کے باوجود آپ خود بھی یہ حکم لوگوں تک نہیں پہنچاتے بلکہ حضرت عمرؓ کے پوچھنے پر بھی اُن کی بات کو ناپسند کرتے ہیں اور یہ حکم لکھ کر نہیں دیتے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسول کریم ﷺ کا ایک قول تھا...... حضرت عمرؓ کا اس کو آیت سمجھنا مگر رسول کریم ﷺ کا اس کو لکھ کر دینے سے انکار کرنا بلکہ اس کو ناپسند کرنا بتاتا ہے کہ رسول کریم ﷺ اس کو آیت نہیں قرار دیتے تھے بلکہ محض اپنا خیال سمجھتے تھے۔ اور عام باتوں کے لکھنے سے چونکہ آپ منع فرماتے تھے اس لئے آپ نے کچھ لکھ کر نہیں دیا۔" (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۵۲)

بَاب ۲۲

أَمْرُ الْوَالِي إِذَا وَجَّهَ أَمِيرَيْنِ إِلَى مَوْضِعٍ أَنْ يَتَطَاوَعَا وَلَا يَتَعَاصَيَا

حاکم جب کسی مقام پر دو امیر بھیجے تو اس کا یہ حکم دینا کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے اتفاق سے رہیں اور آپس میں اختلاف نہ کریں

۷۱۷۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِي وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا. فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى إِنَّهُ يُصْنَعُ فِيْ أَرْضِنَا الْبِتْعُ فَقَالَ كُلُّ

۷۱۷۲: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ عقدی نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا، شعبہ نے سعید بن ابی بردہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا، میں نے اپنے باپ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا: تم دونوں آسانی کرنا اور سختی نہ کرنا اور خوش رکھنا اور نفرت نہ دلانا اور باہمی اتفاق سے کام کرنا۔ حضرت ابوموسیٰؓ

مُسْكِرٍ حَرَامٌ. وَقَالَ النَّضْرُ وَأَبُو دَاوُدَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَوَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نے آپؐ سے کہا: ہمارے ملک میں شہد کا شراب بنایا جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ اور اس حدیث کو نضر اور ابوداؤد اور یزید بن ہارون اور وکیع نے بھی شعبہ سے نقل کیا۔ شعبہ نے سعید بن ابی بردہ سے، سعید نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے اپنے دادا سے، اُن کے دادا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

أطرافه: ۲۲٦۱، ۳۰۳۸، ٤۳٤۱، ٤۳٤۳، ٤۳٤٤، ٦۱۲٤، ٦۹۲۳، ۷۱٤۹، ۷۱٥٦، ۷۱٥۷۔

بَاب ۲۳: إِجَابَةُ الْحَاكِمِ الدَّعْوَةَ

حاکم کا دعوت قبول کرنا

وَقَدْ أَجَابَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَبْدًا لِلْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

اور حضرت عثمان بن عفانؓ نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے غلام کی دعوت قبول کی۔

۷۱۷۳: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُكُّوا الْعَانِيَ وَأَجِيبُوا الدَّاعِيَ.

۷۱۷۳: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے سفیان (ثوری) سے روایت کی کہ منصور نے مجھے بتایا، منصور نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت ابوموسیٰؓ سے، اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: گرفتار کو چھڑاؤ اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرو۔

أطرافه: ۳۰٤٦، ٥۱۷٤، ٥۳۷۳، ٥٦٤۹۔

تشریح: **إِجَابَةُ الْحَاكِمِ الدَّعْوَةَ:** حاکم کا دعوت قبول کرنا۔ علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ علماء کا مؤقف ہے کہ حاکم کو رعایا میں سے کسی معین شخص کی دعوت کسی دوسرے کی (دعوت) چھوڑ کر قبول نہیں کرنی چاہیئے، کیونکہ اس سے اُس (شخص) کی دل شکنی ہوگی جس کی دعوت قبول نہیں کی۔ ہاں اگر دعوت

قبول نہ کرنے کے پیچھے کوئی عذر ہو، مثلاً منکرات وغیرہ کا دیکھا جانا اور (حاکم) دعوت قبول نہ کر کے اس کے ازالہ کی کوشش کر رہا ہے تو یہ جائز ہے۔ پھر اگر ان کا کثرت سے ہونا اس کے فرائضِ منصبی میں حائل ہو تو بھی اس کے شایان یہی ہے کہ وہ قبول نہ کرے۔ (فتح الباری جزء ۱۳ صفحہ ۲۰۳)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ آپ رستہ میں سے گزر رہے تھے کہ آپ نے دیکھا ایک بکری بھون کر لوگوں نے رکھی ہوئی ہے اور دعوت منا رہے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اُن لوگوں نے آپ کو بھی دعوت دی مگر آپ نے انکار کر دیا۔ اس کی یہ وجہ نہیں تھی کہ آپ بھونا ہوا گوشت کھانا پسند نہیں کرتے تھے بلکہ آپ کو اِس قسم کا تکلف پسند نہیں تھا کہ پاس ہی غرباء تو بھوکے پھر رہے ہوں اور اُن کی آنکھوں کے سامنے لوگ بکرے بھون بھون کر کھا رہے ہوں۔ ورنہ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ آپ بھونا ہوا گوشت بھی کھا لیا کرتے تھے۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد ۲۰ صفحہ ۳۷۷)

بَاب ٢٤ : هَدَايَا الْعُمَّالِ

کارکنوں کو ہدیہ دینا

٧١٧٤: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ بَنِي أَسْدٍ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْأُتَبِيَّةِ عَلَى صَدَقَةٍ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أُهْدِيَ لِي فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، قَالَ سُفْيَانُ أَيْضًا فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ

۷۱۷۴: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زہری سے روایت کی۔ اُنہوں نے عروہ سے سنا کہ حضرت ابو حمید ساعدیؓ نے ہمیں بتایا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو اسد کے ایک شخص کو کہ جسے ابن اُتبیہ کہتے تھے صدقہ کا تحصیلدار مقرر کیا۔ جب وہ آیا کہنے لگا: یہ تمہارا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہو گئے۔ سفیان نے بھی یوں کہا کہ آپؐ منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا: کارکنوں کو کیا ہو گیا ہے ہم انکو بھیجتے ہیں

قَالَ مَا بَالُ الْعَامِلِ نَبْعَثُهُ فَيَأْتِي فَيَقُولُ هَذَا لَكَ وَهَذَا لِي فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ فَيَنْظُرُ أَيُهْدَى لَهُ أَمْ لَا؟ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَأْتِي بِشَيْءٍ إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ إِنْ كَانَ بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْنَا عُفْرَتَيْ إِبْطَيْهِ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ ثَلَاثًا. قَالَ سُفْيَانُ قَصَّهُ عَلَيْنَا الزُّهْرِيُّ. وَزَادَ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعَ أُذُنَايَ وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنِي وَسَلُوا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَإِنَّهُ سَمِعَهُ مَعِي وَلَمْ يَقُلْ الزُّهْرِيُّ سَمِعَ أُذُنِي. خُوَارٌ صَوْتٌ وَالْجُؤَارُ مِنْ يَجْتَئِرُونَ كَصَوْتِ الْبَقَرَةِ.

اور وہ آکر کہتے ہیں یہ تو تمہارا ہے اور یہ میرا ہے۔ وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھ رہے پھر دیکھتے آیا اُن کو تحفے دیئے جاتے ہیں یا نہیں۔ اسی ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو کچھ بھی وہ لائے گا تو قیامت کے دن اس کو اپنی گردن پر اُٹھائے ہوئے لائے گا۔ اگر اونٹ ہوا تو وہ بڑبڑا رہا ہوگا یا گائے ہوگی تو وہ بیں بیں کر رہی ہوگی یا بکری ہوئی تو وہ میں میں کر رہی ہوگی۔ اس کے بعد آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اتنے اُٹھائے کہ ہم نے آپؐ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ تین بار فرمایا: سنو! کیا میں نے پہنچا دیا؟ سفیان (بن عیینہ) کہتے تھے۔ زہری نے ہمیں یہ واقعہ سنایا۔ اور ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابوحمیدؓ سے روایت کرتے ہوئے اتنا زیادہ بیان کیا کہ حضرت ابوحمیدؓ نے کہا: میرے دونوں کانوں نے سنا اور میری آنکھ نے آپؐ کو دیکھا اور زید بن ثابتؓ سے پوچھ لو کہ اُنہوں نے بھی میرے ساتھ یہ بات سنی اور زہری نے یہ نہیں کہا کہ میرے کان نے سنا۔ خوار کے معنی آواز اور جُؤَارُ یَجْتَئِرُونَ سے ہے، اس کے معنی گائے کی آواز کی طرح آواز نکالنا ہے۔

أطرافه: ۹۲۵، ۱۵۰۰، ۲۵۹۷، ٦٦٣٦، ٦٩٧٩، ۷۱۹۷۔

تشریح: هَدَايَا الْعُمَّالِ: کارکنوں کو ہدیہ دینا۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں: کسی فرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ زکوٰۃ کا خود حساب کر کے اُسے اپنے یا غیر کے لئے خرچ کرے۔ حتیٰ کہ محصلین بھی پابند ہیں کہ وہ زکوٰۃ کا حساب امام کے سامنے پیش

کریں۔ اس میں سے خود بخود اپنے لئے رکھ لینا جائز نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عبداللہ بن لتبیہؓ سے جائزہ لینے کا واقعہ مختصراً یہی بات ذہن نشین کرانے کے لئے نقل کیا گیا ہے کہ قرآنِ مجید نے جن افراد کو زکوٰۃ کا مستحق ٹھہرایا ہے، ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ بغیر اجازت امام کے زکوٰۃ میں سے اپنے لئے رکھ لیں۔ حضرت عبداللہ بن لتبیہؓ کے پاس زکوٰۃ کے مال میں سے کچھ پایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع ملنے پر ان سے حساب لیا تو انہوں نے کہا کہ یہ مال بطور ہدیہ انہیں دیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: پھر گھر میں کیوں نہ بیٹھے رہے۔ وہیں ہدیہ پہنچ جاتا۔(کتاب الہبہ، روایت نمبر٢٥٩٧) قرآنِ مجید نے مصرفِ زکوٰۃ میں محتاجوں کا حق کارکنوں کے حق پر مقدم رکھا ہے۔ لیکن اس کے برعکس پبلک روپے کا بیشتر حصہ کارکنوں پر خرچ کر دیا جاتا ہے۔(ترجمہ وشرح صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، جلد٣ صفحہ ١٥٢)

بَاب ٢٥: اسْتِقْضَاءُ الْمَوَالِي وَاسْتِعْمَالُهُمْ

آزاد شدہ غلاموں کو قاضی یا کارکن بنانا

٧١٧٥: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ يَؤُمُّ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ وَأَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَبُو سَلَمَةَ وَزَيْدٌ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ.

طرفه: ٦٩٢۔

٧١٧٥: عثمان بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن وہب نے ہمیں بتایا۔ ابن جریج نے مجھے خبر دی کہ نافع نے اُنہیں بتایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اُنہیں خبر دی۔ اُنہوں نے کہا: سالمؓ حضرت ابوحذیفہؓ کے غلام تھے ابتدائی مہاجرین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے مسجد قباء میں امام ہوا کرتے تھے ان میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت ابوسلمہؓ اور حضرت زیدؓ اور حضرت عامر بن ربیعہؓ بھی ہوتے۔

تشریح: اسْتِقْضَاءُ الْمَوَالِي وَاسْتِعْمَالُهُمْ: آزاد شدہ غلاموں کو قاضی یا کارکن بنانا۔ اسلام نے نہ صرف غلامی کو ختم کیا بلکہ پہلے سے موجود غلاموں کو معاشرے میں وہ عزت اور شرف بخشا کہ

بڑے بڑے لوگ انکی اقتداء کرنے لگے۔ زیر باب روایت میں اس کی ایک روشن مثال بیان کی گئی ہے اور ایک ایسے غلام کا ذکر کیا گیا ہے جو اپنے علم اور تقویٰ سے وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان:۷۵) کا مصداق بنا۔ یعنی حضرت سالمؓ مولیٰ حضرت ابوحذیفہؓ۔ ان کا مختصر تعارف یہ ہے۔ سالم نام، ابوعبداللہ کنیت، والد کے نام میں اختلاف ہے، بعض عبید بن ربیعہ اور بعض معقل لکھتے ہیں، یہ ایرانی الاصل ہیں، اصطخران کا آبائی مسکن تھا، حضرت ابوحذیفہؓ کی زوجہ حضرت ثبیتہ (بنت یعار) انصاریہؓ کی غلامی میں تھے، انہوں نے آزاد کر دیا، تو حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے ان کو اپنا متبنیٰ کر لیا، اس لحاظ سے ان میں انصار و مہاجر کی دونوں حیثیتیں مجتمع ہیں۔ (اسد الغابہ جزء۲ صفحہ ۳۸۲) وہ عموماً سالمؓ بن حذیفہؓ کے نام سے مشہور تھے، ابوحذیفہؓ بھی ان کو اپنے لڑکے کی طرح سمجھتے تھے اور اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید سے بیاہ دیا تھا، لیکن جب قرآن میں یہ آیت نازل ہوئی اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ (الاحزاب:۶) یعنی (چاہیے کہ) ان (لے پالکوں) کو ان کے باپوں کا بیٹا کہہ کر پکارو۔ تو سالم بھی ابن کی بجائے مولی ابی حذیفہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ (سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب فی من حرم به) ابن سعد کی روایت ہے کہ جنگ یمامہ ۱۲ ھ کے موقع پر جب مسلمانوں کے پاؤں پیچھے ہٹنے لگے تو سالم نے کہا افسوس! رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تو ہمارا یہ حال نہ تھا، وہ اپنے لیے ایک گڑھا کھود کر اس میں کھڑے ہو گئے اور علم سنبھالے ہوئے آخری لمحہ حیات تک جانبازانہ شجاعت کے جوہر دکھاتے ہوئے شہید ہو گئے۔ (الطبقات الکبری لابن سعد، طبقات البدریین من المهاجرین، سالم مولی ابی حذیفة، جزء۳ صفحہ ۶۵) حضرت سالمؓ کی فضیلت میں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت سالمؓ کو ان اساتذہ میں شمار فرمایا جو قرآن کے عالم تھے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ قرآن چار شخصوں سے سیکھو، ابن مسعودؓ، اُبَیّ بن کعب، معاذ ابن جبلؓ، سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ۔ (روایت نمبر ۳۷۵۸)

بَاب ٢٦: الْعُرَفَاءُ لِلنَّاسِ

لوگوں کے نمائندے مقرر کرنا

٧١٧٦، ٧١٧٧: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَمِّهِ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ

۷۱۷۶-۷۱۷۷: اسماعیل بن ابی اویس نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل بن ابراہیم نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی۔ ابنِ شہاب نے کہا عروہ بن زبیر نے مجھے بتایا کہ مروان بن حکم اور حضرت مسور بن مخرمہؓ دونوں نے اُنہیں بتایا کہ جب مسلمانوں نے

رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِينَ أَذِنَ لَهُمُ الْمُسْلِمُونَ فِي عِتْقِ سَبْيِ هَوَازِنَ فَقَالَ إِنِّي لَا أَدْرِي مَنْ أَذِنَ فِيكُمْ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ، فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ فَرَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا.

ہوازن کے قیدیوں کے آزاد کرنے کے متعلق اجازت دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ تم میں سے کس نے اجازت دی کس نے اجازت نہیں دی اس لئے تم واپس چلے جاؤ تا کہ تمہارے نمائندے ہمارے سامنے تمہارا مشورہ پیش کریں۔ لوگ واپس چلے گئے اور اُن کے نمائندوں نے اُن سے بات چیت کی اور وہ رسول اللہ کے پاس لوٹ کر آئے اور اُنہوں نے آپؐ کو بتایا کہ لوگوں نے خوشی سے منظور کیا اور اُنہوں نے اجازت دی ہے۔

أطراف الحديث ٧١٧٦: ٢٣٠٧، ٢٥٣٩، ٢٥٨٤، ٢٦٠٧، ٣١٣١، ٤٣١٨۔
أطراف الحديث ٧١٧٧: ٢٣٠٨، ٢٥٤٠، ٢٥٨٣، ٢٦٠٨، ٣١٣٢، ٤٣١٩۔

تشریح: **الْعُرَفَاءُ لِلنَّاسِ**: لوگوں کے نمائندے مقرر کرنا۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں: عُرَفَا عَرِيْف کی جمع ہے اس سے مراد وہ شخص ہے جو انسانوں کے ایک گروہ کا نگران ہو، یعنی اس کے سپرد ان کے امور سیاست کیے گئے ہوں جن کا وہ محافظ ہو۔ اور یہ عریف نام اسے اس لیے دیا گیا ہے کہ وہ ان کے معاملات کی معرفت رکھتا ہے اور ضرورت کے وقت وہ اپنے سے اوپر کے افسر کو ان کے متعلق معلومات دے سکتا ہے۔
(فتح الباری، جزء ۱۳ صفحہ ۲۰۹)

بَاب ٢٧: مَا يُكْرَهُ مِنْ ثَنَاءِ السُّلْطَانِ وَإِذَا خَرَجَ قَالَ غَيْرَ ذَلِكَ

بادشاہ کی تعریف کرنا جو مکروہ ہے اور جب وہ چلا جائے تو اس کے برخلاف کہنا

٧١٧٨: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أُنَاسٌ لِابْنِ عُمَرَ إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى سُلْطَانِنَا فَنَقُولُ

۷۱۷۸: ابو نعیم نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ کچھ لوگوں نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا: ہم اپنے بادشاہ

لَهُمْ بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ كُنَّا نَعُدُّهَا نِفَاقًا.

کے پاس جاتے ہیں اور اُن سے اُن باتوں کے خلاف کہتے ہیں جو ہم اس وقت کہا کرتے ہیں کہ جب ان کے پاس سے اُٹھ کر باہر آتے ہیں۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا: ہم اس کو نفاق سمجھا کرتے تھے۔

۷۱۷۹: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ.

۷۱۷۹: قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے یزید بن ابی حبیب سے، یزید نے عراک (بن مالک) سے، عراک نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: لوگوں میں سے سب سے بُرا، دورُخہ ہے جو اِن کے پاس ایک منہ لے کر آتا ہے اور اُن کے پاس دوسرا منہ لے کر آتا ہے۔

أطرافه: ۳٤۹٤، ٦٠٥٨۔

تشریح: **مَا يُكْرَهُ مِنْ ثَنَاءِ السُّلْطَانِ وَإِذَا خَرَجَ قَالَ غَيْرَ ذَلِكَ**: بادشاہ کی تعریف کرنا جو مکروہ ہے اور جب وہ چلا جائے تو اس کے برخلاف کہنا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

"آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدترین آدمی تم اُس کو پاؤ گے جو ذوالوجہین ہو، جس کے دو چہرے ہوں۔ سوسائٹی میں یہاں بیٹھتا ہے تو اور چہرہ بنالیتا ہے اور وہاں بیٹھتا ہے تو اور چہرہ بنالیتا ہے۔[1] کسی ایک جگہ جاتا ہے تو اُس کے دشمنوں کے خلاف باتیں شروع کر دیتا ہے۔ دوسروں کے پاس جاتا ہے تو اُس سے پہلے کے خلاف باتیں شروع کر دیتا ہے، تو ایسے شخص ہیں جو سوسائٹی میں نفرتیں بَوتے اور بہت سی برائیوں کو پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ تو وہ شخص بڑا جھوٹا، منافق اور چغل خور ہے۔ پس یہ تین بیماریاں اس عادت سے نکلتی ہیں۔"

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴، اگست ۱۹۹۲، جلد ۱۱ صفحہ ۵۶۹)

[1] (مسلم، کتاب البر والصلة، باب ذم ذی الوجهين وتحريم فعله، حديث نمبر ۴۷۱۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”صرف زبان سے اسلام اسلام کہنے سے کچھ نہیں بنتا جب تک کہ سچے دل سے انسان اس پر کار بند نہ ہو جاوے۔ اکثر لوگ اس قسم کے بھی ہوتے ہیں جن کی نسبت قرآن شریف میں لکھا ہے: وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○ (البقرۃ:۱۵) یعنی جب وہ مسلمانوں کے پاس جاتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور جب وہ دوسروں کے پاس جاتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور یہ وہ لوگ ہوتے جن کو قرآن شریف میں منافق کہا گیا ہے۔ اس لئے جب تک کوئی شخص پورے طور پر قرآن مجید پر عمل نہیں کرتا تب تک وہ پورا پورا اسلام میں بھی داخل نہیں ہوتا۔“ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۳۷۸، ۳۷۹)

نیز فرمایا:

”یاد رکھو منافق وہی نہیں ہے جو ایفائے عہد نہیں کرتا یا زبان سے اخلاص ظاہر کرتا ہے مگر دل میں اس کے کُفر ہے بلکہ وہ بھی منافق ہے جس کی فطرت میں دورنگی ہے اگرچہ وہ اس کے اختیار میں نہ ہو۔ صحابہ کرامؓ کو اس دورنگی کا بہت خطرہ رہتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت ابوہریرہؓ رو رہے تھے تو حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ کہا کہ اس لیے روتا ہوں کہ مجھ میں نفاق کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔ جب مَیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا ہوں تو اُس وقت دل نرم اور اس کی حالت بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہے مگر جب اُن سے جُدا ہوتا ہوں تو وہ حالت نہیں رہتی۔ ابو بکرؓ نے فرمایا کہ یہ حالت تو میری بھی ہے۔ پھر دونو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کل ماجرا بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم منافق نہیں ہو۔ انسان کے دل میں قبض اور بسط ہوا کرتی ہے۔ جو حالت تمہاری میرے پاس ہوتی ہے اگر وہ ہمیشہ رہے تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں۔ تو اب دیکھو کہ صحابہ کرامؓ اس نفاق اور دورنگی سے کس قدر ڈرتے تھے۔ جب انسان جُرأت اور دلیری سے زبان کھولتا ہے تو وہ بھی منافق ہوتا ہے، دین کی ہتک ہوتی سنے اور وہاں کی مجلس نہ چھوڑے یا ان کو جواب نہ دے تب بھی منافق ہوتا ہے، اگر مومن کی سی غیرت اور استقامت نہ ہو تب بھی منافق ہوتا ہے۔ جب تک انسان ہر حال میں خدا کو یاد نہ کرے تب نفاق سے خالی نہ ہوگا اور یہ حالت تم کو بذریعہ دعا حاصل ہوگی۔ ہمیشہ دعا

کرو کہ خدا تعالیٰ اس سے بچاوے۔ جو انسان داخل سلسلہ ہو کر پھر بھی دو رنگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس سلسلہ سے دور رہتا ہے، اس لیے خدا تعالیٰ نے منافقوں کی جگہ اسفل السافلین رکھی ہے کیونکہ ان میں دو رنگی ہوتی ہے اور کافروں میں یک رنگی ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۴۵۵، ۴۵۶)

بَاب۲۸: الْقَضَاءُ عَلَى الْغَائِبِ

غیر حاضر کے بر خلاف فیصلہ کرنا

۷۱۸۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ هِنْدًا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ فَأَحْتَاجُ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ قَالَ خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ.

۷۱۸۰: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ سفیان نے ہشام سے، ہشام نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ہندؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ابوسفیانؓ بہت ہی کنجوس شخص ہے مجھے اس کے مال سے لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: دستور کے مطابق لے لو جو تمہیں اور تمہاری اولاد کو کافی ہو۔

أطرافه: ۲۲۱۱، ۲٤٦۰، ۳۸۲٥، ٥۳٥۹، ٥۳٦٤، ٥۳۷۰، ٦٦٤۱، ۷۱٦۱۔

تشریح: **الْقَضَاءُ عَلَى الْغَائِبِ**: غیر حاضر کے بر خلاف فیصلہ کرنا۔ علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ لوگوں کے حقوق کے متعلق تو غیر حاضر کے خلاف فیصلہ دیا جاسکتا ہے لیکن حدود اللہ کے متعلق نہیں۔ مثلاً اگر چوری کے معاملہ میں غیر حاضر کے خلاف گواہی ثابت ہو جائے تو مال دلائے جانے کا تو حکم دیا جائے گا لیکن ہاتھ کاٹنے کا نہیں۔ امام مالکؒ کے نزدیک زمین اور غیر منقولہ جائیداد کے متعلق اگر غائب کے خلاف دلائل ثابت ہوں تو فیصلہ دینا اسی صورت میں درست ہے کہ اُس کی غیر حاضری لمبی ہو جائے یا وہ مفقود الخبر ہو۔ امام ابوحنیفہ کا قول ہے کہ غائب کے خلاف فیصلہ نہ کیا جائے، ہاں اگر کوئی گواہی قائم ہونے کے بعد بھاگ جائے یا چھپ جائے تو قاضی اُسے حاضر کیے جانے کا تین بار فرمان جاری کرے، اگر وہ آجائے تو فبہا، وگرنہ اُس کے خلاف فیصلہ صادر کر دے۔ علامہ ابن حجرؒ فقہاء کا اختلاف ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ جنہوں نے اسے جائز قرار دیا ہے وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ غائب کی دلیل اُس کے حاضر ہونے پر پیش ہو سکتی ہے اور سن کر اُس کے

تقاضے کے مطابق علم کیا جائے گا، خواہ سابقہ حکم کو منسوخ ہی کرنا پڑے۔ (فتح الباری جزء ۱۳ صفحہ ۲۱۳)
معنونہ حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن بطال لکھتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے ابوسفیان (کی عدم موجودگی میں اُس) کے خلاف فیصلہ (اس پر اہل وعیال کے اخراجات کا پورا کرنا) فرض ہونے کی وجہ سے اپنے علم کی بناء پر کیا ہے۔ نیز یہ کہ اس کے متعلق حقیقی علم رکھنے کی وجہ سے آپؐ کو اپنے اس فیصلہ کے درست ہونے پر یقین تھا اور (اس بارہ میں) گواہی کی ایسی حیثیت نہیں تھی کیونکہ وہ تو جھوٹی اور وہمی بھی ہو سکتی تھی۔
(شرح صحیح البخاری لابن بطال، کتاب الاحکام، باب من رأی للقاضی أن یحکم بعلمہ، جزء ۸ صفحہ ۲۲۷)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
”عدل کے قیام کے لئے اسلام ایک اور زریں ہدایت بھی دیتا ہے اور وہ یہ کہ اس کے حاکم کو ایک ایسے معاملہ میں جو ایک سے زیادہ فریق کے ساتھ تعلق رکھتا ہے صرف ایک فریق کی بات سن کر رائے قائم نہیں کرنی چاہئے جب تک کہ سارے متعلقہ فریقین کی بات نہ سن لی جائے۔ چنانچہ ہمارے مقدس آقا آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: إِذَا تَقَاضَى إِلَيْكَ رَجُلَانِ، فَلَا تَقْضِ لِلأَوَّلِ حَتَّى تَسْمَعَ كَلَامَ الآخَرِ، فَسَوْفَ تَدْرِي كَيْفَ تَقْضِي ۔(سنن الترمذی، أبواب الأحکام، باب ما جاء فی القاضی لا یقضی بین الخصمین حتی یسمع کلامھما) یعنی آپ نے حضرت علی کو مخاطب کرکے فرمایا کہ جب تمہارے پاس دو آدمی جھگڑا کرتے ہوئے پہنچیں تو ایک آدمی کی بات سُن کر رائے قائم کرنے اور فیصلہ کرنے کی طرف جلدی نہ کیا کرو جب تک کہ تم دوسرے شخص کی بھی بات نہ سن لو۔ اگر تم اس اصول پر عمل کرو گے تو تمہیں سچے فیصلوں کی طرف ہدایت حاصل ہو گی۔ گویا عدل کے طریق سے ہٹنے کا یہ بھی ایک امکانی رخنہ تھا جو آنحضرت ﷺ کے مبارک ہاتھوں نے بند کر دیا۔“
(مضامین بشیر جلد دوم صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
”قاضی کا حق ہے کہ وہ فریقین کی باتیں سُننے کے بعد کہہ دے کہ فلاں کا حق ہے اور فلاں کا نہیں۔ مگر اُس کو کون قاضی کہے گا جو یک طرفہ فیصلہ کر دے۔...... یک طرفہ فیصلہ نہایت ہی ظالمانہ اور غیر منصفانہ ہے اور اگر اِس قسم کے فیصلوں کے نتیجہ میں بعض لوگوں کے دلوں میں شکوہ پیدا ہو تو یہ بالکل جائز اور درست ہو گا۔“
(خطابات شوریٰ، اختتامی تقریر مجلس مشاورت ۱۹۴۱، جلد دوم صفحہ ۵۴۹، ۵۵۰)

بَاب ٢٩ : مَنْ قُضِيَ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّ قَضَاءَ الْحَاكِمِ لَا يُحِلُّ حَرَامًا وَلَا يُحَرِّمُ حَلَالًا

جس کے لئے اپنے بھائی کے حق کے دلانے کا فیصلہ کیا جائے تو وہ اس کو نہ لے
کیونکہ حاکم کا فیصلہ حرام کو حلال نہیں کرتا اور حلال کو حرام نہیں کرتا

٧١٨١: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَأَقْضِي لَهُ بِذَلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَتْرُكْهَا.

۷۱۸۱: عبدالعزیز بن عبداللہ (اویسی) نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے صالح سے، صالح نے ابن شہاب سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: عروہ بن زبیر نے مجھے بتایا کہ حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ نے اُنہیں بتایا کہ حضرت اُم سلمہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ نے اُنہیں بتایا۔ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے اپنے حجرے کے دروازے پر کچھ جھگڑا سنا۔ آپؐ سن کر اُن کے پاس باہر گئے اور فرمایا: میں تو ایک بشر ہی ہوں اور جھگڑنے والے میرے پاس آتے ہیں تو شاید تم میں سے کوئی کسی سے زیادہ بلیغ ہو اور میں سمجھوں کہ وہ سچا ہے اور اس کے حق میں اس کے جھگڑے کے متعلق فیصلہ کر دوں تو جس کے لئے کسی مسلمان کا حق دلانے کا میں فیصلہ کروں تو وہ تو درحقیقت آگ کا ایک ٹکڑا ہے۔ وہ اس کو لے لے یا اس کو چھوڑ دے

أطرافه: ٢٤٥٨، ٢٦٨٠، ٦٩٦٧، ٧١٦٩، ٧١٨٥-

٧١٨٢: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ

۷۱۸۲: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے

حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ ابْنُ أَخِي قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللهِ ابْنُ أَخِي كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِي مِنْهُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللهَ تَعَالَى.

کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ بن زبیر سے، عروہ نے حضرت عائشہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ سے روایت کی کہ وہ فرماتی تھیں: عتبہ بن ابی وقاصؓ نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاصؓ کو نصیحت کی کہ زمعہؓ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے اس کو لے کر اپنے پاس رکھنا۔ جس سال مکہ فتح ہوا تو سعدؓ نے اس کو لے لیا اور کہا کہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اس نے اس کے متعلق مجھے وصیت کی تھی۔ عبد بن زمعہؓ اُٹھ کر اُن کے پاس آئے اور کہا: میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے جو اس کے بستر پر جنا گیا۔ آپس میں کھینچا کھینچی ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ سعد نے کہا: یا رسول اللہ! یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اس نے اس کے متعلق مجھے وصیت کی تھی۔ عبد بن زمعہؓ نے کہا: میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے جو اس کے بستر پر جنا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبد بن زمعہؓ یہ تمہارا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بچہ صاحب بستر کا ہی ہوتا ہے اور بدکار کو پتھر پڑتے ہیں۔ پھر آپ نے حضرت سودہ بنت زمعہؓ سے فرمایا: اس سے پردہ کرنا اس لئے کیونکہ آپؐ نے عتبہؓ سے اس کی شکل ملتی جلتی دیکھی تو اُس نے حضرت سودہؓ کو کبھی نہیں دیکھا اسی حالت میں اللہ تعالیٰ سے جاملا۔

أطرافه: ٢٠٥٣، ٢٢١٨، ٢٤٢١، ٢٥٣٣، ٢٧٤٥، ٤٣٠٣، ٦٧٤٩، ٦٧٦٥، ٦٨١٧-

تشریح: مَنْ قُضِيَ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّ قَضَاءَ الْحَاكِمِ لَا يُحِلُّ حَرَامًا وَلَا يُحَرِّمُ حَلَالًا: جس کے لئے اپنے بھائی کے حق کے دلانے کا فیصلہ کیا جائے تو وہ اس کو نہ لے کیونکہ حاکم کا فیصلہ حرام کو حلال نہیں کرتا اور حلال کو حرام نہیں کرتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”بعض لوگ ...شکایت کرتے ہیں کہ جی! فلاں نے ہم سے یہ سلوک کیا..... کیا آپ کو معلوم نہیں کہ..... خدا کی خاطر جو بھی قوم قربانی کرتی ہے جو شخص قربانی کرتا ہے اس کا مرتبہ خدا کی نظر میں بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے اگر یہ سلوک ہوا تو آپ تب بھی مراد پا گئے۔ اس بیوقوف پر رحم کریں جس کا حق نہیں تھا۔ اگر واقعی اس کا حق نہیں تھا وہ انعام پا گیا، وہ تو جاہل ہے وہ تو جانتا نہیں کہ اس کو کیا دیا جا رہا ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر تم میں سے دو فریق جھگڑا لے کر میرے پاس آئیں اور کوئی اپنی چرب زبانی کی وجہ سے، زیادہ چالاکی کی وجہ سے اس طرح معاملہ پیش کرے کہ میں حقدار کی بجائے کچھ حصہ حق کا ناحق کی طرف منتقل کر دوں تو اس کے نتیجے میں یہ نہ سمجھیں کہ چونکہ میں نے فیصلہ کیا ہے اس لئے وہ اس کا حقدار ہو گیا۔ اس نے صرف جہنم کا ایک ٹکڑا کمایا ہے اس سے زیادہ اس کو کچھ بھی نصیب نہیں۔ (ابو داؤد کتاب القضاء: ۳۱۱۲) پس اگر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نعوذ باللہ من ذالک حالات سے لاعلمی کے نتیجے غلط فیصلہ کر سکتے ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ نہیں کر سکتے مثال کے طور پر پیش فرما رہے ہیں۔ مگر مثال یہی بتاتی ہے کہ اگر وہ کر سکتے تو ادنیٰ ادنیٰ بندے بعض دفعہ جان کر نہیں لاعلمی کے نتیجے میں فیصلہ غلط کر دیا کرتے ہیں۔ اس لئے جب آپ اس کے مقابل پر یہ ردّ عمل دکھائیں گے تو دو جرموں کا ارتکاب کریں گے۔ اول یہ کہ اپنے بھائی پر بدظنی کی۔ آپ نہیں جانتے کہ اس نے کیوں فیصلہ کیا۔ دوسرے یہ کہ واقعۃً اپنے آپ کو ذلیل سمجھا کہ گویا ہم سے کچھ چھین لیا گیا ہے۔ آپ سے کوئی کچھ نہیں چھین سکتا۔ یہ تو سارے سلسلے ہی رضائے الٰہی کے سلسلے ہیں، رضائے الٰہی کو کوئی کس طرح زبردستی چھین سکتا ہے۔ آپ کا مرتبہ خدا کی نظر میں ضرور بڑھتا ہے اس وقت۔ جب آپ جائز حق سے محروم کئے جاتے ہیں اور اس کا مرتبہ جو ناجائز حق لیتا ہے ضرور گرتا ہے خدا کی نظر میں۔ اس لئے اسلام ایک محفوظ مقام ہے سچے مسلمان کو کسی طرف سے کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوتا۔“

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶/ اکتوبر ۱۹۸۷ء، جلد ۶ صفحہ ۶۸۰، ۶۸۱)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مقدمات میں نبوت کے مقام کو کوئی دخل نہیں کیونکہ خود آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں مقدمات کے فیصلہ کرنے میں غلطی کر سکتا ہوں۔ اگر نبی کے فیصلے منصبِ نبوت کے ماتحت ہوتے تو وہ ان میں کبھی غلطی نہ کر سکتا۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک دفعہ ایک مقدمہ کا فیصلہ ایک شخص کے حق میں کر دیا تو دوسرے نے کہا کہ میں اس فیصلے کو تو مانتا ہوں مگر یہ ہے غلط۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی لسّان شخص مجھے دھوکا دیکر مجھ سے اپنے حق میں فیصلہ کروالے مگر میرا فیصلہ اسے خدا تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچا سکے گا۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد۶ صفحہ ۳۲۰) گویا آپ تسلیم کرتے ہیں کہ قضاء کے بارہ میں مَیں بھی غلطی کر سکتا ہوں۔ مگر باوجود اس کے قرآن کریم کہتا ہے کہ اگر یہ لوگ شرح صدر سے تیرے فیصلے کو نہیں مانیں گے تو یہ ایمان والے نہیں ہیں۔ پس اس معاملہ میں نبی اور خلیفہ کی پوزیشن ایک ہی ہے۔ نظام کے قیام کیلئے یہ بات ضروری ہے کہ ایک انسان کو ایسا حکم مان لیا جائے کہ جس کے فیصلہ کے آگے کوئی چون وچرا نہ کرے۔“

(انوار العلوم، جماعت احمدیہ کے خلاف تازہ فتنہ میں میاں فخر الدین صاحب ملتانی کا حصہ، جلد۱۴ صفحہ ۴۷۶)

بَاب ٣٠: الْحُكْمُ فِي الْبِئْرِ وَنَحْوِهَا

کنویں وغیرہ کے متعلق فیصلہ کرنا

٧١٨٣: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْلِفُ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالًا وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ إِلَّا لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللهُ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَ

۷۱۸۳: اسحاق بن نصر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق (بن ہمام) نے ہمیں بتایا۔ سفیان (ثوری) نے ہمیں خبر دی۔ سفیان نے منصور اور اعمش سے، ان دونوں نے ابووائل سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی مجبور ہو کر ایسی قسم کھاتا ہے جس کے ذریعہ سے وہ کوئی مال مار رہا ہوتا ہے اور وہ اس قسم میں جھوٹا

أَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا (آل عمران: ٧٨) الْآيَةَ.

ہوتا ہے تو وہ اللہ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ وہ اُس سے ناراض ہو گا۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل کی: جو لوگ اللہ کے ساتھ اپنے عہدوں اور قسموں کے بدلے میں تھوڑی قیمت لیتے ہیں اُن لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہو گا۔

أطرافه: ٢٣٥٦، ٢٤١٦، ٢٥١٥، ٢٦٦٦، ٢٦٦٩، ٢٦٧٣، ٢٦٧٦، ٤٥٤٩، ٦٦٥٩، ٦٦٧٦، ٧٤٤٥-

٧١٨٤: فَجَاءَ الْأَشْعَثُ وَعَبْدُ اللهِ يُحَدِّثُهُمْ فَقَالَ فِيَّ نَزَلَتْ وَفِي رَجُلٍ خَاصَمْتُهُ فِي بِئْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟ قُلْتُ لَا. قَالَ فَلْيَحْلِفْ قُلْتُ إِذًا يَحْلِفُ فَنَزَلَتْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ (آل عمران: ٧٨) الْآيَةَ.

۷۱۸۴: پھر حضرت اشعثؓ آئے اور حضرت عبداللہؓ لوگوں سے یہ بیان کر رہے تھے کہنے لگے میرے متعلق اور ایک شخص کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی جس کے ساتھ ایک کنوئیں کے متعلق میں نے جھگڑا کیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟ میں نے کہا۔ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر وہ قسم کھائے۔ میں نے کہا: تب تو وہ قسم کھالے گا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی یعنی جو لوگ اللہ کے ساتھ اپنے عہدوں کے بدلے میں تھوڑی قیمت لیتے ہیں۔

أطرافه: ٢٣٥٧، ٢٤١٧، ٢٥١٦، ٢٦٦٧، ٢٦٧٠، ٢٦٧٧، ٤٥٥٠، ٦٦٦٠، ٦٦٧٧-

تشریح: **الْحُكْمُ فِي الْبِئْرِ وَنَحْوِهَا:** کنویں وغیرہ کے متعلق فیصلہ کرنا۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

"دارالقضاء سے متعلقہ احکام تحقیق میں سے پہلا حکم یہی ہے کہ قاضی مدعی یا مستغیث سے شہادت کا مطالبہ کرے اور شہادت کی عدم موجودگی میں مدعاعلیہ کو قسم دی جائے۔ ایسی صورت میں مدعی کو شبہ پیدا ہونا طبعی امر ہے کہ مبادا مدعاعلیہ جھوٹی قسم کھالے جیسا کہ حضرت اشعث بن قیسؓ کو یہودی مدعاعلیہ کی نسبت پیدا ہوا۔ محض اسی شبہ سے قاضی قواعد عدالت کو نظرانداز نہیں کر سکتا۔ قواعد شریعت کی پابندی بہرحال ضروری ہے کیونکہ جزاسزا

کا سلسلہ صرف حدود شریعت تک ہی ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے بعد قضاء وقدر کا سلسلہ بھی چلتا ہے جس کی طرف بحوالہ آیت اشارہ کیا گیا ہے، پوری آیت یہ ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (آل عمران: ۷۸) جو لوگ اپنے عہدوں اور قسموں کے بدلے میں تھوڑی قیمت لیتے ہیں ان لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہو گا اور روز قیامت اللہ ان سے بات نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک ٹھہرائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب مقدر ہے۔"

(ترجمہ وشرح صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۷۳۸)

ثَمَنًا قَلِيْلًا: حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

"(تھوڑے مول) سے مراد دنیا کا عارضی فائدہ ہے جو زوال پذیر ہوتا ہے اور جو سزا بیان کی گئی ہے وہ نہایت سخت ہے اور آیت سے پایا جاتا ہے کہ اسلامی تعلیم کی اصل بنیاد اس رابطہ پر ہے جو انسان اور اس کے خالق کے درمیان ہے اور وہ رابطہ عبودیت ہے۔ جو اس رابطے کو توڑتا ہے اور دنیا کے مفاد سے متعلق اپنی خواہش نفس کو مقدم کرتا ہے اس کی سزا بھی اس جرم کی نوعیت کے اعتبار سے ویسی ہی بیان کی گئی ہے۔ یعنی تزکیہ نفس، نظر شفقت اور اللہ تعالیٰ کی ہم کلامی سے محرومی، ہر خیر وبرکت سے تہی دستی اور اللہ تعالیٰ کے قرب سے دوری۔ جس کی وجہ سے ایسا راندۂ درگاہ انسان دردناک سزا میں مبتلا ہو گا جبکہ وہ دیکھے گا کہ مقربین کا گروہ نعماء جنت سے محظوظ ہو رہا ہے۔ (ترجمہ وشرح صحیح بخاری، جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۱، ۱۳۲)

نیز فرمایا:

اگر ملکیت جائز نہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہادت یا قسم کی بناء پر قضیہ چکانے کا مشورہ نہ دیتے۔ جس آیت کا ذکر حدیث میں آیا ہے، وہ مکمل طور پر یہ ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (آل عمران:۷۸) جو لوگ اللہ کے ساتھ اپنے عہدوں اور قسموں کے بدلے میں تھوڑی قیمت لیتے ہیں، ان لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہو گا اور قیامت کے دن اللہ اُن سے کلام نہیں کرے گا اور نہ اُن کی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں پاک ٹھہرائے گا اور اُن کے لئے دردناک سزا مقدر ہے۔

(ترجمہ وشرح صحیح بخاری، جلد ۴ صفحہ ۳۵۲)

بَاب ٣١: الْقَضَاءُ فِي كَثِيرِ الْمَالِ وَقَلِيلِهِ

بہت یا تھوڑے مال کے متعلق فیصلہ کرنا

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ الْقَضَاءُ فِي قَلِيلِ الْمَالِ وَكَثِيرِهِ سَوَاءٌ.

اور ابن عیینہ نے ابن شُبرمہ سے نقل کیا: تھوڑے یا بہت مال میں فیصلہ یکساں ہے۔

٧١٨٥: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَبَةَ خِصَامٍ عِنْدَ بَابِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضًا أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ أَقْضِي لَهُ بِذَلِكَ وَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَدَعْهَا.

٧١٨٥: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زہری سے روایت کی۔ عروہ بن زبیر نے مجھے خبر دی کہ حضرت زینب بن ابی سلمہؓ نے اُنہیں بتایا۔ اُنہوں نے اپنی ماں حضرت اُم سلمہؓ سے روایت کی۔ وہ بیان کرتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دروازے کے پاس جھگڑے کا شور سنا تو آپؐ اُن کے پاس باہر گئے اور فرمایا: میں ایک بشر ہی ہوں اور میرے پاس جھگڑا کرنے والے آتے ہیں تو شاید کوئی کسی سے زیادہ بلیغ ہو۔ میں اس کے حق میں اس جھگڑے کے متعلق فیصلہ کر دوں اور یہ سمجھوں کہ وہ سچا ہے تو جس کے لئے میں کسی مسلمان کا حق دلانے کا فیصلہ کروں تو وہ ایک آگ کا ٹکڑا ہی ہوتا ہے چاہے اس کو لے یا چاہے اس کو چھوڑ دے۔

أطرافه: ٢٤٥٨، ٢٦٨٠، ٦٩٦٧، ٧١٦٩، ٧١٨١-

تشریح: الْقَضَاءُ فِي كَثِيرِ الْمَالِ وَقَلِيلِهِ: بہت یا تھوڑے مال کے متعلق فیصلہ کرنا۔ ابن منیر کہتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری نے گزشتہ عنوانِ باب (نمبر ٢٩) میں کسی کے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی تخصیص (کے ذکر) کے متعلق خدشہ محسوس کیا (کہ کہیں کوئی معمولی اشیاء کو ناحق لے لینے کو ہلکا نہ سمجھے) لہٰذا اُنہوں نے یہ عنوان قائم کیا ہے کہ ہر چیز کے متعلق خواہ وہ تھوڑی ہو یا زیادہ، فیصلہ کرنا تو عمومیت رکھتا ہے۔ پھر امام بخاریؒ نے حضرت امّ سلمہؓ سے مروی معنونہ حدیث جو گزشتہ باب میں بھی مذکور ہے، بیان کر کے توجہ

دلائی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: جس کے لئے میں کسی مسلمان کا حق دلانے کا فیصلہ دوں تو وہ (ناحق) خواہ تھوڑا لے یا زیادہ، آگ کا ٹکڑا ہی لیتا ہے۔ ابن منیر نے اس عنوانِ باب کے قیام کی مزید توجیہات بھی پیش کی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یا تو امام بخاریؒ نے اس میں بعض مالکیوں کے اس مؤقف کے ردّ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ قاضی جس کو چاہے سمجھ بوجھ اور بات کو نافذ کرنے کی طاقت کے لحاظ سے بعض معاملات کو چھوڑتے ہوئے بعض دیگر معاملات کے لیے نائب مقرر کر سکتا ہے۔ یا یہ کہ امام موصوفؒ نے اس قول کا ردّ کیا ہے کہ قسم مال کی ایک خاص مقدار کے متعلق ہی دینا واجب ہے، حقیر چیز کے متعلق واجب نہیں۔ یا یہ کہ اس میں ایسے قاضیوں کا ردّ ہے جو تکبر کی وجہ سے حقیر چیز کے متعلق خود فیصلہ نہیں دیتے بلکہ ایسے مقدمات کو اپنے نائب کی طرف بھیج دیتے ہیں۔ علامہ ابن حجر کے نزدیک ان میں سے پہلی بات ہی بہتر طور پر امام بخاری کا مقصد واضح کرنے والی ہے۔ (فتح الباری جزء۱۳ صفحہ ۲۲۱)

بَاب ۳۲: بَيْعُ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ أَمْوَالَهُمْ وَضِيَاعَهُمْ

وَقَدْ بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدَبَّرًا مِنْ نُعَيْمِ بْنِ النَّحَّامِ

امام کا لوگوں کی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا بیچنا

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت نعیم بن نحامؓ کو (ایک غلام) بیچا

۷۱۸۶: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرَهُ فَبَاعَهُ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ ثُمَّ أَرْسَلَ بِثَمَنِهِ إِلَيْهِ.

۷۱۸۶: (محمد بن عبد اللہ) ابن نمیر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن بشر نے ہمیں بتایا۔ اسماعیل (بن ابی خالد) نے ہم سے بیان کیا کہ سلمہ بن کہیل نے ہمیں بتایا۔ سلمہ نے عطاء (بن ابی رباح) سے، عطاء نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ آپؐ کے صحابہ میں سے ایک شخص نے اپنے غلام کو اپنی موت کے بعد آزاد قرار دیا۔ اس کے سوا اُس کی کوئی اور جائیداد نہ تھی۔ تو آپؐ نے اس کو آٹھ سو درہم پر بیچ دیا اور پھر اس کی قیمت اسی شخص کو بھیج دی۔

أطرافُه: ۲۱۴۱، ۲۲۳۰، ۲۴۰۳، ۲۴۱۵، ۲۵۳٤، ٦٧١٦، ٦٩٤٧۔

تشریح: بَيْعُ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ أَمْوَالَهُمْ وَضِيَاعَهُمْ: امام کا لوگوں کی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کا بیچنا۔ مدبر وہ غلام ہے جس کو مالک کہہ دے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

"مالک متوفّٰی کے ورثاء کے لئے جائز نہیں کہ مُدَبَّر کو فروخت کریں یا اس کی آزادی منسوخ کریں، بجز اس کے کہ آزاد کرنے والا مقروض ہو تو غلام کی آزادی قرض کی حالت میں کالعدم ہو گی اور اس کا قرضہ ادا کرنے کی غرض سے مُدَبَّر فروخت کیا جاسکتا ہے یا اس سے خدمت لی جاسکتی ہے؛ تاوقتیکہ اس کی کمائی سے وہ قرض ادا ہو جائے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض ادا کرنے کے لئے مُدَبَّر کو فروخت کیا۔ مقروض کے غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا درست نہیں، جب تک کہ اس کا قرضہ ادا نہ کر دیا جائے۔"

(فتح الباری جزء ۴ صفحہ ۵۳۱) (عمدۃ القاری جزء ۱۲ صفحہ ۴۹)

...اسماعیلی کی روایت میں بایں الفاظ صراحت ہے: فِي رَجُلٍ اعْتَقَ غُلَامًا لَّهُ عَنْ دُبُرٍ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَبَاعَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ۔ ایک شخص نے اپنے غلام کو اپنی موت کے بعد آزاد قرار دیا؛ بحالیکہ اس کے ذمہ قرض تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ غلام آٹھ سو درہم پر بیچ دیا۔ (ترجمہ وشرح صحیح بخاری جزء ۴ صفحہ ۲۰۰)

بَاب۳۳: مَنْ لَمْ يَكْتَرِثْ بِطَعْنِ مَنْ لَا يَعْلَمُ فِي الْأُمَرَاءِ حَدِيثًا

جو شخص اُن لوگوں کے طعنوں کی پرواہ نہ کرے جو امیروں کے متعلق لاعلمی میں ہوں

۷۱۸۷: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطُعِنَ فِي إِمَارَتِهِ فَقَالَ إِنْ تَطْعَنُوا

۷۱۸۷: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن مسلم نے ہمیں بتایا۔ عبداللہ بن دینار نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج بھیجی اور لوگوں پر اُسامہ بن زیدؓ کو امیر مقرر کیا۔ ان کی امارت کے متعلق طعن کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا:

فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلِهِ وَايْمُ اللهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمْرَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ.

اگر تم اس کی امارت پر نکتہ چینی کرتے ہو، تم اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت پر طعن کیا کرتے تھے اور اللہ کی قسم وہ امارت کے لائق تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو مجھے بہت پیارے ہیں اور اس کے بعد یہ بھی ان لوگوں میں سے ہے جو مجھے بہت پیارے ہیں۔

أطرافه: ٣٧٣٠، ٤٢٥٠، ٤٤٦٨، ٤٤٦٩، ٦٦٢٧-

تشریح: مَنْ لَمْ يَكْتَرِثْ بِطَعْنِ مَنْ لَا يَعْلَمُ فِي الْأُمَرَاءِ حَدِيثًا: جو شخص اُن لوگوں کے طعنوں کی پرواہ نہ کرے جو امیروں کے متعلق لاعلمی میں ہوں۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

”جس جنگ میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سپہ سالار مقرر کئے گئے تھے جس پر بعض کو اعتراض ہوا، اس فوج میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ جیسے اعلیٰ پایہ کے صحابہ بھی تھے۔ انہیں اعتراض نہیں ہوا بلکہ انشراحِ صدر سے ایک کمسن نوجوان کی ماتحتی قبول کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تقرر میں کئی مصلحتیں مد نظر تھیں۔ امام ابن حجرؒ نے ان میں سے بعض کا ذکر کیا ہے یعنی کبر سنی، عظمت رتبہ یا خاندانی بڑائی ہی سے اہلیت پیدا نہیں ہو جاتی بلکہ اس کے لئے دوسری بھی شرائط ہیں۔ صغر سنی، پستی رتبہ یا کم مائیگی اور حسب و نسب میں حقیر سمجھا جانا قابلیت و اہلیت کے مانع نہیں۔ (فتح الباری جزء ٧ صفحہ ١١١) غلامی عربوں کے نزدیک ایسا داغ سمجھا جاتا تھا جو مٹانے سے نہیں مٹ سکتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسوۂ حسنہ سے یہ داغ یکسر مٹا دیا۔ غلام و آقا کو یکساں ہموار سطح پر کھڑا کر دیا۔ عَلَيْهِ صَلَوَاتُ اللهِ أَلْفَ أَلْفَ صَلَوَاتٍ۔“ (ترجمہ و شرح صحیح بخاری جلد ٧ صفحہ ٢٢٦)

نیز فرمایا:

”ابن سعد کے بیان میں بھی ذکر ہے کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ کی امارت پر اعتراض کیا گیا کہ جلیل القدر اور تجربہ کار صحابہ کو چھوڑ کر اُن پر ایک ناتجربہ کار نوجوان امیر بنا دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر بیماری کی حالت ہی میں سر باندھے مخملی چادر لپیٹے تشریف لائے اور صحابہ کو مخاطب فرمایا: أَمَّا بَعْدُ! أَيُّهَا النَّاسُ فَمَا مَقَالَةٌ بَلَغَتْنِي عَنْ بَعْضِكُمْ فِي

تَأْمِيْرِيْ أُسَامَةَ وَلَئِنْ طَعَنْتُمْ فِيْ إِمَارَتِيْ أُسَامَةَ لَقَدْ طَعَنْتُمْ فِيْ إِمَارَتِيْ أَبَاهُ مِنْ قَبْلِهٖ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لِلْإِمَارَةِ لَخَلِيْقًا وَإِنَّ ابْنَهُ مِنْ بَعْدِهٖ لَخَلِيْقٌ لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّهُمَا لَمُخِيْلَانِ لِكُلِّ خَيْرٍ وَاسْتَوْصُوْا بِهٖ خَيْرًا فَإِنَّهُ مِنْ خِيَارِكُمْ۔ یہ کہہ کر آپؐ منبر سے اترے اور گھر کو لوٹے۔ تقریباً یہی مضمون روایات باب... کا ہے.... اس لئے حضرت اسامہؓ کے بارے میں میری تمہیں بھلائی ہی کی وصیت ہے کیونکہ وہ اچھے لوگوں میں سے ہے۔ محمد بن سعد کی روایت کے مطابق یہ واقعہ دس ربیع الاول ہفتہ کے روز کا ہے۔"

(ترجمہ وشرح صحیح بخاری جلد۹ صفحہ ۳۵۷)

بَاب ٣٤: الْأَلَدُّ الْخَصِمُ وَهُوَ الدَّائِمُ فِي الْخُصُومَةِ

سخت جھگڑالو یعنی جو ہمیشہ ہی جھگڑا کرتا رہے۔

لُدًّا (مريم:٩٨) عُوجًا أَلَدُّ أَعْوَجُ.

لُدًّا کے معنے ہیں ٹیڑھے۔(اور اس کی واحد ہے:) اَلَدُّ یعنی ٹیڑھا، کج رَو۔

٧١٨٨: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ.

۷۱۸۸: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحیٰ بن سعید نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابن جریج سے روایت کی کہ میں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا۔ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے تھے کہ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمیوں میں سے سب سے زیادہ قابل نفرت اللہ کے نزدیک وہ جھگڑالو ہے جو ہمیشہ جھگڑتا رہتا ہے۔

أطرافه: ٢٤٥٧، ٤٥٢٣۔

تشریح: اَلْأَلَدُّ الْخَصِمِ وَهُوَ الدَّائِمُ فِي الْخُصُومَةِ: سخت جھگڑالو یعنی جو ہمیشہ ہی جھگڑا کرتا رہے۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں: "اَلَدُّ، لَدَدٌ سے اسم تفضیل ہے۔ لَدَدٌ کے معنی ہیں شِدَّةُ الْخُصُوْمَةِ۔ خِصَامٌ- خَصْمٌ کی جمع ہے، بروزن كَلْبٌ وَ كِلَابٌ۔ اور خِصَام مصدر بھی ہے، خَاصَمَ خِصَامًا بروزن قَاتَلَ قِتَالًا یعنی خصومت میں نہایت سخت ہے۔ انتہائی شدت مراد ہے اور بمعنی اسم فاعل وارد ہوا ہے۔"

(فتح الباری جزء۸ صفحہ ۲۳۶)

اَلَدُّ لِدٌّ یا لَدَدٌ سے ہے جس کے معنے ہیں سختی سے جھگڑنا۔ اَلَدُّ اَفْعَلُ کے وزن پر اسم تفضیل ہے؛ پرلے درجے کا جھگڑالو۔ لَدِیْدٌ کے معنے ہیں: کان سے نچلا گردن کا حصہ اور تَلَدَّدَ کے معنی ہوتے ہیں: گردن دائیں بائیں پھیری۔ جیسے ایک جھگڑالو جھگڑے کے وقت ادھر ادھر اپنی گردن پھیرتا ہے۔ جس جہت سے بھی دلائل دے کر اسے سمجھانے کی کوشش کی جائے۔ اسی جہت سے وہ اپنا مطلب نکالنا چاہتا ہے اور ہٹ نہیں چھوڑتا۔ (لسان العرب-لدد) حدیث نبوی میں ایسا شخص نہایت ہی قابل نفرت قرار دیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

"جو شخص جھگڑالو ہوتا ہے وہ ایثار کی جڑیں کاٹتا ہے۔ وہ دوسرے کی ہر بات کو اپنی بے عزتی پر محمول کرتا ہے۔ کہنے والے کے ذہن میں وہ بات نہیں ہوتی مگر یہ اس کی بات کو نئے رنگ میں دوسرے لوگوں کے دماغ میں ڈال دیتا ہے۔ جس سے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں میں اشتعال پیدا ہو اور وہ جھگڑا کریں۔ اب یہ تو ظاہر ہے کہ جھگڑے کے نتیجہ میں فساد ہوتا ہے۔ صلاح تو پیدا نہیں ہوتی۔" (خطبات ناصر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱/اگست ۱۹۷۲ء جلد ۴ صفحہ ۳۲۳)

بَاب ۳۵: إِذَا قَضَى الْحَاكِمُ بِجَوْرٍ أَوْ خِلَافِ أَهْلِ الْعِلْمِ فَهُوَ رَدٌّ

اگر حاکم ظالمانہ فیصلہ کرے یا اہل علم کے خلاف فیصلہ کرے تو وہ فیصلہ ردّ ہوگا

۷۱۸۹: حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدًا ح. وَحَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا

۷۱۸۹: محمود نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہم سے بیان کیا۔ معمر نے زہری سے، زہری نے سالم سے، سالم نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خالدؓ (بن ولید) کو بھیجا۔ نیز ابو عبد اللہ نعیم بن حماد نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہم سے بیان کیا۔ معمر نے زہری سے، زہری نے سالم سے، سالم نے اپنے باپ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو بنو جذیمہ کی طرف بھیجا اور اُن لوگوں نے اچھی طرح نہ کہا کہ

أَسْلَمْنَا فَقَالُوا صَبَأْنَا صَبَأْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ وَيَأْسِرُ وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ فَأَمَرَ كُلَّ رَجُلٍ مِنَّا أَنْ يَقْتُلَ أَسِيرَهُ. فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا أَقْتُلُ أَسِيرِي وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِي أَسِيرَهُ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، مَرَّتَيْنِ.

ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور کہنے لگے۔ ہم نے دین بدل لیا ہے ہم نے دین بدل لیا ہے۔ مگر خالدؓ نے قتل اور قید کرنا شروع کیا اور ہم میں سے ہر ایک شخص کو اس کا قیدی حوالہ کیا اور ہر ایک کو حکم دیا کہ وہ اپنے قیدی کو مارڈالے۔ میں نے کہا: بخدا میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی شخص اپنے قیدی کو قتل کرے گا۔ پھر ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا آپؐ نے دو بار فرمایا: اے اللہ! میں تیرے حضور اس کام سے بری ہوں جو خالد بن ولیدؓ نے کیا۔

طرفہ: ۴۳۳۹۔

تشریح: إِذَا قَضَى الْحَاكِمُ بِجَوْرٍ أَوْ خِلَافِ أَهْلِ الْعِلْمِ فَهُوَ رَدٌّ: اگر حاکم ظالمانہ فیصلہ کرے یا اہل علم کے خلاف فیصلہ کرے تو وہ فیصلہ ردّ ہوگا۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

”ابن اسحاق نے واقعہ کی جو تفصیل بیان کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنو جذیمہ کے ایک مخصوص حصے نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا اور اکثر مسلمان ہو چکے تھے۔ منکرین اسلام مسلح ہو کر لڑنے لگے۔ جس کی وجہ سے حضرت خالد بن ولیدؓ نے اُن کا مقابلہ کیا اور شکست ہونے پر وہ قید کئے گئے۔ ان میں سے بعض اپنے آپ کو نرغے میں دیکھ کر صَبَأْنَا صَبَأْنَا کے الفاظ سے اپنے اسلام کا اظہار کرنے لگے۔ صَبَأْنَا کے معنی ہیں: ہم صابی ہو گئے یعنی اپنا دین تبدیل کرلیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں لفظ صابی سے طنزاً پکارے جاتے تھے اور لوگوں کو اس لفظ سے نفرت دلائی جاتی تھی۔ جیسے ہمیں قادیانی کہا جاتا ہے اور اگر کوئی پیغام احمدیت کو قبول کرلے تو اسے حقارت سے کہتے ہیں قادیانی ہو گیا ہے۔ یہی طنز و تحقیر کا مفہوم لفظ صَبَأْنَا میں پایا جاتا ہے۔ فَلَمْ يُحْسِنُوْا أَنْ يَّقُوْلُوْا أَسْلَمْنَا سے یہ مراد ہے کہ لڑنے والوں نے واضح طور پر اور انشراح سے اسلام قبول کرنے کا اظہار نہیں کیا تھا۔ بلکہ وہ صَبَأْنَا کا لفظ استعمال کرنے لگے۔ اس فقرے سے وہ اپنے آپ کو لڑائی میں قتل سے بچا نہ سکے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے پیغام پر اپنے قیدی قتل نہیں کئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ جس پر آپؐ نے ہاتھ اُٹھائے اور حضرت خالد بن ولیدؓ سے بیزاری اور ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ ابن اسحاق اور ابن سعد کے بیان میں ہے کہ مجاہدین میں بنو سلیم اور مدلج قبیلے کے جنگجو بھی شامل تھے جو بنو جذیمہ کی طرح بنو کنانہ کی ایک شاخ تھے اور بنو جذیمہ کو اس سے پہلے کسی جنگ میں نقصان پہنچا چکے تھے۔ جب بنو جذیمہ نے بنو سلیم و مدلج کو مجاہدین اسلام کے لشکر کے ساتھ دیکھا تو وہ ان سے مقابلہ کرنے کے لئے مسلح ہو گئے۔ حضرت خالدؓ نے اُن سے کہا کہ لوگ مسلمان ہو چکے ہیں، یہ لڑائی کس لئے؟ ہتھیار ڈال دو۔ جحدم نامی سردار نے انہیں مشورہ دیا کہ ہتھیار نہ ڈالنا، ورنہ قتل و قید ہے۔ قوم کے بعض لوگوں نے اُسے روکا اور کہا کہ خونریزی کیوں کراتے ہو۔ لوگ تو مسلمان ہو چکے ہیں۔ ابن ہشام کی روایات سے پایا جاتا ہے کہ ان قبائل بنی کنانہ کے درمیان بعض خونریزیوں کے انتقام کا سوال بھی تھا جس کی وجہ سے بعض لڑے اور مارے اور قید کئے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بنو سلیم کے جنگجو لوگوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے فتویٰ پر اپنے بعض قیدی کسی دیرینہ انتقام میں قتل کر دیئے اور ان کے اظہارِ اسلام کو نفاق پر محمول کیا لیکن مہاجرین و انصار نے خالدؓ کا یہ فتویٰ قبول نہیں کیا اور اپنے قیدی مذکورہ بالا الفاظ سے اظہارِ اسلام پر آزاد کر دیئے۔ (تفصیل کے لئے السیرة النبویة لابن هشام، مسیر خالد بن الولید بعد الفتح الی بنی جذیمة، جزء ۲ صفحہ ۴۲۸ تا ۴۳۱)۔“

(ترجمہ و شرح صحیح بخاری جلد۹ صفحہ ۱۹۴)

بَاب ٣٦: الْإِمَامُ يَأْتِي قَوْمًا فَيُصْلِحُ بَيْنَهُمْ

امام جو کسی قوم کے پاس آئے اور اُن کے درمیان صلح کرائے

٧١٩٠: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ الْمَدِينِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي عَمْرٍو فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى

۷۱۹۰: ابوالنعمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہمیں بتایا۔ ابوحازم مدینی نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: بنو عمرو کے درمیان لڑائی ہوئی۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو

الظُّهْرَ ثُمَّ أَتَاهُمْ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَأَذَّنَ بِلَالٌ وَأَقَامَ وَأَمَرَ أَبَا بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ وَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ فِي الصَّلَاةِ فَشَقَّ النَّاسَ حَتَّى قَامَ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ فِي الصَّفِّ الَّذِي يَلِيهِ قَالَ وَصَفَّحَ الْقَوْمُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ لَمْ يَلْتَفِتْ حَتَّى يَفْرُغَ فَلَمَّا رَأَى التَّصْفِيحَ لَا يُمْسَكُ عَلَيْهِ الْتَفَتَ فَرَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ امْضِهْ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ هَكَذَا وَلَبِثَ أَبُو بَكْرٍ هُنَيَّةً فَحَمِدَ اللهَ عَلَى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَشَى الْقَهْقَرَى فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ تَقَدَّمَ فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ إِذْ أَوْمَأْتُ إِلَيْكَ أَنْ لَا تَكُونَ مَضَيْتَ؟ قَالَ لَمْ يَكُنْ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يَؤُمَّ النَّبِيَّ

آپؐ نے ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر آپؐ اُن کے پاس آئے کہ اُن کے درمیان صلح کرائیں۔ جب عصر کی نماز کا وقت آیا تو حضرت بلالؓ نے اذان دی اور تکبیر اقامت کہی اور حضرت ابو بکرؓ سے کہا وہ آگے بڑھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت آئے جبکہ حضرت ابو بکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ آپؐ لوگوں کی صفیں چیر کر حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے آکھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر اس صف میں شریک ہوگئے جو حضرت ابو بکرؓ کے قریب تھی۔ حضرت سہلؓ کہتے تھے اور لوگوں نے تالیاں بجائیں اور حضرت ابو بکرؓ کی یہ عادت تھی کہ جب نماز شروع کر دیتے تو وہ تاوقتیکہ نماز سے فارغ نہ ہو جاتے اِدھر اُدھر توجہ نہ کرتے۔ جب اُنہوں نے دیکھا کہ ان کے لئے تالیاں بجائی جا رہی ہیں بند ہی نہیں ہوتیں تو اُنہوں نے دھیان کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیچھے دیکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اشارہ کیا کہ نماز پڑھائے جاؤ اور اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا اور حضرت ابو بکرؓ کچھ دیر تو ٹھہرے رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر اللہ کا شکریہ کرنے لگے پھر پچھلے پاؤں ہٹے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو آگے بڑھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب آپؐ نماز ختم کر چکے تو آپؐ نے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لِلْقَوْمِ إِذَا نَابَكُمْ أَمْرٌ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْيُصَفِّحِ النِّسَاءُ.

فرمایا: ابو بکرؓ تمہیں کس بات نے روکا جبکہ میں نے تم کو اشارہ بھی کیا نماز کیوں نہ پڑھاتے رہے؟ اُنہوں نے کہا کہ ابن ابی قحافہ کی شان نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امام ہو اور آپؐ نے لوگوں سے کہا کہ جب تمہیں کوئی بات پیش آئے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں۔

أطرافه: ٦٨٤، ١٢٠١، ١٢٠٤، ١٢١٨، ١٢٣٤، ٢٦٩٠، ٢٦٩٣۔

تشریح: **اَلْإِمَامُ يَأْتِي قَوْمًا فَيُصْلِحُ بَيْنَهُمْ**: امام جو کسی قوم کے پاس آئے اور اُن کے درمیان صلح کرائے۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ پیش کیا گیا ہے کہ مطابق مثل "قضیہ زمین بر سر زمین" آپ موقع نزاع پر خود تشریف لے جاتے اور لوگوں کے درمیان صلح صفائی کراتے تھے۔ امام جماعت کے فرائض منصبی میں سے ہے کہ وہ افرادِ معاشرہ کی نگرانی رکھے اور جہاں رخنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو، انسداد کا خاطر خواہ انتظام کرے۔ یہ نہ ہو کہ اپنا چنگل مضبوط رکھنے کے لئے ایک کو دوسرے سے اُلجھائے رکھے جو فرعون کی پالیسی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَ يَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ○ (القصص:۵) یعنی فرعون نے (اپنے) ملک میں بڑی تعلّی سے کام لیا اور اُس کے رہنے والوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ جس سے وہ ایک گروہ کو کمزور کرنا چاہتا تھا۔ اسی طرح اُن کے بیٹوں کو قتل کرتا تھا اور اُن کی عورتیں زندہ رکھ کر (بطور کنیز) استعمال کرتا تھا۔ وہ یقیناً مفسد لوگوں میں سے تھا۔
(ترجمہ و شرح صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۵)

نیز فرمایا:

"فریقین کے درمیان صلح کرانا اور اُن کو فتنہ سے بچانا معاشرہ کے واجبات سے ہے۔"
(شرح صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۹)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"اگر دو قومیں مسلمانوں میں سے آپس میں لڑ پڑیں تو ان کی آپس میں صلح کرا دو؛ یعنی دوسری

قوموں کو چاہیے کہ بیچ میں پڑ کر ان کو جنگ سے روکیں اور جو وجہ جنگ کی ہے اس کو مٹائیں، اور ہر ایک کو اس کا حق دلائیں۔ لیکن اگر باوجود اس کے ایک قوم باز نہ آئے اور دوسری قوم پر حملہ کر دے اور مشترکہ انجمن کا فیصلہ نہ مانے تو اس قوم سے جو زیادتی کرتی ہے، سب قومیں مل کر لڑو یہاں تک کہ خدا کے حکم کی طرف وہ لوٹ آئے یعنی ظلم کا خیال چھوڑ دے۔ پس اگر وہ اس امر کی طرف مائل ہو جائے تو ان دونوں قوموں میں پھر صلح کرا دو مگر انصاف اور عدل سے اور مروت سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام - انوار العلوم جلد ۸ صفحہ ۳۱۳، ۳۱۴)

بَاب ۳۷: يُسْتَحَبُّ لِلْكَاتِبِ أَنْ يَكُونَ أَمِينًا عَاقِلًا

کاتب کا امین اور عقلمند ہونا پسندیدہ ہے

۷۱۹۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ أَبُو ثَابِتٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ لِمَقْتَلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيرٌ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

۷۱۹۱: محمد بن عبید اللہ ابو ثابت نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ ابراہیم نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبید بن سباق سے، عبید نے حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: اہل یمامہ کی لڑائی میں حضرت ابو بکرؓ نے مجھے بلا بھیجا اور اُن کے پاس حضرت عمرؓ تھے تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ عمرؓ میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ یمامہ کی جنگ میں قرآن کے قاری بہت مارے گئے ہیں اور مجھے ڈر ہے اگر اسی طرح جنگوں میں قاری شہید ہوتے گئے تو قرآن کا بہت سا حصہ ضائع ہو جائے گا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آپؐ قرآن کو یکجا کرنے کا حکم دیں۔ میں نے کہا: میں ایسا کام کیسے کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟

فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِي ذَلِكَ حَتَّى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ عُمَرَ وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَإِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ قَالَ زَيْدٌ فَوَاللهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ بِأَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا كَلَّفَنِي مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يَحُثُّ مُرَاجَعَتِي حَتَّى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَيَا فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَالرِّقَاعِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ فَوَجَدْتُ آخِرِ سُورَةِ التَّوْبَةِ ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ﴾ (التوبة:۱۲۸) إِلَى آخِرِهَا

حضرت عمرؓ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ بہترین کام ہے۔ حضرت عمرؓ اس کے متعلق مجھے مسلسل کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ اس کام کے لئے کھول دیا جس کے لئے حضرت عمرؓ کے سینے کو اس نے کھولا اور اس کے متعلق میری بھی وہی رائے ہے جو حضرت عمرؓ کی رائے ہے۔ حضرت زیدؓ کہتے تھے: حضرت ابوبکرؓ نے کہا اور تم جوان ہو عقلمند ہو ہم تمہیں کسی بات سے متہم نہیں کرتے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھا کرتے تھے اس لئے تم قرآن کی جہاں جہاں بھی ہو تلاش کرو اور اسے جمع کرو۔ حضرت زیدؓ کہتے تھے: اللہ کی قسم! اگر پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کے منتقل کرنے کی ذمہ داری مجھ پر ڈالتے تو وہ مجھ پر قرآن کو جمع کرنے کی ذمہ داری سے زیادہ گراں نہ تھا۔ میں نے کہا: آپ دونوں ایسا کام کیسے کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ حضرت ابو بکرؓ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ بہتر کام ہے۔ حضرت ابو بکرؓ اس کے متعلق لگاتار مجھ سے بات چیت کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرا اس کام کے لیے سینہ کھول دیا جس کے لئے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کا سینہ اس نے کھول دیا تھا اور اس کے متعلق میری بھی وہی رائے ہوئی جو اُنہوں نے دی تھی۔ میں نے قرآن کی تلاش کی اُسے کھجوروں کی شاخوں، چمڑے کے ٹکڑوں، پتھروں اور آدمیوں کے سینوں سے اکٹھا کرنے لگا۔ اور

مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ فَأَلْحَقْتُهَا فِي سُورَتِهَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَيَاتَهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ اللِّخَافُ يَعْنِي الْخَزَفَ.

میں نے سورۃ توبہ کی آخری آیت لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ آخر تک۔ حضرت خزیمہؓ یا کہا حضرت ابو خزیمہؓ کے پاس پائی اور میں نے اس کو اس کی اپنی سورۃ میں ملا دیا اور یہ صحف حضرت ابو بکرؓ کے پاس اُن کی زندگی میں رہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے اُن کو وفات دی پھر حضرت عمرؓ کے پاس اُن کی زندگی میں رہے یہاں تک کہ اللہ نے اُن کو وفات دی پھر حضرت عمرؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ کے پاس رہے۔ محمد بن عبید اللہ نے کہا: لِخَافُ کے معنی ہیں ٹھیکرے۔

أطرافه: ۲۸۰۷، ۴۰۴۹، ۴۶۷۹، ۴۷۸۴، ۴۹۸۶، ۴۹۸۸، ۴۹۸۹، ۷۴۲۵۔

تشریح: **يُسْتَحَبُّ لِلْكَاتِبِ أَنْ يَّكُونَ أَمِينًا عَاقِلًا:** کاتب کا امین اور عقلمند ہونا پسندیدہ ہے۔ حضرت زید بن ثابتؓ ایک نوجوان صحابی تھے۔ جنہوں نے جنگ بدر کے قیدیوں سے عربی لکھنا پڑھنا سیکھا تھا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب خاص تھے۔[1] حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق فرمایا: إِنَّكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھا کرتے تھے۔ حضرت زید بن ثابتؓ سے پہلے حضرت ابی بن کعبؓ قرآنی وحی کو لکھا کرتے تھے اور مدینہ میں بھی پہلے پہل وحی حضرت ابی بن کعبؓ نے ہی تحریر فرمائی۔ مکہ میں پہلے پہل قریش میں سے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کاتب وحی تھے۔ پھر وہ مرتد ہو گئے اور فتح مکہ کے موقع پر دوبارہ مسلمان ہوئے۔ تاریخ سے پندرہ کاتبین وحی کے نام ثابت ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، زید بن ثابتؓ، ابی بن کعبؓ، عبد اللہ بن سعد بن ابی سرحؓ، زبیر بن العوامؓ، خالد بن سعید بن العاصؓ، ابان بن سعید العاص بن امیہؓ، حنظلہ بن الربیع الاسدیؓ، معیقیب بن ابی فاطمہؓ، عبد اللہ بن ارقم الزہریؓ، شرحبیل بن حسنہؓ، عبد اللہ بن رواحہؓ۔ (فتح الباری جزء۹ صفحہ ۲۹) جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل ہوتا تو آپؐ ان لوگوں میں سے کسی کو بلا کر وحی لکھوا دیتے تھے۔[2]
(ترجمہ وشرح صحیح بخاری جلد ۱۲ صفحہ ۵۳۱، ۵۳۲)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:
"حضرت زید بن ثابت انصاریؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ خلافت میں قرآن کریم کو مصحف

[1] (الإصابة في تمييز الصحابة، ذكر من اسمه زيد، زيد بن ثابت، جزء ۲ صفحہ ۴۹۱)
[2] (سنن الترمذی، أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَاب وَمِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ)

کی صورت میں جمع کر کے لکھا تھا۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ اس سے پہلے قرآن مجید جمع نہیں تھا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ قرآن کریم جوں جوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا جاتا تھا، آپؐ اسے الٰہی تفہیم کے ماتحت ترتیب دے کر نہ صرف خود اسے یاد کرتے جاتے تھے بلکہ بہت سے دوسرے صحابہ کو بھی یاد کرا دیتے تھے۔ اور جو صحابہ اس معاملہ میں زیادہ ماہر تھے ان کا آپؐ نے یہ فرض مقرر کیا تھا کہ وہ دوسروں کو سکھائیں[۱] اور مزید احتیاط کے طور پر آپؐ اسے ساتھ ساتھ لکھواتے بھی جاتے تھے۔ چنانچہ حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ یہی زید بن ثابتؓ جنہوں نے بعد میں قرآن شریف کو ایک جلد کی صورت میں اکٹھا کر کے لکھا اور جو ایک غیر معمولی طور پر ذہین آدمی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآنی وحی کو قلمبند کرنے پر مامور تھے۔[۲] اور ان کے علاوہ بعض اور اصحاب بھی اس خدمت کو سرانجام دیتے تھے۔... غرض قرآن مجید کے جمع و ترتیب کا حقیقی کام سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی آپؐ کی ہدایت کے ماتحت ہو گیا تھا اور یہ صرف ایک قیاس ہی نہیں ہے بلکہ حدیث میں صراحت کے ساتھ ذکر آتا ہے۔ چنانچہ عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت آتی ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ خلیفہ ثالث فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ جب آپؐ پر کوئی وحی نازل ہوتی تھی تو آپؐ اپنے کاتب وحی کو بلوا کر اسے وہ وحی لکھوا دیتے تھے اور ساتھ ہی یہ فرما دیتے تھے کہ اسے فلاں سورۃ میں فلاں موقع پر رکھو۔ اسی طرح آپؐ خود ہی سورتوں کی ترتیب بھی مقرر فرما دیتے تھے۔[۳] اور یہ طریق آپؐ کا ابتداء دعویٰ نبوت سے تھا۔ چنانچہ ...... مکہ کے ابتدائی سالوں میں حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے تو انہیں اسلام کی تحریک قرآن کی تلاوت سے ہی ہوئی تھی جو خباب بن الارتؓ ایک لکھے ہوئے صحیفہ سے حضرت عمرؓ کی بہن اور بہنوئی کو پڑھ کر سنا رہے تھے۔[۴] الغرض قرآن شریف شروع سے ہی ساتھ ساتھ ضبط تحریر میں آ کر مرتب ہوتا اور جمع ہوتا گیا تھا۔ اس کا مزید ثبوت یہ ہے کہ

---

۱ (بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب القرّاء من أصحاب النبی ﷺ)

۲ (بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب کاتب النبی ﷺ)

۳ (سنن الترمذی، أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ)
(سنن ابی داؤد، أَبْوَابُ تَفْرِيعِ اسْتِفْتَاحِ الصَّلَاةِ، بَابُ مَنْ جَهَرَ بِهَا)

۴ (السيرة النبوية لابن هشام، إِسْلَامُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، حَدِيثٌ آخَرُ عَنْ إِسْلَامِ عُمَرَ، جزء اول صفحہ ۳۴۳)
(شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، إسلام الفاروق، المجلد الثانی، صفحہ ۵)

آپؐ اور آپؐ کے صحابہ اپنی نمازوں میں قرآن شریف کی باقاعدہ تلاوت فرمایا کرتے تھے اور بعض اوقات نمازوں میں لمبی لمبی قرأتیں پڑھتے تھے۔ چنانچہ ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ایک دفعہ آپؐ نے ایک ہی تہجد یعنی نصف شب کی نماز میں قرآن شریف کی پہلی پانچ سورتوں کی جو مجموعی طور پر قرآن کریم کے پنجم حصہ کے برابر بنتی ہیں اکٹھی اور بالترتیب قرأت فرمائی تھی۔[1] اور یہی وہ لمبے قیام ہیں جن کی وجہ سے بسا اوقات آپؐ کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے۔[2] اور بعض روایتوں سے پتہ لگتا ہے کہ آپؐ ہر سال ماہ رمضان میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن شریف کا دور فرمایا کرتے تھے اور آخری سال دو دفعہ مکمل دَور فرمایا۔[3] یہ سب باتیں اس بات کو یقینی طور پر ظاہر کرتی ہیں کہ قرآن شریف کی ترتیب اور جمع کا حقیقی کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا۔ پس زید بن ثابتؓ کے جمع کرنے سے صرف یہ مراد ہے کہ انہوں نے حضرت ابو بکرؓ خلیفہ اوّل کے حکم اور ان کی نگرانی کے ماتحت قرآن مجید کو ایک مصحف یعنی جلد یا کتاب کی صورت میں اکٹھا کر کے لکھا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتب کردہ قرآن کی ایک مستند اور یکجائی کاپی ضبط میں آجاوے اور روایت سے پتہ لگتا ہے کہ پھر اسی مصحف سے بعد میں حضرت عثمانؓ خلیفہ ثالث نے متعدد مصدقہ نقلیں تیار کرا کے انہیں اس وقت کی اسلامی دنیا کے مختلف علاقوں میں بھجوا دیا اور پھر انہی مصدقہ نقول سے آگے مزید اشاعت ہوتی گئی۔[4] علاوہ ازیں ہر زمانہ میں ہزاروں بلکہ لاکھوں حفاظ نے قرآن کریم کو اپنے سینوں میں لفظ بلفظ محفوظ کر کے اس کی حفاظت کا ایک مزید ظاہری سبب مہیا کیا۔ اس بات کا اندازہ کرنے کے لیے کہ مسلمانوں کو قرآن شریف کے حفظ کرنے کا کس قدر شوق رہا ہے۔ صرف یہ روایت کافی ہے کہ جب ایک دفعہ کسی غرض سے حضرت عمرؓ کو قرآن کے حفاظ کے پتہ لینے کی ضرورت پیش آئی تو معلوم ہوا کہ اس وقت کی اسلامی افواج کے صرف ایک دستہ میں تین سو سے زائد حافظ قرآن تھے۔[5] موجودہ زمانہ میں بھی جبکہ لوگوں میں دین کا شوق بہت کم ہو گیا ہے۔ اسلامی دنیا میں حفاظ قرآن کی تعداد یقیناً لاکھوں سے کم نہیں ہو گی۔" (سیرت خاتم النبیین ﷺ از حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم۔اے صفحہ ۵۹۸ تا ۶۰۰)

---

[1] (سنن أبی ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ)

[2] (بخاری، کتاب التهجد، بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَ حَتَّى تَرِمَ قَدَمَاهُ)

[3] (بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب کان جبریل یعرض القرآن)

[4] (بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن) (فتح الباری جزء ۹ صفحہ ۲۴ تا ۲۷)

[5] (کنز العمال، باب فی القرآن، فصل فی فضائل القرآن)

بَاب٣٨: كِتَابُ الْحَاكِمِ إِلَى عُمَّالِهِ وَالْقَاضِي إِلَى أُمَنَائِهِ

حاکم کا اپنے کارکنوں کو اور قاضی کا اپنے معتمدوں کو پروانے لکھنا

٧١٩٢: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي لَيْلَى ح. وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي لَيْلَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ هُوَ وَرِجَالٌ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ فَأُخْبِرَ مُحَيِّصَةُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي فَقِيرٍ أَوْ عَيْنٍ فَأَتَى يَهُودَ فَقَالَ أَنْتُمْ وَاللهِ قَتَلْتُمُوهُ قَالُوا مَا قَتَلْنَاهُ وَاللهِ ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى قَدِمَ عَلَى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ فَأَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ فَذَهَبَ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُحَيِّصَةَ كَبِّرْ كَبِّرْ يُرِيدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِمَّا أَنْ يَدُوا

۷۱۹۲: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابو لیلیٰ سے روایت کی۔ نیز اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے ابو لیلیٰ بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن سہل سے۔ اُنہوں نے حضرت سہل بن ابی حثمہؓ سے روایت کی کہ حضرت سہلؓ نے اور اُن کی قوم کے بڑے لوگوں میں سے کچھ آدمیوں نے اُن کو بتایا کہ حضرت عبد اللہ بن سہلؓ اور حضرت محیصہؓ دونوں بوجہ تنگ دستی خیبر کی طرف چلے گئے۔ حضرت محیصہؓ کو خبر دی گئی کہ حضرت عبد اللہؓ شہید ہو گئے ہیں۔ پانی کے گڑھے یا کہا چشمے میں اُن کو پھینک دیا گیا ہے یہ دیکھ کر وہ یہودیوں کے پاس آئے اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! تمہی نے ان کو قتل کیا ہے۔ یہودیوں نے کہا: ہم نے بخدا اُن کو قتل نہیں کیا۔ اس کے بعد وہ لوٹ آئے اور اپنی قوم کے پاس آئے اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا اور وہ اور اُن کے بھائی حضرت حویصہؓ جو کہ اُن سے بڑے تھے اور حضرت عبد الرحمٰن بن سہلؓ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور وہ بات کرنے لگے اور وہی خیبر میں تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محیصہؓ سے فرمایا: بڑے کو بات کرنے دو، بڑے کو بات کرنے دو

صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُؤْذِنُوا بِحَرْبٍ فَكَتَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ بِهِ فَكُتِبَ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ أَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ؟ قَالُوا لَا. قَالَ أَفَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُودُ؟ قَالُوا لَيْسُوا بِمُسْلِمِينَ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ مِائَةَ نَاقَةٍ حَتَّى أُدْخِلَتِ الدَّارَ قَالَ سَهْلٌ فَرَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ.

یعنی جو عمر میں بڑا تھا۔ چنانچہ حضرت حویصہؓ نے گفتگو کی۔ پھر اس کے بعد حضرت محیصہؓ نے گفتگو کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا تو وہ تمہارے اس ساتھی کی دیت دیں یا جنگ کا اعلان کر دیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق اُن کو لکھا تو آپؐ کو جواباً یہ لکھا گیا کہ ہم نے اس کو قتل نہیں کیا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حویصہؓ، حضرت محیصہؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ سے فرمایا: کیا تم قسم کھاؤ گے اور اپنے ساتھی کے خون بہا کے حقدار بنو گے؟ اُنہوں نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر کیا یہود تمہارے سامنے قسمیں کھائیں؟ اُنہوں نے کہا: وہ تو مسلمان نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے ایک سو اونٹنی اس کی دیت دی اور وہ گھر میں لائی گئیں۔ حضرت سہلؓ کہتے تھے: ان میں سے ایک اونٹنی نے مجھے لات بھی ماری تھی۔

أطرافه: ٢٧٠٢، ٣١٧٣، ٦١٤٣، ٦٨٩٨-

بَاب ٣٩: هَلْ يَجُوزُ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَبْعَثَ رَجُلًا وَحْدَهُ لِلنَّظَرِ فِي الْأُمُورِ

کیا حاکم کے لئے یہ جائز ہے کہ معاملات کی تحقیق کرنے کے لئے صرف اکیلے شخص کو بھیجے

٧١٩٣، ٧١٩٤: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَا جَاءَ

۷۱۹۳، ۷۱۹۴: آدم نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی ذئب نے ہمیں بتایا۔ زہری نے ہم سے بیان کیا۔ زہری نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے، عبید اللہ نے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت زید بن خالد

أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَقَالُوا لِي عَلَى ابْنِكَ الرَّجْمُ فَفَدَيْتُ ابْنِي مِنْهُ بِمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوا إِنَّمَا عَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ أَمَّا الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ لِرَجُلٍ فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا.

جہنیؓ سے روایت کی۔ اُن دونوں نے کہا کہ ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ ! ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ فرماویں تو اس کا مخالف کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اس نے سچ کہا ہے۔ آپؐ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ فرماویں۔ اُس اعرابی نے کہا: میرا بیٹا اس کے پاس نوکر تھا اور اُس نے اس کی بیوی سے زنا کیا لوگوں نے مجھ سے کہا: تمہارے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا مگر میں نے ایک سو بکریاں اور ایک لونڈی دے کر اپنے بیٹے کو اس سے چھڑا لیا۔ پھر اس کے بعد میں نے اہل علم سے پوچھا تو اُنہوں نے کہا: تمہارے بیٹے کو تو صرف سو کوڑے پڑنے تھے اور ایک سال کے لئے جلا وطن کیا جانا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کتاب اللہ کے موافق ہی تمہارے درمیان فیصلہ کروں گا۔ لونڈی اور بکریاں جو ہیں وہ تمہیں واپس ملیں گی اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے اور ایک شخص کو مخاطب کر کے فرمایا۔ تم اے اُنیسؓ! کل صبح اِس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اور اُسے سنگسار کر دو۔ چنانچہ حضرت اُنیسؓ اس کے پاس صبح کو گئے اور اُس کو سنگسار کر دیا۔

أطراف الحديث ۷۱۹۳: ٢٣١٥، ٢٦٩٥، ٢٧٢٤، ٦٦٣٣، ٦٨٢٧، ٦٨٣٣، ٦٨٣٥، ٦٨٤٢، ٦٨٥٩، ٧٢٥٨، ٧٢٦٠، ٧٢٧٨-

أطراف الحديث ۷۱۹٤: ٢٣١٤، ٢٦٤٩، ٢٦٩٦، ٢٧٢٥، ٦٦٣٤، ٦٨٢٨، ٦٨٣١، ٦٨٣٦، ٦٨٤٣، ٦٨٦٠، ٧٢٥٩، ٧٢٧٩-

تشریح: هَلْ يَجُوزُ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَبْعَثَ رَجُلًا وَحْدَهُ لِلنَّظَرِ فِي الْأُمُورِ: کیا حاکم کے لئے یہ جائز ہے کہ معاملات کی تحقیق کرنے کے لئے صرف اکیلے شخص کو بھیجے۔ علامہ مہلب کہتے ہیں کہ اس باب میں عذر کی صورت میں حاکم کے کارروائی کرنے کے لیے کسی ایک شخص کو بھیجنے کی دلیل ہے اور (یہ کہ اُس کے لیے جائز ہے کہ) وہ گواہیوں کی پوشیدہ طور پر اصلیت معلوم کرنے کے لیے کسی قابل اعتماد شخص کو مقرر کر لے۔ انہوں نے کہا: اس سے بعض لوگوں نے حکم کی تنفیذ کے جواز کا بھی استدلال کیا ہے جیسا کہ (زیر باب واقعہ کی دوسری جگہ روایت میں) آنحضور ﷺ کے الفاظ فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا ہیں (بخاری روایت نمبر ۶۸۵۹) یعنی اگر وہ اقرار کرے تو اُسے سنگسار کر دینا۔ (فتح الباری جزء ۱۳ صفحہ ۲۲۹)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں:

”وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ (النور:۵) الزام زنا کی شہادت کا طریق بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ دوسرے پر زنا کا الزام لگانے والا چار گواہ لائے جو اس الزام زنا کی تصدیق کرتے ہوں۔ مگر رسول کریم ﷺ اور صحابہؓ کے اقوال سے ثابت ہے کہ اگر گواہ مختلف جگہوں کے متعلق شہادت دے رہے ہوں تو وہ شہادت ہرگز تسلیم نہیں کی جائے گی۔ اور چاہے وہ چار گواہ ہوں پھر بھی وہ ایک ہی جگہ کے متعلق الزام لگانے والے کے علاوہ چار عینی شاہد ہوں اور دوسرے ان کی گواہی اتنی مکمل ہو کہ وہ اس کی تکمیل کی شہادت دیں۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ وہ چاروں گواہ یہ گواہی دیں کہ انہوں نے مرد و عورت کو اس طرح اکٹھے دیکھا ہے جس طرح سرمہ دانی میں سلائی پڑی ہوتی ہے۔

فقہاء کے نزدیک مجرم پر حد زنا تین طرح لگتی ہے۔ اوّل قاضی کے علم سے۔ دوئم اقرار سے۔ سوئم چار گواہوں کی شہادت سے۔ مگر قاضی کے علم سے حد لگانا میرے نزدیک قرآن کریم کی رو سے غلط ہے کیونکہ قاضی بہر حال ایک شاہد بنتا ہے لیکن قرآن کریم کی رو سے پانچ شاہد ہونے چاہئیں۔ ایک الزام لگانے والا اور چار مزید گواہ۔ بلکہ میرے نزدیک اگر قاضی کو کوئی ایسا علم ہو تو اسے مقدمہ سننا ہی نہیں چاہئے بلکہ اس مقدمہ کو کسی دوسرے قاضی کے پاس بھیج دینا چاہئے اور خود بطور گواہ پیش ہونا چاہئے۔ قاضی صرف امور سیاسیہ میں اپنے علم کو کام میں لا سکتا ہے حدود شرعیہ میں نہیں۔ کیونکہ حدود شرعیہ کی سزا خود خدا تعالیٰ نے مقرر کی ہوئی ہے۔ اسی طرح گواہی کا طریق بھی اس کا مقرر کردہ ہے۔

اقرار کے متعلق بھی یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ اقرار وہ ہے جو بغیر جبر اور تشدد کے ہو ورنہ پولیس

کئی دفعہ مار پیٹ کر بھی اقرار کروالیتی ہے حالانکہ وہ اقرار جبر کا نتیجہ ہوتا ہے۔ پھر یہ اقرار ایک دفعہ کافی نہیں بلکہ چار دفعہ بغیر پولیس کے قاضی کے سامنے ہونا چاہئے۔ اور اقرار بھی قسمیہ ہونا چاہئے۔ تب اس کو حد لگے گی۔ لیکن اگر ایسا شخص چار دفعہ اقرار کرنے کے باوجود بعد میں انکار کر دے تو اس کو حد زنا نہیں لگے گی۔ ہاں اگر اس نے کسی عورت کا نام لیا ہو تو حد قذف اسکو لگے گی کیونکہ اس نے ایک عورت پر زنا کا الزام لگایا۔ (فرمودات مصلح موعود صفحہ ۲۷۷، ۲۷۸)

بَاب ٤٠: تَرْجَمَةُ الْحُكَّامِ وَهَلْ يَجُوزُ تَرْجُمَانٌ وَاحِدٌ

حکام کی ترجمانی کرنا اور کیا ایک ہی ترجمان کا ہونا درست ہوگا

٧١٩٥: وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَتَعَلَّمَ كِتَابَ الْيَهُودِ حَتَّى كَتَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتُبَهُ وَأَقْرَأْتُهُ كُتُبَهُمْ إِذَا كَتَبُوا إِلَيْهِ. وَقَالَ عُمَرُ وَعِنْدَهُ عَلِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَعُثْمَانُ مَاذَا تَقُولُ هَذِهِ؟ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَاطِبٍ فَقُلْتُ تُخْبِرُكَ بِصَاحِبِهَا الَّذِي صَنَعَ بِهَا. وَقَالَ أَبُو جَمْرَةَ كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا بُدَّ لِلْحَاكِمِ مِنْ مُتَرْجِمَيْنِ.

۷۱۹۵: خارجہ بن زید بن ثابت نے حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو یہودیوں کا طریقۂ تحریر سیکھنے کا حکم دیا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپؐ کے خط لکھے اور یہود کے خط جب وہ آپؐ کو لکھتے میں نے آپؐ کو پڑھ کر سنائے۔ اور حضرت عمرؓ نے کہا اور اس وقت ان کے پاس حضرت علیؓ اور حضرت عبد الرحمٰنؓ (بن حاطب) اور حضرت عثمانؓ تھے۔ یہ عورت کیا کہتی ہے؟ حضرت عبد الرحمٰن بن حاطبؓ کہتے تھے میں نے کہا: آپ کو یہ اپنے اس ساتھی کے متعلق بتا رہی ہے جس نے اس کے ساتھ بدکاری کی۔ اور ابو جمرہ کہتے تھے میں حضرت ابن عباسؓ اور لوگوں کے درمیان ترجمانی کیا کرتا تھا۔ اور بعض لوگوں نے کہا حاکم کے لیے دو ترجمانوں کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

٧١٩٦: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَائِلٌ هَذَا فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَقَالَ لِلتُّرْجُمَانِ قُلْ لَهُ إِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ.

۷۱۹۶: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زہری سے روایت کی۔ عبیداللہ بن عبداللہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے اُنہیں بتایا کہ حضرت ابوسفیان بن حربؓ نے اُنہیں بتایا کہ ہرقل نے ان کو مع ایک قریش کے قافلے کے بلا بھیجا۔ پھر اپنے ترجمان سے کہنے لگا۔ ان سے کہہ میں اس شخص سے پوچھنے لگا ہوں اگر یہ مجھ سے جھوٹ کہے تو تم اس کو جھٹلا دینا۔ پھر اُنہوں نے ساری حدیث بیان کی اور ہرقل نے ترجمان سے کہا۔ اس سے کہو جو تم کہتے ہو اگر یہ سچ ہے تو عنقریب وہ میرے ان دونوں پاؤں رکھنے کی جگہ کا مالک ہو جائے گا۔

أطرافه: ٧، ٥١، ٢٦٨١، ٢٨٠٤، ٢٩٤١، ٢٩٧٨، ٣١٧٤، ٤٥٥٣، ٥٩٨٠، ٦٢٦٠، ٧٥٤١-

تشریح: **تَرْجَمَةُ الْحُكَّامِ وَهَلْ يَجُوزُ تَرْجُمَانٌ وَاحِدٌ:** حکام کی ترجمانی کرنا اور کیا ایک ہی ترجمان کا ہونا درست ہوگا۔ علامہ عینیؒ بیان کرتے ہیں کہ لفظ تَرْجَمَة کے معنی ہیں کہ کسی کلام کی ایک زبان سے دوسری زبان میں وضاحت کرنا۔ اسی سے لفظ تَرْجُمَانٌ ہے۔ یعنی ترجمہ کرنے والا۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۴ صفحہ ۲۶۶)

علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا معنونہ قول کہ "کیا ایک ہی ترجمان کا ہونا جائز ہے؟" اس بارے میں فقہاء کے اختلاف کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق ایک ترجمان بھی کافی ہے اور امام احمد سے بھی اس مضمون کی ایک روایت منقول ہے۔ امام بخاری، علامہ ابن منذر اور علماء کی ایک جماعت نے اسی مؤقف کو اختیار کیا ہے۔ جبکہ امام شافعی کا قول یہ ہے کہ اگر حاکم کسی فریق کی زبان نہ جانتا ہو تو وہ (بصورتِ مترجم) گواہی لینے کی طرح دو عادل لوگوں کی بات ہی قبول کرے۔ حنابلہ بھی امام شافعی کے اس قول کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔
(فتح الباری جزء ۱۳ صفحہ ۲۳۰)

زیر باب دونوں روایات میں ترجمان کی ضرورت وافادیت بتائی گئی ہے۔ اور یہ کہ ترجمان رکھنے کا رواج اقوام عالم میں جاری تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طریق کو اختیار فرمایا۔ حضرت زید بن ثابتؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمان بننے کی سعادت ملی۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

”ہرقل کے سوالات اور ابوسفیان کے جوابات کو بھی ایک سرسری نظر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تصنع اور بناوٹ سے بالکل خالی اور واقعات پر مبنی ہیں۔ ان سوالات سے نیز ہرقل کے استدلالات سے بھی مترشح ہوتا ہے کہ وہ ایسے شخص کے ہیں جو انبیاء کے حالات سے واقف اور انبیاء کے ساتھ جو سنت الٰہی قدیم سے چلی آتی ہے، اس سے پورے طور پر آگاہ ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے باب بدء الوحی میں یہ واقعہ پیش کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اخلاق کے متعلق ایک دوسری شہادت پیش کی ہے جو آپ کے ایک سخت دشمن کی ہے اور یہ شہادت اس نے غائبانہ دی ہے اور ایک ایسے موقع پر دی ہے جہاں انسان طبعاً سچ بولنے کی طرف مائل ہوتا ہے۔ یعنی ایک بادشاہ کے سامنے رومی اراکین کی بھری مجلس میں اس قسم کا ماحول انسان کی طبیعت پر ضرور اثر انداز ہوتا ہے اور پھر ابوسفیان کا اپنا بیان بھی ہے کہ اگر مجھے اس بات کا خیال نہ ہوتا کہ میرے ساتھی میرے متعلق باہر جاکر چرچا کریں گے کہ میں نے جھوٹ بولا ہے تو میں ضرور جھوٹ بولتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابوسفیان یہ شہادت دے رہے تھے تو دشمنی کے جذبات مردہ نہیں بلکہ زندہ تھے اور وہ اپنی قوت میں ایسے شدید تھے کہ جہاں بھی ان کو کام کرنے کا موقع ملا ہے وہ اس سے چوکے نہیں۔ چنانچہ ابوسفیان کہتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے ذکر پر ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چوٹ کرنے کا انہیں موقع ملا۔ یعنی انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے تو کبھی بدعہدی نہیں کی مگر اب اس صلح کے متعلق دیکھیں کہ کیا کرتے ہیں۔ غرض یہ امور ہیں جو ابوسفیان کی شہادت کو بہت بڑی اہمیت دیتے ہیں اور اس میں کیا شک ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اخلاق کو دیکھ کر سارا عرب اَلْاَمِیْنُ اَلْاَمِیْنُ کے لقب سے آپ کو پکارتا تھا اور یہی وہ صداقت و امانت ہے کہ جس کی بناء پر ہرقل کہتا ہے کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ لوگوں پر تو وہ جھوٹ نہ بولے اور خدا پر جھوٹ بولے۔“

(ترجمہ و شرح صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۳۰)

بَاب ٤١ : مُحَاسَبَةُ الْإِمَامِ عُمَّالَهُ

حاکم کا اپنے کارکنوں کا محاسبہ کرنا

٧١٩٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ ابْنَ الْلُتَبِيَّةِ عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ فَلَمَّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَاسَبَهُ قَالَ هَذَا الَّذِي لَكُمْ وَهَذِهِ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا جَلَسْتَ فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَبَيْتِ أُمِّكَ حَتَّى تَأْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا؟ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ وَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَسْتَعْمِلُ رِجَالًا مِنْكُمْ عَلَى أُمُورٍ مِمَّا وَلَّانِي اللهُ فَيَأْتِي أَحَدُكُمْ فَيَقُولُ هَذَا لَكُمْ وَهَذِهِ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِي فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَبَيْتِ أُمِّهِ حَتَّى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا؟ فَوَاللهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ هِشَامٌ

۷۱۹۷: محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدہ نے ہمیں بتایا۔ ہشام بن عروہ نے ہم سے بیان کیا۔ ہشام نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت ابوحمید ساعدیؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو سلیم کے صدقے وصول کرنے کے لئے ابن لتبیہ کو کارکن مقرر کیا۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ نے اس سے حساب لیا تو اس نے کہا: یہ تو تمہارا ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھے دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے باپ یا ماں کے گھر کیوں نہ بیٹھ رہے کہ تمہارے ہدیے تمہارے پاس آتے، اگر تم سچے ہو؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپؐ نے لوگوں کو مخاطب کیا اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا: امابعد میں ان کاموں پر جس کا نگران اللہ نے مجھے بنایا ہے تم میں سے کچھ لوگوں کو مقرر کرتا ہوں تو تم میں کوئی آتا ہے اور کہتا ہے یہ تمہارا ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھے دیا گیا وہ اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر کیوں نہ بیٹھ رہا کہ اس کا ہدیہ اس کے پاس آتا اگر وہ سچا ہے؟ اللہ کی قسم! تم میں سے جو کوئی بھی ان صدقات میں سے کچھ بھی لے گا، ہشام نے

بِغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا جَاءَ اللهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا فَلَأَعْرِفَنَّ مَا جَاءَ اللهَ رَجُلٌ بِبَعِيرٍ لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بِبَقَرَةٍ لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةٍ تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟

کہا: اپنے حق کے علاوہ، تو ضرور وہ قیامت کے دن اللہ کے پاس اس کو اٹھائے ہوئے لائے گا۔ دیکھو سنو! وہ جو اللہ کے پاس لائے گا میں اسے ضرور پہچان لوں گا، وہ اونٹ لے کر آئے گا جو بلبلا رہا ہو گا یا ایک گائے کو جو بیں بیں کر رہی ہو گی یا ایک بکری کو جو ممیا رہی ہو گی۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اتنے اونچے اٹھائے کہ میں نے آپؐ کے بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ فرمایا: سنو! کیا میں نے پہنچا دیا ہے؟

أطرافه: ۹۲۵، ۱۵۰۰، ۲۵۹۷، ۶۶۳۶، ۶۹۷۹، ۷۱۷۴۔

تشریح: مُحَاسَبَةُ الْإِمَامِ عُمَّالَهُ: حاکم کا اپنے کارکنوں کا محاسبہ کرنا۔ فتوح البلدان میں ہے کہ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَكْتُبُ أَمْوَالَ عُمَّالِهِ إِذَا وَلَّاهُمْ ثُمَّ يُقَاسِمُهُمْ مَا زَادَ عَلَى ذَلِكَ وَرُبَّمَا أَخَذَهُ مِنْهُمْ۔[1] یعنی حضرت عمر بن خطابؓ اپنے عمال کا تقرر فرماتے ہوئے اُن کے اموال کو درج فرما لیتے تھے پھر جو (بعد میں) اُس سے زائد نکلتا، اُسے (حق کے مطابق) تقسیم کیا کرتے تھے اور بسا اوقات تو آپؓ اُن سے (سارے اموال ہی) لے لیتے تھے۔ علامہ طبری لکھتے ہیں کہ كَانَ مِنْ سُنَّةِ عُمَرَ وَسِيرَتِهِ أَنْ يَأْخُذَ عُمَّالَهُ بِمُوَافَاةِ الْحَجِّ فِي كُلِّ سَنَةٍ لِلسِّيَاسَةِ، وَلِيَحْجِزَهُمْ بِذَلِكَ عَنِ الرَّعِيَّةِ وَلِيَكُونَ لِشَكَاةِ الرعية وقتا وَغَايَةٌ يُنْهُونَهَا فِيهِ إِلَيْهِ۔[2] حضرت عمرؓ کا یہ طریق عمل تھا کہ آپ اپنے عمال کو انتظام و انصرام کی خاطر ہر سال حج کے موقع پر حاضر ہونے کا ارشاد فرمایا کرتے تھے اور اس سے یہ بھی غرض ہوا کرتی تھی کہ عوام کو اگر ان سے کوئی شکایت اور تکلیف ہو تو اُسے بروقت دُور کیا جا سکے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر ملتا ہے کہ هُوَ كَانَ صَاحِبُ الْعُمَّالِ أَيَّامَ عُمَرَ، كَانَ عُمَرُ إِذَا شَكَى إِلَيْهِ عَامِلٌ، أرسل مُحَمَّدًا يَكْشِفُ الْحَالَ، وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَهُ عُمَرُ إِلَى عُمَّالِهِ لِيَأْخُذَ شَطْرَ أَمْوَالِهِمْ لِثِقَتِهِ بِهِ۔[3] یعنی حضرت عمرؓ کے دَور میں انہیں عمال پر نگران مقرر کیا گیا تھا۔ حضرت عمرؓ کے پاس جب کسی عامل کے متعلق شکایت آتی تو آپؓ انہیں اصل حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا کرتے تھے۔ نیز حضرت عمرؓ ان پر اعتماد کی وجہ سے انہیں عمال کے اموال میں سے (حکومت کا) حصہ نکالنے کی ذمہ داری بھی تفویض فرماتے تھے۔ حضرت سید زین العابدین

---

[1] (فتوح البلدان، فتح مصر والمغرب، صفحہ ۲۱۶، ۲۱۷)

[2] (تاریخ الطبری، سنة اثنتين وعشرين، ذكر عزل عمار عن الكوفة، جزء ۴ صفحہ ۱۶۵، ۱۶۶)

[3] (اسد الغابة، ذكر محمد بن مسلمة، جزء ۵ صفحہ ۱۰۶)

ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

”حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے سچائی سے اپنی غلطی کا صاف الفاظ میں اقرار کیا اور تا فیصلۂ الٰہی ان سے بول چال اور تعلق رکھنے کی ممانعت کی گئی اور جنہوں نے قسم کھا کر اپنے عذر بیان کئے تھے ان سے چشم پوشی کی گئی اور انہیں معاف کیا گیا۔ اس واقعہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کریم کے دو پہلو واضح ہوتے ہیں۔ ضعیف الایمان طبقہ کی اصلاح نرمی اور درگزر سے اور قوی الایمان طبقہ کا تزکیہ نفس تعزیری کارروائی سے جو قومی اخلاق و کردار کی اعلیٰ تربیت کا باعث ہوئی۔ دنیا کا طریق عمل بالعموم اس سے برعکس ہے۔ ارباب جاہ و منصب اور ذی ثروت و دولت مؤاخذہ سے نظر انداز کئے جاتے ہیں اور کمزور لوگ پکڑے جاتے ہیں۔ قرآن مجید نے لونڈی اور غلام کی سزا آزاد سے نصف رکھی ہے (الأحزاب:۲۶) اور آنحضرت ﷺ کی ازواجِ مطہرات سے فرمایا: اگر تم نے احکامِ شریعت کا پاس نہ رکھا تو تمہیں دوگنی سزا دی جائے گی۔ (الأحزاب:۳۱)“

(ترجمہ و شرح صحیح بخاری جلد۹ صفحہ ۳۱۷)

بَاب ٤٢: بِطَانَةُ الْإِمَامِ وَأَهْلُ مَشُورَتِهِ

امام کے رازدار اور اس کے مشیر

الْبِطَانَةُ الدُّخَلَاءُ.

بِطَانَةٌ کے معنی ہیں بھیدی۔

٧١٩٨: حَدَّثَنَا أَصْبَغُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللهُ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيفَةٍ إِلَّا كَانَتْ لَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ

۷۱۹۸: اصبغ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہمیں بتایا۔ یونس نے مجھ سے بیان کیا۔ یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے، اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا: اللہ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا اور نہ ہی کوئی ایسا خلیفہ بنایا جس کے دو راز دار رفیق نہ ہوں۔ ایک رفیق اس کو بھلائی کا حکم دیتا ہے اور اس کو اس کی ترغیب دیتا ہے اور ایک رفیق اس کو شر کا

تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ فَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ تَعَالَى. وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ بِهٰذَا وَعَنِ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ وَمُوسَى عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مِثْلَهُ. وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.. قَوْلَهُ. وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَ ابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ وَسَعِيدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.. قَوْلَهُ. وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حکم دیتا ہے اور اس کو اس کی ترغیب دیتا رہتا ہے اور معصوم وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بچایا۔ اور سلیمان (بن بلال) نے یحيٰ (انصاری) سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ ابن شہاب نے بھی یہی مجھ کو بتایا اور اُنہوں نے ابن ابی عتیق اور موسیٰ (بن عتبہ) سے روایت کی۔ اُن دونوں نے بھی ابن شہاب سے اسی طرح روایت کیا۔ اور شعیب نے زہری سے نقل کیا کہ ابوسلمہ نے حضرت ابوسعیدؓ سے روایت کرتے ہوئے مجھ سے اُن کا یہی قول بیان کیا اور اوزاعی اور معاویہ بن سلام نے کہا کہ زہری نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوسلمہ نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہوئے مجھے بتایا کہ اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ اور ابن ابی حسین اور سعید بن زیاد نے ابوسلمہ سے نقل کیا کہ انہوں نے حضرت ابوسعیدؓ سے ان کا یہ قول روایت کیا اور عبیداللہ بن ابی جعفر نے کہا کہ مجھ سے صفوان نے بیان کیا۔ اُنہوں نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے ابوایوب سے روایت کی اُنہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

طرفہ: ٦٦١١۔

تشریح: بِطَانَةُ الْإِمَامِ وَأَهْلُ مَشُورَتِهِ: امام کے رازدار اور اس کے مشیر۔ علامہ ابن حجر بیان کرتے ہیں کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا (آل عمران:۱۱۹) یعنی اے ایماندارو! اپنے لوگوں کو چھوڑ کر (دوسروں کو) رازدار دوست نہ بناؤ، وہ تم سے بدسلوکی کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتے۔ ابوعبیدہ نے اس آیت کریمہ کے معنی بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ

الْبِطَانَةُ کا معنی ہے الدُّخَلَاءُ یعنی رازدار اور خَبَالٌ کا معنی ہے شر۔ علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ دُخَلَاءُ لفظ دَخِيْل کی جمع ہے اور اس سے مراد ایسا شخص ہے جو نگران کے پاس خلوت میں آتا ہو اور نگران اُس پر اپنی راز کی باتیں ظاہر کرتا ہو اور رعایا کی ایسی باتیں جو نگران نہیں جانتا وہ نگران کو بتاتا ہو اور نگران اُس کی خبروں کو سچا مانتے ہوئے اُس کے تقاضے کے مطابق عمل کرتا ہو۔ (فتح الباری جزء ۱۳ صفحہ ۲۳۵، ۲۳۶)

الْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ تَعَالَى: علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں: الْمَعْصُوم من عصمَة الله بِأَن حماه عَن الْوُقُوع فِي الْهَلَاك. يُقَال: عصمه الله من الْمَكْرُوه وَقَاهُ وَحفظه. وَالْفرق بَين عصمَة الْمُؤمنِينَ وعصمة الْأَنْبِيَاء عَلَيْهِم السَّلَام. أَن عصمَة الْأَنْبِيَاء بطرِيق الْوُجُوب، وَفِي حق غَيرهم بطرِيق الْجَوَاز (عمدۃ القاری، کتاب القدر، باب المعصوم من عصم الله، جزء ۲۳ صفحہ ۱۵۵) معصوم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچائے رکھے اور وہ ہلاکت سے محفوظ رہے، کہا جاتا ہے کہ اللہ نے اس کو مکروہ سے بچایا اور محفوظ رکھا۔ مومنین کی عصمت اور انبیاء کی عصمت میں یہ فرق ہے کہ انبیاء کی عصمت بطور وجوب کے ہے اور ان کے علاوہ دیگر کی بطور جواز کے ہے۔ حدیث نبویؐ کے الفاظ الْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ تَعَالَى سے ظاہر ہے کہ انسان اپنی تمام تر کوششوں اور وسائل کے باوجود محفوظ و معصوم نہیں بن سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کا دستِ قدرت اس کی دستگیری نہ کرے اس لیے ہر نیک کام میں انشاء اللہ کہنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ انبیاء بلکہ خاتم الانبیاء جن کو عصمتِ کبریٰ حاصل تھی وہ بھی استغفار کے ذریعہ اپنی عصمت کی حفاظت اور ہر لحہ اس معصومیت میں ترقی اور خدائے قدوس کی طرف دائمی سفر اور وصل اور لقائے باری تعالیٰ کے مدارج کی ترقی کے لیے بکثرت استغفار کرتے تھے۔

بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْخَيْرِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ: دو قسم کے رازدار۔ ایک رازدار تو وہ جو اسے بھلائی کا مشورہ دیتے ہیں۔ اور ایک رازدار وہ جو اُسے برائی کا مشورہ دیتے ہیں۔ خلفاء کو چاہے وہ خلیفۃ اللہ یعنی خدا کا نبی ہو یا خلیفہ الرسول ہو ہر دو قسم کے مشورے ملتے ہیں۔ یہ خیر و شر نسبتی امر ہے۔ جیسے بدر کے قیدیوں کے متعلق حضرت ابو بکرؓ کا مشورہ تھا کہ فدیہ لے کر یا بطورِ احسان ان کو چھوڑ دیا جائے جبکہ حضرت عمرؓ کا مشورہ تھا کہ ان کو قتل کر دیا جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کے مشورہ کو قبول فرمایا اور اسی پر عمل ہوا اور اسی کے مطابق بعد میں آیات بھی نازل ہوئیں۔ مگر بنو قریظہ کے مردوں یا جنگجوؤں کے متعلق حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا مؤقف ان کے قتل کا تھا اور اسی پر عمل ہوا واقعات نے بتایا کہ ان بدعہدوں اور آستین کے سانپوں کا قتل کیا جانا ہی امر خیر تھا۔ نبی کی معصومیت یہ ہے کہ اس کو ہر قسم کے مشورے ملتے ہیں خیر کے بھی اور شر کے بھی مگر نبی کی زبان حق بیان سے وہی فیصلہ جاری ہوتا ہے جو خیر پر مبنی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہلو کو ایک موقع پر یوں بیان فرمایا اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ[1] تم بھی سفارش کرو۔ تمہیں ثواب ملے گا اور اللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے وہی فیصلہ کرے گا جو اللہ تعالیٰ کی منشاء ہو گی۔ یہ عصمت، انبیاء کے بعد اُن کے

---

[1] (صحیح البخاری، كِتَابُ الزَّكَاةِ، بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الصَّدَقَةِ وَالشَّفَاعَةِ فِيهَا، روایت نمبر ۱۴۳۲)

جانشینوں اور خلفاء کو بھی بروزی طور پر حاصل ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ اُن سے وہی فیصلہ کراتا ہے جو خیر کا ہوتا ہے حتی کہ اُن کی کوئی بشری یا اجتہادی غلطی بھی جماعت کے لیے شر کا موجب نہیں بنتی بلکہ خیر کا ذریعہ ہی بنتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”انبیاء کے متعلق قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ معصوم ہوتے ہیں اور معصوم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ بلوغت سے پہلے ہی وہ معصوم ہوں کیونکہ عصمتِ کاملہ جو نبی کو حاصل ہوتی ہے وہ اُس وقت تک اُسے حاصل ہی نہیں ہو سکتی جب تک کہ تقویٰ اور محبت الٰہی اُس کے بلوغ بلکہ ہوش سے پہلے ہی موجود نہ ہو۔ جو اُسے بُرائیوں سے محفوظ رکھے اور یہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلصَّبِيُّ صَبِيٌّ وَلَوْ كَانَ نَبِيًّا تو اس کے معنی صرف بچپن کے کھیل کود کے ہیں نہ کہ بغاوت و شرارت کے۔“

(تعلق باللہ، انوار العلوم، جلد ۲۳ صفحہ ۱۷۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جتنا کوئی استغفار کرتا ہے اتنا ہی معصوم ہوتا ہے۔ اصل معنے یہ ہیں کہ خدا نے اسے بچایا۔ معصوم کے معنے مستغفر کے ہیں۔“ (ملفوظات، جلد دوم صفحہ ۵۶۰)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اگر یہ کہا جائے کہ اُنہیں احادیث کی کتابوں میں بعض امور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجتہادی غلطی کا بھی ذکر ہے اگر کل قول وفعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وحی سے تھا تو پھر وہ غلطی کیوں ہوئی گو آنحضرت اس پر قائم نہیں رکھے گئے۔ تو اِس کا یہ جواب ہے کہ وہ اجتہادی غلطی بھی وحی کی روشنی سے دور نہیں تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے قبضہ سے ایک دم جدا نہیں ہوتے تھے پس اُس اجتہادی غلطی کی ایسی ہی مثل ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں چند دفعہ سہو واقع ہوا تا اُس سے دین کے مسائل پیدا ہوں سو اسی طرح بعض اوقات اجتہادی غلطی ہوئی تا اُس سے بھی تکمیل دین ہو۔ اور بعض باریک مسائل اُس کے ذریعہ سے پیدا ہوں اور وہ سہو بشریت بھی تمام لوگوں کی طرح سہو نہ تھا بلکہ دراصل ہمرنگ وحی تھا کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص تصرّف تھا جو نبی کے وجود پر حاوی ہو کر اُس کو کبھی ایسی طرف مائل کر دیتا تھا جس میں خدا تعالیٰ کے بہت مصالح تھے۔ سو ہم اُس اجتہادی غلطی کو بھی وحی سے علیحدہ نہیں سمجھتے کیونکہ وہ

ایک معمولی بات نہ تھی بلکہ خداتعالیٰ اس وقت اپنے نبی کو اپنے قبضہ میں لے کر مصالح عام کے لئے ایک نور کو سہو کی صورت میں یا غلط اجتہاد کے پیرایہ میں ظاہر کر دیتا تھا اور پھر ساتھ ہی وحی اپنے جوش میں آجاتی تھی جیسے ایک چلنے والی نہر کا ایک مصلحت کے لئے پانی روک دیں اور پھر چھوڑ دیں پس اس جگہ کوئی عقلمند نہیں کہہ سکتا کہ نہر سے پانی خشک ہو گیا یا اُس میں سے اٹھالیا گیا۔ یہی حال انبیاء کی اجتہادی غلطی کا ہے کہ روح القدس تو کبھی اُن سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ مگر بعض اوقات خداتعالیٰ بعض مصالح کے لئے انبیاء کے فہم اور ادراک کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے تب کوئی قول یا فعل سہو یا غلطی کی شکل پر اُن سے صادر ہوتا ہے اور وہ حکمت جو ارادہ کی گئی ہے ظاہر ہو جاتی ہے تب پھر وحی کا دریا زور سے چلنے لگتا ہے اور غلطی کو درمیان سے اٹھادیا جاتا ہے گویا اُس کا کبھی وجود نہیں تھا۔ حضرت مسیح ایک انجیر کی طرف دوڑے گئے تا اُس کا پھل کھائیں اور روح القدس ساتھ ہی تھا مگر روح القدس نے یہ اطلاع نہ دی کہ اس وقت انجیر پر کوئی پھل نہیں۔ بااینہمہ یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ شاذونادر معدوم کے حکم میں ہوتا ہے۔ پس جس حالت میں ہمارے سیّد و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس ۱۰ لاکھ کے قریب قول و فعل میں سراسر خدائی کا ہی جلوہ نظر آتا ہے اور ہر بات میں حرکات میں سکنات میں اقوال میں افعال میں روح القدس کے چمکتے ہوئے انوار نظر آتے ہیں تو پھر اگر ایک آدھ بات میں بشریت کی بھی بُو آوے تو اس سے کیا نقصان۔ بلکہ ضرور تھا کہ بشریت کے تحقق کے لئے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تا لوگ شرک کی بلا میں مبتلا نہ ہو جائیں۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۱۳ تا ۱۱۶)

بَاب ٤٣ : كَيْفَ يُبَايِعُ الْإِمَامُ النَّاسَ

امام لوگوں سے کس طرح بیعت لے

٧١٩٩: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ أَخْبَرَنِي

۷۱۹۹: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے یحيٰ بن سعید سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: عبادہ بن ولید نے مجھے بتایا کہ

أَبِي عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ.

میرے باپ نے مجھے خبر دی۔ اُن کے باپ نے حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیعت کی کہ خوشی اور ناخوشی میں سننا اور ماننا ہوگا۔

أطرافه: ۱۸، ۳۸۹۲، ۳۸۹۳، ۳۹۹۹، ٤٨٩٤، ٦٧٨٤، ٦٨٠١، ٦٨٧٣، ٧٠٥٥، ٧٢١٣، ٧٤٦٨۔

٧٢٠٠: وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَأَنْ نَّقُومَ أَوْ نَقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا وَلَا نَخَافَ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

۷۲۰۰: اور یہ کہ ہم حکومت کے متعلق اُن لوگوں سے جھگڑا نہیں کریں گے جو اس کے اہل ہیں اور ہم حق پر عمل کریں گے اور حق بات کہیں گے جہاں کہیں بھی کہ ہم ہوں گے۔ اللہ کے لئے ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

طرفه: ٧٠٥٦۔

٧٢٠١: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ وَالْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ فَقَالَ:

اللَّهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَةَ
فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةَ

فَأَجَابُوا:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدَا.

۷۲۰۱: عمرو بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن حارث نے ہمیں بتایا۔ حمید نے ہم سے بیان کیا۔ حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک صبح سردی کے وقت باہر آئے اور مہاجرین اور انصار خندق کھود رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اے اللہ بھلائی درحقیقت آخرت کی ہی بھلائی ہے۔ اس لئے انصار اور مہاجرین کی کمزوریوں پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے ان سے درگزر فرما۔ صحابہ نے (یہ سن کر) جواب میں کہا: ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمدؐ سے بیعت کی ہے کہ جب تک ہم زندہ رہیں گے ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے۔

أطرافه: ٢٨٣٤، ٢٨٣٥، ٢٩٦١، ٣٧٩٥، ٣٧٩٦، ٤٠٩٩، ٤١٠٠، ٦٤١٣۔

٧٢٠٢: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ.

۷۲۰۲: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عبداللہ بن دینار سے، اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے کہ ہم آپؐ کا حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے تو آپؐ ہم سے یہ کہتے: جہاں تک تم سے ہو سکے۔

٧٢٠٣: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ شَهِدْتُ ابْنَ عُمَرَ حَيْثُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ كَتَبَ إِنِّي أُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى سُنَّةِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ مَا اسْتَطَعْتُ وَإِنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوا بِمِثْلِ ذَلِكَ.

۷۲۰۳: مسدّد نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے سفیان (ثوری) سے روایت کی کہ عبداللہ بن دینار نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا: میں اس وقت حضرت ابن عمرؓ کے پاس موجود تھا جب لوگ عبدالملک (کے ہاتھ) پر اکٹھے ہو گئے تھے۔ ابن دینار کہتے تھے کہ اُنہوں نے یہ خط لکھا: میں اللہ کے بندے عبدالملک امیر المؤمنین کا حکم جہاں تک مجھ سے ہو سکا اللہ کی شریعت اور اس کے رسول کی سنت کے مطابق سننے اور ماننے کا اقرار کرتا ہوں اور میرے بیٹوں نے بھی ایسا ہی اقرار کیا ہے۔

أطرافه: ٧٢٠٥، ٧٢٧٢۔

٧٢٠٤: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنَنِي فِيمَا

۷۲۰۴: یعقوب بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے ہمیں بتایا۔ سیار نے ہم سے بیان کیا۔ سیار نے شعبی سے، شعبی نے حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی کہ میں سنوں گا اور مانوں

اسْتَطَعْتُ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

گا اور آپؐ نے مجھے یہ سکھایا جہاں تک مجھ سے ہوسکا اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا۔

أطرافه: ٥٧، ٥٢٤، ١٤٠١، ٢١٥٧، ٢٧١٤، ٢٧١٥۔

٧٢٠٥: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ لَمَّا بَايَعَ النَّاسُ عَبْدَ الْمَلِكِ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى عَبْدِ اللهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى سُنَّةِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ فِيمَا اسْتَطَعْتُ وَإِنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوا بِذَلِكَ.

۷۲۰۵: عمرو بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ یحیٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے سفیان (ثوری) سے روایت کرتے ہوئے کہا: عبد اللہ بن دینار نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے کہا: جب لوگوں نے عبدالملک کی بیعت کی تو حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے ان کو لکھا کہ اللہ کے بندے امیر المومنین عبدالملک کا حکم اللہ کی شریعت اور اس کے رسول کی سنت کے مطابق جہاں تک مجھ سے ہوسکا سنوں گا اور مانوں گا اور میرے بیٹوں نے بھی یہی اقرار کیا ہے۔

أطرافه: ٧٢٠٣، ٧٢٧٢۔

٧٢٠٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِسَلَمَةَ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ؟ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ.

۷۲۰۶: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم (بن اسماعیل) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے یزید بن ابی عبید سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت سلمہ (بن اکوعؓ) سے پوچھا: آپ لوگوں نے حدیبیہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کس بات پر بیعت کی تھی؟ اُنہوں نے کہا: موت پر۔

أطرافه: ٢٩٦٠، ٤١٦٩، ٧٢٠٨۔

٧٢٠٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ

۷۲۰۷: عبداللہ بن محمد بن اسماء نے ہم سے بیان کیا کہ جویریہ نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے مالک

عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الرَّهْطَ الَّذِينَ وَلَّاهُمْ عُمَرُ اجْتَمَعُوا فَتَشَاوَرُوا فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لَسْتُ بِالَّذِي أُنَافِسُكُمْ عَلَى هَذَا الْأَمْرِ وَلَكِنَّكُمْ إِنْ شِئْتُمْ اخْتَرْتُ لَكُمْ مِنْكُمْ فَجَعَلُوا ذَلِكَ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَلَمَّا وَلَّوْا عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَمْرَهُمْ فَمَالَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَتَّى مَا أَرَى أَحَدًا مِنَ النَّاسِ يَتْبَعُ أُولَئِكَ الرَّهْطَ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهُ وَمَالَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُشَاوِرُونَهُ تِلْكَ اللَّيَالِي حَتَّى إِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَصْبَحْنَا مِنْهَا فَبَايَعْنَا عُثْمَانَ قَالَ الْمِسْوَرُ طَرَقَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بَعْدَ هَجْعٍ مِنَ اللَّيْلِ فَضَرَبَ الْبَابَ حَتَّى اسْتَيْقَظْتُ فَقَالَ أَرَاكَ نَائِمًا فَوَاللَّهِ مَا اكْتَحَلْتُ هَذِهِ الثَّلَاثَ بِكَثِيرِ نَوْمٍ انْطَلِقْ فَادْعُ الزُّبَيْرَ وَسَعْدًا فَدَعَوْتُهُمَا لَهُ فَشَاوَرَهُمَا ثُمَّ دَعَانِي فَقَالَ ادْعُ لِي عَلِيًّا فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتَّى ابْهَارَّ

سے، مالک نے زہری سے روایت کی کہ حمید بن عبدالرحمٰن نے اُنہیں بتایا کہ حضرت مسور بن مخرمہؓ نے ہمیں خبر دی کہ وہ لوگ جن کو حضرت عمرؓ نے خلافت کے لئے نامزد کیا تھا اکٹھے ہوئے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان سے کہا: میں ایسا نہیں جو تمہارے مقابلہ میں اس امر کی خواہش کروں لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے تم میں سے کسی کا انتخاب کروں۔ چنانچہ اُنہوں نے اس فیصلہ کو حضرت عبدالرحمٰنؓ کے حوالہ کیا۔ جب اُنہوں نے اپنا معاملہ حضرت عبدالرحمٰنؓ کے سپرد کر دیا تو لوگ حضرت عبدالرحمٰنؓ کی طرف مائل ہو گئے۔ یہاں تک کہ میں ایک آدمی کو بھی نہ دیکھتا تھا جو ان آدمیوں کے ساتھ جاتا اور نہ کوئی اُن کے پیچھے جاتا تھا اور لوگ حضرت عبدالرحمٰنؓ پر جھک پڑے۔ ان سے راتوں کو مشورے کرنے لگے۔ جب وہ رات ہوئی کہ جس کی صبح کو اُٹھ کر ہم نے حضرت عثمانؓ سے بیعت کی۔ حضرت مسورؓ نے کہا کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ کچھ رات گزرنے کے بعد میرے پاس اچانک آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا جس سے میں جاگ پڑا۔ کہنے لگے: میں سمجھتا ہوں کہ تم سوئے ہوئے ہو۔ اللہ کی قسم! میں تو یہ تین راتیں کچھ زیادہ نہ سو سکا۔ چلو زبیرؓ اور سعدؓ کو بلاؤ۔ میں اُن کے پاس انکو بلا لایا اور اُنہوں نے ان دونوں سے مشورہ

اللَّيْلُ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِنْ عِنْدِهِ وَهُوَ عَلَى طَمَعٍ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَخْشَى مِنْ عَلِيٍّ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِي عُثْمَانَ فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتَّى فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا صَلَّى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ وَاجْتَمَعَ أُولَئِكَ الرَّهْطُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ فَأَرْسَلَ إِلَى مَنْ كَانَ حَاضِرًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَأَرْسَلَ إِلَى أُمَرَاءِ الْأَجْنَادِ وَكَانُوا وَافَوْا تِلْكَ الْحَجَّةَ مَعَ عُمَرَ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا تَشَهَّدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَلِيُّ إِنِّي قَدْ نَظَرْتُ فِي أَمْرِ النَّاسِ فَلَمْ أَرَهُمْ يَعْدِلُونَ بِعُثْمَانَ فَلَا تَجْعَلَنَّ عَلَى نَفْسِكَ سَبِيلًا فَقَالَ أُبَايِعُكَ عَلَى سُنَّةِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ وَالْخَلِيفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهِ.

کیا۔ پھر اس کے بعد مجھے بلایا اور کہا کہ علیؓ کو میرے پاس بلاؤ اور میں ان کو بلا لایا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ اتنی دیر تک ان سے درپردہ باتیں کرتے رہے کہ آدھی رات ہوگئی۔ اس کے بعد حضرت علیؓ ان کے پاس سے اُٹھ کر چلے گئے اور وہ امید رکھتے تھے اور حضرت عبدالرحمٰنؓ حضرت علیؓ سے کچھ ڈرتے بھی تھے۔ پھر اُنہوں نے کہا: حضرت عثمانؓ کو میرے پاس بلاؤ اور میں ان کو بلا لایا اور وہ اُن سے درپردہ باتیں کرتے رہے۔ حتیٰ کہ مؤذن نے صبح کی اذان دے کر اُنہیں ایک دوسرے سے الگ کیا۔ جب وہ لوگوں کو صبح کی نماز پڑھا چکے اور یہ گروہ منبر کے پاس جمع ہوگیا تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے جو مہاجرین اور انصار موجود تھے ان کو بلا بھیجا نیز سرداران لشکر کو بھی بلوایا جو اتفاق سے اس حج میں آگئے تھے اور حضرت عمرؓ کے ساتھ اُنہوں نے حج کیا تھا۔ جب سب اکٹھے ہوگئے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے تشہد پڑھا پھر کہا۔ امابعد۔ اے علیؓ میں نے لوگوں کے معاملہ میں خوب غور کیا ہے اور مَیں اُنہیں نہیں دیکھتا کہ وہ حضرت عثمانؓ کے برابر کسی کو سمجھتے ہوں اس لئے اب آپ اپنے متعلق (ملامت کی) کوئی راہ نہ نکالیں۔ پھر حضرت عثمانؓ نے کہا: میں آپ سے اللہ کی شریعت اور اس کے رسول اور آپؐ کے بعد دونوں خلیفوں کی سنت کے مطابق بیعت کرتا ہوں۔

فَبَايَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَبَايَعَهُ النَّاسُ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ وَأُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُونَ.

یہ کہہ کر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان سے بیعت کی اور دوسرے لوگوں مہاجرین اور انصار اور سرداران لشکر اور تمام مسلمانوں نے ان سے بیعت کی۔

أطرافه: ١٣٩٢، ٣٠٥٢، ٣١٦٢، ٣٧٠٠، ٤٨٨٨-

تشریح: كَيْفَ يُبَايِعُ الْإِمَامُ النَّاسَ: امام لوگوں سے کس طرح بیعت لے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اطاعت کے معیار حاصل کرو۔ اطاعت یہ نہیں کہ خلیفۂ وقت کے یا نظامِ جماعت کے فیصلے جو اپنی مرضی کے ہوئے دلی خوشی سے قبول کر لئے اور جو اپنی مرضی کے نہ ہوئے اُس میں کئی قسم کی تاویلیں پیش کرنی شروع کر دیں، اُس میں اعتراض کرنے شروع کر دیئے۔ فرمایا کہ یہ بیعت کا دعویٰ اگر ہے تو پھر اطاعت بھی کامل ہونی چاہئے۔ پس یہ بیعت کا دعویٰ، اعتقاد کا دعویٰ، مریدی کا دعویٰ اور اس حقیقی اسلام پر عمل کرنے کا دعویٰ یا مسلمان ہونے کا دعویٰ تبھی حقیقی دعویٰ ہے جب یہ اعلان ہو کہ آج بیعت کرنے کے بعد میرا کچھ نہیں رہا بلکہ سب کچھ خدا تعالیٰ کا ہے اور اُس کے دین کے لئے ہے۔ اور یہی بیعت کا مقصد ہے کہ اپنے آپ کو بیچ دینا۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ بیان فرمودہ ١١/ اکتوبر ٢٠١٣، جلد ١١ صفحہ ٥٥٥)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”بیعت میں جاننا چاہیے کہ کیا فائدہ ہے اور کیوں اس کی ضرورت ہے؟ جب تک کسی شے کا فائدہ اور قیمت معلوم نہ ہو، تو اس کی قدر آنکھوں کے اندر نہیں سماتی۔ جیسے گھر میں انسان کے کئی قسم کا مال واسباب ہوتا ہے۔ مثلاً روپیہ، پیسہ، کوڑی، لکڑی وغیرہ۔ تو جس قسم کی جو شے ہے، اسی درجہ کی اس کی حفاظت کی جاوے گی۔ ایک کوڑی کی حفاظت کے لیے وہ سامان نہ کرے گا جو پیسہ اور روپیہ کے لیے اسے کرنا پڑے گا اور لکڑی وغیرہ کو تو یونہی ایک کونہ میں ڈال دے گا۔ علیٰ ہذا القیاس جس کے تلف ہونے سے اس کا زیادہ نقصان ہے، اس کی زیادہ حفاظت کرے گا۔ اسی طرح بیعت میں عظیم الشان بات توبہ ہے۔ جس کے معنی رجوع کے ہیں۔ توبہ اس حالت کا نام ہے کہ انسان اپنے معاصی سے جن سے اس کے تعلقات بڑھے ہوئے ہیں اور اس نے اپنا وطن انہیں مقرر کر لیا ہوا ہے گویا کہ گناہ میں اس نے بود و باش مقرر کر لی ہوئی ہے اس وطن کو چھوڑنا۔ اور رجوع کے معنے پاکیزگی کو اختیار کرنا۔“

(ملفوظات، جلد اول صفحہ ٢)

بَاب ٤٤ : مَنْ بَايَعَ مَرَّتَيْنِ

جس نے دوبار بیعت کی

٧٢٠٨: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ لِي يَا سَلَمَةُ أَلَا تُبَايِعُ؟ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ بَايَعْتُ فِي الْأَوَّلِ قَالَ وَفِي الثَّانِي.

٧٢٠٨: ابو عاصم نے ہم سے بیان کیا انہوں نے یزید بن ابی عبید سے، اُنہوں نے حضرت سلمہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: ہم نے درخت کے تلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا: سلمہؓ تم نہیں بیعت کرتے؟ میں نے کہا: یارسول اللہ! میں پہلے بیعت کر چکا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: اور دوسری بار بھی۔

أطرافه: ٢٩٦٠، ٤١٦٩، ٧٢٠٦۔

بَاب ٤٥ : بَيْعَةُ الْأَعْرَابِ

بدویوں کا بیعت کرنا

٧٢٠٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَهُ وَعْكٌ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ

٧٢٠٩: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے مالک سے، مالک نے محمد بن منکدر سے، اُنہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک بدوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام پر قائم رہنے کی بیعت کی۔ پھر اُس کو بخار آنے لگا تو کہنے لگا: میری بیعت فسخ کر دیں تو آپؐ نے انکار کیا۔ پھر وہ آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا: مجھ سے میری بیعت فسخ کر دیں۔ آپؐ نہ مانے۔ وہ بدوی نکل کر چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ بھٹی کی

تَنْفِي خَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طِيبَهَا.[1]

طرح ہے جو میل باہر پھینک دیتا ہے اور اس کی صاف چیز خالص ہو جاتی ہے۔

أطرافه: ١٨٨٣، ٧٢١١، ٧٢١٦، ٧٣٢٢۔

تشریح: بَيْعَةُ الْأَعْرَابِ: بدویوں کا بیعت کرنا۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں: "روایت میں ناقص افراد کی مثال دی گئی ہے کہ وہ مدینہ میں نہیں رہنے پائیں گے۔" (ترجمہ وشرح صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۵۵۱)

بَاب ٤٦: بَيْعَةُ الصَّغِيرِ

چھوٹے کا بیعت کرنا

٧٢١٠: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ ابْنَةُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ بَايِعْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَغِيرٌ فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ. وَكَانَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهِ.

۷۲۱۰: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن یزید نے ہمیں بتایا۔ سعید نے جو ابوایوب کے بیٹے ہیں، ہم سے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا: ابوعقیل زہرہ بن معبد نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے اپنے دادا حضرت عبداللہ بن ہشامؓ سے روایت کی اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا تھا اور اُن کی ماں حضرت زینب بنت حمیدؓ اُن کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی تھیں۔ اُن کی ماں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ اس سے بیعت لیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ چھوٹا ہے اور آپؐ نے اُن کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اُن کے لئے دعا کی۔ اور حضرت عبداللہ بن ہشامؓ اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے ایک ہی بکری قربانی کیا کرتے تھے۔

طرفه: ٢٥٠١۔

---

[1] بعض نسخوں میں اس جگہ الفاظ "وَيَنْصَعُ طِيبُهَا" ہیں۔ (صحیح البخاری مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض صفحہ ۹۹۲) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

تشریح. **بَيْعَةُ الصَّغِيرِ:** چھوٹے کا بیعت کرنا۔ علامہ عینی لکھتے ہیں: علامہ عینی بیان کرتے ہیں کہ یہ باب کمسن کی بیعت کے بارے میں ذکر کرنے کے لیے قائم کیا گیا ہے اور امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے موافق اس بارے میں واضح حکم بیان نہیں کیا۔ ایک پہلو تو یہ ہے کہ انہوں نے زیر باب حدیث میں بیان کردہ وضاحت پر ہی اکتفاء کیا ہے اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کے متعلق (علماء کے) اختلاف کی وجہ سے انہوں نے حتمی حکم ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ علماء کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ بیعت ایسے بالغ لوگوں پر ہی لازم ہے جن پر اسلام کے احکام کی بجا آوری لازم ہے۔ جبکہ بعض علماء کا یہ کہنا ہے کہ بچوں پر بیعت کرنا اُن کے والدین کے بیعت کرنے سے ہی لازم ٹھہرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیعت کی تھی، حالانکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت آٹھ سال کے تھے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۴ صفحہ ۲۷۴)

حضرت عبداللہؓ بن ہشام بن عثمان بن عمرو قریشی، یہ قبیلہ قریش میں خاندان بنی تیم سے تعلق رکھتے تھے، ۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ حضرت زینب بنت حمیدؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے اس بچے کی بیعت لے لیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو بہت ہی چھوٹا ہے۔ پھر اپنا ہاتھ ان کے سر پر پھیرا اور ان کے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ (اسد الغابہ، عبداللہ بن ہشام، جزء ۳ صفحہ ۳۰۶)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

> ”آنحضرت ﷺ کی دعا کی وجہ سے زہرہ بن معبد کو ان کے دادا حضرت عبداللہ بن ہشامؓ اس غرض سے منڈی میں لے جاتے تھے کہ دعائے نبوی کی برکت سے ان کی خرید و فروخت میں برکت ہو۔ چنانچہ اس میں برکت ہوتی اور ایک اُونٹ کا بوجھ غلّہ بچ جاتا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی ان کے ساتھ برکت حاصل کرنے کے لئے تجارت میں شریک ہو جاتے تھے۔“ (ترجمہ و شرح صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۵۳۴)

بَاب ٤٧: مَنْ بَايَعَ ثُمَّ اسْتَقَالَ الْبَيْعَةَ

جس نے بیعت کی اور پھر بیعت کو فسخ کرانا چاہا

٧٢١١: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ

۷۲۱۱: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے محمد بن منکدر سے، ابن منکدر نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی کہ ایک بدوی نے رسول اللہ صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِينَةِ فَأَتَى الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طِيبَهَا.[1]

علیہ وسلم سے اسلام پر قائم رہنے کی بیعت کی۔ پھر اس بدوی کو مدینہ میں ہی بخار آنے لگا۔ تو وہ بدوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے کہا: یارسول اللہ! میری بیعت فسخ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا۔ پھر وہ آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میری بیعت فسخ کر دیں۔ آپؐ نے نہ مانا۔ پھر وہ آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میری بیعت فسخ کر دیں۔ تب بھی آپ نے نہ مانا۔ اس پر وہ بدوی نکل کر چل دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ تو بھٹی کی طرح ہے جو اپنی میل کو باہر پھینک دیتا ہے اور اس کی صاف چیز خالص ہو جاتی ہے۔

أطرافه: ۱۸۸۳، ۷۲۰۹، ۷۲۱٦، ۷۳۲۲۔

بَاب٤٨: مَنْ بَايَعَ رَجُلًا لَّا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا

جو کسی شخص سے بیعت کرے محض دنیا ہی کی خاطر اس سے بیعت کر رہا ہو

۷۲۱۲: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ، رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ

۷۲۱۲: عبدان نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابوحمزہ سے، ابوحمزہ نے اعمش سے، اعمش نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخص ہیں اللہ قیامت کے دن اُن سے بات نہیں کرے گا اور نہ اُنہیں پاک صاف کرے گا اور اُن کو دردناک سزا ہوگی۔

---

[1] بعض نسخوں میں اس جگہ الفاظ "وَيَنْصَعُ طِيبُهَا" ہیں۔
(الجامع الصحیح للبخاری مطبوعہ دار طوق النجاۃ، عن النسخۃ الیونینیۃ، جزء۹ صفحہ ۱۷۹)

مَاءٍ بِالطَّرِيقِ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَاهُ إِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيدُ وَفَّى لَهُ وَإِلَّا لَمْ يَفِ لَهُ وَرَجُلٌ بَايَعَ[1] رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللهِ لَقَدْ أُعْطَى بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ فَأَخَذَهَا وَلَمْ يُعْطَ بِهَا.

ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں بچا ہوا پانی ہو مسافر کو اس سے محروم رکھے اور ایک وہ شخص جو امام سے بیعت کرے محض دنیا ہی کی خاطر اُس سے بیعت کر رہا ہو اگر وہ اس کو دے جو چاہتا ہے تو اس سے وفا کرے اور اگر نہ دے تو اس سے وفا نہ کرے اور ایک وہ شخص جو عصر کے بعد کسی آدمی کو کوئی سامان بیچ رہا ہو اور اللہ کی قسمیں کھائے کہ مجھے تو اس کا اتنا اتنا دیا گیا تھا تو وہ اس کو سچا سمجھ کر اس سامان کو لے لے حالانکہ اسے اس کا اتنا نہیں دیا گیا تھا۔

أطرافه: ۲۳۵۸، ۲۳۶۹، ۲۶۷۲، ۷۴۴۶-

تشریح: مَنۡ بَايَعَ رَجُلًا لَّا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنۡيَا: جو کسی شخص سے بیعت کرے محض دنیا ہی کی خاطر اس سے بیعت کر رہا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”بیعت رسمی فائدہ نہیں دیتی۔ ایسی بیعت سے حصہ دار ہونا مشکل ہوتا ہے۔ اسی وقت حصہ دار ہوگا جب اپنے وجود کو ترک کر کے بالکل محبت اور اخلاص کے ساتھ اس کے ساتھ ہو جاوے۔ منافق آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ سچا تعلق نہ ہونے کی وجہ سے آخر بے ایمان رہے۔ ان کو سچی محبت اور اخلاص پیدا نہ ہوا، اس لیے ظاہری لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ان کے کام نہ آیا۔ تو ان تعلقات کو بڑھانا بڑا ضروری امر ہے۔ اگر ان تعلقات کو وہ (طالب) نہیں بڑھاتا اور کوشش نہیں کرتا، تو اس کا شکوہ اور افسوس بے فائدہ ہے۔ محبت و اخلاص کا تعلق بڑھانا چاہیے۔ جہاں تک ممکن ہو اس انسان (مرشد) کے ہمرنگ ہو طریقوں میں اور اعتقاد میں۔ نفس لمبی عمر کے وعدے دیتا ہے۔ یہ دھوکہ ہے۔ عمر کا اعتبار نہیں ہے۔ جلدی راستبازی اور عبادت کی طرف جھکنا چاہیے۔ اور صبح سے لے کر شام تک حساب کرنا چاہیے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۴،۳)

پھر آپ فرماتے ہیں:

”یہ مت خیال کرو کہ صرف بیعت کر لینے سے ہی خدا راضی ہو جاتا ہے۔ یہ تو صرف پوست

---

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں اس جگہ يُبَايِعُ ہے (فتح الباری جزء ۱۳ حاشیہ صفحہ ۲۴۹) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

ہے۔ مغز تو اس کے اندر ہے۔ اکثر قانون قدرت یہی ہے کہ ایک چھلکا ہوتا ہے اور مغز اس کے اندر ہوتا ہے۔ چھلکا کوئی کام کی چیز نہیں ہے۔ مغز ہی لیا جاتا ہے۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں مغز رہتا ہی نہیں اور مرغی کے ہوائی انڈوں کی طرح جن میں نہ زردی ہوتی ہے نہ سفیدی، جو کسی کام نہیں آسکتے اور رڈی کی طرح پھینک دیئے جاتے ہیں .... اسی طرح پر وہ انسان جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اگر ان دونوں باتوں کا مغز اپنے اندر نہیں رکھتا تو اُسے ڈرنا چاہئے کہ ایک وقت آتا ہے کہ اُس ہوائی انڈے کی طرح ذرا سی چوٹ سے چکنا چور ہو کر پھینک دیا جائے گا۔ اسی طرح جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اُس کو ٹٹولنا چاہئے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں یا مغز؟ جب تک مغز پیدا نہ ہو ایمان، محبت، اطاعت، بیعت، اعتقاد، مریدی اور اسلام کا مدعی سچا مدعی نہیں ہے"۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۱۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ یاد رکھو کہ بیعت کے بعد تبدیلی کرنی ضروری ہوتی ہے۔ اگر بیعت کے بعد اپنی حالت میں تبدیلی نہ کی جاوے تو پھر یہ استخفاف ہے۔ بیعت بازیچۂ اطفال نہیں ہے۔ در حقیقت وہی بیعت کرتا ہے جس کی پہلی زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے اور ایک نئی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ ہر ایک امر میں تبدیلی کرنی پڑتی ہے"۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۵۷)

بَاب ٤٩ : بَيْعَةُ النِّسَاءِ

عورتوں سے بیعت لینا

رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابن عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو روایت کیا۔

٧٢١٣: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ يَقُولُ قَالَ

۷۲۱۳: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے زہری سے روایت کی۔ نیز لیث نے کہا: یونس نے مجھ سے بیان کیا۔ اُنہوں نے ابن شہاب سے روایت کی کہ ابوادریس خولانی نے مجھے خبر دی کہ اُنہوں نے حضرت

لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسٍ تُبَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ.

عبادہ بن صامتؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا اور ہم اس وقت مجلس میں تھے تم مجھ سے بیعت کرو کہ کسی چیز کو بھی تم اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ گے اور نہ تم چوری کرو گے اور نہ زنا کرو گے اور نہ ہی اپنی اولاد کو قتل کرو گے اور نہ کوئی تم ایسا بہتان باندھو گے جسے تم دیکھتے بھالتے اپنے سامنے اپنے ہاتھوں سے گھڑتے ہو اور معروف بات میں تم نافرمانی نہیں کرو گے۔ سو جس نے تم میں سے اس عہد کو پورا کیا اس کا اجر اللہ کے ذمے ہوگا اور جس نے ان باتوں میں سے کوئی بات کی اور دنیا میں اس کو سزا دے دی گئی تو وہ سزا اس کے لئے کفارہ ہوگئی اور جس نے ان باتوں میں سے کوئی بات کی اور اللہ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ اگر وہ چاہے تو اس کو سزا دے چاہے تو معاف کر دے چنانچہ انہی باتوں پر ہم نے آپؐ سے بیعت کی۔

أطرافه: ١٨، ٣٨٩٢، ٣٨٩٣، ٣٩٩٩، ٤٨٩٤، ٦٧٨٤، ٦٨٠١، ٦٨٧٣، ٧٠٥٥، ٧١٩٩، ٧٤٦٨۔

٧٢١٤: حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ النِّسَاءَ بِالْكَلَامِ

۷۲۱۴: محمود (بن غیلان) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زہری سے، زہری نے عروہ سے، اُنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ فرماتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے

بِهَـٰذِهِ الْآيَـةِ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا (الممتحنة: ۱۳) قَالَتْ وَمَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ إِلَّا امْرَأَةً يَمْلِكُهَا.

اس آیت کے مطابق یعنی اس شرط پر کہ وہ اللہ کا شریک کسی کو قرار نہیں دیں گی۔ زبانی بیعت لیا کرتے تھے۔ آپ بیان کرتی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ کو کبھی نہیں چھوا سوائے اس عورت کے جس کے آپؐ مالک ہوتے تھے۔

أطرافه: ۲۷۱۳، ۲۷۳۳، ٤١٨٢، ٤٨٩١، ٥٢٨٨-

۷۲۱۵: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْنَا لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا (الممتحنة: ۱۳) وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ مِنَّا يَدَهَا فَقَالَتْ فُلَانَةُ أَسْعَدَتْنِي وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَجْزِيَهَا فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ فَمَا وَفَتْ امْرَأَةٌ إِلَّا أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ امْرَأَةُ مُعَاذٍ أَوِ ابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ.

۷۲۱۵: ہم سے مسدد نے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ایوب سے، ایوب نے حفصہ سے، حفصہ نے حضرت اُم عطیہؓ سے روایت کی۔ آپ بیان کرتی ہیں: ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تو آپؐ نے ہمارے سامنے یہ آیت پڑھی یعنی اس شرط پر کہ وہ اللہ کا شریک کسی کو قرار نہیں دیں گی۔ اور ہمیں بین کرنے سے روکا۔ (یہ سن کر) ہم میں سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ کھینچ کر سکیڑ لیا اور بولیں فلاں عورت نے میری مدد کی تھی اور میں چاہتی ہوں کہ اس کا بدلہ ادا کروں۔ آپؐ نے کچھ نہیں فرمایا۔ وہ گئی اور پھر لوٹ آئی۔ کسی عورت نے بھی وفا نہ کی مگر اُم سلیمؓ اور اُم علاءؓ اور ابو بسرہؓ کی بیٹی نے جو معاذؓ کی بیوی تھیں۔ یا کہا: ابو سبرہؓ کی بیٹی اور معاذؓ کی بیوی نے۔

أطرافه: ۱۳۰٦، ٤٨٩٢-

تشریح: بَيْعَةُ النِّسَاءِ: عورتوں سے بیعت لینا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ۔ (الممتحنہ:۱۳) جب مؤمن عورتیں تیرے پاس تجھ سے بیعت

کرنے آئیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ امام وقت کی بیعت کرنا عورتوں کے لئے بھی ضروری ہے۔ مگر عورتوں کی بیعت مردوں کی طرح نہیں ہوتی۔ امام وقت عورتوں کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت نہیں لیتے بلکہ زبانی اقرار کی صورت میں وہ امام کے پیچھے بیعت کے الفاظ کو دوہراتی ہیں۔ بعض شارحین کے نزدیک اگر امام وقت کسی محرم کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھیں اور باقی عورتیں اس پر اپنا ہاتھ رکھیں تو یوں اس جسمانی تعلق سے اُن روحانی لہروں کو جذب کرنے کا طریق اختیار کیا جا سکتا ہے جیسا کہ مردوں کی بیعت میں ہوتا ہے۔ وگرنہ عورتوں کی بیعت زبانی ہی ہوگی اور کسی نامحرم کا ہاتھ چھونا منع ہے۔ جن باتوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت عورتوں سے بیعت لی وہ آج بھی عورتوں کے لئے اتنی ہی اہم ہیں۔ مثلاً شرک سے اجتناب، جزع فزع اور نوحہ و بین وغیرہ سے روکنا اسی زمرے میں آتا ہے۔ اسلام نے آنکھ کے آنسو اور دل کے غم کو منع نہیں کیا۔ مگر سینہ کوبی کرنا، جاہلیت کے بین کرنا اور نوحہ خوانی کرنا منع ہے۔ اور تربیت کا یہ پہلو آج بھی بشدت محسوس ہوتا ہے۔ آج جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ کے زیر سایہ ان بدرسوم کے خلاف جہاد کا علم اُٹھائے ہوئے ہے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا تھا:

"ہمارے معاشرے میں خاص طور پر اور دنیا کے مسلمانوں میں عام طور پر بیسیوں، سینکڑوں شاید ہزاروں بدرسمیں داخل ہو چکی ہیں۔ احمدی گھرانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ تمام بدرسوم کو جڑ سے اکھیڑ کے اپنے گھروں سے باہر پھینک دیں۔"

(خطبات ناصر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ جون ۱۹۶۷ء، جلد اول صفحہ ۷۵۸)

مزید فرمایا:

"ہر گھرانے کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں ہر گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر اور ہر گھرانہ کو مخاطب کر کے بدرسوم کے خلاف جہاد کا اعلان کرتا ہوں اور جو احمدی گھرانہ بھی آج کے بعد ان چیزوں سے پرہیز نہیں کرے گا اور ہماری اصلاحی کوشش کے باوجود اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوگا وہ یہ یاد رکھے کہ خدا اور اس کے رسول اور اس کی جماعت کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے۔ وہ اس طرح جماعت سے نکال کے باہر پھینک دیا جائے گا جس طرح دودھ سے مکھی۔...

پس آج میں اس مختصر سے خطبہ میں ہر احمدی کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اور جماعت احمدیہ میں اس پاکیزگی کو قائم کرنے کے لیے جس پاکیزگی کے قیام کیلئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا کی طرف مبعوث ہوئے تھے ہر بدعت اور بدرسم کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا ہے اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ آپ سب میرے ساتھ اس جہاد میں شریک ہوں گے۔"

(خطبات ناصر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ جون ۱۹۶۷ء، جلد اول، صفحہ ۷۶۲، ۷۶۳)

بَاب ۵۰: مَنْ نَكَثَ بَيْعَةً

جس نے بیعت کو توڑ دیا

وَقَوْلُهُ تَعَالَى اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا○ (الفتح: ۱۱)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اوپر ہوتا ہے۔ پھر جس نے عہد توڑا تو وہ اپنے ہی نقصان کے لئے عہد توڑتا ہے اور جس نے اس عہد کو پورا کیا جو اس نے اللہ سے کیا ہے تو وہ عنقریب اس کو بہت بڑا اجر دے گا۔

۷۲۱۶: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَايِعْنِي عَلَى الْإِسْلَامِ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ ثُمَّ جَاءَ الْغَدَ مَحْمُومًا فَقَالَ أَقِلْنِي فَأَبَى فَلَمَّا وَلَّى قَالَ الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طِيبَهَا.[۱]

۷۲۱۶: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے محمد بن منکدر سے روایت کی۔ میں نے حضرت جابرؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: ایک بدوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: اسلام پر قائم رہنے کی بیعت مجھ سے لے لیں۔ چنانچہ آپؐ نے اس سے اسلام پر رہنے کی بیعت لی۔ پھر وہ دوسرے دن بخار میں مبتلا ہو کر آیا اور کہنے لگا: میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آپؐ نے انکار کر دیا۔ جب اس نے پیٹھ پھیری آپؐ نے فرمایا: مدینہ بھٹی کی طرح ہے وہ اپنی میل باہر پھینک دیتا ہے اور اس کی صاف چیز خالص ہو جاتی ہے۔

أطرافه: ۱۸۸۳، ۷۲۰۹، ۷۲۱۱، ۷۳۲۲۔

تشریح: مَنْ نَكَثَ بَيْعَةً: جس نے بیعت کو توڑ دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”یعنی جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ

[۱] بعض نسخوں میں اس جگہ الفاظ وَيَنْصَعُ طِيِّبُهَا ہے (صحیح البخاری مطبوعہ مکتبۃ الرشد صفحہ ۹۹۳) ترجمہ اسکے مطابق ہے۔

ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ واضح ہو کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کیا کرتے تھے اور مردوں کے لئے یہی طریق بیعت کا ہے سو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے بطریق مجاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو اپنی ذات اقدس ہی قرار دے دیا اور ان کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ یہ کلمہ مقام جمع میں ہے جو بوجہ نہایت قرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بولا گیا ہے۔" (سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد ۲ حاشیہ صفحہ ۲۷۶،۲۷۵)

بَاب ۵۱: اَلِاسْتِخْلَافُ

خلیفہ مقرر کرنا

۷۲۱۷: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَارَأْسَاهْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرُ لَكِ وَأَدْعُو لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَا ثُكْلِيَاهْ وَاللهِ إِنِّي لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِي وَلَوْ كَانَ ذَلِكَ لَظَلَلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهْ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ فَأَعْهَدَ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى

۷۲۱۷: یحيٰ بن یحيٰ نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن بلال نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے یحيٰ بن سعید سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: میں نے قاسم بن محمد سے سنا۔ اُنہوں نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: ہائے میرا سر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ایسا ہوا اور میں زندہ رہا تو میں تمہارے لئے مغفرت طلب کروں گا اور تمہارے لئے دعا کروں گا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا۔ ہائے مصیبت اللہ کی قسم میں تو سمجھتی ہوں کہ آپؐ میری موت کی خواہش کرتے ہیں اگر ایسا ہوا تو اسی دن شام کو اپنی کسی بیوی کے ساتھ شادی منانے لگ جائیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ ہائے میرا سر۔ میں نے یہ قصد کیا ہی تھا یا فرمایا: میں نے یہ ارادہ کیا ہی تھا کہ ابو بکرؓ اور ان کے بیٹے کو بلا بھیجوں اور وصیت کر دوں

الْمُتَمَنُّونَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَدْفَعُ اللهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ.

اس خیال سے کہ باتیں کرنے والے باتیں نہ کریں یا آرزو کرنے والے آرزو نہ کریں۔ پھر میں نے سوچا: اللہ ایسا نہیں ہونے دے گا اور مؤمن بھی اس بات کو ردّ کر دیں گے۔ یا فرمایا: اللہ رد کر دے گا اور مؤمن نہیں مانیں گے۔

طرفه: ٥٦٦٦۔

٧٢١٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قِيلَ لِعُمَرَ أَلَا تَسْتَخْلِفُ؟ قَالَ إِنْ أَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي أَبُو بَكْرٍ وَإِنْ أَتْرُكْ فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ رَاغِبٌ وَ رَاهِبٌ وَدِدْتُ أَنِّي نَجَوْتُ مِنْهَا كَفَافًا لَا لِيَ وَلَا عَلَيَّ لَا أَتَحَمَّلُهَا حَيًّا وَ مَيِّتًا.

۷۲۱۸: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، اُن کے باپ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا حضرت عمرؓ سے کہا گیا۔ آپؓ خلیفہ نہیں مقرر کر دیتے؟ اُنہوں نے کہا: اگر میں خلیفہ مقرر کر جاؤں تو وہ شخص جو مجھ سے بہتر ہے اس نے بھی خلیفہ مقرر کر دیا تھا یعنی حضرت ابو بکرؓ نے؟ اور اگر میں رہنے دوں تو اس نے بھی رہنے دیا تھا جو مجھ سے بہتر ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ یہ سن کر وہ لوگ تعریف کرنے لگے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اُمید بھی رکھتا ہوں اور ڈرتا بھی ہوں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کاش میں اس محاسبہ سے نجات پا کر نکلوں۔ برابر برابر ہو نہ مجھے ثواب ملے اور نہ مجھ پر وبال ہو میں تو اس حساب کو زندگی میں بھی اور مر کر بھی برداشت نہیں کرتا۔

٧٢١٩: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

۷۲۱۹: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے

أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الْآخِرَةَ حِينَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذَلِكَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهَّدَ وَأَبُو بَكْرٍ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ قَالَ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَعِيشَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَدْبُرَنَا يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يَكُونَ آخِرَهُمْ فَإِنْ يَكُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى قَدْ جَعَلَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ نُورًا تَهْتَدُونَ بِهِ بِمَا هَدَى اللهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَانِيَ اثْنَيْنِ فَإِنَّهُ أَوْلَى النَّاسِ[1] بِأُمُورِكُمْ فَقُومُوا فَبَايِعُوهُ وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ قَدْ بَايَعُوهُ قَبْلَ ذَلِكَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمِنْبَرِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ لِأَبِي بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ اصْعَدِ الْمِنْبَرَ فَلَمْ

معمر سے، معمر نے زہری سے روایت کی کہ مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کا دوسرا خطبہ سنا جب وہ منبر پر بیٹھے تھے اور یہ جس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس سے دوسرے دن اُنہوں نے تشہد پڑھا اور حضرت ابو بکرؓ خاموش رہے بولے نہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں اُمید کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہیں گے اور وہ ہمارے بعد جائیں گے۔ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ آپؐ سب سے آخر فوت ہوں گے۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان ایک نور رکھا ہے جس کے ذریعہ سے تم راہ راست پر چلتے رہو گے۔ جس کے ذریعہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی کی اور حضرت ابو بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق ثانی اثنین ہیں کیونکہ وہی مسلمانوں میں سے تمہارے معاملات کے سرپرست ہونے کے زیادہ لائق ہیں۔ اُٹھو اُن سے بیعت کرو اور اُنہی میں سے ایک گروہ اس سے پہلے بنو ساعدہ کے منڈوے میں آپؓ کی بیعت کر چکا تھا اور لوگوں کی عمومی بیعت منبر پر ہوئی۔ زہری نے حضرت انس بن مالکؓ سے نقل کیا کہ میں نے اس دن حضرت عمرؓ کو حضرت

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں الْمُسْلِمِينَ ہے (فتح الباری جزء ۱۳ حاشیہ صفحہ ۲۵۴) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

يَـزَلْ بِـهِ حَتَّى صَـعِدَ الْمِنْبَـرَ فَبَايَعَـهُ النَّاسُ عَامَّةً.

طرفه: ٧٢٦٩-

ابو بکرؓ سے یہ کہتے سنا منبر پر چڑھیں اور وہ کہتے چلے گئے جب تک کہ آپؓ منبر پر نہیں چڑھے اور تمام لوگوں نے آپؓ سے بیعت کی۔

٧٢٢٠: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ امْـرَأَةٌ فَكَلَّمَتْـهُ فِـي شَـيْءٍ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْـتَ إِنْ جِئْـتُ وَلَـمْ أَجِـدْكَ كَأَنَّهَـا تُرِيـدُ الْمَـوْتَ قَـالَ إِنْ لَـمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ.

أطرافه: ٣٦٥٩، ٧٣٦٠-

٧٢٢٠: عبد العزیز بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے محمد بن جبیر بن مطعم سے، ابن جبیر نے اپنے باپ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے آپؐ سے کسی بات کے متعلق گفتگو کی۔ آپؐ نے اس سے فرمایا کہ آپؐ کے پاس پھر آئے۔ وہ کہنے لگی: یا رسول اللہ! بھلا بتائیں اگر میں آؤں اور آپؐ کو نہ پاؤں جیسے اس کی مراد موت سے تھی۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابو بکرؓ کے پاس آؤ۔

٧٢٢١: حَـدَّثَنَا مُسَـدَّدٌ حَـدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لِوَفْدِ بُزَاخَةَ تَتْبَعُونَ أَذْنَابَ الْإِبِلِ حَتَّى يُرِيَ اللهُ خَلِيفَـةَ نَبِيِّـهِ صَـلَّى اللهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ وَالْمُهَاجِرِينَ أَمْرًا يَعْذِرُونَكُمْ بِهِ.

٧٢٢١: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے سفیان (ثوری) سے روایت کی کہ قیس بن مسلم نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے طارق بن شہاب سے، طارق نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے بُزاخہ کے نمائندوں سے کہا: تم اونٹوں کی دُموں کے پیچھے پیچھے رہو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور مہاجرین کو کوئی ایسی بات دکھادے جس کی وجہ سے وہ تمہیں معذور سمجھیں۔

باب

۷۲۲۲، ۷۲۲۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَكُونُ اثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا فَقَالَ كَلِمَةً لَمْ أَسْمَعْهَا فَقَالَ أَبِي إِنَّهُ قَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ.

۷۲۲۲-۷۲۲۳: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ غندر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے عبدالملک سے روایت کی کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بارہ امیر ہوں گے۔ پھر آپؐ نے ایک بات فرمائی جو میں نے نہیں سنی تو میرے باپ نے کہا آپؐ نے فرمایا: وہ سبھی قریش سے ہوں گے۔

تشریح: **اَلِاسْتِخْلَافُ:** خلیفہ مقرر کرنا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے اگر بندوں پر اس کو چھوڑا جاتا تو جو بھی بندوں کی نگاہ میں افضل ہوتا اسے ہی وہ اپنا خلیفہ بنا لیتے۔ لیکن خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں۔ وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے جس کے متعلق دنیا سمجھتی ہے کہ اسے کوئی علم حاصل نہیں، کوئی روحانیت، اور بزرگی اور طہارت اور تقویٰ حاصل نہیں۔ اسے وہ بہت کمزور جانتے ہیں اور بہت حقیر سمجھتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اس کو چُن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے اور جو کچھ وہ تھا اور جو کچھ اس کا تھا اس میں سے وہ کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے سامنے کلی طور پر فنا اور نیستی کا لبادہ وہ پہن لیتا ہے اور اس کا وجود دنیا سے غائب ہو جاتا ہے اور خدا کی قدرتوں میں وہ چھپ جاتا ہے تب اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے اور جو اس کے مخالف ہوتے ہیں انہیں کہتا ہے کہ مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے، یہ بندہ بے شک نحیف، کم علم، کمزور، کم طاقت اور تمہاری نگاہ میں طہارت اور تقویٰ سے عاری ہے لیکن اب یہ میری پناہ میں آ گیا ہے اب تمہیں بہر حال اس کے سامنے جھکنا پڑے گا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ انتخاب خلافت کے وقت اسی کی منشاء پوری ہوتی ہے اور بندوں کی عقلیں کوئی کام نہیں دیتیں۔“

(خطبات ناصر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ نومبر ۱۹۶۶ء، جلد اول صفحہ ۵۰۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ

”خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین صاحب اپنی خلافت کے زمانہ میں چھ سال متواتر اس مسئلہ پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے نہ انسان اور درحقیقت قرآن شریف کو غور سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ بھی خلافت کی نسبت انسانوں کی طرف نہیں کی گئی بلکہ ہر قسم کے خلفاء کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ انہیں ہم بناتے ہیں۔“ (کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے، انوار العلوم جلد ۲ صفحہ ۱۱)

نیز فرمایا:

”نادان کہتا ہے کہ خلیفہ خدا نہیں بناتا بلکہ اسے لوگ چنتے ہیں لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ نے آیت استخلاف میں کتنا بڑا فلسفہ بیان کیا ہے۔ ساری تاریخ دیکھ لو۔ تمہیں یہی نمونہ ملے گا کہ وہی قومیں زندہ رہتی ہیں جو لیڈر پیدا کرتی ہیں۔ تمہیں ایک تیمور مل جائے گا، تمہیں ایک نپولین مل جائے گا، تمہیں ایک ہٹلر مل جائے گا لیکن تیموروں، ہٹلروں اور نپولینوں کا سلسلہ اسی جگہ ملے گا جہاں قوم میں زندگی پائی جاتی ہو۔ انگلینڈ کے مدبر کہاں سے گرتے ہیں؟ امریکہ کا پریذیڈنٹ سائنس کے کون سے عمل خانہ میں بنایا جاتا ہے؟ وہ معمولی آدمیوں میں سے ہی ایک آدمی ہوتا ہے لیکن وہ جانتا ہے کہ اس کے پیچھے قوم کی روح کھڑی ہے۔ قوم پریذیڈنٹ کا آئینہ بن جاتی ہے اور پریذیڈنٹ قوم کا آئینہ بن جاتا ہے۔ قرآن کریم نے اس گُر کو بیان کیا ہے کہ خلیفہ تم چنو لیکن وہ ہمارا نمائندہ ہو گا۔“

(خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۲۷۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”سارا عالم اسلام مل کر زور لگا لے اور خلیفہ بنا کر دکھادے وہ نہیں بنا سکتا کیونکہ خلافت کا تعلق خدا کی پسند سے ہے اور خدا کی پسند اس شخص پر خود انگلی رکھتی ہے جسے وہ صاحب تقویٰ سمجھتا ہے۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲/اپریل ۱۹۹۳ء، خطبات طاہر جلد ۱۲ صفحہ ۲۵۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یوم خلافت کے حوالے سے جماعت احمدیہ راولپنڈی کے نام پیغام میں فرمایا:

”ہمارا یہ ایمان ہے کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ خود بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں ہوتا۔ جسے خدا یہ کرتا پہنائے گا کوئی نہیں جو اس کرتے کو اس سے اتار سکے یا چھین سکے۔ وہ

اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے جسے لوگ بعض اوقات حقیر بھی سمجھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک ایسا جلوہ فرماتا ہے کہ اس کا وجود دنیا سے غائب ہو کر خدا تعالیٰ کی قدرتوں میں چھپ جاتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھالیتا ہے اور اپنی تائید و نصرت ہر حال میں اس کے شامل حال رکھتا ہے اور اس کے دل میں اپنی جماعت کا درد اس طرح پیدا فرما دیتا ہے کہ وہ اس درد کو اپنے درد سے زیادہ محسوس کرنے لگتا ہے اور یوں جماعت کا ہر فرد یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ اس کا درد رکھنے والا، اس کے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا اس کا ہمدرد ایک وجود موجود ہے۔"

(روزنامہ الفضل ۳۰ر مئی ۲۰۰۳ء صفحہ ۲)

كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ: وہ سبھی قریش سے ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"تعجب کہ یہ علماء یضع الحرب کے کلمہ کو کیوں نہیں سوچتے اور حدیث الائمۃ من قریش کو کیوں نہیں پڑھتے پس جب کہ ظاہری سلطنت اور خلافت اور امامت بجز قریش کے کسی کیلئے رواہی نہیں تو پھر مسیح موعود جو قریش میں سے نہیں ہے۔ کیونکر ظاہری خلیفہ ہو سکتا ہے اور یہ کہنا کہ وہ مہدی سے بیعت کرے گا اور اس کا تابع ہو گا اور نوکروں کی طرح اس کے کہنے سے تلوار اٹھائے گا عجب بے ہودہ باتیں ہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۷۰، ۲۷۱)

پھر فرمایا:

"لا یزال الاسلام عزیزًا الی اثنا عشر خلیفة کلھم من قریش۔ یعنی بارہ خلیفوں کے ہوتے تک اسلام خوب قوت اور زور میں رہے گا مگر تیرھواں خلیفہ جو مسیح موعود ہے اُس وقت آئے گا جبکہ اسلام غلبۂ صلیب اور غلبہ دجالیت سے کمزور ہو جائے گا اور وہ بارہ خلیفے جو غلبۂ اسلام کے وقت آتے رہیں گے وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم میں سے ہوں گے۔ مگر مسیح موعود جو اسلام کے ضعف کے وقت آئے گا وہ قریش کی قوم میں سے نہیں ہو گا کیونکہ ضرور تھا کہ جیسا کہ موسوی سلسلہ کا خاتم الانبیاء اپنے باپ کے رو سے حضرت موسیٰ کی قوم میں سے نہیں ہے ایسا ہی محمدی سلسلہ کا خاتم الاولیاء قریش میں سے نہ ہو۔ (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۲۵، ۱۲۶)

نیز آپؑ نے فرمایا:

"الفاظ حدیث یہ ہیں: عن جابر بن سمرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يزال الاسلام عزيزا الى اثنىٰ عشر خليفة كلهم من قريش متفق عليه مشكوٰة

شریف باب مناقب قریش۔ یعنی اسلام باراں خلیفوں کے ظہور تک غالب رہے گا اور وہ تمام خلیفے قریش میں سے ہوں گے۔ اس جگہ یہ دعویٰ نہیں ہو سکتا کہ مسیح موعود بھی انہی باراں میں داخل ہے کیونکہ متفق علیہ یہ امر ہے کہ مسیح موعود اسلام کی قوت کے وقت نہیں آئے گا بلکہ اس وقت آئے گا جبکہ زمین پر نصرانیت کا غلبہ ہو گا جیسا کہ یکسر الصلیب کے فقرہ سے مستنبط ہوتا ہے۔ پس ضرور ہے کہ مسیح کے ظہور سے پہلے اسلام کی قوت جاتی رہے اور مسلمانوں کی حالت پر ضعف طاری ہو جائے اور اکثر ان کے دوسری طاقتوں کے نیچے اسی طرح محکوم ہوں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کے وقت یہودیوں کی حالت ہو رہی تھی۔ چونکہ حدیثوں میں مسیح موعود کا خاص طور پر تذکرہ تھا اس لئے باراں خلیفوں سے اس کو الگ رکھا گیا کیونکہ مقدر ہے کہ وہ نزول شدائد و مصائب کے بعد آوے اور اس وقت آوے جبکہ اسلام کی حالت میں ایک صریح انقلاب پیدا ہو جائے اور اِسی طرز سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے تھے یعنی ایسے وقت میں جبکہ یہودیوں میں ایک صریح زوال کی علامت پیدا ہو گئی تھی پس اس طریق سے حضرت موسیٰ کے خلیفے بھی تیرہ ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفے بھی تیرہ اور جیسا کہ حضرت موسیٰ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام چودھویں جگہ تھے ایسا ہی ضرور تھا کہ اسلام کا مسیح موعود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چودھویں جگہ پر ہو اِسی مشابہت سے مسیح موعود کا چودھویں صدی میں ظاہر ہونا ضروری تھا۔"

(تحفہ گولڑویّہ، روحانی خزائن جلد۱۷ حاشیہ صفحہ ۱۲۵)

بَاب ٥٢: إِخْرَاجُ الْخُصُومِ وَأَهْلِ الرِّيَبِ مِنَ الْبُيُوتِ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ

جھگڑالوؤں اور مشکوک آدمیوں کو معلوم ہونے کے بعد گھروں سے نکلوا دینا

وَقَدْ أَخْرَجَ عُمَرُ أُخْتَ أَبِي بَكْرٍ حِينَ نَاحَتْ.

اور حضرت عمرؓ نے بھی حضرت ابوبکرؓ کی بہن کو جب اس نے بین کیا نکلوا دیا۔

٧٢٢٤: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

۷۲۲۴: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ اُنہوں نے ابو زناد سے۔ اُنہوں نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ يُحْتَطَبُ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِينًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ يُونُسُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ مِرْمَاةٌ مَا بَيْنَ ظِلْفِ الشَّاةِ مِنَ اللَّحْمِ مِثْلُ مِنْسَاةٍ وَمِيضَاةٍ الْمِيمُ مَخْفُوضَةٌ.

نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے یہ ارادہ کیا کہ لکڑیوں کے متعلق حکم دوں کہ اکٹھی کی جائیں۔ پھر نماز کے متعلق کہوں کہ اس کے لئے اذان دی جاوے۔ پھر کسی آدمی سے کہوں کہ لوگوں کے آگے ہو کر نماز پڑھائے۔ پھر میں پیچھے سے کچھ آدمیوں کی طرف جاؤں اور ان کے گھروں کو ان کے سمیت جلا دوں اور اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کسی کو یہ معلوم ہو کہ گوشت کی موٹی ہڈی یا دو کُھر ملیں گے تو وہ عشاء کی نماز میں ضرور آئے۔ محمد بن یوسف نے کہا کہ یونس نے کہا محمد بن سلیمان نے بتایا کہ ابوعبداللہ نے کہا کہ مِرْمَاة وہ گوشت ہے جو بکرے کے کُھروں میں ہوتا ہے بروزن مِنْسَاةٍ اور مِیضَاةٍ میم کے نیچے زیر ہے۔

أطرافه: ٦٤٤، ٦٥٧، ٢٤٢٠۔

تشریح: إِخْرَاجُ الْخُصُومِ وَأَهْلِ الرِّيَبِ مِنَ الْبُيُوتِ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ: جھگڑالوؤں اور مشکوک آدمیوں کو معلوم ہونے کے بعد گھروں سے نکلوا دینا۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

”عنوان باب میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بہن کے نوحہ کرنے پر اُن پر اظہار ناراضگی کا واقعہ طبقات ابن سعد میں بروایت سعید بن مسیب منقول ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کی وفات پر ان کے گھر میں رشتہ دار عورتیں جمع ہو گئیں اور نوحہ کرنا شروع کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے انہیں اس سے روکا۔ وہ نہ رُکیں آخر انہوں نے ہشام بن ولید سے کہا کہ انکو گھر سے نکال دیا جائے۔ اسحاق بن راہویہؒ کی مسند میں بھی یہی روایت منقول ہے۔ اس میں ذکر ہے کہ انہوں نے درّہ لے کر ایک ایک کر کے سب کو نکال دیا۔ (فتح الباری جزء۵ صفحہ ۹۳- عمدۃ القاری جزء۱۲ صفحہ ۲۵۹، ۲۶۰)

(ترجمہ وشرح صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۴۱۹)

آپ مزید فرماتے ہیں:

"جو لوگ احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتے ہیں اُس کا علم ہونے کے بعد اُن کی اصلاح کے بارے میں تساہل سے کام لینا درست نہیں ورنہ بدی کی بیخ کنی نہ ہو گی بلکہ اُس کی جڑ مضبوط ہو کر اُس کی شاخیں پھیلیں گی اور قوم کو تباہ کر دے گی۔ مندرجہ بالا روایت میں باجماعت نماز میں شریک نہ ہونے والوں کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے متعلق سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اس واقعہ سے عام دستور العمل کا استدلال کیا گیا ہے کہ تنازعات کے استیصال میں بھی اِسی قسم کے شعورِ اِحساس سے کام لینا چاہیے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران: ۱۱۱) کہ جماعت مسلمہ کے فرائض میں سے ہے کہ اس کا ہر فرد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو سرانجام دے۔" (شرح صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۴۱۹)

نیز فرمایا:

"باجماعت نماز کی فرضیت عین ہی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر باجماعت نماز پڑھنا ہی فرض کفایہ ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو سراسر رحمت تھے اور اعمال میں ہمیشہ سہولت پسند فرماتے تھے باجماعت نماز میں شریک نہ ہونے والوں پر اتنی ناراضگی کا اظہار نہ فرماتے۔"

(ترجمہ و شرح صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۴۴)

بَاب ٥٣: هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَمْنَعَ الْمُجْرِمِينَ وَأَهْلَ الْمَعْصِيَةِ مِنَ الْكَلَامِ مَعَهُ وَالزِّيَارَةِ وَنَحْوِهِ

کیا امام کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ مجرموں اور نافرمانوں کو اپنے ساتھ بات کرنے اور اپنے ساتھ ملاقات وغیرہ کرنے سے منع کر دے

٧٢٢٥: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبِ

۷۲۲۵: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت کی کہ عبداللہ بن کعب بن مالک نے کہا اور حضرت

مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَذَكَرَ حَدِيثَهُ وَنَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا فَلَبِثْنَا عَلَى ذَلِكَ خَمْسِينَ لَيْلَةً وَآذَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللهِ عَلَيْنَا.

کعبؓ کو جبکہ وہ نابینا ہو گئے تھے اُن کے بیٹوں میں سے یہی ان کو پکڑ کر لے جایا کرتے تھے کہ میں نے حضرت کعب بن مالکؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ جب وہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے۔ اُنہوں نے اپنا سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہمارے ساتھ کلام کرنے سے روک دیا اور ہم پچاس راتیں اسی حالت میں رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کہ اللہ نے ہم پر رحم کر دیا ہے۔

أطرافه: ۲۷۵۷، ۲۹۴۷، ۲۹۴۸، ۲۹۴۹، ۲۹۵۰، ۳۰۸۸، ۳۵۵۶، ۳۸۸۹، ۳۹۵۱، ۴۴۱۸، ۴۶۷۳، ۴۶۷۶، ۴۶۷۷، ۴۶۷۸، ۶۲۵۵، ۶۶۹۰۔

تشریح: **هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَّمْنَعَ الْمُجْرِمِينَ وَأَهْلَ الْمَعْصِيَةِ:** کیا امام کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ مجرموں اور نافرمانوں کو اپنے ساتھ بات کرنے اور اپنے ساتھ ملاقات وغیرہ کرنے سے منع کر دے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان سے کوئی غلطی یا قصور ہو جائے اور اس پر انہیں سزا دی جائے تو کہتے ہیں کہ ہم نے دین کی فلاں فلاں خدمت کی ہے مگر ہماری قدر نہیں کی گئی۔ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ کوئی کام کرنا الگ بات ہے اور کسی نقص پر سزا دینا یا محاسبہ کرنا یہ بالکل علیحدہ بات ہے۔ کعب بن مالکؓ کا واقعہ کیسا سبق آموز ہے۔ وہ تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، مکہ کی فتح میں بھی ساتھ تھے مگر غزوۂ تبوک میں سستی سے پیچھے رہ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسی سخت سزا دی کہ ان کے سلام کا جواب تک نہ دیتے تھے۔ تمام مسلمانوں کو کلام کرنے سے روک دیا حتیٰ کہ بیوی کو بھی الگ کر دیا۔ اسی حالت میں غسان کے بادشاہ کا ایلچی اُن کے پاس خط لایا جس میں لکھا تھا کہ تیرے صاحب نے تیری قدر نہیں کی تو میرے پاس آجا۔ اُنہوں نے یہ کہہ کر کہ یہ شیطان کا آخری حملہ ہے خط کو تنور میں ڈال دیا اور ایلچی کو کہا کہ اپنے بادشاہ کو یہ پیغام پہنچا دینا مگر آجکل کے لوگ ہیں کہ ان سے اگر

کچھ باز پُرس کی جائے تو وہ کہتے ہیں کہ ہماری خدمات کا لحاظ نہیں رکھا گیا، ہماری قدر نہیں کی گئی۔ یاد رکھنا چاہیے کہ انتظام الگ چیز ہے اور کام کرنا الگ چیز۔ اور انتظام قائم رکھنے کے لئے جو غلطی کرتا ہے اُس سے پوچھا جاتا ہے خواہ وہ کوئی ہو۔“

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ جولائی ۱۹۱۷ء، جلد پنجم صفحہ ۵۲۷)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مؤمن ابتلاء میں ثابت قدم رہتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا ایک عبرت انگریز واقعہ ہے آپؐ جنگ تبوک کیلئے نکلے بعض لوگ پیچھے رہ گئے۔ آپؐ ان پر ناراض ہوئے اور حکم دیا ان سے کوئی کلام نہ کرے اور کچھ دنوں کے بعد حکم دیا ان کی بیویاں بھی ان سے علیحدہ رہیں۔ خیال کیا جا سکتا ہے کہ یہ کتنی بڑی سرزنش تھی۔ ایک صحابی بیان کرتے ہیں: میں متواتر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتا اور آکر السلام علیکم کہتا اور خیال کرتا آپؐ بولیں گے تو نہیں مگر شاید منہ میں جواب دیں اس لئے میں آپؐ کے ہونٹوں کی طرف دیکھتا لیکن جب کوئی حرکت نہ ہوتی تو اُٹھ کر چلا جاتا اور دوبارہ آکر السلام علیکم کہتا اور پھر ہونٹوں کی طرف دیکھتا جب ہونٹوں میں حرکت نہ نظر آتی تو پھر باہر چلا جاتا اور پھر آتا اسی طرح آتا جاتا رہتا۔ ایک دفعہ میں اپنے بھائی کے ساتھ ہولیا جس سے مجھے اتنی محبت تھی کہ ہمیشہ ہم اکٹھا کھانا کھاتے تھے اس سے میں باتیں کرتا گیا مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے تنگ آکر کہا کہ تُو تو اچھی طرح جانتا ہے میں منافق نہیں ہوں محض غفلت کی وجہ سے پیچھے رہ گیا۔ اس نے آسمان کی طرف سر اُٹھا کر کہا: اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتا ہے۔ اس پر میں نے خیال کیا اِس سے زیادہ اور کیا ہو گا کہ اتنا عزیز بھائی بھی میری طرف توجہ نہیں کرتا۔ میں دل برداشتہ ہو کر بازار کی طرف چلا گیا راستے میں مجھے بعض لوگوں نے بتایا کہ ایک اجنبی تمہیں پوچھتا پھرتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص نے پوچھا کیا تم کعب بن مالکؓ ہو؟ وہ شخص غسّان کے فرمانروا کا ایلچی تھا جو سرحد پر سلطنت روما کے ماتحت ایک عیسائی ریاست تھی۔ اس نے مجھے ایک خط دیا جس میں لکھا تھا ہمیں معلوم ہے تم کتنے معزز آدمی ہو اور قوم میں تمہیں کس قدر رسوخ اور تصرّف حاصل ہے مگر خبر ملی ہے کہ محمدؐ نے تم سے ایسا بُرا سلوک کیا ہے جو ذلیل لوگوں سے بھی نہیں کیا جاتا اس کا ہمیں بہت افسوس ہے اگر تم ہمارے پاس آجاؤ تو ہم تمہارا مناسب اعزاز کریں گے۔ میں نے یہ خط پڑھ کر دل میں کہا یہ شیطان کا آخری حملہ ہے۔

خط لانے والے سے میں نے کہا آؤ اس کا جواب دوں۔ میں اسے ساتھ لے کر چلا۔ آگے ایک تنور جل رہا تھا میں نے خط اس میں پھینک کر کہا اپنے آقا سے جا کر کہہ دو کہ اس کے خط کا یہ جواب ہے۔ یہ کہہ کر میں گھر آ گیا چونکہ کوئی بات تو کرتا نہیں تھا اس لئے میں اب گھر میں ہی رہنے لگا۔ آخر ایک دن صبح کی نماز کا وقت تھا کہ میں نے سنا ایک شخص دُور پہاڑی سے آواز دے رہا ہے۔ کعب بن مالکؓ! مبارک ہو خدا اور اس کے رسولؐ نے تمہیں معاف کر دیا۔ کعب بن مالکؓ مالدار آدمی تھے اور جنگ سے بھی وہ اسی لئے رہ گئے تھے کہ انہوں نے سمجھا میرے پاس سواری ہے جب چلوں گا لشکر میں جا کر شامل ہو جاؤں گا مگر وہ اسی خیال میں رہ گئے۔ انہوں نے کہا میں چونکہ مال و دولت کی وجہ سے جہاد سے محروم رہا ہوں اس لئے اپنی ساری جائداد خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتا ہوں اور ایسی وفاداری سے اس عہد کو نبھایا کہ جس شخص نے سب سے پہلے آپ کو مبارک باد دی اسے بھی اپنے ایک دوست سے قرض لے کر تحفہ دیا۔ اپنے مال سے کچھ نہ دیا۔ کیونکہ وہ ان کے نزدیک ان کا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ہو چکا تھا تو مؤمن ابتلاء میں ترقی کرتا ہے لیکن منافق اور بھی گر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ابتلاء آتے ہیں وہ اس لئے آتے ہیں کہ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۔ جب کافر پر عذاب بھیجنے سے بھی خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ اس کی طرف لوٹے تو مؤمن پر ابتلاء اسے اپنے سے دُور کرنے کے لئے کس طرح ہو سکتا ہے۔ جو شخص دشمن کو بھی اس کے فائدہ کے لئے سزا دیتا ہے وہ دوست کو نقصان کے لئے کس طرح تکلیف دے سکتا ہے لیکن بعض نادان اپنے نفع و نقصان اور مفید و مُضِر میں امتیاز نہ کر سکنے کی وجہ سے سخت ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عذاب پہنچتا ہے اس کی غرض یہی ہوتی ہے کہ دلوں کو صاف کرے۔ اگر انسان اس سے سبق حاصل کرے تو وہی اس کے لئے برکت کا موجب ہو جاتا ہے اور اگر دُور جا پڑے تو اللہ غنی ہے اسے کسی کی پرواہ نہیں۔ اس لئے تم پر بھی جب کوئی مصیبت آئے تو اگر اپنے آپ کو منافق سمجھتے ہو جب بھی یہی خیال کرو کہ اس کی غرض لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ہے اور اگر اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کا دوست سمجھتے ہو تو یہ خیال کرو کہ جب کوئی ذلیل انسان بھی اپنے دوست کو نقصان نہیں پہنچاتا تو خدا تعالیٰ اپنے دوست کو کس طرح ضائع کر سکتا ہے پس یقین رکھو کہ وہ ابتلاء بھی تمہارے اعزاز کے لئے ہے تباہی کے لئے نہیں۔"

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ مارچ ۱۹۳۰ء، جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۴ تا ۳۱۶)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۹۴- کِتَابُ التَّمَنِّي

آرزو کرنے کا بیان

✿✿✿✿✿✿✿

علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ التَّمَنِّي لفظ أُمْنِيَّةٌ سے ہے، یعنی تمنا اور آرزو کرنا۔ یہ لفظ مستقبل کے ارادے سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر حسد سے مبرّا ہوتے ہوئے خیر اور بھلائی کے بارے میں ہو تو پسندیدہ ہے لیکن اگر ایسا نہ ہو تو قابلِ مذمت ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ الفاظ تَمَنِّي اور تَرَجِّي میں یہ فرق ہے کہ تَرَجِّي ایسی خواہش کو کہتے ہیں جس کا پورا ہونا ممکن ہو، جبکہ تَمَنِّي کا لفظ اس کی نسبت عمومیت رکھتا ہے۔ (یعنی ایسی خواہشات اور تمناؤں کے متعلق بھی استعمال ہوتا ہے جن کا پورا ہونا ممکن نہ ہو۔) امام راغبؒ کے نزدیک تَمَنِّي میں وُدّ یعنی محبت کا مفہوم بھی داخل ہے کیونکہ تمنا اُسی چیز کی ہوتی ہے جس کی چاہت اور محبت ہو۔

امام بخاریؒ اس کتاب میں بیس مرفوع احادیث لائے ہیں جن پر نو عناوین قائم کئے ہیں۔ ان ابواب اور ان کے ذیل احادیث میں امام بخاریؒ نے اچھی اور بُری ہر دو قسم کی تمناؤں کا ذکر کیا ہے اور کتاب کا آغاز اُس تمنا اور خواہش سے کیا ہے جو ہر مؤمن کی ہونی چاہیئے یعنی شہادت۔ شہادت انسان کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان، مال، عزت اور وقت سب کچھ قربان کرنے کا نام ہے اور چونکہ یہ سب خدا کی عطا ہے اس لئے اس کی یہ امانت اس کی راہ میں دینے کا موقع ملے تو اس سے بہتر کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

سب کچھ تیری عطا ہے   گھر سے تو کچھ نہ لائے

(درِّ ثمین)

اور بقول غالب

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی   حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

قوم کی ترقی اور قومی انقلاب کے عظیم مقصد کے حصول کے لئے افراد کی قربانیاں دی جائیں تو یہ سودا نہ انفرادی طور پر گھاٹے کا ہے نہ اجتماعی طور پر کیونکہ اس شجرہ طیبہ کی آبیاری خوں سینچے بغیر نہیں ہوتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

یہ عشق و وفا کے کھیت کبھی خوں سینچے بغیر نہ پنپیں گے   اس راہ میں جان کی کیا پروا جاتی ہے اگر تو جانے دو

(کلام محمود)

بَاب ١ : مَا جَاءَ فِي التَّمَنِّي وَمَنْ تَمَنَّى الشَّهَادَةَ

آرزو کرنے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہوئی ہیں اور جس شخص نے شہادت کی آرزو کی

٧٢٢٦: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنَّ رِجَالًا يَكْرَهُونَ أَنْ يَتَخَلَّفُوا بَعْدِي وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ مَا تَخَلَّفْتُ لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ.

۷۲۲۶: سعید بن عُفَیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے مجھے بتایا۔ عبد الرحمٰن بن خالد نے مجھ سے بیان کیا۔ عبد الرحمٰن نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابوسلمہ اور سعید بن مسیب سے روایت کی کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کچھ لوگ بُرا مناتے ہیں کہ میرے چلے جانے کے بعد وہ پیچھے رہ جائیں گے اور میں کوئی سواری بھی نہیں پاتا جس پر میں اُن کو سوار کروں تو میں کبھی پیچھے نہ رہوں۔ میری تو یہ خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں۔

أطرافُه: ٣٦، ٢٧٨٧، ٢٧٩٧، ٢٩٧٢، ٣١٢٣، ٧٢٢٧، ٧٤٥٧، ٧٤٦٣۔

٧٢٢٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ وَدِدْتُ أَنِّي أُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ

۷۲۲۷: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے ابوزناد سے، ابوزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے یہ خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتال کروں اور مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں اور مارا جاؤں، پھر

أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُولُهُنَّ ثَلَاثًا أَشْهَدُ بِاللّٰهِ.

زندہ کیا جاؤں اور مارا جاؤں۔ (راوی نے کہا:) میں اللہ کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں کہ حضرت ابوہریرہؓ ان کلمات کو تین بار کہتے تھے۔

أطرافه: ۳۶، ۲۷۸۷، ۲۷۹۷، ۲۹۷۲، ۳۱۲۳، ۷۲۲۶، ۷۴۵۷، ۷۴۶۳۔

تشریح: **مَا جَاءَ فِي التَّمَنِّي:** آرزو کرنے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں۔ امام بخاریؒ نے شہادت کی آرزو کے ذکر سے اس کتاب کا آغاز کر کے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ جان انسان کی سب سے قیمتی متاع ہے، اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کی تمنا اور آرزو کرنا ہی دنیا کی سب تمناؤں اور آرزوؤں میں سے قابلِ ستائش و تحسین ہے۔

سچی تمنا انسان کو اس راہ میں دلاور بنا دیتی ہے اور وہ اپنا تن من دھن قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ یہ تمنا جوں جوں پروان چڑھتی ہے اس میں موجزن جذبہ جامِ عشق کو پینے کے لئے بے تاب ہوتا ہے اور بقول غالب اس کی یہ حالت ہوتی ہے:

عاشقی صبر طلب اور تمنا بے تاب
دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہونے تک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

”جب صحابہؓ کو شہادت کی طرف بلایا جاتا تھا تو بڑے ذوق شوق کے ساتھ جاتے تھے لیکن کبھی یہ نہیں آپ نے دیکھا کہ کسی صحابی نے تلوار اُٹھانے میں دیر کر دی ہو اور دشمن کو موقع دیا ہو کہ پہلے وہ وار کر دے، کبھی آپ نے یہ نہیں سنا ہوگا کسی صحابی نے اپنی دفاعی شیلڈ اُٹھانے میں دیر کر دی ہو اور دشمن کو موقع دیا ہو کہ وہ اس پر کامیاب وار کر دے تاکہ وہ شہید ہو جائے۔ ان کی زندگیوں میں عجیب توازن تھا۔ شہادت کا شوق ایسا کہ دعائیں کرواتے تھے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ سے کہ دعا کریں کہ ہم شہید ہو جائیں ... اور لڑتے اس شدت کے ساتھ تھے اور اپنا دفاع ایسی کامیابی کے ساتھ کرتے تھے کہ نہیں شہید ہو سکتے تھے۔ یہ جو زندگی کی حیرت انگیز کیفیت ہے دنیا اِس سے ناواقف ہے، سوچ بھی نہیں سکتی۔ یہ صرف اہل ایمان ہی کا صرف کرشمہ ہے مگر آنحضور ﷺ اور آپؐ کے غلاموں نے اس کو خوب کھول کر ہمارے سامنے رکھ دیا ہے۔ یہ وہ بظاہر تضاد لیکن فی الحقیقت تضاد سے عاری چیز ہے۔ خلوص اور تقویٰ اور سچائی کے ساتھ ہم جو ایمان رکھتے ہیں بالکل اسی ایمان کو

جب عملی دنیا میں ڈھالا جاتا ہے تو اس قسم کے نظارے پیش آتے ہیں۔... اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے دفاع کے لئے اپنی کامیابی کے لئے جتنی صلاحیتیں بخشی ہیں وہ تمام کی تمام انتہائی جدوجہد اور کوشش کے ساتھ خدا کی راہ میں صَرف کر دی جائیں اور اس راہ میں اگر موت آئے تو اسے اپنی خوش نصیبی سمجھیں۔ موت کی دعا کریں مگر ان معنوں میں نہیں کہ ہماری غفلت سے ہم پر موت آئے۔......

جنگ اُحد میں یہ ایک عجیب واقعہ پیش آیا اور بار بار آیا کہ ایک صحابیؓ جو بہت ہی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ غیر معمولی جنگی صلاحیتیں رکھتے تھے وہ بار بار دشمن کی صف پر حملہ کرتے تھے اور اتنی کامیابی کے ساتھ حملہ کرتے تھے اور دفاع کرتے تھے کہ نرغے میں آجانے کے باوجود جب صحابہؓ سمجھتے تھے اب یہ واپس نہیں آسکے گا تو پھر وہ صفیں چیرتا ہوا واپس آجاتا تھا اور واپس آکر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور کہتا تھا: یارسول اللہ! میرے لئے دعا کریں میں شہید ہو جاؤں ابھی تک شہید نہیں ہوا۔ پھر وہ پلٹ کر حملہ کرتا تھا اور پھر اسی طرح دشمن کی صفیں چیرتا چلا جاتا تھا اور نرغے میں بظاہر پھنسنے کے بعد پھر جیسے اُفق سے سورج نکلتا ہے اس طرح وہ نمودار ہوتا تھا۔ پھر حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور کہتا تھا: یارسول اللہ! میں نے سب کچھ کر دیکھا ہے، خطرناک سے خطرناک جگہ پر بھی پہنچا ہوں مگر نہیں شہید ہو سکا۔ میرے لئے دعا کیجئے کہ میں شہید ہو جاؤں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ پھر جب وہ واپس آئے تو اتنی التجا تھی اُن کی اس درخواست میں، اس تمنا کے اظہار میں تو اُس وقت حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دعا کی: اے خدا! اس کو شہید کر دے۔ کہتے ہیں کہ وہ سورج پھر جب بادلوں کے پیچھے گیا ہے تو واپس نہیں لَوٹ کر دیکھا گیا۔ پھر وہ دوسرے روحانیت کے اُفق پر نمودار ہوا ہے ایک اور اُفق پر وہ اُبھرا ہے مگر نئی شان کے ساتھ اور نئی چمک کے ساتھ۔"

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۹، اگست ۱۹۸۵، جلد ۴ صفحہ ۶۸۳، ۶۸۴)

شہادت کے متعلق یہ امر سمجھنا بھی ضروری ہے کہ شہید کا رُتبہ پانا صرف جان دینا ہی نہیں بلکہ ایمان کے اعلیٰ معیار کا حصول اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"عام لوگوں نے شہید کے معنی صرف یہی سمجھ رکھے ہیں کہ جو شخص لڑائی میں مارا گیا یا

دریامیں ڈوب گیایاوباء میں مرگیاوغیرہ۔ مگر مَیں کہتاہوں کہ اسی پر اکتفاء کرنااور اسی حد تک اس کو محدود رکھنا مومن کی شان سے بعید ہے۔ شہید اصل میں وہ شخص ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ سے استقامت اور سکینت کی قوت پاتا ہے اور کوئی زلزلہ اور حادثہ اس کو متغیر نہیں کر سکتا۔ وہ مصیبتوں اور مشکلات میں سینہ سپر رہتا ہے یہاں تک کہ اگر محض خدا تعالیٰ کے لئے اس کو جان بھی دینی پڑے تو فوق العادت استقلال اُس کو ملتا ہے اور وہ بدُوں کسی قسم کا رنج یا حسرت محسوس کئے اپنا سر رکھ دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ بار بار مجھے زندگی ملے اور بار بار اس کو اللہ کی راہ میں دوں۔ ایک ایسی لذت اور سرور اُس کی رُوح میں ہوتا ہے کہ ہر تلوار جو اُس کے بدن پر پڑتی ہے اور ہر ضرب جو اُس کو پیس ڈالے، اُس کو پہنچتی ہے وہ اُس کو ایک نئی زندگی نئی مسرت اور تازگی عطا کرتی ہے۔ یہ ہیں شہید کے معنی۔ پھر یہ لفظ شہد سے بھی نکلا ہے۔ عبادتِ شاقہ جو لوگ برداشت کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں ہر ایک تلخی اور کدورت کو جھیلتے ہیں اور جھیلنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں، وہ شہد کی طرح ایک شیرینی اور حلاوت پاتے ہیں اور جیسے شہد فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ (النحل:۷۰) کا مصداق ہے یہ لوگ بھی ایک تریاق ہوتے ہیں۔ اُن کی صحبت میں آنے والے بہت سے امراض سے نجات پا جاتے ہیں۔

اور پھر شہید اُس درجہ اور مقام کا نام بھی ہے جہاں انساں اپنے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے یا کم از کم خدا کو دیکھتا ہوا یقین کرتا ہے۔ اس کا نام احسان بھی ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۷۶)

نیز فرمایا:

"مرتبۂ شہادت سے وہ مرتبہ مراد ہے جبکہ انسان اپنی قوتِ ایمان سے اِس قدر اپنے خدا اور روزِ جزا پر یقین کر لیتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھنے لگتا ہے۔ تب اس یقین کی برکت سے اعمال صالحہ کی مرارت اور تلخی دور ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کی ہر ایک قضاء و قدر بباعث موافقت کے شہد کی طرح دِل میں نازل ہوتی اور تمام صحن سینہ کو حلاوت سے بھر دیتی ہے اور ہر ایک اِیلام انعام کے رنگ میں دِکھائی دیتا ہے۔ سو شہید اُس شخص کو کہا جاتا ہے جو قوّتِ ایمانی کی وجہ سے خدا تعالیٰ

کامشاہدہ کرتاہو اور اُس کے تلخ قضاء وقدر سے شہد شیریں کی طرح لذّت اُٹھاتا ہے اور اِسی معنے کے رُو سے شہید کہلاتا ہے اور یہ مرتبہ کامل مومن کے لئے بطور نشان کے ہے۔" (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۴۲۰، ۴۲۱)

بَاب ۲: تَمَنِّي الْخَيْرِ

نیک کام کی آرزو کرنا

وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِي أُحُدٌ ذَهَبًا.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اگر اُحد میرے لئے سونا ہو جائے۔

۷۲۲۸: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَانَ عِنْدِي أُحُدٌ ذَهَبًا لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَّا يَأْتِيَ عَلَيَّ ثَلَاثٌ وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ لَيْسَ شَيْءٌ أَرْصُدُهُ فِي دَيْنٍ عَلَيَّ أَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهُ.

أطرافه: ۲۳۸۹، ٦٤٤٥۔

۷۲۲۸: اسحاق بن نصر نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے معمر سے، معمر نے ہمام سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اگر میرے پاس اُحد جتنا سونا ہو تو میں ضرور یہی پسند کروں کہ مجھ پر تین راتیں ایسی نہ آئیں کہ اس میں سے ایک اشرفی بھی میرے پاس ہو۔ میں اس شخص کو تلاش کروں جو یہ اشرفی بھی لے لے، قرض ادا کرنے کے لئے جو مجھ پر ہو کچھ میں رکھ چھوڑوں تو یہ ایسی بات نہیں۔

تشریح: تَمَنِّي الْخَيْرِ: نیک کام کی آرزو کرنا۔ امام راغبؒ بیان کرتے ہیں کہ ہر وہ چیز جو سب کے نزدیک مرغوب و مطلوب ہو "خیر" کہلاتی ہے، جیسے عقل، عدل، فضل... اس کا متضاد "شر" ہے۔... خیر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) خیر مطلق۔ یعنی وہ چیز جو سراسر خیر ہو، جس میں شر کا کچھ بھی حصہ نہ پایا جائے، جیسے جنت۔ (۲) خیر و شر سے مقید۔ یعنی وہ چیز جو کسی ایک کے لیے تو خیر ہو جبکہ کسی دوسرے کے لیے وہی چیز شر بن جائے، مثلاً مال و دولت۔ (المفردات فی غریب القرآن، خیر) فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ (البقرۃ:۱۴۹) کا الٰہی حکم ہمیں خیر میں آگے بڑھنے کی تمنا اور آرزو کی طرف راغب کرتا ہے۔

اَلْخَیْر کا ایک معنی مال بھی ہے۔(أقرب الموارد- خیر) قرآنِ کریم میں بھی لفظ خَیْر اِن معنوں میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنْ تَرَكَ خَيْرًا (البقرة:۱۸۱) یعنی اگر وہ (بطور ورثہ) کوئی مال چھوڑے۔ معنونہ حدیث میں انفاق فی سبیل کی آرزو اور خواہش کا ذکر لفظ خَیْرٌ کے انہی معانی کی طرف توجہ مبذول کروا رہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ (البقرة:۱۴۹) ہر ایک کے لئے ایک نصب العین ہے جس کی وہ پیروی کرتا ہے۔ اس کے لئے وہ پابند ہو جاتا ہے، اس کے لئے وہ اپنے آپ کو وقف کر دیتا ہے، وہ قبلہ بن جاتا ہے جس کی طرف منہ پھیر لیتا ہے۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ تمہارا نصب العین جن کی طرف تم نے اپنے چہرے پھیرنے ہیں، اپنی توجہات کو مرکوز کرنا ہے وہ ہے ایک دوسرے سے نیکیوں میں آگے بڑھو۔ پس اس جذبے کے ساتھ قرآن کریم نے ہمارا مقصد، ہمارا نصب العین ہی نیکیوں میں آگے بڑھنا قرار دے دیا ہے۔ اگر ایک انسان اپنے بھائی سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے تو اسے ہرگز ریاکاری نہیں کہا جاسکتا، اسے ہرگز معمولی بات سمجھ کر ردّ نہیں کیا جاسکتا۔ مگر اس اعلیٰ نیت کے باوجود اس سے بھی بلند تر نیّتیں ہیں اور ان میں سے اوّل یہ ہے کہ اللہ کا تصور ذہن پر حاوی ہو... اگر خدا کی محبت کی آمیزش شامل ہو جائے تو سب کچھ مل گیا۔ پھر آگے بڑھنے کی توفیق بھی ملتی ہے اور غیر معمولی طور پر ملتی ہے اور اس نصب العین سے اِس کا کوئی مقابلہ نہیں ہے بلکہ اُس کو بڑھانے والی چیز ہے اور نیکیوں کو نور بنا دینے والا نسخہ یہی ہے کہ ہر نیکی کی نیت میں اللہ تعالیٰ کی محبت اثر انداز ہو یعنی نیکیاں دراصل اللہ کی محبت سے پھوٹیں وہ چیزیں جو نور سے پھوٹتی ہیں وہ نور ہی رہیں گی اور یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ کثیف ہو جائیں۔“ (خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷، دسمبر ۱۹۹۶ء، جلد ۱۵ صفحہ ۹۹۴، ۹۹۵)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”مجرد سبقت کا جوش اپنے اندر بُرا نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ (البقرة:۱۴۹) یعنی خیر اور بھلائی کی ہر ایک قسم میں سبقت کرو اور زور مار کر سب سے آگے چلو۔ سو جو شخص نیک وسائل سے خیر میں سبقت کرنا چاہتا ہے وہ درحقیقت حسد کے مفہوم کو پاک صورت میں اپنے اندر رکھتا ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد۲ صفحہ ۱۲۷)

بَاب ۳

قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ

نبی ﷺ کا یہ فرمایا: اگر مجھے اپنے متعلق پہلے سے وہ معلوم ہوتا جو مجھے بعد میں معلوم ہوا ہے

۷۲۲۹: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْيَ وَلَحَلَلْتُ مَعَ النَّاسِ حِينَ حَلُّوا.

۷۲۲۹: یحییٰ بن بُکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عُقَیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی کہ عروہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنے متعلق اگر پہلے معلوم ہوتا جو بعد میں معلوم ہوا تو میں قربانی کے جانور ہانک کر نہ لے جاتا اور میں بھی لوگوں کے ساتھ ہی جب اُنہوں نے احرام کھولے تھے کھول لیتا۔

أطرافُہ: ۲۹۴، ۳۰۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۹، ۳۲۸، ۱۵۱۶، ۱۵۱۸، ۱۵۵۶، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۶۳۸، ۱۶۵۰، ۱۷۰۹، ۱۷۲۰، ۱۷۳۳، ۱۷۵۷، ۱۷۶۲، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۲۹۵۲، ۲۹۸۴، ۴۳۹۵، ۴۴۰۱، ۴۴۰۸، ۵۳۲۹، ۵۵۴۸، ۵۵۵۹، ۶۱۵۷۔

۷۲۳۰: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبَّيْنَا بِالْحَجِّ وَقَدِمْنَا مَكَّةَ لِأَرْبَعٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَطُوفَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً وَلْنَحِلَّ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ

۷۲۳۰: حسن بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ یزید (بن زُرَیع بصری) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے حبیب (بن ابی قریبہ) سے، حبیب نے عطاء (بن ابی رباح) سے، عطاء نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم نے حج کے لئے لبیک کہا اور مکہ میں ذی الحجہ کی چار راتیں گزرنے پر ہم پہنچے تو نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم بیت اللہ کا اور صفا مروہ کا طواف کریں اور اس (حج کی نیت) کو عمرہ بنالیں اور ہم احرام کھول دیں سوائے ان لوگوں کے جن کے ساتھ قربانی کا

هَدْيٌ قَالَ وَلَمْ يَكُنْ مَعَ أَحَدٍ مِنَّا هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَجَاءَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالَ أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا أَنَنْطَلِقُ إِلَى مِنًى وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِي الْهَدْيَ لَحَلَلْتُ قَالَ وَلَقِيَهُ سُرَاقَةُ وَهُوَ يَرْمِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَنَا هَذِهِ خَاصَّةً؟ قَالَ لَا بَلْ لِأَبَدٍ قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ قَدِمَتْ مَعَهُ مَكَّةَ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَنْسُكَ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَا تَطُوفُ وَلَا تُصَلِّي حَتَّى تَطْهُرَ فَلَمَّا نَزَلُوا الْبَطْحَاءَ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللهِ أَتَنْطَلِقُونَ بِحَجَّةٍ وَ عُمْرَةٍ وَأَنْطَلِقُ بِحَجَّةٍ؟ قَالَ ثُمَّ أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنْ يَنْطَلِقَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرَتْ عُمْرَةً فِي ذِي

جانور ہو۔ حضرت جابرؓ کہتے تھے اور ہم میں سے کسی کے ساتھ بھی قربانی کا جانور نہ تھا سوائے نبی ﷺ اور طلحہؓ کے اور حضرت علیؓ یمن سے آئے اور ان کے ساتھ بھی قربانی کا جانور تھا اور وہ کہنے لگے: میں نے اسی نیت سے لبیک کہا ہے جس نیت سے رسول اللہ ﷺ نے لبیک کہا ہے۔ لوگ کہنے لگے: کیا ہم منٰی اس حال میں جائیں گے کہ ہم جنابت سے فارغ ہوئے ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے اپنے متعلق وہ بات پہلے معلوم ہوتی جو بعد میں معلوم ہوئی تو میں قربانی (کے جانور) نہ لاتا اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میرے ساتھ قربانی کے جانور ہیں تو میں بھی احرام کھول دیتا۔ حضرت جابرؓ کہتے تھے: اور سراقہ (بن مالکؓ) آپؐ سے اس وقت ملے جب آپؐ جمرہ عقبہ پر پتھر پھینک رہے تھے، اُنہوں نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا یہ ہمارے لئے خاص کر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ یہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ حضرت جابرؓ کہتے تھے: اور حضرت عائشہؓ مکہ میں ایسی حالت میں پہنچیں کہ وہ حائضہ تھیں تو نبی ﷺ نے اُن کو حکم دیا کہ وہ حج کے تمام فرائض ادا کریں مگر طواف نہ کریں اور نہ نماز پڑھیں جب تک کہ پاک نہ ہولیں۔ جب انہوں نے بطحاء میں پڑاؤ کیا تو حضرت عائشہؓ نے کہا: یارسول اللہ! کیا آپؐ لوگ حج اور عمرہ کرکے جائیں اور میں صرف حج کرکے جاؤں؟ حضرت جابرؓ کہتے تھے کہ پھر آپؐ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ کو حکم دیا کہ وہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ تنعیم کو چلے جائیں

الْحَجَّةِ بَعْدَ أَيَّامِ الْحَجِّ. تو حضرت عائشہؓ نے ذی الحجہ میں ہی حج کے دنوں کے بعد عمرہ کیا۔

أطرافُه: ١٥٥٧، ١٥٦٨، ١٥٧٠، ١٦٥١، ١٧٨٥، ٢٥٠٦، ٤٣٥٢، ٧٣٦٧-

تشریح: لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ: اگر مجھے اپنے متعلق پہلے سے وہ معلوم ہوتا جو مجھے بعد میں معلوم ہوا ہے تو میں قربانی (کے جانور) نہ لاتا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ (البقرۃ:۱۹۷) جب تک قربانی اپنے مقام پر (نہ) پہنچ جائے اپنے سر نہ مونڈو۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی معنونہ روایت کتاب الحج میں نسبتاً تفصیل سے بیان ہوئی ہے۔ اس میں ذکر ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ نے ان لوگوں کو چھوڑ کر جن کے ساتھ قربانی کے جانور تھے، باقی اصحابؓ سے فرمایا: اپنے حج کو عمرہ کر دیں۔ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کر کے اپنے بال کٹوا لیں اور احرام کھول دیں۔ پھر اسی طرح بغیر احرام ٹھہرے رہیں یہاں تک کہ آٹھ ذی الحجہ ہو جائے تو حج کا احرام باندھ لیں۔ انہوں نے کہا: ہم نے حج کی نیت کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہیں جو حکم دیا ہے اسے کرو۔ اگر میں قربانی نہ لایا ہوتا تو میں بھی ویسا ہی کرتا جیسا میں نے تمہیں حکم دیا ہے لیکن اب جب تک قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ جائے، مجھ پر حلال نہیں ہو سکتا۔ ان صحابہؓ نے (جن کے ساتھ قربانی نہیں تھی، عمرہ ادا کر کے) احرام کھول دیئے۔ (بخاری، کتاب الحج، روایت نمبر ۱۵۶۸)

اسلام سے قبل یہ دستور تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو گناہ سمجھا جاتا تھا (بخاری، کتاب الحج، روایت نمبر ۱۵۶۴) جس کے پیچھے یہ سوچ تھی کہ اگر لوگ حج کے ساتھ عمرہ بھی ادا کر لیں گے تو دوران سال لوگ عمرہ کرنے نہیں آئیں گے اور عملاً بیت اللہ ویران ہو جائے گا اور متوالیان بیت اللہ کی آمد پر بھی اس کا گہرا اثر ہوگا۔ ماضی کے اس دستور کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ اس موقع پر صرف حج کی نیت سے مدینہ سے روانہ ہوئے مگر دوران سفر جب آپؐ وادیٔ عقیق پہنچے تو آپؐ نے فرمایا: أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَبِّي فَقَالَ صَلِّ فِي هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةً فِي حَجَّةٍ۔ (بخاری، کتاب الحج، روایت نمبر ۱۵۳۴) آج رات میرے پاس میرے ربّ کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اُس نے کہا: اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور کہو کہ حج مع عمرہ کرو۔ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر جو لوگ اپنے ساتھ قربانی کے جانور لائے تھے انہیں حج کے موقع پر عمرہ کرنے کا کہا گیا مگر یہ کہ وہ قربانی ذبح ہونے تک احرام نہیں کھولیں گے لیکن جو لوگ قربانی ساتھ نہیں لائے تھے انہیں یہ بتایا گیا کہ وہ حج کی نیت کے ساتھ عمرہ کی بھی نیت کر لیں اور عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول دیں اور حج کے ایام میں حج کے لئے احرام باندھ لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے اس لئے آپؐ اور وہ لوگ جو اپنے ساتھ قربانی کے جانور لائے تھے انہوں نے عمرہ کے بعد احرام نہ کھولا بلکہ مناسک حج مکمل کرنے کے بعد احرام کھولا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعمال میں سہولت اور آسانی کی راہ اختیار فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

سے روایت ہے کہ جب کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں کے متعلق اختیار دیا گیا تو آپؐ نے ضرور ہی اُن میں سے زیادہ آسان کو اختیار کیا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا اور اگر گناہ ہوتا تو آپؐ اس سے تمام لوگوں سے زیادہ دُور رہتے تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب قول النبی ﷺ یسروا ولا تعسروا، روایت نمبر ۶۱۲۶) معنونہ روایت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حج کے متعلق یہ خواہش اور تمنا کہ اگر مجھ پر یہ معاملہ پہلے کھل جاتا تو میں بھی قربانی اپنے ساتھ نہ لاتا اور حج تمتع ہی کرتا، آپؐ کے اسی اُسوہ کی جھلک پیش کر رہی ہے۔

بَاب ٤: قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْتَ كَذَا وَكَذَا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: کاش ایسا ایسا ہوتا

٧٢٣١: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ أَرِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ قَالَ مَنْ هَذَا؟ قَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ جِئْتُ أَحْرُسُكَ فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَمِعْنَا غَطِيطَهُ. قَالَ أَبُو عَبْد اللّٰهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ بِلَالٌ:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ

فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

طرفہ: ٢٨٨٥۔

۷۲۳۱: ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا کہ سلیمان بن بلال نے ہمیں بتایا کہ یحيٰ بن سعید نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے سنا۔ انہوں نے کہا: حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں: ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند نہ آئی تو آپؐ نے فرمایا: کاش میرے ساتھیوں میں سے کوئی اچھا آدمی آج رات میرا پہرہ دے۔ اتنے میں ہم نے ہتھیار کی آواز سنی۔ آپؐ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ جواب آیا: یارسول اللہ! سعد ہوں، میں آپؐ کا پہرہ دینے کے لئے آیا ہوں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور ہم نے آپؐ کے خراٹے کی آواز سنی۔ ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: اور حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ بلالؓ نے یہ شعر پڑھا:

اے کاش کہ مجھے معلوم ہو آیا میں وادی میں کوئی رات بسر کروں گا اور میرے آس پاس اِذخر اور جلیل گھاس ہو گی۔

پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتایا۔

تشریح: لَيْتَ كَذَا وَ كَذَا: یعنی کاش ایسا ایسا ہوتا۔ "لَيْتَ" کی بحث میں نحوی یہ بیان کرتے ہیں کہ ان الفاظ سے ایسی خواہش کا اظہار ہوتا ہے جو پوری نہ ہو سکے۔ جیسے کہا جاتا ہے: لَيْتَ الشَّبَابَ عَائِدٌ کاش جوانی لوٹ آئے۔ امام بخاریؒ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے لَوْ اور لَيْتَ کے اُن معانی کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ آپؐ کی خواہشات مرضیٔ مولا کے مطابق تھیں اس لئے اللہ تعالیٰ آپؐ کی خواہشات کو بھی پورا فرماتا تھا۔ حج کے موقع پر آپؐ کا حج اور عمرہ کا ایک ہی احرام میں ادا کرنا جو کہ مشکل امر ہے اور سہولت سے فائدہ نہ اُٹھانا، قیام شریعت کے لئے آپؐ کا یہ نمونہ پیش کرنا ضروری تھا کیونکہ لوگوں کا میلان تو سہولت کی طرف زیادہ ہوتا ہے جو بسا اوقات احکام شریعت سے پہلو تہی کرنے پر منتج ہوتا ہے مگر شارع نے شریعت کی کامل شکل پیش کرنے کے لئے اپنے لئے مشکل راہ اختیار کی اور لوگوں کے لئے سہولت کی راہ پیش کی تا کہ دونوں پہلو اُجاگر ہو جائیں اور آپؐ کی سیرت کا یہ پہلو نمایاں ہو کہ قیام شریعت کے لئے آپؐ نے کس قدر تکالیف اُٹھائیں۔ باب نمبر ۴ کی روایت سے آپؐ سے اللہ تعالیٰ کے اس سلوک کا ذکر کر کے اس امر کو نمایاں کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر آپؐ پر اس قدر تھی کہ آپؐ کو آرام پہنچانے کے لئے آپؐ کے جانثار صحابی کے دل میں اللہ تعالیٰ نے وہ تحریک ڈالی جو آپؐ کی خواہش کی تکمیل میں سہولت پیدا کرنے کا باعث بنی۔ اسلام کی تعلیم اور اس کے ساتھ اسوۂ رسولؐ اسی اعتدال کا نام ہے۔

بَاب ۵: تَمَنِّي الْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ

قرآن پڑھنے اور علم سیکھنے کی آرزو کرنا

۷۲۳۲: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسُدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ يَقُولُ لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هَذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا يُنْفِقُهُ فِي حَقِّهِ فَيَقُولُ لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هَذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ.

۷۲۳۲: عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر (بن عبد الحمید) نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپس میں رشک نہ ہو مگر صرف دو آدمیوں کے متعلق۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا ہو اور وہ اُس کو رات اور دن پڑھتا ہو تو کوئی کہے کہ کاش اگر مجھے بھی ویسے ہی دیا جائے جو اسے دیا گیا ہے تو میں بھی ضرور ایسا ہی کروں گا جیسا یہ کرتا ہے اور ایک وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اُس کو

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بِهَذَا.

أطرافه: ۵۰۲۶، ۷۵۲۸۔

برمحل خرچ کر رہا ہو اور کوئی کہے: کاش اگر مجھے بھی ایسا ہی دیا جائے جیسا اسے دیا گیا ہے تو میں بھی ایسا ہی کروں جیسے وہ کرتا ہے۔ ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہ جریر نے بھی ہمیں بتایا۔

تشریح: تَمَنِّي الْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ: قرآن پڑھنے اور علم سیکھنے کی آرزو کرنا۔ نیک باتوں اور صالح اعمال کی خواہش کرنا دراصل دعا کی ہی ایک صورت ہے اور یہ کیفیت بھی دعا ہے اور یہ خواہش خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کا باعث بنتی ہے کیونکہ اس میں حسد کی وہ مکروہ صورت نہیں جو دوسرے سے نعمت کے چھن جانے اور محروم ہونے کی آگ کی صورت میں بھڑکتی ہے بلکہ یہ وہ دعا ہے جو دونوں کے لئے ابرِ رحمت بن کر برستی ہے اس لئے اسے پسند کیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”رشک اور غبطہ بھی ایک نعمت ہے۔ کسی کو علم آتا ہے اور وہ اس علم کو رات دن اللہ تعالیٰ کے لیے بڑھاتا ہے، کسی کے پاس مال ہے اور وہ اسے صبح و شام رضاء الٰہی میں خرچ کرتا ہے تو رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اس کی حالت قابلِ غبطہ ہے۔ اب دیکھو اللہ جس بات کی تعریف کرے وہ کیوں مومن کیلئے قابلِ رشک نہ ہو۔“

(حقائق الفرقان، جلد ۲ صفحہ ۱۲۱)

بَاب ٦: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَنِّي

آرزو کرنا جو ناپسندیدہ ہے

وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَ سْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (النساء: ۳۳).

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:) اور جو اللہ نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اُس کی ہوس نہ کرو۔ مَردوں کا بھی حصہ ہے اُس میں سے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کا بھی اس میں سے حصہ ہے جو عورتوں نے کمایا اور اللہ سے اس کا فضل مانگتے رہو۔ اللہ ہر ایک بات کو خوب جانتا ہے۔

۷۲۳۳: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ

۷۲۳۳: حسن بن ربیع نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ لَتَمَنَّيْتُ.

ابوالاحوص نے ہمیں بتایا۔ اُنہوں نے عاصم (بن سلیمان) سے، عاصم نے نضر بن انس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے تھے: اگر میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے نہ سنا ہوتا کہ تم موت کی آرزو نہ کرو تو ضرور میں آرزو کرتا۔

أطرافُه: ٥٦٧١، ٦٣٥١۔

٧٢٣٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ قَالَ أَتَيْنَا خَبَّابَ بْنَ الْأَرَتِّ نَعُودُهُ وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعًا فَقَالَ لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ.

٧٢٣۴: محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (اسماعیل) بن ابی خالد سے، انہوں نے قیس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت خباب بن ارتؓ کے پاس اُن کی عیادت کرنے کو آئے اور انہوں نے سات داغ لگائے ہوئے تھے۔ کہنے لگے: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ضرور اس کی دعا کرتا۔

أطرافُه: ٥٦٧٢، ٦٣٤٩، ٦٣٥٠، ٦٤٣٠، ٦٤٣١۔

٧٢٣٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَزْهَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ يَزْدَادُ وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ يَسْتَعْتِبُ.

٧٢٣۵: عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن یوسف نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے زُہری سے، زُہری نے ابوعبید سے روایت کی۔ اُن کا نام سعد بن عبید ہے جو عبدالرحمٰن بن ازہر کے غلام تھے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے۔ اگر وہ نیک ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ اور نیکیاں کرے اور اگر وہ بُرا ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ نیک عمل کر کے اللہ کی ناراضگی کو دور کرے۔

أطرافُه: ٣٩، ٥٦٧٣، ٦٤٦٣۔

تشریح: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَنِّي: آرزو کرنا جو ناپسندیدہ ہے۔ علامہ ابن حجرؒ معنونہ آیت واحادیث کا عنوان سے ربط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آیت میں حسد کرنے سے تنبیہ کر کے اللہ تعالیٰ کی قضاو قدر پر راضی رہنے کی تعلیم دی گئی ہے اور احادیث میں موت کی تمنا کرنے کی مناہی صبر کرنے کی ترغیب دلاتی ہے۔ عموماً موت کی تمنا مصائب وشدائد کے حالات میں پیدا ہوتی ہے لہٰذا موت کی تمنا سے منع کر کے ایسے حالات میں صبر کا حکم دیا گیا ہے۔ گویا اس وقت بے صبری دکھاتے ہوئے موت کی تمنا کرنا اللہ تعالیٰ کی قضاو قدر پر نالاں اور ناخوش ہونا ہے جس طرح دوسروں کی آسودگی اور کشائش دیکھ کر حسد اور بغض کا پیدا ہو جانا قضاو قدر پر راضی نہ رہنا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ عافیت کی دعا کرنا ایمان بالغیب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی عاجزی وانکساری اور بے بسی کا اظہار ہے جبکہ اس کے برعکس موت کی دعا میں تو کوئی ظاہری مصلحت نہیں بلکہ اس میں تو یہ خرابی ہے کہ اس میں زندگی جیسی نعمت کے زائل کیے جانے کا مطالبہ پایا جاتا ہے۔ (فتح الباری، جزء ۱۳ صفحہ ۲۷۱، ۲۷۲)

روایت نمبر ۷۲۳۳ جو یہاں مختصراً بیان ہوئی ہے، کتاب الدعوات میں تفصیلاً مذکور ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی کسی تکلیف کی وجہ سے جو اُسے ہوتی ہو موت کی دعا نہ کرے۔ اگر اُس نے لاچار موت کی آرزو ہی کرنی ہے تو یوں کہے: اے اللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے لیے بہتر ہو اور مجھے وفات دے جب وفات میرے لیے بہتر ہو۔ (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء بالموت والحیاۃ، روایت نمبر ۶۳۵۱)

ایک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص نے خط لکھا اور موت کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضرتؓ نے جواب میں فرمایا:

> ”آپ ہمیشہ ہر مجلس میں اکثر اوقات استغفار، لاحول، درود، اَلحمد پڑھا کرو۔ یہ مجرب علاج ہے۔ آپ جب تک ملانہ کریں گے یہ کمزوری دور نہ ہوگی۔ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ کبھی اپنے حق میں بد دعا نہ کرو، تاکید ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کسی کا احسان نہیں۔ جب دعا کرو نیک کرو۔ اگر وہ سنتا ہے تو کیا بد دعا ہی سنتا ہے اور نیک دعا نہیں سنتا۔“

(ارشادات نور، جلد ۲ صفحہ ۴۶، ۴۷)

بَاب ۷: قَوْلُ الرَّجُلِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا

آدمی کا یہ کہنا: اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم راہ راست نہ پاتے

۷۲۳۶: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ

۷۲۳۶: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے روایت کی کہ

بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ يَقُولُ:

ابواسحاق نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جنگ احزاب کے دن نبی ﷺ ہمارے ساتھ مٹی ڈھو رہے تھے اور میں نے آپؐ کو دیکھا کہ مٹی نے آپؐ کے پیٹ کی سفیدی کو ڈھانپ لیا تھا۔ آپؐ فرماتے تھے:

لَوْ لَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا
إِنَّ الْأُلَى - وَرُبَّمَا قَالَ -
إِنَّ الْمَلَا قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا أَبَيْنَا

اگر تو نہ ہوتا تو ہم کبھی راہ راست نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نمازیں پڑھتے۔ اس لئے تو ہم پر سکینت نازل فرما۔ اِنہوں نے، کبھی راوی نے یوں کہا: اِنہی لوگوں نے ہم پر تعدی کی ہے۔ جب کبھی انہوں نے فساد کرنا چاہا ہے ہم نے اس کا انکار کیا، ہم نے اس کا انکار کیا۔

يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ.

آپؐ ان الفاظ پر اپنی آواز کو بلند کرتے۔

أطرافه: ٢٨٣٦، ٢٨٣٧، ٣٠٣٤، ٤١٠٤، ٤١٠٦، ٦٦٢٠۔

تشریح: قَوْلُ الرَّجُلِ لَوْلَا اللهُ مَا اهْتَدَيْنَا: آدمی کا یہ کہنا: اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم راہ راست نہ پاتے۔ علامہ ابن بطال بیان کرتے ہیں کہ عربوں کے نزدیک کلمہ "لَوْلَا" ایسے موقع پر استعمال ہوتا ہے جب کسی کی موجودگی کی وجہ سے کوئی چیز روکی گئی ہو۔ جیسا کہ کہتے ہیں: لَوْلَا زَيْدٌ مَا صِرْتُ إِلَيْكَ۔ اگر زید نہ ہوتا تو میں تمہارے پاس نہ آتا۔ یعنی میرا تمہاری طرف آنا زید کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح جملہ لَوْلَا اللهُ مَا اهْتَدَيْنَا کا مفہوم یہ ہے کہ ہمارا ہدایت پانا اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہے۔ (فتح الباری، جزء۱۳ صفحہ ۲۷۴)

بَاب۸: كَرَاهِيَةُ تَمَنِّي لِقَاءَ الْعَدُوِّ

دشمن سے مقابلہ کی آرزو کرنے کو ناپسند کرنا

وَرَوَاهُ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے، اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

۷۲۳۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى فَقَرَأْتُهُ فَإِذَا فِيهِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ.

أطرافه: ۲۸۱۸، ۲۸۳۳، ۲۹۶۶، ۳۰۲۴۔

۷۲۳۷: عبد اللہ بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ معاویہ بن عمرو نے ہمیں بتایا کہ ابو اسحاق نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے، موسیٰ نے سالم ابو نضر سے جو حضرت عمر بن عبید اللہؓ کے آزاد کردہ غلام اور ان کے کاتب تھے، روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰؓ نے اُن کو خط لکھا اور میں نے اسے پڑھا تو اس میں یہ مضمون تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دشمن سے مقابلہ کرنے کی آرزو مت کرو اور اللہ سے عافیت مانگتے رہو۔

تشریح: كَرَاهِيَةُ تَمَنِّي لِقَاءِ الْعَدُوِّ: دشمن سے مقابلہ کی آرزو کرنے کو ناپسند کرنا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”کون ہے جو دشمن کے حملہ کی تمنا کیا کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جہاں تک لڑائی کا تعلق ہے جہاں تک مرنے کا تعلق ہے جہاں تک تکالیف کا تعلق ہے، کوئی شخص بھی دشمن کے حملہ کی تمنا نہیں کر سکتا مگر مسلمان ایسی حالت میں تھے کہ ان کے دل اسی نکتہ کے ماتحت جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے بعض دفعہ خواہش کر سکتے تھے کہ کاش ہمارا دشمن ہم پر حملہ کرے تا کہ ہمارا خدا پھر ہماری مدد کے لئے ہمارے پاس آجائے۔ پس صرف یہی وجہ تھی جس کو مدنظر رکھتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمانو! جب دشمن تم پر حملہ کرتا ہے تو خدا تمہارے ساتھ کھڑا ہو جاتا ہے اور یہ بات تمہیں اتنی لذیذ معلوم ہوتی ہے اور تمہیں اس میں اتنا مزا آتا ہے کہ جب دشمن حملہ چھوڑ دیتا ہے تو تم کہتے ہو: کاش ہمارا دشمن ہم پر پھر حملہ کرے تا ہمارا خدا پھر ہمارے پاس آجائے۔ مگر یہ خواہش جہاں تک عشق کا سوال ہے وہاں تک تو درست ہے لیکن الٰہی حکمتوں اور منشاء کے خلاف ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے ادب کے لحاظ سے ایسی خواہشات مت کیا کرو۔ ہاں جب دشمن تم پر خود بخود حملہ کر دے گا اور

تمہارا خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہو گا تو یہ ممکن ہی نہیں کہ خدا تعالیٰ تمہیں چھوڑ دے کیونکہ خدا تعالیٰ کی یہ دائمی سنت ہے کہ وہ اپنے رسولوں کی بھی مدد کرتا ہے اور ان لوگوں کی تائید کے لئے بھی اپنے نشانات دکھاتا ہے جو اُن رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔" (تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ الشعراء، جلد ۷ صفحہ ۱۶۲، ۱۶۳)

ایک اور موقع پر آپؓ نے فرمایا:

"ہم کسی سے لڑنے کی خواہش نہیں رکھتے اور نہ کبھی اس قسم کا خیال ہمارے دلوں میں آنا چاہیئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فرماتے ہیں: لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ۔ تم دشمن سے لڑائی کی خواہش ہی نہ کرو۔ اپنے خیالات امن اور صلح والے رکھو کیونکہ جس شخص کے دل میں لڑائی کے خیالات موجزن ہوں گے وہ ذرا سی بات سے بھی بہت جلد مشتعل ہو جائے گا اور جس شخص کے دل میں صلح و آشتی کے خیالات ہوں گے وہ جلدی مشتعل نہیں ہو گا۔ یہ قدرت کا ایک قانون ہے کہ انسان اپنی حالت کو یک دم نہیں بدل سکتا۔ فرض کرو کوئی شخص قہقہہ مار کر ہنس رہا ہو اور اُسے یہ خبر دی جائے کہ تمہارا بیٹا مر گیا ہے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ اُسی وقت یک دم رونا شروع کر دے بلکہ اُس کی ہنسی تھوڑی دیر میں رُکے گی پھر وہ کچھ دیر کے بعد افسردہ ہو گا اور پھر آنسو بہانا شروع کر دے گا۔ اسی طرح جس شخص کے دل میں صلح و آشتی کے خیالات ہوں وہ یک دم مشتعل نہیں ہو سکتا۔ جب ریل اپنا کانٹا بدلتی ہے تو وہ بھی آہستہ ہو جاتی ہے اور سُست رفتار ہو کر اُس جگہ سے گزرتی ہے۔ اگر وہ تیزی سے کانٹا بدلے تو اُس کے اُلٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے فطرتِ انسانی کے لیے یہ قانون بنایا ہے کہ وہ اپنی حالت کو آہستہ آہستہ بدلتی ہے۔ اگر فوراً حالت بدل جاتی تو ہسٹیریا یا جنون ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ پس جو دماغ پہلے سے لڑائی کے خیالات میں منہمک ہوتا ہے وہ فوراً مشتعل ہو جاتا ہے لیکن جس دماغ میں صلح اور امن کے خیالات ہوتے ہیں وہ کچھ دیر کے بعد مشتعل ہوتا ہے اور اتنی دیر میں مجرم کا جُرم ثابت ہو جاتا ہے۔"

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳، مئی ۱۹۴۷، جلد ۲۸ صفحہ ۱۹۰، ۱۹۱)

بَاب ۹: مَا يَجُوزُ مِنَ اللَّوْ

اگر مگر کہنا جو جائز ہے

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً. (هود: ۸۱)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: کاش مجھے تمہارے مقابلہ میں (کسی قسم کی) قوت (حاصل) ہوتی۔

۷۲۳۸: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ أَهِيَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا امْرَأَةً مِّنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ؟ قَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ.

أطرافه: ۵۳۱۰، ۵۳۱۶، ۶۸۵۵، ۶۸۵۶۔

۷۲۳۸: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ ابوزناد نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے قاسم بن محمد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت ابن عباسؓ نے آپس میں دو لعان کرنے والوں کا ذکر کیا تو عبداللہ بن شداد نے پوچھا: کیا یہ عورت وہی تھی جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بغیر ثبوت کے اگر میں کسی عورت کو سنگسار کرنے والا ہوتا؟ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: نہیں۔ وہ تو ایسی عورت تھی جو علانیہ ارتکاب کرتی تھی۔

۷۲۳۹: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ أَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ فَخَرَجَ عُمَرُ فَقَالَ الصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللهِ رَقَدَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ يَقُولُ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي أَوْ عَلَى النَّاسِ وَقَالَ سُفْيَانُ أَيْضًا عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالصَّلَاةِ هَذِهِ السَّاعَةَ. وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۷۲۳۹: علی (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے روایت کی کہ عطاء (بن ابی رباح) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے عشاء میں دیر کر دی۔ اس پر حضرت عمرؓ نکلے اور انہوں نے کہا: یارسول اللہ! نماز پڑھا دیں۔ عورتیں اور بچے سو گئے ہیں۔ آپؐ باہر آئے اور آپؐ کا سر پانی سے ٹپک رہا تھا۔ آپؐ فرما رہے تھے: اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ اپنی اُمت کو یا فرمایا: لوگوں کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں اُن کو اس وقت نماز پڑھنے کا حکم

أَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الصَّلَاةَ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ رَقَدَ النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ فَخَرَجَ وَهُوَ يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقِّهِ يَقُولُ إِنَّهُ لَلْوَقْتُ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي....

دیتا۔ سفیان (بن عیینہ) نے بھی یوں کہا: اپنی امت کو۔ اور ابن جریج نے عطاء سے، عطاء نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ الفاظ نقل کئے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز میں دیر کر دی تو حضرت عمرؓ آئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ! عورتیں اور بچے سو گئے ہیں۔ آپؐ باہر آئے اور اپنے سر کی ایک جانب سے پانی پونچھ رہے تھے، فرما رہے تھے: یہی اصل وقت ہے۔ اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ میں اپنی اُمت کو مشقت میں ڈال دوں گا...۔

طرفه: ٥٧١۔

وَقَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا عَطَاءٌ لَيْسَ فِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ رَأْسُهُ يَقْطُرُ. وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقِّهِ. وَقَالَ عَمْرٌو لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي. وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ إِنَّهُ لَلْوَقْتُ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور عمرو (بن دینار) نے کہا: ہم سے عطاء نے بیان کیا۔ اس سند میں حضرت ابن عباسؓ کا نام نہیں، لیکن عمرو (بن دینار) نے یوں کہا کہ آپؐ کا سر پانی سے ٹپک رہا تھا۔ اور ابن جریج نے کہا: آپؐ اپنے سر کی ایک جانب سے پانی پونچھ رہے تھے۔ اور عمرو نے کہا: اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ میں اپنی اُمت کو مشقت میں ڈال دوں گا۔ اور ابن جریج نے کہا: یہی تو اصل وقت ہے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اپنی اُمت کو مشقت میں ڈال دوں گا۔ اور ابراہیم بن منذر نے کہا: معن (بن عیسیٰ) نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن مسلم نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے، عمرو نے عطاء سے، عطاء نے حضرت ابن عباسؓ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

٧٢٤٠: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ

۷۲۴۰: یحیٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ.

طرفہ: ۸۸۷۔

نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے جعفر بن ربیعہ سے، جعفر نے عبد الرحمٰن سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا:) میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ میں اپنی اُمت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں اُنہیں مسواک کرنے کا ضرور حکم دیتا۔

٧٢٤١: حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ وَاصَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ الشَّهْرِ وَوَاصَلَ أُنَاسٌ مِّنَ النَّاسِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ مُدَّ بِيَ الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُونَ تَعَمُّقَهُمْ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَظَلُّ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ.

۷۲۴۱: عیاش بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الاعلیٰ نے ہمیں بتایا۔ حُمَید نے ہم سے بیان کیا۔ حُمَید نے ثابت سے، ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینے کے آخر میں بغیر افطار کے لگاتار روزے رکھے اور لوگوں میں سے بھی کچھ آدمیوں نے بغیر افطار لگاتار روزے رکھنے شروع کئے۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ آپؐ نے فرمایا: اگر یہ مہینہ لمبا ہوتا تو میں لگاتار بغیر افطار کے اتنے روزے رکھتا کہ یہ تکلف کرنے والے اپنے تکلف کو چھوڑ دیتے۔ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں تو ایسا ہوں کہ میرا ربّ مجھے کھلاتا پلاتا رہتا ہے۔

تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ مُغِيرَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

طرفہ: ۱۹۶۱۔

(حُمَید کی طرح) سلیمان بن مغیرہ نے بھی اس کو روایت کیا۔ سلیمان نے ثابت سے، ثابت نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٧٢٤٢: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ أَيُّكُمْ مِثْلِي؟ إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ.

أطرافه: ١٩٦٥، ١٩٦٦، ٦٨٥١، ٧٢٩٩۔

٧٢٤٣: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ؟ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا بَالَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا؟ قَالَ فَعَلَ ذَاكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ

۷۲۴۲: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا۔ شعیب نے ہمیں بتایا۔ شعیب نے زہری سے روایت کی۔ اور لیث نے کہا: عبدالرحمٰن بن خالد نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے روایت کی۔ سعید بن مسیب نے انہیں بتایا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر افطار کے پے در پے روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ لوگوں نے کہا: آپؐ تو رکھتے ہیں؟ فرمایا: تم میں سے کون میری طرح ہے۔ میں تو رات ایسی حالت میں گزارتا ہوں کہ میرا ربّ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ جب وہ باز نہ آئے تو آپؐ نے ان کے ساتھ بغیر افطار کے ایک دن روزہ رکھا۔ پھر ایک دن اور پھر لوگوں نے ہلال دیکھا تو آپؐ نے فرمایا: اگر چاند نکلنے میں دیر کر دیتا تو میں تمہارے ساتھ اور رکھتا۔ گویا آپؐ اُن کو تنبیہ کر رہے تھے۔

۷۲۴۳: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالاحوص نے ہمیں بتایا۔ اشعث نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اسوَد بن یزید سے، اسوَد نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ وہ فرماتی تھیں: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دیوار حطیم کے متعلق پوچھا: آیا یہ بھی بیت اللہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے پوچھا: پھر اُن کو کیا روک تھی کہ انہوں نے اس کو بیت اللہ میں شامل نہ کیا؟ آپؐ نے فرمایا: تمہاری قوم کے پاس خرچ کم ہو گیا تھا۔ میں نے کہا: تو پھر اس کا

مَنْ شَاءُوا وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أَلْصِقْ بَابَهُ فِي الْأَرْضِ.

دروازہ کیوں اُونچا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تمہاری قوم نے یہ اس لئے اونچا کیا ہے تا وہ جس کو چاہیں اندر داخل کریں اور جس کو چاہیں روک دیں۔ اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ تمہاری قوم زمانہ جاہلیت سے قریب العہد ہے اور میں ڈرتا ہوں کہیں اُن کے دل بُرا نہ منائیں تو میں دیوارِ حطیم کو بیت اللہ میں شامل کر دوں اور اس کے دروازے کو زمین سے لگادوں (تو میں ضرور ایسا کر دیتا۔)

أطرافُه: ١٢٦، ١٥٨٣، ١٥٨٤، ١٥٨٥، ١٥٨٦، ٣٣٦٨، ٤٤٨٤-

٧٢٤٤: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَ الْأَنْصَارِ.

۷۲۴۴: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ ابوزناد نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ہجرت نہ کی ہوتی تو میں بھی انصار میں سے ایک شخص ہوتا۔ اگر لوگ ایک وادی میں داخل ہوں اور انصار ایک اَور وادی میں یا (فرمایا:) پہاڑی راستہ میں چلیں تو مَیں ضرور انصار کی ہی وادی میں یا (فرمایا:) انصار کے ہی راستے پر چلوں۔

طرفُه: ٣٧٧٩-

٧٢٤٥: حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ

۷۲۴۵: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہم سے بیان کیا کہ وُہَیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو بن یحيٰ سے، عمرو نے عباد بن تمیم سے، عباد نے حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اگر ہجرت نہ

النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا.

طرفه: ۴۳۳۰۔

کی ہوتی تو میں ضرور انصار میں سے ایک شخص ہوتا اور اگر لوگ ایک وادی میں داخل ہوں یا (فرمایا:) پہاڑی راستہ میں چلیں تو میں ضرور انصار کی ہی وادی اور اُن کے ہی راستے میں چلتا۔

تَابَعَهُ أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشِّعْبِ.

طرفہ: ۳۷۷۸، ۴۳۳۲۔

(عباد کی طرح) ابوالتیاح نے اس حدیث کو حضرت انسؓ سے روایت کیا۔ انہوں نے نبی ﷺ سے۔ انہوں نے بھی پہاڑی راستہ کا ذکر کیا ہے۔

تشریح: مَا يَجُوزُ مِنَ اللَّوْ: اگر مگر کہنا جو جائز ہے۔ امام بخاریؒ نے اس باب میں قرآن کریم اور احادیث سے لفظ لَوْ کے استعمال کے جواز کو ثابت کیا ہے۔ علامہ ابن حجرؒ نے اس باب کی شرح میں بعض ایسی روایات کا ذکر کیا ہے جن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لَوْ کہنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی تمہارے لیے مفید ہے اُس کی خواہش رکھو اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور ہمت نہ ہارو۔ پھر اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو یہ مت کہو کہ اگر میں (ایسا) کرتا تو ایسا ایسا ہو جاتا بلکہ یہ کہو کہ اللہ کی تقدیر تھی، جو اُس نے چاہا، وہی کیا۔ کیونکہ لَوْ (یعنی اگر یا کاش کہنا) تو شیطانی اعمال کھول دیتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب القدر، باب فی الامر بالقوۃ) ابن ماجہ، نسائی، طحاوی وغیرہ کی اسی مضمون کی روایات کا تذکرہ کرنے کے بعد انہوں نے لفظ لَوْ کے جواز و عدمِ جواز کی روایات کے باہمی تناقض کے حل میں علامہ طبریؒ کا ایک قول درج کیا ہے کہ مناہی اس صورت سے مخصوص ہے کہ کوئی آدمی کسی ناکردنی عمل پر وثوق کے ساتھ کہے کہ اگر یہ ہو جاتا تو ضرور ایسا ہو جاتا تھا اور اس امر کو ایسا حتمی جانے کہ اس کے دل میں بھی وہ معاملہ مشیئت الٰہی سے مشروط ہونے کا خیال نہ آئے۔ لیکن اگر کہنے والا اس شرط پر ایسا پختہ یقین رکھنے والا ہو کہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت اور اس کے ارادہ کے سوا کوئی چیز واقع نہیں ہوسکتی، جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ اگر ان میں سے کوئی اپنا پاؤں اُٹھائے تو ہمیں دیکھ لے، تو اس کی قطعیت آپؓ کے اس یقین پر تھی کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ اُن کی آنکھیں ان دونوں سے پھیرے رکھے۔ اور یہ جملہ محاورۃً ہے جبکہ آپؓ یہ پختہ یقین رکھنے والے تھے کہ اگر وہ اپنے پاؤں اُٹھا بھی لیں تو انہیں اللہ تعالیٰ کی مشیئت کے بغیر نہیں دیکھ سکتے۔

(فتح الباری، جزء ۱۳ صفحہ ۲۸۰)

ایک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"انسان بہت بڑے بڑے ارادے کرتا ہے۔ بچپنے سے نکل کر جب جوانی کے دن

آتے ہیں اور جوں جوں اس کے اعضا نشو و نما پا کر پھیلتے ہیں اور قویٰ مضبوط ہوتے ہیں، اُس کے ارادے بھی وسیع ہوتے جاتے ہیں۔ ایک بچہ رونے اور ضد کرنے کے وقت ماں کی گود میں چلے جانے یا دودھ پی لینے سے یا تھوڑی سی شیرینی یا کسی تماشے کھیل سے خوش ہو سکتا ہے اور اس کے بہلانے کے واسطے بہت تھوڑی سی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے یا یوں کہو کہ ایک بچے کی خوشی اور خواہشات کا منزل مقصود بہت محدود ہوتا ہے مگر جوں جوں وہ ترقی کرتا اور اس کے قویٰ مضبوط ہوتے جاتے ہیں توں توں اُس کے ارادوں اور خواہشات کا میدان بھی وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ قرآن شریف کی اس آیت اَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيْرُ (فاطر:۳۸) کا مصداق بن جاتا ہے۔ اس دور کا پہلا درجہ اٹھارہ سال کی عمر ہوتی ہے۔ اس وقت انسان میں عجیب عجیب قسم کی امنگیں پیدا ہوتی ہیں۔ ایسے وقت میں جبکہ انسان کے قویٰ بھی مضبوطی اور استویٰ کی حد تک پہنچ جاتے ہیں اور اس کے ارادے بھی بہت وسیع ہو جاتے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نمازی کو جن میں یہ لڑکا بھی داخل ہے، طولِ امل اور ہموم و غموم سے پناہ مانگنے کے واسطے حکم دیا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چار کونہ شکل بنائی اور اس کے وسط میں ایک نقطہ بنا کر فرمایا کہ یہ نقطہ انسان ہے اور دائرہ سے مراد اجل ہے یعنی انسان کو اجل احاطہ کیے ہوئے ہے اور پھر انسانی امانی اور آرزوئیں اس سے بھی باہر ہیں۔ یہ سچی بات ہے کہ انسان بڑے بڑے لمبے ارادے کرتا ہے جو سینکڑوں برسوں میں بھی پورے نہیں ہو سکتے مگر اس کی اجل اسے ان ارادوں تک پہنچنے سے پہلے ہی دبا لیتی ہے۔

غرض انسان چونکہ بہت لمبے ارادے کر لیتا ہے اور پھر اُن میں کامیاب نہیں ہوتا تو اس ناکامی کی وجہ سے انسان میں ''ہم'' یعنی غم پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کو لمبے ارادے کرنے سے منع کیا گیا ہے اور أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ کے یہی معنے ہیں کہ اے خدا! میں ان موجبات سے ہی تیری پناہ مانگتا ہوں جو ''ہم'' کا باعث ہوتے ہیں۔

پھر بعض اوقات انسان ناکامی کے وجوہات تلاش کرتے کرتے گزشتہ امور میں غور کرنے لگ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میں آج سے دو سال پہلے یا چار سال پیشتر اس طرح سے عمل درآمد کرتا تو آج مجھے اس ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑتا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں کامیاب ہو جاتا۔ اس طرح کے غم کا نام جو گزشتہ غلطیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے شریعت نے حزن رکھا ہے اور اس سے پناہ مانگنے کی تاکید فرمائی ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے: بِئْسَ الْمَطِيَّةُ لَوْ۔ لَوْ (اگر ایسا ہوتا تو ایسا ہو جاتا اور یوں ہوتا تو یوں ہو جاتا) بہت بُری چیز اور نقصان رساں لفظ ہے۔ اس طرح اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ کے یہ معنی ہوئے کہ یا الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اُن بواعث اور موجبات سے جن کا نتیجہ "ہم" اور "حزن" ہوتا ہے۔ یعنی نہ تو مجھ میں بے جا اور لمبے لمبے ارادے پیدا ہوں اور نہ میں "کاش" اور "لو" کا استعمال کروں۔ مطلب یہ کہ نہ مجھے موجودہ ناکامی کی وجہ سے کوئی غم ہو اور نہ گزشتہ کسی تکلیف کا خیال مجھے رنجیدہ اور ستانے کا باعث ہو سکے۔

اس دعا کے سکھانے سے غرض اور انسان کے واسطے سبق یہ مد نظر ہے کہ انسان بہت طول امل سے پرہیز کرتا رہے اور گزشتہ مصائب کو یاد کرکے اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈالے۔ کیونکہ جب انسان ہم اور حزن میں ڈوب جاتا ہے تو آئندہ ترقیوں کی راہیں بھی اس کے واسطے بند و مسدود ہو جاتی ہیں۔ ہم اور حزن سے فرصت ملے، نہ یہ حصول خیر اور دفع شر کے لئے کوئی تجویز سوچے۔ پس اسی لئے انسان کو پھر یہ دعا سکھائی گئی کہ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ۔"

(خطبات نور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳، اپریل ۱۹۰۸ء، صفحہ ۳۱۷، ۳۱۸)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۹۵ - کتاب اخبار الآحاد

ان خبروں کا بیان جن کو ایک شخص نے نقل کیا

آحاد واحد کی جمع ہے۔ علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ خبرِ واحد یا اَخبارِ آحاد سے مراد وہ احادیث وروایات ہیں جن کو بیان کرنے والوں کی تعداد انتہائی کم اور محدود ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ایسی روایات کو ظنی علم کا درجہ دیا جاتا ہے۔ راویوں کی تعداد کے لحاظ سے اس کی تین اَقسام ہیں: (۱) مشہور (۲) عزیز (۳) غریب (۱) مشہور سے مراد ایسی روایت ہے جس کو بیان کرنے والے کسی دَور میں بھی تین سے کم نہ ہوں۔ (۲) عزیز: جس روایت کو بیان کرنے والے کسی دَور میں صرف دو رَہ گئے ہوں اُسے "عزیز" کہا جاتا ہے۔ (۳) غریب: ایسی روایت جس کے سلسلہ سند کے کسی دَور میں صرف ایک راوی رہ گیا ہو تو ایسی روایت "غریب" کہلاتی ہے۔ خبرِ واحد کے بالمقابل خبرِ متواتر ہے جسے یقینی علم کا درجہ دیا جاتا ہے۔ (نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر، صفحہ ۱) خبرِ متواتر سے مراد ایسی روایت ہے جسے بیان کرنے والوں کی ہر زمانہ میں ایک جماعت ہو۔ یعنی ہر دَور میں اسے بیان کرنے والے اس قدر زیادہ ہوں کہ ان سب سے بالاتفاق جھوٹ صادر ہو جانا محال ہو۔ (نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر، صفحہ ۳۷) امام بخاریؒ اس کتاب میں ۲۲، مرفوع احادیث لائے ہیں اور ان پر چھ ابواب قائم کئے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

> "ہر یک عاقل سمجھ سکتا ہے کہ ایک خبر واحد غایت کار مفید ظن ہے۔ سو وہ یقینی اور قطعی ثبوت کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ بہت سی حدیثیں مسلم اور بخاری کی ہیں جو امام اعظم صاحب نے جو رئیس الائمہ ہیں قبول نہیں کیں، بعض حدیثوں کو شافعی نے نہیں لیا، بعض حدیثوں کو جو نہایت صحیح سمجھی جاتی ہیں امام مالک نے چھوڑ دیا۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۹۳)

نیز فرمایا:

> "علماء حنفیہ خبر واحد سے گو وہ بخاری ہو یا مسلم، قرآن کریم کے کسی حکم کو ترک نہیں کرتے اور نہ اس پر زیادت کرتے ہیں اور امام شافعی حدیث متواتر کو بھی بمقابلہ آیت کالعدم سمجھتا ہے اور امام مالک کے نزدیک خبر واحد سے بشرط نہ ملنے آیت کے قیاس مقدم ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۵۰ کتاب نور الانوار اصول فقہ۔...... یہ ظاہر ہے کہ

بخاری اور مسلم اکثر مجموعہ احاد کا ہے اور ...... احاد کی نسبت امام مالک اور امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کی یہی رائے ہے کہ وہ قرآن کے مخالف ہونے کی حالت میں ہر گز قبول کے لائق نہیں۔" (الحق مباحثہ لدھیانہ، روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۹۹)

نیز فرمایا:

"ممکن ہے کہ بعض احادیث کے الفاظ محفوظ نہ رہے ہوں کیونکہ احادیث کے الفاظ وحی متلو کی طرح نہیں اور اکثر احادیث احاد کا مجموعہ ہیں۔ اعتقادی امر تو الگ بات ہے۔ جو چاہو اعتقاد کرو مگر واقعی اور حقیقی فیصلہ یہی ہے کہ احاد میں عند العقل امکان تغیر الفاظ ہے۔ چنانچہ ایک ہی حدیث میں جو مختلف طریقوں اور مختلف راویوں سے پہنچتی ہے اکثر ان کے الفاظ اور ترتیب میں بہت سا فرق ہوتا ہے حالانکہ وہ ایک ہی وقت میں ایک ہی منہ سے نکلی ہے۔ پس صاف سمجھ آتا ہے کہ چونکہ اکثر راویوں کے الفاظ اور طرز بیان جدا جدا ہوتے ہیں اس لئے اختلاف پڑ جاتا ہے۔"

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۶۵)

نیز فرمایا:

"میرا مذہب امام شافعی اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے مذہب کی نسبت حدیث کی بہت رعایت رکھنے والا ہے کیونکہ میں صحیحین کی خبر واحد کو بھی جو تعامل کے سلسلہ سے موکد ہے اور احکام اور حدود اور فرائض میں سے ہو نہ حصہ دوم میں سے، اس لائق قرار دیتا ہوں کہ قرآن پر اس سے زیادتی کی جائے اور یہ مذہب ائمہ ثلاثہ کا نہیں مگر یاد رہے کہ میں واقعی زیادتی کا قائل نہیں بلکہ میرا ایمان انا انزلنا الکتاب تبیانا لکل شیءِ پر ہے جیسا کہ میں ظاہر کر چکا ہوں۔"

(الحق مباحثہ لدھیانہ، روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۱۰۰)

بَاب ۱ : مَا جَاءَ فِي إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الصَّدُوقِ فِي الْأَذَانِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَالْفَرَائِضِ وَالْأَحْكَامِ

اذان اور نماز اور روزہ اور دیگر فرائض اور احکام کے متعلق ایک سچے شخص کی خبر کو درست قرار دینے کے بارے میں جو حدیثیں آئی ہیں

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ — اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: ان کے ہر گروہ میں سے کچھ

فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْآ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (التوبة:۱۲۲) وَيُسَمَّى الرَّجُلُ طَائِفَةً لِقَوْلِهِ تَعَالَى: وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا (الحجرات:۱۰) فَلَوِ اقْتَتَلَ رَجُلَانِ دَخَلَا فِي مَعْنَى الْآيَةِ. وَقَوْلُهُ تَعَالَى: إِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوْآ (الحجرات:۷) وَكَيْفَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَرَاءَهُ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ فَإِنْ سَهَا أَحَدٌ مِّنْهُمْ رُدَّ إِلَى السُّنَّةِ.

لوگ کیوں نہ نکلے تا کہ وہ دین کے متعلق سمجھ پیدا کریں اور اپنی اپنی قوم کو جب وہ ان کے پاس لَوٹیں خطرے سے آگاہ کریں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ بھی بچے رہیں۔ اور ایک آدمی کو بھی طَائِفَةً کہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر مومنوں میں سے دو فریق آپس میں لڑیں۔ پس اگر دو آدمی بھی آپس میں لڑیں تو وہ اس آیت کے مفہوم میں آجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تم اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو اور نبی ﷺ نے اپنے امیروں کو ایک ایک کر کے کیسے بھیجا (اور فرمایا:) اگر ان میں سے کوئی کچھ بھول جائے تو اسے مسنون طریقہ کی طرف لَوٹا دیا جائے۔

٧٢٤٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقِيْقًا فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَهَيْنَا أَهْلَنَا أَوْ قَدِ اشْتَقْنَا سَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا بَعْدَنَا فَأَخْبَرْنَاهُ قَالَ ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ – وَذَكَرَ أَشْيَاءَ أَحْفَظُهَا وَلَا

۷۲۴۶: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے ہم سے بیان کیا۔ ایوب نے ابوقلابہ سے روایت کی کہ مالک بن حویرث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: ہم نبی ﷺ کے پاس آئے اور ہم تقریباً ایک ہی عمر کے جوان تھے۔ ہم آپؐ کے پاس بیس راتیں ٹھہرے اور رسول اللہ ﷺ بہت ہی نرم دل تھے۔ جب آپؐ یہ سمجھے کہ ہم اپنے گھر والوں سے ملنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ راوی نے قَدِ اشْتَهَيْنَا کہا یا قَدِ اشْتَقْنَا تو آپؐ نے ہم سے پوچھا کہ ہم اپنے پیچھے کن کو چھوڑ آئے ہیں؟ ہم نے آپؐ کو بتایا۔ آپؐ نے فرمایا: اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ جاؤ۔ ان

أَحْفَظُهَا – وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ.

میں رہو اور انہیں احکام سکھاؤ اور ان پر عمل کرنے کے لئے ان سے کہو۔ (ابو قلابہ کہتے تھے: مالک بن حویرث نے) کئی باتیں بیان کیں، کچھ یاد ہیں اور کچھ یاد نہیں (اور آپؐ نے فرمایا:) تم ویسے ہی نماز پڑھو جیسے تم نے مجھے پڑھتے دیکھا۔ جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک اذان دے اور جو تم میں سے بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرائے۔

أطرافه: ٦٢٨، ٦٣٠، ٦٣١، ٦٥٨، ٦٨٥، ٨١٩، ٢٨٤٨، ٦٠٠٨۔

٧٢٤٧: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سَحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ قَالَ يُنَادِي بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هَكَذَا وَجَمَعَ يَحْيَى كَفَّيْهِ حَتَّى يَقُولَ هَكَذَا وَمَدَّ يَحْيَى إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَتَيْنِ.

٧٢۴٧: مسدد نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے یحییٰ (بن قطان) سے، یحییٰ نے (سلیمان) تیمی سے، تیمی نے ابو عثمان سے، ابو عثمان نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: بلالؓ کی اذان تم میں سے کسی کو اپنی سحری کھانے سے نہ روکے کیونکہ وہ رات کو اذان دیتا ہے یا فرمایا: منادی کرتا ہے تا جو تم میں سے کھڑا نماز پڑھ رہا ہے وہ لوٹ جائے اور اپنے سوئے ہوئے کو جگا دے اور فجر وہ نہیں (جو اس طرح کی نیم روشنی ہو) اور یحییٰ نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر بتایا کہ جب تک اس طرح سے روشنی نہ ہو جائے اور یحییٰ نے اپنی شہادت کی انگلیوں کو پھیلایا۔

أطرافه: ٦٢١، ٥٢٩٨۔

٧٢٤٨: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ

٧٢۴٨: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبد العزیز بن مسلم نے ہمیں بتایا۔ عبداللہ بن دینار نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ نبی ﷺ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ.

سے روایت کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: بلال رات کو اذان دیتا ہے۔ تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن اُمّ مکتوم اذان دے۔

أطرافُه: ٦١٧، ٦٢٠، ٦٢٣، ١٩١٨، ٢٦٥٦-

٧٢٤٩: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيلَ أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ وَمَا ذَاكَ؟ قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ.

۷۲۴۹: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حکم سے، حکم نے ابراہیم سے، ابراہیم نے علقمہ سے، علقمہ نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے ہمیں ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھائیں تو (آپؐ سے) پوچھا گیا: کیا نماز بڑھادی گئی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا: آپؐ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ تو آپؐ نے سلام کے بعد دو سجدے کئے۔

أطرافُه: ٤٠١، ٤٠٤، ١٢٢٦، ٦٦٧١-

٧٢٥٠: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللهِ أَمْ نَسِيتَ؟ فَقَالَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ

۷۲۵۰: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ایوب سے، ایوب نے محمد (بن سیرین) سے، محمد نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ دو رکعتیں ہی پڑھ کر فارغ ہو گئے تو ذوالیدین نے آپؐ سے کہا: یا رسول اللہ! کیا نماز کم ہوگئی ہے یا آپؐ بھول گئے ہیں؟ آپؐ نے پوچھا: کیا ذوالیدین نے سچ کہا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپؐ نے دو اَور رکعتیں پڑھائیں۔ پھر سلام پھیرا۔ پھر اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا جیسے آپؐ سجدہ کیا کرتے تھے یا اس سے کچھ لمبا۔ پھر آپؐ نے سر

فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ ثُمَّ رَفَعَ.

اُٹھایا۔ پھر اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا۔ اتنا ہی جتنا آپؐ سجدہ کیا کرتے تھے۔ پھر آپؐ نے سر اُٹھایا۔

أطرافُہ: ٤٨٢، ٧١٤، ٧١٥، ١٢٢٧، ١٢٢٨، ١٢٢٩، ٦٠٥١۔

٧٢٥١: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّأْمِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ.

۷۲۵۱: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا۔ مالک نے مجھے بتایا۔ مالک نے عبداللہ بن دینار سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک بار جبکہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ کوئی آنے والا ان کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ آج رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کیا گیا ہے اور آپؐ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپؐ کعبہ کی طرف منہ کریں اس لئے تم بھی اس طرف منہ کر لو اور اس وقت ان کے منہ شام کی طرف تھے تو وہ گھوم کر کعبہ کی طرف ہو گئے۔

أطرافُہ: ٤٠٣، ٤٤٨٨، ٤٤٩٠، ٤٤٩١، ٤٤٩٣، ٤٤٩٤۔

٧٢٥٢: حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُّوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا (البقرة:١٤٥) فَوُجِّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَصَلَّى مَعَهُ رَجُلٌ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ

۷۲۵۲: یحيٰ (بلخی) نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسرائیل سے، اسرائیل نے ابواسحاق سے، ابواسحاق نے حضرت براءؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آئے تو سولہ یا سترہ مہینے تک آپؐ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے اور آپؐ یہ پسند کرتے تھے کہ کعبہ کی طرف منہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے (آیت) نازل کی: ہم خوب دیکھ رہے ہیں جو تمہاری توجہ آسمان کی طرف بار بار لوٹ رہی ہے اور ہم ضرور وہی قبلہ تمہارے سپرد کریں گے جس کو تم پسند کرتے ہو۔ غرض آپؐ کو

فَمَرَّ عَلَى قَوْمٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ قَدْ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَانْحَرَفُوا وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ.

أطرافُه: ٤٠، ٣٩٩، ٤٤٨٦، ٤٤٩٢-

کعبہ کی طرف منہ کرنے کے لئے حکم دیا گیا اور ایک شخص نے عصر کی نماز آپؐ کے ساتھ پڑھی پھر وہ نکل کر چلا گیا اور انصار کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا تو اس نے کہا کہ وہ شہادت دیتا ہے کہ اس نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور یہ کہ آپؐ کو کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (یہ سن کر) وہ پھر گئے اور وہ عصر کی نماز میں رکوع میں تھے۔

٧٢٥٣: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَأَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِّنْ فَضِيخٍ وَهُوَ تَمْرٌ فَجَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أَنَسُ قُمْ إِلَى هَذِهِ الْجِرَارِ فَاكْسِرْهَا. قَالَ أَنَسٌ فَقُمْتُ إِلَى مِهْرَاسٍ لَنَا فَضَرَبْتُهَا بِأَسْفَلِهِ حَتَّى انْكَسَرَتْ.

٧٢٥٣: یحییٰ بن قزعہ نے مجھ سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے، اسحاق نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں ابوطلحہ انصاریؓ، ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور اُبیّ بن کعبؓ کو فضیخ شراب پلا رہا تھا اور وہ کھجور کی ہوتی ہے۔ اتنے میں ان کے پاس ایک آنے والا آیا اور کہنے لگا: شراب تو حرام کر دی گئی ہے۔ حضرت ابوطلحہؓ نے کہا: انس! اُٹھو، ان مٹکوں کی طرف آؤ اور انہیں توڑ ڈالو۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: میں اُٹھا اور اپنے ہاون دستے کی طرف گیا اور اس کو نیچے کی طرف سے ان مٹکوں کو مارتا گیا یہاں تک کہ وہ سب ٹوٹ گئے۔

أطرافُه: ٢٤٦٤، ٤٦١٧، ٤٦٢٠، ٥٥٨٠، ٥٥٨٢، ٥٥٨٣، ٥٥٨٤، ٥٦٠٠، ٥٦٢٢-

٧٢٥٤: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَهْلِ نَجْرَانَ لَأَبْعَثَنَّ

٧٢٥۴: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابواسحاق سے، ابواسحاق نے صلہ (بن زفر) سے، صلہ نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے اہل نجران

إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ.

أطرافه: ٣٧٤٥، ٤٣٨٠، ٤٣٨١۔

سے فرمایا: میں تمہارے پاس ایک امین شخص جو حقیقی امین ہوگا، کو ہی بھیجوں گا۔ یہ سن کر نبی ﷺ کے صحابہ گردن اُٹھا کر دیکھنے لگے اور آپؐ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو بھیجا۔

٧٢٥٥: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ.

أطرافه: ٣٧٤٤، ٤٣٨٢۔

۷۲۵۵: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے خالد (بن مہران) سے، خالد نے ابوقلابہ سے، ابوقلابہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر اُمت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس اُمت کا امین ابوعبیدہ ہے۔

٧٢٥٦: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ وَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَابَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ شَهِدْتُهُ أَتَيْتُهُ بِمَا يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا غِبْتُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ أَتَانِي بِمَا يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۷۲۵۶: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحيٰ بن سعید سے، یحيٰ نے عبید بن حنین سے، عبید نے حضرت ابن عباسؓ سے، حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: انصار میں سے ایک شخص تھا، جب وہ رسول اللہ ﷺ سے غیر حاضر ہوتا تو میں آپؐ کے پاس حاضر ہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حکم بھی ہوتا وہ میں اُس کے پاس لے آتا اور جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر حاضر ہوتا اور وہ موجود ہوتا تو وہ جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم ہوتا میرے پاس لے آتا۔

أطرافه: ٨٩، ٢٤٦٨، ٤٩١٣، ٤٩١٤، ٤٩١٥، ٥١٩١، ٥٢١٨، ٥٨٤٣، ٧٢٦٣۔

٧٢٥٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

۷۲۵۷: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ غندر

غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا فَأَوْقَدَ نَارًا وَقَالَ ادْخُلُوهَا فَأَرَادُوا أَنْ يَدْخُلُوهَا وَقَالَ آخَرُونَ إِنَّمَا فَرَرْنَا مِنْهَا فَذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِلَّذِينَ أَرَادُوا أَنْ يَدْخُلُوهَا لَوْ دَخَلُوهَا لَمْ يَزَالُوا فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَقَالَ لِلْآخَرِينَ لَا طَاعَةَ فِي الْمَعْصِيَةِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ.

أطرافه: ٤٣٤٠، ٧١٤٥-

نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے زبید سے، زبید نے سعد بن عبیدہ سے، سعد نے ابوعبدالرحمٰن سے، ابوعبدالرحمٰن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور ایک شخص کو ان لوگوں پر امیر مقرر کیا۔ اس نے آگ جلائی اور کہا: اس میں داخل ہو۔ بعض نے ارادہ کیا کہ اس میں داخل ہو جائیں اور دوسروں نے کہا: ہم اس آگ سے ہی تو بھاگے تھے۔ پھر انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے ان سے فرمایا: جنہوں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا اگر وہ اس میں داخل ہوتے تو وہ اس میں قیامت کے دن تک رہتے اور دوسرے گروہ سے فرمایا: معصیت میں اطاعت نہیں، اطاعت تو معروف میں ہوتی ہے۔

٧٢٥٨، ٧٢٥٩: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...

۷۲۵۸-۷۲۵۹: زُہیر بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن ابراہیم نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا:) میرے باپ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے صالح (بن کیسان) سے، صالح نے ابن شہاب سے روایت کی کہ عبیداللہ بن عبداللہ نے ان کو بتایا کہ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت زید بن خالدؓ دونوں نے ان کو خبر دی کہ دو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا جھگڑا لائے۔

أطراف الحديث **٧٢٥٨**: ٢٣١٥، ٢٦٩٥، ٢٧٢٤، ٦٦٣٣، ٦٨٢٧، ٦٨٣٣، ٦٨٣٥، ٦٨٤٢، ٦٨٥٩، ٧١٩٣، ٧٢٦٠، ٧٢٧٨-

أطراف الحديث **٧٢٥٩**: ٢٣١٤، ٢٦٤٩، ٢٦٩٦، ٢٧٢٥، ٦٦٣٤، ٦٨٢٨، ٦٨٣١، ٦٨٣٦، ٦٨٤٣، ٦٨٦٠، ٧١٩٤، ٧٢٧٩-

٧٢٦٠: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَعْرَابِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اقْضِ لِي بِكِتَابِ اللهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ يَا رَسُولَ اللهِ اقْضِ لَهُ بِكِتَابِ اللهِ وَأْذَنْ لِّي فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ فَقَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا وَالْعَسِيفُ الْأَجِيرُ فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةٍ مِّنَ الْغَنَمِ وَ وَلِيدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ وَإِنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ أَمَّا الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ فَرُدُّوهَا وَأَمَّا ابْنُكَ فَعَلَيْهِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ. وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ لِرَجُلٍ مِّنْ أَسْلَمَ فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَاعْتَرَفَتْ

۷۲۶۰: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا:) مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے بتایا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: اس اثنا میں کہ ہم رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بدوؤں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! کتاب اللہ کے موافق میرا فیصلہ کر دیں۔ (یہ سن کر) اس کا مخالف کھڑا ہوا اور بولا: یا رسول اللہ! اس نے سچ کہا ہے، کتاب اللہ کے موافق ہی اس کا فیصلہ فرمادیں اور مجھے اجازت دیں۔ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس سے فرمایا: بیان کرو۔ اس نے کہا: میرا بیٹا اس شخص کے پاس ملازم تھا اور ملازم نوکر کو کہتے ہیں، تو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا، لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا، میں نے ایک سو بکری اور ایک لونڈی فدیہ دے کر اس کو اس سے چھڑایا پھر اس کے بعد میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ اس کی بیوی کو سنگسار کیا جائے گا اور میرے بیٹے کو تو صرف سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جاوے گا۔ آپؐ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں تم دونوں کے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کروں گا۔ وہ لونڈی اور بکریاں تو واپس کر دو اور تیرے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے اور اسلم قبیلہ کے ایک شخص کا نام

فَرَجَمَهَا.

لے کر فرمایا: اُنیس! تم کل صبح اس شخص کی عورت کے پاس جاؤ، اگر وہ اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر دو۔ چنانچہ اُنیس صبح اُس کے پاس گئے اور اس نے اقرار کیا جس پر انہوں نے اس کو سنگسار کیا۔

أطرافُه: ٢٣١٥، ٢٦٩٥، ٢٧٢٤، ٦٦٣٣، ٦٨٢٧، ٦٨٣٣، ٦٨٣٥، ٦٨٤٢، ٦٨٥٩، ٧١٩٣، ٧٢٥٨، ٧٢٧٨۔

تشریح: مَا جَاءَ فِي إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الصَّدُوقِ: ایک سچے شخص کی خبر کو درست قرار دینے کے بارے میں جو حدیثیں آئی ہیں۔ امام بخاریؒ نے معنونہ آیات واحادیث سے اس امر کو ثابت کیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ فردِ واحد کی خبر پر یقین کرتے ہوئے نماز، روزہ اور دیگر فرائض واحکام ادا کیا کرتے تھے۔ یعنی اُن کے نزدیک ایک ایسا شخص جو صدق پر بہت پختگی اور مضبوطی سے قائم رہنے والا اور تقوی اللہ پر قائم رہنے والا ہوتا، اُس کا اذان دینا یا فرائض واَحکام کے متعلق خبر دینا جائز و قابل قبول ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرائض واحکام سے متعلق اخبار آحاد کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''کسی سے سن لیا ہے کہ احادیث اکثر احاد کے مرتبہ پر ہیں اور اس سے بلا توقف یہ نتیجہ پیدا کیا کہ بجز قرآن کریم کے اور جس قدر مسلمات اسلام ہیں وہ سب کے سب بے بنیاد شکوک ہیں جن کو یقین اور قطعیت میں سے کچھ حصّہ نہیں۔... درحقیقت یہ ایک بڑا بھاری دھوکہ ہے جس کا پہلا اثر دین اور ایمان کا تباہ ہونا ہے کیونکہ اگر یہی بات سچ ہے کہ اہل اسلام کے پاس بجز قرآن کریم کے جس قدر اَور منقولات ہیں وہ تمام ذخیرہ کذب اور جھوٹ اور افترا اور ظنون اور اوہام کا ہے تو پھر شائد اسلام میں سے کچھ تھوڑا ہی حصّہ باقی رہ جائے گا۔ وجہ یہ کہ ہمیں اپنے دین کی تمام تفصیلات احادیث نبویہ کے ذریعہ سے ملی ہیں۔ مثلاً یہ نماز جو پنج وقت ہم پڑھتے ہیں گو قرآن مجید سے اس کی فرضیت ثابت ہوتی ہے مگر یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ صبح کی دو رکعت فرض اور دو رکعت سُنت ہیں اور پھر ظہر کی چار رکعت فرض اور چار اور دو سُنّت اور مغرب کی تین رکعت فرض اور پھر عشاء کی چار۔ ایسا ہی زکوٰۃ کی تفاصیل معلوم کرنے کے لئے ہم بالکل احادیث کے محتاج ہیں۔ اسی طرح ہزارہا جزئیات ہیں جو عبادات

اور معاملات اور عقود وغیرہ کے متعلق ہیں اور ایسی مشہور ہیں کہ ان کا لکھنا صرف وقت ضائع کرنا اور بات کو طول دینا ہے۔ علاوہ اس کے اسلامی تاریخ کا مبدء اور منبع یہی احادیث ہی ہیں۔ اگر احادیث کے بیان پر بھروسہ نہ کیا جائے تو پھر ہمیں اس بات کو بھی یقینی طور پر نہیں ماننا چاہیئے کہ درحقیقت حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے جن کو بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی ترتیب سے خلافت ملی اور اسی ترتیب سے ان کی موت بھی ہوئی کیونکہ اگر احادیث کے بیان پر اعتبار نہ کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ان بزرگوں کے وجود کو یقینی کہہ سکیں اور اس صورت میں ممکن ہو گا کہ تمام نام فرضی ہی ہوں اور دراصل نہ کوئی ابو بکر گذرا ہو نہ عمر نہ عثمان نہ علی کیونکہ بقول... معترض یہ سب احادیث احاد ہیں اور قرآن میں ان ناموں کا کہیں ذکر نہیں پھر بموجب اس اصول کے کیونکر تسلیم کی جائیں۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کا نام عبد اللہ اور والدہ کا نام آمنہ اور دادا کا نام عبد المطلب ہونا اور پھر آنحضرت ﷺ کی بیویوں میں سے ایک کا خدیجہ اور ایک کا نام عائشہ اور ایک کا نام حفصہ رضی اللہ عنہن ہونا اور دایہ کا نام حلیمہ ہونا اور غار حرا میں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عبادت کرنا اور بعض صحابہ کا حبشہ کی طرف ہجرت کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد بعثت دس ۱۰ سال تک مکہ میں رہنا اور پھر وہ تمام لڑائیاں ہونا جن کا قرآن کریم میں نام و نشان نہیں اور صرف احادیث سے یہ تمام امور ثابت ہوتے ہیں تو کیا اِن تمام واقعات سے اِس بناء پر انکار کر دیا جاوے کہ احادیث کچھ چیز نہیں۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر مسلمانوں کے لئے ممکن نہ ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سوانح میں سے کچھ بھی بیان کر سکیں۔ دیکھنا چاہیئے کہ ہمارے مولیٰ و آقا کی سوانح کا وہ سلسلہ کہ کیونکر قبل از بعثت مکہ میں زندگی بسر کی اور پھر کس سال دعوتِ نبوّت کی اور کس ترتیب سے لوگ داخل اسلام ہوئے اور کفار نے مکّہ کے دس سال میں کس کس قسم کی تکلیفیں پہنچائیں اور پھر کیونکر اور کس وجہ سے لڑائیاں شروع ہوئیں اور کس قدر لڑائیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس حاضر

ہوئے اور آنجناب کے زمانہ زندگی تک کن کن ممالک تک حکومت اسلام پھیل چکی تھی اور شاہانِ وقت کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کے خط لکھے تھے یا نہیں اور اگر لکھے تھے تو ان کا کیا نتیجہ ہوا تھا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کے وقت کیا کیا فتوحات اسلام ہوئیں اور کیا کیا مشکلات پیش آئیں اور حضرت فاروق کے زمانہ میں کن کن ممالک تک فتوحاتِ اسلام ہوئیں۔ یہ تمام امور صرف احادیث اور اقوال صحابہ کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہیں۔ پھر اگر احادیث کچھ بھی چیز نہیں تو پھر اُس زمانہ کے حالات دریافت کرنا نہ صرف ایک امر مشکل بلکہ محالات میں سے ہوگا اور اس صورت میں واقعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی نسبت مخالفین کو ہر یک افترا کی گنجائش ہوگی اور ہم دشمنوں کو بے جا حملہ کرنے کا بہت سا موقعہ دیں گے اور ہمیں ماننا پڑے گا کہ جو کچھ ان احادیث کے ذریعہ سے واقعات اور سوانح دریافت ہوتے ہیں وہ سب ہیچ اور کالعدم ہیں یہاں تک کہ صحابہ کے نام بھی یقینی طور پر ثابت نہیں۔ غرض ایسا خیال کرنا کہ احادیث کے ذریعہ سے کوئی یقینی اور قطعی صداقت ہمیں مل ہی نہیں سکتی گویا اسلام کا بہت سا حصّہ اپنے ہاتھ سے نابود کرنا ہے بلکہ اصل اور صحیح امر یہ ہے کہ جو کچھ احادیث کے ذریعہ سے بیان ہوا ہے جب تک صحیح اور صاف لفظوں میں قرآن اُس کا معارض نہ ہو تب تک اس کو قبول کرنا لازم ہے کیونکہ یہ بات مسلّم ہے کہ طبعی امر انسان کیلئے راست گوئی ہے اور انسان جھوٹ کو محض کسی مجبوری کی وجہ سے اختیار کرتا ہے کیونکہ وہ اُس کے لئے ایک غیر طبعی ہے۔ پھر ایسی احادیث جو تعامل اعتقادی یا عملی میں آکر اسلام کے مختلف گروہوں کا ایک شعار ٹھہر گئی تھیں انکی قطعیت اور تواتر کی نسبت کلام کرنا تو درحقیقت جنون اور دیوانگی کا ایک شعبہ ہے۔ مثلاً آج اگر کوئی شخص یہ بحث کرے کہ یہ پنج نمازیں جو مسلمان پنج وقت ادا کرتے ہیں اِن کی رکعات کی تعداد ایک شکّی امر ہے کیونکہ مثلاً قرآن کریم کی کسی آیت میں یہ مذکور نہیں کہ تم صبح کی دو رکعت پڑھا کرو اور پھر جمعہ کی دو اور عیدین کی بھی دو دو۔ رہی احادیث تو وہ اکثر احاد ہیں جو مفید یقین نہیں، تو

کیا ایسی بحث کرنے والا حق پر ہو گا۔ اگر احادیث کی نسبت ایسی ہی رائیں قبول کی جائیں تو سب سے پہلے نماز ہی ہاتھ سے جاتی ہے کیونکہ قرآن نے تو نماز پڑھنے کا کوئی نقشہ کھینچ کر نہیں دکھلایا۔ صرف یہ نمازیں احادیث کی صحت کے بھروسہ پر پڑھی جاتی ہیں۔ اب اگر مخالف یہی اعتراض کرے کہ قرآن نے نماز کا طریق نہیں سکھلایا اور جس طریق کو مسلمانوں نے اختیار کر رکھا ہے وہ مردود ہے کیونکہ احادیث قابل اعتبار نہیں تو ہم ایسے اصول پر آپ ہی پابند ہونے سے کہ بے شک احادیث کچھ بھی چیز نہیں اِس اعتراض کا کیا جواب دے سکتے ہیں بجز اسکے کہ اعتراض کو قبول کر لیں بلکہ اِس صورت میں اسلام کی نماز جنازہ بھی بالکل بیہودہ ہو گی کیونکہ قرآن میں اِس بات کا کہیں ذکر نہیں کہ کوئی ایسی نماز بھی ہے کہ جس میں سجدہ اور رکوع نہیں۔ اَب سوچ کر دیکھ لو کہ احادیث کے چھوڑنے سے اسلام کا کیا باقی رہ جاتا ہے۔

اور خود یہ بات قلّت تدبّر کا نتیجہ ہے کہ ایسا خیال کر لیا جائے کہ احادیث کا ماحصل صرف اسقدر ہے کہ محض ایک یا دو آدمی کے بیان کو معتبر سمجھ کے اُس کی روایت کو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیال کر لیا جائے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ احادیث کا سلسلہ تعامل کے سلسلہ کی ایک فرع اور اطراد بعد الوقوع کے طور پر ہے۔ مثلاً محدثین نے دیکھا کہ کروڑہا آدمی مغرب کے فرض کی تین رکعت پڑھتے ہیں اور فجر کی دو اور مع ذالک ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ ضرور پڑھتے ہیں اور آمین بھی کہتے ہیں گو بالجہر یا بالسّر اور قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھتے ہیں اور ساتھ اسکے درود اور کئی دعائیں ملاتے ہیں اور دونوں طرف سلام دے کر نماز سے باہر ہوتے ہیں۔ سو اِس طرز عبادت کو دیکھ کر محدثین کو یہ ذوق اور شوق پیدا ہوا کہ تحقیق کے طور پر اس وضع نماز کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاویں اور احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ سے اس کو ثابت کریں۔ اب اگرچہ یہ بات سچ ہے کہ انہوں نے ایسے سلسلہ کی بہم رسانی کے لئے یہ کوشش نہیں کی کہ ایک ایک حدیث کے مضمون کے لئے ہزار ہزار یا دو دو ہزار طرق اسناد بہم پہنچادیں مگر کیا یہ بھی سچ ہے کہ اِس نماز کی بنیاد

ڈالنے والے وہی محدّث تھے اور پہلے اس سے دنیا میں نماز نہیں ہوتی تھی اور دنیا نماز سے بالکل بے خبر تھی اور کئی صدیوں کے بعد صرف ایک دو حدیثوں پر اعتبار کرنے سے نماز شروع کی گئی۔ پس مَیں زور سے کہتا ہوں کہ یہ ایک بڑا دھوکا ہو گا اگر یہ خیال کر لیا جائے گا کہ صرف مدار ثبوت ان رکعات اور کیفیت نماز خوانی کا اُن چند حدیثوں پر تھا جو بنظر ظاہر احاد سے زیادہ معلوم نہیں ہوتیں۔ اگر یہی سچ ہے تو سب سے پہلے فرائض اسلام کیلئے ایک سخت اور لاعلاج ماتم درپیش ہے جس کی فکر ایک مسلمان کہلانیوالے ذی غیرت کو سب سے مقدم ہے مگر یاد رہے کہ ایسا خیال فقط ان لوگوں کا ہے جنہوں نے کبھی بیدار ہو کر سوانح اور واقعات اور رسوم اور عباداتِ اسلام کی طرف نظر نہیں کی کہ کیونکر اور کس طریق سے یقینی امور کا ان کو مرتبہ حاصل ہوا۔

سو واضح ہو کہ اس یقین کے بہم پہنچانے کیلئے تعامل قومی کا سلسلہ نہات تسلّی بخش نمونہ ہے۔ مثلاً وہ احادیث جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز فجر کی اس قدر رکعت اور نماز مغرب کی اِس قدر رکعات ہیں، اگرچہ فرض کرو کہ ایسی حدیثیں دو یا تین ہیں اور بہر حال احاد سے زیادہ نہیں مگر کیا اِس تحقیق اور تفتیش سے پہلے لوگ نماز نہیں پڑھتے تھے اور حدیثوں کی تحقیق اور راویوں کا پتہ ملنے کے بعد پھر نمازیں شروع کرائی گئیں تھیں بلکہ کروڑہا انسان اسی طرح نماز پڑھتے تھے اور اگر فرض کے طور پر حدیثوں کے اسنادی سلسلہ کا وجود بھی نہ ہوتا۔ تاہم اس سلسلہ تعامل سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت تھا کہ نماز کے بارے میں اسلام کی مسلسل تعلیم وقتاً بعد وقتٍ اور قرناً بعد قرنٍ یہی چلی آئی ہے۔ ہاں احادیث کی اسناد مرفوعہ متصلہ نے اس سلسلہ کو نورٌ علیٰ نور کر دیا۔ پس اگر اس قاعدہ سے احادیث کو دیکھا جائے تو اُن کے اکثر حصہ کو جس کا معین اور مددگار سلسلہ تعامل ہے احاد کے نام سے یاد کرنا بڑی غلطی ہو گی اور در حقیقت یہی ایک بھاری غلطی ہے جس نے اِس زمانہ کے نیچریوں کو صداقت اسلام سے بہت ہی دُور ڈال دیا۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ گویا اسلام کی وہ تمام سنن اور رسوم اور عبادات اور سوانح اور تواریخ جن پر حدیثوں کا حوالہ دیا جاتا ہے وہ صرف

چند حدیثوں کی بنا پر ہی قائم ہیں حالانکہ یہ اُن کی فاش غلطی ہے بلکہ جس تعامل کے سلسلہ کو ہمارے نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا تھا وہ ایسا کروڑہا انسانوں میں پھیل گیا تھا کہ اگر محدثین کا دنیا میں نام ونشان بھی نہ ہوتا تب بھی اس کو کچھ نقصان نہ تھا۔ یہ بات ہر ایک کو ماننی پڑتی ہے کہ اس مقدس معلم اور مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کی باتوں کو ایسا محدود نہیں رکھا تھا کہ صرف دو چار آدمیوں کو سکھلائی جائیں اور باقی سب اس سے بے خبر ہوں۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر اسلام ایسا بگڑتا کہ کسی مُحدّث وغیرہ کے ہاتھ سے ہرگز درست نہیں ہو سکتا تھا۔ اگرچہ آئمہ حدیث نے دینی تعلیم کی نسبت ہزارہا حدیثیں لکھیں مگر سوال تو یہ ہے کہ وہ کونسی حدیث ہے کہ جو اُن کے لکھنے سے پہلے اُس پر عمل نہ تھا اور دنیا اس مضمون سے غافل تھی۔ اگر کوئی ایسی تعلیم یا ایسا واقعہ یا ایسا عقیدہ ہے جو اس کی بنیادی اینٹ صرف ائمہ حدیث نے ہی کسی روایت کی بناء پر رکھی ہے اور تعامل کے سلسلہ میں جس کے کروڑہا افراد انسانی قائل ہوں اس کا کوئی اثر ونشان دکھائی نہیں دیتا اور نہ قرآن کریم میں اس کا کچھ ذکر پایا جاتا ہے تو بلاشبہ ایسی خبر واحد جس کا پتہ بھی سو ڈیڑھ سو برس کے بعد لگا یقین کے درجہ سے بہت ہی نیچے گری ہوئی ہوگی اور جو کچھ اُس کی ناقابل تسلّی ہونے کی نسبت کہو وہ بجا ہے لیکن ایسی حدیثیں درحقیقت دین اور سوانح اسلام سے کچھ بڑا تعلق نہیں رکھتیں بلکہ اگر سوچ کر دیکھو تو ائمہ حدیث نے ایسی حدیثوں کا بہت ہی کم ذکر کیا ہے جن کا تعامل کے سلسلہ میں نام ونشان تک نہیں پایا جاتا۔ پس جیسا کہ بعض جاہل خیال کرتے ہیں یہ بات ہرگز صحیح نہیں ہے کہ دنیا نے دین کے صدہا ضروری مسائل یہاں تک کہ صوم وصلوٰۃ بھی صرف امام بخاری اور مسلم وغیرہ کی احادیث سے سیکھے ہیں۔ کیا سو ڈیڑھ سو برس تک لوگ بے دین ہی چلے آتے تھے، کیا وہ لوگ نماز نہیں پڑھتے تھے، زکوۃ نہیں دیتے تھے، حج نہیں کرتے تھے اور ان تمام اسلامی عقائد کے امور سے جو حدیثوں میں لکھے ہیں بے خبر تھے؟ حاشا وکلّا ہرگز نہیں اور جو کوئی ایسا خیال کرے اس کا حمق ایک تعجب انگیز نادانی ہے۔ پھر جبکہ بخاری اور مسلم وغیرہ ائمہ حدیث کے زمانہ سے پہلے بھی اسلام ایسا ہی سرسبز تھا جیسا کہ ان

اماموں کی تالیفات کے بعد تو پھر یہ خیال کس قدر بے تمیزی اور ناسمجھی ہے کہ سراسر تحکم کی راہ سے یہ اعتقاد کر لیا جائے کہ صرف دوسری صدی کی روایتوں کے سہارے سے اسلام کا وہ حصہ پھولا پھلا ہے جس کو حال کے زمانہ میں احادیث کہتے ہیں اور افسوس تو یہ کہ مخالف تو مخالف ہمارے مذہب کے بے خبر لوگوں کو بھی یہی دھوکا لگ گیا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ گویا ایک مدّت کے بعد صرف حدیثی روایات کے مطابق بہت سے مسائل اسلام کے ایسے لوگوں کو تسلیم کرائے گئے ہیں کہ جو اُن حدیثوں کے قلمبند ہونے سے پہلے اُن مسائل سے بکلّی غافل تھے بلکہ حق بات جو ایک بدیہی امر کی طرح ہے یہی ہے کہ آئمہ حدیث کا اگر لوگوں پر کچھ احسان ہے تو صرف اس قدر کہ وہ امور جو ابتدا سے تعامل کے سلسلہ میں ایک دنیا اُن کو مانتی تھی اُن کی اسناد کے بارے میں اُن لوگوں نے تحقیق اور تفتیش کی اور یہ دکھلا دیا کہ اس زمانہ کی موجودہ حالت میں جو کچھ اہل اسلام تسلیم کر رہے ہیں یا عمل میں لا رہے ہیں یہ ایسے امور نہیں جو بطور بدعات اسلام میں اب مخلوط ہو گئے ہیں بلکہ یہ وہی گفتار و کردار ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعلیم فرمائی تھی۔

افسوس کہ اس صحیح اور واقعی امر کے سمجھنے میں غلط فہمی کر کے کوتہ اندیش لوگوں نے کس قدر بڑی غلطی کھائی جس کی وجہ سے آج تک وہ حدیثوں کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ اگرچہ یہ تو سچ ہے کہ حدیثوں کا وہ حصہ جو تعامل قولی و فعلی کے سلسلہ سے باہر ہے اور قرآن سے تصدیق یافتہ نہیں یقین کامل کے مرتبہ پر مسلم نہیں ہو سکتا لیکن وہ دوسرا حصہ جو تعامل کے سلسلہ میں آگیا اور کروڑہا مخلوقات ابتدا سے اُس پر اپنے عملی طریق سے محافظ اور قائم چلی آئی ہے اس کو ظنّی اور شکّی کیونکر کہا جائے۔ ایک دنیا کا مسلسل تعامل جو بیٹوں سے باپوں تک اور باپوں سے دادوں تک اور دادوں سے پڑدادوں تک بدیہی طور پر مشہور ہو گیا اور اپنے اصل مبدء تک اس کے آثار اور انوار نظر آگئے، اس میں تو ایک ذرّہ شک کی گنجائش نہیں رہ سکتی اور بغیر اس کے انسان کو کچھ بن نہیں پڑتا کہ ایسے مسلسل عمل درآمد کو اوّل درجہ کے یقینات میں سے یقین کرے۔ پھر جبکہ ائمہ حدیث نے اس سلسلہ تعامل کے ساتھ ایک اور

سلسلہ قائم کیا اور امور تعالٰی کا اسناد راست گو اور متدین راویوں کے ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا تو پھر بھی اس پر جرح کرنا درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو بصیرت ایمانی اور عقل انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔''

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۲۹۸ تا ۳۰۴)

بَاب ۲: بَعْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزُّبَيْرَ طَلِيعَةً وَحْدَهُ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زبیرؓ کو اکیلے ہی بطور ہراول بھیجنا

۷۲۶۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ فَقَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ. قَالَ سُفْيَانُ حَفِظْتُهُ مِنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَقَالَ لَهُ أَيُّوبُ يَا أَبَا بَكْرٍ حَدِّثْهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَإِنَّ الْقَوْمَ يُعْجِبُهُمْ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَقَالَ فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ سَمِعْتُ جَابِرًا فَتَتَابَعَ بَيْنَ أَحَادِيثَ سَمِعْتُ جَابِرًا. قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَقَالَ كَذَا حَفِظْتُهُ مِنْهُ كَمَا أَنَّكَ جَالِسٌ يَوْمَ

۷۲۶۱: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ ابن منکدر نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے سنا۔ کہتے تھے: خندق کی جنگ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (کسی کام کو سر انجام دینے کے لئے) لوگوں کو پکارا تو حضرت زبیرؓ نے اپنے آپ کو پیش کیا، پھر آپؐ نے ان کو پکارا اور حضرت زبیرؓ نے اپنے آپ کو پیش کیا، پھر آپؐ نے ان کو پکارا اور حضرت زبیرؓ نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ آپؐ نے فرمایا: ہر ایک نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیرؓ ہے۔ سفیان نے کہا: میں نے اس کو ابن منکدر سے یاد رکھا اور ایوب نے ابن منکدر سے کہا: ابوبکر! تم ان لوگوں سے حضرت جابرؓ کی حدیثیں بیان کیا کرو کیونکہ ان لوگوں کو یہ پسند ہے کہ تم حضرت جابرؓ کی حدیثیں ان کو بتاؤ تو ابن منکدر نے اسی مجلس میں یہ کہا: میں نے حضرت جابرؓ سے سنا اور چند حدیثوں کے بیان کرتے وقت پے درپے یہ کہا کہ میں نے حضرت

الْخَنْدَقِ قَالَ سُفْيَانُ هُوَ يَوْمٌ وَاحِدٌ وَتَبَسَّمَ سُفْيَانُ.

جابرؓ سے سنا۔ (علی بن مدینی کہتے تھے:) میں نے سفیان (بن عیینہ) سے کہا کہ ثوری کہتے ہیں قریظہ کی جنگ میں فرمایا۔ تو سفیان نے کہا: مجھے تو جنگ خندق ایسے ہی یاد ہے جیسا کہ یہ بات کہ تم بیٹھے ہوئے ہو۔ سفیان نے کہا کہ جنگ خندق اور قریظہ ایک ہی جنگ ہے اور سفیان مسکرائے۔

أطرافه: ٢٨٤٦، ٢٨٤٧، ٢٩٩٧، ٣٧١٩، ٤١١٣۔

تشریح: بَعْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزُّبَيْرَ طَلِيعَةً وَحْدَهُ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زبیرؓ کو اکیلے ہی بطور ہراول بھیجنا۔ علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے معنونہ روایت بیان کر کے خبرِ واحد کے جواز پر دلیل قائم کی ہے۔ (فتح الباری، جزء۱۳ صفحہ ۲۹۴)

بَاب ٣

قَوْلُ اللهِ تَعَالَى لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ (الأحزاب: ٥٤)

اللہ تعالیٰ کا (یہ) فرمانا: نبی کے گھروں میں مت داخل ہو سوائے اس کے کہ تم کو اجازت دی جائے

فَإِذَا أَذِنَ لَهُ وَاحِدٌ جَازَ.

اگر ایک شخص اس کو اجازت دے تو یہ کافی ہوگا۔

٧٢٦٢: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِي بِحِفْظِ الْبَابِ فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَقَالَ

٧٢٦٢: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب سے، ایوب نے ابوعثمان (نہدی) سے، ابوعثمان نے حضرت ابوموسیٰ (اشعریؓ) سے روایت کی کہ نبی ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے اور مجھے دروازہ پر پہرہ دینے کے لئے حکم دیا۔ اتنے میں ایک شخص آیا، اجازت مانگنے لگا۔ آپؐ نے فرمایا: انہیں اجازت دو اور جنت کی ان کو بشارت دو۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت ابوبکرؓ ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ آئے۔ آپؐ

ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ.

نے فرمایا: انہیں اجازت دو اور جنت کی ان کو بشارت دو۔ پھر حضرت عثمانؓ آئے۔ آپؐ نے فرمایا: انہیں اجازت دو اور جنت کی ان کو بشارت دو۔

أطرافه: ٣٦٧٤، ٣٦٩٣، ٣٦٩٥، ٦٢١٦، ٧٠٩٧-

٧٢٦٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ جِئْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ وَغُلَامٌ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوَدُ عَلَى رَأْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ قُلْ هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَذِنَ لِي.

۷۲۶۳: عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن بلال نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحيٰ (بن سعید انصاری) سے، یحيٰ نے عبید بن حنین سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے تھے کہ انہوں نے کہا: میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ایک بالا خانہ میں ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا ایک حبشی غلام زینے کی چوٹی پر بیٹھا ہے۔ میں نے کہا: کہو کہ عمر بن خطاب آیا ہے، آپؐ نے مجھے اجازت دی۔

أطرافه: ٨٩، ٢٤٦٨، ٤٩١٣، ٤٩١٤، ٤٩١٥، ٥١٩١، ٥٢١٨، ٥٨٤٣، ٧٢٥٦-

تشریح: لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ: نبی کے گھروں میں مت داخل ہو سوائے اس کے کہ تم کو اجازت دی جائے۔ علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ معنونہ آیت سے امام بخاریؒ کے استدلال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اجازت پانے کو کسی عدد سے محدود نہیں کیا گیا، لہٰذا اکیلے شخص سے بھی اجازت کے وجود کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ نیز آیتِ کریمہ میں مجہول کا صیغہ یہ بتا رہا ہے کہ اجازت دینا ایک شخص کا بھی درست ہے اور اس سے زیادہ کا بھی اور معنونہ احادیث سے امام بخاریؒ نے ایک شخص (کی خبر) پر کفایت کرنے سے آیت کریمہ کے تقاضا کا پورا ہو جانا مراد لیا ہے۔ پس اس میں خبر واحد کے قبول کیے جانے کی دلیل ہے۔

(فتح الباری، جزء ١٣ صفحہ ٢٩٥، ٢٩٦)

بَاب ٤: مَا كَانَ يَبْعَثُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأُمَرَاءِ وَالرُّسُلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو امیروں اور ایلچیوں کو ایک کے بعد ایک کو بھیجا کرتے تھے

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ بِكِتَابِهِ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى قَيْصَرَ.

اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: نبی ﷺ نے حضرت دحیہ کلبیؓ کو اپنا ایک خط دے کر بصریٰ کے سردار کی طرف بھیجا کہ وہ یہ خط قیصر کو پہنچا دے۔

٧٢٦٤: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ يَدْفَعُهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرَى مَزَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ.

أطرافه: ٦٤، ٢٩٣٩، ٤٤٢٤.

٧٢٦٤: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خط کسریٰ کو بھیجا اور (حضرت عبداللہ بن حذافہؓ سے) فرمایا کہ یہ خط بحرین کے سردار کو پہنچا دے، بحرین کا سردار کسریٰ کو پہنچا دے۔ جب کسریٰ نے اس خط کو پڑھا تو اس نے اس کو پھاڑ ڈالا، (ابن شہاب نے کہا:) میرا خیال ہے کہ ابن مسیب کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ نے ان کے خلاف دعا کی کہ وہ بھی اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔

٧٢٦٥: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ أَذِّنْ فِي قَوْمِكَ أَوْ فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ

٧٢٦۵: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یزید بن ابی عبید سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا:) حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسلم (قبیلہ) کے ایک شخص سے عاشورہ کے دن

أَنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ.

فرمایا: اپنی قوم میں یا (فرمایا:) اپنے لوگوں میں اعلان کر دو کہ جس نے کچھ کھالیا ہو تو وہ باقی دن بھی روزے کو پورا کرے اور جس نے نہ کھایا ہو تو وہ بھی روزہ رکھ لے۔

أطرافه: ١٩٢٤، ٢٠٠٧۔

تشریح: مَا كَانَ يَبْعَثُ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْأُمَرَاءِ وَالرُّسُلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو امیروں اور ایلچیوں کو ایک کے بعد ایک کو بھیجا کرتے تھے۔ اس عنوانِ باب سے ظاہر ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا امیر اور سفیر بنا کر ایک شخص کو بھیجنا خبر واحد کی حیثیت رکھتا تھا اور یکے بعد دیگرے ان کا بھیجا جانا یقیناً خبرِ واحد کی توثیق پر دلالت کرتا ہے۔ علامہ ابن حجرؒ نے اس بارہ میں امام شافعیؒ کا قول درج کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرایا بھیجے تو آپؐ نے ہر مہم پر کسی ایک شخص کو امیر بنا کر بھیجا۔ بادشاہوں کی طرف ایلچی بھیجے تو ہر بادشاہ کی طرف کسی ایک شخص کو ایلچی بھیجا۔ اسی طرح ہمیشہ حکم ومناہی پر مشتمل آپؐ کے خطوط آپؐ کے امراء کی طرف جایا کرتے تھے اور ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جس نے آپؐ کے حکم کو نافذ نہ کیا ہو اور آپؐ کے بعد خلفاء بھی اسی طرح تھے۔ (فتح الباری، جزء۱۳ صفحہ ۲۹۶، ۲۹۷)

روایت نمبر ۷۲۶۵ میں ذکر ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو اسلم کے ایک شخص کو عاشوراء کے روزے کے متعلق اعلان کرنے کا حکم دیا تھا۔ علامہ ابن حجرؒ کے نزدیک یہ ہند بن اسماء بن حارثہ اسلمیؓ تھے۔ شارحین نے نہایت تفصیل کے ساتھ آپؐ کے امراء وسفراء کے اسماء کا تذکرہ کیا ہے۔ علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ وہ شہر جو (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں) فتح ہوئے اُن میں سے مکہ پر آپؐ نے حضرت عتاب بن اُسیدؓ کو امیر بنایا، طائف پر حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کو، بحرین پر حضرت علاء بن حضرمیؓ کو، عمان پر حضرت عمرو بن العاصؓ کو، نجران پر حضرت ابوسفیان بن حربؓ کو، صنعاء اور یمن کے پہاڑی علاقوں پر حضرت باذانؓ کو، ساحلی علاقوں پر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو اور قافلوں وغیرہ پر حضرت معاذ بن جبلؓ کو مقرر فرمایا۔ اسی طرح آپؐ نے حضرت عمرو بن سعید بن العاصؓ کو وادی القری پر اور حضرت یزید بن ابی سفیانؓ کو تیماء پر اور حضرت ثمامہ بن اثالؓ کو یمامہ پر امیر بنایا۔ آپؐ کے امراء میں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی ہیں جنہیں آپؐ نے ۹ھ کے حج کے لیے امیر بنایا تھا اور حضرت علیؓ ہیں جنہیں آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کی امارتِ حج میں مشرکین پر سورۂ توبہ پڑھ کر سنا دینے کے لیے بھیجا تھا۔ حضرت علیؓ کو یمن میں غنائم میں سے خمس نکال کر تقسیم کرنے کے لیے بھی بھیجا تھا اور حضرت ابوعبیدہؓ ہیں جنہیں آپؐ نے بحرین سے جزیہ کی وصولی کے لیے مقرر کیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ خیبر کی کھجوروں کا تخمینہ لگانے پر مامور تھے۔ اسی طرح وہ نگران بھی ہیں جنہیں آپؐ زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے مقرر فرمایا کرتے تھے اور وہ امراء بھی ہیں جو سرایا و دیگر مہمات کے لیے بنائے جاتے تھے اور ان کی امارت سریہ یا مہم کے اختتام تک ہوا کرتی تھی۔ (فتح الباری، جزء۱۳ صفحہ ۲۹۷)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سفیر بادشاہوں اور حکمرانوں کی طرف بھیجے اُن میں سے حضرت دحیہ کلبیؓ اور حضرت عبد اللہ بن حذافہؓ کا حوالہ تو معنونہ روایات میں مذکور ہے۔ علامہ عینیؒ اُن سفیروں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپؐ نے تبلیغی خط کے ساتھ مقوقس شاہِ اسکندریہ (مصر) کی طرف حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کو بھیجا تھا اور حارث بن ابی شمر غسانی جو شام کے علاقے بلقاء کا حکمران تھا، کی طرف حضرت شجاع بن وہبؓ کو بھیجا۔ حضرت دحیہ بن خلیفہ الکلبیؓ کو قیصرِ روم کی طرف، حضرت سلیط بن عمرو عامریؓ کو یمامہ کے حکمران ہوذہ بن علی کی طرف بھیجا تھا، حضرت عمرو بن اُمیہ ضمریؓ کو حبشہ کے بادشاہ حضرت اصحمہ نجاشیؓ کی طرف بھیجا، حضرت عبد اللہ بن حذافہؓ کو کسریٰ کی طرف بھیجا گیا، حضرت علاء بن حضرمیؓ کو بحرین کے حکمران منذر بن ساویٰ کی طرف اور حضرت حارث بن عمیرؓ کو بصریٰ کے حکمران کی طرف بھیجا گیا تھا۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۵ صفحہ ۱۹، ۲۰)

بَاب ٥: وَصَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُفُودَ الْعَرَبِ أَنْ يُّبَلِّغُوا مَنْ وَّرَاءَهُمْ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب کے نمائندوں کو یہ تاکید فرمانا کہ وہ ان لوگوں کو یہ باتیں پہنچادیں جو ان کے پیچھے ہیں

قَالَهُ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ.

٧٢٦٦: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ح. وَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُقْعِدُنِي عَلَى سَرِيرِهِ فَقَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ الْوَفْدُ؟ قَالُوا رَبِيعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ وَ الْقَوْمِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارَ مُضَرَ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَّرَاءَنَا فَسَأَلُوا عَنِ

اس بات کو مالک بن حویرث نے نقل کیا۔

۷۲۶۶: علی بن جعد نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ اور اسحاق (بن راہویہ) نے مجھ سے بیان کیا کہ نضر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے ابو جمرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت ابن عباسؓ اپنے تخت پر مجھے بٹھایا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ عبد القیس کے نمائندے جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپؐ نے پوچھا: یہ نمائندے کون ہیں؟ انہوں نے کہا: ربیعہ۔ آپؐ نے فرمایا: خوشی سے آئیں یہ نمائندے اور یہ لوگ کبھی رسوا نہ ہوں اور نہ شرمندہ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ہمارے اور آپؐ کے درمیان مضر کے کافر ہیں، آپؐ ہمیں ایسی بات کا حکم

الْأَشْرِبَةِ فَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ وَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللهِ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللهِ؟ قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَأَظُنُّ فِيهِ صِيَامُ رَمَضَانَ وَتُؤْتُوا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ. وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ. قَالَ احْفَظُوهُنَّ وَأَبْلِغُوهُنَّ مَنْ وَّرَاءَكُمْ.

دیں جس کے ذریعہ سے ہم جنت میں داخل ہوں اور ہم ان لوگوں کو بھی بتائیں جو ہمارے پیچھے ہیں اور انہوں نے شرابوں کے متعلق پوچھا تو آپؐ نے چار باتوں سے انہیں منع فرمایا اور چار باتوں کا انہیں حکم دیا۔ آپؐ نے ان کو اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیا فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، آپؐ نے فرمایا: یہ شہادت دینا کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کا رسول ہے اور نماز کو سنوار کر ادا کرنا اور زکوۃ دینا اور میں سمجھتا ہوں اس حدیث میں رمضان کے روزے بھی ہیں اور یہ کہ تم غنیمتوں سے پانچواں حصہ ادا کرو اور آپؐ نے ان کو کدو کے تونبے اور سبز لاکھی برتن اور رال کے برتن اور کریدی ہوئی لکڑی کے برتن سے منع فرمایا۔ کبھی راوی نے بجائے النَّقِيْر کے الْمُقَيَّر کہا۔ آپؐ نے فرمایا: ان باتوں کو یاد رکھو اور جو تمہارے پیچھے ہیں اُن کو یہ پہنچا دو۔

أطرافُه: ۵۳، ۸۷، ۵۲۳، ۱۳۹۸، ۳۰۹۵، ۳۵۱۰، ۴۳۶۸، ۴۳۶۹، ۶۱۷۶، ۷۵۵۶۔

تشریح: وَصَاةُ النَّبِيِّ ﷺ وُفُودَ الْعَرَبِ أَنْ يُّبَلِّغُوا مَنْ وَّرَاءَهُمْ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب کے نمائندوں کو یہ تاکید فرمانا کہ وہ ان لوگوں کو یہ باتیں پہنچا دیں جو ان کے پیچھے ہیں۔ علامہ ابن حجرؒ معنونہ روایات کی غرض بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ”اُن لوگوں کو یہ باتیں پہنچا دیں جو پیچھے ہیں“ (وفد کے) ہر فرد کے لیے تھا۔ پس اگر ایک شخص کی تبلیغ سے حجت قائم نہ ہو سکتی تو آپؐ انہیں اس کی ترغیب نہ دلاتے۔ (فتح الباری، جزء ۱۳ صفحہ ۲۹۹)

بَاب ٦: خَبَرُ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ

ایک عورت کی خبر

٧٢٦٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ قَالَ لِي الشَّعْبِيُّ أَرَأَيْتَ حَدِيثَ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَاعَدْتُّ ابْنَ عُمَرَ قَرِيبًا مِّنْ سَنَتَيْنِ أَوْ سَنَةٍ وَنِصْفٍ فَلَمْ أَسْمَعْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هَذَا قَالَ كَانَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ سَعْدٌ فَذَهَبُوا يَأْكُلُونَ مِنْ لَحْمٍ فَنَادَتْهُمْ امْرَأَةٌ مِّنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ فَأَمْسَكُوا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوا أَوِ اطْعَمُوا فَإِنَّهُ حَلَالٌ أَوْ قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ شَكَّ فِيهِ وَلَكِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِي.

۷۲۶۷: محمد بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے توبہ عنبری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: شعبی نے مجھ سے کہا: کیا تم نے دیکھا کہ حسن (بصری) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیثیں بیان کی ہیں اور میں حضرت ابن عمرؓ کے پاس تقریباً ڈیڑھ یا دو برس بیٹھا ہوں، میں نے انہیں نہیں سنا کہ وہ نبی ﷺ سے اس کے علاوہ کوئی اور حدیث بیان کرتے ہوں۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگ تھے جن میں حضرت سعدؓ بھی موجود تھے۔ وہ ایک گوشت کھانے ہی لگے تھے کہ اتنے میں نبی ﷺ کی ازواج میں سے کسی نے پکار کر کہا کہ یہ گوہ (سوسمار) کا گوشت ہے۔ (یہ سن کر) وہ رُک گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھاؤ کیونکہ وہ حلال ہے یا فرمایا: اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ راوی نے اس میں شک کیا (کہ کون سا لفظ فرمایا) مگر یہ کہ وہ میری خوراک نہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

٩٦ - كِتَابُ الْإِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

کتاب اور سنت کی پابندی کرنے کا بیان

عَصَمَ کے معنی ہیں روک رکھنا، منع کرنا اور چمٹ جانا۔ اسی سے لفظ عِصۡمَۃٌ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کو بُرائی سے روکنا اور بچانا۔ (مقاییس اللغة - عصم) اِعۡتَصَمَ بِاللّٰہِ کے معنی ہیں اِمۡتَنَعَ بِلُطۡفِهٖ مِنَ الۡمَعۡصِیَّةِ۔ یعنی وہ اللہ کے لطف وکرم سے معصیت میں پڑنے سے رُک گیا اور اِعۡتَصَمَ فُلَانٌ مِّنَ الشَّرِّ وَالۡمَکۡرُوۡہِ کے معنی ہیں اِلۡتَجَأَ وَامۡتَنَعَ یعنی اُس نے شر اور ناپسندیدہ امر سے بچنے کے لیے پناہ چاہی۔ (اقرب الموارد - عصم)

امام بخاریؒ اس کتاب میں ۱۲۷، احادیث لائے ہیں۔ ان میں سے ایک سو دس مکرر روایات ہیں۔ صحابہ و تابعین کے ۱۶، اقوال پیش کئے ہیں اور اُن پر اٹھائیس ابواب قائم کئے ہیں۔ (فتح الباری، جزء ۱۳ صفحہ ۴۲۰)

٧٢٦٨: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِّسْعَرٍ وَغَيْرِهِ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُودِ لِعُمَرَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ أَنَّ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدة: ٤) لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَيَّ يَوْمٍ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ نَزَلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ.

۷۲۶۸: حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مسعر اور بعض اَور راویوں سے، مسعر نے قیس بن مسلم سے، قیس نے حضرت طارق بن شہابؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: یہودیوں میں سے ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے کہا: امیر المؤمنین! اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی: اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ...[1] تو ہم اس دن کو عید مناتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں خوب جانتا ہوں کہ یہ آیت کس دن نازل ہوئی۔ عرفہ کے دن جمعہ کے روز نازل ہوئی۔

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔"

سَمِعَ سُفْيَانُ مِسْعَرًا وَمِسْعَرٌ قَيْسًا وَقَيْسٌ طَارِقًا.

أطرافُهُ: ٤٥، ٤٤٠٧، ٤٦٠٦-

سفیان نے مسعر سے اور مسعر نے قیس سے اور قیس نے طارق سے یہ حدیث سنی۔

٧٢٦٩: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ الْغَدَ حِينَ بَايَعَ الْمُسْلِمُونَ أَبَا بَكْرٍ وَاسْتَوَى عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشَهَّدَ قَبْلَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ فَاخْتَارَ اللهُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي عِنْدَهُ عَلَى الَّذِي عِنْدَكُمْ وَهَذَا الْكِتَابُ الَّذِي هَدَى اللهُ بِهِ رَسُولَكُمْ فَخُذُوا بِهِ تَهْتَدُوا وَلِمَا هَدَى اللهُ بِهِ رَسُولَهُ.

طرفُهُ: ٧٢١٩-

۷۲۶۹: یحییٰ بن بُکَیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عُقیل سے، عُقیل نے ابن شہاب سے روایت کی کہ حضرت انس بن مالکؓ نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے حضرت عمرؓ سے دوسرے روز سنا جب مسلمانوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی اور حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر کھڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کے بولنے سے پہلے کلمہ شہادت پڑھا اور کہا: اما بعد اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے لئے جو نعمتیں تمہارے پاس ہیں اُن کے مقابل میں وہ نعمتیں پسند کیں جو اُس کے پاس ہیں اور یہ کتاب جس کے ذریعہ سے اللہ نے تمہارے رسول کی راہنمائی کی اس کے مطابق عمل کرو، تم بھی اسی راہ کو پاؤ گے جس کی اللہ نے اپنے رسول کو راہنمائی کی۔

٧٢٧٠: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِي إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ.

أطرافُهُ: ٧٥، ١٤٣، ٣٧٥٦-

۷۲۷۰: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ وُہَیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے خالد سے، خالد نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سینہ سے لگایا اور دعا کی: اے اللہ! اسے کتاب کا علم دے۔

٧٢٧١: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفًا أَنَّ أَبَا الْمِنْهَالِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَرْزَةَ قَالَ إِنَّ اللهَ يُغْنِيكُمْ - أَوْ نَعَشَكُمْ - بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٧٢٧١: عبداللہ بن صباح نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے عوف سے سنا کہ ابوالمنہال نے اُن سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت ابوبرزہؓ سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ اسلام کے ذریعہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل تمہیں مال دار کر رہا ہے یا کہا: اس نے تمہیں بلند کر دیا ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَقَعَ هُنَا يُغْنِيكُمْ وَإِنَّمَا هُوَ نَعَشَكُمْ. يُنْظَرُ فِي أَصْلِ كِتَابِ الِاعْتِصَامِ.

ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: یہاں يُغْنِيكُمْ کا لفظ ہے۔ (یعنی وہ تمہیں مال دار کر رہا ہے۔) حالانکہ یہ نَعَشَكُمْ ہے۔ (یعنی اُس نے تمہیں بلند کر دیا ہے۔) جیسا کہ کتاب الاعتصام کے اصل نسخہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

طرفه: ٧١١٢۔

٧٢٧٢: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَتَبَ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُبَايِعُهُ وَأُقِرُّ لَكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلَى سُنَّةِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ فِيمَا اسْتَطَعْتُ.

٧٢٧٢: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عبداللہ بن دینار سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے عبدالملک بن مروان کو اُن سے بیعت کرتے ہوئے یہ لکھا: اور میں آپ سے اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کی شریعت اور اس کے رسول کی سنت کے مطابق جہاں تک مجھ سے ہو سکا میں آپ کا حکم سنوں گا اور مانوں گا۔

أطرافه: ٧٢٠٣، ٧٢٠٥۔

تشریح: الِاعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ: علامہ کرمانیؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ عنوان اللہ تعالیٰ کے قول وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا (آل عمران:١٠٤) سے ماخوذ ہے۔ اس لیے کہ رسی سے استعارۃً کتاب اللہ اور سنت مراد ہیں اور یہ دونوں ثواب پانے اور عذاب سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ کتاب سے مراد قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ اُس کا مطیع اور فرماں بردار ہو جانا ہے اور سنت کے لغوی معنی ہیں راستہ، اور اصطلاحی طور پر اہل اصول اور محدثین کے نزدیک اس سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال،

افعال، تقریر اور ایسے افعال ہیں جن کو کرنے کا آپؐ نے ارادہ فرمایا جبکہ بعض فقہاء کی اصطلاح میں یہ لفظ مستحب کے مترادف ہے۔ (فتح الباری، جزء ۱۳ صفحہ ۳۰۲)

علامہ ابن حزم بیان کرتے ہیں کہ ثقات کی سند سے جو صحیح روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے، جس نے اس روایت کی پیروی کی اُس نے یقیناً سنت کی پیروی کی۔

(التوضیح لشرح الجامع الصحیح لابن الملقن، جزء ۳۳ صفحہ ۱۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”مسلمانوں کے ہاتھ میں اسلامی ہدایتوں پر قائم ہونے کیلئے تین چیزیں ہیں۔ (۱) قرآن شریف جو کتاب اللہ ہے، جس سے بڑھ کر ہمارے ہاتھ میں کوئی کلام قطعی اور یقینی نہیں۔ وہ خدا کا کلام ہے، وہ شک اور ظن کی آلائشوں سے پاک ہے۔ (۲) دوسری سُنّت۔ اور اس جگہ ہم اہلحدیث کی اصطلاحات سے الگ ہو کر بات کرتے ہیں۔ یعنی ہم حدیث اور سُنّت کو ایک چیز قرار نہیں دیتے جیسا کہ رسمی محدثین کا طریق ہے بلکہ حدیث الگ چیز ہے اور سنّت الگ چیز۔ سُنّت سے مراد ہماری صرف آنحضرتؐ کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور ابتدا سے قرآن شریف کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی اور ہمیشہ ساتھ ہی رہے گی یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف خدا تعالیٰ کا قول ہے اور سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور قدیم سے عادۃ اللہ یہی ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام خدا کا قول لوگوں کی ہدایت کیلئے لاتے ہیں تو اپنے فعل سے یعنی عملی طور پر اس قول کی تفسیر کر دیتے ہیں تا اس قول کا سمجھنا لوگوں پر مشتبہ نہ رہے اور اس قول پر آپ بھی عمل کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی عمل کراتے ہیں۔ (۳) تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے اور حدیث سے مراد ہماری وہ آثار ہیں کہ جو قصّوں کے رنگ میں آنحضرتؐ سے قریباً ڈیڑھ سو برس بعد مختلف راویوں کے ذریعوں سے جمع کئے گئے ہیں۔ پس سنّت اور حدیث میں مابہ الامتیاز یہ ہے کہ سنّت ایک عملی طریق ہے جو اپنے ساتھ تواتر رکھتا ہے جس کو آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے جاری کیا۔ اور وہ یقینی مراتب میں قرآن شریف سے دوسرے درجہ پر ہے اور جس طرح آنحضرتؐ قرآن شریف کی اشاعت کے لئے مامور تھے ایسا ہی سنّت کی اقامت کے لئے بھی مامور تھے۔

پس جیسا کہ قرآن شریف یقینی ہے ایسا ہی سنّت معمولہ متواترہ بھی یقینی ہے۔ یہ دونوں خدمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے بجالائے اور دونوں کو اپنا فرض سمجھا۔ مثلاً جب نماز کے لئے حکم ہوا تو آنحضرتؐ نے خدا تعالیٰ کے اِس قول کو اپنے فعل سے کھول کر دکھلا دیا اور عملی رنگ میں ظاہر کر دیا کہ فجر کی نماز کی یہ رکعات ہیں اور مغرب کی یہ اور باقی نمازوں کے لئے یہ یہ رکعات ہیں۔ ایسا ہی حج کر کے دکھلایا اور پھر اپنے ہاتھ سے ہزار ہا صحابہ کو اِس فعل کا پابند کر کے سلسلہ تعامل بڑے زور سے قائم کر دیا۔ پس عملی نمونہ جو اَب تک اُمّت میں تعامل کے رنگ میں مشہود و محسوس ہے اسی کا نام سنّت ہے۔ لیکن حدیث کو آنحضرت صلعم نے اپنے رُوبرو نہیں لکھوایا اور نہ اس کے جمع کرنے کیلئے کوئی اہتمام کیا۔ کچھ حدیثیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جمع کی تھیں لیکن پھر تقویٰ کے خیال سے انہوں نے وہ سب حدیثیں جلا دیں کہ یہ میرا اسماع بلاواسطہ نہیں ہے، خدا جانے اصل حقیقت کیا ہے۔ پھر جب وہ دَور صحابہ رضی اللہ عنہم کا گذر گیا تو بعض تبع تابعین کی طبیعت کو خدا نے اس طرف پھیر دیا کہ حدیثوں کو بھی جمع کر لینا چاہیئے۔ تب حدیثیں جمع ہوئیں۔ اِس میں شک نہیں ہو سکتا کہ اکثر حدیثوں کے جمع کرنے والے بڑے متقی اور پرہیز گار تھے۔ انہوں نے جہاں تک اُن کی طاقت میں تھا حدیثوں کی تنقید کی اور ایسی حدیثوں سے بچنا چاہا جو اُن کی رائے میں موضوعات میں سے تھیں اور ہر ایک مشتبہ الحال راوی کی حدیث نہیں لی۔ بہت محنت کی مگر تاہم چونکہ وہ ساری کارروائی بعد از وقت تھی اِس لئے وہ سب ظن کے مرتبہ پر رہی۔ بایں ہمہ یہ سخت ناانصافی ہوگی کہ یہ کہا جائے کہ وہ سب حدیثیں لغو اور نکمّی اور بے فائدہ اور جھوٹی ہیں بلکہ اُن حدیثوں کے لکھنے میں اس قدر احتیاط سے کام لیا گیا ہے اور اس قدر تحقیق اور تنقید کی گئی ہے جو اس کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتی۔“

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی، روحانی خزائن، جلد۱۹ صفحہ ۲۰۹ تا ۲۱۱)

نیز آپؑ نے فرمایا:

”آخری نصیحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تھی کہ تم نے تمسک بکتاب اللہ کرنا۔ جیسا کہ بخاری کے صفحہ ۷۵۱ میں یہ حدیث درج ہے کہ أَوْصَى بِكِتَابِ اللهِ۔

اسی وصیت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انتقال کر گئے۔ پھر اسی بخاری کے صفحہ ۱۰۸۰ میں یہ حدیث ہے: وَهٰذَا الْكِتَابُ الَّذِي هَدَى اللّٰهُ بِهٖ رَسُولَكُمْ فَخُذُوا بِهٖ تَهْتَدُوا۔ یعنی اسی قرآن سے تمہارے رسول نے ہدایت پائی ہے سو تم بھی اسی کو اپنا رہنما پکڑو تا تم ہدایت پاؤ۔ پھر بخاری کے صفحہ ۲۵۰ میں یہ حدیث ہے: مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ۔ یعنی کتاب اللہ کے سوا ہمارے پاس اور کوئی چیز نہیں جس سے بالاستقلال تمسک پکڑیں۔ پھر بخاری کے صفحہ ۱۸۳ میں یہ حدیث ہے: حَسْبُكُمُ الْقُرْآنُ۔ یعنی تمہیں قرآن کافی ہے۔ پھر بخاری میں یہ بھی حدیث ہے: حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ، مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ، قَضَاءُ اللّٰهِ أَحَقُّ۔ دیکھو صفحہ ۲۹۰، ۳۷۷، ۳۴۸ اور یہی اصول محکم ائمہ کبار کا ہے۔ چنانچہ تلویح میں لکھا ہے: يُرَدُّ خَبَرُ الْوَاحِدِ مِنْ مُّعَارَضَةِ الْكِتَابِ۔ پس جس صورت میں خبر واحد جس میں احادیث بخاری و مسلم بھی داخل ہیں بحالت معارضہ کتاب اللہ ردّ کرنے کے لائق ہے تو پھر کیا یہ ایمانداری ہے کہ اگر کسی آیت کا کسی حدیث سے تعارض معلوم ہو تو آیت کے زیر و زبر کرنے کی فکر میں ہو جائیں اور حدیث کی تاویل کی طرف رُخ بھی نہ کریں۔ ابھی میں بیان کر چکا ہوں کہ صحابہ کرام اور سلف صالح کی یہی عادت تھی کہ جب کہیں آیت اور حدیث میں تعارض و تخالف پاتے تو حدیث کی تاویل کی طرف مشغول ہوتے۔" (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۶۱۰، ۶۱۱)

بَاب ۱: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: مجھے جامع باتیں دے کر بھیجا گیا ہے

۷۲۷۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا

۷۲۷۳: عبد العزیز بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جامع باتیں دے کر بھیجا گیا اور رُعب سے

أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَلْغَثُونَهَا أَوْ تَرْغَثُونَهَا أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا.

أطرافه: ٢٩٧٧، ٦٩٩٨، ٧٠١٣-

میری مدد کی گئی اور اسی اثنا میں کہ میں سویا ہوا ہوں، میں نے اپنے تئیں دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں مجھے دی گئی ہیں اور میرے ہاتھ میں انہیں رکھ دیا گیا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو چلے گئے اور اب تم انہیں کھا رہے ہو یا کہا: انہیں چوس رہے ہو یا اِس سے ملتا جلتا کلمہ کہا۔

٧٢٧٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ أُومِنَ أَوْ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُهُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللهُ إِلَيَّ فَأَرْجُو أَنِّي أَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

طرفه: ٤٩٨١-

۷۲۷۴: عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید سے، سعید نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: نبیوں میں کوئی بھی ایسا نبی نہیں جس کو ایسے نشان نہ دیئے گئے ہوں جنہیں مانا گیا یا (کہا:) جن پر لوگ ایمان لائے اور جو نشان مجھے دیا گیا ہے وہ، وہ وحی ہے جو اللہ نے مجھے کی اور میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے روز میرے متبعین اُن کے متبعین سے زیادہ ہوں گے۔

تشریح: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ: نبی ﷺ کا فرمانا: مجھے جامع باتیں دے کر بھیجا گیا ہے۔ آپؐ کے کلام کی جامعیّت کا نظارہ ہر موقع پر بڑا روشن نظر آتا ہے خواہ وہ آپؐ کے اقوال ہوں یا تعلیمات، پیغامات ہوں یا مکتوبات۔ آپؐ کا ہر کلام ہی جامعیّت اور فصاحت کا عظیم شاہکار ہے۔

علامہ عینیؒ بیان کرتے ہیں کہ جوامع الکلم سے مراد ایسے کلمات ہیں جن میں الفاظ تو کم ہوں لیکن وہ جامعیت کے لحاظ سے بہت سے معانی اپنے اندر سموئے ہوئے ہوں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فقرہ کا ماحصل یہ ہے کہ

آپؐ بات تو ایسی مختصر فرمایا کرتے تھے جو چند الفاظ پر مشتمل ہوتی لیکن معانی کے لحاظ سے وہ انتہائی وسعت کی حامل ہوا کرتی تھی۔ نیز بُعِثْتُ کے لفظ سے دلیل پکڑتے ہوئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ جوامع الکلم سے مراد قرآن کریم ہے جو الفاظ کے اختصار کے ساتھ ساتھ وسیع المعانی ہونے میں انتہاء کو پہنچا ہوا ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء۲۵ صفحہ ۲۴)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے ہیں۔ یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے وہ طاقت اور وہ حکمت عطا فرمائی ہے کہ میرا کلام باوجود مختصر ہونے کے وسیع ترین معانی کا حامل ہوتا ہے اور میرے مونہہ سے نکلے ہوئے چھوٹے چھوٹے کلمات بھی بڑے بڑے علوم کا خزانہ ہوتے ہیں۔ آپؐ کا یہ دعویٰ ایک خالی دعویٰ نہیں ہے جو مونہہ سے نکل کر ہوا میں پہنچتا اور ختم ہو جاتا ہے بلکہ ہر شخص جو آپؐ کی زندگی اور آپؐ کے کلام کا مطالعہ کرے گا وہ اس دعویٰ کی صداقت کو اپنے دل کی گہرائیوں میں یوں اُترتے دیکھے گا جس طرح کہ ایک مضبوط فولادی میخ ایک لکڑی کے تختہ کے اندر داخل ہو کر اس کے ساتھ ہمیشہ کے لئے پیوست ہو جاتی ہے۔ خاکسار راقم الحروف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح کا کسی قدر مطالعہ کیا ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے جب کبھی بھی آپؐ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی باتوں پر نظر ڈالی ہے تو خواہ آپؐ نے کوئی بات کیسی ہی سادگی اور کیسی ہی بے ساختگی کے ساتھ فرمائی ہو، میں نے اُس پر نظر ڈالتے ہی اسے علم کا ایک ایسا عظیم الشان سمندر پایا ہے جو اپنی حدود کی وسعت اور اپنے تموج کی رفعت میں یقیناً دنیا کے پردے پر اپنی نظیر نہیں رکھتا۔“ (مضامین بشیر، جلد اوّل صفحہ ۴۶۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”احادیث سے معلوم ہے کہ تمام ملائکہ کا آفیسر جبرائیل امین ہے۔ یعنی تمام محکمے نیکیوں کی تحریک کے جو قلب سے متعلق ہیں ان کا افسر جبرائیل ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ ○ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ○ (التکویر: ۲۱، ۲۲) آیا ہے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا: اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ۔ میری تعلیم تمام دنیا کی پاک تعلیموں کی جامع ہے کیونکہ تمام نیکیوں کی تحریکوں کے آفیسر کا تعلق میرے قلب

سے ہے۔ جامع کے یہ معنے ہیں کہ دُنیا میں کوئی ایسی صداقت (جو قلبی اور رُوحانی ہو) نہ ہوگی جس کے لئے قرآن مجید سے کوئی آیت نہ ملے۔"

(حقائق الفرقان، جلد اول صفحہ ۲۰۱)

بَاب ۲ : الِاقْتِدَاءُ بِسُنَنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کی پیروی کرنا

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا (الفرقان:۷۵) قَالَ أَئِمَّةً نَقْتَدِي بِمَنْ قَبْلَنَا وَيَقْتَدِي بِنَا مَنْ بَعْدَنَا. وَعَنِ [1] ابْنِ عَوْنٍ ثَلَاثٌ أُحِبُّهُنَّ لِنَفْسِي وَلِإِخْوَانِي هَذِهِ السُّنَّةُ أَنْ يَتَعَلَّمُوهَا وَيَسْأَلُوا عَنْهَا وَالْقُرْآنُ أَنْ يَتَفَهَّمُوهُ وَيَسْأَلُوا النَّاسَ عَنْهُ وَيَدَعُوا [2] النَّاسَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ.

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: ہمیں متقیوں کا پیشوا بنا۔ (مجاہد نے) کہا: یعنی ایسے پیشوا کہ ہم ان کی پیروی کریں جو ہم سے پہلے تھے اور ہماری پیروی وہ کریں جو ہمارے بعد ہوں گے اور ابن عون نے کہا: تین باتیں ہیں جو میں اپنے لئے اور اپنے بھائیوں کے لئے پسند کرتا ہوں۔ یہ مسنون طریقہ، چاہیئے کہ وہ اسے سیکھیں اور اس کے متعلق پوچھتے رہیں اور قرآن، چاہیئے کہ وہ اسے پوری طرح سمجھیں اور لوگوں سے اس کے معانی دریافت کرتے رہیں اور یہ کہ لوگوں کو بھلے طریق سے دعوت دیتے رہیں۔

۷۲۷۵: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى شَيْبَةَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ قَالَ جَلَسَ إِلَيَّ عُمَرُ فِي مَجْلِسِكَ هَذَا فَقَالَ هَمَمْتُ أَنْ لَّا أَدَعَ فِيهَا صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ إِلَّا

۷۲۷۵: عمرو بن عباس نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الرحمٰن نے ہمیں بتایا۔ سفیان نے ہم سے بیان کیا۔ سفیان نے واصل سے، واصل نے ابووائل سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں اس مسجد میں حضرت شیبہؓ کے پاس بیٹھا، وہ کہنے لگے: حضرت عمرؓ میرے پاس اس جگہ بیٹھے تھے جہاں تم بیٹھے ہو اور

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں اس جگہ لفظ "قال" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۳ حاشیہ صفحہ ۳۰۵) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

[2] کشمیہنی کے نسخہ کے مطابق یہ لفظ "يَدْعُوا" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۳ صفحہ ۳۰۹) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

قَسَمْتُهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ قُلْتُ مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ. قَالَ لِمَ؟ قُلْتُ لَمْ يَفْعَلْهُ صَاحِبَاكَ. قَالَ هُمَا الْمَرْءَانِ يُقْتَدَى بِهِمَا.

طرفه: ١٥٩٤۔

انہوں نے کہا: میں نے قصد کیا ہے کہ کعبہ میں نہ دینار رہنے دوں اور نہ درہم، اُن سب کو مسلمانوں میں تقسیم کر دوں۔ میں نے کہا: آپؓ کیا کرنے لگے ہیں؟ انہوں نے پوچھا: کیوں؟ میں نے کہا: آپؓ کے دونوں ساتھیوں (آنحضور ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ) نے یہ نہیں کیا۔ تو انہوں نے کہا: وہ دو ایسے وجود ہیں کہ ان کی اقتداء کی جائے گی۔

٧٢٧٦: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَأَلْتُ الْأَعْمَشَ فَقَالَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُولُ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ فَقَرَءُوا الْقُرْآنَ وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ.

أطرافه: ٦٤٩٧، ٧٠٨٦۔

٧٢٧٦: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے اعمش سے پوچھا تو انہوں نے زید بن وہب سے روایت بیان کی کہ میں نے حضرت حذیفہؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا کہ امانت آسمان سے لوگوں کے دلوں کی تہہ میں نازل ہوئی اور قرآن بھی نازل ہوا۔ تو لوگوں نے قرآن (میں سے) پڑھا اور سنت سے معلوم کیا۔

٧٢٧٧: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللهِ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّ مَآ

٧٢٧٧: آدم بن ابی ایاس نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ عمرو بن مرہ نے ہمیں خبر دی کہ میں نے مرہ ہمدانی سے سنا، وہ کہتے تھے: حضرت عبد اللہؓ نے کہا کہ بہترین کلام تو اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور بدترین باتیں وہ ہیں جو نئی بنائی جا رہی ہیں اور دیکھو جن باتوں سے تمہیں ڈرایا گیا ہے وہ ہو کر رہیں گی

أَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ○ (الانعام: ١٣٥).

طرفه: ٦٠٩٨-

اور تم بچ کر کہیں جا نہیں سکتے۔

٧٢٧٨ - ٧٢٧٩: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ.

٧٢٧٨-٧٢٧٩: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ زُہری نے ہم سے بیان کیا۔ زُہری نے عبید اللہ سے، عبید اللہ نے حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت زید بن خالدؓ سے روایت کی۔ اُن دونوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپؐ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کروں گا۔

أطرافُ الحديث ٧٢٧٨: ٢٣١٥، ٢٦٩٥، ٢٧٢٤، ٦٦٣٣، ٦٨٢٧، ٦٨٣٣، ٦٨٣٥، ٦٨٤٢، ٦٨٥٩، ٧١٩٣، ٧٢٥٨، ٧٢٦٠-

أطرافُ الحديث ٧٢٧٩: ٢٣١٤، ٢٦٤٩، ٢٦٩٦، ٢٧٢٥، ٦٦٣٤، ٦٨٢٨، ٦٨٣١، ٦٨٣٦، ٦٨٤٣، ٦٨٦٠، ٧١٩٤، ٧٢٥٩-

٧٢٨٠: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى. قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَمَنْ يَّأْبَى؟ قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى.

٧٢٨٠: محمد بن سنان نے ہم سے بیان کیا کہ فلیح نے ہمیں بتایا۔ ہلال بن علی نے ہم سے بیان کیا۔ ہلال نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت کے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! انکار کون کرے گا؟ آپؐ نے فرمایا: جس نے میری فرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے انکار ہی کیا۔

٧٢٨١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ

٧٢٨١: محمد بن عبادہ نے ہم سے بیان کیا کہ یزید نے ہمیں بتایا۔ سلیم بن حیان نے ہم سے بیان کیا۔

- وَأَثْنَى عَلَيْهِ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ حَدَّثَنَا - أَوْ سَمِعْتُ - جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هَذَا مَثَلًا قَالَ فَاضْرِبُوا لَهُ مَثَلًا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا وَجَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَّمْ يُجِبْ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوا أَوِّلُوهَا لَهُ يَفْقَهْهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا فَالدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

اور (یزید نے) ان کی تعریف کی۔ سعید بن میناء نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا:) ہمیں بتایا۔ یا (کہا:) میں نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: ملائکہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپؐ سوئے ہوئے تھے تو اُن میں سے بعض نے کہا کہ وہ سوئے ہوئے ہیں اور بعض نے کہا کہ آنکھ تو سوئی ہوئی ہے اور دل بیدار ہے۔ پھر وہ کہنے لگے کہ تمہارے اس ساتھی کی ایک مثال ہے تو (ایک نے) کہا: تم اس کی مثال بیان کرو۔ پھر بعض نے کہا کہ وہ سوئے ہوئے ہیں اور بعض نے کہا کہ آنکھ تو سوئی ہوئی ہے اور دل بیدار ہے۔ انہوں نے کہا: ان کی مثال اس شخص کی سی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس میں دعوت تیار کی اور بلانے والے کو بھیجا تو جس نے بلانے والے کی دعوت قبول کی اور گھر میں آ گیا اور دعوت سے کھایا اور جس نے بلانے والے کی دعوت قبول نہ کی اور گھر میں نہ گیا اور دعوت نہ کھائی۔ پھر وہ فرشتے کہنے لگے: اس مثال کی حقیقت اُن کو بتادو تا وہ اس کو سمجھ لیں۔ تو اُن میں سے کسی نے کہا کہ وہ سوئے ہوئے ہیں اور کسی نے کہا کہ آنکھ تو سوئی ہوئی ہے اور دل بیدار ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ گھر جو ہے جنت ہے اور بلانے والے محمد ﷺ ہیں۔ جس نے محمد ﷺ کی فرمانبرداری کی تو اُس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور محمد ﷺ

وَسَلَّمَ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ.

لوگوں کے درمیان (کھرے کھوٹے کا) فرق کرنے والے ہیں۔

تَابَعَهُ قُتَيْبَةُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ جَابِرٍ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(محمد بن عبادہ کی طرح) اس حدیث کو قتیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ انہوں نے لیث سے، لیث نے خالد سے، خالد نے سعید بن ابی ہلال سے، سعید نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے۔

٧٢٨٢: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ اسْتَقِيمُوا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيدًا فَإِنْ أَخَذْتُمْ يَمِينًا وَّشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا.

٧٢٨٢: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ سفیان نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم سے، ابراہیم نے ہمام سے، ہمام نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: اے علماء کے گروہ! سیدھی راہ اختیار کرو، یقیناً تم مقابلہ کی دوڑ میں بہت آگے نکل جاؤ گے اور اگر تم نے دائیں اور بائیں (رستہ) کو اختیار کیا تو تم (سیدھے راستے سے) بہت دور جا پڑو گے۔

٧٢٨٣: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهِ فَأَدْلَجُوا فَانْطَلَقُوا عَلَى مَهَلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ

٧٢٨٣: ابوکُریب نے ہم سے بیان کیا کہ ابواُسامہ نے ہمیں بتایا۔ ابو اسامہ نے بُرَید سے، بُرَید نے ابو بُردہ سے، ابو بردہ نے حضرت ابو موسیٰؓ سے، حضرت ابو موسیٰؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: میری مثال اور اس پیغام کی مثال جو اللہ نے مجھے دیکر بھیجا اُس شخص کی مثال کی سی ہے جو ایک قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے قوم! میں نے اپنی آنکھوں سے لشکر کو دیکھا اور میں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔ اس لئے اپنی جان بچانے کے لئے بھاگو، تو اُس قوم میں سے ایک

مِّنْهُمْ فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ. فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ.

طرفه: ٦٤٨٢۔

گروہ نے اس کی بات مان لی اور وہ رات ہی کو اطمینان سے سنبھل کر نکل گئے اور بچ گئے اور ایک گروہ نے اس کو جھٹلایا۔ انہوں نے اپنی جگہوں پر ہی صبح کی۔ اس لشکر نے صبح کو اُن پر چھاپا مارا اور انہیں ہلاک کر دیا اور اُن کی بیخ کنی کر دی۔ پس یہی مثال ہے اُن کی جو میری اطاعت کریں اور اس کی اتباع کریں جو میں لایا ہوں اور ان کی مثال جو میری نافرمانی کریں اور اُس کو جھٹلائیں جو میں حق میں سے لے کر آیا ہوں۔

٧٢٨٤ - ٧٢٨٥: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ. فَقَالَ وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ

٧٢٨٤- ٧٢٨٥: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے زُہری سے روایت کی کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے مجھے خبر دی۔ عبید اللہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب وصال ہوا اور حضرت ابو بکرؓ آپؐ کے بعد خلیفہ بنائے گئے اور عرب میں سے جو منکر ہونے تھے منکر ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا: آپؓ لوگوں سے کیسے لڑیں گے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ اس وقت تک لوگوں سے لڑنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ یہ اقرار نہ کرلیں کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ ہی اور جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا اُس نے مجھ سے اپنے مال اور اپنی جان کو بچا لیا سوائے اس کے کہ کسی حق کے بدلے میں اس

وَاللهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ. فَقَالَ عُمَرُ فَوَاللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ..

کو لیا جاوے اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے (یہ سن کر) جواب دیا: اللہ کی قسم! میں تو اس شخص سے ضرور لڑوں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا کیونکہ زکوٰۃ (اللہ کا) وہ حق ہے جو مال سے لیا جاتا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر لوگوں نے وہ رسی کا بندھن بھی مجھ سے روکے رکھا جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے تب بھی میں اُن سے اس کے روکنے پر لڑوں گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اللہ کی قسم! بات صرف یہی تھی کہ میں نے دیکھا، اللہ نے حضرت ابوبکرؓ کے سینے کو لڑائی کیلئے کھول دیا تھا۔ پھر میں بھی سمجھ گیا کہ یہی حق ہے۔

قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ وَعَبْدُ اللهِ عَنِ اللَّيْثِ عَنَاقًا وَهُوَ أَصَحُّ.

ابن بکیر اور عبداللہ نے لیث سے (بجائے عِقَال کے) عَنَاقًا نقل کیا۔ (یعنی بکری کا پلوٹھا) اور وہی زیادہ صحیح ہے۔

أطرافُ الحديث ۷۲۸٤: ۱۳۹۹، ۱٤۵۷، ٦۹۲٤۔
أطرافُ الحديث ۷۲۸۵: ۱٤۰۰، ۱٤۵٦، ٦۹۲۵۔

۷۲۸٦: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ أَخِيهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِينَ يُدْنِيهِمْ عُمَرُ وَكَانَ الْقُرَّاءُ أَصْحَابَ

۷۲۸٦: اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ابن وہب نے مجھے بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے روایت کی کہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے مجھے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر مدینہ میں آئے اور اپنے بھتیجے حُرّ بن قیس بن حصن کے پاس ٹھہرے اور حُرّ اُن لوگوں میں سے تھے جنہیں حضرت عمرؓ اپنے قریب بٹھایا کرتے تھے اور علماء حضرت عمرؓ کی مجلس میں بیٹھنے والے

مَجْلِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهِ كُهُولًا كَانُوا أَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيهِ يَا ابْنَ أَخِي هَلْ لَّكَ وَجْهٌ عِنْدَ هَذَا الْأَمِيرِ فَتَسْتَأْذِنَ لِي عَلَيْهِ؟ قَالَ سَأَسْتَأْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاسْتَأْذَنَ لِعُيَيْنَةَ فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَاللهِ مَا تُعْطِينَا الْجَزْلَ وَمَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتَّى هَمَّ بِأَنْ يَّقَعَ بِهِ فَقَالَ الْحُرُّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ○ (الأعراف:۲۰۰) وَإِنَّ هَذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ، فَوَاللهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللهِ.

اور اُن کو مشورہ دینے والے ہوتے تھے، بوڑھے ہوں یا جوان۔ عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا: میرے بھتیجے! کیا ان امیر (المؤمنین) کے پاس تمہاری کوئی وجاہت ہے کہ تم میرے لئے ان کے پاس آنے کی اجازت لے دو۔ حُرّ نے کہا: میں آپ کے لئے ان کے پاس آنے کی اجازت لے لوں گا۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: پھر حُرّ نے عیینہ کے لئے اجازت لی۔ جب عیینہ اندر آیا تو کہنے لگا: خطاب کے بیٹے! اللہ کی قسم نہ تو آپ ہمیں مال دیتے ہیں اور نہ آپ ہمارے درمیان انصاف کا فیصلہ کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ ناراض ہوئے یہاں تک کہ اس کو کچھ سزا دینے ہی لگے تھے کہ حُرّ نے کہا: امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے: (اے نبی! ہمیشہ) درگذر سے کام لے اور معروف باتوں کا حکم دے اور جاہل لوگوں سے اعراض کر۔ اور یہ جاہلوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم! جب حُرّ نے حضرت عمرؓ کے سامنے یہ آیت پڑھی تو انہوں نے اس آیت سے تجاوز نہیں کیا اور وہ اللہ کی کتاب پر بالکل ٹھہر جایا کرتے تھے۔

طرفه: ٤٦٤٢۔

۷۲۸۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهَا قَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ حِينَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ

۷۲۸۷: عبد اللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے فاطمہ بنت منذر سے، فاطمہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب سورج گرہن ہوا میں

وَالنَّاسُ قِيَامٌ وَهِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّي فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللهِ فَقُلْتُ آيَةٌ. قَالَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَّعَمْ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَرَهُ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَرِيبًا مِّنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ - أَوِ الْمُسْلِمُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ - فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ فَأَجَبْنَاهُ وَآمَنَّا فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا عَلِمْنَا أَنَّكَ مُوقِنٌ وَأَمَّا الْمُنَافِقُ - أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ - فَيَقُولُ لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ.

حضرت عائشہؓ کے پاس آئی اور لوگ کھڑے تھے اور وہ بھی کھڑی نماز پڑھ رہی تھیں تو میں نے کہا کہ لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ تو حضرت عائشہؓ نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا: سبحان اللہ۔ میں نے کہا: کوئی نشان ہے؟ تو انہوں نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا: جو چیز بھی میں نے نہیں دیکھی تھی اُس کو میں نے اپنے اس مقام میں دیکھ لیا یہاں تک کہ جنت اور دوزخ بھی اور مجھے یہ وحی کی گئی کہ تمہیں قبروں میں تقریباً اسی طرح آزمایا جائے گا جتنا فتنہ دجال کے ذریعہ سے۔ پھر جو مومن ہوگا یا جو مسلمان ہوگا۔ (فاطمہ کہتی تھیں) میں نہیں جانتی کہ حضرت اسماءؓ نے ان میں سے کون سا لفظ کہا، تو وہ کہے گا: محمد (ﷺ) ہمارے پاس کھلے کھلے دلائل لائے۔ ہم نے اُن کا کہنا مان لیا اور ایمان لائے تو کہا جائے گا: آرام سے سو رہو۔ ہم نے جان لیا کہ تم یقین کرنے والے ہو، اور جو منافق ہوگا یا شک کرنے والا ہوگا۔ (فاطمہ کہتی تھیں) میں نہیں جانتی کہ حضرت اسماءؓ نے ان میں سے کون سا لفظ کہا، تو وہ کہے گا: میں نہیں جانتا، میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا اور میں نے بھی کہہ دیا۔

أطرافُه: ٨٦، ١٨٤، ٩٢٢، ١٠٥٣، ١٠٥٤، ١٠٦١، ١٢٣٥، ١٣٧٣، ٢٥١٩، ٢٥٢٠۔

٧٢٨٨: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي

٧٢٨٨: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے

مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ [1] مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ سُؤَالُهُمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ.

مجھے بتایا۔ انہوں نے ابوالزناد سے، ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جب تک میں تم سے کچھ نہ کہوں تم مجھے رہنے دیا کرو کیونکہ جو تم سے پہلے تھے وہ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ وہ اپنے نبیوں سے سوالات کرتے اور ان سے اختلاف کیا کرتے تھے۔ جب میں تم کو کسی بات سے روکوں تو تم اس سے رُک جاؤ اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو تم اس کو بجالاؤ جہاں تک تم سے ہو سکے۔

تشریح: اَلْاِقْتِدَاءُ بِسُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کی پیروی کرنا۔ زیر باب پہلی روایت (نمبر ۷۲۷۵) میں حضرت شیبہؓ بن عثمان بن ابی طلحہ کا ذکر ہے جو کہ کعبہ کے دربان تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شیبہؓ اور ان کے چچازاد بھائی (حضرت عثمانؓ بن طلحہ بن ابی طلحہ) کو کعبہ کی چابیاں دیتے ہوئے فرمایا تھا: خُذُوْهَا يَا بَنِي أَبِي طَلْحَةَ خَالِدَةً تَالِدَةً إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يَأْخُذُ مِنْكُمْ إِلَّا ظَالِمٌ۔ (عمدۃ القاری، جزء۹ صفحہ ۲۳۶، ۲۳۷) اے بنی ابی طلحہ! تم اسے قدیم سے رکھنے کی وجہ سے قیامت تک رکھو۔ تم سے یہ ظالم کے سوا کوئی نہیں لے گا۔ اس روایت میں ذکر ہے کہ حضرت عمرؓ نے عامۃ الناس کی ضروریات پوری کرنے کے لئے خانہ کعبہ میں موجود سونا چاندی غرباء میں تقسیم کرنے کا ارادہ فرمایا تو دربان کعبہ حضرت شیبہؓ نے حضرت عمرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کا حوالہ دیا کہ انہوں نے یہ کام نہیں کیا تو کیا آپؓ ان کے طریق کو نہیں اپنائیں گے؟ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ وہ وجود تو ہمارے مطاع و مقتداء ہیں۔ ان کی اقتداء ہی ہمارا مشن ہے۔ امام بخاریؒ انہی الفاظ پر توجہ مبذول کرانے کے لئے یہ روایت لائے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خلفاء کی سنت کی اقتداء ہی منشائے شریعت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اقتداء اور اطاعت ہی خدا تعالیٰ تک پہنچا سکتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے وابستہ ہے اور آنجناب

---

[1] عمدۃ القاری کے مطابق اس جگہ الفاظ "هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ" ہیں۔ (عمدۃ القاری، جزء۲۵ صفحہ ۳۱) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

کے عملی نمونوں کے دریافت کیلئے جن پر اتباع موقوف ہے حدیث بھی ایک ذریعہ ہے۔ پس جو شخص حدیث کو چھوڑتا ہے وہ طریقِ اتباع کو بھی چھوڑتا ہے۔"

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی، روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ ۲۰۸)

فرمایا:

"مَیں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی ﷺ کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے اور مَیں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے جو سچی اور کامل پیروی آنحضرت ﷺ کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلب سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے اور پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلب سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت ﷺ کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (آل عمران:۳۲) یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۴، ۶۵)

نیز فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی محبت کامل طور پر انسان اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور طرزِ عمل کو اپنا رہبر اور ہادی نہ بناوے۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے اس کی بابت فرمایا ہے: قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (آل عمران:۳۲) یعنی محبوبِ الٰہی بننے کے لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جاوے۔ سچی اتباع آپؐ کے اخلاقِ فاضلہ کا رنگ اپنے اندر پیدا کرنا ہوتا ہے۔" (ملفوظات، جلد دوم صفحہ ۶۲)

آپؑ فرماتے ہیں کہ

"خداوند تعالیٰ مسلمانوں کو حکم کرتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے پر چلیں اور آپؐ کے ہر قول اور فعل کی پیروی کریں۔ چنانچہ فرماتا ہے: لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب:۲۲) پھر فرماتا ہے: اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ

اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:۳۲) اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال عیب سے خالی نہ تھے تو کیوں ہم پر واجب کیا کہ ہم آپؐ کے نمونے پر چلیں۔" (ریویو آف ریلیجنز، جلد ۲ نمبر ۶ صفحہ ۲۴۵-۲۴۶ بابت ماہ جون ۱۹۰۳ء)

بَاب۳: مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَمِنْ تَكَلُّفِ مَا لَا يَعْنِيهِ

بہت سوالات کرنا اور جس سے اس کو سروکار نہیں اُس کو کرنے کی تکلیف اُٹھانا ناپسندیدہ ہے

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ (المائدة:۱۰۲).

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اُن باتوں کے متعلق سوال نہ (کیا) کرو (جو) اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہارے لئے تکلیف کا موجب بن جائیں۔

۷۲۸۹: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ.

۷۲۸۹: عبداللہ بن یزید مُقرِی نے ہم سے بیان کیا کہ سعید نے ہمیں بتایا۔ عُقیل نے مجھ سے بیان کیا۔ عُقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے، عامر نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں سے سب سے بڑھ کر مجرم وہ شخص ہے جس نے ایسی بات کے متعلق پوچھا جو حرام نہیں کی گئی تھی تو وہ اس کے پوچھنے سے حرام کر دی گئی۔

۷۲۹۰: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ يُحَدِّثُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا

۷۲۹۰: اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ عفان نے ہمیں بتایا۔ وُہَیب نے ہم سے بیان کیا۔ موسیٰ بن عقبہ نے ہمیں بتایا کہ میں نے ابوالنضر سے سنا۔ وہ بُسر بن سعید سے روایت کرتے تھے۔ بُسر نے حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں چٹائی کا ایک حجرہ بنالیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند رات اُس میں

لَيَالِيَ حَتَّى اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوا صَوْتَهُ لَيْلَةً فَظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ صَنِيعِكُمْ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ.

أطرافه: ٧٣١، ٦١١٣-

نماز پڑھی یہاں تک کہ کچھ لوگ آپؐ کے پاس اکٹھے ہو گئے، پھر انہوں نے ایک رات آپؐ کی آہٹ نہ پائی تو وہ سمجھے کہ آپؐ سو گئے ہیں۔ یہ خیال کر کے اُن میں سے بعض کھنکارنے لگے تا کہ آپؐ اُن کے پاس باہر آئیں تو آپؐ نے فرمایا: یہ تمہارا کام (میرے پیچھے نفل پڑھنا) جو میں نے دیکھا ہے کہ تم برابر کر رہے ہو، اس سے میں ڈر گیا کہیں تم پر یہ نماز فرض نہ کر دی جائے اور اگر تم پر فرض کر دی گئی تو تم اس کو قائم نہ کر سکو گے۔ لوگو! تم اپنے گھروں میں ہی یہ نماز پڑھو کیونکہ آدمی کی افضل نماز وہی ہے جو وہ اپنے گھر میں پڑھے سوائے فرض نماز کے۔

٧٢٩١: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ غَضِبَ وَقَالَ سَلُونِي فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَبِي فَقَالَ أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا بِوَجْهِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ

٧٢٩١: یوسف بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو اسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے بُرید بن ابی بُردہ سے، ابی بُردہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ باتیں پوچھی گئیں جنہیں آپؐ نے ناپسند فرمایا۔ جب آپؐ سے بہت سوال کئے گئے تو آپؐ رنجیدہ ہوئے اور فرمایا: مجھ سے پوچھو۔ اس پر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تمہارا باپ حذافہ ہے۔ پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور پوچھا: میرا باپ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تمہارا باپ سالم ہے جو

الْغَضَبِ قَالَ إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

طرفه: ۹۲۔

شیبہ کا غلام تھا۔ حضرت عمرؓ نے جب وہ ناراضگی دیکھی جو آپؐ کے چہرہ پر تھی تو انہوں نے کہا کہ ہم اللہ عزوجل کے حضور توبہ کرتے ہیں۔

۷۲۹۲: حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ اكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّهُ كَانَ يَنْهَى عَنْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عُقُوقِ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدِ الْبَنَاتِ وَمَنْعٍ وَهَاتِ.

۷۲۹۲: موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا، عبدالملک نے ہم سے بیان کیا، عبدالملک نے ورّاد سے روایت کی جو حضرت مغیرہؓ کے منشی تھے۔ انہوں نے کہا: حضرت معاویہؓ نے حضرت مغیرہؓ کو لکھا: جو تم نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے سنا ہو مجھے لکھو۔ تو حضرت مغیرہؓ نے ان کو یہ لکھا کہ نبی اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہر نماز کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ واحد ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر بات پر بڑا ہی قادر ہے۔ اے اللہ! کوئی روکنے والا نہیں جو تو دے اور کوئی دینے والا نہیں جو تو روک دے۔ کسی صاحب حیثیت (مال، حسب ونسب وغیرہ) کو اس کی حیثیت تیرے مقابل پر فائدہ نہیں دے گی۔ اور نیز اُن کو یہ لکھا کہ آپؐ چہ میگوئیوں سے اور بہت سوالات کرنے اور مال ضائع کرنے سے منع فرمایا کرتے اور ماؤں کی نافرمانی سے اور بیٹیوں کو زندہ گاڑنے سے اور خود نہ دینا اور لوگوں سے کہنا کہ لاؤ، اس سے منع فرمایا کرتے تھے۔

أطرافه: ٨٤٤، ١٤٧٧، ٢٤٠٨، ٥٩٧٥، ٦٣٣٠، ٦٤٧٣، ٦٦١٥۔

۷۲۹۳: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ

۷۲۹۳: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت سے،

أَنَسٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ نُهِينَا عَنِ التَّكَلُّفِ.

ثابت نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت عمرؓ کے پاس تھے تو انہوں نے کہا: تکلف سے ہمیں منع کیا گیا ہے۔

٧٢٩٤: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. و حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا أُمُورًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ فَوَاللهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هَذَا قَالَ أَنَسٌ فَأَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ وَأَكْثَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي فَقَالَ أَنَسٌ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْنَ مَدْخَلِي يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ النَّارُ فَقَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ قَالَ ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي سَلُونِي فَبَرَكَ عُمَرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ

٧٢٩٤: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی۔ اور محمود نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زُہری سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا) کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سورج ڈھل گیا، باہر آئے اور آپؐ نے نماز ظہر پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو منبر پر کھڑے ہوئے اور اس گھڑی کا ذکر کیا اور بتایا کہ اس سے پہلے کئی عظیم الشان واقعات ہوں گے۔ پھر فرمایا: جو شخص کوئی بات پوچھنا چاہے تو وہ اس کے متعلق پوچھ لے۔ اللہ کی قسم! جب تک کہ میں اپنی اس جگہ کھڑا ہوں، جو بات بھی تم مجھ سے پوچھو گے میں وہ تمہیں ضرور بتاؤں گا۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: یہ سن کر لوگ بہت روئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بار بار فرماتے تھے: مجھ سے پوچھو۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: آخر ایک شخص اُٹھ کر آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! میں کہاں جاؤں گا؟ فرمایا: آگ میں۔ پھر عبداللہ بن حذافہؓ اُٹھے اور کہنے لگے: یارسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: تمہارا باپ حذافہ ہے۔ پھر بار بار

رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ عُمَرُ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَولى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِي عُرْضِ هَذَا الْحَائِطِ وَأَنَا أُصَلِّي فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ.

فرمانے لگے: مجھ سے پوچھو، مجھ سے پوچھو۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ دوزانو بیٹھ گئے اور کہنے لگے: ہم خوش ہیں کہ اللہ ہمارا ربّ ہے اور اسلام ہمارا دین ہے اور محمد ﷺ ہمارے رسول ہیں۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: جب حضرت عمرؓ نے یہ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افسوس! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ابھی ابھی جبکہ میں نماز پڑھ رہا تھا جنت و دوزخ اس دیوار کے عرض میں میرے سامنے کی گئیں اور میں نے خیر وشر میں آج سا دن کبھی نہیں دیکھا۔

أطرافه: ٩٣، ٥٤٠، ٧٤٩، ٤٦٢١، ٦٣٦٢، ٦٤٦٨، ٦٤٨٦، ٧٠٨٩، ٧٠٩٠، ٧٠٩١، ٧٢٩٥-

٧٢٩٥: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا نَبِيَّ اللهِ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ فُلَانٌ وَنَزَلَتْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ (المائدۃ:۱۰۲) الْآيَةَ.

۷۲۹۵: محمد بن عبد الرحیم نے ہم سے بیان کیا کہ روح بن عبادہ نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن انس نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! میرا باپ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تمہارا باپ فلاں شخص ہے اور یہ آیت نازل ہوئی: اے مومنو! اُن باتوں کے متعلق سوال نہ (کیا) کرو...

أطرافه: ٩٣، ٥٤٠، ٧٤٩، ٤٦٢١، ٦٣٦٢، ٦٤٦٨، ٦٤٨٦، ٧٠٨٩، ٧٠٩٠، ٧٠٩١، ٧٢٩٤-

٧٢٩٦: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ

۷۲۹۶: حسن بن صباح نے ہم سے بیان کیا کہ شبابہ نے ہمیں بتایا۔ ورقاء نے ہم سے بیان کیا۔ ورقاء نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی۔

مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتَّى يَقُولُوا هَذَا اللهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللهَ.

(انہوں نے کہا:) میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ سوالات کرنے سے ہرگز نہیں ٹلیں گے یہاں تک کہ یہ بھی کہہ دیں گے: یہ تو ہوا اللہ جس نے ہر شے کو پیدا کیا تو پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

۷۲۹۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِّنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوهُ وَلَا يُسْمِعُكُمْ مَا تَكْرَهُونَ فَقَامُوا إِلَيْهِ فَقَالُوا يَا أَبَا الْقَاسِمِ حَدِّثْنَا عَنِ الرُّوحِ فَقَامَ سَاعَةً يَّنْظُرُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَتَأَخَّرْتُ عَنْهُ حَتَّى صَعِدَ الْوَحْيُ ثُمَّ قَالَ: وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ (بنی اسرائیل:۸٦).

۷۲۹۷: محمد بن عبید بن میمون نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن یونس نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم سے، ابراہیم نے علقمہ سے، علقمہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے ایک کھیت میں تھا اور آپؐ کھجور کی چھڑی پر سہارا لئے جارہے تھے۔ آپؐ یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے تو اُن میں سے بعض نے کہا: ان سے روح کے متعلق پوچھو اور بعض نے کہا: ان سے نہ پوچھو۔ کہیں تمہیں ایسی بات نہ سنادیں جو تمہیں بُری لگے۔ پھر وہ اُٹھ کر آپؐ کے پاس آئے اور کہنے لگے: ابوالقاسم! روح کے متعلق ہمیں بتائیں۔ آپؐ تھوڑی دیر کھڑے دیکھتے رہے۔ میں سمجھا کہ آپؐ پر وحی ہو رہی ہے اور یہ خیال کرکے آپؐ سے ایک طرف ہٹ گیا یہاں تک کہ وحی چلی گئی تو آپؐ نے فرمایا: اور وہ تجھ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ تُو کہہ دے کہ روح میرے ربّ کے حکم سے ہے۔

أطرافُه: ۱۲۵، ٤۷۲۱، ۷٤۵٦، ۷٤٦۲۔

تشریح: مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَمِنْ تَكَلُّفِ مَا لَا يَعْنِيهِ: بہت سوالات کرنا اور جس سے اس کو سروکار نہیں اس کو کرنے کی تکلیف اُٹھانا ناپسندیدہ ہے۔ زیر باب آخری روایت (نمبر

۴۷۲۱)جو کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے اُس میں یہ ذکر ہے کہ روح کے متعلق یہ سوال یہود نے مدینہ میں ان کی موجودگی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی ہی روایت ہے کہ یہ سورۃ مکی ہے۔(صحیح البخاری، روایت نمبر ۴۷۰۸) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میرے نزدیک پہلی دفعہ سوال مکہ میں ہی ہوا ہے اور وہیں اس کا جواب ملا ہے۔ ممکن ہے مدینہ میں بھی یہود نے سوال کیا ہو بلکہ اغلب ہے... جب مدینہ میں یہ سوال ہوا ہو گا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت جواب میں پڑھ دی ہو گی۔''

(تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ بنی اسرائیل، آیت وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ، جلد ۴ صفحہ ۳۸۱)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''نادان عیسائی مصنف اعتراض کیا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعوذ باللہ اپنی کم علمی چھپانے کے لئے صحابہؓ کو سوال کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ لیکن قرآن کریم کی یہ آیت بتاتی ہے کہ صحابہؓ کو سوال کرنے سے نہیں بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے لوگوں جیسے سوال کرنے سے روکا گیا تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ کوئی سوال زیادتی علم کے لئے ہوتا ہے اور کوئی کج بحثی کے لئے۔ کوئی بے ادبی کے لئے ہوتا ہے اور کوئی تحقیر و تذلیل کے لئے۔ غرض ہر سوال الگ رنگ رکھتا ہے۔ معقول انسان کبھی بھی کسی غیر معقول سوال کی دوسرے کو اجازت نہیں دے سکتا۔ اگر کوئی لڑکا کالج میں پروفیسر کے سامنے کھڑے ہو کر سوال پر سوال کرتا چلا جائے تو وہ لازماً اُسے ڈانٹے گا اور کہے گا کہ تم فضول وقت ضائع کر رہے ہو مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہو گا کہ پروفیسر اپنی کم علمی کی وجہ سے اسے سوال کرنے سے روک رہا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم نے لغو اور بے ہودہ سوالات کو ناپسند کیا ہے نہ کہ محض سوالات کو۔ چنانچہ سُئِلَ مُوْسٰى میں اِسی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لوگ جس قسم کے سوالات کیا کرتے تھے اُن کا نمونہ قرآن کریم کی اس آیت میں دکھایا گیا ہے کہ يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ (النساء: ۱۵۴) یعنی یہ اہل کتاب تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو آسمان سے اُن پر ایک کتاب اُتار کر لے آئے۔ یہ سوال تو انہوں نے پھر بھی کم کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تو اِس سے بھی بڑا سوال کیا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ تُو

خدا کو پکڑ کر ہمارے سامنے لے آ، تب ہم ایمان لائیں گے۔ اِسی طرح تورات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بات بات پر سوال کیا کرتے تھے مگر صحابہؓ کی یہ حالت تھی کہ وہ کہتے ہیں: ہم اس بات کا انتظار کیا کرتے تھے کہ کوئی اعرابی آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سوال پوچھے تا کہ ہم بھی سُن لیں۔ گویا انہیں اس قدر وقار اور ضبطِ نفس حاصل تھا کہ خود کوئی سوال پوچھنے کی جرأت نہیں کرتے تھے۔ بہر حال مسلمانوں کو صرف ایسے سوال کرنے سے روکا گیا ہے جو سنت اللہ اور قانونِ شریعت کے خلاف ہوں یا اپنے اندر گستاخی اور بے ادبی کا رنگ رکھتے ہوں یا جن سے محض وقت کا ضیاع ہوتا ہو، کوئی حقیقی فائدہ حاصل نہ ہو۔

مجھے یاد ہے حافظ روشن علی صاحب اور میں دونوں حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پڑھا کرتے تھے۔ بعض اور دوست بھی ہمارے اس سبق میں شریک تھے۔ حافظ صاحب کی عادت تھی کہ وہ بات بات پر بال کی کھال اُتارنے کی کوشش کرتے اور بڑی سختی سے جرح کرتے تھے۔ ابھی ہم نے بخاری کا سبق شروع ہی کیا تھا اور صرف دو چار سبق ہی ہوئے تھے کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے سوالوں سے تنگ آ گئے۔ وہ سبق کو چلنے ہی نہیں دیتے تھے۔ پہلے ایک اعتراض کرتے اور جب حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ اس کا جواب دیتے تو وہ اس جواب پر اعتراض کر دیتے۔ پھر جواب دیتے تو جواب الجواب پر اعتراض کر دیتے اور اس طرح اُن کے سوالات کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ کہتے ہیں خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ میری عمر اُس وقت بیس اکیس سال کی تھی اور طبیعت بھی تیز تھی۔ حافظ صاحب کو سوالات کرتے دیکھا تو میں نے خیال کیا کہ میں کیوں پیچھے رہوں۔ چنانچہ چوتھے دن میں نے بھی سوالات شروع کر دیئے۔ ایک دن تو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ چُپ رہے مگر دوسرے دن جب میں نے بعض سوالات کئے تو آپؓ نے فرمایا: حافظ صاحب کے لئے سوالات کرنے جائز ہیں، تمہارے لئے نہیں۔ پھر آپؓ نے فرمایا: دیکھو تم بڑی مدت سے مجھ سے ملنے والے ہو اور تم میری طبیعت سے اچھی طرح واقف ہو۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ میں بخیل ہوں

یا کوئی علم میرے پاس ایسا ہے جسے میں چھپا کر رکھتا ہوں۔ میں نے کبھی کوئی بات دوسروں سے چھپا کر نہیں رکھی۔ جو کچھ آتا ہے وہ بتا دیا کرتا ہوں۔ اب خواہ تم کتنے اعتراض کرو۔ میں نے تو بہر حال وہی کچھ کہنا ہے جو میں جانتا ہوں۔ اس سے زیادہ کچھ بتا نہیں سکتا۔ اب کسی بات کے متعلق دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو جو بات میں نے بتائی ہے وہ معقول ہے تم اُسے سمجھے نہیں یا پھر جو بات میں نے بتائی ہے وہ غلط ہے اور تمہارا اعتراض درست ہے۔ اگر جو کچھ میں نے بتایا ہے وہ غلط ہے تو یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ میں بد دیانتی سے تم کو دھوکا دینے کے لئے کوئی بات نہیں کہتا۔ جو کچھ کہتا ہوں اُسے صحیح سمجھتے ہوئے ہی کہتا ہوں۔ اس صورت میں خواہ تم کتنے اعتراض کرو میں تو وہی کہتا چلا جاؤں گا جو میں نے ایک دفعہ کہا اور اگر میں نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے تو اُس پر اعتراض کرنے کے یہ معنے ہیں کہ وہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی۔ ایسی حالت میں اگر تم اعتراض کرو گے تو اِس سے تمہاری طبیعت میں ضِد پیدا ہو گی، فائدہ کچھ نہیں ہو گا۔ اِس لئے میری نصیحت یہ ہے کہ تم سوالات نہ کیا کرو بلکہ خود سوچنے اور غور کرنے کی عادت ڈالو۔ اگر کوئی بات تمہاری سمجھ میں آجائے تو اُسے مان لیا کرو اور اگر سمجھ میں نہ آئے تو اللہ تعالیٰ سے دُعا کیا کرو کہ وہ خود تمہیں سمجھائے اور اپنے پاس سے علم عطا فرمائے۔ اِس نصیحت کے بعد میں نے پھر حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ سے کبھی کوئی سوال نہیں کیا۔ کچھ دن گزرے تو آپؓ نے حافظ صاحب کو بھی ڈانٹ دیا کہ وہ دورانِ سبق میں سوالات نہ کیا کریں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے روزانہ بخاری کا آدھ آدھ پارہ پڑھنا شروع کر دیا۔ بے شک اور علوم بھی ہم پڑھتے تھے لیکن بہر حال آدھ پارہ روزانہ تبھی ختم ہو سکتا ہے جب طالب علم اپنے مُنہ پر مہر لگا لے اور وہ فیصلہ کر لے کہ میں نے اُستاد سے کچھ نہیں پُوچھنا۔ جو کچھ وہ بتائے گا اُسے سنتا چلا جاؤں گا۔ بہر حال حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے اس روکنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے خود قرآن کریم پر غور کرنا شروع کر دیا اور اس کا فائدہ یہ ہوا کہ میں ابھی طالب علم ہی تھا کہ میں نے خود درس دینا شروع کر دیا۔ گویا حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوالات سے روک کر میرے ذہن کو اِس طرف متوجہ کر دیا کہ مجھے خود بھی قرآن کریم پر غور کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔

اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سوالات سے روک کر اُن کی فطرت اور ذہنیت کو بلند کرنے کی کوشش کی ہے۔ بے شک بعض اوقات دوسرے سے بھی کوئی بات پوچھنی پڑتی ہے مگر زیادہ تر خود ہی غور کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ میں نے دیکھا ہے قرآن کریم میں آدمؑ کا قصہ آجائے تو لوگ بڑی کثرت سے سوال کرنے لگ جاتے ہیں حالانکہ اگر سوال کرنے کی بجائے وہ خود سوچیں تو اُن کی تمام مشکلات حل ہو جائیں۔ اس جگہ صرف ایسے ہی سوالات سے روکا گیا ہے جو انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتے ہیں اور اُس کے اندر کفر پیدا کر دیتے ہیں۔ ورنہ عام سوالات سے جو تحقیق کی غرض سے کئے جائیں اسلام منع نہیں کرتا۔

وَمَنۡ يَّتَبَدَّلِ الۡكُفۡرَ بِالۡاِيۡمَانِ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ۔ فرماتا ہے: سوال کی اصل غرض تو علم کی زیادتی ہوتی ہے مگر جو شخص گستاخانہ سوالات کرتا رہتا ہے اور خدا اور اس کے رسول اور اس کے کلام کا ادب ملحوظ نہیں رکھتا وہ اس گستاخی کے نتیجہ میں اپنے پہلے ایمان کو بھی کھو بیٹھتا ہے اور ایمان میں ترقی کرنے کے بجائے کفر کی دہلیز تک پہنچ جاتا ہے۔ اگر وہ دائرہ ادب کے اندر رہتے ہوئے نیک نیتی سے سوال کرتا تو اس کی یہ حالت نہ ہوتی۔ پس انسان کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ اپنے قلب کا جائزہ لیتا رہے اور لغو بحثوں اور لغو سوالات میں حصہ نہ لیا کرے۔ حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی جنہوں نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا تھا کہ قادیان سے ایک نُور نکلا ہے مگر میری اولاد اس سے محروم رہی ہے۔ اُن کے پاس ایک دفعہ کوئی مولوی بحث کے لئے آگیا انہوں نے فرمایا کہ میں بحث کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ مولوی صاحب کی نیت بخیر ہو۔ معلوم ہوتا ہے وہ مولوی اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی خشیت رکھتا تھا۔ اُس نے یہ فقرہ سُنتے ہی کہہ دیا کہ میں آپ سے بحث نہیں کرتا کیونکہ مناظرات میں عموماً نیت بخیر نہیں ہوتی بلکہ صرف اتنا ہی مقصد ہوتا ہے کہ دوسرا فریق ذلیل ہو جائے اور لوگوں میں واہ واہ کا ایک شور مچ جائے۔ غرض چونکہ بعض سوال حق پانے کے لئے نہیں ہوتے بلکہ اُن کی غرض محض بحث و مباحثہ، لڑائی اور دوسرے کو شرمندہ کرنا ہوتی ہے اس لئے فرماتا ہے کہ مومنوں کو اس قسم کے سوالات سے بچنا چاہیئے۔"

(تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ البقرۃ، آیت اَمۡ تُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ تَسۡـَٔلُوۡا رَسُوۡلَكُمۡ، جلد ۲ صفحہ ۱۰۸ تا ۱۱۱)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''جو امر یہاں پیدا ہوتا ہے اُس پر اگر غور کیا جاوے اور نیک نیتی اور تقویٰ کے پہلوؤں کو ملحوظ رکھ کر سوچا جاوے تو اس سے ایک علم پیدا ہوتا ہے۔ میں اس کو آپ کی صفائی قلب اور نیک نیتی کا نشان سمجھتا ہوں کہ جو بات سمجھ میں نہ آئے اس کو پوچھ لیتے ہیں۔ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے دل میں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ اس کو نکالتے نہیں اور پوچھتے نہیں جس سے وہ اندر ہی نشوونما پاتا رہتا ہے اور پھر اپنے شکوک وشبہات کے انڈے بچے دے دیتا ہے اور روح کو تباہ کر دیتا ہے۔ ایسی کمزوری نفاق تک پہنچا دیتی ہے کہ جب کوئی امر سمجھ میں نہ آوے تو اُسے پوچھا نہ جاوے اور خود ہی ایک رائے قائم کرلی جاوے۔ میں اس کو داخل ادب نہیں کرتا کہ انسان اپنی روح کو ہلاک کرلے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر سوال کرنا مناسب نہیں اس سے منع فرمایا گیا ہے۔ لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ (المائدۃ:۱۰۲) اور ایسا ہی اس سے بھی منع کیا گیا ہے کہ آدمی جاسوسی کر کے دوسروں کی بُرائیاں نکالتا رہے۔ یہ دونو طریق بُرے ہیں لیکن اگر کوئی امر اہم دل میں کھٹکے تو اسے ضرور پیش کر کے پوچھ لینا چاہیئے۔ یہ ایسی بات ہے کہ اگر کوئی شخص خراب غذا کھالے اور وہ پیٹ میں جا کر خرابی پیدا کرے اور اس سے جی متلانے لگے تو چاہیئے کہ فوراً قے کر کے اس کو نکال دیا جائے لیکن اگر وہ اس کو نکالتا نہیں تو پھر وہ آلات ہضم میں فتور پیدا کر کے صحت کو بگاڑ دے گی۔ جیسے ایسی غذا کو فوراً نکالنا چاہیئے اسی طرح جو بات دل میں کھٹکے اسے جلد باہر نکال دو۔'' (ملفوظات، جلد ۲ صفحہ ۳۸۵)

بَاب ٤: الِاقْتِدَاءُ بِأَفْعَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی پیروی کرنا

۷۲۹۸: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ

۷۲۹۸: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبداللہ بن دینار سے، عبداللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ وَقَالَ إِنِّي لَنْ أَلْبَسَهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ.

سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی تو لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی اور یہ کہہ کر آپؐ نے اسے اُتار دیا اور فرمایا: اب میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں اُتار دیں۔

أطرافُه: ٥٨٦٥، ٥٨٦٦، ٥٨٦٧، ٥٨٧٣، ٥٨٧٦، ٦٦٥١-

تشریح: اَلْاِقْتِدَاءُ بِأَفْعَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی پیروی کرنا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کئی قسم کے ہیں۔ ایک وہ اعمال ہیں جو آپؐ ہمیشہ کرتے اور جن کے کرنے کا آپؐ نے دوسروں کو بھی حکم دیا اور فرمایا: اس طرح کیا کرو، ان کا کرنا واجب ہے۔ (۲) وہ اعمال جو عام طور پر آپؐ کرتے اور دوسروں کو کرنے کی نصیحت بھی کرتے، یہ سنن ہیں۔ (۳) وہ اعمال جو آپؐ کرتے اور دوسروں کو فرماتے کہ کر لیا کرو تو اچھے ہیں۔ یہ مستحب ہیں۔ (۴) وہ اعمال جنہیں آپؐ مختلف طور پر ادا کرتے۔ ان کا سب طریقوں سے کرنا جائز ہے۔ (۵) ایک وہ اعمال ہیں جو کھانے پینے کے متعلق تھے۔ ان میں نہ آپؐ دوسروں کو کرنے کے لئے کہتے اور نہ کوئی ہدایت دیتے۔ آپؐ ان میں عرب کے رواج پر عمل کرتے۔ ان احکام میں ہر ملک کا انسان اپنے ملک کے رواج پر عمل کر سکتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گوہ لائی گئی جو آپؐ نے نہ کھائی۔ اس پر پوچھا گیا کہ اس کا کھانا حرام ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں، حرام نہیں مگر ہمارے ہاں لوگ اسے کھاتے نہیں۔ اس لئے میں بھی اسے نہیں کھاتا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جن امور میں شریعت ساکت ہو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ثابت نہ ہو انہیں حتیٰ الوسع ملک کے دستور اور رواج کے مطابق کر لینا چاہیئے تا کہ خواہ مخواہ لوگوں میں نفرت نہ پیدا ہو۔ ایسے امور سنت نہیں کہلاتے۔ جوں جوں ملک کے حالات کے مطابق لوگ ان میں تبدیلی کرتے جائیں اس پر عمل کرنا چاہیئے۔

چوتھی غلطی یہ لگ رہی تھی کہ بعض لوگوں کے نزدیک شریعت صرف کلام الٰہی تک محدود تھی۔ نبی کا شریعت سے کوئی تعلق نہ سمجھا جاتا تھا جیسا کہ چکڑالوی کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے متعلق بتایا کہ شریعت کے دو حصے ہیں۔(۱) ایک اصولی حصہ ہے جس پر دینی، اخلاقی، تمدنی، سیاسی کاموں کا مدار ہے۔(۲) دوسرا حصہ جزئی تشریحات اور علمی تفصیلات کا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ نبیوں کے ذریعہ کراتا ہے تا کہ نبیوں سے بھی مخلوق کو تعلق پیدا ہو اور وہ لوگوں کے لئے اُسوہ بنیں۔ پس شریعت میں نبی کی تشریحات بھی شامل ہیں۔"

(مسیح موعودؑ کے کارنامے، انوار العلوم جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۶، ۱۷۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"بغیر نمونہ کے دوسرا انسان اتباع کیسے پوری کر سکتا ہے۔ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ (آل عمران:۳۲) کہہ کر آنحضرت ﷺ نے ہر ایک طبقہ کے انسان کو مخاطب کیا ہے کہ ہر ایک قسم کا سبق مجھ سے لو اور ظاہر ہے کہ جب تک ایک اُسوہ سامنے نہ ہو، انسان عمل درآمد سے قاصر رہتا ہے۔ ہر ایک قسم کے کمال کے حصول کے لیے نمونہ کی ضرورت ہے۔ انسانی طبائع اسی قسم کی واقع ہوئی ہیں کہ وہ صرف قول سے متأثر نہیں ہوتیں جب تک اس کے ساتھ فعل نہ ہو۔ اگر صرف قول ہو تو صدہا اعتراض لوگ کرتے ہیں۔ دین کی باتوں کو سن کر کہا کرتے ہیں کہ یہ سب باتیں کہنے کی ہیں، کون اِن کو بجا لا سکتا ہے، یونہی بنا چھوڑی ہیں اور ان اعتراضوں کا ردّ نہیں ہو سکتا جب تک ایک انسان عمل کر کے دکھانے والا نہ ہو۔" (ملفوظات، جلد ۴ صفحہ ۹۱)

نیز آپؑ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی محبت کامل طور پر انسان اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا جب تک نبی کریم ﷺ کے اخلاق اور طرزِ عمل کو اپنا رہبر اور ہادی نہ بناوے۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے اس کی بابت فرمایا: قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ (آل عمران:۳۲) یعنی محبوبِ الٰہی بننے کے لیے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جاوے۔ سچّی اتباع آپؐ کے اخلاق فاضلہ کا رنگ اپنے اندر پیدا کرنا ہوتا ہے مگر افسوس ہے کہ آج کل لوگوں نے اتباع سے مراد صرف رفع یدین، آمین بالجہر اور

رفع سبابہ ہی لے لیا ہے۔ باقی امور کو جو اخلاق فاضلہ آپؐ کے تھے اُن کو چھوڑ دیا۔ یہ منافق کا کام ہے کہ آسان اور چھوٹے اُمور کو بجالاتا ہے اور مشکل کو چھوڑتا ہے۔ سچے مومن اور مخلص مسلمان کی ترقیوں اور ایمانی درجوں کا آخری نقطہ تو یہی ہے کہ وہ سچا متبع ہو اور آپؐ کے تمام اخلاق کو حاصل کرے۔ جو سچائی کو قبول نہیں کرتا وہ اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے۔ کروڑوں مسلمان دنیا میں موجود ہیں اور مسجدیں بھی بھری ہوئی نظر آتی ہیں مگر کوئی برکت اور ظہور ان مسجدوں کے بھرے ہونے سے نظر نہیں آتا۔ اس لیے کہ یہ سب کچھ جو کیا جاتا ہے محض رسوم اور عادات کے طور پر کیا جاتا ہے۔ وہ سچا اخلاص اور وفا جو ایمان کے حقیقی لوازم ہیں، ان کے ساتھ پائے نہیں جاتے۔ سب عمل ریاکاری اور نفاق کے پردوں کے اندر مخفی ہو گئے ہیں۔"

(ملفوظات، جلد ۲ صفحہ ۶۲)

آپؑ نے فرمایا:

"جو شخص یہ کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اتباع کے بغیر نجات ہو سکتی ہے وہ جھوٹا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو بات ہم کو سمجھائی ہے وہ بالکل اس کے برخلاف ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: ۳۲) اے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کو کہدے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے پیار کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تم خدا تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ گے۔ بغیر متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شخص نجات نہیں پا سکتا۔ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض رکھتے ہیں اُن کی کبھی خیر نہیں۔" (ملفوظات، جلد ۵ صفحہ ۲۴)

بَاب ٥: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ وَالتَّنَازُعِ {فِي العِلْمِ} [1] وَالْغُلُوِّ فِي الدِّينِ وَالْبِدَعِ

علم میں حد سے زیادہ گہرا جانا اور جھگڑا کرنا نیز دین اور بدعات میں غلوّ کرنا جو ناپسندیدہ ہے

لِقَوْلِهِ تَعَالَى يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ.

اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق: اے اہل کتاب اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ پر سوائے

[1] یہ الفاظ عمدۃ القاری کے مطابق ہیں۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۵ صفحہ ۳۷) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

(النساء: ١٧٢).

حق کے کچھ نہ کہو۔

٧٢٩٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوَاصِلُوا قَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي فَلَمْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ قَالَ فَوَاصَلَ بِهِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَيْنِ أَوْ لَيْلَتَيْنِ ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَأَخَّرَ الْهِلَالُ لَزِدْتُكُمْ، كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ.

أطرافه: ١٩٦٥، ١٩٦٦، ٦٨٥١، ٧٢٤٢۔

٧٢٩٩: عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف) نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زُہری سے، زہری نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: بغیر سحری کھانے کے مسلسل روزے نہ رکھو۔ صحابہؓ نے کہا: آپؐ تو وصال کے روزے رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں تمہاری طرح نہیں، میں ایسی حالت میں رات گزارتا ہوں کہ میرا ربّ مجھے کھلاتا بھی ہے اور مجھے پلاتا بھی ہے مگر وہ وصال کے روزے رکھنے سے باز نہ آئے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے: یہ دیکھ کر نبی ﷺ نے دو دن یا (کہا) دو راتیں بغیر افطار کے روزے رکھے۔ پھر لوگوں نے ہلال دیکھ لیا اور نبی ﷺ نے فرمایا: اگر ہلال دیر سے نکلتا تو میں تمہارے ساتھ اور روزے رکھتا، جیسے کہ آپؐ ان کو تنبیہ کر رہے تھے۔

٧٣٠٠: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ خَطَبَنَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى مِنْبَرٍ مِّنْ آجُرٍّ وَعَلَيْهِ سَيْفٌ فِيهِ صَحِيفَةٌ مُّعَلَّقَةٌ فَقَالَ وَاللهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ يُقْرَأُ إِلَّا كِتَابُ اللهِ وَمَا فِي هَذِهِ

٧٣٠٠: عمر بن حفص بن غیاث نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم تیمی نے مجھے بتایا۔ (انہوں نے کہا:) میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اینٹوں کے ایک ممبر پر کھڑے ہو کر ہم سے خطاب کیا۔ اور انہوں نے تلوار حمائل کی ہوئی تھی جس میں ایک

الصَّحِيفَةِ فَنَشَرَهَا فَإِذَا فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَإِذَا فِيهَا الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِّنْ عَيْرٍ إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيهِ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَّسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيهَا مَنْ وَّالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا.

کاغذ لٹکا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہمارے پاس اور کوئی کتاب نہیں جس کو پڑھا جاتا ہو سوائے اللہ کی کتاب کے اور سوائے اس کے جو اس کاغذ میں ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے اس کاغذ کو کھولا تو اس میں اونٹوں کی عمروں کا ذکر تھا۔ نیز اس میں یہ بھی تھا کہ مدینہ عیر سے لے کر فلاں جگہ تک حرم ہے۔ جس نے اس میں کوئی بدعت کی تو اُس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو گی۔ اللہ اس سے نہ نفل قبول کرے گا اور نہ فرض اور اس میں یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کا ذمہ (عہد) ایک ہی ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک ادنیٰ شخص بھی اس کے متعلق کوشش کر سکتا ہے۔ سو جس نے مسلمان کے عہد کو توڑا تو اُس پر بھی اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو گی۔ اللہ اس سے نہ کوئی فرض قبول کرے گا نہ نفل۔ اس میں یہ بھی تھا جس نے اپنے موالی کی اجازت کے بغیر کسی اور قوم سے تعلق استوار کیا تو اُس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو گی۔ اللہ اس سے نہ کوئی نفل قبول کرے گا نہ فرض۔

أطرافُه: ١١١، ١٨٧٠، ٣٠٤٧، ٣١٧٢، ٣١٧٩، ٦٧٥٥، ٦٩٠٣، ٦٩١٥۔

٧٣٠١: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَّسْرُوقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٧٣٠١: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا کہ مسلم نے ہمیں بتایا۔ مسلم نے مسروق سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی

شَيْئًا تَرَخَّصَ فِيهِ وَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُونَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ فَوَاللهِ إِنِّي أَعْلَمُهُمْ بِاللهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً.

طرفه: ٦١٠١۔

ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمل کیا جس کے متعلق آپؐ نے اجازت دی تھی اور کچھ لوگوں نے اس سے پرہیز کیا تو یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ آپؐ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: ان لوگوں کی کیا حالت ہے کہ جو ایسے کام سے اپنے آپ کو بالا سمجھتے ہیں جس کو میں کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں اللہ کو ان سے بڑھ کر جانتا ہوں اور ان سے زیادہ اس سے ڈرتا ہوں۔

۷۳۰۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَادَ الْخَيِّرَانِ أَنْ يَهْلِكَا - أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ - لَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدُ بَنِي تَمِيمٍ أَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ التَّمِيمِيِّ الْحَنْظَلِيِّ أَخِي بَنِي مُجَاشِعٍ وَأَشَارَ الْآخَرُ بِغَيْرِهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ إِنَّمَا أَرَدْتَ خِلَافِي فَقَالَ عُمَرُ مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ إِلَى قَوْلِهِ عَظِيمٌ (الحجرات:٣،٤) قَالَ ابْنُ

۷۳۰۲: محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع بن عمر سے، نافع نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: قریب تھا کہ دو بہترین آدمی ہلاک ہو جاتے، یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ۔ جب بنو تمیم کے نمائندے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ان دونوں میں سے ایک نے اقرع بن حابس تمیمی حنظلی کے متعلق مشورہ دیا، جو بنو مجاشع میں سے تھا اور دوسرے نے اس کے سوا کسی اور کے متعلق مشورہ دیا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا: بس آپؓ تو مجھ سے اختلاف کرنا چاہتے ہو۔ حضرت عمرؓ نے کہا: آپؓ کی مخالفت کا میں نے ارادہ نہیں کیا۔ اس پر ان دونوں کی آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلند ہوئیں۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ

أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَكَانَ عُمَرُ بَعْدُ - وَلَمْ يَذْكُرْ ذَلِكَ عَنْ أَبِيهِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ - إِذَا حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيثٍ حَدَّثَهُ كَأَخِي السِّرَارِ لَمْ يُسْمِعْهُ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ.

أطرافه: ٤٣٦٧، ٤٨٤٥، ٤٨٤٧۔

فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ...۔[1] ابن ابی ملیکہ کہتے تھے: حضرت ابن زبیرؓ نے کہا: اس کے بعد حضرت عمرؓ کی یہ عادت تھی اور انہوں نے اپنے نانا حضرت ابوبکرؓ کے متعلق یہ ذکر نہیں کیا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات کرتے تو وہ آپؐ سے اتنی آہستہ بات کرتے جیسے کہ کوئی راز کی بات کر رہا ہے۔ اتنی کہ آپؐ کو اُن کی بات سنائی نہ دیتی یہاں تک کہ آپؐ حضرت عمرؓ سے دریافت فرماتے۔

٧٣٠٣: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ. فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ

۷۳۰۳: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: میں نے کہا: ابوبکرؓ جب آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو وہ رونے کی وجہ سے لوگوں کو اپنی آواز نہ سنا سکیں گے اس لئے حضرت عمرؓ سے فرمائیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ آپؐ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: میں نے حضرت حفصہؓ سے کہا: تم کہو کہ ابوبکرؓ جب

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نبی کی آواز سے اپنی آوازیں بلند نہ کیا کرو اور جس طرح تم میں سے بعض لوگ بعض دوسرے لوگوں سے اونچی آواز میں باتیں کرتے ہیں اس کے سامنے اونچی بات نہ کیا کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں پتہ تک نہ چلے۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ کے رسول کے حضور اپنی آوازیں دھیمی رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے آزما لیا ہے ان کے لئے ایک عظیم بخشش اور بڑا اجر ہے۔''

فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ. فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ. فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا.

آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو اپنی آواز نہیں سنا سکیں گے اس لئے حضرت عمرؓ سے فرمائیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ چنانچہ حضرت حفصہؓ نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بھی یوسف والی عورتیں ہو۔ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں۔ حضرت حفصہؓ حضرت عائشہؓ سے کہنے لگیں: میں کبھی بھی ایسی نہ ہوئی کہ تم سے کوئی بھلائی پاؤں۔

أطرافُه: ۱۹۸، ٦٦٤، ٦٦٥، ٦٧٩، ٦٨٣، ٦٨٧، ٧١٢، ٧١٣، ٧١٦، ٢٥٨٨، ٣٠٩٩، ٣٣٨٤، ٤٤٤٢، ٤٤٤٥، ٥٧١٤-

٧٣٠٤: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَاءَ عُوَيْمِرٌ الْعَجْلَانِيُّ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَيَقْتُلُهُ أَتَقْتُلُونَهُ بِهِ؟ سَلْ لِي يَا عَاصِمُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا فَرَجَعَ عَاصِمٌ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَائِلَ فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللهِ لَآتِيَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى الْقُرْآنَ خَلْفَ عَاصِمٍ فَقَالَ لَهُ قَدْ أَنْزَلَ اللهُ فِيكُمْ قُرْآنًا

۷۳۰۴: آدم نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی ذئب نے ہمیں بتایا۔ زُہری نے ہم سے بیان کیا۔ زہری نے حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: عویمر عجلانیؓ عاصم بن عدی کے پاس آئے اور کہنے لگے: بھلا بتاؤ تو سہی کہ ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی دوسرے شخص کو پائے اور وہ اس کو مار ڈالے تو کیا تم اس کو اس شخص کے بدلے میں مار ڈالو گے؟ عاصمؓ رسول اللہ ﷺ سے مجھے یہ پوچھ دو۔ تو انہوں نے آپؐ سے پوچھا تو نبی ﷺ نے ان سوالوں کو بُرا منایا اور معیوب گردانا۔ یہ دیکھ کر عاصمؓ لوٹ آئے اور عویمرؓ کو بتایا کہ نبی ﷺ نے ایسے سوالات کو ناپسند کیا ہے۔ عویمرؓ نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو نبی ﷺ کے پاس ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ وہ آئے اور اللہ تعالیٰ نے عاصمؓ کے جانے کے بعد قرآن نازل کر دیا تھا تو آپؐ نے اس سے

فَدَعَا بِهِمَا فَتَقَدَّمَا فَتَلَاعَنَا ثُمَّ قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَفَارَقَهَا وَلَمْ يَأْمُرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِهَا فَجَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَحْمَرَ قَصِيرًا مِّثْلَ وَحَرَةٍ فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ كَذَبَ وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمَ أَعْيَنَ ذَا أَلْيَتَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى الْأَمْرِ الْمَكْرُوهِ.

فرمایا: اللہ نے تمہارے متعلق قرآن نازل کر دیا ہے۔ پھر آپؐ نے ان دونوں (میاں بیوی) کو بلایا اور وہ آگے بڑھے اور انہوں نے آپس میں لعان کیا۔ پھر اس کے بعد عویمرؓ کہنے لگے: یارسول اللہ! اگر میں نے اس کو اپنے پاس رکھا تو میں نے اس کے متعلق جھوٹ کہا۔ یہ کہہ کر عویمرؓ اس سے جدا ہو گئے حالانکہ نبی ﷺ نے اس سے علیحدگی کا انہیں حکم نہیں دیا تھا۔ آخر لعان کرنے والوں کے متعلق یہی طریقہ جاری ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس عورت کو دیکھتے رہو، اگر تو وہ سرخ رنگ کا پست قد بچہ جنی جیسے چھوٹا گرگٹ ہوتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس شخص نے جھوٹ بولا اور اگر وہ سانولے رنگ کا بڑی آنکھوں والا بڑے سرینوں والا جنی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے متعلق سچ کہا ہے۔ آخر وہ اسی مکروہ حلیہ کے مطابق جنی۔

أطرافه: ٤٢٣، ٤٧٤٥، ٤٧٤٦، ٥٢٥٩، ٥٣٠٨، ٥٣٠٩، ٦٨٥٤، ٧١٦٥، ٧١٦٦-

٧٣٠٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ النَّصْرِيُّ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِّنْ ذَلِكَ فَدَخَلْتُ عَلَى مَالِكٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ انْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى عُمَرَ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَّكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ

۷۳۰۵: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ عقیل نے مجھ سے بیان کیا۔ عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: مالک بن اوس نصری نے مجھے بتایا اور محمد بن جبیر بن مطعم نے مجھ سے اس کا کچھ ذکر کیا تھا (جو سن کر) میں مالک کے پاس گیا اور میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: میں چل پڑا اور حضرت عمرؓ کے پاس اندر گیا۔ اتنے میں ان کا دربان یرفا ان کے پاس آیا اور کہنے لگا: کیا آپؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت

وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُونَ؟ قَالَ نَعَمْ فَدَخَلُوا فَسَلَّمُوا وَجَلَسُوا فَقَالَ هَلْ لَّكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ؟ فَأَذِنَ لَهُمَا. قَالَ الْعَبَّاسُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ الظَّالِمِ اسْتَبَّا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ اتَّئِدُوا أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيدُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ قَالَ الرَّهْطُ قَالَ ذَلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ؟ قَالَا نَعَمْ. قَالَ عُمَرُ فَإِنِّي مُحَدِّثُكُمْ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللهَ كَانَ خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَالِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ فَإِنَّ اللهَ يَقُولُ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ (الحشر:٧) الْآيَةَ فَكَانَتْ هَذِهِ خَالِصَةً

عبدالرحمٰن بن زبیرؓ اور حضرت سعدؓ کو ملنا چاہیں گے وہ اجازت مانگ رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ہاں۔ چنانچہ وہ اندر آئے اور انہوں نے سلام کیا اور بیٹھ گئے، پھر یرفا نے کہا: کیا آپؓ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو ملنا چاہیں گے؟ تو حضرت عمرؓ نے ان دونوں کو اجازت دی۔ حضرت عباسؓ نے کہا: امیرالمومنین! میرے اور اس ظالم کے درمیان فیصلہ کر دیں۔ ان دونوں نے آپس میں ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہا تو وہ لوگ (یعنی) حضرت عثمانؓ اور ان کے ساتھی کہنے لگے: امیرالمومنین! ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر دیں اور ایک کو دوسرے سے چھٹکارا دلائیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: ذرا ٹھہرو۔ میں تم کو اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے یہ آسمان اور زمین قائم ہیں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارا وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اس سے مراد اپنی ذات تھی۔ اس جماعت نے کہا: بے شک آپؐ نے ایسا فرمایا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے: میں تم دونوں سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا تھا؟ ان دونوں نے کہا: ہاں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اب میں اس معاملے کی حقیقت تم سے بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس مال میں اپنے رسول ﷺ کے لئے کچھ حصہ مخصوص کر دیا

لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَاللهِ مَا احْتَازَهَا دُونَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ وَقَدْ أَعْطَاكُمُوهَا وَبَثَّهَا فِيكُمْ حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هَذَا الْمَالُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللهِ فَعَمِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ حَيَاتَهُ أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ هَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ فَقَالُوا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ أَنْشُدُكُمَا اللهَ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ؟ قَالَا نَعَمْ ثُمَّ تَوَفَّى اللهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا أَبُو بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمَا حِينَئِذٍ وَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ تَزْعُمَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ فِيهَا كَذَا وَاللهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ فِيهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ أَنَا

تھا جو اس نے آپؐ کے سوا اور کسی کو نہیں دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ۔[1] تو یہ مال رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص کر تھا۔ پھر اللہ کی قسم آپؐ نے تمہیں چھوڑ کر اس کو اپنے لئے سنبھال نہیں رکھا اور نہ ہی اس میں تم پر اپنے آپ کو مقدم کیا اور تمہیں بھی یہ مال دیا اور تمہارے درمیان اس کو فراخ دلی سے تقسیم کیا۔ آخر اس میں سے یہ جائیداد باقی رہی اور اس جائیداد سے نبی ﷺ اپنے گھر والوں کو ان کے ایک سال کا خرچ دیا کرتے تھے اور جو باقی رہتا وہ لے کر آپؐ اس کو وہاں خرچ کرتے جہاں اللہ کا مال خرچ کیا جاتا ہے۔ نبی ﷺ اپنی زندگی میں اس پر عمل درآمد کرتے رہے۔ میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم یہ جانتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا: ہاں۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ سے کہا: میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر اس کے بعد اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو وفات دی اور حضرت ابو بکرؓ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا ولی ہوں اور حضرت ابو بکرؓ نے اس جائیداد کو اپنے قبضے میں لیا اور اس میں وہی تصرف کیا جو رسول اللہ ﷺ اس میں کیا کرتے

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اور اللہ نے اُن (کے اموال میں) سے اپنے رسول کو جو بطور غنیمت عطا کیا تو اُس پر تم نے نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جن پر چاہتا ہے مسلّط کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔“

وَلِيُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا عَلَى كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ وَأَمْرُكُمَا جَمِيعٌ جِئْتَنِي تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ وَأَتَانِي هَذَا يَسْأَلُنِي نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللهِ وَمِيثَاقَهُ تَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ وَبِمَا عَمِلْتُ فِيهَا مُنْذُ وَلِيتُهَا وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِي فِيهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا إِلَيْنَا بِذَلِكَ فَدَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذَلِكَ؟ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ فَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ؟ قَالَا نَعَمْ قَالَ أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ فَوَالَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا

تھے اور اس وقت تم دونوں، حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کی طرف آپؓ متوجہ ہوئے، یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت ابو بکرؓ اس جائیداد کے معاملہ میں ایسے ایسے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ وہ اس میں سچے نیک راہ راست پر چلنے والے حق کے پیرو تھے۔ پھر اس کے بعد اللہ نے حضرت ابو بکرؓ کو وفات دی اور میں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کا ولی ہوں۔ میں نے اس جائیداد کو دو سال تک اپنے قبضہ میں رکھا، اس میں وہی تصرف کرتا تھا جو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کرتے رہے پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور تم دونوں کی بات ایک ہی بات تھی اور تمہارا آپس میں اتفاق تھا۔ عباسؓ! تم میرے پاس آئے مجھ سے اپنا وہ حصہ مانگنے لگے جو تمہیں اپنے بھتیجے کی طرف سے پہنچتا تھا اور یہ میرے پاس آئے مجھ سے اپنی بیوی کا حصہ مانگنے لگے جو اس کو اس کے باپ کی طرف سے پہنچتا تھا۔ میں نے کہا: اگر تم دونوں یہ چاہو تو میں یہ جائیداد تم دونوں کے سپرد کئے دیتا ہوں اس شرط پر کہ تم دونوں پر اللہ کا عہد اور اس کا پختہ پیمان ہوگا کہ تم دونوں اس جائیداد میں وہی تصرف کروگے جو رسول اللہ ﷺ نے کیا اور جو تصرف اس میں حضرت ابو بکرؓ نے کیا اور جو تصرف میں نے اس وقت سے کیا جب سے میں اس کا نگران ہوا، ورنہ تم اس کے متعلق مجھ سے بات نہ کرو تو تم دونوں نے کہا: اس شرط پر آپ ہمارے حوالے کر دیں

فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيكُمَاهَا.

چنانچہ میں نے اس شرط پر یہ جائیداد تم دونوں کے حوالے کر دی۔ میں تم سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا میں نے یہ جائیداد اس شرط پر ان دونوں کے حوالے کی تھی؟ اس جماعت نے کہا: ہاں۔ پھر حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے: میں تم دونوں سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا میں نے یہ جائیداد تمہارے حوالے اس شرط پر کی تھی؟ ان دونوں نے کہا: ہاں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: تو پھر کیا تم مجھ سے اس کے سوا کوئی اور فیصلہ چاہتے ہو؟ اس ذات کی قسم! جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں، اس کے سوا کوئی اور فیصلہ میں اس کے متعلق نہیں کروں گا یہاں تک کہ وہ گھڑی بھی برپا ہو جائے۔ اگر تم دونوں اس جائیداد کے انتظام سے عاجز آ گئے ہو تو اس کو میرے سپرد کر دو، میں تمہاری جگہ اس کا انتظام کر لوں گا۔

أطرافه: ٢٩٠٤، ٣٠٩٤، ٤٠٣٣، ٤٨٨٥، ٥٣٥٧، ٥٣٥٨، ٦٧٢٨۔

تشریح: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ وَالتَّنَازُعِ فِي الْعِلْمِ وَالْغُلُوِّ فِي الدِّينِ وَالْبِدَعِ: علم میں حد سے زیادہ گہرا جانا اور جھگڑا کرنا نیز دین اور بدعات میں غلوّ کرنا جو ناپسندیدہ ہے۔ اسلامی تعلیم کا حسن اور نکتۂ معراج یہ ہے کہ اس میں اعتدال پایا جاتا ہے اور یہی مذہب کی اصل روح ہے۔ مذاہب جب بگڑتے ہیں تو وہ افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ افراط و تفریط نیکی اور مذہب کے نام پر بھی کیا جاتا ہے۔ پہلی قومیں بھی اس کا شکار ہوئیں اور مسلمان بھی حالانکہ مسلمانوں کے سامنے کامل کتاب اور کامل نمونہ موجود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اُسوہ کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آپؐ کے بروز اور ظلی وجودوں کی شکل میں ہمیشہ قائم رکھا اور کوئی صدی ایسے کاملین سے خالی نہیں رہی اور پھر آخری زمانہ میں سراج منیر کے بروز کامل اور بدر منیر نے اس اُسوہ کا کامل احیاء کیا اور سورۂ جمعہ کی پیشگوئی کے مطابق گویا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ ظہور ہوا۔ آپؐ کے بروز کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام میں در آنے والی تمام بدعات کا قلع قمع کیا اور حکم عدل بن کر افراط و تفریط

سے پاک اسلام کی حقیقی تعلیم اور اصل چہرہ دنیا کو دکھایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ نبی ہونے کا نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع واطاعت سے ثابت کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”بہت سے لوگ ہیں جو اپنے تراشے ہوئے وظائف اور اَوراد کے ذریعہ سے ان کمالات کو حاصل کرنا چاہتے ہیں یا خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں کیا وہ محض فضول ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر منعم علیہم کی راہ کا سچا تجربہ کار اَور کون ہو سکتا ہے جن پر نبوّت کے بھی سارے کمالات ختم ہو گئے۔ آپؐ نے جو راہ اختیار کی وہ بہت ہی صحیح اور اقرب ہے۔ اس راہ کو چھوڑ کر دوسری راہ ایجاد کرنا، خواہ وہ بظاہر کتنی ہی خوش کُن معلوم ہوتی ہو، میری رائے میں ہلاکت ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے خدا ملتا ہے اور آپؐ کی اتباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر ٹکریں مارتا رہے، گوہر مقصود اس کے ہاتھ نہیں آسکتا۔ چنانچہ سعدی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ضرورت بدیں الفاظ بتاتا ہے:

بزہد و ورع کوشش و صدق وصفا ولیکن میفزائے بر مصطفٰی

آنحضرت ﷺ کی راہ کو ہرگز نہ چھوڑو۔ میں دیکھتا ہوں کہ قسم قسم کے وظیفے لوگوں نے ایجاد کر لیے ہیں، اُلٹے سیدھے لٹکتے ہیں اور جوگیوں کی طرح راہبانہ طریقے اختیار کئے جاتے ہیں لیکن یہ سب بے فائدہ ہیں۔ انبیاء کی یہ سنت نہیں کہ وہ اُلٹے سیدھے لٹکتے رہیں یا نفی اثبات کے ذکر کریں اور اَرّہ کے ذکر کریں۔ آنحضرت ﷺ کو اسی لئے اُسوۂ حسنہ فرمایا۔ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:۲۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو اور ایک ذرہ بھر بھی اِدھر یا اُدھر ہونے کی کوشش نہ کرو۔“ (ملفوظات، جلد اوّل صفحہ ۲۳۶، ۲۳۷)

نیز فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:۳۲) اللہ تعالیٰ کے خوش کرنے کا ایک یہی طریق ہے کہ آنحضرت ﷺ کی سچی فرمانبرداری کی جاوے

دیکھا جاتا ہے کہ لوگ طرح طرح کی رسومات میں گرفتار ہیں۔ کوئی مر جاتا ہے تو قسم قسم کی بدعات اور رسومات کی جاتی ہیں حالانکہ چاہیئے کہ مردہ کے حق میں دعا کریں۔ رسومات کی بجا آوری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف مخالفت ہی نہیں ہے بلکہ اُن کی ہتک بھی کی جاتی ہے اور وہ اس طرح سے کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو کافی نہیں سمجھا جاتا۔ اگر کافی خیال کرتے تو اپنی طرف سے رسومات کے گھڑنے کی کیوں ضرورت پڑتی۔" (ملفوظات، جلد۳ صفحہ ۳۱۶)

بَاب ٦: إِثْمُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا

اُس شخص کا گناہ جس نے کسی بدعتی کو پناہ دی

رَوَاهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت علیؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کیا۔

٧٣٠٦: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَحَرَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ؟ قَالَ نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا إِلَى كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. قَالَ عَاصِمٌ فَأَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ أَوْ آوَى مُحْدِثًا.

طرفه: ١٨٦٧۔

۷۳۰۶: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد نے ہمیں بتایا۔ عاصم نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو حرم قرار دیا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس جگہ سے لے کر اس جگہ تک اس میں درخت نہ کاٹا جائے۔ جس نے اس میں کوئی بدعت جاری کی اُس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی۔ عاصم کہتے تھے: موسیٰ بن انس نے مجھے بتایا کہ انہوں نے کہا: یا کسی بدعتی کو پناہ دے۔

تشریح: إِثْمُ مَنْ آوَى مُحْدِثًا: اُس شخص کا گناہ جس نے کسی بدعتی کو پناہ دی۔ علامہ عینیؒ مُحْدِث کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس سے مراد بدعتی، ظالم یا کسی نافرمانی کو شروع کرنے والا ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۵ صفحہ ۴۳) علامہ ابن بطالؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ مدینہ کے علاوہ کسی اور شہر میں بدعت کے ارتکاب یا بدعتی کو پناہ دینے کے مقابل مدینہ منورہ میں ایسا جرم کرنے پر گناہ نسبتاً زیادہ سخت

ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ معاصی کے مرتکب افراد کو پناہ دینا اُن کے گناہ میں شریک بنا دیتا ہے کیونکہ جو شخص کسی قوم کے فعل اور اُن کے عمل پر راضی ہو جاتا ہے تو وہ اُن میں ہی شامل ہو جاتا ہے۔ مدینہ کا ذکر خصوصیت سے کرنے کی وجہ اُس کا شرف ہے کیونکہ وہ نزولِ وحی کا مقام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وطن ہے اور یہی وہ مقام ہے جہاں سے دین زمین کے کناروں تک پھیلا ہے۔ اس کی فضیلتیں اور عظمتیں ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔
(فتح الباری، جزء۱۳ صفحہ ۳۴۵)

بَاب ۷: مَا يُذْكَرُ مِنْ ذَمِّ الرَّأْيِ وَتَكَلُّفِ الْقِيَاسِ

رائے زنی کی مذمت اور قیاس میں تکلف کرنے کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے

وَلَا تَقْفُ لَا تَقُلْ. مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (بنی اسرائیل:۳۷).

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:) وَلَا تَقْفُ یعنی وہ بات نہ کہو جس کا تجھے علم نہیں۔

۷۳۰۷: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شُرَيْحٍ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ حَجَّ عَلَيْنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أَعْطَاكُمُوهُ انْتِزَاعًا وَلَكِنْ يَنْتَزِعُهُ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ فَيَبْقَى نَاسٌ جُهَّالٌ يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُونَ بِرَأْيِهِمْ فَيُضِلُّونَ وَيَضِلُّونَ فَحَدَّثْتُ بِهِ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو حَجَّ بَعْدُ فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي انْطَلِقْ إِلَى عَبْدِ اللهِ فَاسْتَثْبِتْ لِي مِنْهُ الَّذِي

۷۳۰۷: سعید بن تلید نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے مجھے بتایا۔ عبدالرحمٰن بن شریح وغیرہ نے مجھ سے بیان کیا۔ ان سب نے ابوالاسود سے، ابوالاسود نے عروہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عمرو (بن عاصؓ) حج کو گئے۔ ہمارے پاس آئے تو میں نے ان سے سنا۔ کہتے تھے: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: اللہ علم کو تمہیں دینے کے بعد یونہی جھپٹا مار کر نہیں چھین لیتا بلکہ علماء کو مع علم اُٹھا کر اس کو لوگوں سے چھینتا ہے۔ پھر جاہل لوگ رہ جاتے ہیں۔ اُن سے فتویٰ پوچھا جائے تو اپنی رائے سے فتویٰ دیتے ہیں اور گمراہ کرتے ہیں اور گمراہ ہوتے ہیں۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہؓ سے یہ بیان کیا۔ پھر اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمروؓ حج کو آئے تو حضرت عائشہؓ نے کہا: میرے بھانجے!

حَدَّثْتَنِي عَنْهُ فَجِئْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ كَنَحْوِ مَا حَدَّثَنِي فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا فَعَجِبَتْ فَقَالَتْ وَاللهِ لَقَدْ حَفِظَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو.

طرفه: ۱۰۰۔

عبداللہؓ کے پاس چلو اور وہ حدیث جو تم نے مجھے اُن سے روایت کرتے ہوئے بتائی تھی وہ مجھے اُن سے ٹھیک ٹھیک پوچھ دو تو میں ان کے پاس آیا اور اُن سے پوچھا تو انہوں نے اس حدیث کو مجھ سے اس طرح بیان کیا جس طرح انہوں نے پہلے مجھ سے بیان کیا تھا۔ پھر میں حضرت عائشہؓ کے پاس آیا اور اُن کو (وہ حدیث) بتائی تو حضرت عائشہؓ نے تعجب کیا اور کہنے لگیں: اللہ کی قسم! عبداللہ بن عمروؓ نے خوب یاد رکھا۔

۷۳۰۸: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ هَلْ شَهِدْتَّ صِفِّينَ؟ قَالَ نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُولُ ح.

۷۳۰۸: عبدان نے ہم سے بیان کہ ابوحمزہ نے ہمیں بتایا کہ میں نے اعمش سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے ابووائل سے پوچھا: کیا آپ صفین میں موجود تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اور میں نے حضرت سہل بن حنیفؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔

و حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوا رَأْيَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ لَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ رَسُولِ اللهِ لَرَدَدْتُهُ وَمَا وَضَعْنَا سُيُوفَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا إِلَى أَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ

نیز موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابووائل سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت سہل بن حنیفؓ کہتے تھے: اے لوگو! اپنے دین کے مقابل میں اپنی ہر رائے کو غلط سمجھا کرو۔ میں اپنے تئیں اُس دن دیکھ چکا ہوں جس دن ابوجندلؓ آیا تھا اور اگر میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات کو ردّ کر سکتا تو میں ضرور اس کو ردّ کرتا۔ ہم نے جب بھی کسی ایسی مہم کے لئے کہ جس نے ہمیں اچانک گھبرا دیا ہو

غَيْرَ هَذَا الْأَمْرِ.

اپنے کندھوں پر اپنی تلواریں رکھیں تو ضرور ہی اُن تلواروں نے ہمیں اس نتیجہ تک آسانی سے پہنچا دیا جس کو ہم خوب سمجھتے تھے سوائے اس مہم کے۔

قَالَ وَقَالَ أَبُو وَائِلٍ شَهِدْتُ صِفِّينَ وَبِئْسَتْ صِفِّينَ.

(اعمش نے) کہا: ابووائل کہتے تھے: میں صفین میں موجود تھا اور کیا ہی بُری تھی صفین (کی لڑائی)۔

أطرافه: ۳۱۸۱، ۳۱۸۲، ۴۱۸۹، ۴۸۴۴۔

تشریح: مَا يُذْكَرُ مِنْ ذَمِّ الرَّأْيِ وَتَكَلُّفِ الْقِيَاسِ: رائے زنی کی مذمت اور قیاس میں تکلف کرنے کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سُنّت نہ ہو تو خواہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اُس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اُس کو ترجیح دیں اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنّت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اِس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خدا داد اجتہاد سے کام لیں لیکن ہوشیار رہیں کہ مولوی عبد اللہ چکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں۔ ہاں جہاں قرآن اور سنّت سے کسی حدیث کو معارض پاویں تو اُس حدیث کو چھوڑ دیں۔ یاد رکھیں کہ ہماری جماعت بہ نسبت عبد اللہ کے اہلحدیث سے اقرب ہے اور عبد اللہ چکڑالوی کے بیہودہ خیالات سے ہمیں کچھ بھی مناسبت نہیں۔ ہر ایک جو ہماری جماعت میں ہے اُسے یہی چاہیئے کہ وہ عبد اللہ چکڑالوی کے عقیدوں سے جو حدیثوں کی نسبت وہ رکھتا ہے بدِل متنفّر اور بیزار ہو اور ایسے لوگوں کی صحبت سے حتی الوسع نفرت رکھیں کہ یہ دوسرے مخالفوں کی نسبت زیادہ برباد شدہ فرقہ ہے اور چاہیئے کہ نہ وہ مولوی محمد حسین کے گروہ کی طرح حدیث کے بارہ میں افراط کی طرف جھکیں اور نہ عبد اللہ کی طرح تفریط کی طرف مائل ہوں

بلکہ اِس بارہ میں وسط کا طریق اپنا مذہب سمجھ لیں یعنی نہ تو ایسے طور سے بکلّی حدیثوں کو اپنا قبلہ و کعبہ قرار دیں جس سے قرآن متروک اور مہجور کی طرح ہو جائے اور نہ ایسے طور سے اُن حدیثوں کو معطل اور لغو قرار دیدیں جن سے احادیث نبویہ بکلّی ضائع ہو جائیں۔“

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۲، ۲۱۳)

نیز آپؑ نے فرمایا:

”طریق تقویٰ یہ ہے کہ جب تک فراست کاملہ اور بصیرت صحیحہ حاصل نہ ہو تب تک کسی چیز کے ثبوت یا عدم ثبوت کی نسبت حکم نافذ نہ کیا جاوے۔ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے: لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ○ (بنی اسرائیل:۳۷) سو اگر میں دلیری کر کے اس معاملہ میں دخل دوں اور یہ کہوں کہ میرے نزدیک جو کچھ محدثین خصوصاً امامین بخاری اور مسلم نے تنقید احادیث میں تحقیق کی ہے اور جس قدر احادیث وہ اپنی صحیحوں میں لائے ہیں وہ بلاشبہ بغیر حاجت کسی آزمائش کے صحیح ہیں تو میرا ایسا کہنا کن شرعی وجوہات و دلائل پر مبنی ہو گا؟ یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ یہ تمام ائمہ حدیثوں کے جمع کرنے میں ایک قسم کا اجتہاد کام میں لائے ہیں اور مجتہد کبھی مصیب اور کبھی مخطی بھی ہوتا ہے۔ جب میں سوچتا ہوں کہ ہمارے بھائی مسلمان موحدین نے کس قانون قطعی اور یقینی کی رُو سے ان تمام احادیث کو واجب العمل ٹھہرایا ہے تو میرے اندر سے نور قلب یہی شہادت دیتا ہے کہ صرف یہی اک وجہ ان کے واجب العمل ہونے کی پائی جاتی ہے کہ یہ خیال کر لیا گیا ہے کہ علاوہ اس خاص تحقیق کے جو تنقید احادیث میں ائمہ حدیث نے کی ہے۔ وہ حدیثیں قرآن کریم کی کسی آیہ محکمہ اور بیّنہ سے منافی اور متغائر نہیں ہیں اور نیز اکثر احادیث جو احکام شرعی کے متعلق ہیں تعامل کے سلسلہ سے قطعیت اور یقین تام کے درجہ تک پہنچ گئی ہیں ورنہ اگر ان دونوں وجوہ سے قطع نظر کی جائے تو پھر کوئی وجہ ان کے یقینی الثبوت ہونے کی معلوم نہیں ہوتی۔“ (الحق مباحثہ لدھیانہ، روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۱۹)

بَاب ٨: مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي أَوْ لَمْ يُجِبْ حَتَّى يُنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَلَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ وَلَا قِيَاسٍ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو بات بھی آپؐ سے پوچھی جاتی جس کے متعلق وحی نازل نہ کی گئی ہوتی تو آپؐ فرماتے: میں نہیں جانتا یا آپؐ اس وقت تک جواب نہ دیتے جب تک کہ آپؐ پر وحی نہ نازل کی جاتی اور آپؐ رائے سے کچھ نہ کہتے اور نہ قیاس سے

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ (النساء: ١٠٦) وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوحِ فَسَكَتَ حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَةُ.

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ۔ یعنی جو اللہ نے تجھے دکھایا ہے۔ اور حضرت ابن مسعودؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے متعلق پوچھا گیا اور آپؐ خاموش رہے یہاں تک کہ آیت نازل ہوئی۔

٧٣٠٩: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ مَرِضْتُ فَجَاءَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَأَتَانِي وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوءَهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ فَقُلْتُ أَيْ رَسُولَ اللهِ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي كَيْفَ أَصْنَعُ

٧٣٠٩: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے ابن منکدر سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے سنا۔ کہتے تھے: میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ میری عیادت کو میرے پاس آئے اور وہ دونوں پیدل چل کر آئے اور ایسے وقت میں وہ میرے پاس پہنچے کہ مجھ پر غشی طاری تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور پھر اپنے وضو کا پانی مجھ پر ڈالا جس سے میں ہوش میں آگیا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! اور کبھی سفیان نے یوں کہا: میں نے کہا: اے رسول اللہ! میں اپنی جائیداد کے متعلق کیسے فیصلہ کروں؟ میں اپنی

فِي مَالِي قَالَ فَمَا أَجَابَنِي بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ.

جائیداد کو کیا کروں؟ کہتے تھے: آپؐ نے مجھے کچھ جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ میراث کی آیت نازل ہوئی۔

أطرافه: ١٩٤، ٤٥٧٧، ٥٦٥١، ٥٦٦٤، ٥٦٧٦، ٦٧٢٣، ٦٧٤٣۔

تشریح: مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُسْأَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ...: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو بات بھی آپؐ سے پوچھی جاتی جس کے متعلق وحی نازل نہ کی گئی ہوتی تو آپؐ فرماتے: میں نہیں جانتا یا آپؐ اس وقت تک جواب نہ دیتے جب تک کہ آپؐ پر وحی نہ نازل کی جاتی اور آپؐ رائے سے کچھ نہ کہتے اور نہ قیاس سے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”نبی کے دل میں جو خیالات اُٹھتے ہیں اور جو کچھ خواطر اس کے نفس میں پیدا ہوتی ہیں درحقیقت وہ تمام وحی ہوتی ہیں جیسا کہ قرآن کریم اس پر شاہد ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○ (النجم: ۴، ۵) لیکن قرآن کریم کی وحی دوسری وحی سے جو صرف معانی منجانب اللہ ہوتی ہیں تمیز کلی رکھتی ہے اور نبی کے اپنے تمام اقوال وحی غیر متلو میں داخل ہوتے ہیں کیونکہ روح القدس کی برکت اور چمک ہمیشہ نبی کے شامل حال رہتی ہے اور ہر یک بات اس کی برکت سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور وہ برکت روح القدس سے اس کلام میں رکھی جاتی ہے لہٰذا ہر یک بات نبی کی جو نبی کی توجہ تام سے اور اس کے خیال کی پوری مصروفیت سے اس کے منہ سے نکلتی ہے وہ بلاشبہ وحی ہوتی ہے تمام احادیث اسی درجہ کی وحی میں داخل ہیں جن کو غیر متلو وحی کہتے ہیں۔“ (آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۵۲، ۳۵۳)

نیز فرمایا:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت صحابہ کا بلاشبہ یہ اعتقاد تھا کہ آنجناب کا کوئی فعل اور کوئی قول وحی کی آمیزش سے خالی نہیں گو وہ وحی مجمل ہو یا مفصل، خفی ہو یا جلی، بیّن ہو یا مُشتبہ، یہاں تک کہ جو کچھ آنحضرت صلعم کے خاص معاملات و مکالمات خلوت اور سرّ میں بیویوں سے تھے یا جس قدر اکل اور شرب اور لباس کے متعلق اور معاشرت کی ضروریات میں روزمرہ کے خانگی امور تھے سب اسی خیال سے احادیث میں داخل کئے گئے کہ وہ تمام کام اور کلام روح القدس کی روشنی سے

ہیں۔ چنانچہ ابو داؤد وغیرہ میں یہ حدیث موجود ہے اور امام احمد بچند وسائط عبد اللہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ نے کہا کہ مَیں جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا لکھ لیتا تھا تا مَیں اُس کو حفظ کر لوں۔ پس بعض نے مجھ کو منع کیا کہ ایسا مت کر کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں، کبھی غضب سے بھی کلام کرتے ہیں تو مَیں یہ بات سن کر لکھنے سے دستکش ہو گیا اور اس بات کا رسول اللہ صلعم کے پاس ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اُس ذات کی مجھ کو قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جو مجھ سے صادر ہوتا ہے خواہ قول ہو یا فعل وہ سب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اُنہیں احادیث کی کتابوں میں بعض امور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجتہادی غلطی کا بھی ذکر ہے اگر کل قول وفعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وحی سے تھا تو پھر وہ غلطی کیوں ہوئی؟ گو آنحضرت اس پر قائم نہیں رکھے گئے۔ تو اِس کا یہ جواب ہے کہ وہ اجتہادی غلطی بھی وحی کی روشنی سے دور نہیں تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے قبضہ سے ایک دم جدا نہیں ہوتے تھے۔ پس اُس اجتہادی غلطی کی ایسی ہی مثل ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں چند دفعہ سہو واقع ہوا تا اُس سے دین کے مسائل پیدا ہوں۔ سو اسی طرح بعض اوقات اجتہادی غلطی ہوئی تا اُس سے بھی تکمیل دین ہو اور بعض باریک مسائل اُس کے ذریعہ سے پیدا ہوں اور وہ سہو بشریت بھی تمام لوگوں کی طرح سہو نہ تھا بلکہ دراصل ہمرنگ وحی تھا کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص تصرّف تھا جو نبی کے وجود پر حاوی ہو کر اُس کو کبھی ایسی طرف مائل کر دیتا تھا جس میں خدا تعالیٰ کے بہت مصالح تھے۔ سو ہم اُس اجتہادی غلطی کو بھی وحی سے علیحدہ نہیں سمجھتے کیونکہ وہ ایک معمولی بات نہ تھی بلکہ خدا تعالیٰ اس وقت اپنے نبی کو اپنے قبضہ میں لے کر مصالح عام کے لئے ایک نور کو سہو کی صورت میں یا غلط اجتہاد کے پیرایہ میں ظاہر کر دیتا تھا اور پھر ساتھ ہی وحی اپنے جوش میں آجاتی تھی جیسے ایک چلنے والی نہر کا ایک مصلحت کے لئے پانی روک دیں اور پھر چھوڑ دیں۔ پس اس جگہ کوئی عقلمند نہیں کہہ سکتا کہ نہر سے پانی خشک ہو گیا یا اُس میں سے اُٹھا لیا گیا۔ یہی حال

انبیاء کی اجتہادی غلطی کا ہے کہ روح القدس تو کبھی اُن سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ مگر بعض اوقات خدا تعالیٰ بعض مصالح کے لئے انبیاء کے فہم اور ادراک کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے تب کوئی قول یا فعل سہو یا غلطی کی شکل پر اُن سے صادر ہوتا ہے اور وہ حکمت جو ارادہ کی گئی ہے ظاہر ہو جاتی ہے تب پھر وحی کا دریا زور سے چلنے لگتا ہے اور غلطی کو درمیان سے اُٹھا دیا جاتا ہے گویا اُس کا کبھی وجود نہیں تھا۔ حضرت مسیح ایک انجیر کی طرف دوڑے گئے تا اُس کا پھل کھائیں اور روح القدس ساتھ ہی تھا مگر روح القدس نے یہ اطلاع نہ دی کہ اس وقت انجیر پر کوئی پھل نہیں۔ با ایں ہمہ یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ شاذ و نادر معدوم کے حکم میں ہوتا ہے۔ پس جس حالت میں ہمارے سیّد و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس ۱۰ لاکھ کے قریب قول و فعل میں سراسر خدائی کا ہی جلوہ نظر آتا ہے اور ہر بات میں حرکات میں سکنات میں اقوال میں افعال میں روح القدس کے چمکتے ہوئے انوار نظر آتے ہیں تو پھر اگر ایک آدھ بات میں بشریت کی بھی بُو آوے تو اس سے کیا نقصان بلکہ ضرور تھا کہ بشریت کے تحقق کے لئے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تا لوگ شرک کی بلا میں مبتلا نہ ہو جائیں۔" (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۱۲ تا ۱۱۶)

بَاب ۹: تَعْلِيمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ لَيْسَ بِرَأْيٍ وَلَا تَمْثِيلٍ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی اُمت کے مَردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی وہ باتیں سکھانا جو اللہ نے آپؐ کو سکھائی تھیں، آپؐ نے نہ رائے سے سکھائیں اور نہ قیاس سے

۷۳۱۰: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۷۳۱۰: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن اصبہانی سے، عبدالرحمٰن نے ابوصالح ذکوان سے، ابوصالح نے حضرت ابوسعیدؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے

فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ فَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ نَّفْسِكَ يَوْمًا نَّأْتِيكَ فِيهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللهُ فَقَالَ اجْتَمِعْنَ فِي يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فِي مَكَانِ كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَأَتَاهُنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَّلَدِهَا ثَلَاثَةً إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنْهُنَّ يَا رَسُولَ اللهِ اثْنَيْنِ؟ قَالَ فَأَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ.

لگی: یارسول اللہ! مرد تو آپؐ کی ساری باتیں لے گئے۔ ہمارے لئے بھی آپؐ اپنی ذات سے کچھ حصہ ایسے دن رکھیں کہ جس میں ہم آپؐ کے پاس آیا کریں، جو باتیں اللہ نے آپؐ کو سکھائی ہیں وہ ہمیں سکھائیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: فلاں فلاں دن فلاں فلاں جگہ پر تم سب اکٹھی ہو۔ چنانچہ وہ اکٹھی ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے اور آپؐ نے ان کو بھی وہ باتیں سکھائیں جو اللہ نے آپؐ کو سکھائی تھیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: تم میں سے جو عورت بھی اپنے تین بچے اپنے آگے بھیجے گی تو وہ اُس کے لئے آگ سے بچاؤ کا موجب ہوں گے۔ اُن میں سے ایک عورت نے کہا: یارسول اللہ! دو ہوں۔ حضرت ابوسعیدؓ کہتے تھے: اس نے اس لفظ کو دُہرایا آپؐ نے فرمایا: اور دو بھی اور دو اور دو بھی۔

أطرافه: ۱۰۱، ۱۲۴۹۔

تشریح: تَعْلِيمُ النَّبِيِّ ﷺ أُمَّتَهُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی اُمت کے مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی وہ باتیں سکھانا جو اللہ نے آپؐ کو سکھائی تھیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ مقدس موعود ہیں جن کے مونہہ میں خدا تعالیٰ کا کلام ڈالا گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے متعلق فرمایا کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○ (النجم: ۴، ۵) یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی سے خدا تعالیٰ کے منشاء کو الفاظ کا جامہ نہیں پہناتے بلکہ صرف وہی الفاظ دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں جو وحی کی شکل میں آپؐ پر نازل کئے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کا ایک نام کلام اللہ بھی رکھا گیا ہے۔ (بقرۃ ع ۹) کیونکہ اس میں شروع سے لے کر آخر تک صرف کلام اللہ ہی ہے۔ لیکن باقی انبیاء

کی کتب میں خدا تعالیٰ کا کلام کم اور بندوں کا کلام زیادہ پایا جاتا ہے... پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ مقدس موعود ہیں جنہوں نے دنیا کی شدید مخالفت کے باوجود خدا تعالیٰ کا کلام بلاکم وکاست لوگوں کو پہنچا دیا۔ چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر جب آپؐ پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (مائدہ ع۱) آج میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو مکمل کر دیا ہے تو آپؐ نے تمام مسلمانوں کو دوبارہ اُن کے فرائض کی طرف توجہ دلائی اور آخر میں فرمایا: اَللّٰھُمَّ، ھَلْ بَلَّغْتُ یعنی اے اللہ! کیا میں نے تیرا پیغام پوری طرح پہنچا دیا ہے؟ اور سب مسلمانوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو گواہ رکھ کر کہتے ہیں کہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ہم سب کو پہنچا دیا ہے۔" (تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ القصص، جلد۷ صفحہ ۵۱۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حجۃ الوداع یعنی آخری حج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب لوگوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا۔ چنانچہ چند الفاظ اُس طویل خطبے کے آخر سے نقل کئے جاتے ہیں: اَللّٰھُمَّ ھَلْ بَلَّغْتُ فَقَالَ النَّاسُ اَللّٰھُمَّ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ۔ اے میرے پروردگار! کیا مَیں نے سب کچھ پہنچا دیا۔ لوگوں نے کہا: ہاں۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ میرے تو گواہ رہ...... اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدۃ:۴) آج میں پورا دے چکا تم کو دین تمہارا اور پورا کیا مَیں نے تم پر احسان اپنا اور پسند کیا مَیں نے تمہارے واسطے دین مسلمان۔...... یہ آیت اور وہ حدیث باظہارِ حق و باقرار عباد گواہی دیتی ہے کہ آنحضرتؐ نے سب کچھ بتلایا۔"

(حقائق الفرقان، جلد۴ صفحہ ۲۳۹)

بَاب۱۰: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ {يُقَاتِلُونَ[1]} وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: میری اُمت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق کی تائید میں لڑتا رہے گا اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل علم ہیں

۷۳۱۱: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ.

أطرافه: ۳۶٤۰، ۷٤٥۹۔

۷۳۱۱: عبید اللہ بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اسماعیل سے، اسماعیل نے قیس سے، قیس نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے، حضرت مغیرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: میری اُمت میں سے ایک گروہ ہمیشہ غالب رہے گا یہاں تک اللہ کا حکم اُن کو ایسی حالت میں پہنچے گا کہ وہ غالب ہی ہوں گے۔

۷۳۱۲: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يُّرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللهُ وَلَنْ يَّزَالَ أَمْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ مُسْتَقِيمًا حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ أَوْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

أطرافه: ۷۱، ۳۱۱٦، ۳٦٤۱، ۷٤٦۰۔

۷۳۱۲: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے روایت کی کہ حُمید نے مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ سے سنا۔ وہ تقریر کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: اللہ جس شخص کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اُس کو دین کی سمجھ دیتا ہے اور میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے اور اس اُمت کی حالت اس وقت تک کہ وہ گھڑی برپا ہو یا (فرمایا:) اس وقت تک کہ اللہ عزوجل کا حکم آجائے درست رہے گی۔

[1] یہ لفظ عمدۃ القاری کے مطابق ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۵ صفحہ ۴۸) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

تشریح: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ يُقَاتِلُونَ وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ: میری اُمت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق کی تائید میں لڑتا رہے گا اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل علم ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اس تیرہ سو برس میں نیچرل فلسفی کی کتنی سر توڑ ترقی ہوئی مگر کچھ بھی قرآنی بیان کی غلطی ثابت نہ ہو سکی۔ ہاں عامہ قرآنی دلائل کو تو عامہ علماء اسلام اور متکلّمین ملّتِ خیر الانام علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام بیان کرتے رہے اور کرتے ہیں اور کریں گے مگر قرآنی آیات بیّنات تو ایسے بھی ہیں کہ اُن کی پُر زور تاثیرات سے ہمیشہ ظلّی طور پر اس قسم کے نمونے اسلام میں پیدا ہوتے رہتے ہیں جو اپنی پاک تاثیرات سے دنیا میں الٰہی سچی توحید اور اپنی کتاب کے فاضلہ اخلاق کو پھیلایا کرتے ہیں اور غیر قوموں پر مختلف پیرائیوں سے اس الٰہی حجت اور فضل کو پورا کیا کرتے ہیں جن کے لئے ملہموں اور کتابوں کا آنا الٰہی کتاب ماننے والے مذاہب میں ضروری ہے۔ ہمیشہ ہر صدی میں اُس تحریف اور ایزاد اور نقص کو دور کرتے ہیں جو انسانی آزادی کے باعث سچے مذہب میں آجاتی ہے اور ہمیشہ قوم کو جگاتے اور اصل کتاب کو پھیلاتے ہیں۔ حال ہی کے اہل اسلام کو دیکھ لو کیسے کمزور ہیں ضعیف ہیں مگر اپنی کتاب کا درس اس کی اصلی زبان میں کس قدر دے رہے ہیں۔ عیسائی، آریہ، پارسی ذرا آنکھ اُٹھا کر دیکھیں اور منہ پر سے پردہ اُٹھاویں۔ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ (صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب قول النبی ﷺ لا تزال...) اور اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَّنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔ (سنن ابی داود، کتاب الملاحم، باب ما یذکر فی قرن المائة) کا مصداق بن کر اسلام کی طرح اپنی صداقت کو کون ظاہر کرتا ہے۔“

(خطابات نور، صفحہ ۵۹۲، ۵۹۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”دنیا کے مذاہب پر اگر نظر کی جائے تو معلوم ہوگا کہ بجز اسلام ہر ایک مذہب اپنے اندر کوئی نہ کوئی غلطی رکھتا ہے اور یہ اس لئے نہیں کہ درحقیقت وہ تمام مذاہب ابتداء سے جھوٹے ہیں بلکہ اس لئے کہ اسلام کے ظہور کے بعد خدا نے ان مذاہب کی تائید

چھوڑ دی اور وہ ایسے باغ کی طرح ہو گئے جس کا کوئی باغبان نہیں اور جس کی آبپاشی اور صفائی کے لئے کوئی انتظام نہیں اس لئے رفتہ رفتہ اُن میں خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ تمام پھل دار درخت خشک ہو گئے اور اُن کی جگہ کانٹے اور خراب بوٹیاں پھیل گئیں اور روحانیت جو مذہب کی جڑھ ہوتی ہے وہ بالکل جاتی رہی اور صرف خشک الفاظ ہاتھ میں رہ گئے مگر خدا نے اسلام کے ساتھ ایسا نہ کیا اور چونکہ وہ چاہتا تھا کہ یہ باغ ہمیشہ سرسبز رہے اِس لئے اُس نے ہر یک صدی پر اس باغ کی نئے سرے آبپاشی کی اور اس کو خشک ہونے سے بچایا۔ اگرچہ ہر صدی کے سر پر جب کبھی کوئی بندۂ خدا اصلاح کے لئے قائم ہوا جاہل لوگ اُس کا مقابلہ کرتے رہے اور ان کو سخت ناگوار گذرا کہ کسی ایسی غلطی کی اصلاح ہو جو اُن کے رسم اور عادت میں داخل ہو چکی ہے لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی سنّت کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ اس آخری زمانہ میں جو ہدایت اور ضلالت کا آخری جنگ ہے۔ خدا نے چودھویں صدی اور الفِ آخر کے سر پر مسلمانوں کو غفلت میں پا کر پھر اپنے عہد کو یاد کیا اور دین اسلام کی تجدید فرمائی۔ مگر دوسرے دینوں کو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ تجدید کبھی نصیب نہیں ہوئی اس لئے وہ سب مذہب مَر گئے۔ اُن میں روحانیت باقی نہ رہی اور بہت سی غلطیاں اُن میں ایسی جم گئیں کہ جیسے بہت مستعمل کپڑا پر جو کبھی دھویا نہ جائے میل جم جاتی ہے اور ایسے انسانوں نے جن کو روحانیت سے کچھ بہرہ نہ تھا اور جن کے نفس امارہ سفلی زندگی کی آلائشوں سے پاک نہ تھے اپنی نفسانی خواہشوں کے مطابق اُن مذاہب کے اندر بے جا دخل دے کر ایسی صورت اُن کی بگاڑ دی کہ اب وہ کچھ اَور ہی چیز ہیں۔" (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد ٢٠ صفحہ ٢٠٣، ٢٠٤)

بَاب ١١ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا (الأنعام:٦٦)

اللہ تعالیٰ کا فرمانا: یا وہ الجھنوں میں ڈال کر تمہیں کئی فرقے کر دے

٧٣١٣: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو الدِّيْنَارُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ

٧٣١٣: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ عمرو دینار نے کہا: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

عَنْهُمَا يَقُولُ لَمَّا نَزَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ (الأنعام:٦٦) قَالَ أَعُوذُ بِوَجْهِكَ، اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ (الأنعام:٦٦) قَالَ أَعُوذُ بِوَجْهِكَ فَلَمَّا نَزَلَتْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ (الأنعام:٦٦) قَالَ هَاتَانِ أَهْوَنُ أَوْ أَيْسَرُ.

سے سنا۔ وہ کہتے تھے: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الفاظ نازل ہوئے: قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ۔[1] تو آپؐ نے کہا: میں تیرے منہ کی پناہ لیتا ہوں۔ (جب یہ الفاظ نازل ہوئے) اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ۔ تو کہا: میں تیرے منہ کی پناہ لیتا ہوں۔ جب یہ الفاظ نازل ہوئے: اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ تو آپؐ نے فرمایا: یہ دونوں باتیں ہلکی ہیں یا فرمایا: آسان ہیں۔

أطرافه: ٤٦٢٨، ٧٤٠٦۔

تشریح: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا: اللہ تعالیٰ کا فرمانا: یا وہ الجھنوں میں ڈال کر تمہیں کئی فرقے کر دے۔ معنونہ آیت کریمہ مکمل یہ ہے: قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝[2] (الانعام:۶۶) اس آیت کریمہ میں عذابِ الٰہی کی مختلف صورتوں کا ذکر کیا گیا ہے جس میں سے ایک صورت یہ بھی ہے کہ اُلجھنوں اور شبہات میں مبتلا کر کے گروہوں اور فرقوں میں بانٹ دیا جائے اور اختلافات اور تنازعات اس حد تک بڑھ جائیں کہ ایک گروہ دوسرے کے لیے باعث عذاب بن جائے۔ سورۃ الانفال کی آیت کریمہ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ (الانفال:۴۷)[3] اس مضمون کو مزید روشن

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”کہہ دے کہ وہ قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے یا تمہیں شکوک میں مبتلا کر کے گروہوں میں بانٹ دے اور تم میں سے بعض کو بعض دوسروں کی طرف سے عذاب کا مزہ چکھائے۔“

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”کہہ دے کہ وہ قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے یا تمہیں شکوک میں مبتلا کر کے گروہوں میں بانٹ دے اور تم میں سے بعض کو بعض دوسروں کی طرف سے عذاب کا مزہ چکھائے۔ دیکھ کس طرح ہم نشانات کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تاکہ وہ کسی طرح سمجھ جائیں۔“

[3] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل بن جاؤ گے اور تمہارا رُعب جاتا رہے گا۔“

کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی ہے جو تنازعات سے بچنے کی راہ ہے اور تنازعات میں پڑی ہوئی قوم یقیناً اپنا رُعب اور طاقت کھو کر قتل وغارت، خانہ جنگیوں اور جنگ وجدال کا شکار بن جاتی ہے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

''عنوان باب میں جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے اُس میں تین قسم کی سزاؤں کا ذکر ہے۔...ایک قسم آسمانی سزا کی ہے جس کو معنونہ آیت میں عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ سے تعبیر کیا گیا ہے اور دوسری قسمِ عذاب مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ کے الفاظ سے بیان فرمائی ہے۔ تمہارے پاؤں کے نیچے سے جیسے سیلاب وزلازل وغیرہ یا ماتحت لوگوں کے ذریعہ سے جیسے رعیت کی بغاوت۔ زارِ روس کا حال زار ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور موجودہ زمانے میں آئے دن اس قسم کی سزا کا مشاہدہ بار بار کرایا جارہا ہے۔ ساری قوم بالاتفاق آگ بگولے کی طرح اُٹھتی اور قصر بریں کے اندر آغوشِ عیش و عشرت میں کروٹیں لینے والے متنعمین کو واصل جہنم کر دیتی ہے۔ تیسری قسم کی سزا کا ذکر الفاظ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ (الأنعام:٦٦) سے فرمایا ہے۔......یعنی ایک دوسرے کے ساتھ اُلجھانا، گتھم گتھا کر دینا...... طبری نے حضرت ابن عباسؓ سے شِيَعًا کا مفہوم الْاَهْوَاءُ الْمُخْتَلِفَةُ نقل کیا ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۳۶۹) یعنی مختلف خواہشات نفس میں تمہیں مبتلا کر کے آپس میں گلوگیر کر دے۔ اس سے مراد خانہ جنگی ہے جو بہتوں کی ہلاکت وتباہی کا باعث ہوتی ہے۔ اس باب کے تحت جو روایت نقل کی گئی ہے اس سے ظاہر ہے کہ ان تین قسم کے عذابوں میں سے آسمانی عذاب اور زمینی عذاب ہولناک ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی ہے اور تفرقہ وخانہ جنگی کے عذاب کو باقی عذابوں کی نسبت آسان تر بتایا ہے مگر یہ تینوں سزائیں ہی جب شدت اختیار کر لیتی ہیں تو ناقابل برداشت ہو جاتی ہیں۔ امام ابن حجر نے امام مسلمؒ، امام احمد بن حنبلؒ، ترمذیؒ، نسائیؒ، طبریؒ اور ابن ابی حاتمؒ وغیرہ کی متعدد روایتیں معنونہ آیت کے تعلق میں نقل کی ہیں کہ فوقانی عذاب سے بافراط باراں اور رجم آگ بگولے وطوفان اور قحط وغیرہ مراد ہیں اسی طرح اس سے اَئِمَّةُ السُّوْءِ بُرے امام وسردار بھی ہوسکتے ہیں اور تحتانی عذاب سے جس طرح زلزلے وغیرہ

مراد ہیں خُدَّامُ السُّوْءِ (یعنی بُرے ملازم) بھی ہوسکتے ہیں اور اس بارہ میں حضرت اُبَیّ بن کعبؓ کی روایت بھی نقل کی گئی ہے کہ یہ خیال درست نہیں کہ آسمانی قسم کا عذاب رجم وخسف وغیرہ تو اُمت محمدیہ پر نہیں آئے گا اور تفرقہ وخانہ جنگی وغیرہ کا عذاب آسکتا ہے بلکہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت میں جو امام احمد بن حنبل اور ترمذی نے نقل کی ہے یہاں تک صراحت ہے: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ: قُلْ هُوَ الْقَادِرُ اِلٰى آخِرِهَا فَقَالَ اَمَا اِنَّهَا كَائِنَةٌ وَلَمْ يَأْتِ تَأْوِيْلُهَا بَعْدُ۔[1] رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کی نسبت پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ سزائیں ضرور واقع ہوں گی مگر ابھی تک ان کی تاویل ظاہر نہیں کہ کب اور کس صورت میں وقوع پذیر ہوں گی۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۳۶۹ تا ۳۷۱) ...

مذکورہ بالا روایات میں سے بعض میں یہ صراحت ہے کہ جس طرح پہلی قومیں ہمہ گیر عذاب سے دوچار ہوئیں جس نے ہمیشہ کے لیے اُن کو بیخ وبن سے اکھیڑ دیا، اُمت محمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی اُمت میں سے اہل اللہ کی دعاؤں کے طفیل ایسی ہمہ گیر تباہی سے بچائی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔“

(ترجمہ وشرح صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الانعام، جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۵، ۲۸۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

”یہ آیات تین قسم کے عذابوں کی خبر دے رہی ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ وحی نازل ہوئی تو اس پر آپؐ کا ردّ عمل کیا تھا۔ یہ ایک بہت ہی دلچسپ مطالعہ ہے جسے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (یعنی اس آیت کا یہ ٹکڑا جو ابھی پڑھ کر میں سناتا ہوں قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ کہہ دے اُن سے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ تمہیں تمہارے اوپر سے عذاب کے ذریعہ سے پکڑے یا تمہارے اوپر سے عذاب نازل فرمائے) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ کہ اے اللہ! میں

---

[1] (سنن الترمذی، أبواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الأنعام)
(مسند أحمد بن حنبل، مسند سعد بن أبي وقاص، جزء اوّل صفحہ ۱۷۰)

تیری ذات کی عظمت کی پناہ چاہتا ہوں، تیرے چہرے کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر یہ آیت آپؐ نے پڑھی اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ یا تمہارے قدموں کے نیچے سے عذاب ظاہر فرمائے۔ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ اے اللہ! میں تیرے چہرے کی عظمت تیرے وقار کی اور تیری شان کی پناہ مانگتا ہوں۔ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ پھر یہ ٹکڑا تلاوت فرمایا: یا تمہیں آپس میں گروہوں میں تقسیم کر دے اور ایک کا عذاب دوسرے کو پہنچائے۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هٰذَا اَهْوَنُ اَوْ قَالَ هٰذَا اَيْسَرُ۔ فرمایا: ہاں یہ نسبتاً نرم بات ہے یہ زیادہ آسان بات ہے۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر میں یہ روایت درج ہے۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر حدیث نمبر: ۶۷۶۹) اس پر اگر آپ غور کریں تو آنحضرت ﷺ کی رحمت اور شفقت کا ایک حیرت انگیز نہایت ہی عظیم الشان پہلو سامنے آتا ہے۔ یہ عذاب کی خبریں تو مخالفین اور معاندین کے متعلق دی جارہی تھیں۔ پس جب آنحضرت ﷺ پناہ مانگتے ہیں تو عملاً ان کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اے خدا ایسے سخت عذاب میں ان کو مبتلا نہ فرما۔ پس وہ عذاب جو خدا کی طرف سے براہ راست نازل ہوتا ہے عارف باللہ اس سے بہت زیادہ خوف کھاتا ہے اور انسان جو انسان کو تکلیف پہنچا سکتا ہے اس کو نسبتاً کم محسوس کرتا ہے۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے ان دونوں عذابوں کی دفعہ جو براہ راست خدا کی طرف سے آسمان سے نازل ہوں یا زمین سے ظاہر ہوں ان کی مرتبہ خدا سے پناہ مانگی۔ یعنی اپنے مخالفین کے حق میں عملاً دعا کی اور تیسری قسم جب عذاب کی بتائی گئی تو آپؐ نے فرمایا: ہاں یہ نسبتاً آسان ہے۔ معاندین کو خدا نے پکڑنا تو تھا لیکن ان کے لئے نسبتاً آسان پکڑ کی طلب فرمائی۔

جہاں تک تاریخ گواہی دیتی ہے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانے میں یعنی پہلے زمانے میں اب بھی آپؐ ہی کا زمانہ ہے۔ اولین دور میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس دعا کی قبولیت کے نشان دکھائے اور ایک بھی واقعہ ایسا نظر نہیں آتا جیسے پرانی قوموں کو آسمان سے پتھر برسا کر ہلاک کیا گیا تھا کہ حضرت رسول کریم ﷺ کے سامنے آپؐ کی قوم کو اس طرح ہلاک کیا گیا ہو۔ ایک بھی واقعہ ایسا نظر نہیں آتا کہ جس طرح حضرت نوح کی قوم کو آسمان

سے بھی ہلاکت کا پیغام ملا اور زمین نے بھی ہلاکت اگلی۔ اس طرح آنحضرت ﷺ نے بھی اپنی قوم کے متعلق ایسی تکلیف دہ سزا کا مشاہدہ فرمایا ہو۔ ہاں آپس میں انسان کے ذریعے انسان کو جو پکڑ جو عذاب میں مبتلا کیا جا سکتا ہے وہ نظارے آنحضرت ﷺ کو دکھائے گئے اور اس میں بھی اَهْوَنُ کے پہلو کو ہمیشہ پیش نظر رکھا گیا۔ آج دشمن اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے غزوات اور ابتدائی جنگوں کے متعلق جتنا چاہے کہے، جس قدر چاہے تعصب کا اظہار کرے لیکن کل عالم میں بلا اشتباہ ایک بھی نظیر ایسی نہیں پیش کر سکتا کہ اتنا عظیم الشان انقلاب اتنی تھوڑی جانی قربانی کے ذریعے رونما ہو گیا ہو۔ تمام جنگوں میں تمام غزوات میں جو حضور اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو پیش آئے اُن تمام میں چند سو نفوس سے زیادہ ہلاک نہیں ہوئے اور حیرت انگیز انقلاب جزیرہ عرب میں ہی رونما نہیں ہوا بلکہ چاروں طرف پھیل گیا ان سرحدوں کو عبور کر گیا۔

یہ وہی دعا تھی۔ کتنا گہرا تعلق تھا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو ایک طرف انسانیت کے ساتھ اور دوسری طرف اپنے ربّ کے ساتھ کہ خدا جب اقتداری نشان دکھانا چاہتا ہے یہ فیصلہ فرما لیتا ہے اس وقت بھی آنحضرت ﷺ نرمی کے طالب ہوتے ہیں اور پھر آپؐ کی دعا سنی جاتی ہے اور بہت ہی معمولی جانی قربانی کے ذریعے ایک حیرت انگیز عظیم الشان انقلاب رونما ہوتا ہے۔ تمام انسانی تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں۔ اس قدر شدید مخالفتوں میں جبکہ غلبہ مخالفین کے پاس ہو، کمزور لوگوں کے ہاتھوں بغیر قربانی کے، بغیر عظیم جانی قربانی کے ایسا انقلاب کبھی رونما نہیں ہوا، نہ عقلاً ہو سکتا ہے۔"

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷، جنوری ۱۹۸۶ء، جلد ۵ صفحہ ۵۸ تا ۶۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دُعا فرمائی کہ الٰہی میری قوم کو بیرونی دشمن سے بچا کہ اس کا استیصال نہ کر دے۔ حدیث میں ہے کہ پروردگار نے فرمایا: میں نے قبول کی۔ پھر عرض کیا کہ خانہ جنگیوں سے ان کا استیصال نہ ہو۔ یہ دُعا بھی قبول ہوئی۔ پھر باقی رہ گیا وَ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ۔ چونکہ یہ نتیجہ تھا قرآنی نافرمانی

کا۔ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۪ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (المائدة:۱۵) اس لئے یہ برقرار رہا۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ غیروں سے تم نے لڑائی کی کہ انہوں نے مسیحؑ کو زندہ کہہ کر قرآن کو چھوڑا۔ گویا نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ کے مصداق ہوئے مگر تم لوگ آپس میں لڑائی کرو تو اِنَّا لِلّٰهِ ہی پڑھنا چاہیئے۔ اس میں پیشگوئی بھی تھی۔" (حقائق الفرقان، جلد ۲ صفحہ ۱۵۸)

بَاب ١٢

مَنْ شَبَّهَ أَصْلًا مَّعْلُومًا بِأَصْلٍ مُّبَيَّنٍ وَقَدْ بَيَّنَ النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُكْمَهُمَا لِيُفْهِمَ السَّائِلَ

جس نے ایک معلوم اصل کو ایک دوسرے اصل سے تشبیہ دی جن کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کر دیا ہو تا کہ پوچھنے والا سمجھ جاوے

٧٣١٤: حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ وَإِنِّي أَنْكَرْتُهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَّكَ مِنْ إِبِلٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا أَلْوَانُهَا؟ قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟ قَالَ إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا قَالَ فَأَنَّى تَرَى ذَلِكَ جَاءَهَا؟ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ عِرْقٌ نَزَعَهَا. قَالَ وَلَعَلَّ هَذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ. وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي

۷۳۱۴: اصبغ بن فرج نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے مجھے بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ ایک بدوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میری بیوی نے ایک سیاہ فام لڑکا جنا ہے اور میں نے انکار کر دیا ہے کہ وہ میرا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا تمہارے کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: اُن کا کیا رنگ ہے؟ اس نے کہا: سرخ۔ آپؐ نے پوچھا: کیا اُن میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟ اس نے کہا: اس میں خاکی رنگ کے بھی ہیں۔ فرمایا: بتاؤ یہ رنگ کہاں سے اُن میں آیا؟ کہنے لگا: یارسول اللہ! کوئی رگ ہے جس نے ان کو اپنے ہم رنگ کر لیا ہے،

الِانْتِفَاءِ مِنْهُ.

آپؐ نے فرمایا: شاید یہ بھی کوئی رگ ہو جس نے اس بچے کو اپنے ہم شکل کرلیا ہو اور آپؐ نے اُس کو اجازت نہ دی کہ اُس بچے سے انکار کرے۔

أطرافُه: ٥٣٠٥، ٦٨٤٧۔

٧٣١٥: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ قَبْلَ أَنْ تَحُجَّ أَفَأَحُجَّ عَنْهَا؟ قَالَ نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَتَهُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَاقْضُوا الَّذِي لَهُ فَإِنَّ اللهَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ.

٧٣١٥: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوبشر سے، ابوبشر نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی کہنے لگی: میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی مگر حج کرنے سے پہلے وہ مرگئی تو کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں اس کی طرف سے حج کرلو۔ بھلا بتاؤ تو سہی اگر تمہاری ماں کے ذمے کچھ قرض ہو تو کیا تم اسے چکاؤ گی؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر جو اللہ کا ہے وہ بھی تم چکاؤ کیونکہ اللہ زیادہ حق دار ہے کہ اس کا حق ادا کیا جاوے۔

أطرافُه: ١٨٥٢، ٦٦٩٩۔

بَاب ١٣: مَا جَاءَ فِي اجْتِهَادِ الْقَضَاءِ[1] بِمَا أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى

جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اس کے مطابق قاضیوں کے اجتہاد کرنے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں

لِقَوْلِهِ: وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (المائدة: ٤٦).

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور جو (لوگ) اس (کلام) کے مطابق فیصلہ نہ کریں جو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہی (حقیقی) ظالم ہیں۔

وَمَدَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ الْحِكْمَةِ حِينَ يَقْضِي بِهَا

اور نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دانشمند کی تعریف کرنا جبکہ وہ حکمت سے فیصلہ کرے اور لوگوں کو حکمت سکھائے اور

[1] عمدۃ القاری میں الفاظ "اجْتِهَادِ الْقُضَاةِ" ہیں۔ (عمدۃ القاری، جزء ٢٥ صفحہ ٥١) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

وَيُعَلِّمُهَا وَلَا يَتَكَلَّفُ مِنْ قِبَلِهِ وَمُشَاوَرَةِ الْخُلَفَاءِ وَسُؤَالِهِمْ أَهْلَ الْعِلْمِ.

اپنی طرف سے کوئی بناوٹ نہ کرے اور خلفاء کا اہل علم سے مشورہ کرنا اور ان سے پوچھنا۔

٧٣١٦: حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَآخَرُ آتَاهُ اللهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا.

أطرافه: ٧٣، ١٤٠٩، ٧١٤١-

۷۳۱۶: شہاب بن عباد نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن حُمید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل سے، اسماعیل نے قیس سے، قیس نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رشک نہیں ہونا چاہیئے مگر دو شخصوں پر ہی۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور حق میں اس مال کے خرچ کرنے کی اس کو توفیق دی گئی ہو اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے حکمت دی ہو اور وہ اُس سے فیصلہ کرتا ہے اور اس کو سکھاتا ہے۔

٧٣١٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ – وَهِيَ الَّتِي يُضْرَبُ بَطْنُهَا فَتُلْقِي جَنِينًا – فَقَالَ أَيُّكُمْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْئًا؟ فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ مَا هُوَ؟ قُلْتُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ فَقَالَ لَا تَبْرَحْ حَتَّى تَجِيئَنِي بِالْمَخْرَجِ

۷۳۱۷: محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعاویہ نے ہمیں بتایا۔ ہشام نے ہم سے بیان کیا۔ ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت کی کہ حضرت مغیرہؓ نے کہا: حضرت عمر بن خطابؓ نے عورت کے جنین کے گرائے جانے کے متعلق پوچھا کہ جس کو پیٹ پر مارا جاوے اور وہ بچہ گرادے۔ آپؓ نے فرمایا: تم میں سے کسی نے نبی ﷺ سے اس کے متعلق کچھ سنا؟ میں نے کہا: میں نے سنا ہے تو انہوں نے کہا: کیا سنا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اس میں ایک بردہ دینا ہوگا، غلام ہو یا لونڈی،

فِيمَا قُلْتَ.

حضرت عمرؓ نے فرمایا: تم جاؤ گے نہیں جب تک کہ جو تم نے کہا ہے اُس کے متعلق نکلنے کی راہ میرے پاس نہیں لاتے۔

أطرافه: ٦٩٠٥، ٦٩٠٧، ٦٩٠٨۔

٧٣١٨: فَخَرَجْتُ فَوَجَدْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَجِئْتُ بِهِ فَشَهِدَ مَعِي أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ.

۷۳۱۸: اس پر میں وہاں سے نکل کر چلا گیا اور حضرت محمد بن مسلمہؓ کو میں نے پایا اور میں اُن کو لے آیا تو انہوں نے میرے ساتھ یہ شہادت دی کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ اس میں ایک بردہ دینا ہوگا، غلام ہو یا لونڈی۔

تَابَعَهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ.

ابن ابی زناد نے بھی اپنے باپ سے، ان کے باپ نے عروہ سے، عروہ نے حضرت مغیرہؓ سے روایت کی۔

أطرافه: ٦٩٠٦، ٦٩٠٨۔

تشریح: مَا جَاءَ فِي اجْتِهَادِ الْقُضَاةِ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اُس کے مطابق قاضیوں کے اجتہاد کرنے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”حضرت معاذ بن جبلؓ کے کچھ ساتھی جو حمص کے رہنے والے تھے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذؓ کو یمن کا قاضی مقرر کر کے بھیجا تو معاذؓ سے پوچھا کہ جب کوئی مقدمہ تمہارے سامنے پیش ہو تو کیسے فیصلہ کرو گے؟ معاذؓ نے عرض کیا کہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا یعنی قرآن شریف کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپؐ نے پوچھا: اگر کتاب اللہ میں وضاحت نہ ملی تو پھر کیا کرو گے؟ معاذؓ نے عرض کی: اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا: نہ سنت میں کوئی ہدایت پاؤ نہ کتاب اللہ میں تو پھر کیا کرو گے؟ تو معاذؓ نے عرض کی کہ اس صورت میں غور و فکر کر کے اپنی رائے سے فیصلہ کرنے کی کوشش کروں گا اور اس میں کسی سستی اور غفلت سے کام نہیں لوں گا۔ حضورؐ نے یہ سن کر معاذؓ کے سینے پر شاباش دینے کے لئے ہاتھ مار کر فرمایا: الحمد للہ! خدا کا شکر

ہے کہ اس نے رسولؐ کے قاصد کو یہ توفیق دی اور وہ صحیح طریق کار سمجھا جو اللہ کے رسولؐ کو پسند ہے۔(ابوداود، کتاب الأقضية، باب اجتهاد الرأی فی القضاء)
تو یہ ہے اصول فیصلہ کرنے کا کہ قرآن سے رہنمائی لی جائے پھر سنت سے رہنمائی لی جائے۔ اگر خلفاء کے ارشادات ہیں اس بارہ میں اُن سے رہنمائی لی جائے۔ پھر اگر کہیں سے بھی اس مخصوص امر کے لئے رہنمائی نہ ملے تو دعا کرتے ہوئے، اللہ کے حضور جھکتے ہوئے اُس سے مدد مانگتے ہوئے کسی بات کا فیصلہ کیا جائے۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۵، دسمبر ۲۰۰۳، جلد اوّل صفحہ ۵۲۶، ۵۲۷)

بَاب ١٤

قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَتْبَعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: تم ضرور ضرور اُن لوگوں کی چالیں چلوگے جو تم سے پہلے تھے

٧٣١٩: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَأْخُذَ أُمَّتِي بِأَخْذِ الْقُرُونِ قَبْلَهَا شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ كَفَارِسَ وَالرُّومِ؟ فَقَالَ وَمَنِ النَّاسُ إِلَّا أُولَئِكَ.

۷۳۱۹: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ ابن ابی ذئب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مقبری سے، مقبری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: وہ گھڑی اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ میری اُمت اُن امتوں کا رویہ نہ اختیار کرلے جو اس سے پہلے گزر چکی ہیں، بالشت سے بالشت اور ہاتھ سے ہاتھ۔ آپؐ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! فارسیوں اور رومیوں کی طرح؟ آپؐ نے فرمایا: اور کون لوگ ہیں؟ وہی تو ہیں۔

٧٣٢٠: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ الصَّنْعَانِيُّ مِنَ الْيَمَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ

۷۳۲۰: محمد بن عبد العزیز نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعمر صنعانی نے جو یمن کے تھے ہمیں بتایا۔ ابوعمر نے زید بن اسلم سے، زید نے عطاء بن یسار سے،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا شِبْرًا وَذِرَاعًا ذِرَاعًا حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوهُمْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى قَالَ فَمَنْ.

طرفه: ٣٤٥٦۔

عطاء نے حضرت ابوسعید خُدریؓ سے، حضرت ابوسعید خدریؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: ضرور اُن لوگوں کی چالوں پر چلو گے جو تم سے پہلے تھے، بالشت سے بالشت اور ہاتھ سے ہاتھ یہاں تک کہ اگر وہ لوگ گوہ کے سوراخ میں بھی داخل ہوئے ہوں تو تم بھی اُن کے پیچھے ہی جاؤ گے۔ ہم نے کہا: یارسول اللہ! کیا یہود و نصاریٰ کی؟ آپؐ نے فرمایا: پھر اور کس کی۔

تشریح: **قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَتْبَعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ:** نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: تم ضرور ضرور اُن لوگوں کی چالیں چلو گے جو تم سے پہلے تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت ہوشیار رہے اور یہود کی طرح خدا تعالیٰ کے احکام کے ساتھ یہ تمسخر نہ کرے کہ جس حکم پر جی چاہا عمل کر لیا اور جس کے متعلق جی چاہا اُسے نظر انداز کر دیا۔ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی تھی کہ ایک زمانہ میں مسلمان بھی یہود کے نقش قدم پر چلیں گے اور وہ اس طرح ایک دوسرے کے مشابہ ہو جائیں گے جس طرح ایک بالشت دوسری بالشت کے اور ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے مشابہ ہوتا ہے۔ (بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة) اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ جب اسلام پر تنزل کا دَور آیا تو وہ تمام خرابیاں جو یہود میں پائی جاتی تھیں ایک ایک کر کے مسلمانوں میں بھی پیدا ہونے لگ گئیں۔ یہود کو کہا گیا تھا کہ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ۔ دیکھو اپنی قوم کے افراد سے مت لڑو اور اُن کا خون مت بہاؤ ورنہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور یہی نصیحت مسلمانوں کو بھی کی گئی تھی مگر اسلام کے دَورِ تنزل کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ مسلمانوں نے خود مسلمانوں کا خون بہایا اور اپنی حکومتوں کو تباہ کرنے کے لئے انہوں نے ہر قسم کی خفیہ ریشہ دوانیوں اور سازشوں سے کام لیا یہاں تک کہ عیسائی حکومتوں سے معاہدہ کر کے مسلمان حکومتوں کا تختہ اُلٹنے کی بھی سازشیں کیں۔ چنانچہ خلافتِ

اندلس نے روما کے عیسائی بادشاہ سے خفیہ معاہدہ کیا کہ وہ اُس کے ساتھ مل کر خلافتِ عباسیہ کو تباہ کرے گی اور عباسی حکومت نے شاہِ فرانس سے مل کر یہ معاہدہ کیا کہ وہ سپین کی اسلامی حکومت کو متزلزل کرنے کے لئے اس کا ساتھ دے گی۔ گویا انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے بھائیوں کے خون سے رنگے اور یہ نہ سمجھا کہ اسلامی سیاست میں مسیحیوں کو داخل کر کے وہ اسلام کو کتنا بڑا نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اسی طرح صلاح الدین ایوبی جب سارے یورپ کے مقابلہ میں لڑ رہا تھا، اُس وقت مسلمان اور عیسائی حکومتوں نے باہم معاہدہ کر کے اس کو قتل کرنے کی سازش کی اور آخر ایک مسلمان کو ہی اس کام پر مقرر کیا گیا اور اُس نے صلاح الدین پر نماز پڑھتے ہوئے قاتلانہ حملہ کر دیا۔ گو اللہ تعالیٰ نے اُس پر فضل کیا اور وہ اس قاتلانہ حملہ سے محفوظ رہا۔

پھر یہود کو کہا گیا تھا کہ تم نے یہ کیا دو غلی پالیسی اختیار کر رکھی ہے کہ ایک طرف اپنے بھائیوں سے جنگ کرتے ہو اور دوسری طرف جب وہ قید ہو جاتے ہیں تو تم فدیہ دے کر اُن کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہو۔ یہی کیفیت مسلمانوں کی بھی نظر آنے لگی۔ چنانچہ پہلی جنگ عظیم میں مسلمانوں نے ترکوں کے خلاف لشکروں میں بھرتی ہو کر جنگ کی لیکن جب وہ لوگ قید ہو گئے تو پھر اُن کو فدیہ دے کر چھڑانا چاہا۔ غرض جس طریق پر یہود نے قدم مارا تھا مسلمانوں نے اسی طریق پر چلنا شروع کر دیا حالانکہ یہ واقعات اس لئے بتائے گئے تھے کہ مسلمان ہوشیار رہیں اور اپنے اندر ان خرابیوں کو پیدا نہ ہونے دیں۔ بیشک جہاں تک اہل کتاب کی اصلاح کا سوال ہے اِس سے یہود اور نصاریٰ ہی مراد ہیں لیکن اس میں کیا شبہ ہے کہ مسلمان بھی اہل کتاب ہیں۔ بلکہ صحیح معنوں میں اہل کتاب صرف مسلمان ہی کہلا سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک کامل کتاب عطا فرمائی ہے جبکہ دوسری قومیں ایسی کامل اور بے عیب کتاب سے محروم ہیں۔ پس اہل کتاب ہونے کے لحاظ سے بھی مسلمانوں کا فرض تھا کہ وہ یہود اور نصاریٰ کی خرابیوں پر کڑی نگاہ رکھتے اور اُن کو اپنے اندر نہ آنے دیتے۔" (تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ البقرۃ، جلد ۲ صفحہ ۱۶، ۱۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''حضرت موسیٰؑ کو خبر ملی تھی کہ مسیحؑ اُس وقت آئے گا جب یہودیوں میں بہت فرقے ہوں گے، اُن کے عقائد میں سخت اختلاف ہوگا۔ بعض کو فرشتوں کے وجود سے انکار، بعض کو قیامت و حشرِ اجساد سے انکار۔ غرض جب طرح طرح کی عملی بداعتقادی پھیل جائے گی تب بطور حَکَم کے مسیحؑ اُن میں آوے گا۔ اس طرح ہمارے ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اطلاع دی کہ جب تم میں بھی یہودیوں کی طرح کثرت سے فرقے ہو جاویں گے اور اُن کی طرح مختلف قسم کی بداعتقادیاں اور بدعملیاں شروع ہوں گی، علماء یہود کی طرح بعض بعض کے مکفر ہوں گے، اُس وقت اِس اُمتِ مرحومہ کا مسیح بھی بطور حَکَم کے آئے گا جو قرآن شریف سے ہر امر کا فیصلہ کرے گا۔'' (ملفوظات، جلد اوّل صفحہ ۲۹)

نیز آپؑ نے فرمایا:

''جس طرح اللہ تعالیٰ نے فضائل میں اس قوم اسلام کو اُمت موسیٰؑ کا مثیل بنایا ہے ایسے ہی رذائل بھی کل وہ اس قوم میں جمع ہیں جو اُن میں پائے جاتے تھے۔ یہ قوم تو یہود کے نقش قدم پر ایسی چلی ہے جیسے کوئی اپنے آقا و مولیٰ مطاع رسول کی پیروی کرتا ہے۔ یہود کے واسطے قرآن شریف میں حکم تھا کہ وہ دو دفعہ فساد کریں گے اور پھر اُن کی سزا دہی کے واسطے اللہ تعالیٰ اپنے بندے اُن پر مسلط کرے گا۔ چنانچہ بخت نصر اور طیطوس دونو نے ان لوگوں کو بُری طرح ہلاک کیا اور تباہ کیا۔ اس کی مماثلث کے لئے اس قوم میں نمونہ موجود ہے کہ جب یہ فسق و فجور میں حد سے نکلنے لگے اور خدا کے احکام کی ہتک اور شعائر اللہ سے نفرت اُن میں آگئی اور دنیا اور اس کی زیب و زینت میں ہی گم ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی اسی طرح ہلاکو، چنگیز خاں وغیرہ سے برباد کرایا۔ لکھا ہے کہ اس وقت یہ آسمان سے آواز آتی تھی اَیُّهَا الْكُفَّارُ اُقْتُلُوا الْفُجَّارَ۔ غرض فاسق فاجر انسان خدا کی نظر میں کافر سے بھی ذلیل اور قابل نفرین ہے۔ اگر کوئی کتاب قرآن شریف کے بعد نازل ہونے والی ہوتی تو ضرور ان لوگوں کے نام بھی اسی طرح عِبَادًا لَّنَا میں داخل کئے جاتے۔ یہ

بھی لکھا ہے کہ آخر کار بخت نصریا اس کی اولاد بت پرستی وغیرہ سے باز آکر واحد خدا پر ایمان لائی ہے۔ اسی طرح ادھر بھی چنگیز خاں کی اولاد مسلمان ہوگئی۔ غرض خدا نے مماثلت میں طَابِقُ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ والا صاف معاملہ کر کے دکھادیا ہے۔“

(ملفوظات، جلد ۳ صفحہ ۱۰۸)

بَاب ١٥: إِثْمُ مَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ أَوْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً

اس شخص کا گناہ جس نے گمراہی کی طرف بلایا یا کوئی بُری رسم قائم کی

لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ (النحل: ٢٦) الْآيَةَ.

اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور ان جاہلوں کے بوجھ بھی (وہ اُٹھائیں گے) جن کو وہ گمراہ کر رہے ہیں۔

٧٣٢١: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا، وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ مِنْ دَمِهَا لِأَنَّهُ {أَوَّلُ مَنْ[1]} سَنَّ الْقَتْلَ أَوَّلًا.

۷۳۲۱: حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ اعمش نے عبداللہ بن مرہ سے، عبداللہ نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نفس بھی ظلم سے مارا جاتا ہے تو اس کے گناہ کا ایک حصہ آدم کے پہلے بیٹے پر بھی ضرور ہوتا ہے۔ اور کبھی سفیان نے یوں کہا کہ اس کے خون کا حصہ کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جس نے پہلے پہل قتل کی رسم جاری کی۔

أطرافه: ٣٣٣٥، ٦٨٦٧۔

تشریح: إِثْمُ مَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ أَوْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً: اس شخص کا گناہ جس نے گمراہی کی طرف بلایا یا کوئی بُری رسم قائم کی۔ علامہ عینیؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ باب اُس شخص کے گناہ کے بیان میں ہے کہ جو لوگوں کو کسی گمراہی کی طرف بلائے۔ امام بخاریؒ کی مراد یہ ہے کہ جو بھی اُس گناہ میں اس کی پیروی کرے گا تو پیروی کرنے والے کے گناہ کی طرح اُس کو بھی گناہ ہوگا۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۵ صفحہ ۵۳)

[1] یہ الفاظ عمدۃ القاری کے مطابق ہیں۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۵ صفحہ ۵۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

بَاب ١٦

مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَضَّ عَلَى اتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل علم کے اتفاق کا جو ذکر فرمایا اور اس کے متعلق ترغیب دی

وَمَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ الْحَرَمَانِ مَكَّةُ وَالْمَدِينَةُ وَمَا كَانَ بِهِمَا مِنْ مَّشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمِنْبَرِ وَالْقَبْرِ.

اور جس بات پر دونوں حرم مکہ اور مدینہ (کے اہل علم) نے اجماع کیا ہے اور ان دونوں میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین اور انصار کے متبرک مقامات ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز گاہ اور منبر اور آپؐ کی قبر۔

٧٣٢٢: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ السَّلَمِيِّ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعَكٌ بِالْمَدِينَةِ فَجَاءَ الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيبُهَا.

أطرافه: ١٨٨٣، ٧٢٠٩، ٧٢١١، ٧٢١٦-

٧٣٢٢: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے محمد بن منکدر سے، محمد نے حضرت جابر بن عبد اللہ سلمیؓ سے روایت کی کہ ایک بدوی نے رسول اللہ ﷺ کی اسلام پر (قائم رہنے کی) بیعت کی۔ اس بدوی کو مدینہ میں (ہی) بخار ہو گیا تو وہ بدوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! میری بیعت فسخ کر دیں، رسول اللہ ﷺ نے انکار کیا۔ پھر وہ آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میری بیعت فسخ کر دیں، آپؐ نے انکار کیا۔ پھر وہ آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میری بیعت فسخ کر دیں، آپؐ نے انکار کیا۔ اس پر وہ بدوی نکل کر چل دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ تو ایک بھٹی کی طرح ہے۔ اپنی میل کو نکال باہر پھینکتا ہے اور اس کی پاکیزہ چیز خالص ہو جاتی ہے۔

٧٣٢٣: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ

٧٣٢٣: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أُقْرِئُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ فَلَمَّا كَانَ آخِرُ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بِمِنًى لَوْ شَهِدْتَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَتَاهُ رَجُلٌ قَالَ إِنَّ فُلَانًا يَقُولُ لَوْ مَاتَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ لَبَايَعْنَا فُلَانًا فَقَالَ عُمَرُ لَأَقُومَنَّ الْعَشِيَّةَ فَأُحَذِّرَ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَّغْصِبُوهُمْ قُلْتُ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ[1] النَّاسِ يَغْلِبُونَ عَلَى مَجْلِسِكَ فَأَخَافُ أَنْ لَّا يُنْزِلُوهَا عَلَى وَجْهِهَا فَيُطِيرُ بِهَا كُلُّ مُطِيرٍ فَأَمْهِلْ حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ دَارَ الْهِجْرَةِ وَدَارَ السُّنَّةِ فَتَخْلُصَ بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَيَحْفَظُوا مَقَالَتَكَ وَيُنَزِّلُوهَا عَلَى وَجْهِهَا فَقَالَ وَاللهِ لَأَقُومَنَّ بِهِ فِي أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُومُهُ بِالْمَدِينَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ

عبد الواحد نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہم سے بیان کیا۔ معمر نے زُہری سے، زہری نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے بیان کیا، انہوں نے کہا: میں حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کو قرآن پڑھایا کرتا تھا۔ جب وہ آخری حج ہوا جو حضرت عمرؓ نے کیا تو حضرت عبد الرحمٰنؓ نے منیٰ میں کہا: اگر تم امیر المؤمنین کے پاس ہوتے۔ ایک شخص ان کے پاس آیا۔ کہنے لگا کہ فلاں شخص کہتا ہے: اگر امیر المؤمنین کا وصال ہو جائے تو ہم فلاں شخص سے بیعت کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے (سن کر) فرمایا: آج شام کو میں لوگوں میں کھڑا ہوں گا اور اُن لوگوں کے متعلق خبردار کروں گا جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں سے اُن کا حق چھین لیں۔ میں نے کہا: آپؓ ایسا نہ کریں کیونکہ حج (اچھے بُرے) ہر قسم کے لوگوں کو اکٹھا کرتا ہے۔ آپؓ کی مجلس میں ایسے لوگ زیادہ ہوں گے اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپؓ کی گفتگو کو اَور معنوں میں نہ لے جائیں اور پھر ہر اُڑانے والا اس کو اُڑاتا نہ پھرے۔ آپؓ اس وقت تک ٹھہر جائیں کہ مدینہ جو کہ دار ہجرت اور سنت نبوی کا مقام ہے، وہاں نہ پہنچ جائیں۔ وہاں آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مہاجرین اور انصار کے ساتھ الگ تھلگ ہوں گے وہ آپؓ کی بات کو محفوظ

[1] رَعَاعَ النَّاسِ - أي غَوْغَاءَهُمْ وَسُقَّاطهم وأخلاطهم. (النهاية في غريب الحديث، رعع)

فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ فِيمَا أُنْزِلَ آيَةُ الرَّجْمِ.

رکھیں گے اور اس کا مطلب بھی ٹھیک بیان کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں پہلے ہی موقع میں جو مجھے مدینہ میں ملے گا ضرور اس بات کو بیان کروں گا۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے: ہم مدینہ آئے تو حضرت عمرؓ نے بیان کیا: اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچائی کے ساتھ بھیجا اور آپؐ پر کتاب نازل کی۔ منجملہ اُن احکام کے جو آپؐ پر نازل کئے گئے رجم کا بھی حکم تھا۔

أطرافُه: ٢٤٦٢، ٣٤٤٥، ٣٩٢٨، ٤٠٢١، ٦٨٢٩، ٦٨٣٠-

٧٣٢٤: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ فَتَمَخَّطَ فَقَالَ بَخٍ بَخٍ أَبُو هُرَيْرَةَ يَتَمَخَّطُ فِي الْكَتَّانِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَأَخِرُّ فِيمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ مَغْشِيًّا عَلَيَّ فَيَجِيءُ الْجَائِي فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى عُنُقِي وَيُرَى أَنِّي مَجْنُونٌ وَمَا بِي مِنْ جُنُونٍ مَا بِي إِلَّا الْجُوعُ.

٧٣٢٤: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب سے، ایوب نے محمد (بن سیرین) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت ابوہریرہؓ کے پاس تھے اور انہوں نے کتان کے دو گیرو[1] رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے کپڑے سے ناک صاف کیا اور کہنے لگے: واہ واہ ابوہریرہ، وہ کتان کے کپڑے میں ناک صاف کرتا ہے۔ میں نے اپنے تئیں ایسا زمانہ بھی دیکھا ہے کہ جب میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے منبر سے حضرت عائشہؓ کے حجرے تک چلتے ہوئے بے ہوش ہو کر گر پڑتا تھا تو کوئی آنے والا آتا اور وہ اپنا پاؤں میری گردن پر رکھ دیتا اور وہ سمجھتا کہ میں مجنون ہوں حالانکہ مجھے جنون نہ ہوتا۔ یہ (بے ہوشی) تو صرف بھوک کی وجہ سے ہوتی۔

[1] گیرو۔ ایک قسم کی سُرخ مٹی۔ (اعجاز اللغات، گ ی)

٧٣٢٥: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَشَهِدْتَّ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَنْزِلَتِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُّهُ مِنَ الصِّغَرِ فَأَتَى الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ - وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً - ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَ النِّسَاءُ يُشِرْنَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَتَاهُنَّ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٧٣٢٥: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن عابس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا گیا: کیا آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید میں موجود تھے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔ اگر میرا تعلق آپؐ سے نہ ہوتا تو میں بوجہ چھوٹا ہونے کے (عید میں) آپؐ کے ساتھ شریک نہ ہوتا۔ آپؐ اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کی حویلی کے پاس ہے اور وہاں آکر آپؐ نے نماز پڑھی۔ پھر آپؐ لوگوں سے مخاطب ہوئے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اذان کا ذکر نہیں کیا اور نہ اقامت کا۔ پھر آپؐ نے صدقہ کا حکم دیا۔ اس پر عورتیں اپنے کانوں اور بالیوں کی طرف ہاتھ بڑھانے لگیں۔ آپؐ نے بلالؓ کو حکم دیا اور وہ عورتوں کے پاس آئے اور پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ آئے۔

أطرافُه: ٩٨، ٨٦٣، ٩٦٢، ٩٦٤، ٩٧٥، ٩٧٧، ٩٧٩، ٩٨٩، ١٤٣١، ١٤٤٩، ٤٨٩٥، ٥٢٤٩، ٥٨٨٠، ٥٨٨١، ٥٨٨٣۔

٧٣٢٦: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي قُبَاءً مَاشِيًا وَرَاكِبًا.

٧٣٢٦: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبداللہ بن دینار سے، عبداللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں چل کر بھی آتے اور سوار ہو کر بھی۔

أطرافُه: ١١٩١، ١١٩٣، ١١٩٤۔

٧٣٢٧: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ادْفِنِّي مَعَ صَوَاحِبِي وَلَا تَدْفِنِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُزَكَّى.

طرفه: ١٣٩١۔

٧٣٢٧: عبید بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا: مجھے میری ہم نشینوں کے ساتھ دفن کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گھر میں مجھے دفن نہ کرنا کیونکہ میں ناپسند کرتی ہوں کہ مجھے اس وجہ سے پاک ٹھہرایا جائے۔

٧٣٢٨: وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَى عَائِشَةَ ائْذَنِي لِي أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ فَقَالَتْ إِي وَاللهِ قَالَ وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَرْسَلَ إِلَيْهَا مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَتْ لَا وَاللهِ لَا أُوثِرُهُمْ بِأَحَدٍ أَبَدًا.

٧٣٢٨: اور ہشام سے مروی ہے۔ انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عائشہؓ کو کہلا بھیجا: مجھے اجازت دیں کہ مجھے میرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے تو حضرت عائشہؓ نے کہا: ہاں اللہ کی قسم! (میں اجازت دیتی ہوں) عروہ کہتے تھے: اور صحابہ میں سے کوئی اور شخص جب حضرت عائشہؓ کو کہلا بھیجتا تو وہ کہتیں: نہیں۔ اللہ کی قسم! میں کبھی بھی کسی کو ان کی ہمسائیگی میں اپنے سے مقدم نہیں کروں گی۔

٧٣٢٩: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَيَأْتِي

٧٣٢٩: ایوب بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوبکر بن ابی اویس نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سلیمان بن بلال سے، سلیمان نے صالح بن کیسان سے روایت کی۔ ابن شہاب نے کہا: حضرت انس بن مالکؓ نے مجھے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے اور اُن مضافات میں جایا

الْعَوَالِيَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ. وَزَادَ اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ وَبُعْدُ الْعَوَالِيَ أَرْبَعَةُ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةٌ.

کرتے تھے جو مدینہ کی بلندی پر واقع ہیں اور ابھی سورج بلند ہی ہوتا۔ اور لیث نے یونس سے روایت کرتے ہوئے اتنا بڑھایا اور یہ بلندی پر واقع گاؤں چار یا تین میل دور ہیں۔

أطرافُه: ٥٤٨، ٥٥٠، ٥٥١۔

٧٣٣٠: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْجُعَيْدِ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ كَانَ الصَّاعُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدًّا وَثُلُثًا بِمُدِّكُمْ الْيَوْمَ وَقَدْ زِيدَ فِيهِ سَمِعَ الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْجُعَيْدَ.

۷۳۳۰: عمرو بن زرارہ نے ہم سے بیان کیا کہ قاسم بن مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے جُعَید سے روایت کی کہ میں نے حضرت سائب بن یزیدؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صاع اس مد کا جو تمہارا آج ہے ایک مد اور تہائی مد تھا اور اس صاع کو بڑھایا گیا ہے۔ قاسم بن مالک نے جعید سے سنا۔

أطرافُه: ١٨٥٩، ٦٧١٢۔

٧٣٣١: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ يَعْنِي أَهْلَ الْمَدِينَةِ.

۷۳۳۱: عبد اللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے، اسحاق نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ان کے لئے ان کے ماپ میں برکت دے اور ان کے لئے ان کے صاع اور مُد میں برکت دے یعنی مدینہ والوں کے۔

أطرافُه: ٢١٣٠، ٦٧١٤۔

٧٣٣٢: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُودَ

۷۳۳۲: ابراہیم بن منذر نے ہم سے بیان کیا کہ ابوضمرہ نے ہمیں بتایا۔ موسیٰ بن عقبہ نے ہم سے بیان کیا۔ موسیٰ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن

جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيبًا حَيْثُ تُوضَعُ الْجَنَائِزُ عِنْدَ الْمَسْجِدِ.

عمرؓ سے روایت کی کہ یہود ایک مرد اور عورت کو جنہوں نے زنا کیا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے تو آپؐ نے ان کے متعلق حکم دیا اور وہ مسجد کے پاس اُس جگہ کے قریب سنگسار کئے گئے جہاں جنازے رکھے جاتے ہیں۔

أطرافُه: ١٣٢٩، ٣٦٣٥، ٤٥٥٦، ٦٨١٩، ٦٨٤١، ٧٥٤٣۔

٧٣٣٣: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا.

٧٣٣٣: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عمرو سے جو مطلب کے غلام تھے، عمرو نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُحد دکھلائی دیا تو آپؐ نے فرمایا: یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا اور میں مدینہ کے دو پتھریلے کناروں کے درمیان جو جگہ ہے اُس کو حرم قرار دیتا ہوں۔

تَابَعَهُ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُحُدٍ.

(حضرت انس بن مالکؓ کی طرح) حضرت سہلؓ نے بھی اُحد کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی روایت کیا۔

أطرافُه: ٣٧١، ٦١٠، ٩٤٧، ٢٢٢٨، ٢٢٣٥، ٢٨٨٩، ٢٨٩٣، ٢٩٤٣، ٢٩٤٤، ٢٩٤٥، ٢٩٩١، ٣٠٨٥، ٣٠٨٦، ٣٣٦٧، ٣٦٤٧، ٤٠٨٣، ٤٠٨٤، ٤١٩٧، ٤١٩٨، ٤١٩٩، ٤٢٠٠، ٤٢٠١، ٤٢١١، ٤٢١٢، ٤٢١٣، ٥٠٨٥، ٥١٥٩، ٥١٦٩، ٥٣٨٧، ٥٤٢٥، ٥٥٢٨، ٥٩٦٨، ٦١٨٥، ٦٣٦٣، ٦٣٦٩۔

٧٣٣٤: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ أَنَّهُ كَانَ بَيْنَ جِدَارِ الْمَسْجِدِ مِمَّا يَلِي

٧٣٣٤: ابن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ ابو غسان نے ہمیں بتایا۔ ابوحازم نے مجھ سے بیان کیا۔ ابوحازم نے حضرت سہلؓ سے روایت کی کہ

الْقِبْلَةَ وَبَيْنَ الْمِنْبَرِ مَمَرُّ الشَّاةِ.

طرفہ: ٤٩٦۔

مسجد کی اُس دیوار کے درمیان جو قبلے کی دیوار سے ملی ہوئی ہے اور منبر کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ جس میں سے بکری گزر جائے۔

۷۳۳۵: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي.

أطرافہ: ١١٩٦، ١٨٨٨، ٦٥٨٨۔

۷۳۳۵: عمرو بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے ہمیں بتایا۔ مالک نے ہم سے بیان کیا۔ مالک نے خبیب بن عبدالرحمٰن سے، خبیب نے حفص بن عاصم سے، حفص نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

۷۳۳۶: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَابَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْخَيْلِ فَأُرْسِلَتِ الَّتِي ضُمِّرَتْ مِنْهَا - وَأَمَدُهَا إِلَى الْحَفْيَاءِ - إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَالَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ - أَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ - إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ كَانَ فِيمَنْ سَابَقَ.

أطرافہ: ٤٢٠، ٢٨٦٨، ٢٨٦٩، ٢٨٧٠۔

۷۳۳۶: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ جویریہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ (بن عمرؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑ دوڑ کرائی۔ وہ گھوڑے جو کہ گھڑ دوڑ کے لئے تیار کئے گئے تھے اُن کو چھوڑا گیا اور ان کی دوڑ حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک تھی اور جو تیار نہیں کئے گئے تھے اُن کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے بنو زُریق کی مسجد تک تھی اور حضرت عبداللہؓ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے گھوڑے دوڑائے۔

۷۳۳۷: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ لَيْثٍ

۷۳۳۷: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا۔

عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح. وَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عِيسَى وَابْنُ إِدْرِيسَ وَابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ عَلَى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ..

انہوں نے لیث سے، لیث نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی۔ اور اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ اور ابن ادریس اور ابن ابی غنیہ نے ہمیں بتایا۔ ان سب نے ابوحیان سے، ابوحیان نے شعبی سے، شعبی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عمرؓ سے سنا جبکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کھڑے تھے۔

أطرافُه: ٤٦١٩، ٥٥٨١، ٥٥٨٨، ٥٥٨٩۔

٧٣٣٨: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ خَطِيبًا عَلَى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۷۳۳۸: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی کہ حضرت سائب بن یزیدؓ نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے حضرت عثمان بن عفانؓ سے سنا۔ انہوں نے نبی ﷺ کے منبر پر کھڑے ہو کر ہمیں مخاطب کیا۔

٧٣٣٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ أَنَّ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يُوضَعُ لِي وَلِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْمِرْكَنُ فَنَشْرَعُ فِيهِ جَمِيعًا..

۷۳۳۹: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالاعلیٰ نے ہمیں بتایا۔ ہشام بن حسان نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن عروہ نے انہیں بتایا۔ ہشام نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں: میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ لگن رکھ دیا جاتا اور پھر ہم اس میں اکٹھے ہی نہانا شروع کرتے۔

أطرافُه: ٢٥٠، ٢٦١، ٢٦٣، ٢٧٣، ٢٩٩، ٥٩٥٦۔

٧٣٤٠: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ

۷۳۴۰: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ عباد بن عباد نے ہمیں بتایا۔ عاصم احول نے ہم سے بیان

أَنَسٍ قَالَ حَالَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْأَنْصَارِ وَقُرَيْشٍ فِي دَارِي الَّتِي بِالْمَدِينَةِ..

کیا۔ عاصم نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اُس گھر میں جو مدینہ میں ہے انصار اور قریش کے درمیان عہد وپیمان کرایا۔

أطرافُه: ٢٢٩٤، ٦٠٨٣۔

٧٣٤١: وَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِّنْ بَنِي سُلَيْمٍ.

۷۳۴۱: اور آپؐ ایک مہینہ تک بنو سُلَیم کے کچھ قبیلوں کے خلاف دعا کرتے رہے۔

أطرافُه: ١٠٠١، ١٠٠٢، ١٠٠٣، ١٣٠٠، ٢٨٠١، ٢٨١٤، ٣٠٦٤، ٣١٧٠، ٤٠٨٨، ٤٠٨٩، ٤٠٩٠، ٤٠٩١، ٤٠٩٢، ٤٠٩٤، ٤٠٩٥، ٤٠٩٦، ٦٣٩٤۔

٧٣٤٢: حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لِي انْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ فَأَسْقِيَكَ فِي قَدَحٍ شَرِبَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُصَلِّي فِي مَسْجِدٍ صَلَّى فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَأَسْقَانِي سَوِيقًا وَأَطْعَمَنِي تَمْرًا وَصَلَّيْتُ فِي مَسْجِدِهِ.

۷۳۴۲: ابوکُرَیب نے مجھ سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ بُرَید نے ہم سے بیان کیا۔ بُرید نے حضرت ابوبُردہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں مدینہ میں آیا تو حضرت عبداللہ بن سلامؓ مجھے ملے اور مجھ سے کہنے لگے: گھر کو چلو، میں تمہیں اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں رسول اللہ ﷺ نے پیا اور تم اُس مسجد میں نماز پڑھو گے جس میں نبی ﷺ نے نماز پڑھی۔ تو میں اُن کے ساتھ چلا گیا۔ انہوں نے مجھے ستو پلائے اور کھجوریں کھلائیں اور میں نے اُن کی مسجد میں نماز پڑھی۔

طرفُه: ٣٨١٤۔

٧٣٤٣: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَّحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۷۳۴۳: سعید بن ربیع نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن مبارک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحيٰ بن ابی کثیر سے روایت کی کہ عکرمہ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا۔ انہوں نے کہا: نبی

قَالَ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِّنْ رَّبِّي وَهُوَ بِالْعَقِيقِ أَنْ صَلِّ فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ وَحَجَّةٌ. وَقَالَ هَارُونُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ.

أطرافُه: ١٥٣٤، ٢٣٣٧-

صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان کیا، فرمایا: میرے ربّ کی طرف سے ایک آنے والا آج رات میرے پاس آیا اور اس وقت آپؐ عقیق میں تھے۔ (اس نے کہا:) اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور عمرہ اور حج کی نیت کرو۔ ہارون بن اسماعیل نے کہا: علی (بن مبارک) نے ہم سے (یوں) بیان کیا۔ عمرہ بھی حج کے ساتھ ہو گا۔

٧٣٤٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَقَّتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرْنًا لِأَهْلِ نَجْدٍ وَالْجُحْفَةَ لِأَهْلِ الشَّأْمِ وَذَا الْحُلَيْفَةِ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ قَالَ سَمِعْتُ هَذَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَلَغَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ وَذُكِرَ الْعِرَاقُ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ عِرَاقٌ يَوْمَئِذٍ.

أطرافُه: ١٣٣، ١٥٢٢، ١٥٢٥، ١٥٢٧، ١٥٢٨-

٧٣٤٤: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبداللہ بن دینار سے، عبداللہ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کا میقات قرن اور شام والوں کا جحفہ اور مدینہ والوں کا ذوالحلیفہ مقرر کیا۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے تھے: میں نے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور مجھے یہ بھی خبر پہنچی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یمن والوں کا میقات یلملم ہے اور عراق کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا: عراق ان دنوں (فتح) نہیں ہوا تھا۔

٧٣٤٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أُرِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسِهِ بِذِي

٧٣٤٥: عبدالرحمٰن بن مبارک نے ہم سے بیان کیا کہ فضیل نے ہمیں بتایا۔ موسیٰ بن عقبہ نے ہم سے بیان کیا کہ سالم بن عبداللہ نے مجھے بتایا۔ سالم نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ کو اس وقت جبکہ آپؐ ذوالحلیفہ

الْحُلَيْفَةِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ. میں رات کو اُترے ہوئے تھے رؤیاد کھائی گئی اور کہا گیا کہ آپؐ ایک مبارک میدان میں ہیں۔

أطرافه: ۴۸۳، ۱۵۳۵، ۲۳۳۶۔

تشریح: **مَاذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَضَّ عَلَى اتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ:** نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل علم کے اتفاق کا جو ذکر فرمایا اور اس کے متعلق ترغیب دی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ فرماتا ہے: وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا کہ اللہ کے رسے کو مضبوط پکڑ لو اور اختلاف نہ کرو۔ دوسری قومیں ظاہری سامانوں سے اتفاق کر سکتی ہیں مگر اسلام میں اتفاق کا ذریعہ صرف ایک ہی ہے کہ حَبْلُ الله کو پکڑا جائے اور حَبْلُ الله کیا ہے؟ وہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء ہیں۔ قرآن کریم میں ہے اسلام کیا ہے؟ وہ جو انبیاء احکام دیتے ہیں۔ پس انبیاء حَبْلُ الله ہیں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم حَبْلُ الله ہیں اور مسیح موعود حَبْلُ الله ہیں، قرآن کریم حَبْلُ الله ہے۔ ان کو پکڑے بغیر اتفاق نہیں ہو سکتا۔ پس اگر اتفاق ہو سکتا ہے تو اِسی طرح کہ اسلام کو مضبوط پکڑا جائے اور اسلام محض نماز روزے کا نام نہیں بلکہ اسلام نام ہے اخلاق کے اُن اصول کا جن پر چل کر اتفاق و آشتی پیدا ہو اور نااتفاقی دُور ہو۔ اسلام کوئی ٹونا ٹوٹکا نہیں کہ بس ادھر اسلام کا نام لیا اور اُدھر اتفاق و اتحاد پیدا ہو گیا جیسا کہ عوام جہلاء میں مشہور ہے کہ پیپل کے درخت کے گرد سات چکر کچے دھاگے کے ساتھ لگائے جائیں تو فلاں بات ہو جائے گی بلکہ اسلام ایسے قاعدے اور اصول بتاتا ہے کہ جن پر عمل کرنے سے اتفاق حاصل ہو سکتا ہے اور اس کے پکڑنے کے یہ معنی ہیں کہ اُن اخلاق و اطوار کو اپنے اندر پیدا کیا جائے جو اسلام نے تعلیم دیئے ہیں اور جو اس طرح اسلام کو پکڑے گا وہ کبھی نااتفاقی کی بات نہیں کر سکتا۔

اس کے لئے صحابہؓ کی مثال موجود ہے، ان میں جھگڑے ہوتے تھے مگر نااتفاقی کرنے والے نہیں بلکہ آپس کے اتفاق و اتحاد کو اَور مضبوط کرنے والے ہوتے تھے مثلاً جس کا مال ہوتا وہ تو کہتا ہے کہ میرا مال تھوڑی قیمت کا ہے لیکن خریدار کہتا ہے نہیں زیادہ قیمت کا ہے۔ اِس طرح لینے والا کہتا ہے کہ مَیں کم لوں گا مگر دینے والا کہتا ہے نہیں

مَیں زیادہ دوں گا۔ یہ ان کے جھگڑے کی مثال ہے مگر اب لوگوں کی یہ حالت ہے کہ اگر دس روپیہ کی چیز ہو تو بیس روپیہ کی بتائیں گے اور خریدار پانچ ہی کی بتائے گا اور دونوں جھوٹ بولیں گے۔ پس اگر اسلام پر عمل ہو تو اتفاق و اتحاد کی بنیادیں مضبوط ہو سکتی ہیں اس لئے فرمایا کہ پہلے تم لوگوں میں کتنا تفرقہ تھا لیکن پھر اسلام کے ذریعہ تم میں اتفاق و اتحاد پیدا کرادیا، تم لڑتے جھگڑتے تھے تمہیں لڑائی سے بچایا، تم ذلیل و حقیر تھے تمہیں عزت دی۔ پس اگر ایسی بابرکت چیز کی قدر نہ کرو گے تو کتنے افسوس کی بات ہو گی۔" (خطباتِ محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ مئی ۱۹۱۹ء، جلد ۶ صفحہ ۲۲۲، ۲۲۳)

وَمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْحَرَمَانِ مَكَّةُ وَالْمَدِينَةُ: علامہ ابن حجرؒ نے مہلبؒ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ اس باب میں مدینہ کی دوسرے شہروں پر فضیلت اور خصوصیت کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے دی ہے کہ یہ خبث اور ناپاکی کو باہر نکال دیتا ہے اور یہ بات اہل مدینہ کے اجماع کے حجت ہونے پر مترتب ہے۔ علامہ ابن عبد البر اس بارہ میں کہتے ہیں کہ بلا شبہ حدیث فضیلتِ مدینہ پر دلالت کرتی ہے لیکن مدینہ کا یہ وصف تمام زمانوں پر حاوی ہونے کی عمومیت نہیں رکھتا بلکہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مخصوص ہے کیونکہ (اُس دَور میں) آپؐ کے ساتھ رہنے کی خواہش کی وجہ سے کوئی بھی اس میں سے نہیں نکلتا تھا مگر وہی جس میں خیر نہ ہوتی تھی۔ قاضی عیاض نے بھی یہ بات بیان کی ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خیار صحابہؓ کی ایک جماعت مدینہ سے ہجرت کر گئی تھی اور اس سے باہر ہی ان کی وفات ہوئی جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت ابو موسیٰ (اشعریؓ)، حضرت علیؓ، حضرت ابو ذرؓ، حضرت عمارؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت عبادہ بن صامتؓ، حضرت ابو عبیدہؓ، حضرت معاذؓ اور حضرت ابو درداءؓ وغیرہ ہیں۔ پس یہ دلالت کرتا ہے کہ مدینہ کا یہ وصف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہی خاص ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۳ صفحہ ۳۷۴)

علامہ ابن بطالؒ اس باب کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جو لوگ اہل مدینہ کے مذہب و مسلک پر ہوں خواہ وہ زمین میں کہیں بھی رہنے والے ہوں اُن کے لیے مدینہ کی برکت میں سے ایک وافر حصہ واجب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ ثابتہ کی اتباع کے نتیجہ میں وہ اس بات کے حقدار ہیں کہ (اپنے) حسنِ عمل کی وجہ سے وہ ان کے علماء اور متبعین میں شمار ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (التوبة:۱۰۰) یعنی اور وہ لوگ جنہوں نے حُسنِ عمل کے ساتھ ان (یعنی مہاجرین وانصار) کی پیروی کی اللہ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اُس سے راضی ہو گئے۔ اور (اسی طرح حدیث) ہے: الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔ یعنی آدمی اُسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے اور اسی طرح اہل مکہ کے لیے بھی اس (برکت) میں سے ایک حصہ واجب ہے کیونکہ اُن کے پاس تمام فرائضِ حج کا علم ہے اور وہ (بھی) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور آپؐ کے اقوال کے چشم دید گواہ اور عالم ہیں۔ لہذا اُن کے لیے بھی اس برکت سے وافر حصہ اور عمدہ انعام ہے۔ (شرح صحیح البخاری لابن بطال، جزء ۱۰ صفحہ ۳۷۴)

بَاب ١٧: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ (آل عمران:١٢٩)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: تمہارا اس امر میں کچھ اختیار نہیں

٧٣٤٦: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فِي الْأَخِيرَةِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ○. (آل عمران:١٢٩)

٧٣٤٦: احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زُہری سے، زہری نے سالم سے، سالم نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی نماز میں کہتے ہوئے سنا۔ آپؐ نے آخری رکعت میں رکوع سے سر اُٹھایا اور کہا: اے اللہ! اے ہمارے ربّ! اور تیری ہی حمد ہے۔ اس کے بعد کہا: اے اللہ! فلاں فلاں شخص پر لعنت ہو تو اللہ عزوجل نے یہ وحی نازل کی: تمہارا اس امر میں کچھ اختیار نہیں۔ یا وہ ان پر رحم کرے یا ان کو سزا دے، وہ تو ظالم ہی ہیں۔

أطرافه: ٤٠٦٩، ٤٠٧٠، ٤٥٥٩۔

تشریح: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: تمہارا اس امر میں کچھ اختیار نہیں۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

”لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ (آل عمران:١٢٩) اس بات سے تیرا کوئی تعلق نہیں، چاہے تو وہ انہیں عفو ورحم سے معاف کرے یا انہیں سزا دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔ اس کے بعد فرماتا ہے: وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (آل عمران:١٣٠) اللہ ہی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، جسے چاہتا ہے مغفرت سے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے اور اللہ بہت ہی مغفرت کرنے والا ہے جو عمل صالح کرنے والے کو بار بار اپنی رحمت سے نوازتا ہے۔

جزاوسزا کے تعلق میں یہ آیت بار بار دہرائی گئی ہے کہ بادشاہت اللہ تعالیٰ کی ہے

اور اُس نے پاداش اپنے ہاتھ میں رکھی ہے اور عقیدے وعمل سے متعلق اس کا علم حاوی ہے۔ انسان کوتاہ نظر ہے اس لئے اس کا حق نہیں کہ مذہب کے بارے میں جبر واکراہ اور درشتی وسختی سے کام لے۔ بدر واُحد کی جنگیں الٰہی تصرف سے ہوئیں تا ظالم سزا پائیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے کا اس سے قطعاً کوئی تعلق نہ تھا۔ زمین و آسمانوں کے مالک نے دیکھا کہ اس کے بندے حد سے بڑھ گئے ہیں اس لئے اُن کی تباہی کا سامان اُن کے اپنے ہاتھوں سے پیدا کر دیا۔...... مگر ظلم سے نجات پانے کے لئے دعا وگریہ وزاری منع نہیں۔"

(ترجمہ وشرح صحیح البخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ آل عمران، باب ۹، جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۷، ۱۴۸)

بَاب ۱۸: وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا (الکھف:۵۵)

انسان سب سے زیادہ جھگڑا کرنے والا ہے

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (العنکبوت:۴۷).

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر ایسے طریقے سے کہ جو سب سے اچھا ہے۔

۷۳۴۷: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ أَلَا تُصَلُّونَ؟ فَقَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا

۷۳۴۷: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ نیز محمد بن سلام نے مجھ سے بیان کیا کہ عتاب بن بشیر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسحاق سے، اسحاق نے زُہری سے روایت کی کہ علی بن حسین نے مجھے خبر دی۔ (انہوں نے بتایا) کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے اور حضرت فاطمہ علیہا السلام بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کو آئے اور اُن سے فرمایا: کیا تم نماز (تہجد) نہیں پڑھا کرتے؟ حضرت علیؓ کہتے تھے، میں نے کہا: یارسول اللہ! ہماری جانیں

بِيَدِ اللّٰهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَّبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعَهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُولُ: وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا (الكهف:۵۵) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ مَا أَتَاكَ لَيْلًا فَهُوَ طَارِقٌ وَيُقَالُ الطَّارِقُ النَّجْمُ وَالثَّاقِبُ الْمُضِيءُ يُقَالُ أَثْقِبْ نَارَكَ لِلْمُوقِدِ.

أطرافه: ۱۱۲۷، ٤٧٢٤، ٧٤٦٥-

تو اللہ کے ہاتھ میں ہوتی ہیں۔ جب ہمیں اُٹھانا چاہتا ہے تو ہمیں اُٹھا دیتا ہے۔ جب حضرت علیؓ نے آپؐ سے یہ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور آپؐ نے اُن کو کچھ جواب نہ دیا۔ حضرت علیؓ نے آپؐ کو جب آپؐ واپس پلٹے، سنا۔ آپؐ اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے فرما رہے تھے کہ انسان اکثر باتوں میں جھگڑا کرتا ہے۔ ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: جو رات کو تمہارے پاس آئے اس کو طارق کہتے ہیں اور ستارے کو طارق کہتے ہیں اور ثاقب کے معنی ہیں روشن۔ آگ جلانے والے کو کہتے ہیں: أَثْقِبْ نَارَكَ اپنی آگ جلا۔

۷۳٤۸: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ يَهُودَ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا فَقَالُوا بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ أُرِيدُ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا فَقَالُوا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ

۷۳٤۸: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید سے، سعید نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: اس اثنا میں کہ ہم مسجد میں تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر آئے اور فرمایا: یہودیوں کے پاس چلو۔ ہم آپؐ کے ساتھ باہر گئے اور ان کے تورات پڑھانے کے مدرسہ میں پہنچے۔ نبی ﷺ وہاں کھڑے ہو گئے اور اُن کو پکار کر کہا: اے یہودیوں کی جماعت! اسلام قبول کر لو تم سلامتی میں رہو گے۔ انہوں نے کہا: ابو القاسم! آپؐ نے پیغام پہنچا دیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ نے اُن سے فرمایا: میں یہی چاہتا ہوں تم اسلام قبول کر لو، تم سلامتی میں رہو

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ أُرِيدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ فَقَالَ اعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ وَّجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ.

أطرافه: ٣١٦٧، ٦٩٤٤۔

گے۔ یہودیوں نے کہا: ابوالقاسم! آپؐ نے پہنچا دیا پھر رسول اللہ ﷺ نے اُن سے فرمایا: میں یہی چاہتا ہوں۔ پھر آپؐ نے تیسری بار یہ دُہرایا اور فرمایا: تم جان لو کہ یہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔ پس میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اس ملک سے نکالوں اس لئے تم میں سے جو شخص اپنی جائیداد کے بدلے میں کوئی قیمت چاہتا ہو تو وہ اسے بیچ دے ورنہ جان لو کہ یہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

تشریح: وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا: انسان سب سے زیادہ جھگڑا کرنے والا ہے۔ مکمل آیت یہ ہے: وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ○ (الکہف: ۵۴) اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے یقیناً ہر ایک (ضروری) بات کو مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے اور (ایسا کیوں نہ کرتے کہ) انسان سب سے بڑھ کر بحث کرنے والا ہے۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

امام بخاریؒ زیر باب دو روایتیں لائے ہیں۔ پہلی روایت (نمبر ۷۳۴۷) حضرت علیؓ کے متعلق ہے اور دوسری روایت (نمبر ۷۳۴۸) یہودیوں کے متعلق ہے۔ حضرت علیؓ کے جواب پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس آیت کو پڑھتے ہوئے جس درد کا اظہار ہے اُس کا اطلاق محض حضرت علیؓ پر نہیں ہے بلکہ انسان کے مجموعی رویے کا اظہار ہے۔ سیاق کلام کے لحاظ سے بھی قرآن کریم میں اس آیت کا مفہوم اپنے بیان اور وسعت معنی کے ساتھ عام انسانی رویوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس لئے اس آیت اور واقعہ کو حضرت علیؓ تک محدود کرنا قرآن کریم کے اسلوب کے بھی منافی ہے اور اس آیت کے مضمون کی وسعت اور ہمہ جہتی کے بھی خلاف ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا کے دو معنی ہیں۔ (۱) اکثر شیء یتاتّٰی منه الجدلُ۔ یعنی سمجھانے کی جو تدبیر بھی کی جائے اُس کے نتیجہ میں اس کی طرف سے جھگڑے کا پہلو ہی پیدا کر لیا جاتا ہے۔ اطمینان حاصل کرنے کی وہ کوشش نہیں کرتا۔ (۲) جَدَلُ الانسانِ اکثرُ من كُلِّ مجادِلٍ۔ یعنی انسان سب مخلوق کی نسبت زیادہ جھگڑا کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اسے تو ہم نے عقل اس لئے دی تھی کہ روحانی ترقیات کرے اور خدا تعالیٰ کا عرفان حاصل کرے مگر وہ اس قوت کو جو اسے دوسرے حیوانوں سے

ممتاز کرتی ہے ایک بڑے امتیاز کا ذریعہ بنالیتا ہے اور بجائے اس کے کہ اس کے ذریعہ سے دوسرے حیوانوں سے افضل بنے، وہ ان سے بھی ادنیٰ حالت میں چلا جاتا ہے۔

اس آیت میں الناس تمام انسانوں کے متعلق ہے اور الانسان اُن انسانوں کے متعلق جن کا اوپر ذکر آچکا ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہم نے قرآن کریم میں تمام مسائل کو خوب اچھی طرح سے اور مختلف پیراؤں میں بیان کیا ہے کہ بنی نوع انسان اس سے فائدہ اُٹھائیں مگر وہ قسم انسانوں کی جن کا ذکر اوپر گذرا ہے، اسے جھگڑنے کا ذریعہ بنالیتی ہے اور ان ہی تفصیلات کو جو اُن کے فائدہ کے لئے ہیں، اعتراض کا موجب سمجھ لیتی ہے۔" (تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ الکہف، آیت وَلَقَدْ صَرَّفْنَا، جلد ۴ صفحہ ۴۶۲، ۴۶۳)

بَاب ۱۹: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا (البقرة: ۱۴۴)

اور اسی طرح ہم نے تمہیں اعلیٰ درجہ کی اُمت بنایا ہے

وَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلُزُومِ الْجَمَاعَةِ وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے اور جماعت سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل علم ہیں۔

۷۳۴۹: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاءُ بِنُوحٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ يَا رَبِّ فَتُسْأَلُ أُمَّتُهُ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُولُونَ مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيرٍ فَيَقُولُ مَنْ شُهُودُكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ فَيُجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُونَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

۷۳۴۹: اسحاق بن منصور نے ہم سے بیان کیا کہ ابو اسامہ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا کہ ابو صالح نے ہمیں بتایا۔ ابو صالح نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن حضرت نوحؑ کو لایا جائے گا اور اُن سے پوچھا جائے گا کہ کیا پیغام دیا تھا؟ وہ کہیں گے ہاں اے میرے ربّ! (دیا تھا۔) پھر اُن کی اُمت سے پوچھا جائے گا: کیا انہوں نے تم کو پیغام پہنچا دیا تھا؟ تو وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تو اللہ فرمائے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا (البقرة: ١٤٤) قَالَ عَدْلًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (البقرة: ١٤٤).

گا: تمہارے کون گواہ ہیں؟ وہ کہیں گے: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اُن کی اُمت، پھر تمہیں لایا جائے گا اور تم شہادت دو گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: اور اسی طرح ہم نے تمہیں اعلیٰ درجہ کی اُمت بنایا ہے تاکہ تم (دوسرے) لوگوں کے نگران بنو اور یہ رسول تم پر نگران ہو۔ (وَسَطًا کے معنی بیان کرتے ہوئے) کہا: یعنی عادل۔

وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَوْنٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا.

أطرافُه: ٣٣٣٩، ٤٤٨٧۔

اور جعفر بن عون سے مروی ہے کہ اعمش نے بھی ہم سے یہی بیان کیا۔ انہوں نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے، حضرت ابوسعیدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

تشریح: وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا: اور اسی طرح ہم نے تمہیں اعلیٰ درجہ کی اُمت بنایا ہے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”حضرت نوح علیہ السلام کی اُمت نے ان کی تکذیب کی۔ بہت کم ایمان لائے۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرماتا ہے: وَ اُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ○ (هود: ٣٧) اور نوح کو وحی کی گئی کہ تیری قوم ہرگز نہیں مانے گی سوا اُن کے جو مان چکے ہیں۔ سو اپنی جان جوکھوں میں نہ ڈال بوجہ اُن کرتوتوں کے جو وہ کر رہے ہیں۔ ان کی یہی قوم روزِ قیامت بوقت محاسبہ انکار کرے گی کہ اسے تبلیغ نہیں کی گئی تو حضرت نوحؑ سے شہادت طلب کی جائے گی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی اُمت کو بطور گواہ پیش کریں گے اور یہ شہادت دیں گے کہ انہوں نے فی الواقعہ تبلیغ کی تھی۔ اسی شہادت کا ذکر آیت لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ میں کیا گیا ہے اور آیت وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا میں لفظ الْوَسَط کے معنی ہیں الْعَدْل، یعنی اوّل درجہ کے عادل، مستقیم جو صحیح راستے پر قائم ہوں۔ اُمَّةً وَّسَطًا سے مراد اعلیٰ درجے کی اُمت ہے۔ صحیح شہادت کے لئے

ضروری ہے کہ آنکھوں دیکھی بات کہی جائے۔ سماعی شہادت (کانوں سُنی بات) کی عدالت میں اتنی وقعت نہیں جتنی عینی شہادت کی ہوتی ہے۔ رسول اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَھِیْد ہیں اس جہت سے کہ اللہ تعالیٰ کی تجلی واضح طور پر ہوئی۔ ان کو صفات باری تعالیٰ کی ایک ایک صفت کا بار بار مشاہدہ ہوا اور آپؐ کے ذریعہ سے صحابہ کرامؓ کو ان صفات کا مشاہدہ ہوا۔ اس طرح آپؐ نے تبلیغ کا فرض ادا کیا اور حجۃ الوداع میں اور اس کے بعد بوقت نزع آپؐ نے لوگوں کو اور اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہرایا کہ میں نے تبلیغ کا فرض ادا کر دیا۔ (دیکھئے کتاب الحج باب ۱۳۲، روایت نمبر ۱۷۴۱) یہ اعلیٰ درجہ کا مقام شہادت دیگر انبیاء اور ان کی امتوں کو حاصل نہیں ہوا۔ شدتِ تکذیب اور حق تبلیغ سے انکار کا ذکر سورۃ الملک کی آیات ۸ تا ۱۱ میں ہے اور آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ذریعہ اتمام حجت کا ذکر سورۃ المائدۃ میں ہے، فرماتا ہے: يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ؗ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (المائدة:۲۰) یعنی اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے۔ وہ رسولوں کے انقطاع کے بعد تم سے (ہماری باتیں) بیان کرتا ہے تا کہ تم (یہ) نہ کہو کہ ہمارے پاس نہ کوئی بشارت دینے والا آیا ہے اور نہ ڈرانے والا۔ سو تمہارے پاس ایک بشارت دینے والا اور ڈرانے والا آگیا ہے اور اللہ ہر ایک بات پر پورا (پورا) قادر ہے۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ دنیا میں نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ذریعہ اتمام حجت کی گئی ہے اور قیامت کے دن بھی اس اتمام حجت کا ظہور ہو گا جب کوئی قوم اپنے نبی کی تبلیغ سے انکار کرے گی۔ قرآنِ مجید میں انبیاء علیہم السلام اور ان کی تبلیغ کا ذکر محفوظ کیا گیا ہے اور رسول اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خاتم النبیین کے لقب سے سرفراز کئے گئے ہیں تا انبیاء اور اُن کی قوموں کے لئے بطور شاہد عادل بنیں اور آپؐ کے اس مبارک لقب کی برکت سے آپؐ کی اُمت بھی شاہد عادل قرار دی گئی ہے اور اس اعتبار سے اُمت محمدیہ کا فرض منصبی متعین ہوتا ہے کہ وہ تمام قوموں میں تبلیغ کرے اور ان کی ہدایت کا موجب ہو۔ آیت كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران:۱۱۱) کا بھی یہی

مفہوم ہے کہ وہ اسی صورت میں بہترین اُمت ہو گی کہ جب لوگوں کی فی الواقعہ خیر خواہ اور راہنما بنے گی اور اسی جہت سے قیامت کے روز ان کی شہادت انبیاء کے لئے بھی قابل قدر اور عند اللہ مقبول ہو گی۔‘‘

(ترجمہ و شرح صحیح البخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ البقرۃ، باب ۱۳، جلد ۱۰ صفحہ ۳۹، ۴۰)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’شریعت اسلامی نے اُمت محمدیہ کو ایک ایسی اُمت قرار دے کر جو ہر کام میں اعتدال سے کام لیتی ہے گناہ کے تمام دروازوں کو بند کر دیا ہے اور اُمَّةً وَّسَطًا میں اسلام کی اسی وسطی تعلیم کی طرف اشارہ ہے جس میں وہ دوسرے تمام مذاہب سے امتیازی شان رکھتا ہے اور اسی ایک دلیل سے اس کی فضیلت ثابت ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسا ہم نے اس لئے کیا ہے لِتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ تا کہ تم دوسرے مذاہب اور دوسری اقوام کے لئے ایک گواہ کی طرح رہو۔ یعنی جس طرح گواہ کی گواہی سے ثابت ہوتا ہے کہ حق کیا ہے اور کس کا ہے اسی طرح تم میں سے جو لوگ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کر کے اس کے نیک اثرات کو اپنے اندر پیدا کریں گے وہ دوسری اقوام کے لئے جو ابھی تک قرآن کریم کی صداقت سے لذت آشنا نہیں بطور ایک شاہد کے ہوں گے۔ یعنی زبان اور عمل دونوں سے وہ اس بات کا اعلان کریں گے کہ انہوں نے اس کے دعاوی کو سچ پایا اور لوگ اُن کی پاکیزہ زندگی اور آسمانی نصرت کو دیکھ کر سمجھ لیں گے کہ سچا راستہ وہی ہے جس پر یہ لوگ چلتے ہیں اور پھر آخر میں بتایا کہ جس طرح ہم نے ان مسلمانوں کو جو قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں دوسری اقوام کے لئے شاہد بنایا ہے اسی طرح ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جماعت کے لئے اسلام کی سچائی کا شاہد بنایا ہے۔ یعنی ان کے دل میں آپؐ کے معجزات اور نصرتِ الٰہی کو دیکھ کر اسلام کی صداقت کامل طور پر گھر کر جاتی ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ البقرۃ، آیت وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا، جلد ۲ صفحہ ۲۲۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’قرآن شریف کی تعلیم جس پہلو اور جس باب میں دیکھو اپنے اندر حکیمانہ پہلو رکھتی

ہے افراط یا تفریط اس میں نہیں ہے بلکہ وہ نقطۂ وسط پر قائم ہوئی ہے اور اسی لئے اس اُمت کا نام بھی اُمَّةً وَّسَطًا (البقرۃ:١٤٤) رکھا گیا ہے۔" (ملفوظات، جلد ٢ صفحہ ٢٩)

بَاب ٢٠ : إِذَا اجْتَهَدَ الْعَامِلُ أَوِ الْحَاكِمُ فَأَخْطَأَ خِلَافَ الرَّسُولِ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ فَحُكْمُهُ مَرْدُودٌ

اگر قاضی یا حاکم اجتہاد کرے اور علم نہ ہونے کی وجہ سے خلاف رسول (فیصلہ) کرے تو اُس کا فیصلہ ردّ کیا جائے گا

لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.

کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کوئی ایسا کام کیا جس کے متعلق ہمارا حکم نہیں تو وہ ردّ ہے۔

٧٣٥٠، ٧٣٥١: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَخِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَخَا بَنِي عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيَّ وَاسْتَعْمَلَهُ عَلَى خَيْبَرَ فَقَدِمَ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ كَذَا قَالَ لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا لَنَشْتَرِي الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلُوا وَلَكِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ أَوْ بِيعُوا هَذَا وَاشْتَرُوا بِثَمَنِهِ

٧٣٥٠، ٧٣٥١: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے بھائی سے، ان کے بھائی نے سلیمان بن بلال سے، سلیمان نے عبدالمجید بن سہیل بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کی کہ انہوں نے سعید بن مسیب کو یہ بیان کرتے سنا کہ حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابوہریرہؓ، دونوں نے اُن کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوعدی کے ایک انصاری شخص کو بھیجا اور آپؐ نے اس کو خیبر کا مُحَصِّل بنایا اور وہ عمدہ کھجور لایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ کیا خیبر کی ساری کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ! بخدا نہیں۔ ہم ملی جلی کھجوروں کے دو صاع کے بدلہ میں ایک صاع خرید لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو بلکہ برابر برابر ہی لیا دیا کرو یا اس کو بیچو اور اس کی قیمت سے اس

مِنْ هَذَا وَكَذَلِكَ الْمِيزَانُ. کو خرید و اور اسی طرح ہر وہ چیز جو تولی جاتی ہے۔

أطرافُ الحديث ٧٣٥٠: ٢٢٠١، ٢٣٠٢، ٤٢٤٤، ٤٢٤٦۔
أطرافُ الحديث ٧٣٥١: ٢٢٠٢، ٢٣٠٣، ٤٢٤٥، ٤٢٤٧۔

تشریح: **إِذَا اجْتَهَدَ الْعَامِلُ أَوِ الْحَاكِمُ فَأَخْطَأَ خِلَافَ الرَّسُولِ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ فَحُكْمُهُ مَرْدُودٌ:** اگر قاضی یا حاکم اجتہاد کرے اور علم نہ ہونے کی وجہ سے خلاف رسول (فیصلہ) کرے تو اُس کا فیصلہ رڈ کیا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”حضرت عمرؓ کا ایک خط جو انہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا تھا... اس کا مضمون یہ تھا: قضا ایک محکم اور پختہ دینی فریضہ ہے اور واجب الاتباع سنت ہے۔ جب کوئی مقدمہ یا کیس آپ کے سامنے پیش ہو تو معاملے کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرو کیونکہ صرف حق بات کہنا اور اس کے نفاذ کی کوشش نہ کرنا بے فائدہ ہے۔ کیا بلحاظ مجلس کیا بلحاظ توجہ اور کیا بلحاظ عدل و انصاف، سب لوگوں کے درمیان مساوات قائم رکھو۔ سب سے ایک جیسا سلوک کرو تا کہ کوئی بااثر تم سے ظلم کروانے کی اُمید نہ رکھے اور کسی کمزور کو تیرے ظلم و جور کا ڈر اور اندیشہ نہ ہو اور ثبوت پیش کرنا مدعی کا فرض ہے اور قسم منکر مدعا علیہ پر آئے گی۔ مسلمانوں کے درمیان مصالحت کروانے کی کوشش کرنا اچھی بات ہے۔ ہاں ایسی صلح کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے جس کی وجہ سے حرام حلال بن رہا ہو اور حلال حرام یعنی خلاف شریعت صلح جائز نہ ہوگی۔ اگر تم کوئی فیصلہ کرو اور پھر غور و فکر کے بعد اللہ کی ہدایت سے دیکھو کہ فیصلے میں غلطی ہوگئی ہے، صحیح فیصلہ اور طرح ہے تو اپنا کل کا فیصلہ واپس لینے اور اسے منسوخ کرنے میں ذرہ برابر ہچکچاہٹ یا شرم محسوس نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ حق اور عدل ایک عظیم صداقت ہے اور حق اور سچ کو کوئی چیز باطل اور غلط نہیں بنا سکتی ہے۔ اس لئے حق کی طرف لوٹ جانا اور حق کو تسلیم کر لینا باطل میں پھنسے رہنے اور غلط بات پر مصر رہنے سے کہیں بہتر ہے۔ جو بات تیرے دل میں کھٹکے اور قرآن و سنت میں اس کے بارہ میں کوئی وضاحت نہ ہو تو اس کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرو اور اس کی مثالیں تلاش کرو۔ اس سے ملتی جلتی صورتوں پر غور کرو پھر اُس پر قیاس کرتے ہوئے کوئی فیصلہ

کرنے کی کوشش کرو اور جو پہلو اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ لگے اور حق اور سچ کے زیادہ مشابہ نظر آئے اُسے اختیار کرو۔ مدعی کو ثبوت پیش کرنے کے لئے مناسب تاریخ اور وقت دو تا کہ وہ اپنے دعویٰ کے حق میں ثبوت اکٹھے کر سکے۔ اگر مقررہ تاریخ پر وہ ثبوت اور بیّنہ پیش کر سکے فبہا، ورنہ اس کے خلاف فیصلہ سنا دو۔ یہ طریق اندھے پن کو دور کرنے والا ہے اور بے خبری کے اندھیرے کو روشن کرنے والا یعنی اس سے اُلجھا ہوا معاملہ سلجھ جائے گا اور ہر قسم کے عذر و اعتراض کا مؤثر جواب ہو گا۔ سب مسلمان برابر شاہد عادل ہیں۔ ایک دوسرے کے حق میں اور ایک دوسرے کے خلاف گواہی دے سکتے ہیں اور ان گواہیوں کے مطابق فیصلہ ہو گا سوائے اس کے کہ کسی کو حد کی سزا مل چکی ہو یا اُس کی جھوٹی شہادت دینے کا تجربہ ہو چکا ہو یا قرابت کے دعویٰ میں اس پر کوئی تہمت لگی ہو یا اس کا اصل رشتہ کسی اور شخص یا قوم سے ہو اور دعویٰ کسی اور کے رشتے دار ہونے کا کرے یعنی حسب و نسب کے دعویٰ میں جھوٹا ہو۔ ایسے خفیف الحرکت شخص کے سچا ہونے پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ باقی سب مسلمان گواہ بننے کے اہل ہونے کے لحاظ سے برابر ہیں کیونکہ کسی کے دل میں کیا ہے، اصل راز اور سچائی کیا ہے، اسے اللہ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ اگر کوئی غلط بیانی کرے گا تو خدا اس کو سزا دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بیّنات اور گواہیوں کے ذریعہ معاملات نبٹانے کا مکلف بنایا ہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ تنگ پڑنے سے بچو۔ جلد گھبرا جانے اور لوگوں سے تکلیف اور دکھ محسوس کرنے اور فریقین مقدمہ سے تنفر اور اجنبی پن سے کبھی پیش نہ آؤ۔ حق اور سچ معلوم کرنے کے مواقع میں اس طرز عمل سے بچنا اور حق شناسی کی صحیح کوشش کرنا۔ اللہ اس کا ضرور اجر دے گا اور ایسے شخص کو نیک شہرت بخشے گا۔ جو شخص اللہ کی خاطر خلوص نیت اختیار کرے گا اللہ اسے لوگوں کے شر سے بچائے گا اور جو شخص محض بناوٹ اور تصنع سے اپنے آپ کو اچھا ظاہر کرنے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ کبھی نہ کبھی اُس کا راز فاش کر دے گا اور اُس کی رسوائی کے سامان پیدا کر دے گا۔ (سنن دار قطنی، کتاب الاقضیہ والاحکام)" (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۵، دسمبر ۲۰۰۳، جلد اوّل صفحہ ۵۲۷، ۵۲۸)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”مومنوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ اِس بحث میں خدا تعالیٰ کے فیصلہ کو منظور کرے اور اگر نہیں کرے گا تو وہ اِس آیت کے نیچے آئے گا جو قرآن شریف کی جزو پانچ سورۃ النساء میں ہے اور وہ یہ ہے: فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (النساء:٦٦) یعنی اے پیغمبر تمہارے ہی پروردگار کی قسم ہے کہ جب تک یہ لوگ اپنے باہمی جھگڑے تم ہی سے فیصلہ نہ کرائیں اور صرف فیصلہ ہی نہیں بلکہ جو کچھ تم فیصلہ کر دو اُس سے کسی طرح دلگیر بھی نہ ہوں بلکہ کمال اطاعت اور دِلی رضامندی اور شرح صدر سے اس کو قبول کر لیں تب تک یہ لوگ ایمان سے بے بہرہ ہیں۔“

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۳۲۰)

بَاب ۲۱: أَجْرُ الْحَاكِمِ إِذَا اجْتَهَدَ فَأَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ

حاکم کا ثواب اگر وہ پوری پوری کوشش کرے پھر صحیح فیصلہ کو پہنچ جائے یا غلطی کرے

۷۳۵۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ.

۷۳۵۲: عبد اللہ بن یزید مُقری مکی نے ہم سے بیان کیا کہ حیوہ بن شریح نے ہمیں بتایا۔ یزید بن عبد اللہ بن ہاد نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے محمد بن ابراہیم بن حارث سے، انہوں نے بُسر بن سعید سے، بُسر نے ابوقیس سے جو حضرت عمرو بن العاصؓ کے غلام تھے، ابوقیس نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپؐ فرماتے ہیں: جب حاکم فیصلہ کرے اور وہ پوری طرح کوشش کرے پھر صحیح فیصلہ کو پہنچ جاوے تو اُس کو دو ثواب ہوں گے اور جب وہ فیصلہ کرے اور پوری پوری کوشش کرے پھر غلطی کر بیٹھے تو اس کو ایک ثواب ہو گا۔

قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهَذَا الْحَدِيثِ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالَ هَكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(یزید بن عبداللہ) کہتے تھے: میں نے ابوبکر بن عمرو بن حزم سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بھی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہوئے مجھ سے ایسے ہی بیان کیا اور عبدالعزیز بن مطلب نے بھی عبداللہ بن ابوبکر سے اسی طرح نقل کیا۔ عبداللہ نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

تشریح: **أَجْرُ الْحَاكِمِ إِذَا اجْتَهَدَ فَأَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ:** حاکم کا ثواب اگر وہ پوری پوری کوشش کرے پھر صحیح فیصلہ کو پہنچ جائے یا غلطی کرے۔ ابن منذر کہتے ہیں کہ حاکم کے لیے خطا کرنے پر اَجر صرف اسی صورت میں ہے کہ وہ اجتہاد کرنے کے قابل عالم ہو، پھر وہ (صحیح فیصلہ کو پہنچنے کے لیے) پوری جدوجہد (بھی) کرے لیکن اگر وہ عالم نہ ہو تو پھر (اس کے لیے) ایسا نہیں ہے۔ علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ ان کا یہ استدلال اُس حدیث سے ہے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین قسم کے قاضیوں کا ذکر فرمایا ہے۔

(فتح الباری، جزء۱۳ صفحہ ۳۸۹)

وہ حدیث یہ ہے: حضرت بریدہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قاضی تین قسم کے ہیں۔ ایک تو جنت میں ہے اور دو آگ میں ہیں۔ (آپؐ نے فرمایا:) جنتی جو ہے تو وہ ایسا شخص ہے جو حق کو اچھی طرح پہچان کر اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور وہ شخص جو حق کو پہچان لینے کے بعد پھر فیصلہ کرنے میں ظلم کرے تو وہ آگ میں ہے۔ اور وہ شخص جس نے جہالت پر رہتے ہوئے لوگوں کے فیصلے کیے تو وہ (بھی) آگ میں ہے۔[1]

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”ہر قاضی کو خالی الذہن ہو کر، دعا کرکے، پھر معاملہ کو شروع کرنا چاہیئے۔ کبھی کسی بھی فریق کو یہ احساس نہیں ہونا چاہیئے کہ قاضی نے دوسرے فریق کی بات زیادہ توجہ سے سن لی ہے یا فیصلے میں میرے نکات کو پوری طرح زیرِ غور نہیں لایا اور دوسرے کی طرف زیادہ توجہ رہی ہے۔ گو جس کے خلاف فیصلہ ہو عموماً اُس کو شکوہ تو ہوتا ہی ہے لیکن قاضی کا اپنا معاملہ پوری طرح صاف ہونا چاہیئے۔

حدیث میں آتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی حاکم سوچ سمجھ کر

[1] (سنن أبي داود، کتاب الأقضية، باب في القاضي يخطئ، روایت نمبر ۳۵۷۳)

پوری تحقیق کے بعد فیصلہ کرے۔ اگر اُس کا فیصلہ صحیح ہے تو اُس کو دو ثواب ملیں گے اور اگر باوجود کوشش کے اُس سے غلط فیصلہ ہو گیا تو اسے ایک ثواب اپنی کوشش اور نیک نیتی کا بہر حال ملے گا۔" (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۵، دسمبر ۲۰۰۳، جلد اوّل صفحہ ۵۲۶)

بَاب ۲۲: الْحُجَّةُ عَلَى مَنْ قَالَ إِنَّ أَحْكَامَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ ظَاهِرَةً

اس شخص کے برخلاف دلیل جس نے یہ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ہر ایک کے علم میں تھے

وَمَا كَانَ يَغِيبُ بَعْضُهُمْ عَنْ مَّشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمُورِ الْإِسْلَامِ.

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضری سے اور اسلامی مہموں سے جو بعض صحابہ کی عدم موجودگی بیان کی گئی ہے۔

۷۳۵۳: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ أَبُو مُوسَى عَلَى عُمَرَ فَكَأَنَّهُ وَجَدَهُ مَشْغُولًا فَرَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ ائْذَنُوا لَهُ فَدُعِيَ لَهُ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ فَقَالَ إِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ بِهَذَا قَالَ فَأْتِنِي عَلَى هَذَا بِبَيِّنَةٍ أَوْ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ فَانْطَلَقَ إِلَى مَجْلِسٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوا لَا يَشْهَدُ إِلَّا أَصَاغِرُنَا فَقَامَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ قَدْ كُنَّا نُؤْمَرُ بِهَذَا فَقَالَ عُمَرُ خَفِيَ عَلَيَّ هَذَا مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

۷۳۵۳: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن جریج سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا:) عطاء نے مجھ سے بیان کیا۔ عطاء نے عبید بن عمیر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت ابوموسیٰؓ نے حضرت عمرؓ کے پاس آنے کی اجازت مانگی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ان کو مشغول پایا تو وہ واپس لوٹ آئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیا میں نے عبد اللہ بن قیسؓ کی آواز نہیں سنی؟ انہیں اجازت دو۔ چنانچہ اُن کو بلا کر حضرت عمرؓ کے پاس لے آئے تو حضرت عمرؓ نے پوچھا: تم نے جو کیا ہے، کس بات نے تم کو اس پر آمادہ کیا؟ تو حضرت عبد اللہ بن قیسؓ نے کہا: ہمیں یہی حکم دیا جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اس بات پر میرے پاس ثبوت لاؤ ورنہ میں تمہیں سزا دوں گا۔ تو وہ انصار کی ایک مجلس میں چلے گئے۔ انصار نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ.

أطرافُه: ٢٠٦٢، ٦٢٤٥-

کہا: ہم میں سے جو چھوٹے ہیں وہ بھی شہادت دے سکتے ہیں۔ اس پر حضرت ابو سعید خدریؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا: بے شک ہمیں یہی حکم دیا جاتا تھا تو حضرت عمرؓ کہنے لگے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم مجھ پر پوشیدہ رہا۔ بازاروں میں خرید و فروخت نے مجھے غافل رکھا۔

٧٣٥٤: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ مِنَ الْأَعْرَجِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّكُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللهُ الْمَوْعِدُ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مِسْكِينًا أَلْزَمُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ فَشَهِدْتُّ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَالَ مَنْ يَّبْسُطْ رِدَاءَهُ حَتَّى أَقْضِيَ مَقَالَتِي ثُمَّ يَقْبِضْهُ فَلَنْ يَّنْسَى شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّي فَبَسَطْتُّ بُرْدَةً كَانَتْ عَلَيَّ فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا نَسِيتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ.

۷۳۵۴: علی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ زُہری نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے اعرج سے سنا۔ وہ کہتے تھے: حضرت ابوہریرہؓ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا: تم یہ خیال کرتے ہو کہ ابوہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت باتیں سناتا ہے۔ سب نے اللہ کے پاس جانا ہے۔ میں ایک مسکین آدمی تھا، اپنا پیٹ بھر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹا رہتا تھا اور مہاجرین ایسے تھے کہ بازاروں میں ان کو خرید و فروخت مشغول رکھتی اور انصار جو تھے ان کی جائیدادوں کی نگرانی ان کو مشغول رکھتی۔ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا تو آپؐ نے فرمایا: جو شخص اپنی چادر اس وقت تک بچھائے رکھے گا جب تک میں اپنی بات ختم نہ کرلوں، پھر اس کو سمیٹ لے گا تو وہ کبھی کچھ نہیں بھولے گا جو اُس نے مجھ سے سنا ہو۔ (یہ سن کر) میں نے اپنی چادر بچھا دی جو مجھ پر ہوا کرتی تھی۔ اُس ذات کی قسم ہے جس نے آپؐ کو سچائی کے ساتھ بھیجا، میں کبھی کچھ نہیں بھولا جو میں نے آپؐ سے سن لیا۔

أطرافُه: ١١٨، ١١٩، ٢٠٤٧، ٢٣٥٠، ٣٦٤٨-

تشریح: اَلْحُجَّةُ عَلَى مَنْ قَالَ إِنَّ أَحْكَامَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ ظَاهِرَةً: اُس شخص کے برخلاف دلیل جس نے یہ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ہر ایک کے علم میں تھے۔ علامہ عینیؒ بیان کرتے ہیں کہ اس باب کو قائم کرنے سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اکثر اکابر صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (تمام) مجالس میں موجود نہیں رہ پاتے تھے اور آپؐ کے (بعض) اقوال وافعال سے محروم رہ جاتے تھے جس کی وجہ سے وہ اُنہی احکام پر عمل پیرا رہتے تھے جن کا انہیں علم ہوتا تھا، یا تو کسی ناسخ حکم سے عدم علم کے باعث منسوخ حکم پر عمل کر رہے ہوتے تھے یا کسی ابتدائی اجازت پر قائم ہوتے تھے۔ پھر بعد ازاں بعض دوسرے صحابہؓ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے، وہ اس کا علم حاصل کرتے تھے۔ اور یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہیں جو اپنے عظیم مرتبہ کے باوجود دادی کے حقِ وراثت سے لاعلم تھے یہاں تک کہ حضرت محمد بن مسلمہؓ اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے انہیں اس بارہ میں (سنتِ نبویؐ سے) نص کی خبر دی۔ اور (اسی طرح) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی اجازت طلب کرنے کے متعلق حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ (سے مروی حدیث) کی طرف رجوع کیا تھا۔ جیسا کہ زیر باب حدیث میں بیان ہوا ہے۔ نیز اس کی اور بھی کئی مثالیں موجود ہیں۔ علامہ عینیؒ بیان کرتے ہیں کہ اس باب سے روافض اور خوارج کا یہ عقیدہ ردّ ہوتا ہے کہ آنحضور ﷺ کے تمام احکام وسنن آپؐ سے تواتر کے ساتھ منقول ہیں اور جو بھی تواتر سے منقول نہ ہو وہ عمل جائز نہیں۔ حالانکہ یہ عقیدہ اس وجہ سے ردّ ہو جاتا ہے کہ صحابہ کا ایک دوسرے سے علم حاصل کرنا متحقق ہے اور وہ اپنے علاوہ کسی (دوسرے صحابیؓ) کی رسول اللہ ﷺ سے روایت کی طرف رجوع کر لیا کرتے تھے۔ اور اس بات پر اجماع ہے کہ خبر واحد پر عمل کرنا جائز ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۵ صفحہ ۶۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

> ”مامور من اللہ کی صحبت میں رہنے والے لوگ بہت کچھ فائدہ اُٹھاتے ہیں اور ایک حد تک علم صحیح اس تعلق کے متعلق جو مامور من اللہ اور خدا تعالیٰ میں ہوتا ہے حاصل کرتے ہیں مگر وہ کامل علم جو اُس مامور کو دیا جاتا ہے کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا اور خدا تعالیٰ کا علم تو پھر اَور ہی رنگ رکھتا ہے۔“ (ملفوظات، جلد ۲ صفحہ ۱۷۶)

بَاب ۲۳: مَنْ رَأَى تَرْكَ النَّكِيرِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَّةً لَا مِنْ غَيْرِ الرَّسُولِ

جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار نہ کرنے کو دلیل سمجھا (اسے تقریر کہتے ہیں)
رسول اللہ کے سوا کسی کی تقریر (حجت) نہیں

۷۳۵۵: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ حُمَيْدٍ ۷۳۵۵: حماد بن حُمَید نے ہم سے بیان کیا کہ عبید اللہ

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَحْلِفُ بِاللهِ أَنَّ ابْنَ الصَّيَّادِ الدَّجَّالُ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللهِ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلَى ذَلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

بن معاذ نے ہمیں بتایا۔ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے سعد بن ابراہیم سے، سعد نے محمد بن منکدر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کو دیکھا۔ وہ اللہ کی قسم کھاتے تھے کہ ابن صیاد ہی وہ دجال ہے۔ میں نے کہا: آپؓ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عمرؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اِس بات پر قسم کھاتے سنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہیں کیا۔

تشریح: مَنْ رَأَى تَرْكَ النَّكِيرِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ حُجَّةً لَا مِنْ غَيْرِ الرَّسُولِ: جس نے نبی ﷺ کے انکار نہ کرنے کو دلیل سمجھا (اسے تقریر کہتے ہیں) رسول اللہ کے سوا کسی کی تقریر (حجت) نہیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"وہ حدیث جس میں آنحضرت ﷺ کا کوئی قول یا فعل تو بیان نہ کیا گیا ہو لیکن یہ ذکر ہو کہ آپؐ کے سامنے فلاں شخص نے فلاں کام کیا یا فلاں بات کہی اور اسے آپؐ نے اس کام کے کرنے یا اس بات کے کہنے سے نہیں روکا۔ دراصل عربی زبان میں تقریر کے معنی بولنے کے نہیں ہوتے بلکہ کسی بات کو برقرار رکھنے کے ہوتے ہیں۔ پس حدیث تقریری سے وہ حدیث مراد ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے کسی صحابی کے فعل یا قول کو صحیح سمجھتے ہوئے اسے برقرار رکھا ہو اور اُس پر اعتراض نہ فرمایا ہو۔"

(چالیس جواہر پارے مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے رضی اللہ عنہ، صفحہ ۹، ۱۰)

بَاب ٢٤: الْأَحْكَامُ الَّتِي تُعْرَفُ بِالدَّلَائِلِ

وہ احکام جو دلائل سے معلوم کئے جائیں

وَكَيْفَ مَعْنَى الدِّلَالَةِ وَتَفْسِيرُهَا. وَقَدْ أَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَ الْخَيْلِ وَغَيْرِهَا ثُمَّ سُئِلَ عَنِ الْحُمُرِ

اور دلالت کے کیا معنی ہیں اور دلالت کی تفسیر۔ اور نبی ﷺ نے گھوڑوں وغیرہ کے متعلق بیان کیا۔ پھر آپؐ سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے

فَدَلَّهُمْ عَلَى قَوْلِهِ تَعَالَى فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ○(الزلزال:٨). وَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ وَأُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الضَّبُّ فَاسْتَدَلَّ ابْنُ عَبَّاسٍ بِأَنَّهُ لَيْسَ بِحَرَامٍ.

صحابہ کو اللہ تعالیٰ کی اس بات سے استدلال کرنے کے لئے فرمایا: جو ذرہ بھر بھلائی کرے گا، وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور نبی ﷺ سے گوہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: نہ میں اس کو کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر گوہ کھائی گئی تو حضرت ابن عباسؓ نے اس سے یہ استدلال کیا کہ وہ حرام نہیں۔

٧٣٥٦: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَأَطَالَ فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذَلِكَ الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ تُسْقَى بِهِ كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ وَهِيَ لِذَلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا

۷۳۵۶: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے زید بن اسلم سے، زید نے ابوصالح سمان سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑے رکھنا تین طرح کا ہے۔ ایک شخص کے لئے ثواب، ایک شخص کے لئے پردہ پوشی اور ایک شخص پر وبال۔ وہ شخص جس کے لئے ثواب ہے تو وہ وہ شخص ہے جس نے اُن کو اللہ کی راہ میں باندھے رکھا اور مرغزار یا کسی باغ میں ان کی رسی کو لمبا کر دیا تو وہ اُس رسی کے لمبائی میں اُس مرغزار یا باغ سے جہاں تک چریں وہ اُس کے لئے نیکیاں ہوں گی۔ اور اگر وہ رسی توڑا کر ایک یا دو میل تک چھلانگیں لگاتے ہوئے بھاگ بھی جائیں تو اُن کے قدموں کے نشان اور ان کی لید میں بھی اُس کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی ندی پر سے گزریں اور وہاں سے (پانی) پی لیں اور وہ نہ چاہتا ہو کہ وہاں سے اُن کو پلائے تو یہ بھی اس کے

وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُورِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وِزْرٌ وَسُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللهُ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ○ (الزلزال:٨،٩).

لئے نیکیاں ہوں گی اور یہ گھوڑے ایسے شخص کے لئے ثواب ہیں۔ اور ایک شخص نے اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے اور مانگنے سے بچنے کی غرض سے ان کو باندھا اور اللہ کا وہ حق نہ بھولا جو اُن کی گردنوں اور ان کی پیٹھوں میں ہے تو یہ گھوڑے اس کیلئے پردہ پوشی کا موجب ہوں گے۔ اور ایک شخص نے ان کو فخر اور دکھلاوے کے لئے باندھا تو یہ اُس پر وبال ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: ان کے متعلق مجھ پر اللہ نے سوائے اس بے نظیر جامع آیت کے اور کوئی وحی نازل نہیں کی۔ یعنی جو ذرہ بھر بھلائی کرے گا وہ اُس کو دیکھ لے گا اور جو ذرہ بھر بُرائی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔

أطرافه: ٢٣٧١، ٢٨٦٠، ٣٦٤٦، ٤٩٦٢، ٤٩٦٣۔

٧٣٥٧: حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَّنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح. حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ النُّمَيْرِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنُ شَيْبَةَ حَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ

۷۳۵۷: یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور بن صفیہ سے، منصور نے اپنی والدہ سے، اُن کی والدہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ نیز محمد نے جو عقبہ کے بیٹے ہیں ہم سے بیان کیا کہ فضیل بن سلیمان نمیری بصری نے ہمیں بتایا۔ منصور بن عبد الرحمٰن ابن شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ میری والدہ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے حیض کے متعلق پوچھا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَيْضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْهُ قَالَ تَأْخُذِينَ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِينَ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئِي قَالَتْ كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئِينَ بِهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَرَفْتُ الَّذِي يُرِيدُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَذَبْتُهَا إِلَيَّ فَعَلَّمْتُهَا.

أطرافه: ۳۱٤، ۳۱٥-

کہ اس سے فارغ ہونے کے بعد کیسے نہائے؟ آپؐ نے فرمایا: تم ایک کپڑا جس کو مُشک لگی ہو لو اور اُس کے ذریعے سے تم دھو کر صاف کرو۔ اس نے کہا: یارسول اللہ! میں اس سے کیسے صاف کروں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: دھو کر صاف کرو۔ اس نے کہا: یارسول اللہ! میں اس سے کیسے پاک صاف کروں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: اس کے ذریعہ سے صاف ستھری ہو جاؤ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: میں وہ بات سمجھ گئی جو رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے تو میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچ لیا اور اس کو سمجھا دیا۔

۷۳۵۸: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ حُفَيْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضُبًّا فَدَعَا بِهِنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُكِلْنَ عَلَى مَائِدَتِهِ فَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْمُتَقَذِّرِ لَهُ، وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أُكِلْنَ عَلَى مَائِدَتِهِ وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ.

أطرافه: ۲٥۷٥، ٥۳۸۹، ٥٤۰۲-

۷۳۵۸: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوبشر سے، ابوبشر نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ حضرت اُمّ حُفَید بنت حارث بن حزنؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ گھی اور پنیر اور گوہیں بطور تحفہ کے بھیجیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منگوایا اور وہ آپؐ کے دسترخوان پر کھائی گئیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کراہت کرنے والے کی طرح ان سے ہاتھ کھینچ لیا، اگر وہ حرام ہوتیں تو آپؐ کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتیں اور آپؐ نے ان کے کھانے کا حکم بھی نہیں دیا۔

۷۳۵۹: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ

۷۳۵۹: احمد بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہمیں بتایا۔ یونس نے مجھے خبر دی۔ یونس

ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا - أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا - وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ وَإِنَّهُ أُتِيَ بِبَدْرٍ - قَالَ ابْنُ وَهْبٍ يَعْنِي طَبَقًا فِيهِ خَضِرَاتٌ مِّنْ بُقُولٍ - فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا فَسَأَلَ عَنْهَا فَأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبُقُولِ فَقَالَ قَرِّبُوهَا فَقَرَّبُوهَا إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا قَالَ كُلْ فَإِنِّي أُنَاجِي مَنْ لَّا تُنَاجِي. وَقَالَ ابْنُ عُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ بِقِدْرٍ فِيهِ خَضِرَاتٌ وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّيْثُ وَأَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ قِصَّةَ الْقِدْرِ فَلَا أَدْرِي هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ أَوْ فِي الْحَدِيثِ.

أطرافه: ۸۵٤، ۸۵۵، ۵٤۵۲۔

نے ابن شہاب سے روایت کی کہ عطاء بن ابی رباح نے مجھے بتایا۔ عطاء نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: جو لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے الگ رہے یا (فرمایا:) ہماری مسجد سے الگ رہے اور وہ اپنے گھر میں ہی بیٹھا رہے اور آپؐ کے پاس ایک برتن لایا گیا۔ ابن وہب نے کہا: یعنی ہانڈی جس میں کچھ کچی ترکاریاں تھیں۔ آپؐ نے اُن کی بو محسوس کی تو آپؐ نے ان کے متعلق پوچھا۔ جو اس میں ترکاریاں تھیں آپؐ کو بتائی گئیں۔ آپؐ نے فرمایا: انہیں ان کے سامنے رکھو۔ چنانچہ انہوں نے صحابہ میں سے کسی کے سامنے رکھیں جو آپؐ کے ساتھ تھے۔ جب انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ نے ان کے کھانے سے کراہت کی ہے تو آپؐ نے فرمایا: تم کھاؤ کیونکہ میں اس سے مناجات کرتا ہوں جس سے تم مناجات نہیں کرتے۔ اور ابن عفیر نے ابن وہب سے نقل کیا کہ ایک ہانڈی لائی گئی جس میں ترکاری تھی اور لیث اور ابوصفوان نے یونس سے ہانڈی کا واقعہ نہیں ذکر کیا اس لئے میں نہیں جانتا کہ آیا یہ زُہری کا قول ہے یا حدیث میں ہے۔

۷۳۶۰: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي وَعَمِّي قَالَا حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَّ أَبَاهُ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ

۷۳۶۰: عبیداللہ بن سعد بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ اور میرے چچا نے ہمیں بتایا۔ ان دونوں نے کہا: ہمارے باپ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ

أَنَّ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ أَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ فَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ فَقَالَتْ أَرَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ لَّمْ أَجِدْكَ قَالَ إِنْ لَّمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ. زَادَ الْحُمَيْدِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ كَأَنَّهَا تَعْنِي الْمَوْتَ.

أطرافه: ٣٦٥٩، ٧٢٢٠۔

محمد بن جبیر نے مجھے بتایا کہ ان کے باپ حضرت جبیر بن مطعمؓ نے اُن کو خبر دی کہ انصار کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے آپؐ سے کسی امر کے متعلق بات کی تو آپؐ نے اس کے متعلق ایک فرمان جاری کیا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! بتائیں اگر میں آپؐ کو نہ پاؤں؟ آپؐ نے فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکرؓ کے پاس آؤ۔ حمیدی نے ابراہیم بن سعد سے روایت کرتے ہوئے اتنا بڑھایا کہ اس کا مطلب تھا آپؐ وفات پا جائیں۔

تشریح: الْأَحْكَامُ الَّتِي تُعْرَفُ بِالدَّلَائِلِ: وہ احکام جو دلائل سے معلوم کئے جائیں۔ علامہ عینیؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ باب ایسے احکام کے بیان میں ہے جن کی معرفت دلائل کے ذریعہ حاصل کی جاتی ہے۔ یعنی شرعی یا عقلی مناسبت کے ساتھ قائم کیے گئے دلائل کے ذریعہ اور یہ اس طرح ہے کہ کسی بات کا حکم کسی دوسری بات سے اس کے شرعاً یا عقلاً لازم و ملزوم ثابت ہونے سے اخذ کیا جاتا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ دلیل وہ ہوتی ہے جو مطلوب و مقصود کی طرف رہنمائی کرے اور جس چیز سے دلیل قائم کی جائے اُس کے وجود سے ہی دلیل کا علم مستلزم ہو۔ دلالت کا معنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے واضح ہے کہ جب آپؐ سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے آیت کریمہ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ (الزلزال:۸) سے دلیل قائم کرتے ہوئے یہ اشارہ فرمایا کہ خاص کا حکم عام میں داخل ہے۔ یعنی گدھا جو خاص ہے اُس کا حکم عام حکم کے تابع ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس نے اسے اللہ کی خاطر رکھا تو وہ نیکی کرنے والا ہے اور وہ اس کی اچھی جزا پائے گا اور جس نے اسے فخر اور ریاکاری کے لیے رکھا تو وہ بُرائی کرنے والا ہے اور وہ اس کا بُرا ہی بدلہ پائے گا۔ (عمدۃ القاری، جزء۲۵ صفحہ ۷۰)

بَاب ٢٥

قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: اہل کتاب سے کسی بات کے متعلق بھی نہ پوچھو

٧٣٦١: وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ

۷۳۶۱: اور ابوالیمان نے کہا کہ شعیب نے زُہری سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا کہ حمید بن

عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يُحَدِّثُ رَهْطًا مِّنْ قُرَيْشٍ بِالْمَدِينَةِ وَذَكَرَ كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَقَالَ إِنْ كَانَ مِنْ أَصْدَقِ هَؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِينَ الَّذِينَ يُحَدِّثُونَ عَنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَإِنْ كُنَّا - مَعَ ذَلِكَ - لَنَبْلُو عَلَيْهِ الْكَذِبَ.

عبد الرحمٰن نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے حضرت معاویہؓ سے سنا۔ وہ مدینہ میں قریش کی ایک جماعت سے بیان کر رہے تھے اور انہوں نے کعب الاحبار کا ذکر کیا اور کہنے لگے: اگرچہ وہ ان تمام محدثین سے جو اہل کتاب کی روایت کی بنا پر باتیں بیان کرتے ہیں سب سے زیادہ سچے ہیں اس کے باوجود ہم ان کی بھی بعض باتیں جھوٹی پایا کرتے تھے۔

٧٣٦٢: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُونَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ الْآيَةَ.

أطرافه: ٤٤٨٥، ٧٥٤٢۔

٧٣٦٢: محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ عثمان بن عمر نے ہمیں بتایا۔ علی بن مبارک نے ہم سے بیان کیا۔ علی نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، یحییٰ نے ابو سلمہ سے، ابو سلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: اہل کتاب تورات، عبرانی زبان میں پڑھا کرتے تھے اور مسلمانوں کے لئے عربی زبان میں اس کی تفسیر کیا کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل کتاب کو نہ سچا کہو اور نہ جھوٹا کہو اور یہ کہو: ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس پر جو ہماری طرف اُتارا گیا اور جو تمہاری طرف اُتارا گیا۔

٧٣٦٣: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمْ

٧٣٦٣: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم نے ہمیں بتایا۔ ابن شہاب نے ہم سے بیان کیا۔ ابن شہاب نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت کی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: تم اہل کتاب سے کسی بات کے متعلق کیسے

الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْدَثُ تَقْرَءُونَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوا كِتَابَ اللهِ وَغَيَّرُوهُ وَكَتَبُوا بِأَيْدِيهِمُ الْكِتَابَ وَقَالُوا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا، لَا يَنْهَاكُمْ مَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ لَا وَاللهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ.

أطرافه: ۲۶۸۵، ۷۵۲۲، ۷۵۲۳-

پوچھتے ہو حالانکہ تمہاری وہ کتاب جو رسول اللہ ﷺ پر نازل کی گئی قریب تر زمانے کی ہے۔ تم اس کو خالص پڑھتے ہو جس میں کچھ نہیں ملایا گیا اور حالانکہ اللہ نے تمہیں بتایا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا ہے اور اس کو کچھ اَور کا اَور کر دیا ہے اور انہوں نے اپنے ہاتھوں سے ایک اور کتاب لکھی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تا کہ وہ اس ذریعہ سے تھوڑا سا مول کما لیں۔ جو علم تمہارے پاس آیا ہے کیا یہ تمہیں ان سے پوچھنے سے نہیں روکتا؟ اللہ کی قسم ہم نے ان میں سے کبھی کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ تم سے اس کتاب کے متعلق پوچھتا ہو جو تم پر نازل کی گئی۔

تشریح: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ لَا تَسْأَلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: اہل کتاب سے کسی بات کے متعلق بھی نہ پوچھو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قرآن کریم کا یہ طریق ہے کہ بجائے پہلوں کو پچھلوں کا مصدق قرار دینے کے پچھلوں کو پہلوں کا مصدق قرار دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیحؑ، حضرت یحییٰؑ وغیرہم انبیاء کی نسبت اسی رنگ میں اس نے ذکر کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ گو پہلوں کی پیشگوئیاں پیچھے آنے والوں کی نسبت ہوتی ہیں مگر بعد میں آنے والے انبیاء ان پیشگوئیوں کو پورا کر کے پہلے انبیاء کی صداقت پر مہر لگاتے ہیں۔ اس حقیقت کے بیان کرنے کا بہترین طریق وہی ہے جو قرآن کریم نے اختیار کیا ہے کیونکہ یہ کہنا کہ اس نبی کے یا اس کلام کے پہلے انبیاء مصدق ہیں اس قدر مؤثر نہیں ہو سکتا جس قدر یہ کہنا کہ اس کلام کے ذریعہ سے ہی پہلے نبی کی تصدیق ہوتی ہے۔ ورنہ اسے جھوٹا ماننا پڑتا ہے۔ اس دلیل کے آگے پہلے انبیاء کے اتباع کو فوراً دبنا پڑتا ہے۔

مسیحی مشنریوں نے اس قسم کی آیات سے ایک انوکھا استدلال کیا ہے اور وہ یہ نتیجہ

نکالتے ہیں کہ ان آیات سے یہ نکلتا ہے کہ قرآن کریم موجودہ توراۃ وانجیل کو انسانی دستبرد سے پاک قرار دیتا ہے حالانکہ یہ کہنا کہ یہ کلام پہلے کلام کا مصدق ہے صرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ خداتعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا تھا۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ اب تک محفوظ بھی ہے ایک ایسا نتیجہ ہے جو الفاظ سے زائد ہے اور زائد نتیجہ نکالنا درست نہیں ہوتا۔ قرآن کریم توراۃ اور انجیل کی تحریف کے حوالہ جات سے بھرا ہوا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اس پر ایک زبردست شاہد ہے۔ اگر واقعہ میں ان آیات کا وہ مطلب ہوتا جو یہ لوگ بتاتے ہیں تو اس وقت کے مسیحی اور یہودی اس پر اعتراض کرتے لیکن ایسا اعتراض ان کی طرف سے بالکل ثابت نہیں ہے بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ یہود کی کتب میں جو باتیں ہیں ان کی نہ تصدیق کرو نہ تکذیب کرو۔ اگر ان کتب کو غیر محرف سمجھا جاتا تو ان کی تصدیق سے کیوں روکا جاتا۔

باقی رہا یہ کہ قرآن کریم نے ان کتب کا حوالہ دیا ہے سو یہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ وہ کتب محرف نہیں ہیں۔ سب دنیا تاریخی کتب کا حوالہ دیتی ہے اور کوئی عقلمند کسی تاریخی کتاب کو شروع سے آخر تک صحیح نہیں سمجھتا۔ حوالہ سے مراد صرف اس خاص واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے نہ کہ سب کتاب کی۔"

(تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ یونس، آیت وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، جلد ۳ صفحہ ۷۶، ۷۷)

بَاب ٢٦ : كَرَاهِيَةُ الْخِلَافِ

اختلاف کو ناپسند کرنا

٧٣٦٤: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوبُكُمْ

۷۳۶۴: اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سلاّم بن ابی مطیع سے، سلاّم نے ابوعمران جونی سے، جونی نے حضرت جندب بن عبداللہ بجلیؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک تمہارے دل مانوس ہوں قرآن پڑھتے رہو، جب

فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ سَمِعَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ سَلَّامًا.

أطرافُه: ٥٠٦٠، ٥٠٦١، ٧٣٦٥-

دل اُکتانے لگے تو پھر اس سے اُٹھ کھڑے ہو۔ ابو عبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: عبدالرحمٰن نے سلام سے سنا۔

٧٣٦٥: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هَارُونَ الْأَعْوَرِ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ عَنْ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

أطرافُه: ٥٠٦٠، ٥٠٦١، ٧٣٦٤-

٧٣٦٥: اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالصمد نے ہمیں بتایا۔ ہمام نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عمران جونی نے ہمیں بتایا۔ جونی نے حضرت جندب بن عبداللہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک تمہارے دل مانوس ہوں قرآن پڑھتے رہو جب دل اُکتانے لگے تو پھر اس سے اُٹھ کھڑے ہو۔ ابو عبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: اور یزید بن ہارون نے ہارون اعور سے نقل کیا کہ ابو عمران نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت جندبؓ سے، حضرت جندبؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

٧٣٦٦: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ قَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ فَحَسْبُنَا كِتَابُ

٧٣٦٦: ابراہیم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر سے، معمر نے زُہری سے، زہری نے عبیداللہ بن عبداللہ سے، عبیداللہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت آیا تو آپؐ نے فرمایا۔ اور اُس وقت گھر میں کچھ لوگ تھے جن میں حضرت عمر بن خطابؓ بھی تھے۔ آپؐ نے فرمایا: لاؤ میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں کہ جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری نے بے بس کر دیا ہوا ہے

اللهِ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوا فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُولُ قَرِّبُوا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُولُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالِاخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُومُوا عَنِّي. قَالَ عُبَيْدُ اللهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَّكْتُبَ لَهُمْ ذَلِكَ الْكِتَابَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

اور تمہارے پاس قرآن ہے اور اللہ کی کتاب ہمیں کافی ہے۔ گھر کے لوگوں نے اختلاف کیا اور آپس میں جھگڑنے لگے۔ ان میں سے وہ بھی تھے جو کہتے تھے لکھنے کا سامان لاؤ تاکہ رسول اللہ ﷺ ایسی تحریر لکھ دیں کہ اس کے بعد تم گمراہ نہ ہو اور ان میں سے ایسے بھی تھے جو وہ بات کہتے تھے جو حضرت عمرؓ نے کہی۔ جب انہوں نے نبی ﷺ کے پاس بہت شور اور جھگڑا کیا تو آپؐ نے فرمایا: اُٹھ کر میرے پاس سے چلے جاؤ۔ عبید اللہ کہتے تھے کہ حضرت ابن عباسؓ کہا کرتے تھے: ساری کی ساری مصیبت وہ بات ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے لئے تحریر سے روک دیا یعنی ان کا وہ جھگڑا کرنا اور شور مچانا۔

أطرافه: ١١٤، ٣٠٥٣، ٣١٦٨، ٤٤٣١، ٤٤٣٢، ٥٦٦٩۔

تشریح: كَرَاهِيَةُ الْخِلَافِ: اختلاف کو ناپسند کرنا۔ شارح بخاری محمد بن صالح عثیمین لکھتے ہیں کہ یہاں خِلَافٌ سے مراد دِلوں کا اختلاف ہے کیونکہ اجتہاد کرتے ہوئے آراء میں جو اختلاف واقع ہوتا ہے اُس سے تو کوئی مفرّ ہی نہیں اور ایسا اختلاف تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں بھی صحابہؓ میں ہو جایا کرتا تھا۔ درحقیقت اس میں اسلام کے اندر فرقہ بندی سے رُکنے کا اشارہ ہے کہ مسلمانوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ فرقوں میں بٹ جائیں کیونکہ فرقہ بندی کا لازمی نتیجہ اختلافات ہی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور فرقے ایسے ہی ہوتے ہیں (جیسا کہ بیان کیا گیا ہے:) فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ○ (المؤمنون:۵۴) یعنی انہوں نے اپنے امر (یعنی شریعت) کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا ہے اور ہر فرقہ اُس ٹکڑے پر جو اُس کے پاس ہے، اترانے والا ہے۔ ہر کوئی یہی کہتا ہے کہ حق میرے پاس ہے اور میرا مخالف گمراہ ہے۔ پس اُمت فرقوں میں بٹ گئی اور یہ معاملہ تو معلوم ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ○ (الانعام:۱۶۰) یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ در گروہ ہو گئے، تیرا اُن سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ اُن کا معاملہ خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ پھر وہ اُن کو اُس کی خبر دے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔ (شرح صحیح البخاری لابن العثیمین، جزء ۱۰ صفحہ ۱۸۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

’’جو شخص مجموعی طور پر اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کرتا ہے وہ اس کے پیدا کردہ بندوں سے ایسے اختلاف نہیں رکھتا جو اُن کے لئے مضرت کا باعث اور قوم وملک کے اتحاد یک جہتی کے لئے نقصان دہ اور انتشار کا موجب ہوں۔ وہ ایسے اختلافات کو مٹا دیتا ہے کیونکہ اعتصام باللہ کے نتیجہ میں تفرقہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور یہ اعتصام کا لازمی نتیجہ ہے۔ اب جو شخص اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ گیا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور اس کی صفات حسنہ کی معرفت حاصل کر لی وہ اس کی مخلوق سے نفرت کے ساتھ کیسے پیش آ سکتا ہے یا لوگوں کے لئے شفقت اور ایثار کے جذبات کیسے نہیں رکھ سکتا؟

غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مومنو! تمہارے اندر تفرقہ نہیں ہونا چاہیئے تاہم ایک تفرقہ تو وہ ہے جو فطرتی ہے وہ تو ہونا چاہیئے۔ اس قسم کے تفرقہ سے میری مراد فطرتی اختلاف کا پایا جانا ہے۔ یہ اختلاف تو انفرادیت کو اُجاگر کرنے والا ہے۔ مثلاً ایک باپ کے بچے ایک قسم کی فطرت، ایک قسم کے اخلاق، ایک قسم کی ذہنیت اور ایک جیسا حافظہ لے کر پیدا نہیں ہوتے حتیٰ کہ ان کی شکلوں میں بھی اختلاف ہوتا ہے لیکن یہاں وہ اختلاف مراد ہے جو بنی نوع انسان کے لئے رحمت کا موجب تھا جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری اُمت کا اختلاف ان کے لئے رحمت کا موجب ہوگا مگر شیطان آتا ہے اور اس اختلاف کو اس کے لئے رحمت کی بجائے زحمت اور ہلاکت کا موجب بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس اختلاف سے جو انسان کے لئے رحمت کی بجائے ہلاکت اور تباہی کا باعث ہو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کیونکہ اعتصام کے بعد یعنی جبکہ خدا کو پہچان لیا، اس کے جلووں میں تنوع کی جھلک کا مشاہدہ کر لیا جب اس کی عظمت اور جلال کے نتیجہ میں اس کا خوف دل میں پیدا ہو گیا اور جب اس کی صفات حسنہ نے دل میں اس کے لئے انتہائی محبت کا سمندر موجزن کر دیا تو اس کی مخلوق کے ساتھ انسان کی شفقت اور پیار خود بخود قائم ہو جانا چاہیئے اور قائم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ اعتصام باللہ کا طبعی فطرتی نتیجہ ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ وہ اختلاف جو تفرقے اور انتشار کا باعث ہے وہ ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ تقویٰ کا

فقدان ہے۔" (خطباتِ ناصر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹، ستمبر ۱۹۷۲ء، جلد ۴ صفحہ ۴۲۰، ۴۲۱)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اختلاف کی اصل وجہ یہ ہے کہ جب نبی وفات پاگئے اور اُن کی تعلیم پر ایک لمبا زمانہ گذر گیا تو اُن کے ماننے والوں نے ہی غفلت میں مبتلا ہو کر اُن کی تعلیم کو کوئی اور شکل دے دی اور نئے نئے مذہب بن گئے۔ اور چونکہ ہر ایک مذہب میں تھوڑی تھوڑی سچائیاں موجود ہیں اُن کے ماننے والے اُن سچائیوں کو پیش کر کے خوش ہیں کہ دیکھو ہم سچے ہیں۔ حالانکہ جب سچے مذہب کے انہوں نے ٹکڑے کئے تو ضرور تھا کہ اُن میں سچائی بھی ہو۔ پس اُس سچائی کا وجود اُن کے سچا ہونے کی علامت نہیں، سچا وہ ہے جس کے پاس کامل تعلیم ہو۔" (تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ المومنون، جلد ۶ صفحہ ۱۸۲)

اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ: معنونہ حدیث کے ان الفاظ کی وضاحت کرتے ہوئے ابن جوزیؒ کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کے درمیان آیاتِ قرآنی کی قراءات اور معانی کے بارے میں اختلاف ہو جایا کرتا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اختلاف کے موقع پر اُٹھ جانے کا حکم دیا تا ایسا نہ ہو کہ اُن میں سے کوئی کسی دوسرے کو اس کی قراءت کی وجہ سے جھوٹا قرار دے کر خود اُس کا انکار کرنے والا بن جائے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے۔ علامہ ابن الملقن بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث میں باہمی الفت کے متعلق ترغیب دلائی گئی ہے اور دین کے معاملہ میں تفرقہ بندی سے تنبیہ کی گئی ہے۔ گویا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن پڑھتے رہو اور جو امور اس سے مستنبط ہوں اور جن کی طرف یہ رہنمائی کرے اُن (پر عمل) کو دلجمعی کے ساتھ لازم ٹھہرالو اور جب تم اختلاف میں پڑو تو اُس سے اُٹھ جاؤ۔ یعنی جب تمہیں کوئی ایسا شبہ پیش آئے جس سے فرقہ بندی کی طرف جانے والا تنازع کھڑا ہو تا ہو تو وہاں سے اُٹھ جاؤ۔ یعنی اُس شبہ کو چھوڑ دو جو تفرقہ کی دعوت دینے والا ہے اور اس محکم امر کی طرف رجوع کرو جو اُلفت کو فروغ دینے کا باعث ہے اور اختلاف کرنے سے اُٹھ جاؤ۔

(التوضیح لشرح الجامع الصحیح لابن الملقن، جزء ۳۳ صفحہ ۱۷۶، ۱۷۷)

بَاب ۲۷

نَهْيُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّحْرِيمِ إِلَّا مَا تُعْرَفُ إِبَاحَتُهُ

ان چیزوں کے سوا جن کا جائز ہونا معلوم ہو

کسی اور چیز کو حرام قرار دینے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا

وَكَذَلِكَ أَمْرُهُ نَحْوَ قَوْلِهِ حِينَ أَحَلُّوا اور ایسا ہی آپؐ کا کسی بات کے کرنے کا حکم دینا

أَصِيبُوا مِنَ النِّسَاءِ. وَقَالَ جَابِرٌ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ. وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْنَا.

جیسے کہ اس وقت جب صحابہ نے احرام کھولا آپؐ کا انہیں ازدواجی تعلق کے بارہ میں کہنا اور حضرت جابرؓ نے کہا: آپؐ نے ان کو تاکیدی حکم نہیں دیا تھا بلکہ ان کے لئے انہیں جائز قرار دیا تھا اور حضرت اُم عطیہؓ نے کہا: جنازوں کے ساتھ جانے سے ہمیں منع کیا گیا اور ہمیں تاکید نہیں کی گئی تھی کہ ضرور ایسا کرنا۔

٧٣٦٧: حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ ح. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فِي أُنَاسٍ مَعَهُ قَالَ أَهْلَلْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ خَالِصًا لَيْسَ مَعَهُ عُمْرَةٌ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَحِلَّ وَقَالَ أَحِلُّوا وَأَصِيبُوا مِنَ النِّسَاءِ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ فَبَلَغَهُ أَنَّا نَقُولُ لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ

٧٣٦٧: مکی بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابن جریج سے روایت کی۔ عطاء نے کہا کہ حضرت جابرؓ نے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے: ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: اور محمد بن بکر برسانی نے بھی کہا کہ ابن جریج نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: عطا نے مجھے خبر دی کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے سنا جبکہ کچھ اور لوگ بھی ان کے ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے خالص حج کی نیت سے لبیک پکارتے ہوئے احرام باندھا۔ اس کے ساتھ عمرہ نہیں کرنا تھا۔ عطاء نے کہا: حضرت جابرؓ کہتے تھے: نبی ﷺ ذوالحج کی چوتھی رات کی صبح کو (مکہ میں) پہنچے اور جب ہم وہاں پہنچے تو نبی ﷺ نے ہمیں احرام کھولنے کا کہا۔ فرمایا: احرام کھول دو اور تم ازدواجی تعلق قائم کر سکتے ہو۔ عطاء نے کہا: حضرت جابرؓ کہتے تھے: اور ان کو تاکیدی حکم نہیں دیا تھا بلکہ ان کے لئے عورتوں سے تعلق قائم کرنا

أَمَرَنَا أَنْ نَّحِلَّ إِلَى نِسَائِنَا فَنَأْتِي عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيرُنَا الْمَذْيَ قَالَ وَيَقُولُ جَابِرٌ بِيَدِهِ هَكَذَا وَحَرَّكَهَا فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي أَتْقَاكُمْ لِلَّهِ وَأَصْدَقُكُمْ وَأَبَرُّكُمْ وَلَوْلَا هَدْيِي لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّونَ فَحِلُّوا فَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.

جائز قرار دیا تھا۔ پھر آپؐ کو یہ خبر پہنچی کہ ہم یہ کہہ رہے ہیں۔ جب ہمارے اور عرفات کے درمیان صرف پانچ راتیں ہی ہیں اور آنحضرت ﷺ نے ہمیں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ عورتیں ہمارے لئے جائز ہیں تو ہم عرفات اس حالت میں جائیں گے کہ ہمارے ازدواجی تعلق کو ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا ہو گا۔ عطاء نے کہا: اور حضرت جابرؓ اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہے تھے اور عطاء نے ہاتھ ہلایا۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: تمہیں بخوبی علم ہو چکا ہے کہ میں اللہ کی نافرمانی سے تم سے زیادہ بچنے والا ہوں اور تم سے زیادہ راستباز ہوں اور تم سے زیادہ نیک ہوں اور اگر میں نے قربانی کے جانور آگے نہ بھیج دیئے ہوتے تو میں بھی اسی طرح احرام کھول دیتا جس طرح تم کھولو گے اس لئے تم احرام کھول ڈالو اور اگر میں اپنے معاملہ کو پہلے سے جان لیتا جو مجھے بعد میں معلوم ہوا تو میں قربانی نہ بھیجتا، تو ہم نے احرام کھول ڈالے اور آپؐ کا حکم سنا اور مان لیا۔

٧٣٦٨: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ الْمُزَنِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ

۷۳۶۸: ابو معمر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حسین سے، حسین نے ابن بریدہ سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ مزنیؓ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: مغرب کی نماز سے پہلے نماز پڑھو۔ تیسری بار آپؐ نے فرمایا: یہ اس شخص کے لئے ہے

لِمَنْ شَاءَ خَشْيَةَ [1] أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً.

جو پڑھنا چاہے۔ اس لئے کہ آپؐ نے ناپسند فرمایا کہ کہیں لوگ اس کو دستور نہ بنالیں۔

طرفہ: ۱۱۸۳۔

تشریح: نَهْيُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى التَّحْرِيمِ إِلَّا مَا تُعْرَفُ إِبَاحَتُهُ: ان چیزوں کے سوا جن کا جائز ہونا معلوم ہو، کسی اور چیز کو حرام قرار دینے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ''حلال چیز کو حرام کر دینے کی کئی صورتیں ہیں۔ (۱) اللہ کی نافرمانی کی جس کی وجہ سے وہ بیمار ہوا اور اچھی چیزوں سے محروم رہ گیا۔ (۲) قوم کے پاس سلطنت ہو تو بہت سی طیّب چیزیں اس کے پاس رہتی ہیں۔ پس اپنے آپ کو قرآن کے خلاف چل کر سلطنت سے محروم نہ کرنا۔ (۳) اس زمانہ میں مسیح موعودؑ آیا، اگر تم سب کے سب اس کے مطیع ہوتے تو پھر ان طیّبات سے حصّہ پاتے جن سے اسلامی محروم ہو چکے۔
> (۴) بعض لوگ مجاہدہ کے طور بعض طیّب چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں۔''

(حقائق الفرقان، جلد ۲ صفحہ ۱۲۳)

بَاب ۲۸: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَأَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (الشوریٰ: ۳۹)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور ان کا طریق یہ ہے کہ اپنے ہر معاملہ کو باہمی مشورہ سے طے کرتے ہیں

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (آل عمران: ۱۶۰).

(اور نیز یہ فرمایا:) اور حکومت (کے معاملات) میں اُن سے مشورہ (لیا) کر۔

وَأَنَّ الْمُشَاوَرَةَ قَبْلَ الْعَزْمِ وَالتَّبَيُّنِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ (آل عمران: ۱۶۰)، فَإِذَا عَزَمَ الرَّسُولُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لِبَشَرٍ التَّقَدُّمُ عَلَى اللهِ وَرَسُولِهِ وَشَاوَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ يَوْمَ

اور یہ کہ پختہ ارادہ کرنے اور خوب کھول کر بیان کرنے سے پہلے مشورہ کرنا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: پھر جب تُو (کسی بات کا) پختہ ارادہ کر لے تو اللہ پر توکل کر۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ عزم کر لیں تو پھر کسی آدمی کے شایاں نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول پر پیش قدمی کرے اور نبی ﷺ نے جنگ اُحد کے دن مدینہ میں ٹھہرا رہنے یا باہر نکلنے

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں ''كَرَاهِيَةَ'' ہے۔ (فتح الباری، جزء ۱۱ حاشیہ صفحہ ۴۱۲) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

أُحُدٍ فِي الْمُقَامِ وَالْخُرُوجِ فَرَأَوْا لَهُ الْخُرُوجَ فَلَمَّا لَبِسَ لأْمَتَهُ عَزَمَ قَالُوا أَقِمْ فَلَمْ يَمِلْ إِلَيْهِمْ بَعْدَ الْعَزْمِ وَقَالَ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ يَلْبَسُ لأْمَتَهُ فَيَضَعُهَا حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ وَشَاوَرَ عَلِيًّا وَأُسَامَةَ فِيمَا رَمَى بِهِ أَهْلُ الْإِفْكِ عَائِشَةَ فَسَمِعَ مِنْهُمَا حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ فَجَلَدَ الرَّامِينَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَى تَنَازُعِهِمْ وَلَكِنْ حَكَمَ بِمَا أَمَرَهُ اللهُ، وَكَانَتِ الْأَئِمَّةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَشِيرُونَ الْأُمَنَاءَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْأُمُورِ الْمُبَاحَةِ لِيَأْخُذُوا بِأَسْهَلِهَا فَإِذَا وَضَحَ الْكِتَابُ أَوِ السُّنَّةُ لَمْ يَتَعَدَّوْهُ إِلَى غَيْرِهِ اقْتِدَاءً بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَأَى أَبُو بَكْرٍ قِتَالَ مَنْ مَّنَعَ الزَّكَاةَ فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَإِذَا قَالُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ مَا جَمَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے متعلق اپنے صحابہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے آپؐ کو نکلنے کی رائے دی مگر جب آپؐ نے اپنی زرہ پہن لی اور عزم کر لیا تو صحابہ کہنے لگے مدینہ میں ہی ٹھہریں تو عزم کرنے کے بعد آپؐ نے ان کا کہنا نہیں مانا اور فرمایا: نبی کے شایاں نہیں کہ وہ اپنی زرہ پہن کر اس کو اُتار دے جب تک کہ اللہ فیصلہ نہ کرے اور آپؐ نے حضرت علیؓ اور حضرت اُسامہؓ سے اس بات کے متعلق مشورہ کیا جس سے بہتان باندھنے والوں نے حضرت عائشہؓ کو متہم کیا تھا اور ان دونوں کی رائے سنی یہاں تک کہ قرآن نازل ہوا اور پھر آپؐ نے تہمت لگانے والوں کو کوڑے لگوائے اور ان کے آپس میں اختلاف کی طرف التفات نہ کی بلکہ جو اللہ نے آپؐ کو حکم دیا تھا اس کے مطابق آپؐ نے فیصلہ کیا اور نبی ﷺ کے بعد جو امام ہوئے وہ بھی قابل اعتبار، اہل علم سے جائز امور میں مشورہ کیا کرتے تھے تاکہ ان میں سے جو امر آسان تر ہو اُس کو اختیار کریں اور جب اللہ کا حکم یا آنحضرتؐ کا دستور العمل واضح ہو جاتا تو وہ نبی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اس سے آگے کسی اور بات کی طرف نہ بڑھتے اور حضرت ابو بکرؓ نے ان لوگوں سے جو زکوۃ نہیں دیتے تھے لڑنا مناسب سمجھا تو حضرت عمرؓ نے کہا: آپؓ ان لوگوں سے کیسے لڑیں گے جبکہ رسول اللہ ﷺ یہ فرما چکے ہیں کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک کہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ نہ کہہ دیں، اگر وہ یہ اقرار کر لیں کہ اللہ کے

ثُمَّ تَابَعَهُ بَعْدُ عُمَرُ فَلَمْ يَلْتَفِتْ أَبُو بَكْرٍ إِلَى مَشُورَةٍ إِذْ كَانَ عِنْدَهُ حُكْمُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِينَ فَرَّقُوا بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَأَرَادُوا تَبْدِيلَ الدِّينِ وَأَحْكَامِهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ وَكَانَ الْقُرَّاءُ أَصْحَابَ مَشُورَةِ عُمَرَ كُهُولًا كَانُوا أَوْ شُبَّانًا وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

سوا کوئی معبود نہیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال بچا لیے سوائے اس کے کہ ان کو جائز حق کے طور پر لیا جائے اور اُن کا حساب اللہ کے ذمہ ہے تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا: اللہ کی قسم میں تو ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جنہوں نے ان باتوں کو الگ الگ سمجھا جن کو رسول اللہ ﷺ نے یکساں قرار دیا تھا پھر اس کے بعد حضرت عمرؓ نے ان کا ساتھ دیا اور حضرت ابوبکرؓ نے کسی مشورہ کی طرف التفات نہیں کی جبکہ ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ان لوگوں کے متعلق تھا جنہوں نے نماز اور زکوۃ کو علیحدہ علیحدہ قرار دیا اور دین اور اس کے حکموں کو تبدیل کرنا چاہا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنا دین بدلا اس کا قلع قمع کرو اور حضرت عمرؓ کے مشورہ میں اہل علم ہی شریک ہوتے بوڑھے ہوں یا جوان اور حضرت عمرؓ اللہ عزّ وجلّ کی کتاب کے سامنے بالکل ٹھہر جاتے تھے۔

۷۳۶۹: حَدَّثَنَا الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا قَالَتْ وَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْأَلُهُمَا وَهُوَ

۷۳۶۹: اویسی نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے صالح سے، صالح نے ابن شہاب سے روایت کی کہ عروہ، ابن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے اس واقعہ کے متعلق مجھ سے بیان کیا کہ جب بہتان باندھنے والوں نے ان پر افترا پردازی کی تھی، وہ بیان فرماتی ہیں: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کو جب آپؐ نے وحی کے آنے میں دیر محسوس کی بلایا

يَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ لَمْ يُضَيِّقِ اللهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ فَقَالَ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيبُكِ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَمْرًا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِي وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا فَذَكَرَ بَرَاءَةَ عَائِشَةَ. وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ.

کہ ان دونوں سے پوچھیں اور آپؐ اپنی زوجہ کے جدا کرنے کے متعلق ان سے مشورہ لینا چاہتے تھے۔ حضرت اُسامہؓ نے تو اُسی کے مطابق مشورہ دیا جو وہ آپؐ کی زوجہ کی بریت کے متعلق جانتے تھے اور حضرت علیؓ نے کہا: اللہ نے آپؐ پر تنگی نہیں کی اور اس کے سوا اور عورتیں بہت ہیں اور آپؐ اس خادمہ لڑکی سے پوچھیں وہ آپؐ سے سچ سچ بیان کر دے گی تو آپؐ نے اس سے پوچھا: کیا تم نے بھی کوئی ایسی بات دیکھی جو تمہیں شک میں ڈالتی ہو؟ وہ بولی: میں نے اس سے زیادہ کبھی کوئی بات نہیں دیکھی کہ وہ ایک کم سن لڑکی ہے، اپنے گھر والوں کا آٹا چھوڑ کر سو جایا کرتی ہے اور گھر کی بکری آتی ہے تو وہ آٹا کھا جاتی ہے۔ آپؐ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! میری طرف سے کون اس شخص سے نپٹے گا کہ جس نے مجھے میری زوجہ کے متعلق تکلیف پہنچائی ہے؟ اللہ کی قسم! میں اپنی زوجہ کے متعلق خیر ہی جانتا ہوں اور آپؐ نے حضرت عائشہؓ کی بریت کا ذکر کیا اور ابواُسامہ نے بھی ہشام سے نقل کیا۔

أطرافُه: ٢٥٩٣، ٢٦٣٧، ٢٦٦١، ٢٦٨٨، ٢٨٧٩، ٤٠٢٥، ٤١٤١، ٤٦٩٠، ٤٧٤٩، ٤٧٥٠، ٤٧٥٧، ٥٢١٢، ٦٦٦٢، ٦٦٧٩، ٧٣٧٠، ٧٥٠٠، ٧٥٤٥۔

٧٣٧٠: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكَرِيَّاءَ الْغَسَّانِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ

٧٣٧٠: محمد بن حرب نے مجھ سے بیان کیا کہ یحییٰ بن ابی زکریاء غسانی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام سے، ہشام نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

النَّاسَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ مَا تُشِيرُونَ عَلَيَّ فِي قَوْمٍ يَسُبُّونَ أَهْلِي مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُوءٍ قَطُّ. وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ لَمَّا أُخْبِرَتْ عَائِشَةُ بِالْأَمْرِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَنْطَلِقَ إِلَى أَهْلِي فَأَذِنَ لَهَا وَأَرْسَلَ مَعَهَا الْغُلَامَ وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ سُبْحَانَكَ مَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۗ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ○ (النور:۱۷).

لوگوں سے مخاطب ہوئے اور آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: تم مجھے ایسے لوگوں کے متعلق کیا مشورہ دیتے ہو جو میرے گھر والوں کو بُرا بھلا کہتے ہیں؟ مجھے ان کے متعلق کبھی کوئی بُری بات معلوم نہیں ہوئی۔ اور عروہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: جب حضرت عائشہؓ کو یہ واقعہ بتایا گیا تو وہ کہنے لگیں: یارسول اللہ! کیا آپؐ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤں؟ آپؐ نے اجازت دی اور ان کے ساتھ خادم بھیجا اور انصار میں سے ایک شخص کہنے لگا: پاک ذات ہے تو، ہمیں شایاں نہیں کہ ہم ایسی بات کریں، پاک ذات ہے تو۔ یہ بہت ہی بڑا بہتان ہے۔

أطرافه: ۲۵۹۳، ۲۶۳۷، ۲۶۶۱، ۲۶۸۸، ۲۸۷۹، ۴۰۲۵، ۴۱۴۱، ۴۶۹۰، ۴۷۴۹، ۴۷۵۰، ۴۷۵۷، ۵۲۱۲، ۶۶۶۲، ۶۶۷۹، ۷۳۶۹، ۷۵۰۰، ۷۵۴۵۔

تشریح: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور ان کا طریق یہ ہے کہ اپنے ہر معاملہ کو باہمی مشورہ سے طے کرتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا شیوہ یہ ہے کہ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ۔ اپنے معاملات میں مشورہ لے لیا کریں۔ مشورہ بہت ضروری اور مفید چیز ہے، بغیر اس کے کوئی کام مکمل نہیں ہو سکتا۔ اس مجلس کی غرض کے متعلق مختصر الفاظ میں یہ کہنا چاہیئے کہ ایسی اغراض جن کا جماعت کے قیام اور ترقی سے گہرا تعلق ہے اُن کے متعلق مختلف جماعت کے لوگوں کو جمع کر کے مشورہ لے لیا جائے تا کہ کام میں آسانی پیدا ہو جائے یا ان احباب کو ان ضروریات کا پتہ لگے جو جماعت سے لگی ہوئی ہیں، تو یہ مجلس شوریٰ ہے۔" (خطابات شوریٰ، جلد اوّل صفحہ ۳، ۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قرآن شریف کا حکم ہے کہ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ۔ مشورہ کرنا ایسا پاک اصول ہے کہ اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور برکت عطا ہوتی ہے اور انسان کو ندامت نہیں ہوتی مگر خود پسندی اور کبر ایسی امراض ہیں کہ انہوں نے شیطان اور انسان دونوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ دیکھو ہر انسان ایسی پختہ عقل اور فہم رسا کہاں رکھتا ہے کہ خود بخود اپنی عقل سے ساری تدابیر کر لے اور کامیاب ہو جاوے۔ یہ ہر ایک انسان کا کام نہیں۔ اسی واسطے مشورہ کرنا ضروری رکھا گیا۔ ناتجربہ کار تو ناتجربہ کار ہی ہے مگر اکثر اوقات بڑے بڑے تجربہ کار بھی مشورہ نہ کرنے کی وجہ سے سخت سے سخت ناکامیوں میں مبتلا ہو کر بڑی بڑی ندامتیں برداشت کرتے ہیں۔“

(حقائق الفرقان، جلد ۳ صفحہ ۵۴۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اگر کسی کا یہ ارادہ ہو کہ بلا استصواب کتاب اللہ اس کا حرکت و سکون نہ ہو گا اور اپنی ہر ایک بات پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرے گا تو یقینی امر ہے کہ کتاب اللہ مشورہ دے گی جیسے فرمایا: وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (الانعام: ۶۰) سو اگر ہم یہ ارادہ کریں کہ ہم مشورہ کتاب اللہ سے لیں گے تو ہم کو ضرور مشورہ ملے گا۔“ (ملفوظات، جلد اوّل صفحہ ۱۰)

بسم الله الرحمن الرحيم

۹۷ - كِتَابُ التَّوْحِيْدِ {وَالرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ [1]}

توحید کا بیان اور جہمیوں وغیرہ کا ردّ

ابو القاسم تمیمی لفظ توحید کے معانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ لفظ وَحَّدَ يُوَحِّدُ سے مصدر ہے اور وَحَّدْتُ اللهَ کے معنی ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات میں منفرد اور اکیلا تسلیم کرتا ہوں، نہ تو اُس کا کوئی نظیر ہے اور نہ ہی کوئی اُس کے مشابہ ہے۔ (فتح الباری جزء۱۳ صفحہ ۴۲۱)

علامہ ابن ملقن بیان کرتے ہیں کہ اعتقاد یہ چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی عظمتِ شان میں ایسا ہے کہ اُس کی مخلوقات میں سے کوئی چیز بھی اس کے مشابہ نہیں اور نہ ہی اُسے کسی سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ اور اس بارہ میں خلق اور مخلوقات پر شریعت نے جو بھی اطلاق کیا ہے وہ مشابہت حقیقی معنی میں نہیں ہے، کیونکہ قدیم کی صفات مخلوق کی صفات سے مختلف ہیں۔ جیسا کہ اُس کی ذات دیگر وجودوں سے مشابہت نہیں رکھتی اسی طرح اُس کی صفات بھی مخلوق کی صفات سے مشابہ نہیں۔ علامہ واسطی کا قول ہے کہ اس ذات کی مثل کوئی ذات نہیں اور اس کے اسم کے مثل کوئی اسم نہیں اور اس کے فعل کے مثل کوئی فعل نہیں اور نہ ہی اس کی صفت کے مثل کوئی صفت ہے، ہاں دونوں میں صرف لفظی موافقت ہے۔ (التوضیح لشرح الجامع الصحیح، جزء ۳۳ صفحہ ۱۷۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”قرآن میں ہمارا خدا اپنی خوبیوں کے بارے میں فرماتا ہے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ (الاخلاص: ۲ تا ۵) یعنی تمہارا خدا وہ خدا ہے جو اپنی ذات اور صفات میں واحد ہے نہ کوئی ذات اُس کی ذات جیسی ازلی اور ابدی یعنی انادی اور اکال ہے نہ کسی چیز کے صفات اُس کی صفات کے مانند ہیں۔ انسان کا علم کسی معلّم کا محتاج ہے اور پھر محدود ہے مگر اُس کا علم کسی معلم کا محتاج نہیں اور باایں ہمہ غیر محدود ہے۔ انسان کی شنوائی ہوا کی محتاج ہے اور محدود ہے مگر خدا کی شنوائی ذاتی طاقت سے ہے اور محدود نہیں۔ اور انسان کی بینائی سورج یا کسی دوسری روشنی کی محتاج ہے اور پھر محدود ہے مگر خدا کی بینائی ذاتی روشنی سے ہے اور غیر محدود ہے۔ ایسا ہی انسان کی پیدا کرنے کی قدرت کسی مادہ کی محتاج ہے اور نیز وقت کی محتاج اور پھر محدود ہے۔ لیکن خدا کی

[1] یہ الفاظ مستملی کی روایت کے مطابق ہیں۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۵ صفحہ ۸۱) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

پیدا کرنے کی قدرت نہ کسی مادہ کی محتاج ہے نہ کسی وقت کی محتاج اور غیر محدود ہے کیونکہ اس کی تمام صفات بے مثل و مانند ہیں اور جیسے کہ اس کی کوئی مثل نہیں اس کی صفات کی بھی کوئی مثل نہیں۔...اگر ایک صفت میں وہ ناقص ہو تو پھر تمام صفات میں ناقص ہوگا۔ اس لئے اس کی توحید قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اپنی ذات کی طرح اپنے تمام صفات میں بے مثل و مانند نہ ہو۔ پھر اس سے آگے آیت ممدوحہ بالا کے یہ معنے ہیں کہ خدا نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کوئی اس کا بیٹا ہے۔ کیونکہ وہ غنی بالذات ہے۔ اس کو نہ باپ کی حاجت ہے اور نہ بیٹے کی۔ یہ توحید ہے جو قرآن شریف نے سکھلائی ہے جو مدار ایمان ہے۔"

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۵۴، ۱۵۵)

نیز فرمایا:

"کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی۔ اوّل ذات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ اس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا اور تمام کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا۔ دوم صفات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ ربوبیّت اور الوہیّت کی صفات بجز ذات باری کسی میں قرار نہ دینا۔ اور جو بظاہر ربّ الانواع یا فیض رسان نظر آتے ہیں یہ اسی کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا۔ تیسرے اپنی محبّت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید یعنی محبت وغیرہ شعار عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک نہ گردانا۔ اور اسی میں کھوئے جانا۔" (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۵۰)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"شرکت ازروئے حصر عقلی چار قسم پر ہے کبھی شرکت عدد میں ہوتی ہے اور کبھی مرتبہ میں اور کبھی نسب میں اور کبھی فعل اور تاثیر میں۔ سو اس سورۃ میں ان چاروں قسموں کی شرکت سے خدا کا پاک ہونا بیان فرمایا اور کھول کر بتلا دیا کہ وہ اپنے عدد میں ایک ہے دو یا تین نہیں اور وہ صمد ہے یعنی اپنے مرتبہ وجوب اور محتاج الیہ ہونے میں منفرد اور یگانہ ہے اور بجز اس کے تمام چیزیں ممکن الوجود اور ہالک الذّات ہیں جو اس کی طرف ہر دم محتاج ہیں اور وہ لَمْ یَلِدْ ہے یعنی اس کا کوئی بیٹا نہیں تا بوجہ

بیٹا ہونے کے اس کا شریک ٹھہر جائے اور وہ لَمْ یُوْلَدْ ہے یعنی اس کا کوئی باپ نہیں تا بوجہ باپ ہونے کے اس کا شریک بن جائے اور وہ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا ہے یعنی اس کے کاموں میں کوئی اس سے برابری کرنے والا نہیں تا باعتبار فعل کے اس کا شریک قرار پاوے۔ سو اس طور سے ظاہر فرمادیا کہ خدائے تعالیٰ چاروں قسم کی شرکت سے پاک اور منزہ ہے اور وحدہ لاشریک ہے۔"

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول، حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ۵۱۸)

اَلرَّدُّ عَلَی الْجَھْمِیَّۃِ وَغَیْرِھِمْ: ابو منصور عبد القاہر بن طاہر تمیمی نے اپنی کتاب اَلْفَرْقُ بَیْنَ الْفِرَقِ میں بدعتی گروہوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جہمیہ، جہم بن صفوان کے پیروکار تھے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی صفات حَیّ، عالم اور مُرید کا انکار کرتے ہوئے یہ کہا کہ میں اُس کا کوئی ایسا وصف تسلیم نہیں کرتا جس کا اطلاق اُس کے علاوہ کسی اور پر بھی ہو سکے۔ اور کہا کہ میں اس کی صفات خالق، مُحیی، مُمیت اور موحّد بیان کرتا ہوں کیونکہ یہ صفات صرف اُسی سے خاص ہیں۔ علامہ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ جہمیہ وغیرہ بدعتی فرقے توحید کا انکار نہیں کرتے تھے، وہ صرف اس کے مفہوم اور تفسیر میں اختلاف کیا کرتے تھے۔ ان کا اعتقاد تھا کہ صفاتِ الٰہیہ کا اِثبات چونکہ تشبیہ کو مستلزم ہے لہٰذا جس نے بھی اللہ تعالیٰ کو اُس کی مخلوق کے مشابہہ قرار دیا (یعنی یہ کہا کہ صفاتِ باری تعالیٰ کا کسی قدر ظہور مخلوق سے بھی ممکن ہے) اُس نے شرک کیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ جہمیہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرتے ہوئے انہیں معطل تک ٹھہرا دیتے تھے۔ امام ابو حنیفہ نے بیان کیا کہ جہم نے صفاتِ باری تعالیٰ کی تشبیہ کے انکار میں اس قدر مبالغہ کیا کہ یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کچھ بھی نہیں ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۳ صفحہ ۴۲۱، ۴۲۲)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی پیدائش کی غرض جو قرآن کریم میں عبودیت کا مقام حاصل کرنا بیان کی گئی ہے، اس کی تشریح دوسرے لفظوں میں تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ ہے یعنی انسان اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو اپنے اندر اختیار کرے اور اس کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی صفات ظاہر ہوں۔ اسی غرض کی طرف اشارہ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو ان چار جامع صفات کے ساتھ شروع کیا ہے جن کے ماتحت باقی سب صفات آجاتی ہیں اور وہ چار صفات یہ ہیں کہ اوّل خدا تعالیٰ ہے۔ دوم وہ الرَّحْمٰن ہے۔ سوم وہ رَحِیْم ہے اور چہارم وہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہے۔

یہ چار صفات بندے کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں تب جا کر وہ اپنے مقصد کو پورا کرنے والا قرار دیا جاسکتا ہے جس کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ یعنی اس کے لیے ضروری ہے کہ جس حد تک انسان رَبّ العٰلمین کی صفت کا مظہر ہو سکتا ہے وہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کا ظلّ ثابت کرے اور جس حد تک انسان رحمانیت کا مظہر ہو سکتا ہے وہ اپنے آپ کو رحمانیت کا نمائندہ ثابت کرے اور جس حد تک انسان اَلرَّحِیْم کے جلوہ کو ظاہر کرسکتا ہے وہ رحیمیت کی روشنی کو دنیا میں پھیلائے اور جس حد تک وہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کا نمونہ قائم کر سکتا ہے وہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی شکل دنیا کو دکھائے۔ اور اگر ہم غور کریں تو یہی **ذریعہ توحید کامل کے قائم کرنے کا ہے** کیونکہ شرک تو درحقیقت دوئی سے پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بیان فرماتا ہے کہ انسان کے سوا دنیا کا ذرہ ذرہ خدا تعالیٰ کی صفات کو ظاہر کرتا اور اس کی سبوحیت کو بیان کر رہا ہے پس اگر کوئی شرک کی چیز باقی رہ گئی تو وہ صرف انسان کا وجود ہی ہے۔ یہی چیز ہے جو کبھی خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں دوسرے خدا قرار دیتی ہے، کبھی خدا تعالیٰ کی عبادت کا حق دوسری چیزوں کو دے دیتی ہے، کبھی خدا تعالیٰ کے وجود کا ہی انکار کر بیٹھتی ہے۔ کبھی اس کی صفات میں نقائص پیدا کرتی ہے، کبھی بری چیزیں اس کی طرف منسوب کرنے لگ جاتی ہے۔ کبھی ان چیزوں کو خدا بنا دیتی ہے جن کو خدا نے اس کے تابع بنایا ہے اور کبھی اپنے میں سے کسی آدمی کو خدا تعالیٰ کی صفات دے دیتی ہے۔ باوجود ایک کمزور مخلوق ہونے کے یہ عجوبہ چیز خدا تعالیٰ سے بھی بڑھ کر کام کر کے دکھانا چاہتی ہے۔ یعنی صفات کا وہ کامل ظہور جو خدا تعالیٰ نے اپنے لئے مخصوص کر دیا ہے، یہ ان کا خلعت بھی دوسرے لوگوں کو بخش دیتی ہے۔ گویا انسان کہلاتے ہوئے خدا اگر بننا چاہتی ہے۔

اس مخلوق میں اگر فی الحقیقت خدائی صفات جلوہ گر ہو جائیں، اگر تمام انسان اپنے اندر ربوبیتِ عالمین اور رحمانیت اور رحیمیت اور مالکیتِ یَوْمِ الدِّیْن کی صفات کا پرتو پیدا کرلیں تو پھر دنیا میں سوائے خدا کے اور کونسی چیز باقی رہ جاتی ہے۔

انسانوں کے سِوا تو باقی چیزیں پہلے ہی سے خدا تعالیٰ کی تسبیح کر رہی ہیں۔ انسان ہی ہے جو اس میں رخنہ ڈالتا ہے اگر وہ بھی ان صفات کا حامل ہو جائے اور بجائے ایک علیحدہ وجود رکھنے کے صرف خدا تعالیٰ کے لیے ایک آئینہ بن جائے جس میں دنیا خدا تعالیٰ کی صورت دیکھے تو بتاؤ شرک کے لیے کونسی چیز باقی رہ جاتی ہے۔ سب جگہ پر خدا ہی خدا کا جلوہ نظر آجاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے سِوا کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ یہی مقامِ توحید ہے جس کے قائم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کھڑا کیا ہے اور انہیں حکم دیا ہے کہ نہ صرف یہ کہ وہ خود توحید کے مقام پر کھڑے ہوں بلکہ دوسروں کو بھی اس مقام کی دعوت دیتے چلے جائیں تا کہ زیادہ سے زیادہ توحید دنیا میں قائم ہوتی چلی جائے اور شرک مٹتا چلا جائے، نہ صرف زبانوں کے ذریعہ سے بلکہ اعمال کے ذریعہ سے بھی اور نہ صرف دعویٰ کے ساتھ بلکہ حقیقت کے ساتھ بھی۔" (خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹/مارچ ۱۹۳۷ء، جلد ۱۸ صفحہ ۶۱، ۶۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"قربِ الٰہی کے لئے یہ ضروری بات ہے کہ تَخَلَّقُوْا بِأَخْلَاقِ اللهِ پر عمل ہو، کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ کی صفات کو ملحوظِ خاطر رکھ کر اُن کی عزت نہ کرے گا اور اُن کا پرتَو اپنی حالت اور اخلاق سے نہ دکھائے۔ وہ خدا کے حضور کیونکر جاسکتا ہے۔ مثلاً خدا کی ایک صفت قدوس ہے۔ پھر ایک ناپاک، غلیظ، ہر قسم کے فسق و فجور کی ناپاکی میں مبتلا انسان اللہ تعالیٰ کے حضور کیونکر جاسکتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے تعلق کیونکر پیدا کر سکتا ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۷۵، ۲۷۶)

بَاب ۱: مَا جَاءَ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلَى تَوْحِيدِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی اُمت کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی توحید کی طرف بلانے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں

۷۳۷۱: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا

۷۳۷۱: ابو عاصم نے ہم سے بیان کیا کہ زکریا بن

زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ.

اسحاق نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحییٰ (بن محمد) بن عبداللہ بن صیفی سے، یحییٰ نے ابو معبد سے، ابو معبد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا۔

أطرافُه: ١٣٩٥، ١٤٥٨، ١٤٩٦، ٢٤٤٨، ٤٣٤٧، ٧٣٧٢۔

٧٣٧٢: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاذًا إِلَى نَحْوِ أَهْلِ الْيَمَنِ قَالَ لَهُ إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يُوَحِّدُوا اللهَ تَعَالَى فَإِذَا عَرَفُوا ذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَإِذَا صَلَّوْا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ غَنِيِّهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فَقِيرِهِمْ فَإِذَا أَقَرُّوا بِذَلِكَ فَخُذْ

٧٣٧٢: عبداللہ بن ابی الاسود نے مجھ سے بیان کیا کہ فضل بن علاء نے ہمیں بتایا۔ اسماعیل بن اُمیہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے یحییٰ (بن محمد) بن عبداللہ بن صیفی سے روایت کی۔ انہوں نے ابو معبد سے سنا جو حضرت ابن عباسؓ کے غلام تھے۔ وہ کہتے تھے: میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو اہل یمن کی طرف بھیجا تو آپؐ نے اُن سے فرمایا: تم ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب میں سے ہیں اس لئے سب سے پہلی بات جس کی طرف تم ان کو بلاؤ یہ ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ایک مانیں۔ جب وہ یہ سمجھ لیں تو پھر ان کو بتاؤ کہ اللہ نے اُن پر اُن کے دن رات میں پانچ نمازیں مقرر کی ہیں۔ جب وہ (نمازیں) پڑھنے لگیں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ نے ان کے مالوں میں ان پر زکوٰۃ مقرر کی ہے جو اُن کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے محتاجوں کو

مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ.

لوٹا دی جائے گی جب وہ اس کا اقرار کرلیں تو پھر ان سے (زکوٰة) لو اور لوگوں کے عمدہ اور قیمتی مال (لینے) سے بچتے رہو۔

أطرافُه: ١٣٩٥، ١٤٥٨، ١٤٩٦، ٢٤٤٨، ٤٣٤٧، ٧٣٧١۔

٧٣٧٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ وَالْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ سَمِعَا الْأَسْوَدَ بْنَ هِلَالٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ؟ قَالَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا أَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ قَالَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ.

۷۳۷۳: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ غندر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے ابوحصین اور اشعث بن سُلیم سے روایت کی۔ ان دونوں نے اسود بن ہلال سے سنا۔ اسود نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ حضرت معاذؓ نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کا کسی چیز کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں۔ کیا تم جانتے ہو کہ ان کا اللہ پر حق کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ ان کو عذاب نہ دے۔

أطرافُه: ٢٨٥٦، ٥٩٦٧، ٦٢٦٧، ٦٥٠٠۔

٧٣٧٤: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللهُ

۷۳۷۴: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے، عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی کہ ایک شخص نے کسی آدمی کو قُلْ

أَحَدٌ ○ (الاخلاص:٢) يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ. زَادَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي أَخِي قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

هُوَ اللهُ اَحَدٌ پڑھتے ہوئے سنا جسے وہ بار بار دُہرا رہا تھا۔ جب صبح ہوئی تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ سے یہ ذکر کیا اور وہ شخص اس سورة کو کم سمجھتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ سورۃ تو تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اسماعیل بن جعفر نے کچھ بڑھایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے عبدالرحمٰن سے، عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابوسعید (خدریؓ) سے روایت کیا کہ میرے بھائی حضرت قتادہ بن نعمانؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے مجھے بتایا۔

أطرافُه: ٥٠١٣، ٥٠١٤، ٥٠١٥، ٦٦٤٣-

٧٣٧٥: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ أَنَّ أَبَا الرِّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَكَانَتْ فِي حَجْرِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ وَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهِ فِي صَلَاتِهِ فَيَخْتِمُ بِقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوا

٧٣٧٥: احمد بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہمیں بتایا۔ عمرو نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابن ابی ہلال سے روایت کی کہ ابو رجال محمد بن عبدالرحمٰن نے ان سے بیان کیا، ابورجال نے اپنی ماں عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت کی۔ اور ان کی ماں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہؓ کی پرورش میں تھیں۔ عمرہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کسی لشکر کا امیر مقرر کر کے بھیجا اور وہ اپنی نماز میں اپنے ساتھیوں کو (قرآن) پڑھ

ذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلُوهُ لِأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذَلِكَ فَسَأَلُوهُ فَقَالَ لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمَنِ وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللهَ يُحِبُّهُ.

کر سناتا اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سے ختم کرتا۔ جب وہ واپس آئے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا: اس سے پوچھو کہ وہ کس وجہ سے ایسا کرتا ہے تو انہوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: اس میں رحمٰن کی صفات کا بیان ہے اور میں پسند کرتا ہوں کہ اس کو پڑھوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو بتاؤ کہ اللہ اس سے محبت رکھتا ہے۔

تشریح: مَا جَاءَ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلَى تَوْحِيدِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی اُمت کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی توحید کی طرف بلانے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”تمام انبیاء اور رسول جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوتے ہیں۔ ان کی بعثت کا اصل منشاء یہی ہوتا ہے کہ توحید الٰہی کو دنیا میں قائم کریں کہ ایک خدا کی عبادت میں مخلوق کو لگا دیں۔ اور غیر اللہ کی محبت اور خوف کو دلوں سے نکال کر انسان کو خدا کا بندہ بنا دیں کیونکہ دراصل تمام بدیاں اور گناہ اسی سے شروع ہوتے ہیں کہ انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کے سوائے کسی دوسری چیز کی محبت یا اس کا خوف غالب آجاتا ہے۔“ (حقائق الفرقان، جلد ۴ صفحہ ۵۵۷، ۵۵۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سورۃ الاخلاص کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”اے رسول اس طرح کہو اور اقرار کرو اور یقین کرو اور لوگوں کو وعظ کرو کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے واحد اور یگانہ ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ کسی کا محتاج نہیں۔ بے نیاز ہے۔ کسی کی اُسے کوئی پرواہ نہیں۔ اس نے کوئی بیٹا بیٹی نہیں جنا۔ اور نہ خود اُس کو کسی نے جنا تھا۔ اور نہ اُس کا کوئی کنبہ قبیلہ شریک برادری والا اور برابری کرنے والا ہے۔“ (حقائق الفرقان، جلد ۴ صفحہ ۵۴۹)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اس سورۃ کے ثُلثِ قرآن ہونے سے یہ مراد نہیں کہ یہ سورۃ قرآن کریم کے حجم کا تیسرا حصہ ہے بلکہ صرف یہ مراد ہے کہ اس کا مضمون خاص اہمیت رکھتا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں دو بڑے فتنے پیدا ہونے والے تھے۔ ایک دجالی فتنہ اور دوسرا یاجوج وماجوج کا فتنہ۔ اور ان دونوں فتنوں نے یکے بعد دیگرے اسلام کے ساتھ ٹکر لینی تھی۔ ایک فتنہ خدائے واحد کی بجائے تین خداؤں کا عقیدہ لیے ہوئے ہے یعنی خدا باپ، خدا بیٹا، خدا روح القدس۔ اور دوسرا فتنہ دہریت کا ہے یعنی وہ سرے سے خدا کا منکر ہے۔ قرآن کریم نے ان ہر دو فتنوں کے عقائد کی تردید کی ہے اور صحیح عقائد کو بیان فرمایا ہے۔ ... درحقیقت قرآن کریم کا کام توحید کو ثابت کرنا اور غلط عقائد کو مٹانا ہے۔ پس جب اس سورۃ نے نہایت جامع مانع الفاظ کے ساتھ مختصر طور پر وہ مضمون ادا کر دیا جس سے غلط عقائد کا ابطال ہوتا ہے۔ اور توحید کی حقیقت کو بیان کر دیا تو یہ سورۃ ثلث قرآن کیا بلکہ سارے قرآن کے برابر ہوگئی۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سورۃ کو ثلث قرآن قرار دینا مبالغہ نہیں بلکہ اس کے مضمون کی اہمیت کے پیش نظر ہے۔ چنانچہ اسی اہمیت کے پیش نظر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اعظم السور کے نام سے بھی یاد کیا ہے۔"

(تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ الاخلاص، جلد دہم صفحہ ۵۱۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یقیناً سمجھو کہ توحید یقینی محض نبی کے ذریعہ سے ہی مل سکتی ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے دہریوں اور بدمذہبوں کو ہزارہا آسمانی نشان دکھلا کر خدا تعالیٰ کے وجود کا قائل کر دیا اور اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل پیروی کرنے والے اُن نشانوں کو دہریوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ بات یہی سچ ہے کہ جب تک زندہ خدا کی زندہ طاقتیں انسان مشاہدہ نہیں کرتا شیطان اُس کے دل میں سے نہیں نکلتا اور نہ سچی توحید اُس کے دل میں داخل ہوتی ہے اور

نہ یقینی طور پر خدا کی ہستی کا قائل ہو سکتا ہے۔ اور یہ پاک اور کامل توحید صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتی ہے۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۲۱)

بَاب ۲: قَوْلُ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (بنی اسرائیل: ۱۱۱)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمانا: تم اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو پکارو جس نام سے بھی تم پکارو، اس کے تو سب نام ہی اچھے ہیں

۷۳۷۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ وَأَبِي ظَبْيَانَ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ

طرفہ: ۶۰۱۳۔

۷۳۷۶: محمد بن سلام نے ہم سے بیان کیا کہ ابو معاویہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے زید بن وہب اور ابو ظبیان سے، ان دونوں نے حضرت جریر بن عبد اللہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اُس پر رحم نہیں کرے گا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

۷۳۷۷: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَسُولُ إِحْدَى بَنَاتِهِ تَدْعُوهُ إِلَى ابْنِهَا فِي الْمَوْتِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ فَأَخْبِرْهَا أَنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا

۷۳۷۷: ابو نعمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عاصم احول سے، عاصم نے ابو عثمان نہدی سے، ابو عثمان نے حضرت اُسامہ بن زیدؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ اتنے میں آپؐ کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی کا پیغام رساں آپؐ کے پاس آیا۔ اس (بیٹی) نے آپؐ کو اپنے بیٹے کے پاس بلایا جو مرنے کے قریب تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واپس جاؤ اور اُسے کہو

أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَعَادَتِ الرَّسُولَ أَنَّهَا قَدْ أَقْسَمَتْ لَيَأْتِيَنَّهَا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَدُفِعَ الصَّبِيُّ إِلَيْهِ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ كَأَنَّهَا فِي شَنٍّ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللهِ مَا هَذَا قَالَ هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ.

کہ اللہ ہی کا ہے جو وہ لے لے اور اسی کا ہے جو وہ دے دے اور اس کے پاس ہر شے کا ایک وقت مقرر ہے۔ اس سے کہو کہ وہ صبر کرے اور اللہ کی رضامندی چاہے۔ آپؐ کی بیٹی نے پیغام رساں کو واپس بھیجا کہ وہ قسمیں دیتی ہے کہ آپؐ اس کے پاس ضرور آئیں۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور حضرت سعد بن عبادہؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ بھی آپؐ کے ساتھ ہی کھڑے ہو گئے۔ وہ بچہ آپؐ کو دیا گیا اور اس کا دم ٹوٹ رہا تھا جیسے کہ وہ دم پرانی مشک میں ہے۔ یہ دیکھ کر آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ حضرت سعدؓ نے آپؐ سے کہا: یارسول اللہ! یہ کیا؟ آپؐ نے فرمایا: یہ رحمت ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالا ہے اور اللہ بھی اپنے بندوں میں سے انہی پر رحم کرتا ہے جو رحم کرتے ہیں۔

أطرافه: ١٢٨٤، ٥٦٥٥، ٦٦٠٢، ٦٦٥٥، ٧٤٤٨۔

تشریح: قَوْلُ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قُلِ ادْعُوا اللهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ... فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى:
اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمانا: تم اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو پکارو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”قرآن شریف کی اصطلاح میں اللہ اس ذات کامل کا نام ہے کہ جو معبود برحق اور مستجمع جمیع صفات کاملہ اور تمام رذائل سے منزہ اور واحد لاشریک اور مبدء جمیع فیوض ہے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے اپنے کلام پاک قرآنِ شریف میں اپنے نام اللہ کو تمام دوسرے اسماء وصفات کا موصوف ٹھہرایا ہے اور کسی جگہ کسی دوسرے اسم کو یہ رُتبہ نہیں دیا۔ پس اللہ کے اسم کو بوجہ موصوفیت تامہ ان تمام صفتوں پر دلالت ہے جن کا وہ موصوف ہے اور چونکہ وہ جمیع اسماء اور صفات کا موصوف ہے

اس لئے اس کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ جمیع صفات کاملہ پر مشتمل ہے۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد اوّل حاشیہ صفحہ ۴۳۵، ۴۳۶)

فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قرآن مجید میں اور حدیث میں مختلف دعائیں اور ان کے مواقع کا ذکر ہے اسلئے فرماتا ہے کہ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ہر کام کے لئے اس کے مناسب حال اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہوتا ہے۔ اس کے مطابق دعا کیا کرو۔ جب تمہیں رحمانیت کی صفت کو جوش دلانے کی ضرورت ہو تو صفت الرحمٰن کو پیش کر کے دعا کرو۔ جب تمہیں رحیمیت، رزاقیت اور وہابیت کے متعلق کوئی مشکل درپیش ہو تو اللہ تعالیٰ کو اس وقت اسی نام سے پکارو۔ کیونکہ سارے اچھے نام اسی کے ہیں۔ جیسا موقعہ ہو ویسی ہی قسم کی صفت کے ساتھ دعا کرنی چاہیئے۔ میرا تجربہ ہے کہ اس طریق پر دعا نہایت موثر ہوتی ہے۔ بعید نہیں کہ اس آیت میں یہود کے اسم اعظم والے دعویٰ کا بھی جواب دیا گیا ہو۔ اور بتایا ہو کہ کسی ایک نام کو اسم اعظم کہنا غلطی ہے۔ حصول مقاصد کے لئے خدا تعالیٰ کے اس نام کو لینا چاہیئے جو موقعہ کے مناسب ہو۔ اور اگر وہ نام ذہن میں نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کے سب نام ہی بڑے ہیں کسی نام کو لے کر دعا کر لو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دل کی کیفیت کو دیکھ کر دعا سن لے گا۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ بنی اسرائیل، زیر آیت قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ جلد چہارم صفحہ ۴۰۱)

لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ: حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اسلام کی تعلیم میں نیکی کا دائرہ عمل کتنا وسیع ہے کہ ہر ذی روح کو شامل رکھتا ہے اور اس میں ہر عمل نتیجہ خیز بتایا گیا ہے۔ ہر ذی روح کے ساتھ رحم اور شفقت کی تعلیم اس دور میں بھی پائی جاتی تھی جسے ہندو پراچین کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ چنانچہ اس تعلیم کا نیک اثر قدیم ترین اقوام میں اب تک پایا جاتا ہے کہ ان کے نزدیک پرند اور چرند کے لئے خوراک اور پانی مہیا کرنا بڑا کار ثواب ہے۔... فرماتا ہے: وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ○ (الذاریات: ۲۰) یعنی مومنوں کے مالوں میں سائل اور محروم دونوں کا حق ہے۔“

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کِتَاب المَظَالِمِ، بَابُ الآبَارِ الَّتِي عَلَى الطَّرِيْقِ، جلد ۴ صفحہ ۴۸۲، ۴۸۳)

لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مومنوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ہر ایک کو اُس کا حق ادا کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ فِيْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ○ (الذاریات: ع ۱) کہ مومن کے اموال میں سائل اور محروم دونوں کا حق ہے۔ اُن کا بھی جو مانگ سکتے ہیں اور اُن کا بھی جو مانگ نہیں سکتے۔ جیسے کم گو اور گری ہوئی اقوام یا جانور وغیرہ ہیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں بھی اس امر کا خیال رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں: ایک عورت کو محض اس لئے جنت میں داخل کیا گیا کہ اُس نے پیاسے کُتے کو پانی پلایا تھا۔[۱] اسی طرح آپؐ نے فرمایا ہے: جانوروں پر رحم کیا کرو کیونکہ خدا نے ان کو تمہارے سپرد کیا ہے۔ تو روحانی تعلیم صرف انسانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ جانوروں کے لئے بھی امن پیدا کرتی ہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ النازعات، زیر آیت مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ، جلد ۸ صفحہ ۱۳۵)

فَدُفِعَ الصَّبِيُّ إِلَيْهِ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ كَأَنَّهَا فِيْ شَنٍّ: وہ بچہ آپؐ کو دیا گیا اور اس کا دم ٹوٹ رہا تھا جیسے کہ وہ دم پرانی مشک میں ہے۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

"روایت... میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے پیغام بھیجنے کا جو ذکر ہے اس بارے میں دو طرح کی روایتیں ہیں۔ ایک میں صَبِيٌّ (یعنی بچہ) مروی ہے۔ یہ محسن بن علی بن ابی طالبؓ ہیں اور پیغام بھیجنے والی حضرت فاطمہؓ ہیں اور دوسری میں صَبِيَّةٌ (یعنی بچی) ہے۔ یہ حضرت زینبؓ کی بیٹی حضرت امامہؓ تھیں جو خطرناک بیمار ہو گئی تھیں۔ ان سے متعلق بھی بعض روایتوں میں یہ الفاظ آتے ہیں: نَفَسُهَا تَقَعْقَعُ كَأَنَّهَا فِيْ شَنٍّ (مسند احمد بن حنبل جزء ۵ صفحہ ۲۰۷۔ روایت نمبر ۲۱۲۹۲) (اس کا سانس اُکھڑنے لگا اور اس طرح آواز آنے لگی جیسے کسی پرانی مشک کی۔) اور یہ کہ انہیں دیکھ کر آپ کے آنسو بہنے لگے۔ حضرت امامہؓ کی بابت مروی ہے کہ اس کا سانس اکھڑنے لگا اور اس طرح آواز آنے لگی جیسے کسی مشک کی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہیں اور حضرت علیؓ سے ان کا نکاح ہوا۔ بعض نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ وہ شفا پا گئی تھیں۔ علامہ ابن حجرؒ کی تحقیق میں وہ بچی حضرت

[۱] (صحیح مسلم، کتاب السلام، باب فضل ساقی البھائم)

امامہؓ تھیں۔(فتح الباری جزء ۳ صفحہ ۱۹۹ تا ۲۰۰)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دفعہ بلانے پر جو نہیں گئے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ صحابہؓ سے ایک مشورہ میں مشغول تھے۔ آپ نے یہ دیکھا کہ لوگ مشورہ کے لئے جمع ہیں اور مشورہ ناتمام چھوڑنا مناسب نہیں۔ اس لئے اپنی بیٹی کو صبر کی تلقین فرمائی لیکن جب آپ کی صاحبزادی بچے کی نازک حالت دیکھ کر گھبرا گئیں اور قسم دے کر بلا بھیجا تو آپ گئے۔ آنسوؤں کے جاری ہونے سے ظاہر ہے کہ آپ کیسے رحیم تھے اور آپ کا دل کیسا رقیق تھا۔ امام بخاریؒ نے اس واقعہ سے ایک لطیف استدلال کیا ہے اور وہ یہ کہ شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں میت پر نوحہ کرنے سے منع فرمایا ہے اور صبر کی تلقین کی ہے وہاں یہ سبق بھی دیا ہے کہ اس ممانعت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ انسان جذبات شفقت و رحمت سے خالی ہو جائے۔ اسلام کی تعلیم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ دونوں افراط و تفریط سے پاک اور حد اعتدال پر واقع ہیں۔"

(صحیح بخاری، ترجمہ و شرح، کتاب الجنائز، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ...، جلد ۲ صفحہ ۶۶۷، ۶۶۸)

بَاب ۳

قَوْلُ اللهِ تَعَالَى إِنَّ اللهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ○ (الذاريات: ۵۹)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: یقیناً اللہ ہی ہے جو بہت رزق دینے والا، صاحبِ قوت (اور) مضبوط صفات والا ہے

۷۳۷۸: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحَدٌ أَصْبَرُ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللهِ يَدَّعُونَ لَهُ

۷۳۷۸: عبدان نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابوحمزہ سے، ابوحمزہ نے اعمش سے، اعمش نے سعید بن جبیر سے، سعید نے ابوعبدالرحمٰن سُلمی سے، ابوعبدالرحمٰن نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تکلیف دہ باتوں کے سننے پر اللہ سے

الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ.

بڑھ کر اور کوئی صبر کرنے والا نہیں۔ وہ اُس کا بیٹا پکارتے ہیں پھر بھی وہ ان کو عافیت دیتا ہے اور رزق بھی دیتا ہے۔

طرفہ: ۶۰۹۹۔

تشریح: قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: یقیناً اللہ ہی ہے جو بہت رزق دینے والا، صاحبِ قوت (اور) مضبوط صفات والا ہے

قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ اس کی صفت رزاقیت ہر سمت میں جلوہ دکھاتی ہے اگر اس کے رزق کو ناپاک ذریعہ سے حاصل کرنے کی کوشش کی جائے تب بھی وہ رزق ختم نہیں ہوتا اور پاکیزہ ذرائع سے تو وہ ختم ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک لامتناہی وجود ہے اللہ تعالیٰ کی صفات کا جو کہیں ختم نہیں ہوتا۔ منکرین انکار کا رزق کھاتے ہیں اور کھاتے چلے جاتے ہیں اور نئے نئے رستے اُن پر کھلتے چلے جاتے ہیں اور کوئی ایک ایسی جگہ نہیں آتی کہ وہ کہیں کہ اب خدا کا رزق ہم پر بند ہو گیا ہے۔ تکذیب کی نئی راہیں نکال لیتے ہیں اور نئے رستے رزق کے کھل جاتے ہیں۔"

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶؍ جولائی ۱۹۸۵ء، جلد ۴ صفحہ ۶۴۲)

مَا أَحَدٌ أَصْبَرُ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللّٰهِ: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کے صبور ہے، سب سے زیادہ صبر دکھانے والا ہے یعنی بندے دکھ دیتے ہیں، احسانات کو بھلاتے ہیں اور بار بار خدا تعالیٰ کے لئے اگر وہ انسانی جذبات ہوں تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں اذیت کا موجب بنتے ہیں حالانکہ اللہ کے لئے کوئی اذیت کا موجب نہیں بن سکتا۔ مگر ان کا عمل ایسا ہے گویا وہ خدا کو اذیت پہنچانے سے بھی باز نہیں آتے۔"

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹؍ ستمبر ۱۹۹۵ء، جلد ۱۴ صفحہ ۷۳۳)

نیز فرمایا:

"قرآن کریم میں کہیں صفات باری تعالیٰ یا اسمائے باری تعالیٰ کے طور پر صبور اور صبار کے الفاظ نہیں ملتے۔ جبکہ حدیث میں ملتے ہیں ...... سوال ہے کہ قرآن کریم

میں کیوں یہ اہم صفت بیان نہیں ہوئی جبکہ اس کا حق سے بڑا تعلق ہے اور اشاعت حق سے اس کا بہت تعلق ہے۔ تو اس پر غور کرتے ہوئے...... یہ معلوم ہوا ہے کہ صبر میں اصل میں بنیادی طور پر دو آزمائشیں انسان کے سامنے ہوتی ہیں ایک غصے کی آزمائش اور ایک رحم کی آزمائش۔ جہاں تک رحم کا تعلق ہے وہ آزمائش دو طرح سے ہے کسی دوسرے پر رحم آرہا ہو یا اپنے آپ پر رحم آرہا ہو، اپنے آپ کو قابلِ رحم حالت میں پائے کیونکہ یہ دوسرے حصے کا تعلق کسی پہلو سے بھی اللہ کی ذات سے ہو نہیں سکتا اور اس میں محض غصے والی حالت یعنی غضب کی حالت میں ہاتھ روک لینے والا مضمون ہے اس لئے مضمون کے لحاظ سے تو قرآن کریم میں یہ موجود ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمہارے گناہوں پر خدا تمہاری پکڑ کرتا تو وہ زمین پر کوئی جاندار نہ چھوڑتا۔ تو یہ دراصل صبر ہی کی صفت ہے مگر اس پہلو سے اسے حلیم کہا جاتا ہے۔ حلم ہی دراصل صبر کی ایک شکل ہے اور چونکہ مضمون کے لحاظ سے صبر کا معنی خدا کی ذات میں پایا جاتا ہے اس لئے آنحضرت ﷺ نے اسمائے ذات باری تعالیٰ میں صبور نام کو بھی داخل فرمایا۔

خدا کن معنوں میں صبور ہے؟ یہ تو نہیں کہ خدا کے خلاف نعوذ باللہ من ذالک کوئی حملے ہو رہے ہیں اور وہ مجبور کیا جارہا ہے، دردناک حالت میں پہنچ گیا ہے اور صبر کر رہا ہے۔ ہاں اس کے برعکس خدا کو غصہ دلانے کی بہت باتیں ہوتی ہیں اتنا زیادہ خدا کے خلاف باغیانہ اور شکر سے عاری رویہ اختیار کیا جاتا ہے کہ اگر ان باتوں پر صبر نہ کرے تو تمام دنیا کو ہلاک کر دے۔ پس یہ صبر مجبوری کا صبر نہیں ہے بلکہ حلم کا صبر ہے۔...... اس صبر کے مضمون کو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے دشمنوں پر بددعا کرنے کے تعلق میں بیان فرمایا ہے۔ جہاں تک دشمن پر براہ راست غالب آنے کا تعلق ہے مسلمانوں میں ابتداءً جو کمزوری کی حالت تھی جسمانی لڑائی میں تو کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی کہ وہ ان پر غالب آسکے، نہ اللہ نے ان کو اس وقت اجازت دی کہ وہ مقابلہ کریں لیکن بددعا کا ایک رستہ کھلا

تھا۔ چنانچہ ایک موقع پر بعض صحابہؓ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمیں بد دعا کی اجازت دیں یا آپؐ بھی بد دعا کریں تو آنحضرت ﷺ بستر پر آرام فرما رہے تھے، ٹیک لگا کر، بڑے جلال کی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور پہلی قوموں کے صبر کے واقعات بیان کئے اور یہ اجازت نہیں دی کہ ان پر بد دعا کی جائے۔ (بخاری کتاب المناقب) انبیاءؑ بھی جب بد دعا کرتے ہیں یا جب بھی کرتے ہیں تو اللہ کی اجازت سے اور بعض دفعہ اس کے اذن سے کرتے ہیں تو یہ صبر طاقت کا صبر ہے یہ کمزوری کا صبر نہیں ہے۔ اس صبر میں اللہ سے انسان کی مشابہت ہو سکتی ہے وہ غالب ہے وہ تباہی کی طاقت رکھتا ہے پھر بھی وہ مہلت دیتا چلا جاتا ہے۔ ان معنوں میں جو صبر کے مضمون ہی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے انسان بھی اگر مقابلے کی طاقت رکھتا ہو اور مقابلے سے باز رہے اللہ کی رضا کی خاطر یا کسی اعلیٰ قدر کے پیش نظر تو اسے بھی صبر کہا جائے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو یوں بھی بیان فرمایا:

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو

رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

(درثمین:۱۷)

اور دوسری جگہ صبر کا لفظ استعمال کر کے بھی اسی مضمون کو باندھا ہے۔ کم سے کم انسان بد دعا تو دے سکتا ہے، گالی کا جواب گالی بھی دے سکتا ہے اور اگر کوئی حاضر نہ ہو تو اسے یہ بھی خطرہ نہیں کہ طیش میں آکر مجھے مارے گا، غائب میں بدکلامی کر سکتا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان تمام امور میں جو حیرت انگیز صبر کا نمونہ دکھایا ہے دراصل اس کا تبلیغ کی کامیابی سے گہرا تعلق ہے۔ اس لئے اگرچہ خدا کا اسم صبر، ہمیں قرآن کریم میں اسم صبر کے معنوں میں دکھائی نہیں دیتا مگر حلم کے مضمون میں اور بعض دوسرے مضامین میں صبر کا مضمون ضرور ملتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو آنحضرت ﷺ اللہ کے ناموں میں صبور

نام داخل نہ فرماتے کیونکہ حضور اکرم ﷺ وحی سے کلام فرماتے تھے اس لئے بعض اسماء ایسے ہیں جو بطور وحی حضور اکرم ﷺ پر ظاہر فرمائے گئے اور ان میں صبور نام بھی ہے۔" (خطباتِ طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴؍جولائی ۱۹۹۵ء، جلد ۱۴ صفحہ ۵۰۱ تا ۵۰۳)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"یہ اللہ تعالیٰ کی سُنّت ہے کہ وہ اپنے سے بھاگنے والے سرکشوں اور اپنے دشمنوں کو بھی رزق پہنچاتا اور سہارا دیتا ہے اور یہ اس کی رحیمیت کا نشان ہے۔ دیکھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دُشمن خدا کے دُشمن تھے۔ ابو جہل چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دُشمن تھا، اس لئے خدا کا بھی دُشمن تھا مگر خدا اس کو رزق دیتا تھا۔ کیوں؟ اس لئے کہ آخر تھا تو اُسی کا بندہ۔" (خطباتِ محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱؍اکتوبر ۱۹۱۸ء، جلد ۶ صفحہ ۱۲۰)

بَاب ٤

قَوْلُ اللهِ تَعَالَى عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ (الجن:٢٧)

اللہ تعالیٰ کا فرمانا: غیب کا جاننے والا وہی ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا

وَاِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (لقمان:٣٥) وَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ (النساء:١٦٧) وَ مَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ (فاطر:١٢) اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ (حٰمٓ السجدة:٤٨) قَالَ يَحْيَى الظَّاهِرُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَالْبَاطِنُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا.

(نیز اللہ تعالیٰ کا فرمانا:) اور قیامت (یا کسی قوم کے آخری فیصلہ) کا علم اللہ ہی کو ہے۔ (نیز یہ فرمانا:) اُس نے اسے اپنے علم پر مشتمل کر کے اُتارا ہے۔ (اور یہ فرمانا:) اور کسی عورت کو حمل نہیں ہوتا اور نہ وہ بچہ جنتی ہے مگر وہ خدا کے علم کے مطابق ہوتا ہے۔ (نیز یہ فرمانا:) قیامت کا علم اسی کی طرف لوٹایا جاتا ہے (یعنی قیامت کا کامل علم اسی کو حاصل ہے۔) یحییٰ نے کہا کہ وہ اپنے علم کی وجہ سے ہر شے پر ظاہر ہے اور اپنے علم کی وجہ سے ہر شے سے پوشیدہ ہے۔

٧٣٧٩: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا

۷۳۷۹: خالد بن مخلد نے ہم سے بیان کیا کہ

سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللهُ لَا يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللهُ وَلَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللهُ وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِلَّا اللهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللهُ.

سلیمان بن بلال نے ہمیں بتایا۔ عبداللہ بن دینار نے مجھ سے بیان کیا۔ عبداللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: غیب کی چابیاں پانچ ہیں جنہیں کوئی نہیں جانتا مگر اللہ ہی۔ کوئی نہیں جانتا کہ رحم کیا کچھ اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں مگر اللہ ہی اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کو کیا ہو گا مگر اللہ ہی اور کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب آئے گی مگر اللہ ہی اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا مگر اللہ ہی اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ گھڑی کب برپا ہو گی مگر اللہ ہی۔

أطرافُه: ١٠٣٩، ٤٦٢٧، ٤٦٩٧، ٤٧٧٨۔

٧٣٨٠: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُولُ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ (الانعام:١٠٤) وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُولُ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ.

۷۳۸۰: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل (بن ابی خالد) سے، اسماعیل نے شعبی سے، شعبی نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جو تم سے یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے تو اُس نے یقیناً جھوٹ بولا کیونکہ وہ فرماتا ہے: آنکھیں اس کو نہیں پا سکتیں اور جو تم سے یہ بیان کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے تو اس نے یقیناً جھوٹ بولا کیونکہ وہ فرماتا ہے: کوئی غیب نہیں جانتا مگر اللہ ہی۔

أطرافُه: ٣٢٣٤، ٣٢٣٥، ٤٦١٢، ٤٨٥٥، ٧٥٣١۔

تشریح۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا: اللہ تعالیٰ کا فرمانا: غیب کا جاننے والا وہی ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”استجابت دعا کے ساتھ اگر حسب مراد کوئی امر غیب خدا تعالیٰ کسی پر ظاہر کرے اور وہ پورا ہو جائے تو بلاشبہ اس کی قبولیت پر ایک دلیل ہو گی اور یہ کہنا کہ نجومی یا رمّال اس میں شریک ہیں یہ سراسر خیانت اور مخالف تعلیم قرآن ہے کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے: فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ“

(نشانِ آسمانی، روحانی خزائن جلد ۴، صفحہ ۳۹۴)

آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

”غیب کا ایسا دروازہ کسی پر کھولنا کہ گویا وہ غیب پر غالب اور غیب اُس کے قبضہ میں ہے یہ تصرّف علم غیب میں بجز خدا کے برگزیدہ رسولوں کے اور کسی کو نہیں دیا جاتا کہ کیا باعتبار کیفیّت اور کیا باعتبار کمیّت غیب کے دروازے اُس پر کھولے جائیں ہاں شاذ و نادر کے طور پر عام لوگوں کو کوئی سچی خواب آسکتی ہے یا سچا الہام ہو سکتا ہے اور وہ بھی تاریکی سے خالی نہیں ہوتا مگر غیب کے دروازے اُن پر نہیں کھلتے یہ موہبت محض خدا کے برگزیدہ رسولوں کے لئے ہوتی ہے۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲، صفحہ ۳۴۹، ۳۵۰)

مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ: غیب کی چابیاں پانچ ہیں جنہیں کوئی نہیں جانتا مگر اللہ ہی۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

”علم الٰہی سے متعلق پانچ باتیں بتائی گئی ہیں جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور اکلید قرار دیا ہے۔ یعنی وہ ایسے راز ہیں کہ جنہیں جب تک اللہ تعالیٰ نہ کھولے کوئی نہیں جانتا۔ ان میں سے ایک بات مستقبل کا علم، دوسری بات مشیمہ رحم میں جو کمی بیشی ہو رہی ہے، بچے کی تکوین میں کیا کیا مؤثرات اثر انداز ہیں اور وہ کس شکل میں آئندہ نمایاں ہوں گے۔ تیسری بات بارش کب نازل ہو گی۔ چوتھی بات موت کا علم کسی نفس کو نہیں کہ وہ کس جگہ واقع ہو گی۔ پانچویں بات قیامت یا تباہی کی گھڑی کب واقع ہو گی۔ غیب کی یہ پانچوں باتیں علمِ الٰہی میں ہیں۔ ان میں سے جو باتیں جتنی جتنی اللہ تعالیٰ کسی کے لئے کھولتا ہے اتنا ہی اسے علم ہوتا

ہے۔ مثلاً فضائے آسمانی کے طبعی تغیرات معلوم کرنے کے لئے آلات بنائے جاچکے ہیں اور ان کے ذریعہ معلوم ہوجاتا ہے کہ فلاں جگہ فلاں وقت بارش ہو گی۔ قدیم زمانے میں صحرائے عرب کے باشندے ہواؤں کی خنکی و کثافت اور اُن کے چلنے کی سمت سے اندازہ کرلیا کرتے تھے کہ برسات ہونے والی ہے۔ حدیث کا مفہوم اس قدر ہے کہ مذکورہ بالا غیب کی باتوں کے لئے کچھ اکلیدیں ہیں۔ جب اُن چابیوں میں سے کوئی چابی انسان کو ملتی ہے تو وہ اس کے ذریعہ سربستہ راز معلوم کرنے کی قدرت حاصل کرلیتا ہے۔ آیت کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ انسان کو مثلاً کل ہونے والی بات کا علم قطعاً نہیں دیا جاتا۔ بحالیکہ روز مرہ کا مشاہدہ ہے اور مشہور ہے کہ حوادث کا بھی سایہ ہوتا ہے جس سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ فلاں بات ہونے والی ہے۔ اس کا اس غیب دانی سے کوئی تعلق نہیں جو حدیث کا موضوع ہے بلکہ رویاء صالحہ، مکاشفہ اور وحی کے ذریعہ سے اسے آئندہ کا علم ہوجاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ دجال سے متعلق جو تفصیلات بیان کی ہیں وہ حیرت انگیز ہیں اور آپؐ کی وسعت علم و نظر اور دوراز قیاس و فکر، آپؐ کے روحانی مشاہدات پر بین اور ناقابل انکار شہادت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ (الحجر:٣٠) انسان میں اپنی روح پھونکی ہے اور اسے اپنے صفات سے متصف کرکے تمام دیگر مخلوقات سے ممتاز کیا ہے اور اس کے اس امتیاز کا طبعی تقاضا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے صفات علم و قدرت وغیرہ سے بہرہ ور ہو۔

حدیث نبوی کا یہ مفہوم نہیں کہ انسان مذکورہ بالا باتوں کا علم حاصل نہیں کرسکتا۔ بلکہ لفظ مَفَاتِيْح دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسرار کائنات کے معلوم کرنے کے لئے چابیاں رکھی ہیں جن کے ذریعہ سے وہ معلوم کئے جاسکتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَ لَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ (البقرۃ:٢٥٦) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں

ہے (سب) اسی کا ہے۔ کون ہے جو اُس کی اجازت کے بغیر اس کے حضور میں سفارش کرے۔ جو کچھ اُن کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے وہ (سب ہی کچھ) جانتا ہے۔ اور وہ اُس کی مرضی کے سوا اُس کے علم کے کسی حصہ کو (بھی) پا نہیں سکتے۔ اس کا علم آسمانوں پر (بھی) اور زمین پر (بھی) حاوی ہے۔ اور ان کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں۔ اور وہ بلند شان (رکھنے) والا (اور) عظمت والا ہے۔

تورات میں جو یہ مذکور ہے: ”اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔“ (پیدائش باب ۲۷:۱) اس سے یہی حقیقت تکوین مراد ہے جو ایک طرف روحانی طور پر انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ نمایاں ہو رہی ہے اور دوسری طرف انسان کے مادی ذرائع جدوجہد سے پایۂ تکمیل کی طرف حرکت میں ہے۔ دونوں قسم کی تحریکیں مشیئت ربانی کی بروز اور ارادۂ الٰہی کے تحت ظہور پذیر ہیں۔

علامہ عینیؒ نے بسند سفیان بن عیینہ عبداللہ بن دینار کا قول نقل کیا ہے کہ انسان کو تو بہت سی باتوں کا علم نہیں۔ پھر علم غیب کی بے شمار باتوں میں سے صرف پانچ باتوں کی تخصیص کیوں؟ اس سوال کا انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ مشرکین عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اِن مذکورہ بالا پانچ باتوں کا علم ان کے دیوتاؤں، کاہنوں اور جیوتشیوں کو بھی ہے، اس کی نفی کی گئی ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان پانچ باتوں کی بابت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص طور پر دریافت کیا گیا ہو۔ ورنہ صرف پانچ باتوں کے ذکر سے تعداد کے بارہ میں استدلال درست نہیں۔ (عمدۃ القاری جزء۱۸ صفحہ ۳۱۳) ...... عبداللہ دینار کا قیاس صحیح معلوم ہوتا ہے۔ نہ صرف گزشتہ زمانوں ہی میں مشرکین عرب و عجم دیوتاؤں، کاہنوں اور جوتشیوں کی غیب دانی کا عقیدہ رکھتے تھے بلکہ ہمارے اس ترقی یافتہ زمانہ میں بھی علم وعرفان کا دعویٰ کرنے والی قوموں کی ذہنی پستی مشرک اور جاہل اقوام کے ذہنی اُفق سے بلند نہیں ہوئی ہے۔ مشرق و مغرب کے اخبارات میں آج کل چرچا ہے کہ ہیئت دانوں اور جوتشیوں کے علم نجوم نے معلوم کیا ہے کہ قیامت کی گھڑی ۵ فروری ۱۹۶۲ء کو قائم ہوگی۔ اس دن ساری دنیا کی تباہی ہے اور اس قیامت کے ظہور کی یہ وجہ

بیان کی گئی ہے کہ اس دن آٹھ سیارے برج جدی میں اکٹھے ہوں گے۔ جوتشیوں اور ہیئت دانوں کی اسی پیشگوئی سے نہ صرف ہندوستان میں سخت تشویش پھیل گئی بلکہ برٹش سوسائٹی کے ایک سو اَرکان ۴ فروری ۱۹۶۲ء کو قیامت کی تباہ کاریوں سے دنیا کو بچانے کے لئے ایک پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گئے اور ساری رات دعا کرتے رہے اور دوسرے دن انہوں نے اعلان کیا کہ ہم نے دعاؤں سے قیامت کی گھڑی پھر کئی ماہ کے لئے ٹال دی ہے ورنہ زبردست اندیشہ تھا کہ چاند کے برج جدی میں داخل ہونے سے دنیا میں قیامت برپا ہو جاتی اور سورج گرہن ہونے پر ابھی تک اس خطرے کا امکان ہے اور سوسائٹی کے ارکان انگلستان اور ویلز کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر ابھی تک بیٹھے عبادت اور دعا میں مشغول ہیں۔ اس سوسائٹی کا اپنے متعلق یہ زعم ہے کہ ان کا مریخ اور زہرہ سیاروں کی مخلوق سے روحانی تعلق ہے۔ اس بارے میں خبریں تمام دنیا کے ممالک میں اخبارات کے ذریعے کافی شہرت پا چکی ہیں کہ کسی حوالہ دینے کی ضرورت نہیں۔ یہ خبر ہر ملک کے اخبارات میں جو گزشتہ دسمبر کے اواخر اور جنوری کے اوائل میں شائع ہوئے ہیں دیکھی جاسکتی ہے۔

اس قسم کی متوہمانہ ذہنیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی مشرک اقوام میں بھی پائی جاتی تھی جس کی اصلاح آپؐ نے یہاں تک فرمائی کہ آج کل بھی مسلمان قومیں باوجود تنزل کے ان مشرکانہ توہمات سے محفوظ ہیں۔

چنانچہ مذکورہ بالا خبروں کے ساتھ مصر، شام، پاکستان اور ایران وغیرہ اسلامی ممالک سے متعلق یہ خوش کن خبر بھی اخبارات میں آچکی ہے کہ وہ پُر اُمید ہیں۔ مصری اور عرب کے ہیئت دانوں نے اعلان کیا ہے کہ انہیں کوئی خطرہ نہیں۔ خطرہ اگر ہے تو بھارت یا یونان، ہندو یا عیسائی ممالک کو ہے جن کی اکثریت مشرک اور اوہام پرست ہے اور وہاں کے لوگ اس دہشتناک خبر سے ہراساں اور ترساں ہیں۔

ان تازہ خبروں سے حدیث زیر باب کے اس پس منظر کی تصدیق ہوتی ہے جس کا ذکر عبداللہ بن دینار نے کیا ہے۔ یہ قیاس ہی نہیں بلکہ امر واقعہ ہے۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات بارش ہونے پر فرمایا کہ آج بعض لوگوں نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مومن ہیں اور ستاروں کی تاثیرات کے منکر اور بعض اللہ تعالیٰ کے منکر اور ستاروں کے مومن غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح تعلیم اور تربیت کا مبارک نتیجہ یہ ہے کہ آج تک مسلم قومیں اس مشرکانہ ذہنیت سے محفوظ ہیں۔

اَلسَّاعَة سے قومی تباہی بھی مراد ہوتی ہے۔(دیکھئے کتاب الایمان، تشریح باب ۳۷، کتاب العلم، تشریح باب ۲۱)

رمّالوں، جوتشیوں، کاہنوں اور ہیئت دانوں کی مذکورۃ النوع پیشگوئیوں کے برعکس سرچشمہ وحیٔ الٰہی سے خبر پانے والے انبیاء اور رسل کے تحدی آمیز اعلانات ہیں جو یقینی اور حتمی انذار و تبشیر کی خبروں پر مشتمل ہوتے ہیں اور بالکل مخالفانہ حالات میں غیر متوقع طور پر پورے ہو کر خدا نمائی کا ذریعہ بنتے اور مردہ ایمانوں کو زندہ کر کے بنی نوع انسان کے تزکیہ نفس اور برکات کا موجب ہوتے ہیں۔"

(صحیح البخاری، ترجمہ وشرح، کتاب التفسیر، سورۃ الرعد، جلد ۱۰ صفحہ ۴۶۲ تا ۴۶۴)

وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَبَ: جو تم سے یہ بیان کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے تو اس نے یقیناً جھوٹ بولا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کی ذات تو مخفی در مخفی اور غیب در غیب اور وراء الوراء ہے اور کوئی عقل اس کو دریافت نہیں کر سکتی جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ (الأنعام: ۱۰۴) یعنی بصارتیں اور بصیرتیں اسکو پا نہیں سکتیں اور وہ اُن کے انتہا کو جانتا ہے اور اُن پر غالب ہے۔ پس اُس کی توحید محض عقل کے ذریعہ سے غیر ممکن ہے کیونکہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ انسان آفاقی باطل معبودوں سے کنارہ کرتا ہے یعنی بتوں یا انسانوں یا سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے دستکش ہوتا ہے۔ ایسا ہی انفسی باطل معبودوں سے پرہیز کرے یعنی اپنی روحانی جسمانی طاقتوں پر بھروسہ کرنے سے اور اُن کے ذریعہ سے عُجب کی بلا میں گرفتار ہونے سے اپنے تئیں بچاوے۔ پس اِس صورت میں ظاہر ہے کہ بجز ترک خودی

اور رسول کا دامن پکڑنے کے توحید کامل حاصل نہیں ہوسکتی۔ اور جو شخص اپنی کسی قُوت کو شریک باری ٹھہراتا ہے وہ کیونکر موحد کہلا سکتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ٢٢، صفحہ ١٤٧، ١٤٨)

بَاب ٥: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ (الحشر: ٢٤)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: وہ ہر عیب سے سلامت ہے (اور دوسروں کو سلامت رکھتا ہے) سب کو امن دینے والا ہے

٧٣٨١: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَقُولُ السَّلَامُ عَلَى اللهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ وَلَكِنْ قُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

٧٣٨١: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ زُہیر نے ہمیں بتایا۔ مغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ شقیق بن سلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: حضرت عبداللہؓ کہتے تھے: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔ ہم کہتے: اللہ پر سلامتی ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) فرمایا: اللہ تو خود السّلام ہے بلکہ تم یوں کہا کرو: تمام زبانی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں بھی (اللہ ہی کے لئے ہیں) اے نبی تجھ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں اور سلامتی ہو ہم پر بھی اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔

أطرافُه: ٨٣١، ٨٣٥، ١٢٠٢، ٦٢٣٠، ٦٢٦٥، ٦٣٢٨-

تشریح: السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: وہ ہر عیب سے سلامت ہے (اور دوسروں کو سلامت رکھتا ہے) سب کو امن دینے والا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کا ایک نام اَلسَّلَامُ ہے۔ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے اس لفظِ سَلَام کو مختلف پیرایوں میں استعمال فرمایا ہے۔ اپنی صفت کے حوالے سے بھی بیان فرمایا ہے اور مومنوں کو اس صفت کو اختیار کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بھی فرمایا ہے۔ اس کے معانی مختلف مفسرین اور اہل لغت نے کئے ہیں، تفسیر الطبری میں علامہ ابو جعفر محمد کہتے ہیں کہ اَلسَّلَامُ وہ ذات ہے جس کی مخلوق اس کے ظلم سے محفوظ رہے۔

پھر ابو الحسن الترمذی کے نزدیک اَلسَّلَامُ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اَلسَّلَامُ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ہر نقص، عیب اور فنا سے سلامت ہے۔ جبکہ بعض دوسرے علماء کے نزدیک وجہ تسمیہ یہ ہے یعنی اس نام کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان آفتوں سے سلامت ہے جو دوسروں کو تغیر اور فنا وغیرہ کی پہنچتی رہتی ہیں۔ نیز یہ کہ وہ ایسا باقی رہنے والا دائمی وجود ہے کہ تمام مخلوقات فنا ہو جائیں گی مگر اس پر فنا نہیں۔ وہ ہر ایک چیز پر دائمی قدرت رکھنے والا ہے۔

پھر تفسیر رُوح البیان میں لکھا ہے اَلسَّلَامُ ہر قسم کی آفت اور نقص سے محفوظ ہے، تمام تر نقائص سے پاک ہونے کی وجہ سے اور سلامتی عطا کرنے میں بڑھا ہوا ہونے کی وجہ سے اُسے اَلسَّلَامُ کہا گیا ہے۔ اور اَنْتَ السَّلَامُ حدیث میں آتا ہے، (ترمذی کتاب الصلاۃ باب مایقول اذا سلم من الصلاۃ حدیث: ٣٠٠) نماز کے بعد جو دعا پڑھتے ہیں اس میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ تُو وہ ذات ہے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہے اور ہر قسم کے نقص اور کمی سے مبرّا ہے۔

اور حدیث میں جو یہ ہے کہ مِنْكَ السَّلَامُ تو اس سے مراد یہ ہے کہ تُو وہ ذات ہے جو ایک بے کس شخص کو ناپسندیدہ اور تکلیف دِہ امور سے محفوظ کرتی ہے اور دونوں جہانوں کی تکلیفوں اور مصیبتوں سے چھٹکارا دلاتی ہے اور تُو وہ ذات ہے جو ایمان لانے والوں کے گناہوں اور عیوب کی پردہ پوشی کرتی ہے جس کی وجہ سے وہ قیامت والے دن کی رسوائی سے سلامتی میں ہوں گے۔ یہ لکھتے ہیں کہ مِنْكَ

السَّلَام کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جنت میں مومنوں پر سلامتی کا تحفہ عطا کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ یعنی ان کو سلام کہا جائے گا جو بار بار کرم کرنے والے ربّ کی طرف سے ان کے لئے پیغام ہو گا۔ تو اس لفظ سَلَام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مکمل حفاظت کا پیغام اور وعدہ دے دیا ہے۔ اُس خدا کی طرف سے جو رحم کرنے والا خدا ہے اور بار بار رحم کرنے والا خدا ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی آیت ہے لیکن ایک عظیم پیغام اپنے اندر رکھتی ہے کہ اس سلامتی کے تحفے کو حاصل کرنے کے لئے، اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مورد بننے کے لئے اور اگلے جہان میں بھی اس سے فیض پانے کے لئے تم بھی اپنے اندر، آپس میں، یہ روح پیدا کرو۔ آپس کے تعلقات میں یہ روح پیدا کرو۔ ایک دوسرے کو سلامتی بھیجو تو یہ تحفہ تمہیں ملتا رہے گا۔ پھر اس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ آپس کی سلامتی کے تحفے سے جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر کے جنت میں جگہ پاؤ گے وہاں اس دنیا میں بھی سلامتی کی وجہ سے اپنے روح و دماغ کو بھی امن میں رکھو گے اور تمہارے لئے، اپنی ذات کے لئے بھی اور اپنے ماحول کے لئے بھی مکمل خوشی پہنچانے والی چیز ہو گی اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے حصول کا بھی یہ ایک عظیم راستہ ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک سَلَام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں رکھا ہے اس لئے تم آپس میں سَلَام کو پھیلاؤ۔ (الادب المفرد لامام بخاریؒ باب السلام من اسماء اللہ عزوجل حدیث نمبر ۱۰۱۹)"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱؍مئی ۲۰۰۷ء، جلد ۵ صفحہ ۱۹۳، ۱۹۴)

پھر اللہ تعالیٰ کی صفت المؤمن کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا ایک نام مُؤۡمِن ہے...... مُؤۡمِنۡ کے معنی امن دینے والے کے کئے گئے ہیں۔ پس ہر شخص کا انفرادی امن بھی اور معاشرے کا امن بھی اور دنیا کا امن بھی اُس ذات کے ساتھ وابستہ رہنے سے ہے جو امن دینے والی ذات ہے جس کا

ایک صفاتی نام...... اَلْمُؤْمِنُ ہے۔ پس اس نام سے فیض بھی وہی پائے گا جو اللہ تعالیٰ کے حکم صِبْغَةَ اللهِ کہ اللہ کے رنگ میں رنگین ہو، پر عمل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اِس سے دُور ہو کر ہر امن کی کوشش رائیگاں جائے گی۔ ہر کوشش کا آخری نتیجہ ذاتی مفادات کے حصول کی کوشش ہوگا نہ کہ امن۔ اور یہ امن اسی کو مل سکتا ہے جن کا ایمان کامل ہو۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۰۶/جولائی ۲۰۰۷ء جلد ۵ صفحہ ۲۷۹)

قُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ: تم یوں کہا کرو: تمام زبانی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

”بعض لوگ اپنی مذکورہ بالا دعا میں اللہ تعالیٰ کو بھی شامل کر لیتے تھے اور یہ کہتے: اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادِهِ یعنی اللہ تعالیٰ پر اس کے بندوں کی طرف سے سلامتی ہو۔ اس سے مشرک اقوام کے نقطۂ نظر کا پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے خداؤں کو بھی اپنی سلامتی کا محتاج سمجھتی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر صحابہؓ کو اس سے روک دیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تو خود سراسر سلامتی ہے۔ وہ اپنے بندوں کی دعاؤں کا محتاج نہیں۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ نے پھر کبھی یہ دعا نہیں کی۔ شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے الفاظِ دعا اور اس کا طریق اپنے متبعین کو اللہ تعالیٰ کی ہدایات اور روح القدس کی خاص تجلی سے خود سکھایا ہے تاوہ کوئی غلط راہ اختیار نہ کر لیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا دعا اَلتَّحِيَّاتُ بھی ایک نمونہ ہے، آپ کی دعاؤں کا۔

اَلتَّحِيَّاتُ جمع ہے اَلتَّحِيَّةُ کی۔ تَحِيَّةٌ وہ کلماتِ تعظیم ہیں جن کے ساتھ بادشاہوں کو مخاطب کیا جاتا تھا اور اس تحیۃ میں نہ صرف حمد وثناء کے القاب و خطابات ہی ہوتے تھے، بلکہ بادشاہوں کی سلامتی اور وقار کی دعائیں بھی شامل ہوتی تھیں۔ جس کی وجہ سے تحیۃ کا لفظ جو کہ حیات سے مشتق ہے اختیار کیا گیا ہے۔ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ کے یہ معنی ہیں کہ تمام کے تمام وہ القابِ تعظیم اور کلماتِ ثناء و حمد اور دعائیں جن کے ساتھ دنیا کے بادشاہ و معبود مخاطب کئے جاتے ہیں، صرف اللہ ہی ان کا حق دار ہے۔ یعنی وہ عبادتیں جن کا تعلق زبان سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہی مخصوص

ہیں۔ اس اقرار کے بعد ایک سچا عابد اپنے لئے کسی لقب کا بھی متمنی نہیں ہوتا اور اسی مفہوم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام الہاماً مخاطب کئے گئے ہیں: قُلْ هٰذَا فَضْلُ رَبِّيْ وَاِنِّيْ اُجَرِّدُ نَفْسِيْ مِنْ ضُرُوْبِ الْخِطَابِ (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۷۳، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۷۳) " یعنی کہہ دو کہ یہ میرے ربّ کا فضل ہے اور میں اپنے نفس کو ہر قسم کے القاب سے الگ رکھتا ہوں" مگر آج علماء کا نفس راضی نہیں ہوتا جب تک مولانا وغیرہ کے القاب سے مخاطب نہ کئے جائیں۔ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ کے بعد یہ الفاظ ہیں: وَالصَّلَوَاتُ یعنی تمام قسم کی نمازیں بھی اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اَلصَّلٰوۃُ سے مراد وہ عبادت ہے جس کا تعلق بدن کے تمام اعضاء اور ان کی اطاعت کے ساتھ ہے۔ وَالطَّيِّبَاتُ یعنی تمام مالی عبادتیں جو طَيِّبٌ یعنی ہر قسم کے مشرکانہ خیالات اور حرام اور ناجائز کمائی سے پاک اور خالص کسبِ حلال کا نتیجہ ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں۔ ال (الف۔لام) استغراق کا ہے جس کی وجہ سے اردو ترجمہ میں تمام کا لفظ اختیار کیا گیا ہے۔

یہ تشہد یعنی اقرارِ عبودیت مسلمان کی تمام عبادتوں کا خلاصہ ہے۔ جو وہ بیٹھ کر اطمینانِ قلب اور عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور بار بار کرتا ہے اور یہ عطر ہے اس عبودیت کا جس کا عہد وہ الفاظ اِيَّاكَ نَعْبُدُ سے کھڑے ہو کر کرتا ہے۔ اسی عبودیت کے نتیجے میں عابد کو تین چیزوں کے وارث ہونے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اول: سلامتی یعنی ہر بلاء وشر سے محفوظ رہنا۔ دوم: رحمتِ الٰہی جو مختلف قسم کی نعمتوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ سوم: برکت یعنی غیر معمولی ترقی۔ اس وعدے کے پیشِ نظر ایک عابد مسلمان کے منہ سے یہ دعا بھی بحالتِ تشہد کرائی جاتی ہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ یعنی اے نبی! تجھ پر سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں ہوں۔ سب سے پہلے اس جامع دعا کے مستحق سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جنہوں نے مذکورہ بالا تینوں قسم کی عبادتوں میں اعلیٰ درجہ کا اسوۂ حسنہ پیش کیا۔ یہ جملہ علاوہ دعا کے ایک پیشگوئی بھی ہے جو قرآن مجید کی آیات سے اخذ کی گئی ہے۔ دیکھئے: سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ

(یٰسٓ:۵۹) "سلام" کہا جائے گا ربِّ رحیم کی طرف سے۔ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ (الصافات:۱۸۲) اور سلام ہو سب مُرسَلین پر۔ وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ (الزمر:۷۴) تب اس کے داروغے ان سے کہیں گے تم پر سلامتی ہو۔ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ (ابراهیم:۲۴) ان کا تحفہ ان (جنتوں) میں سلام ہو گا۔ قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا (هود:۴۹) (تب) کہا گیا اے نوح! تو ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ اُتر۔

اس کے بعد یہ دعا ہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ: یعنی ہم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔ یہ حصہ دعا بھی قرآن مجید سے ماخوذ ہے وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ (الزمر:۷۴) اور اس کے داروغے ان سے کہیں گے تم پر سلامتی ہو۔ سلامتی اور رحمت کی دعا تمام لوگوں کے لئے بھی کی جاتی ہے جب دائیں بائیں سلام پھیرا جاتا ہے۔"

(صحیح البخاری، ترجمہ و شرح، کتاب الأذان، جلد ۲ صفحہ ۲۳۰ تا ۲۳۲)

بَاب ٦: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى مَلِكِ النَّاسِ ○ (الناس:۳)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: (وہ ربّ) جو تمام انسانوں کا بادشاہ (بھی) ہے

فِيهِ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس کے متعلق حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

٧٣٨٢: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ هُوَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْبِضُ اللهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ؟

۷۳۸۲: احمد بن صالح نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہمیں بتایا کہ یونس نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سعید سے جو مسیب کے بیٹے ہیں، سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ قیامت کے روز اپنی قدرت کاملہ سے زمین کو

وَقَالَ شُعَيْبٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ مِثْلَهُ.

سمیٹ لے گا اور آسمان کو لپیٹ دے گا۔ پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں۔ زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟ اور شعیب اور زبیدی اور ابن مسافر اور اسحاق بن یحییٰ نے بھی زُہری سے، زہری نے ابوسلمہ سے یہی نقل کیا۔

أطرافه: ۴۸۱۲، ۶۵۱۹، ۷۴۱۳۔

تشریح: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى مَلِكِ النَّاسِ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: (وہ ربّ) جو تمام انسانوں کا بادشاہ (بھی) ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”مالک لغت عرب میں اس کو کہتے ہیں جس کا اپنے مملوک پر قبضہ تامہ ہو اور جس طرح چاہے اپنے تصرف میں لا سکتا ہو اور بلا اشتراک غیر اس پر حق رکھتا ہو اور یہ لفظ حقیقی طور پر یعنی بلحاظ اس کے معنوں کے بجز خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے پر اطلاق نہیں پا سکتا کیوں کہ قبضہ تامہ ہو اور تصرف تمام اور حقوق تامہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کے لئے مسلّم نہیں۔“ (منن الرحمٰن، روحانی خزائن جلد ۹ حاشیہ صفحہ ۱۵۲، ۱۵۳)

وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ: (اللہ) آسمان کو اپنی قدرتِ کاملہ سے لپیٹ دے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”قرآنِ کریم کے ہر یک لفظ کو حقیقت پر حمل کرنا بھی بڑی غلطی ہے۔ اللہ جلّ شانہ کا یہ پاک کلام بوجہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت کے استعارات لطیفہ سے بھرا ہوا ہے۔...... اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے: وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ (الزمر:۶۸) یعنی دنیا کے فنا کرنے کے وقت خدا تعالیٰ آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ سے لپیٹ لے گا۔...... پھر ایک دوسری آیت...... یہ ہے: يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ○ (الانبیاء:۱۰۵) یعنی ہم اس دن آسمانوں کو ایسا لپیٹ لیں گے جیسے ایک خط متفرق مضامین کو اپنے اندر لپیٹ لیتا ہے۔ اور جس طرز سے ہم نے اس عالم کو وجود کی طرف حرکت دی

تھی انہیں قدموں پر پھر یہ عالم عدم کی طرف لوٹایا جائے گا یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے جس کو ہم کرنے والے ہیں۔ بخاری نے بھی اس جگہ ایک حدیث لکھی ہے جس میں جائے غور یہ لفظ ہیں: وَتَكُونُ السَّمٰوٰتُ بِيَمِينِهِ[1] یعنی لپیٹنے کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ میں چھپالے گا اور جیسا کہ اب اسباب ظاہر اور مسبب پوشیدہ ہے اس وقت مسبب ظاہر اور اسباب زاویہ عدم میں چھپ جائیں گے اور ہر یک چیز اس کی طرف رجوع کر کے تجلیات قہریہ میں مخفی ہو جائے گی۔ اور ہر یک چیز اپنے مکان اور مرکز کو چھوڑ دے گی اور تجلیات الٰہیہ اس کی جگہ لیں گی اور علل ناقصہ کے فنا اور انعدام کے بعد علت تامہ کاملہ کا چہرہ نمودار ہو جائے گا۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ○(الرحمٰن:۲۷، ۲۸) [2] لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ○ (المؤمن:۱۷) [3] یعنی خدا تعالیٰ اپنی قہری تجلّی سے ہر یک چیز کو معدوم کر کے اپنی وحدانیت اور یگانت دکھلائے گا اور خدا تعالیٰ کے وعدوں سے مراد یہ بات نہیں کہ اتفاقاً کوئی بات منہ سے نکل گئی اور پھر ہر حال گلے پڑا ڈھول بجانا پڑا کیونکہ اس قسم کے وعدے خدائے حکیم وعلیم کی شان کے لائق نہیں یہ صرف انسان ضعیف البنیان کا خاصہ ہے جس کا کوئی وعدہ تکلف اور ضعف یا مجبوری اور لاچاری کے موانع سے ہمیشہ محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اور باایں ہمہ تقریبات اتفاقیہ پر مبنی ہوتا ہے نہ علم اور یقین اور حکمت قدیمہ پر۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدے اس کی صفات قدیمہ کے تقاضا کے موافق صادر ہوتے ہیں اور اس کے مواعید اس کی غیر متناہی حکمت کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ حاشیہ صفحہ ۱۵۰ تا ۱۵۵)

---

[1] (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ، روایت نمبر ۷۴۱۲)

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "ہر چیز جو اِس پر ہے فانی ہے۔ مگر تیرے ربّ کا جاہ وحشم باقی رہے گا جو صاحب جلال واِکرام ہے۔"

[3] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "آج کے دن بادشاہت کس کی ہے؟ اللہ ہی کی ہے جو اکیلا (اور) صاحب جبروت ہے۔"

بَاب ۷

قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (ابراهيم:٥)(النحل:٦١)(العنكبوت:٤٣)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور وہ کامل طور پر غالب (اور) صاحب حکمت ہے

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ (الصّافات:١٨١) وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ (المنافقون:٩) وَمَنْ حَلَفَ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهِ.

(اور یہ فرمانا:) تیرا ربّ جو تمام بڑائیوں کا مالک ہے، ان کی بیان کردہ باتوں سے پاک ہے۔ (اور یہ فرمانا:) اور عزت اللہ اور اس کے رسول کو ہی حاصل ہے۔ اور جس شخص نے اللہ اور اس کی صفات کی قسم کھائی۔

وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ جَهَنَّمُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ. وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْقَى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَهُوَ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُولًا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ. وَقَالَ أَيُّوبُ وَعِزَّتِكَ لَا غِنَى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ.

اور حضرت انسؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم کہے گی بس بس تیری عزت کی قسم۔ اور حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا: ایک شخص جنت اور آگ کے درمیان رہ جائے گا۔ وہ دوزخیوں میں سے سب سے آخری ہوگا جو جنت میں داخل ہوگا۔ وہ کہے گا: اے میرے ربّ! میرا منہ آگ سے پھیر دے۔ تیری عزت کی ہی قسم۔ نہیں میں اس کے سوا تجھ سے اور کچھ نہیں مانگوں گا۔ (اس حدیث میں) حضرت ابوسعیدؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے فرمایا: تمہیں یہ بھی دیا جائے گا اور اس سے دس گنا اور بھی۔ اور حضرت ایوبؑ نے کہا: تیری عزت کی قسم ہے تیری برکت سے میں بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

۷۳۸۳: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ.

۷۳۸۳: ابومعمر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہمیں بتایا۔ حسین معلم نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن بریدہ نے مجھے بتایا۔ عبداللہ نے یحییٰ بن یعمر سے، یحییٰ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: میں تیری ہی عزت کی پناہ لیتا ہوں۔ تو وہ ذات ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ تو ہی ہے وہ جو مرتا نہیں اور جن وانس سب مرتے ہیں۔

۷۳۸٤: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُلْقَى فِي النَّارِ ح. وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ ح. وَعَنْ مُعْتَمِرٍ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ يُلْقَى فِيهَا وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَضَعَ فِيهَا رَبُّ الْعَالَمِينَ قَدَمَهُ فَيَنْزَوِي بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ ثُمَّ تَقُولُ قَدْ قَدْ بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ وَلَا تَزَالُ الْجَنَّةُ تَفْضُلُ حَتَّى يُنْشِئَ اللهُ لَهَا خَلْقًا

۷۳۸۴: ابوالاسود کے بیٹے نے ہم سے بیان کیا کہ حرمی نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: آگ میں لوگوں کو ڈالا جائے گا۔ نیز خلیفہ نے مجھ سے کہا کہ یزید بن زُرَیع نے ہم سے بیان کیا کہ سعید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ نیز (خلیفہ نے یہ جو کہا:) معتمر سے مروی ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: (لوگ) اس میں برابر ڈالے چلے جائیں گے اور وہ یہی کہتی جائے گی کیا کچھ اور بھی ہیں۔ یہاں تک کہ رب العالمین اس میں اپنا قدم رکھے گا اور وہ

فَيُسْكِنَهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ.

ادھر ادھر ہٹ کر سمٹ جائیں گی پھر کہے گی: بس بس تیری عزت اور تیری عظمت کی ہی قسم اور جنت میں ہمیشہ جگہ بچی رہے گی یہاں تک کہ اللہ اس کے لئے ایک مخلوق پیدا کرے گا اور جنت کی بچی ہوئی جگہ میں انہیں آباد کرے گا۔

أطرافه: ٤٨٤٨، ٦٦٦١۔

تشریح: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور وہ کامل طور پر غالب (اور) صاحب حکمت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کی ایک صفت عزیز ہے...... مفردات امام راغب میں لکھا ہے کہ اَلْعَزِيْز وہ جو غالب ہو اور مغلوب نہ ہو۔ یعنی جو دوسروں کو دبا لے اور اُسے کوئی دبا نہ سکے، اس پر غلبہ نہ پا سکے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یعنی وہ یقیناً غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ پھر امام راغب نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (المنافقون:۹) اس کا ترجمہ ہے اور عزت اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کو ہی حاصل ہے۔ عزت کا مطلب بھی قوت، طاقت اور غلبہ ہے۔ یہ لکھتے ہیں کہ وہ عزت جو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کو حاصل ہے یہی ہمیشہ باقی رہنے والی دائمی اور حقیقی عزت ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ آیت مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا، اس کے معنی ہیں کہ جو شخص معزز بننا چاہتا ہے اُسے چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے عزت حاصل کرے۔ کیونکہ سب قسم کی عزت خدا ہی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ امام راغب قرآنی آیات کے حوالے سے ہی عموماً معانی بیان کرتے ہیں۔ پھر لسان العرب میں اس کے معنی یوں بیان ہوئے ہیں۔ اَلْعَزِيْزُ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اس کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ زُجاج کہتے ہیں کہ عزیز وہ ذات ہے جس تک رسائی ممکن نہ ہو اور کوئی شے اسے مغلوب نہ کر سکتی ہو۔ بعض کے نزدیک اَلْعَزِيْزُ وہ ذات ہے جو قوی ہو اور ہر ایک چیز پر غالب ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اَلْعَزِيْزُ وہ ذات ہے

جس کی کوئی مثل نہیں۔ اَلْمُعِزّ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور وہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جسے چاہے عزت عطا کرتا ہے۔ اَلْعِزُّ ذلّت کے مقابلے پر عزت استعمال ہوتا ہے اَلْعِزُّ کا اصل مطلب قوت، شدت اور غلبہ ہے، اَلْعِزُّ وَالْعِزَّۃُ کے معانی ہیں اَلرِّفْعَۃُ وَالْاِمْتِنَاعُ۔ وہ بلندی کہ جس تک رسائی نہ ہو سکے۔

اس ساری وضاحت کا خلاصہ یہ نکلا کہ عزیز خدا تعالیٰ کا نام ہے جو کاملیت اور جامعیت کے لحاظ سے صرف خدا تعالیٰ پر ہی صادق آتا ہے اور وہی ہے جس کی طرف تمام عزتیں منسوب ہیں۔ وہی ہے جو اپنے پر ایمان لانے والوں اور اپنے رسول کو طاقت و قوت عطا فرماتا ہے جو ان کے غلبہ کا موجب بنتی ہے۔ پس اس غالب اور سب طاقتوں کے مالک خدا سے تعلق جوڑنا ہی ایک انسان کو قوت و طاقت عطا فرماتا ہے۔" (خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹/ اکتوبر ۲۰۰۷ء، جلد ۵ صفحہ ۴۲۳، ۴۲۴)

نیز آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے صفت عَزِیْز کا جہاں بیان فرمایا ہے ان آیات میں تقریباً نصف جگہ پر عَزِیْز اور حَکِیْم کو ملا کر بیان کیا ہے۔...... اَلْحَکِیْم حکمت والے کو کہتے ہیں۔ ...... اور اَلْحِکْمَۃ سے مراد یہ ہے کہ افضل ترین اشیاء پر افضل علوم کے ذریعہ اطلاع پانا۔ اور اس کو بھی اَلْحَکِیْم کہتے ہیں جو مختلف امور کے اَسرار و رموز کو مدنظر رکھ کر انہیں عمدگی اور مہارت سے بجالائے۔ یعنی افضل ترین اشیاء بہترین اشیاء، مثلاً پیدائش کے لحاظ سے، خصوصیات کے لحاظ سے، بناوٹ کے لحاظ سے، مقام کے لحاظ سے، مرتبہ کے لحاظ سے، علم کے لحاظ سے، غرض ہر لحاظ سے جو بہترین چیزیں ہیں ان کا کامل علم اور مکمل طور پر احاطہ کرنا، یہ حکمت سے مراد ہے۔"

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۷/ دسمبر ۲۰۰۷ء، جلد ۵ صفحہ ۴۹۱)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اَلْعَزِیْز اور اَلْحَکِیْم کی صفات آخر میں اس لئے رکھی ہیں تا اس طرف اشارہ ہو کہ غالب ہی اپنی طاقت کا اظہار کر سکتا ہے اور الحکیم ہی حکمتوں کو بیان کر سکتا ہے اس لیے یقیناً اس کی تعلیم اعلیٰ ہوگی اور انسان کی نجات کا موجب ہوگی۔ ورنہ

جو حکیم نہیں اور عزیز نہیں وہ اوّل تو پُر حکمت کلام نہیں کر سکتا اور اگر کوئی بات کرے گا تو اس کے پورا کرنے کی اس میں طاقت نہ ہوگی۔ ان صفات سے یوم آخر کا بھی ثبوت پیش کیا اور بتایا کہ خدائے حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہو سکتا اور بغیر یوم آخرت کے انسانی پیدائش ایک بے حکمت فعل رہ جاتی ہے۔ اسی طرح عزیز خدا کا غلبہ کامل اس دنیا میں نہیں ہو سکتا، اس کے لئے یوم آخر کی ضرورت ہے۔ اگر کہو اس دنیا میں کیوں نہیں ہو سکتا تو اس کا جواب صفت حکیم ہے یعنی اسی دنیا میں کامل غلبہ ظاہر ہو تو ایمان فضول ہو جاتا ہے۔"

(تفسیر کبیر سورۃ النحل، آیت ۶۱، جلد ۴ صفحہ ۱۸۶)

"وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ فرما کر اس طرف اشارہ کیا کہ انسان کو کامیابی اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے جب وہ ایک غالب ہستی سے تعلق رکھے جیسے کسی نے کہا ہے:

" یارِ غالب شَو کہ تا غالب شوی "

اور غالب ہستی سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔ مگر محض غلبہ کے نتیجہ میں چونکہ یہ ڈر بھی ہو سکتا ہے کہ دوسرے لوگ ناانصافی کا شکار نہ ہو جائیں اس لئے خدا تعالیٰ صرف عزیز ہی نہیں بلکہ وہ حکیم بھی ہے یعنی اس کے تمام کام اور تمام حکم حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔ ان میں کسی ظلم یا حق تلفی کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔ پس انسان کی سلامتی کی یہی راہ ہے کہ وہ عنکبوت کی سی خیالی پناہ گاہوں کو چھوڑ کر عزیز اور حکیم خدا سے اپنا تعلق پیدا کرے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ العنکبوت آیت ۴۳، جلد ۷ صفحہ ۶۳۶)

بَاب ۸

قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ (الأنعام: ۷۴)

اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو حق (وحکمت) کے ساتھ پیدا کیا ہے

۷۳۸۵: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ

۷۳۸۵: قبیصہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن جریج سے، ابن جریج

طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو مِنَ اللَّيْلِ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ قَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ لِي غَيْرُكَ.

نے سلیمان سے، سلمان نے طاؤس سے، طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! سب خوبیاں تیری ہی ہیں، تو ان آسمانوں کا اور اس زمین کا ربّ ہے، سب خوبیاں تیری ہی ہیں، تو ان آسمانوں کا اور اس زمین کا قائم رکھنے والا ہے اور ان کا بھی جو ان میں ہیں۔ سب خوبیاں تیری ہیں، تو ان آسمانوں کا اور اس زمین کا نور ہے، تیری بات نہایت سچی اور تیرا وعدہ نہایت پکا اور تجھ سے ملنا بھی برحق ہے اور جنت بھی یقیناً ہے اور دوزخ بھی یقیناً ہے اور وہ گھڑی بھی یقیناً ہے۔ اے اللہ! میں اپنے تئیں تیرے سپرد کر چکا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر ہی بھروسا کیا اور تیری طرف جھک گیا اور تیرے وسیلہ سے ہی دشمنوں کا مقابلہ کیا اور تیرے ہی پاس فیصلہ کے لئے جھگڑے کو لایا ہوں۔ میری کوتاہی پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے تو مجھے معاف کر، اس کو بھی جو قبل از وقت کر دی اور اس پر بھی جس میں میں نے تاخیر کر دی ہے، اور اس کو بھی جو میں نے پوشیدہ رکھا ہے اور اس کو بھی جس کا میں نے اظہار کیا، تو ہی میرا معبود ہے تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں۔

حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

ثابت بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے

بِهَذَا وَقَالَ أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ. ہم سے یہی بیان کیا اور یہ بھی کہا تو حق ہے اور تیری بات بھی حق ہے۔

أطرافه: ١١٢٠، ٦٣١٧، ٧٤٤٢، ٧٤٩٩۔

تشریح: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ: اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو حق (وحکمت) کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے اپنے خالق ہونے کا ذکر قرآنِ کریم میں بے شمار جگہ پر کیا ہے۔ اور مختلف پیرایوں میں ہمیں سمجھایا ہے کہ میں خالق ہوں۔ تمہیں پیدا کرنے والا ہوں۔ اس کے باوجود تم میرے صحیح عبد نہیں بنتے۔...... ازہری کے نزدیک اَلْخَالِق اور اَلْخَلَّاق اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ میں سے ہیں اور الف اور لام کے ساتھ یعنی اَلْ کے ساتھ یہ صفت اللہ کے سوا کسی غیر کے لئے استعمال نہیں ہوتی اور اس سے مراد وہ ذات ہے جو تمام اشیاء کو نیست سے پیدا کرتی ہے اور لفظ خَلْق کا بنیادی معنی اندازہ لگانا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ چیزوں کے وجود کا اندازہ کرنے کے اعتبار سے اور پھر اس اندازے کے مطابق انہیں وجود بخشنے کے اعتبار سے خالق کہلاتا ہے۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۷/ مئی ۲۰۱۰ء، جلد ۸ صفحہ ۲۱۴، ۲۱۵)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ اپنے عزیز اور حکیم ہونے کے ثبوت میں آسمانوں اور زمین کی تخلیق کو پیش کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر بڑی بڑی طاقتور قوموں اور حکومتوں کی تباہی دیکھ کر بھی تمہیں خدا تعالیٰ کے عزیز اور حکیم ہونے کا ثبوت نظر نہیں آتا تو تم آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر غور کرو۔ تمہیں معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو ایک نہایت پختہ اور اٹل قانون کے ماتحت بنایا ہے۔ یعنی ان میں ایسے قوانین جاری کئے ہیں جن کو کوئی شخص بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ایک دہریہ اپنی زبان سے خدا تعالیٰ کا انکار تو کر سکتا ہے لیکن وہ خدائے عزیز کے قانون کو بدل کر کانوں سے بولنے اور زبان سے سننے کا کام نہیں لے سکتا۔ اسی طرح اگر وہ چاہے کہ آگ انسانی جسم کو نہ جلائے یا ٹھنڈا پانی اس کے جسم کو ٹھنڈا نہ کرے تو وہ ایسا

نہیں کر سکتا۔ یا اگر وہ سورج اور چاند اور ستاروں کے افعال میں کوئی تغیر پیدا کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔ وہ اگر تیز مرچ استعمال کرے گا تو خدائے عزیز کا قانون اسے پیچش کی صورت میں اُس کے اِس جرم کی ضرور سزا دے گا اور اگر وہ اسے دور کرنا چاہے گا تو پھر بھی اُسے خدا تعالیٰ کے ایک دوسرے قانون کی طرف جانا پڑے گا یعنی ایسی اشیاء استعمال کرنی پڑیں گی جو اُن مرچوں کے اثر کو باطل کر دیں۔ بہر حال خدا تعالیٰ کا قانون اس پر غالب ہے اور پھر آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے خدا تعالیٰ کا حکیم ہونا بھی ظاہر ہے کیونکہ دنیا کے تمام علوم کی بنیادیں اشیاء کے غیر متبدل خواص اور قدرت کے اٹل قوانین پر ہیں۔ اگر آگ کبھی جلاتی اور کبھی نہ جلاتی یا پانی کبھی پیاس بجھاتا اور کبھی آگ لگا دیتا تو سائنس کبھی ترقی نہ کر سکتی۔ پس جہاں انبیاء کے مخالفین کی تباہی خدا تعالیٰ کے غالب اور حکیم ہونے کا ثبوت ہے۔ وہاں زمین و آسمان کا اٹل قوانین پر مبنی ہونا بھی بتا رہا ہے کہ خدا تعالیٰ ہی سب پر غالب ہے۔

پھر زمین و آسمان کی پیدائش کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ اتنے بڑے کارخانہ پر غور کر کے تم سمجھ سکتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ اگر یہ تمام نظام صرف اس لیے ہوتا کہ انسان اس پر چند دن زندگی گذارے اور پھر ہمیشہ کے لئے فنا ہو جائے تو یقیناً یہ تمام کام عبث ٹھہرتا۔ پس آسمان اور زمین کی پیدائش خود اپنی ذات میں اس بات کا ثبوت ہے کہ انسان ایک بہت بڑے مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور موت صرف جسم اور روح کے جدا ہو جانے کا نام ہے ورنہ زندگی غیر محدود ہے۔ اور ہر انسان اپنے اعمال کے مطابق آئندہ ترقی یا تنزل کے راستہ پر چلنے والا ہے۔ اسی طرح زمین و آسمان کی پیدائش کا ذکر کر کے دشمنانِ انبیاء کو اس طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ جس طرح زمین آسمانوں کے بغیر اپنی طاقت اور قابلیت کا اظہار نہیں کر سکتی اسی طرح جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں آسمانی ہدایت کی ضرورت نہیں، صرف اپنی عقل اور دماغ سے کام لے کر وہ ترقی کر سکتے ہیں وہ بھی اپنی تباہی کا اپنے ہاتھوں سامان

کرتے ہیں کیونکہ زمین اسی صورت میں کام کے قابل ہو سکتی ہے جب اس پر آسمان ہو۔اسی طرح کوئی عقل انسانی راہنمائی کے لئے کافی نہیں جب تک آسمان سے الہام کا پانی نازل نہ ہو۔ اگر وہ آسمان روحانی سے قطع تعلق کر لیں گے تو ایک مردہ زمین کی طرح ہر قسم کے منافع سے محروم ہو جائیں گے۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ العنکبوت آیت ۴۵، جلد ۷ صفحہ ۶۳۶، ۶۳۷)

بَاب ٩: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا (النساء:١٣٥)

اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور اللہ بہت سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے

قَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ تَمِيمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِىْ تُجَادِلُكَ فِىْ زَوْجِهَا (المجادلة:٢).

اور اعمش نے کہا: انہوں نے تمیم سے، تمیم نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: سب خوبیاں اس اللہ کے لئے ہیں جو ساری آوازوں کو سنتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ وحی نازل کی: اللہ نے اس عورت کی دعا سن لی، جو اپنے خاوند کے متعلق تجھ سے بحث کرتی تھی۔

٧٣٨٦: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا فَقَالَ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا قَرِيبًا ثُمَّ أَتَى عَلَيَّ وَأَنَا أَقُولُ

٧٣٨٦: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ حماد نے ایوب سے، ایوب نے ابوعثمان سے، ابوعثمان نے حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو ہم جب بلندی پر چڑھتے اللہ اکبر کہتے۔ آپؐ نے فرمایا: اپنے تئیں سنبھالے رکھو تم کسی بہرے کو نہیں بلا رہے اور نہ کسی غائب کو۔ تم اس کو بلاتے ہو جو بہت ہی سننے والا، دیکھنے والا اور بہت ہی قریب

فِي نَفْسِي لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ فَقَالَ لِي يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِّنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ أَوْ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ بِهِ.

ہے۔ پھر آپؐ میرے پاس آئے اور میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا: عبداللہ بن قیس! لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ کہتے رہو کیونکہ وہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے یا فرمایا: کیا میں تمہیں جنت کے خزانے کا پتہ نہ دوں۔

أطرافه: ٢٩٩٢، ٤٢٠٥، ٦٣٨٤، ٦٤٠٩، ٦٦١٠۔

٧٣٨٧، ٧٣٨٨: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مِنْ عِنْدِكَ مَغْفِرَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.

٧٣٨٧-٧٣٨٨: یحيٰ بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے مجھے بتایا کہ عمرو (بن حارثہ) نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے یزید سے، یزید نے ابوالخیر سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے سنا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یارسول اللہ! مجھے ایسی دعا سکھائیں جو میں اپنی نماز میں کیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ دعا کیا کرو۔ اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ہی ظلم کیا اور کوئی گناہوں کو نہیں بخشا مگر تو ہی۔ پس تو میرے گناہوں پر اپنی طرف سے پردہ پوشی فرماتے ہوئے مجھ سے درگزر فرما۔ تو ہی غفور رحیم ہے۔

أطرافه: ٨٣٤، ٦٣٢٦۔

٧٣٨٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ قَالَ النَّبِيُّ

٧٣٨٩: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ (عبداللہ) بن وہب نے ہمیں بتایا۔ یونس نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے ابن شہاب سے روایت کی کہ عروہ نے مجھے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَادَانِي قَالَ إِنَّ اللهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ.

نے اُن سے بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل علیہ السلام نے مجھے پکارا، کہا: اللہ تمہاری قوم کی بات سن چکا ہے اور نیز وہ جواب بھی جو انہوں نے تمہیں دیا ہے۔

طرفہ: ۳۲۳۱۔

تشریح: قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي: اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ہی ظلم کیا۔
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک جگہ پر اپنی شناخت کی یہ علامت ٹھہرائی ہے کہ تمہارا خدا وہ خدا ہے جو بیقراروں کی دعا سنتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ پھر جب کہ خدا تعالیٰ نے دعا کی قبولیت کو اپنی ہستی کی علامت ٹھہرائی ہے تو پھر کس طرح کوئی عقل اور حیا والا گمان کرسکتا ہے کہ دعا کرنے پر کوئی آثار صریحہ اجابت کے مترتب نہیں ہوتے اور محض ایک رسمی امر ہے جس میں کچھ بھی روحانیت نہیں۔ میرے خیال میں ہے کہ ایسی بے ادبی کوئی سچے ایمان والا ہرگز نہیں کرے گا جبکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ جس طرح زمین و آسمان کی صفت پر غور کرنے سے سچا خدا پہچانا جاتا ہے اسی طرح دعا کی قبولیت کو دیکھنے سے خدا تعالیٰ پر یقین آتا ہے۔“ (ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴، صفحہ ۲۵۹، ۲۶۰)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ جس طرح پہلے دیکھتا تھا اب بھی دیکھتا ہے اسی طرح جس طرح پہلے کلام کرتا تھا اب بھی صفت تکلم اس میں موجود ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اب خدا تعالیٰ کلام نہیں کرتا۔ کیا خیال کیا جاسکتا ہے کہ پہلے تو خدا سنتا تھا مگر اب نہیں سنتا۔ پس اللہ تعالیٰ کی تمام صفات جو پہلے موجود تھیں۔ اب بھی اس میں پائی جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ میں تغیر نہیں۔“ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۵۴۲)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ بیان کرتے ہیں:

”ظلم کے معنے ہیں کمی کرنا، حد اعتدال سے نکلنا۔ اپنی جان پر ظلم کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جو مواقع انسان کو دنیاوی اور دینی ترقیات حاصل کرنے کے میسر ہیں ان

سے اپنے آپ کو محروم رکھنا۔ نہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق استوار کرے اور نہ بندوں کے ساتھ اور نہ اپنے نفس کو حقیقی سعادت سے متمتع ہونے دیا جائے۔ مغفرت کی وضاحت کتاب الایمان باب ۲۵ کی تشریح میں گذر چکی ہے۔ مغفرت کے بعد جب تک رحمت نہ ہو کوئی کامیابی حقیقی نہیں۔ کیونکہ مغفرت کا مفہوم سلبی ہے یعنی گناہ کے اثر کا ازالہ اور یہ ایک منفی حیثیت رکھتی ہے۔ مگر رحمت مثبت ہے جو بصورت انعامات نازل ہوتی ہے۔ غفور: بہت مغفرت کرنے والا۔ رحیم: سچی محنت کا بدلہ رحمت سے بار بار دینے والا۔ مغفرت اور رحیمیت کی دونوں صفات پہلو بہ پہلو کام کرتی ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں یہ دونوں صفات اکٹھی رکھی گئی ہیں جس سے ظاہر ہے کہ مغفرت کے حصول کے لئے اعمالِ صالحہ کی ضرورت ہے جو جاذبِ رحیمیت ہیں۔ رحمٰن کے معنے بلا عمل و محنت رحمت کے سامان بہم پہنچانے والا۔ قرآن مجید میں غفور کے ساتھ صفت رحمٰن کا کہیں ذکر نہیں آیا۔ حدیث نمبر ۸۳۴ میں جو دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھائی ہے مذکورہ بالا معانی کے پیشِ نظر بوقت التحیات دہرائی جائے۔ دعاؤں میں جب تک اصلی مفہوم مدنظر نہیں ہوگا وہ بلا مغز چھلکا ہوں گی جو ردی سمجھ کر پھینک دیا جاتا ہے۔“

(صحیح البخاری، ترجمہ وشرح، کتاب الأذان، جلد ۲، صفحہ ۲۳۵)

بَاب ١٠: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى قُلْ هُوَ الْقَادِرُ (الأنعام:٦٦)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: تو (اُن سے) کہہ دے: وہ ہر چیز پر قادر ہے

٧٣٩٠: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ السَّلَمِيُّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۷۳۹۰: ابراہیم بن منذر نے مجھ سے بیان کیا کہ معن بن عیسیٰ نے ہمیں بتایا۔ عبدالرحمٰن بن ابی الموالی نے مجھ سے بیان کیا، کہا: میں نے محمد بن منکدر سے سنا۔ محمد نے عبداللہ بن حسن سے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے: حضرت جابر بن عبداللہ سلمیؓ نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو تمام معاملات میں استخارہ

يُعَلِّمُ أَصْحَابَهُ الِاسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ لِيَقُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هَذَا الْأَمْرَ ثُمَّ يُسَمِّيهِ بِعَيْنِهِ خَيْرًا لِي فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ قَالَ أَوْ فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ.

أطرافه: ١١٦٢، ٦٣٨٢۔

کرنا سکھایا کرتے تھے اسی طرح جس طرح آپؐ قرآن کی سورۃ سکھاتے۔ فرماتے: جب تم میں سے کوئی کسی کام کا قصد کرے تو فرضوں کے علاوہ دو رکعتیں پڑھے پھر یہ دعا کرے: اے اللہ! میں تیرے علم کے طفیل تجھ سے بھلائی چاہتا ہوں اور تیری قدرت کے طفیل تجھ سے قدرت چاہتا ہوں اور تیرے فضل میں سے تجھ سے مانگتا ہوں کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے میں نہیں جانتا اور تو ہی پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام، پھر وہ اس کام کا بعینہ نام لے کر کہے، میرے لئے موجودہ وقت میں اور آئندہ بہتر ہے۔ راوی نے کہا یا (یوں فرمایا کہ) میرے دین میں اور میری زندگی میں اور میرے انجام کے لئے بہتر ہے تو اس کو میرے لئے مقدر کر اور اس کو میرے لئے آسان فرما اور پھر اس کے بعد اس میں مجھے برکت دے اے اللہ! اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین اور میری زندگی اور میرے انجام کے لئے شر ہے یا فرمایا: موجودہ وقت میں یا آئندہ شر ہے تو مجھے اس سے ہٹادے اور میرے لئے جو امر بہتر ہو جہاں بھی ہو اسے مقدر کر پھر مجھ کو اس پر خوش رکھنا۔

تشریح: قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى قُلْ هُوَ الْقَادِرُ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: تو (اُن سے) کہہ دے: وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قَدَرَ عَلَيه (يَقْدِرُ) قَدْرًا وَ قُدْرَةً کے معنے ہیں قَوِيَ عَلَيْهِ کسی چیز کے کرنے پر طاقت پائی اور اَلْقُدْرَةُ کے معنے ہیں: اَلْقُوَّةُ عَلَى الشَّيْءِ وَالتَّمَكُّنُ مِنْهُ۔ کسی چیز کے کرنے پر طاقت حاصل کرنا یا کسی پر قابو پالینا قدرت کہلاتا ہے (اقرب) مفردات میں ہے کہ جب قُدْرَة کا لفظ انسان کے لئے بولا جائے تو اس کے معنے یہ ہونگے کہ اس کو کسی چیز کے کرنے کی طاقت حاصل ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی صفت ہو تو اس سے مراد ہر قسم کی کمزوری و عاجزی کی نفی ہو گی اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے قدرت مطلقہ کا لفظ استعمال نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو پوری قدرت حاصل نہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ایسی ذات ہے جسے پوری پوری قدرت ہر بات پر حاصل ہے۔ قَدِيْر کے معنی کے ماتحت لکھا ہے هُوَ الْفَاعِلُ لِمَا يَشَاءُ عَلٰى قَدْرٍ مَا تَقْتَضِي الْحِكْمَةُ لَا زَائِدًا عَلَيْهِ وَلَا نَاقِصًا عنهُ۔ یعنے اپنی چاہی ہوئی بات کو اندازے پر جس کا حکمت تقاضا کرتی ہے بغیر کمی یا بیشی کے کرنے والا قدیر کہلاتا ہے۔“ (تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۱۹۹)

نیز فرمایا:

”بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کیا خدا تعالیٰ مرنے پر بھی قادر ہے یا کیا خدا تعالیٰ جھوٹ بولنے پر بھی قادر ہے۔ یہ اعتراض بالکل بے سوچے سمجھے کیا گیا ہے کیونکہ قدیر کا لفظ تو قدرت اور طاقت کے کمال پر دلالت کرتا ہے۔ پھر کیا مرنا اور جھوٹ بولنا قدرت اور طاقت کی علامتیں ہیں کہ اس آیت سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ خدا تعالیٰ مرنے پر اور جھوٹ بولنے پر بھی قادر ہے۔ یہ تو ایسا ہی اعتراض ہے جیسے کوئی کہے کہ فلاں شخص بڑا بہادر ہے تو دوسرا اعتراض کرے کہ کیا وہ ایسا بہادر ہے کہ چور سے ڈر کر بھاگ بھی سکتا ہے۔ ایسے معترض کو کونسا شخص عقلمندوں میں شمار کرے گا۔ دوسرے یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے

معترضین کو خاموش کرنے کے لئے عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور شَیْ کے معنی چاہی ہوئی چیز کے ہوتے ہیں۔ پس اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہر اس چیز پر قادر ہے جس کا وہ ارادہ کرلے۔ ان الفاظ سے وہ اعتراض کلی طور پر باطل ہو جاتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ موت اور جھوٹ کا ارادہ نہیں کرتا کیونکہ یہ قدرت نہیں بلکہ ضعف کی علامت ہے۔" (تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۲۰۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (الاحقاف:۳۴) اس واسطے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ جھوٹ بولے۔ ایسا اعتقاد بے ادبی میں داخل ہے۔ ہر ایک امر جو خدا تعالیٰ کے وعدہ اس کی ذات جلال اور صفات کے برخلاف ہے وہ اس کی طرف منسوب کرنا بڑا گناہ ہے۔ جو امر اس کی صفات کے برخلاف ہے اُن کی طرف اس کی توجہ ہی نہیں۔" (ملفوظات، جلد ۴، صفحہ ۳۶۳)

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُ أَصْحَابَهُ الِاسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو تمام معاملات میں استخارہ کرنا سکھایا کرتے تھے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"تیسرا سوال آپ کا استخارہ کے لئے ہے جو درحقیقت استخبارہ ہے۔ پس آپ پر واضح ہو کہ جو مشکلات آپ نے تحریر فرمائی ہیں۔ درحقیقت استخارہ میں ایسی مشکلات نہیں ہیں۔ میری مراد میری تحریر میں صرف اس قدر ہے کہ استخارہ ایسی حالت میں ہو کہ جب جذبات محبت اور جذبات عداوت کسی تحریک کی وجہ سے جوش میں نہ ہوں۔ مثلاً ایک شخص کسی شخص سے عداوت رکھتا ہے اور غصہ اور عداوت کے اشتعال میں سو گیا ہے۔ تب وہ شخص جو اس کا دشمن ہے۔ اس کو خواب میں کتے یا سؤر کی شکل میں نظر آیا ہے یا کسی اور درندہ کی شکل میں دکھائی دیا ہے۔ تو وہ خیال کرتا ہے کہ شائد درحقیقت یہ شخص عند اللہ کتا یا سؤر ہی ہے۔ لیکن یہ خیال اس کا غلط ہے۔ کیونکہ جوش عداوت میں جب دشمن خواب میں نظر آوے تو اکثر درندوں کی شکل میں یا سانپ کی شکل میں نظر آتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا

کہ درحقیقت وہ بد آدمی ہے کہ جو ایسی شکل میں ظاہر ہوا، ایک غلطی ہے بلکہ چونکہ دیکھنے والے کی طبیعت اور خیال میں وہ درندوں کی طرح تھا۔ اس لئے خواب میں درندہ ہو کر اس کو دکھائی دیا۔ سو میرا مطلب یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا جذبات نفس سے خالی ہو اور ایک آرام یافتہ اور سراسر رُو بحق دل سے محض اظہار حق کی غرض سے استخارہ کرے۔ میں یہ عہد نہیں کر سکتا کہ ہر ایک شخص کو ہر یک حالت نیک یا بد میں ضرور خواب آجائے گی۔ لیکن آپ کی نسبت میں کہتا ہوں کہ اگر آپ چالیس روز تک رُو بحق ہو کر بشرائط مندرجہ "نشانِ آسمانی" استخارہ کریں تو میں آپ کے لئے دعا کروں گا۔ کیا خوب ہو کہ یہ استخارہ میرے روبرو ہو۔ تا میری توجہ زیادہ ہو۔ آپ پر کچھ بھی مشکل نہیں۔ لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں۔ مگر اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکمِ ربانی۔" (مکتوبات احمد، جلد دوم، صفحہ ۱۹۱، ۱۹۲)

بَاب ۱۱ : مُقَلِّبُ الْقُلُوبِ

دلوں کا پھیرنے والا

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى وَ نُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَ اَبْصَارَهُمْ (الأنعام: ١١١).

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور ہم ان کے دلوں کو اور ان کی آنکھوں کو پھیر دیں گے۔

٧٣٩١: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَكْثَرُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ.

۷۳۹۱: سعید بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابن مبارک سے، ابن مبارک نے موسیٰ بن عقبہ سے، موسیٰ نے سالم سے، سالم نے حضرت عبداللہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یوں قسم کھایا کرتے تھے: اس کی قسم ہے جو دلوں کا پھیرنے والا ہے۔

أطرافه: ٦٦١٧، ٦٦٢٨۔

تشریح: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اللہ مقلب القلوب ہے سوائے خدا تعالیٰ کے دلوں پر کسی کو کوئی قدرت حاصل نہیں۔ آناً فاناً دل بدل جایا کرتے ہیں، محبتیں نفرتوں میں بدل جاتی ہیں، نفرتیں محبتوں میں بدل جاتی ہیں مگر اس پر محض اللہ کا تصرف ہے اور قرآن کریم خوب کھول کر اس بات کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے محمد! تیرا بھی اختیار نہیں ہے دلوں پر۔ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (الانفال:۶۴) تیرے جیسا حسین، جاذب نظر وجود اور پھر فیاض ایسا ہو کہ جو کچھ ہے وہ خرچ کر دے اور تو ایسا وجود ہے کہ اگر ساری دنیا کے خزانے بھی تجھے ہم عطا کر دیتے، تب بھی خدا کی راہ میں خرچ کر دیتا۔ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا کا مطلب یہ ہے اگر ہم تجھے زمین کے خزانوں پر قدرت دیتے تو اس کا طبعی نتیجہ، ایک لازمی نتیجہ یہ نکلنا تھا کہ تو نے سب کچھ خدا کی راہ میں لٹا دینا تھا تب بھی یہ دل تیرے لئے نہیں بدل سکتے تھے۔ یہ اللہ ہے جس نے دلوں کو تبدیل کیا ہے اور باہمی محبت بھی پیدا کی ہے اور تیرے لئے بھی عشق پیدا کر دیا ہے۔

یہ وہ بنیادی نکتہ ہے جسے ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے اور جب دلوں کو بدلتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں تو حمد اور شکر کی طرف طبیعت مائل ہونی چاہئے نہ کہ اپنی کسی چالاکی یا اپنی کسی بڑائی کی طرف اور خصوصاً اس دور میں جس تیزی سے ہم جماعت کی طرف رجحان دیکھ رہے ہیں اس کے بعد تو حقیقتاً اندھا بھی ہو تو اس کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ انسانی کوشش کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ انسانی کوشش جو نظر آرہی ہے وہ بھی توفیق باری سے نظر آرہی ہے۔ اللہ توفیق عطا فرما رہا ہے، خود لا رہا ہے پکڑ پکڑ کے، خود چلا رہا ہے اور پھر وہ رستے آسان کرتا چلا جاتا ہے، لمبے سفر جلدی جلدی طے فرما رہا ہے۔"

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۴؍اکتوبر ۱۹۸۵ء، جلد ۴ صفحہ ۸۱۶)

بَاب ۱۲: إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ اسْمٍ إِلَّا وَاحِدَةً

اللہ کے ایک کم سونام ہیں

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُو الْجَلَالِ الْعَظَمَةِ الْبَرُّ اللَّطِيفُ.

حضرت ابن عباسؓ نے کہا: ذوالجلال کے معنی بڑائی والا اور اَلْبَرُّ کے معنی لطیف ہیں۔

۷۳۹۲: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ أَحْصَيْنَاهُ حَفِظْنَاهُ.

۷۳۹۲: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ ابوالزناد نے ہم سے بیان کیا۔ ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ننانوے یعنی ایک کم سونام ہیں۔ جس نے ان کو پورے طور پر سمجھ لیا جنت میں داخل ہوا۔ أَحْصَيْنَاهُ کے معنی ہیں ہم نے اس کو یاد کیا۔

أطرافه: ۲۷۳٦، ٦٤١٠۔

تشریح: **إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ اسْمٍ إِلَّا وَاحِدَةً:** اللہ کے ایک کم سونام ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”بخاری اور مسلم میں روایت ہے کہ ابوہریرہؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں یعنی سَو میں سے ایک کم جو شخص اُن کو خوب گن رکھے وہ جنت میں داخل ہو گا اور اللہ وتر ہے۔ وتر کو پسند کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ بھی ایک ہے اور اُس نے اپنے نام بھی ننانوے ہی رکھے ہیں اس حدیث کا اصل مطلب یہ ہے کہ صفاتِ الٰہیہ کا گہرا مطالعہ انسان کو حقیقی متقی بناتا ہے تقویٰ کے معنے بھی یہی ہوتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرے جو شخص اللہ تعالیٰ کی ساری صفات کو اپنے مد نظر رکھے گا وہ کسی خوبی کو نظر انداز نہیں کر سکتا اور جو شخص ہر خوبی کو اپنے سامنے رکھے گا اور ہر نیکی پر عمل کرے گا

اُس کے یقینی جنتی ہونے میں شبہ ہی کیا ہو سکتا ہے۔"
(تفسیر کبیر، سورۃ الفجر، زیرِ آیت وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ، جلد ۸، صفحہ ۴۸۸)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"خدا تعالیٰ وراء الوراء ہستی ہے اُس کا حُسن براہِ راست انسان کے سامنے نہیں آتا بلکہ اُس کا حُسن انسان کے سامنے کئی واسطوں سے آتا ہے۔ اگر اس کے حُسن کو الفاظ میں بیان کیا جائے اور پھر ہم اس پر غور کریں اور سوچیں تو آہستہ آہستہ وہ نقش فِی الْحَجَر کی طرح ہو جائے گا اور معنوی طور پر اس کی شکل ہمارے سامنے آجائے گی۔ خدا تعالیٰ کے جو ننانوے نام بتائے جاتے ہیں وہ دراصل یہی چیز ہے۔ خدا تعالیٰ کے صرف ننانوے نام نہیں بلکہ اُس کے نام ننانوے ہزار میں بھی ختم نہیں ہوتے۔ عدد محض تقریبی ہے۔ یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں۔ صوفیاء یا گزشتہ انبیاء نے ذہن نشین کرنے کے لیے یہ اصطلاح وضع کر دی کیونکہ ان ناموں کا ذکر یہودیوں کی کتابوں میں بھی آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اگر موٹے موٹے نام بھی گنے جائیں تو وہ بھی ننانوے سے بڑھ جاتے ہیں۔ پھر نام در نام آجاتے ہیں۔ پھر ان کی تشریح آجاتی ہے اور اس طرح یہ نام کئی ہزار کیا کئی لاکھ تک جا پہنچتے ہیں۔"
(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰/اپریل ۱۹۵۱ء، جلد ۳۲ صفحہ ۷۷)

نیز آپؓ نے فرمایا:

"قرآن کریم کی پہلی سورۃ سورۃ فاتحہ ہے۔ اس میں اس بات پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کس طرح عمل کرتی ہیں۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وہ صفات جو مخلوق سے تعلق رکھتی ہیں چار صفات کے اِرد گرد گھومتی ہیں اور وہ چار صفات یہ ہیں۔

(۱) وہ رَبِّ الْعٰلَمِیْن ہے یعنی ہر ایک چیز کو پیدا کرتا ہے اور پیدا کر کے ادنیٰ حالت سے ترقی دے کر اُسے اعلیٰ حالت تک پہنچاتا ہے۔

(۲) وہ رَحْمٰن ہے یعنی تمام ایسے ذرائع بغیر مخلوق کی کسی کوشش اور بغیر اُس کے استحقاق کے مہیا فرماتا ہے جن کے بغیر مخلوق کی ترقی ناممکن ہوتی ہے۔

(۳) وہ رَحِیۡم ہے یعنی وہ تمام مخلوق جو عقل اور ارادہ رکھتی ہے جب اپنی قدرت اور اپنے اختیار سے ایک نیک رستہ کو پسند کر لیتی ہے اور بُرائی کا مقابلہ کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے فعل کا نہایت اعلیٰ بدلہ دیتا ہے اور نیکیوں کا بدلہ متواتر دیتا چلا جاتا ہے۔

(۴) وہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہے یعنی ہر چیز کا آخری فیصلہ اُس نے اپنے اختیار میں رکھا ہوا ہے۔ جس طرح ابتداء اس نے کی تھی اسی طرح انتہاء بھی اُس نے اپنے قبضہ میں رکھی ہوئی ہے۔

......مذکورہ بالا چاروں صفات کی تشریح میں خدا تعالیٰ کی مختلف صفتیں جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں ہم ان کی تفصیل اس جگہ بیان نہیں کر سکتے۔ صرف اختصار کے ساتھ ان صفات کا ذکر کر دیتے ہیں جو یہ ہیں۔

اَلْمَلِكُ	وہ بادشاہ ہے	اَلْقُدُّوْسُ	نہایت پاک ذات ہے
اَلسَّلَامُ	سلامتی والا	اَلْمُؤْمِنُ	امن دینے والا
اَلْمُهَيْمِنُ	پناہ دینے والا	اَلْعَزِيْزُ	غالب ہے
اَلْجَبَّارُ	صاحبِ جبروت ہے	اَلْمُتَكَبِّرُ	کبریائی والا ہے
اَلْخَالِقُ	پیدا کرنے والا	اَلْبَارِئُ	بنانے والا
اَلْمُصَوِّرُ	صورت گر ہے	اَلْغَفَّارُ	بخشنے والا ہے
اَلْقَهَّارُ	دبدبہ والا	اَلْوَهَّابُ	بہت عطا کرنے والا ہے
اَلرَّزَّاقُ	رزق دینے والا ہے	اَلْفَتَّاحُ	کھولنے والا ہے
اَلْعَلِيْمُ	نہایت درجہ علم رکھنے والا ہے	اَلْقَابِضُ	ہر چیز کو حد و بسط کے اندر رکھنے والا
اَلْبَاسِطُ	کشائش پیدا کرنے والا ہے	اَلْخَافِضُ	پست کرنے والا ہے
اَلرَّافِعُ	بلند کرنے والا ہے	اَلْمُعِزُّ	عزت دینے والا ہے
المُذِلُّ	ذلت دینے والا ہے	اَلسَّمِيْعُ	ہر آواز سننے والا ہے
اَلْبصِيْرُ	ہر چیز دیکھنے والا ہے	اَلْحَكَمُ	صحیح فیصلہ کرنے والا ہے
اَلْعَدَلُ	انصاف کرنے والا	اَللَّطِيْفُ	نہایت باریک بین ہے
اَلْخَبِيْرُ	خبر رکھنے والا ہے	اَلْحَلِيْمُ	تحمل والا ہے
اَلْعَظِيْمُ	بہت عظمت والا ہے	اَلْغَفُوْرُ	گناہ بخشنے والا
اَلشَّكُوْرُ	نہایت قدر دان ہے	اَلْعَلِيُّ	صاحب مرتبت ہے

اَلْکَبِیْرُ	بڑائی والا ہے	اَلْحَفِیْظُ	حفاظت کرنے والا ہے
اَلْمَقِیْتُ	ہر چیز کی قوتوں کو بحال رکھنے والا ہے	اَلْحَسِیْبُ	حساب کرنے والا
اَلْجَلِیْلُ	بزرگی والا ہے	اَلْکَرِیْمُ	عزت والا ہے
الرَّقِیْبُ	نگہبان ہے	اَلْمُجِیْبُ	دعا قبول کرنے والا ہے
اَلْوَاسِعُ	فراخی دینے والا ہے	اَلْحَکِیْمُ	ہر کام حکمت سے کرنے والا ہے
اَلْوَدُوْدُ	محبت کرنے والا ہے	اَلْمَجِیْدُ	عالی شان رکھنے والا ہے
اَلْبَاعِثُ	مُردوں کو اُٹھانے والا ہے	اَلشَّهِیْدُ	ہر جگہ حاضر ہے
اَلْحَقُّ	اس کا وجود خود اس کی ذات پر شاہد ہے اور سب سچائیوں کا منبع ہے		
اَلْوَکِیْلُ	حقیقی کارساز ہے	اَلْقَوِیُّ	نہایت زور آور ہے
اَلْمَتِیْنُ	بہت بڑی قوت رکھنے والا ہے	اَلْوَلِیُّ	حمایت کرنے والا ہے
اَلْحَمِیْدُ	سب تعریفوں کا مالک ہے	اَلْمُحْصِیْ	ہر چیز کو گننے والا ہے
اَلْمُبْدِئُ	پہلی بار پیدا کرنے والا ہے	اَلْمُعِیْدُ	پیدائش دینے والا ہے
اَلْمُحْیِی	جلانے والا ہے	اَلْمُمِیْتُ	مارنے والا ہے
اَلْحَیُّ	زندہ ہے	اَلْقَیُّوْمُ	سب کا سہارا ہے
اَلْوَاجِدُ	ہر چیز کو پانے والا ہے	اَلْمَاجِدُ	نہایت بزرگ ہستی ہے
اَلْقَادِرُ	قدرت واختیار رکھنے والا ہے	اَلْمُقْتَدِرُ	سب قدرتیں اس کے قبضہ میں ہیں
اَلْمُقَدِّمُ	آگے بڑھانے والا ہے	اَلْمُؤَخِّرُ	پیچھے ہٹانے والا ہے
اَلْاَوَّلُ	سب سے پہلا ہے	اَلْاٰخِرُ	سب سے پچھلا ہے
اَلظَّاهِرُ	ہر چیز اپنی انتہاء میں اُس کے وجود کو ظاہر کرتی ہے	اَلْبَاطِنُ	ہر چیز کی کنہہ اس کے ذریعے سے ظاہر ہوتی ہے
اَلْوَالِیُ	حکمران ہے	اَلْمُتَعَالِیُ	پاک صفات والا ہے
اَلْبَرُّ	اعلیٰ درجہ کا نیک سلوک کرنے والا ہے	اَلتَّوَّابُ	توبہ قبول کرنے والا ہے
اَلْمُنْعِمُ	انعام دینے والا ہے	اَلْمُنْتَقِمُ	ہر عمل کی مناسب سزا دینے والا ہے
اَلْعَفُوُّ	درگزر کرنے والا ہے	اَلرَّؤُوْفُ	نرمی کرنے والا ہے
مٰلِكُ الْمُلْكِ	سلطنت کا مالک ہے	ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ	صاحب عزت وبخشش ہے
اَلْمُقْسِطُ	صحیح فیصلہ کرنے والا ہے	اَلْجَامِعُ	اکٹھا کرنے والا ہے

اَلْغَنِیُّ	تمام حوائج سے مستغنی ہے	اَلْمُغْنِیْ	غنی کرنے والا ہے
اَلْمَانِعُ	روکنے والا ہے	اَلضَّآرُّ	شریر کو اُسکے کام کی سزا دیتا ہے
اَلنَّافِعُ	فائدہ پہنچانے والا ہے	اَلنُّوْرُ	روشنی بخشنے والا ہے
اَلْهَادِیْ	ہدایت دینے والا ہے	اَلْبَدِیْعُ	ایجاد کرنے والا ہے
اَلْبَاقِیْ	باقی رہنے والا ہے	اَلْوَارِثُ	سب کا وارث ہے
اَلرَّشِیْدُ	نیک راہ بتانے والا ہے	اَلصَّبُوْرُ	بہت صبر کرنے والا
ذُوْالْعَرْشِ		ذُوالْوَقَارِ	ہر بات دلیل اور غرض کے مطابق کرنیوالا
اَلْمُتَکَلِّمُ	کلام کرنے والا	اَلشَّافِیْ	شفا دینے والا
اَلْکَافِیْ	سب حاجتوں کو پورا کرنے والا		

یہ ایک سو چار موٹے موٹے نام ہیں جو قرآن شریف سے اخذ کئے گئے ہیں، ان میں سے اکثر تو انہی الفاظ میں قرآن کریم میں بیان ہیں لیکن بعض ایسے ہیں جو قرآن کریم کی آیتوں سے اخذ کر کے لکھے گئے ہیں ان ناموں پر غور کر کے اس روحانی نظام کا ڈھانچہ اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے جسے قرآن کریم پیش کرتا ہے۔ یہ صفات موٹے طور پر تین حصوں میں تقسیم کی جاسکتی ہیں۔

اوّل وہ صفات جو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں مخلوق کا اُن کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔ مثلاً الحیّ زندہ رہنے والا ہے۔ القادر قدرت اور اختیار رکھنے والا ہے۔ الماجد بزرگی رکھنے والا وغیرہ وغیرہ۔

دوسری قسم کی صفات وہ ہیں جو مخلوق کی پیدائش کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور خدا تعالیٰ کے سلوک اور اس کے نسبتی تعلق پر دلالت کرتی ہیں مثلاً الخالق۔ المالک وغیرہ وغیرہ۔

تیسری قسم کی صفات وہ ہیں جو بالارادہ ہستیوں کے اچھے اور بُرے اعمال کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوتی ہیں۔ مثلاً رحیم ہے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہے عفو ہے رؤوف ہے وغیرہ وغیرہ۔

.... یہ صفات جو قرآن کریم نے بیان کی ہیں اور جن کا ایک حصہ میں نے اوپر درج کیا ہے انجیل میں تو ان کا بہت ہی کم ذکر ہے۔ تورات اور دوسرے انبیاء کے

صحف میں بھی فرداً فرداً یہ ساری صفات بیان نہیں ہوئیں ہاں بنی اسرائیل کے تمام انبیاء کی کتابوں کو جمع کیا جائے تو پھر ان میں سے بہت سی صفات کا ذکر ان میں آجاتا ہے مگر ساری صفات کا ذکر پھر بھی نہیں آتا۔ درحقیقت مسلمانوں میں جو عام طور پر یہ مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں یہ عقیدہ ان یہودی روایات سے ہی وابستہ ہے جو انہوں نے تورات سے صفات الٰہیہ اخذ کرکے بنائی ہیں ورنہ قرآن کریم میں ننانوے سے بہت زیادہ نام مذکور ہیں جن میں سے ایک سَو چار نام تو میں نے اوپر بیان کر دیئے ہیں اور ابھی بہت سے باقی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وہ صفات جن کا انسان کے ساتھ تعلق نہیں ان کے قرآن کریم میں بیان کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا اور یقیناً وہ قرآن کریم میں بیان نہیں ہوئیں۔ پس کسی خاص تعداد میں خدا تعالیٰ کے ناموں کو محدود کرنا درست نہیں اور اگر اسلامی لٹریچر میں اِس قسم کا کوئی ذکر پایا جاتا ہے تو وہ صرف یہودی دعوے کے تقابل کے لئے ہے حقیقت محض کے اظہار کے لئے نہیں۔ ویدوں کو بھی میں نے دیکھا ہے ان میں بھی بہت کم صفات خدا تعالیٰ کی بیان ہوئی ہیں اور یہی حال ژند اَوِستا کا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ چونکہ قرآن کریم کامل کتاب ہے اور روحانیت کی تکمیل کے لئے آخری زینہ ہے اس لئے اس میں وہ صفات بھی آگئی ہیں جو پہلی کتابوں نے بیان کیں اور ان کے علاوہ کئی زائد صفات بھی اس میں بیان کی گئی ہیں۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد ۲۰ صفحہ ۴۷۷ تا ۴۸۶)

بَاب ۱۳: السُّؤَالُ بِأَسْمَاءِ اللهِ تَعَالَى وَالِاسْتِعَاذَةُ بِهَا

اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ذریعہ مانگنا اور ان کے ذریعہ پناہ چاہنا

۷۳۹۳: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

۷۳۹۳: عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ مالک نے سعید بن ابی سعید مقبری سے، سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ فِرَاشَهُ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ ثَوْبِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلْيَقُلْ بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَاغْفِرْ لَهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ. تَابَعَهُ يَحْيَى وَبِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَزَادَ زُهَيْرٌ وَأَبُو ضَمْرَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَرَوَاهُ ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ وَأُسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ.

طرفہ: ٦٣٢٠۔

روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بچھونے پر آئے تو اپنے کپڑے کے کونے سے اس کو تین بار جھاڑ لے اور یہ دعا کرے: تیرے نام سے اے میرے ربّ میں نے اپنے پہلو کو رکھا ہے اور تیرے ہی طفیل میں اس کو اُٹھاؤں گا اگر تو نے میری جان روک رکھی تو اس پر پردہ پوشی فرما کر اس سے درگزر فرمانا اور اگر تو نے اسے چھوڑ دیا تو پھر تو اس کو (اس رحمت کے طفیل) محفوظ رکھنا جس (رحمت) کے ذریعہ سے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔ عبدالعزیز کی طرح یحیٰ (قطان) اور بشر بن مفضل نے بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ انہوں نے عبید اللہ سے، عبید اللہ نے سعید سے، سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ اور زہیر اور ابوضمرہ اور اسماعیل بن زکریا نے اپنی روایت میں کچھ بڑھایا۔ انہوں نے عبید اللہ سے، عبید اللہ نے سعید سے، سعید نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی۔ اور ابن عجلان نے بھی اس کو سعید سے، سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ (محمد بن عجلان کی طرح) محمد بن عبدالرحمٰن اور دراوردی اور اُسامہ بن حفص نے بھی اس کو بیان کیا۔

٧٣٩٤: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَا وَأَمُوتُ وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ.

أطرافه: ٦٣١٢، ٦٣١٤، ٦٣٢٤۔

۷۳۹۴: مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبد الملک سے، عبد الملک نے ربعی سے، ربعی نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر آرام کرتے تو یہ دعا کرتے: اے اللہ تیرے نام سے میں جیتا ہوں اور مروں گا اور جب صبح کو اُٹھتے تو فرماتے: سب خوبیاں اس اللہ ہی کی ہیں جس نے ہمیں زندہ کیا بعد اس کے کہ اس نے ہمیں مارا اور اسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے۔

٧٣٩٥: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ بِاسْمِكَ نَمُوتُ وَنَحْيَا فَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ.

طرفه: ٦٣٢٥۔

۷۳۹۵: سعد بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ شیبان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے ربعی بن حراش سے، حراش نے خرشہ بن حر سے، خرشہ نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو لیٹتے تو دعا کرتے: تیرے نام پر ہی ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور جب جاگتے تو فرماتے: سب حمد اس اللہ ہی کی ہے جس نے ہمیں زندہ کیا بعد اس کے کہ اس نے ہمیں مارا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔

٧٣٩٦: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

۷۳۹۶: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے سالم سے، سالم نے کریب سے، کریب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ فَقَالَ بِاسْمِ اللهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذَلِكَ لَمْ يَضُرُّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا.

انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی جب اپنی بیوی کے پاس آنا چاہے تو یہ کہے: اللہ کے نام سے، اے میرے اللہ! ہمیں شیطان سے بچانا اور شیطان کو اُس سے پرے رکھنا جو تو ہمیں عطا فرمائے۔ تو اگر دونوں کے تعلق سے کوئی بچہ مقدر ہوا تو شیطان اُس کو کبھی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

أطرافُه: ١٤١، ٣٢٧١، ٣٢٨٣، ٥١٦٥، ٦٣٨٨۔

٧٣٩٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ أُرْسِلُ كِلَابِي الْمُعَلَّمَةَ؟ قَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ فَأَمْسَكْنَ فَكُلْ وَإِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ فَخَزَقَ فَكُلْ.

٧٣٩٧: عبد اللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ فضیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے ابراہیم سے، ابراہیم نے ہمام سے، ہمام نے حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ میں نے کہا: میں اپنے سدھائے ہوئے کتوں کو چھوڑتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: جب تم اپنے سدھائے ہوئے کتوں کو چھوڑو اور اللہ کا نام لو پھر وہ تمہارے لئے کچھ پکڑ لیں تو کھاؤ اور جب تم بغیر پھل کے تیر کے کوئی شکار مارو اور وہ اس کو چیر کر پھاڑ دے تو وہ بھی کھاؤ۔

أطرافُه: ١٧٥، ٢٠٥٤، ٥٤٧٥، ٥٤٧٦، ٥٤٧٧، ٥٤٨٣، ٥٤٨٤، ٥٤٨٥، ٥٤٨٦، ٥٤٨٧۔

٧٣٩٨: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ

٧٣٩٨: یوسف بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو خالد احمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے ہشام بن عروہ سے سنا۔ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے تھے۔ ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے

هُنَا أَقْوَامًا حَدِيثًا عَهْدُهُمْ بِشِرْكٍ يَأْتُونَا بِلُحْمَانٍ لَا نَدْرِي يَذْكُرُونَ اسْمَ اللهِ عَلَيْهَا أَمْ لَا قَالَ اذْكُرُوا أَنْتُمْ اسْمَ اللهِ وَكُلُوا. تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأُسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ.

روایت کی۔ وہ فرماتی تھیں: لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! کچھ ایسے لوگ ہیں جو شرک سے نئے نئے نکل کر آئے ہیں وہ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ وہ ان پر اللہ کا نام لیتے ہیں یا نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: تم اللہ کا نام لو۔ (ابو خالد کی طرح) محمد بن عبد الرحمٰن اور عبد العزیز بن محمد (دراوردی) اور اُسامہ بن حفص نے اس کو روایت کیا۔

أطرافه: ۲۰۵۷، ۵۵۰۷۔

۷۳۹۹: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ.

۷۳۹۹: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا نام لے کر اور اللہ اکبر کہتے ہوئے دو مینڈھے ذبح کئے۔

أطرافه: ۵۵۵۳، ۵۵۵٤، ۵۵۵۸، ۵۵٦٤، ۵۵٦۵۔

۷٤۰۰: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبٍ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ صَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرَى وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللهِ.

۷۴۰۰: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسود بن قیس سے، اسود نے حضرت جندبؓ سے روایت کی۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کے دن موجود تھے۔ آپؐ نے نماز پڑھی پھر لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا: جس نے نماز پڑھنے سے پہلے ذبح کر لیا ہو تو وہ اس ذبیحہ کے بدلہ اور ذبح کرلے اور جس نے ذبح نہ کیا ہو تو وہ اب اللہ کا نام لیکر ذبح کرلے۔

أطرافه: ۹۸۵، ۵۵۰۰، ۵۵٦۲، ٦٦۷٤۔

٧٤٠١: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ.

۷۴۰۱: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ ورقاء نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبداللہ بن دینار سے، عبداللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے باپ دادوں کی قسم نہ کھاؤ اور جس نے قسم کھانی ہو تو وہ اللہ کی قسم کھائے۔

أطرافه: ٢٦٧٩، ٣٨٣٦، ٦١٠٨، ٦٦٤٦، ٦٦٤٧، ٦٦٤٨۔

تشریح: اَلسُّؤَالُ بِأَسْمَاءِ اللهِ تَعَالَى وَالْاِسْتِعَاذَةِ بِهَا: اللہ کے ناموں کے ذریعہ مانگنا اور ان کے ذریعہ پناہ چاہنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”فرمایا: قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (بنی اسرائیل:111) تُو کہہ دے کہ خواہ اللہ کو پکارو، خواہ رحمٰن کو جس نام سے بھی تم پکارو سب اچھے نام اسی کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے مختلف نام ہیں، مختلف صفات ہیں۔ تم اپنی ضرورت کے مطابق میرے ناموں کا حوالہ دے کر میری صفات کا حوالہ دے کر مجھے پکارو تو مَیں اپنے ناموں کا اتنا پاس رکھنے والا ہوں کہ ...... اگر میری رحمانیت کی ضرورت ہے تو اس صورت میں بندے کے لئے رحمانیت جوش میں آئے گی، اگر رحیمیت کی ضرورت ہے تو بندے کے لئے رحیمیت جوش میں آئے گی۔ اگر وہاب نام سے پکارو گے اور اس کی ضرورت ہے تو اللہ تعالیٰ کی عطا کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔ غرض کہ اللہ کے جو بے شمار نام ہیں اور یہ تمام نام اللہ تعالیٰ نے ہماری دعاؤں کو سننے کے لئے ہی ہمیں سکھائے ہیں، یہ سب صفات اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اس لئے ظاہر فرمائیں کہ ان کا فہم و ادراک حاصل کرتے ہوئے، ان صفات کے حوالے سے اس کو پکارا جائے۔“

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ر ستمبر ۲۰۰۶ء، جلد ۴ صفحہ ۴۸۳)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جب کبھی دعا کی ضرورت ہو تو دعا کرنے سے پہلے خدا تعالیٰ کی حمد کر لینی چاہئے۔ ...... پس جب کوئی انسان خدا تعالیٰ کی صفات کو بیان کر کے کچھ مانگتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا یہ محتاج بندہ جو کچھ مانگتا ہے وہ اسے دیا جائے۔...... یہ میرا بندہ جو میری صفات بیان کر رہا ہے میں اس پر اپنی صفات ظاہر بھی کر دیتا ہوں تا اس کو عملی طور پر معلوم ہو جائے کہ جو کچھ وہ میرے متعلق کہتا ہے وہ سب درست ہے۔ تو حمد خدا تعالیٰ کی سب صفات کو جوش میں لے آتی ہے اور سب صفات جمع ہو کر ایک طرف جھک جاتی ہیں تا کہ اس بندہ کا کام کر دیں۔“

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸/ جولائی ۱۹۱۶ء، جلد ۵ صفحہ ۱۹۴، ۱۹۵)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے شروع قرآن ہی میں دُعا سکھائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑی عظیم الشان اور ضروری چیز ہے۔ اس کے بغیر انسان کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ (الفاتحہ: ۲ تا ۴) اس میں اللہ تعالیٰ کی چار صفات کو جو اُمّ الصفات ہیں بیان فرمایا ہے۔ ...... اس قدر صفات اللہ کے بیان کے بعد دعا کی تحریک کی ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی ہستی اور ان صفات پر ایمان لاتا ہے تو خواہ مخواہ رُوح میں ایک جوش اور تحریک ہوتی ہے اور دُعا کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتی ہے۔“

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۰۵، ۲۰۶)

بَاب ١٤ : مَا يُذْكَرُ فِي الذَّاتِ وَالنُّعُوتِ وَأَسَامِي اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

ذات اور صفات اور اللہ عزوجل کے ناموں کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے

وَقَالَ خُبَيْبٌ وَذٰلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلٰهِ فَذَكَرَ الذَّاتَ بِاسْمِهِ تَعَالَى.

اور حضرت خبیبؓ نے کہا: یہ موت اللہ کی ذات کی خاطر ہے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام میں ذات کا ذکر کیا۔

٧٤٠٢: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيفٌ لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةً مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ. فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ ابْنَةَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِينَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَلَمَّا خَرَجُوا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ قَالَ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ

وَلَسْتُ أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلَّهِ مَصْرَعِي
وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَّشَأْ
يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ يَوْمَ أُصِيبُوا.

أطرافه: ٣٠٤٥، ٣٩٨٩، ٤٠٨٦۔

۷۴۰۲: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی کہ عمرو بن ابی سفیان بن اسید بن جاریہ ثقفی نے جو بنو زہرہ کے حلیف اور حضرت ابوہریرہؓ کے ساتھیوں میں سے تھے، مجھے خبر دی کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمیوں کو بھیجا۔ ان میں سے حضرت خبیب انصاریؓ بھی تھے۔ اور عبیداللہ بن عیاض نے مجھے بتایا کہ حارث کی بیٹی نے اُن کو خبر دی کہ جب وہ (حضرت خبیبؓ کے قتل پر) متفق ہو گئے تو حضرت خبیبؓ نے اس سے ایک استرا عاریۃً لیا کہ اس سے صفائی کریں۔ جب وہ حرم سے باہر چلے گئے تا کہ انکو ماریں تو حضرت خبیب انصاریؓ نے یہ شعر پڑھے:

میں پروا نہیں کرتا کہ جب میں مسلمان ہونے کی حالت میں مارا جا رہا ہوں تو اللہ کی خاطر میں کس کروٹ پچھاڑا جاؤں اور یہ موت اس معبود کی ذات کی خاطر ہے اور اگر وہ چاہے تو ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جسم کے حصوں کو برکت دے۔

(عقبہ) بن حارث نے ان کو قتل کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو ان کے متعلق اسی دن خبر دے دی جس دن وہ لوگ شہید ہوئے۔

تشریح: مَا يُذْكَرُ فِي الذَّاتِ وَالنُّعُوتِ وَأَسَامِي اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ذات اور صفات اور اللہ عزوجل کے ناموں کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے۔

امام راغب لفظ الذّات کے معنی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ لفظ ذُو سے مؤنث کا صیغہ ہے اور اس کلمہ کے توصل اَجناس وانواع کے ناموں کو متصف کیا جاتا ہے۔ نیز استعارۃً یہ لفظ کسی معین چیز کے لیے بمعنی نفس بھی آتا ہے۔ قاضی عیاض بیان کرتے ہیں کہ ذَاتُ الشَّيء کہنے سے اس چیز کا نفس اور اس کی حقیقت مراد ہوتی ہے۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ اس بحث سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ امام بخاریؒ کا یہاں اللہ تعالیٰ کے متعلق لفظ الذّات کا استعمال متکلمین کے طریق پر نفس کے معنی میں ہی ہے۔ لفظ النُّعُوت کی وضاحت میں وہ لکھتے ہیں کہ یہ نَعْت کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں صفت۔ اور الْأَسَامِي لفظ اِسْمٌ کی جمع ہے۔ اس کی جمع اَسماء بھی آتی ہے۔ علامہ ابن بطال کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء تین طرح کے ہیں ایک تو وہ جو اس کی ذات کی طرف راجع ہیں جیسے (اسمِ الٰہی) "اَللّٰه" ہے۔ دوسرے وہ جو اس کی کسی صفت کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو اس کے وجود کے ساتھ ہی قائم ہے، جیسے (صفتِ الٰہی) "اَلْحَيُّ" ہے۔ تیسرے وہ جو اس کے کسی فعل کی طرف اشارہ کرتے ہیں جیسے (صفتِ الٰہی) "اَلْخَالِقُ" ہے۔

(فتح الباری جزء۱۳ صفحہ ۴۶۶، ۴۶۷)

بَاب ١٥ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَيُحَذِّرُكُمُ اللهُ نَفْسَهُ (آل عمران: ۲۹)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور اللہ تمہیں اپنے آپ سے خبردار کرتا ہے

وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ (المائدۃ: ۱۱۷).

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جو کچھ میرے جی میں ہے تو جانتا ہے اور جو کچھ تیرے دل میں ہے میں نہیں جانتا۔

٧٤٠٣: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ

۷۴۰۳: عمر بن حفص بن غیاث نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ اعمش نے شقیق سے، شقیق نے حضرت عبد اللہؓ سے، حضرت عبد اللہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ سے بڑھ کر غیرت مند اور کوئی نہیں اسی لئے فحش

الْمَدْحُ مِنَ اللهِ.

باتوں کو اس نے حرام کیا اور اللہ سے بڑھ کر کسی کو تعریف پسند نہیں۔

أطرافُه: ٤٦٣٤، ٤٦٣٧، ٥٢٢٠۔

٧٤٠٤: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ وَهُوَ يَكْتُبُ عَلَى نَفْسِهِ وَهُوَ وَضْعٌ عِنْدَهُ عَلَى الْعَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي.

۷۴۰۴: عبدان نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابوحمزہ سے، ابوحمزہ نے اعمش سے، اعمش نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جب اللہ نے مخلوق پیدا کی تو اس نے اپنے نوشتہ میں اپنی ذات پر فرض کرتے ہوئے لکھا وہ نوشتہ عرش پر اس کے پاس رکھا ہوا ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب رہے گی۔

أطرافُه: ٣١٩٤، ٧٤٢٢، ٧٤٥٣، ٧٥٥٣، ٧٥٥٤۔

٧٤٠٥: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ

۷۴۰۵: عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوصالح سے سنا۔ ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا بندہ میرے متعلق جو گمان کرتا ہے اس کے مطابق میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور میں اس کے ساتھ ہی ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اگر وہ اپنے دل میں مجھے یاد کرے تو میں بھی اپنے دل میں اس کو یاد کرتا ہوں اور اگر وہ

تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً.

بھری مجلس میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو بھری مجلس میں یاد کرتا ہوں جو اس مجلس سے بہتر ہوتی ہے اور اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک باع اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ میرے پاس چل کر آئے تو میں اس کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہوں۔

أطرافُه: ۷۵۰۵، ۷۵۳٦، ۷۵۳۷۔

تشریح: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَيُحَذِّرُكُمُ اللهُ نَفْسَهُ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور اللہ تمہیں اپنے آپ سے خبردار کرتا ہے۔

علامہ ابن بطال کہتے ہیں کہ معنونہ آیات واحادیث سے اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ نفس کے استعمال کا ثبوت دیا گیا ہے۔
امام راغب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نفس سے مراد اس کی ذات ہی ہے اور اگر مضاف، مضاف الیہ کی وجہ سے یہ خیال آئے کہ دونوں میں مغایرت ہے تو معنی کے لحاظ سے ایسا کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ واحد ہے اور ہر لحاظ سے تثنیہ ہونے سے پاک ہے۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ لفظ نفس کے عربی کلام میں متعدد معانی ہیں۔ ان میں سے ایک معنی ہیں حقیقت، جیسا کہ لفظ "نفس الامر" کہنے میں یہ معنی مراد ہوتے ہیں۔ یہاں امر کا کوئی سانس لینے والا نفس تو مراد نہیں ہوتا۔ صاحب المطالع علامہ ابن قرقول کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے آیت کریمہ وَلَا أعلم مَا فِي نَفسك کے معنی بیان کرتے ہوئے تین اقوال درج کیے ہیں۔ ایک یہ کہ میں تیری ذات کو نہیں جانتا۔ دوسرا یہ کہ میں تیرے غیب کو نہیں جانتا اور تیسرا یہ کہ جو کچھ بھی تیرے پاس ہے مجھے اس کا علم نہیں۔ اس (تیسرے) قول کا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ میں تیرے معلوم کو، یا تیرے ارادہ کو، یا تیرے بھید کو، یا جو کچھ بھی تیرا ہے اُسے نہیں جانتا۔ (فتح الباری، جزء۱۳ صفحہ ۴۷۰)
بعض علماء اللہ تعالیٰ کی ذات اور نفس کے بیان میں ناحق طریق پر بحث کرتے ہوئے اس کی دیگر مخلوقات سے مشابہت و مخالفت ڈھونڈنے میں سرگرداں رہے ہیں۔ علامہ ابن حجر اُن کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ درست طریق یہ ہے کہ ان مباحث کے بیان میں مثالوں سے گریز کرنا چاہیئے اور ایسے تمام امور میں حقیقت کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی تفویض کر دینا چاہیئے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں واجب کیا ہے یا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

زبان سے ثابت کیا ہے یا جن امور سے اللہ تعالیٰ نے اجمال کی راہ سے اپنی تنزیہہ بیان کی ہے ان سب پر ایمان لانے پر ہی اکتفا کرنا چاہیئے۔ (فتح الباری جزء۱۳ صفحہ ۴۶۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اور یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید کو صحیح طور پر ماننا اور اس میں زیادت یا کمی نہ کرنا، یہ وہ عدل ہے جو انسان اپنے مالک حقیقی کے حق میں بجالاتا ہے۔...... یا یوں سمجھ لو کہ حق وہ چیز ہے کہ ہمیشہ دو متقابل باطلوں کے وسط میں ہوتا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ عین موقع کا التزام ہمیشہ انسان کو وسط میں رکھتا ہے اور خداشناسی کے بارے میں وسط کی شناخت یہ ہے کہ خدا کی صفات بیان کرنے میں نہ تو نفی صفات کے پہلو کی طرف جھک جائے اور نہ خدا کو جسمانی چیزوں کا مشابہ قرار دے۔ یہی طریق قرآن شریف نے صفات باری تعالیٰ میں اختیار کیا ہے۔ چنانچہ وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ خدا دیکھتا، سنتا، جانتا، بولتا، کلام کرتا ہے۔ اور پھر مخلوق کی مشابہت سے بچانے کیلئے یہ بھی فرماتا ہے: لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (الشوری:۱۲) فَلَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْأَمْثَالَ (النحل:۷۵)یعنی خدا کی ذات اور صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس کے لئے مخلوق سے مثالیں مت دو۔ سو خدا کی ذات کو تشبیہ اور تنزیہہ کے بین بین رکھنا یہی وسط ہے۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۷۶، ۳۷۷)

أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”جب تک انسان ادنیٰ حالت میں ہوتا ہے اس کے خیالات بھی ادنیٰ ہی ہوتے ہیں اور جس قدر معرفت میں گرا ہوا ہوتا ہے اسی قدر محبت میں کمی ہوتی ہے۔ معرفت سے حُسن ظن پیدا ہوتا ہے۔ ہر شخص میں محبت اپنے ظن کی نسبت سے ہوتی ہے۔ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي سے یہی تعلیم ملتی ہے۔ صادق عاشق جو ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ پر حسن ظن رکھتا ہے کہ وہ اس کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔ خدا تعالیٰ تو وفاداری کرنا پسند کرتا ہے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ انسان صدق دکھلاوے اور اس پر ظن نیک رکھے کہ تا وہ بھی وفا دکھلائے مگر یہ لوگ کب اس حقیقت کو سمجھ سکتے

ہیں۔ یہ تو اپنی ہوا و ہوس کے بتوں کے آگے جھکے رہتے ہیں اور ان کو نظر دنیا تک ہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کریم و رحیم نہیں سمجھتے۔ اس کے وعدوں پر ذرہ ایمان نہیں رکھتے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان رکھتے کہ وہ کریم و رحیم ہے تو وہ بھی اُن پر رحمت اور وفا کے ثبوت نازل کرتا...... شر بدظنی سے پیدا ہوتا ہے۔ قرآن شریف کو اوّل سے آخر تک پڑھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بدظنی مت کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ساتھ نہ چھوڑو۔ اسی سے مدد مانگو۔ اللہ تعالیٰ ہر میدان میں مومن کی مدد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں میدان میں تیرے ساتھ ہوں وہ اس کے لیے ایک فرقان پیدا کر دیتا ہے جو اس کے وعدوں پر بھروسہ نہیں کرتا وہ بدظنی کرتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ سے نیک ظن کرتا ہے وہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے بدظنی کرتا ہے، وہ مجبور ہوتا ہے کہ اپنے لیے کوئی دوسرا معبود بنائے اور شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جب انسان اس بات کو سمجھتا ہے کہ خدا کریم و رحیم ہے اور اس بات پر ایمان صدق دل سے لاتا ہے کہ اس کے وعدے ٹلنے کے نہیں تو وہ اس پر جان فدا کرتا ہے اور درپردہ خدا تعالیٰ سے عشق رکھتا ہے۔ ایسا انسان خدا تعالیٰ کا چہرہ اسی دنیا میں دیکھ لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ طرح طرح سے اس کی مدد کرتا ہے اور اپنے انعامات اس پر نازل کرتا ہے اور اس کو تسلی بخشتا ہے اور محبت اور وفا کا چہرہ دکھاتا ہے لیکن بے وفا غدار ہمیشہ محروم رہتا ہے۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۵، ۳۶)

بَاب ١٦: قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ (القصص: ٨٩)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانا: ہر ایک چیز ہلاک ہونے والی ہے
سوائے اس کے جس کی طرف اس (اللہ) کی توجہ ہو

٧٤٠٦: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ

۷۴۰۶: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو سے، عمرو

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَـٰذِهِ الْآيَـةُ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ (الأنعام:٦٦) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوذُ بِوَجْهِكَ فَقَالَ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ (الأنعام:٦٦) فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوذُ بِوَجْهِكَ قَالَ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا (الأنعام:٦٦) فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا أَيْسَرُ.

أطرافه: ٤٦٢٨، ٧٣١٣۔

نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی: تو (ان سے) کہدے وہ اس (بات) پر بھی قادر ہے کہ تمہارے اوپر کی طرف سے عذاب نازل کرے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: میں تیری ذات کی پناہ لیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یا تمہارے پاؤں کے نیچے کی طرف سے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: میں تیری ذات کی پناہ لیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یا تمہیں (ایک دوسرے کے خلاف) آپس میں مختلف گروہوں کی صورت میں ملادے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ آسان ہے۔

تشریح: كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: ہر ایک چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کے جس کی طرف اس (اللہ) کی توجہ ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”دوسرا حصہ اس توحید کا یہ ہے کہ جیسا کہ کوئی چیز بجز خدا کے خود بخود موجود نہیں ایسا ہی ہر ایک چیز بجز خدا کے اپنی ذات میں فانی اور ہلاک ہونے سے بَری نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (القصص:۸۹) یعنی ہر ایک چیز معرض ہلاکت میں ہے اور مرنے والی ہے بجز خدا کی ذات کے کہ وہ موت سے پاک ہے اور اسی طرح ایک اور آیت میں فرمایا كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (الرحمٰن:۲۷) یعنی ہر ایک جو زمین پر ہے آخر مرے گا پس جیسا کہ خدا نے اس آیت میں کہ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ہے لفظ كُلَّ کے ساتھ جو احاطہ تامہ کے لئے آتا ہے ہر ایک چیز کو جو اس کے سوا ہے مخلوق میں داخل کر دیا۔ ایسا ہی اس لفظ کُل کے ساتھ اس آیت میں جو كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ہے اور نیز

اس آیت میں کہ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ہے ہر ایک چیز کے لئے بجز اپنی ذات کے موت ضروری ٹھہرادی۔ پس جیسا کہ جسمی ترکیب میں اِنحلال ہو کر جسم پر موت آتی ہے ایسا ہی رُوحانی صفات میں تغیرات پیدا ہو کر رُوح پر موت آجاتی ہے مگر جو لوگ وجہ اللہ میں محو ہو کر مرتے ہیں وہ بباعث اس اِتّصال کے جو اُن کو حضرت عزت سے ہو جاتا ہے دوبارہ زندہ کئے جاتے ہیں اور اُن کی زندگی خدا کی زندگی کا ایک ظِل ہوتا ہے اور پلید روحوں میں بھی عذاب دینے کے لئے ایک حس پیدا کی جاتی ہے مگر وہ نہ مردوں میں داخل ہوتے ہیں نہ زندوں میں جیسا کہ ایک شخص جب سخت درد میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ بد حواسی کی زندگی اس کے لئے موت کے برابر ہوتی ہے اور زمین و آسمان اُس کی نظر میں تاریک دکھائی دیتے ہیں۔"

(چشمہ مَعرفت، روحانی خزائن، جلد ۲۳، صفحہ ۱۶۵،۱۶۶)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"چہرہ سے مراد ظہورِ صفات ہے ورنہ یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ کا کوئی حقیقی چہرہ ہے۔ اور اس میں کیا شبہ ہے کہ گندی اور پاک دونوں چیزوں سے خدا تعالیٰ کی صفات کا ظہور ہو رہا ہے۔ صرف ظہور مختلف قسم کا ہے۔ ہاں انسان ایک وقت میں صرف ایک ہی صفت کو نمایاں طور پر ظاہر کر سکتا ہے یا چند صفات ظاہر کر سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ایک ہی وقت میں غضب اور رحم اور باقی سب صفات ظاہر کر رہا ہوتا ہے۔ پس یہ کوئی اعتراض نہیں کہ ایک ہی وقت میں اس کا چہرہ مختلف آثار کیونکر ظاہر کر رہا ہے۔" (تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۵۶۷،۵۶۸)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"دنیا کی ہر چیز بلکہ ہر مزعومہ معبود بھی ہلاک ہونے والا ہے اور یہ ہلاکت ثابت کرتی ہے کہ کوئی چیز اپنی ذات میں قائم نہیں بلکہ کوئی اور وجود اسے قائم رکھ رہا ہے۔ اس آیت میں ضمنی طور پر وحدتِ وجود والوں کا بھی ردّ کر دیا گیا ہے۔ یہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ دنیا میں خدا کے سوا اَور کچھ نہیں جو کچھ نظر آرہا ہے یہ خدا تعالیٰ کا ہی جلوہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہر وہ چیز جو پیدا

ہوتی ہے، وہ ہلاک ہوتی ہے اگر یہ سب کچھ خدا ہی خدا ہے تو دنیا کی کوئی چیز تغیر پذیر نہیں ہو سکتی تھی۔ مگر اس کا تغیر پذیر ہونا بتاتا ہے کہ یہ چیزیں خدا کا حصہ نہیں ورنہ اگر کسی چیز کے ایک حصہ میں تغیر ہو سکتا ہے۔ تو پھر کُل میں بھی تغیر تسلیم کرنا پڑے گا۔

اِلَّا وَجْهَهٗ میں بتایا کہ صرف وہی بچیں گے جن کی طرف اللہ تعالیٰ کی توجہ ہو گی۔ یہ استثناء اللہ تعالیٰ نے اس لئے کیا کہ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ سے یہ شبہ پڑ سکتا تھا کہ شائد جنت بھی ایک دن فنا ہو جائے گی۔ یا وہ روحانی علوم جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعہ دنیا میں نازل کئے ہیں وہ بھی تباہ ہو جائیں گے یا اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے بھی ہمیشہ کے لئے مٹ جائیں گے۔ اس شبہ کے ازالہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے اِلَّا وَجْهَهٗ کے الفاظ بڑھا دیئے۔ اور بتا دیا کہ کچھ چیزیں اس ہلاکت سے محفوظ بھی رہیں گی۔ مگر وہ وہی ہوں گی جن کی طرف اللہ تعالیٰ کی توجہ ہو گی۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کے لئے موت لازمی ہے اور انسانوں میں سے بھی کوئی اس موت سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ ہاں وہ وہ لوگ جو وَجْهُ الله میں محو ہو کر ایک نئی زندگی حاصل کر لیتے ہیں وہ جسمانی موت سے تو نہیں بچ سکتے لیکن ان کی روحیں ہمیشہ کے لئے زندہ رکھی جائیں گی۔ کیونکہ ان کی ارواح کا خدا تعالیٰ کی ذات سے اتصال ہو جاتا ہے۔ اور دنیا میں ہی خدا نما وجود بن جاتے ہیں۔ جیسے حدیثوں میں آتا ہے کہ بندہ میرے قرب میں اتنا بڑھتا ہے کہ آخر مَیں اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ جو اس پر حملہ کرتا ہے وہ اس پر نہیں بلکہ خدا پر حملہ کرتا ہے۔ اور جو اس کو عزت دیتا ہے، وہ اس کو نہیں بلکہ خدا کو عزت دیتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے میرے بدخواہ کرنا، ہوش کر کے مجھ پہ وار

یعنی تم مجھے دیکھتے ہو تو یہ خیال کرتے ہو کہ یہ مرزا غلام احمد ہے۔ اگر ہم نے اس پر حملہ کر لیا تو کیا ہوا حالانکہ اگر تم حملہ کرتے ہو تو تمہارا حملہ مرزا غلام احمد پر نہیں بلکہ خدا پر ہوتا ہے کیونکہ خدا نے میرے وجود کو اپنا لیا ہے۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ القصص، زیر آیت وَلَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ، جلد۷ صفحہ ۵۶۶، ۵۶۷)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

"جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں تین قسم کی سزاؤں کا ذکر ہے۔ ایک قسم آسمانی جو ملائکۃ اللہ کے خالص تصرف سے نازل ہوتی ہے اور انسان اس میں بے بس ہوتا ہے۔ اس کی روک تھام کے لیے نہ اسباب اختیار کر سکتا ہے نہ مہلت ملتی ہے کہ ان اسباب کا خیال ہی کر سکے۔ اللہ تعالیٰ سزا سے متعلق اپنی سنت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ جب وہ ترقی کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمارے آباء واجداد کو بھی دکھ سکھ پہنچ چکے ہیں۔ ہمیں پہنچے تو کیا ہے۔ اس طرح جب وہ نڈر ہو جاتے ہیں فَاَخَذۡنٰهُمۡ بَغۡتَةً وَّ هُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ (الأعراف: ۹۶) تو ہم اُنہیں اچانک گرفت میں لے لیتے ہیں بحالیکہ اُنہیں شعور تک نہیں ہوتا کہ کوئی عذاب آنے والا ہے اَنۡ يَّاۡتِيَهُمۡ بَاۡسُنَا بَيَاتًا وَّ هُمۡ نَآئِمُوۡنَ (الأعراف: ۹۸) ہمارا عذاب اُنہیں رات کو آئے اور وہ سوئے ہوں۔ اَنۡ يَّاۡتِيَهُمۡ بَاۡسُنَا ضُحًى وَّ هُمۡ يَلۡعَبُوۡنَ (الأعراف:۹۹) اُنہیں دوپہر کو ہمارا عذاب آئے جبکہ وہ کھیل رہے ہوں۔ غرض ایک قسم آسمانی سزا کی ہے جس کو معنونہ آیت میں عَذَابًا مِّنۡ فَوۡقِكُمۡ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اور دوسری قسم عذاب مِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِكُمۡ (الأنعام: ۶۶) کے الفاظ سے بیان فرمائی ہے۔ تمہارے پاؤں کے نیچے سے، جیسے سیلاب و زلازل وغیرہ یا ماتحت لوگوں کے ذریعہ سے، جیسے رعیت کی بغاوت۔ زارِ روس کا حال زار ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور موجودہ زمانے میں آئے دن اس قسم کی سزا کا مشاہدہ بار بار کرایا جا رہا ہے۔ ساری قوم بالاتفاق آگ بگولے کی طرح اٹھتی اور قصر بریں کے اندر آغوشِ عیش و عشرت میں کروٹیں لینے والے متنعّمین کو واصل جہنم کر دیتی

ہے۔ تیسری قسم کی سزا کا ذکر الفاظ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ (الأنعام:٦٦) سے فرمایا ہے۔ عنوان باب میں يَلْبِسُ کے معنی باب إِفْعَالٌ کے مفہوم میں ہیں یعنی ایک دوسرے کے ساتھ الجھانا، گتھم گتھا کر دینا۔ یہ شرح ابو عبیدہ سے مروی ہے۔ شِيَعًا سے مراد ہے کہ فرقوں میں بٹ کر ایک دوسرے پر پل پڑو۔ طبری نے حضرت ابن عباسؓ سے شِيَعًا کا مفہوم الْأَهْوَاءُ الْمُخْتَلِفَة نقل کیا ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ٣٦٩) یعنی مختلف خواہشات نفس میں تمہیں مبتلا کر کے آپس میں گلو گیر کر دے۔ اس سے مراد خانہ جنگی ہے جو بہتوں کی ہلاکت و تباہی کا باعث ہوتی ہے۔ اس باب کے تحت جو روایت ... نقل کی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان تین قسم کے عذابوں میں سے آسمانی عذاب اور زمینی عذاب ہولناک ہیں۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی ہے اور تفرقہ وخانہ جنگی کے عذاب کو باقی عذابوں کی نسبت آسان تر بتایا ہے۔ مگر یہ تینوں سزائیں ہی جب شدت اختیار کر لیتی ہیں تو ناقابل برداشت ہو جاتی ہیں۔ امام ابن حجر نے امام مسلم، امام احمد بن حنبل، ترمذی، نسائی، طبری اور ابن ابی حاتم وغیرہ کی متعدد روایتیں معنونہ آیت کے تعلق میں نقل کی ہیں کہ فوقانی عذاب سے بافراط باراں اور رجم آگ بگولے و طوفان اور قحط وغیرہ مراد ہیں اسی طرح اس سے أَئِمَّةُ السُّوْءِ برے امام و سردار بھی ہو سکتے ہیں اور تحتانی عذاب سے جس طرح زلزلے وغیرہ مراد ہیں خُدَّامُ السُّوْءِ (یعنی بُرے ملازم) بھی ہو سکتے ہیں۔"

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الأنعام، باب قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَّبْعَثَ جلد ١٠ صفحہ ٢٨٥، ٢٨٦)

بَاب ١٧ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ (طه: ٤٠) تُغَذَّى

اللہ تعالیٰ کا فرمانا: تا کہ تُو ہماری آنکھوں کے سامنے پروان چڑھے

وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ تَجْرِيْ بِأَعْيُنِنَا (القمر: ١٥). اور اللہ جل ذکرہ کا یہ فرمانا: وہ ہماری آنکھوں کے سامنے (ہماری نگرانی میں) چلتی تھی۔

٧٤٠٧: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ ذُكِرَ الدَّجَّالُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ لَا يَخْفَى عَلَيْكُمْ إِنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى عَيْنِهِ وَإِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ.

۷۴۰۷: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ جویریہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ (بن عمرؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دجال کا ذکر کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: تم سے پوشیدہ نہیں کہ اللہ کانا نہیں اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا، فرمایا: اور مسیح دجال داہنی آنکھ سے کانا ہوگا۔ ایسا معلوم ہوگا جیسے اس کی آنکھ پھولا ہوا انگور ہے۔

أطرافُه: ٣٠٥٧، ٣٣٣٧، ٣٤٣٩، ٤٤٠٢، ٦١٧٥، ٧١٢٣، ٧١٢٧۔

٧٤٠٨: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللهُ مِنْ نَّبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ قَوْمَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ.

۷۴۰۸: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ قتادہ نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ نے کوئی نبی بھی ایسا نہیں بھیجا جس نے جھوٹے کانے سے اپنی قوم کو نہ ڈرایا ہو۔ وہ کانا ہوگا اور تمہارا ربّ کانا نہیں، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔

طرفُه: ٧١٣١۔

تشریح: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَ لِتُصْنَعَ عَلَى عَيْنِيْ: اللہ تعالیٰ کا فرمانا: تاکہ تُو ہماری آنکھوں کے سامنے پروان چڑھے۔

قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَلِتُصْنَعَ عَلَى عَيْنِيْ: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”عَیْنٌ کے معنے عربی زبان میں جہاں آنکھ کے ہیں وہاں اس کے ایک معنے حفاظت کے بھی ہیں۔ چنانچہ عربی زبان میں جب یہ کہا جائے کہ اَنْتَ عَلٰی عَیْنِیْ تو

اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ تُو میری حفاظت میں ہے اور میں تیری عزت کرتا ہوں (اقرب) اسی طرح فُلَانٌ بِعَيْنِيْ کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ اَحْفَظُهٗ وَاُرَاعِيْهِ کہ میں اُس کی حفاظت کرتا ہوں اور اُس کی رعایت ملحوظ رکھتا ہوں۔ (اقرب) مفرداتِ امام راغبؒ میں بھی لکھا ہے کہ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا کے یہ معنی ہیں کہ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِحِفَاظَتِيْ یعنی تو میری حفاظت میں کشتی بنا اور اسی سے عربی زبان کا یہ محاورہ ہے کہ عَيْنُ اللّٰهِ عَلَيْكَ اور اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ تُو خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔ (مفردات)" (تفسیر کبیر جلد۶ صفحہ ۱۶۰)

نیز فرمایا:

"لِتُصْنَعَ - اَلصُّنْعُ کے معنے ہیں اِجَادَةُ الْفِعْلِ۔ کسی کام کو اچھی طرح سے کرنا (اقرب) اور عَلٰى عَيْنِيْ کا محاورہ اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب کسی کی حفاظت اور شفقت مطلوب ہو۔ (اقرب) پس لِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ کے معنے ہوں گے تاکہ تو ہماری خاص شفقت اور رحمت میں پرورش پائے۔......

ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کے واقعہ سے بھی ایک مشابہت حاصل ہے مگر اس فرق کے ساتھ کہ موسیٰ کو دودھ پلوانے کے لئے اس کی بہن نے کوشش کی لیکن رسول کریم ﷺ کو دودھ پلانے والی عورت کو خدا تعالیٰ خود پکڑ کر آپ کے پاس لے آیا۔ چنانچہ تاریخوں میں لکھا ہے کہ مکہ کے اردگرد کے گاؤں کی عورتیں ایک خاص موسم میں مکے میں جمع ہو جاتی تھیں تاکہ امیروں کے بچے دودھ پلانے کے لئے اپنے ساتھ لے جائیں۔ جب رسول کریم ﷺ چند ماہ کے ہو گئے اور وہ وقت آیا جب عورتیں باہر سے آتی تھیں تو باہر سے کچھ عورتیں آئیں جن میں آپ کی ہونے والی دائی حلیمہ بھی تھی۔ حلیمہ کا خاندان غریب تھا۔ اس لئے جن امیر گھروں میں بھی وہ گئی انہوں نے اپنا بچہ اسے دینے سے انکار کر دیا، یہ سمجھ کر کہ یہ غریب عورت بچے کو اچھی طرح سے پال نہیں سکے گی۔ حلیمہ سارا دن مکہ کے گھروں میں پھرتی رہی اور ردّ ہوتی رہی اور میرے آقا کی ماں بیوہ آمنہ اپنے گھر میں کسی مناسب دایہ کا انتظار کرتی رہی۔ لیکن کسی

مناسب دایہ نے اس گھر میں جھانکنا تک پسند نہ کیا، اس خیال سے کہ آمنہ کے یتیم بچے کے پالنے کا بدلہ کون دے گا۔ جب سارا دن مکہ کے ہر گھر سے حلیمہ دھتکاری گئی تو اس نے خیال کیا کہ اگر میں بغیر بچے کے گئی تو بدنام ہو جاؤں گی۔ چلو اگر کسی امیر گھرانے کا بچہ نہیں ملتا تو غریب گھرانہ کا یتیم محمد ہی ساتھ لیتی جاؤں۔ (سیرۃ الحلبیہ جلد اول صفحہ ۹۶) گویا ساری دائیوں کا رڈ کردہ بچہ اس دایہ نے لیا جسے سب مکہ والوں نے رڈ کر دیا تھا اور اس طرح وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو صحف سابقہ میں آچکی ہے کہ "جس پتھر کو معماروں نے رڈ کیا، وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔" (متی باب ۲۱ آیت ۴۲) دایہ بھی معمار ہوتی ہے کیونکہ وہ بھی بچہ کی پرورش کرتی اور اسے کھڑا ہونے کے قابل بناتی ہے۔ غرض وہ تمام دائیوں کا رڈ کیا ہوا بچہ حلیمہ کے گھر گیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک صحت افزا مقام پر پرورش کا انتظام فرما دیا۔ مگر خدا تعالیٰ کی غیرت دیکھو کہ جس یتیم بچے کے لے جانے سے حلیمہ ڈرتی تھی اسی یتیم بچے کو خدا تعالیٰ نے ایک دن اس کی قوم سے لڑوا دیا اور اس کو غالب کر دیا۔ حلیمہ کی قوم کے بہت سے افراد غزوۂ حنین میں قید ہوئے اور بہت سے جانور پکڑے گئے۔ حلیمہ کی قوم کے مالدار فرعون حلیمہ کے غریب بچوں سے سفارش کی خواہش کرنے سے گھبراتے تھے لیکن آخر مجبور ہو کر ان کے پاس گئے۔ اور جا کر کہا کہ قوم کی نظر تو تمہیں پر ہے۔ جاؤ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی قوم کی سفارش کرو۔ رسول کریم صَلَّیٰ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دیر تک ان کا انتظار کرتے رہے تھے۔ آخر مجبور ہو کر آپ نے حلیمہ کی قوم کے اموال غنیمت کو فوجیوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ صرف غلام رہنے دیئے تھے۔ جب حلیمہ کی ایک بچی آپ کے پاس سفارش کیلئے آئی تو آپ نے فرمایا: میں نے تمہارا بہت انتظار کیا۔ آخر تنگ آکر مال تقسیم کر دیا۔ اب تم خود ہی پسند کر لو۔ آیا میں مال واپس لے کر تم کو دے دوں یا قیدی تم کو دے دوں۔ اس نے قوم سے مشورہ کیا اور کہا: ہمیں قیدی چاہئیں مال نہیں چاہیئے۔ رسول کریم صَلَّیٰ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے لشکر اسلام کے سامنے یہ معاملہ رکھا۔ انہوں نے کہا:

یارسول اللہ! ہم خوشی سے اپنے اپنے قیدی آزاد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ اسی وقت بنو ہوازن کا چھ ہزار قیدی رہا کر دیا گیا۔ (سیرۃ الحلبیہ جلد۳ صفحہ ۱۴۰، ۱۴۱) اب موسیٰ کی پرورش کے واقعہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کے واقعہ کا مقابلہ کر کے دیکھو۔ یہ دونوں واقعات آپس میں مشابہ بھی ہیں۔ لیکن پھر بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کا واقعہ موسیٰؑ کی پرورش کے واقعہ سے اپنی شان میں ہزاروں گنا زیادہ ہے۔ اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وبارك وسلم انك حميد مجيد۔" (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۴۲۳ تا ۴۲۶)

بَاب ۱۸ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى هُوَ اللهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ (الحشر: ۲۵)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: (حق یہی ہے کہ) اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور ہر چیز کا موجد بھی ہے اور ہر چیز کو اس کی مناسب حال صورت دینے والا ہے

۷۴۰۹: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مُوسَى هُوَ ابْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ أَنَّهُمْ أَصَابُوا سَبَايَا فَأَرَادُوا أَنْ يَّسْتَمْتِعُوا بِهِنَّ وَلَا يَحْمِلْنَ فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَفْعَلُوا فَإِنَّ اللهَ قَدْ كَتَبَ مَنْ هُوَ خَالِقٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَنْ قَزَعَةَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ

۷۴۰۹: اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ عفان نے ہمیں بتایا۔ وہیب نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ نے جو کہ عقبہ کے بیٹے تھے، ہمیں بتایا۔ محمد بن یحییٰ بن حبان نے مجھ سے بیان کیا۔ محمد نے ابن مُحیریز سے، ابن مُحیریز نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے غزوہ بنی مصطلق کے متعلق روایت کی کہ صحابہ نے کچھ قیدی عورتیں غنیمت میں پائیں اور انہوں نے ان سے تعلق قائم کرنا چاہا، ایسے طور سے کہ وہ حاملہ نہ ہوں۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے متعلق پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا: تم پر کیا مضائقہ ہے اگر تم نہ کرو؟ کیونکہ اللہ نے لکھ دیا ہے جس کو اس نے قیامت کے روز تک پیدا کرنا ہے۔ اور مجاہد نے قزعہ سے نقل کیا کہ میں نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَتْ نَفْسٌ مَخْلُوقَةٌ إِلَّا اللّٰهُ خَالِقُهَا.

حضرت ابوسعیدؓ سے سنا۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جان بھی پیدا کی جانی ہے اللہ اس کو ضرور ہی پیدا کرے گا۔

أطرافه: ۲۲۲۹، ۲۵۴۲، ۴۱۳۸، ۵۲۱۰، ۶۶۰۳۔

تشریح: هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ: (حق یہی ہے کہ) اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور ہر چیز کا موجد بھی ہے اور ہر چیز کو اس کی مناسب حال صورت دینے والا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”وہ اللہ خالق ہے یعنی پیدا کنندہ ہے وہ باری ہے یعنے روحوں اور اجسام کو عدم سے وجود بخشنے والا ہے وہ مصور ہے یعنے صورت جسمیہ اور صورت نوعیہ عطا کرنے والا ہے کیونکہ اس کے لئے تمام اسماء حسنہ ثابت ہیں یعنے جمیع صفات کاملہ جو باعتبار کمال قدرت کے عقل تجویز کر سکتی ہے اس کی ذات میں جمع ہیں۔ لہٰذا نیست سے ہست کرنے پر بھی وہ قادر ہے۔ کیونکہ نیست سے ہست کرنا قدرتی کمالات سے ایک اعلیٰ کمال ہے اور ترتیب مقدمات اس قیاس کی بصورت شکل اول کے اس طرح پر ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ پیدا کرنا اور محض اپنی قدرت سے وجود بخشا ایک کمال ہے اور سب کمالات ذات کامل واجب الوجود کو حاصل ہیں۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ نیست سے ہست کرنے کا کمال بھی ذات باری کو حاصل ہے۔ ثبوت مفہوم صغریٰ کا یعنی اس بات کا کہ محض اپنی قدرت سے پیدا کرنا ایک کمال ہے اس طرح پر ہوتا ہے کہ نقیض اس کی یعنے یہ امر کہ محض اپنی قدرت سے پیدا کرنے میں عاجز ہونا جب تک باہر سے کوئی مادہ آکر معاون اور مددگار نہ ہو ایک بھاری نقصان ہے کیونکہ اگر ہم یہ فرض کریں کہ مادہ موجودہ سب جابجا خرچ ہو گیا تو ساتھ ہی یہ فرض کرنا پڑتا ہے کہ اب خدا پیدا کرنے سے قطعاً عاجز ہے حالانکہ ایسا نقص اس ذات غیر محدود اور قادر مطلق پر عائد کرنا گویا اس کی الوہیت سے انکار کرنا ہے۔ سوائے اس کے علم الٰہیات میں یہ مسئلہ بدلائل ثابت ہو چکا ہے کہ مستجمع الکمالات ہونا واجب الوجود کا تحقق الوہیت کے واسطے شرط ہے یعنی یہ لازم ہے کہ کوئی مرتبہ کمال کا مراتب ممکن التصور سے جو ذہن اور خیال میں گزر سکتا ہے اس ذات کامل سے

فوت نہ ہو۔ پس بلاشبہ عقل اس بات کو چاہتی ہے کہ کمال الوہیت باری تعالیٰ کا یہی ہے کہ سب موجودات کا سلسلہ اسی کی قدرت تک منتہی ہو نہ یہ کہ صفت قدامت اور ہستی حقیقی کے بہت سے شریکوں میں بٹی ہوئی ہو اور قطع نظر ان سب دلائل اور براہین کے ہر ایک سلیم الطبع سمجھ سکتا ہے کہ اعلیٰ کام بہ نسبت ادنیٰ کام کے زیادہ تر کمال پر دلالت کرتا ہے پس جس صورت میں تالیف اجزاء عالم کمال الٰہی میں داخل ہے تو پھر پیدا کرنا عالم کا بغیر احتیاج اسباب کے جو کروڑ ہا درجہ زیادہ تر قدرت پر دلالت کرتا ہے کس قدر اعلیٰ کمال ہو گا۔ پس صغریٰ اس شکل کا بوجہ کامل ثابت ہوا۔ اور ثبوت کبریٰ کا یعنے اس قضیہ کا کہ ہر ایک کمال ذات باری کو حاصل ہے اس طرح پر ہے کہ اگر بعض کمالات ذات باری کو حاصل نہیں تو اس صورت میں یہ سوال ہو گا کہ محرومی ان کمالات سے بخوشی خاطر ہے یا بہ مجبوری ہے۔ اگر کہو کہ بخوشی خاطر ہے تو یہ جھوٹ ہے کیونکہ کوئی شخص اپنی خوشی سے اپنے کمال میں نقص روا نہیں رکھتا اور نیز جبکہ یہ صفت قدیم سے خدا کی ذات سے قطعاً مفقود ہے تو خوشی خاطر کہاں رہی۔ اور اگر کہو کہ مجبوری سے تو وجود کسی اور قاسر کا ماننا پڑا جس نے خدا کو مجبور کیا اور نفاذ اختیارات خدائی سے اس کو روکا یا یہ فرض کرنا پڑا کہ وہ قاسر اس کا اپنا ہی ضعف اور ناتوانی ہے کوئی خارجی قاسر نہیں۔ بہر حال وہ مجبور ٹھہرا تو اس صورت میں وہ خدائی کے لائق نہ رہا۔ پس بالضرورت اس سے ثابت ہوا کہ خداوند تعالیٰ داغ مجبوری سے کہ بطلانِ الوہیت کو مستلزم ہے پاک اور منزہ ہے اور صفت کاملہ خالقیت اور عدم سے پیدا کرنے کی اس کو حاصل ہے اور یہی مطلب تھا۔" (پرانی تحریریں، روحانی خزائن، جلد ۲، صفحہ ۱۱ تا ۱۳)

فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے متعلق پوچھا۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ فرماتے ہیں:

"اسلام کی ساری تعلیم کا منشاء اسی ایک مرکزی نقطہ کے ارد گرد چکر لگاتا ہے کہ انسان صفاتِ الٰہیہ سے متصف ہو کر ان قیود سے آزاد ہو؛ جن میں جکڑ کر وہ اپنی فطرت کے اعلیٰ تقاضے پورا کرنے سے محروم ہے۔ اس مرکزی نقطۂ تعلیم کی روشنی میں معنونہ مسائل کا جواب بالکل واضح ہے کہ ان حالات کا تعلق ادنیٰ حالات تمدن

سے ہے۔ جن سے اسلام انسان کو رہائی دینا چاہتا ہے۔ چنانچہ مسئلہ عزل جس کا ذکر روایت... میں ہے کہ حضرت ابو سعید خدریؓ نے اس کے جواز سے متعلق فتویٰ پوچھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مروّجہ قوانین جنگ کے مطابق فتویٰ دیا ہے مگر بعد کو یہ طریق آپ کی طرف سے ممنوع قرار دیا گیا اور جنگی قیدیوں کی آزادی سے متعلق ایک معین ضابطہ قانون بنایا گیا ہے کہ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَآءً (محمد: ۵) یعنی قید کرنے کے بعد جنگی قیدیوں سے احسان سے پیش آؤ اور حسب حالات بغیر تاوان لئے یا فدیہ لے کر انہیں آزاد کر دو اور اگر ان میں سے کسی قیدی کے پاس فدیہ کے لئے مال نہ ہو اور وہ بذریعہ معاہدہ (مکاتبت) آزادی حاصل کرنا چاہتا ہو تو اسے یہ سہولت دی جائے، جیسے فرمایا: فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۖ وَّ اٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۗ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا (النور: ۳۴) اس آیت سے ظاہر ہے کہ وہ لونڈیاں جو بذریعہ مکاتبت یا فدیہ یا ازراہِ اِحسان مندی آزاد نہیں ہوئیں، وہ نکاح کرنا چاہیں تو ان کا نکاح کیا جائے اور انہیں ایسی حالت میں نہ رہنے دو کہ غیر شریفانہ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں۔ اس آیت سے ماقبل غلام اور لونڈیوں دونوں کے نکاح کرنے سے متعلق واضح حکم ان الفاظ میں ہے: وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ ۗ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ (النور: ۳۳) اور تمہارے درمیان جو بیوائیں ہیں ان کی بھی شادیاں کراؤ اور اسی طرح جو تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے نیک چلن ہوں ان کی بھی شادی کراؤ۔ اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی بنا دے گا اور اللہ بہت وسعت عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔ خلاصہ یہ کہ بعض قوانین اور تلقین وعظ و نصیحت اور عملی نمونہ سے اسلامی معاشرہ میں تدریجاً ایسی فضا پیدا کی گئی ہے کہ غلامی کی ادنیٰ حالت جو ازمنہ قدیمہ سے ہر ملک اور قوم میں پائی جاتی تھی آخر تبدیل ہو گئی۔ مذکورہ بالا احادیث کا تعلق ابتدائی حالات سے تھا۔"

(صحیح بخاری، کتاب العتق، بَابُ مَنْ مَلَكَ مِنَ الْعَرَبِ رَقِيقًا، جلد ۴ صفحہ ۵۷۸)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"آپؐ سے عزل کے متعلق پوچھا کہ اس بارہ میں آپؐ کا کیا حکم ہے فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَالِكَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھی ایک وأد خفی ہے۔ یہ روایت مسلم نے سعید بن ابی ایوب سے اور مالک بن انس سے بھی نقل کی ہے اور ابو داؤد اور الترمذی اور النسائی نے یہ روایت ابی الاسود سے روایت کی ہے۔ اس روایت سے بعض لوگ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جب عزل بھی وأد خفی ہے تو یہ فعل بھی کسی سزا کا مستحق ہونا چاہیئے لیکن یہ بات روایت سے درست معلوم نہیں ہوتی۔ اوّل تو اگر عزل منع ہے اس وجہ سے کہ عزل وأد خفی ہے تو پھر حاملہ سے جماع بھی منع ہونا چاہیئے مگر حمل کے ایام میں جماع کی حرمت کہیں سے ثابت نہیں حالانکہ وہ وأد قطعی اور یقینی ہے۔ دوسرے عزل کے جائز ہونے کے متعلق بھی احادیث آتی ہیں مثلاً ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عزل کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا بے شک کرو جس متنفس کو خدا نے پیدا کرنا ہے وہ تو اُسے بہر حال پیدا کر کے رہے گا (بخاری کتاب القدر باب كان امر الله قدراً مقدوراً) پس چونکہ عزل کا جواز بعض دوسری احادیث سے ثابت ہے اس لئے گو یہ حدیث بڑے بلند پایہ کی ہے مگر میرے نزدیک اس کے یہی معنے ہیں کہ بلاضرورت ایسا کرنا ٹھیک نہیں۔ اگر کوئی شخص بلاضرورت ایسا کرتا ہے تو وہ وأد خفی سے کام لیتا ہے یعنی وہ شخص جس کی عزل سے غرض نسل انسانی کا انقطاع ہو وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک مجرم اور گنہگار ہے ورنہ اور کئی صورتیں ایسی ہو سکتی ہیں جن میں عزل ہو سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کی بیوی بیمار ہے۔ وُہ دوسری شادی کی توفیق نہیں رکھتا لیکن خود اُس میں خدا نے قوائے شہوانیہ پیدا کئے ہیں۔ دوسری طرف ڈاکٹر کہتا ہے کہ اگر عورت کو حمل ہو گیا تو اس کی جان کا خطرہ ہو گا ایسی حالت میں نہ صرف عزل جائز ہو گا بلکہ اگر حمل ہو جائے تو اُس کا نکلوا دینا بھی جائز ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میں نے خود سنا ہے کہ ایسی حالت میں اگر کوئی عورت حمل نہیں نکلواتی اور وہ

مر جاتی ہے تو ہمارے نزدیک وہ خودکشی کرنے والی ہے۔ آپ نے فرمایا ایسی حالت میں ضروری ہے کہ بچہ کو نکلوا دیا جائے کیوں کہ بچہ کے متعلق تو ہمیں کچھ علم نہیں کہ اُس نے کیسا بننا ہے مگر ایک زندہ وجود ہمارے سامنے ہوتا ہے اور اُس کی جان کی حفاظت اس بات کی متقاضی ہوتی ہے کہ اس کو بچایا جائے اور اس کے بچے کو تلف ہونے دیا جائے۔ لیکن اگر کوئی خشیۃ املاق کی وجہ سے عزل کرتا یا حمل کو نکلواتا ہے تو وہ ایک ناجائز فعل کا ارتکاب کرتا ہے۔ بہر حال عزل کے جواز یا عدم جواز کا فتویٰ عورت کے حالات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اگر ضرورت کے موقع پر ایسا کیا جاتا ہے تو یہ جائز ہے۔ اگر بلاضرورت کیا جاتا ہے تو ناپسندیدہ ہے اور اگر نسل انسانی کے انقطاع کے لئے ایسا کیا جاتا ہے تو حرام ہے۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ التکویر، زیر آیت وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ جلد ۸ صفحہ ۲۲۳)

بَاب ۱۹: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ (ص:۷٦)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا تھا

۷٤۱۰: حَدَّثَنِي مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجْمَعُ اللهُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ فَيَقُولُونَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هَذَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ يَا آدَمُ أَمَا تَرَى النَّاسَ؟ خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هَذَا فَيَقُولُ لَسْتُ

۷۴۱۰: معاذ بن فضالہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ مومنوں کو اکٹھا کرے گا اسی طرح (جس طرح ہم اکٹھے ہوتے ہیں) اور وہ کہیں گے: اگر ہم اپنے ربّ کے پاس کوئی سفارش لے جائیں تا کہ وہ ہمیں اپنی اس جگہ سے نکال کر آرام دے، تو وہ حضرت آدمؑ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: آدم! کیا آپ لوگوں کی حالت نہیں دیکھتے؟ اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں کو آپ کا فرمانبردار بنایا۔ آپ کو ہر چیز کے نام سکھائے۔

هُنَاكَ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ وَلَكِنْ ائْتُوا نُوحًا فَإِنَّهُ أَوَّلُ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكَ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ وَلَكِنْ ائْتُوا إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمَنِ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطَايَاهُ الَّتِي أَصَابَهَا وَلَكِنْ ائْتُوا مُوسَى عَبْدًا آتَاهُ اللهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ تَكْلِيمًا فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَهَا وَلَكِنْ ائْتُوا عِيسَى عَبْدَ اللهِ وَرَسُولَهُ وَكَلِمَتَهُ وَرُوحَهُ فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلَكِنْ ائْتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُونَنِي فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ لِي ارْفَعْ مُحَمَّدُ قُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ

اپنے ربّ کے پاس ہماری سفارش تو کریں تا وہ ہماری اس جگہ سے ہمیں چھٹکارا دلائے۔ تو حضرت آدمؑ کہیں گے: میں تو اس مقام پر نہیں اور وہ ان سے اپنی اس غلطی کو یاد کریں گے جو انہوں نے کی۔ کہیں گے: تم نوحؑ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ پہلے رسول ہیں جن کو اللہ نے زمین والوں کی طرف بھیجا۔ اس پر وہ حضرت نوحؑ کے پاس آئیں گے اور حضرت نوحؑ کہیں گے: میں اس مقام پر نہیں اور اپنی اس غلطی کو یاد کریں گے جو انہوں نے کی۔ کہیں گے: بلکہ تم ابراہیم خلیل الرحمٰنؑ کے پاس جاؤ اور وہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ کہیں گے: میں اس مقام پر نہیں اور ان سے اپنی غلطیوں کا ذکر کریں گے جو انہوں نے کیں۔ البتہ تم موسیٰؑ کے پاس جاؤ جو ایسے بندے تھے کہ اللہ نے ان کو تورات دی تھی اور ان سے خوب باتیں کی تھیں۔ اس پر وہ حضرت موسیٰؑ کے پاس آئیں گے اور وہ کہیں گے: میں اس مقام پر نہیں ہوں اور وہ ان سے اپنی غلطی کا ذکر کریں گے جو انہوں نے کی۔ البتہ عیسیٰؑ کے پاس جاؤ جو اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ (یہ جواب سن کر) وہ حضرت عیسیٰؑ کے پاس آئیں گے اور وہ کہیں گے: میں اس مقام پر نہیں بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ جو ایسے بندے ہیں کہ ان کے وہ تمام

عَلَّمَنِيهَا ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَّدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَّدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ قُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيرَةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا

قصور معاف کر دیئے گئے ہیں جو پہلے ہو چکے یا جو ابھی نہیں ہوئے۔ چنانچہ وہ میرے پاس آئیں گے اور میں چل پڑوں گا اور اپنے ربّ کے سامنے حاضر ہونے کی اجازت مانگوں گا اور مجھے اس کے حضور جانے کی اجازت دی جائے گی۔ جب میں اپنے ربّ کو دیکھوں گا تو میں سجدے میں گر پڑوں گا اور جب تک اللہ چاہے گا مجھے اسی حالت میں رہنے دے گا۔ پھر مجھ سے کہا جائے گا: محمد! سر اُٹھاؤ اور کہو، تمہاری سنی جائے گی اور مانگو تمہیں دیا جائے گا اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی۔ تب میں اپنے ربّ کی وہ خوبیاں بیان کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر کر دی جائے گی اور میں ان کو جنت میں لے جاؤں گا۔ پھر میں واپس آؤں گا اور جب اپنے ربّ کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا اور جتنی دیر اللہ چاہے گا کہ میں رہوں مجھے رہنے دے گا۔ پھر اس کے بعد کہا جائے گا: محمد! اپنا سر اُٹھاؤ، کہو سنا جائے گا اور مانگو تمہیں دیا جائے گا اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی۔ میں اپنے ربّ کی وہ خوبیاں بیان کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں اس کے بعد سفارش کروں گا اور وہ میرے لے ایک حد مقرر کر دے گا اور میں جنت میں ان کو لے جاؤں گا۔ پھر

إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مَا يَزِنُ مِنَ الْخَيْرِ ذَرَّةً.

واپس آؤں گا اور جب اپنے ربّ کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا اور جتنی دیر اللہ چاہے گا کہ میں رہوں مجھے رہنے دے گا۔ پھر اس کے بعد کہا جائے گا۔ محمد! اپنا سر اٹھاؤ، کہو سنا جائے گا اور مانگو تمہیں دیا جائے گا اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی۔ میں اپنے ربّ کی وہ خوبیاں بیان کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں اس کے بعد سفارش کروں گا اور وہ میرے لیے ایک حد مقرر کر دے گا اور میں جنت میں ان کو لے جاؤں گا۔ پھر واپس آؤں گا۔ اور کہوں گا: اے میرے ربّ! اب دوزخ میں سوائے ان لوگوں کے اور کوئی نہیں رہا جن کو قرآن نے روکے رکھا ہے اور ان پر ہمیشہ کے لئے رہنا ضروری ہو گیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخ سے وہ شخص بھی نکل آئے گا جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا اقرار کیا اور اس کے دل میں جَو برابر بھلائی ہوئی، پھر اس کے بعد وہ شخص بھی دوزخ سے نکل آئے گا جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا اقرار کیا اور اس کے دل میں اتنی بھی بھلائی ہو گی کہ گندم کے دانے کے وزن کے برابر ہو۔ پھر اس کے بعد آگ سے وہ شخص بھی نکل آئے گا جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا اقرار کیا اور اس کے دل میں اتنی بھی بھلائی ہوئی جو ذرے کے وزن کے برابر ہو۔

أطرافه: ٤٤، ٤٤٧٦، ٦٥٦٥، ٧٤٤٠، ٧٥٠٩، ٧٥١٠، ٧٥١٦۔

٧٤١١: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدُ اللهِ مَلْأَى لَا يَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَقَالَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ وَقَالَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ.

۷۴۱۱: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ ابوالزناد نے ہم سے بیان کیا۔ ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے رات اور دن کھلے ہاتھوں خرچ کرنا اس میں سے گھٹاتا نہیں اور فرمایا: بھلا تم نے دیکھا کہ جب سے اس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا اس نے کتنا کچھ خرچ کیا۔ اس خرچ نے بھی اس خزانے کو کم نہیں کیا جو اس کے ہاتھ میں ہے اور فرمایا: اس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے جھکاتا بھی ہے اور اُٹھاتا بھی ہے۔

أطرافُه: ٤٦٨٤، ٥٣٥٢، ٧٤١٩، ٧٤٩٦۔

٧٤١٢: حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللهَ يَقْبِضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَرْضَ وَتَكُونُ السَّمَوَاتُ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ. رَوَاهُ سَعِيدٌ عَنْ مَّالِكٍ.

۷۴۱۲: مقدم بن محمد بن یحیٰ نے ہم سے بیان کیا، کہا: میرے چچا قاسم بن یحیٰ نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے عبیداللہ سے، عبیداللہ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن زمین کو سمیٹ لے گا اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے۔ پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں۔ اس حدیث کو سعید نے مالک سے روایت کیا۔

أطرافُه: ٣١٩٤، ٧٤٠٤، ٧٤٥٣، ٧٥٥٣، ٧٥٥٤۔

٧٤١٣: وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ سَمِعْتُ سَالِمًا سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا. وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ اللهُ الْأَرْضَ.

أطرافه: ٤٨١٢، ٦٥١٩، ٧٣٨٢۔

۷۴۱۳: اور عمر بن حمزہ نے کہا: میں نے سالم سے سنا۔ (انہوں نے کہا:) میں نے حضرت ابن عمرؓ سے سنا۔ حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی روایت کی۔ اور ابوالیمان نے کہا: شعیب نے زُہری سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا۔ (زہری نے کہا:) ابوسلمہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ زمین کو سمیٹ لے گا۔

٧٤١٤: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ يَهُودِيًّا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَرَأَ وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ (الزمر: ٦٨) قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَزَادَ فِيهِ فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ

۷۴۱۴: مسدد نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید سے سنا۔ یحییٰ نے سفیان (ثوری) سے روایت کی کہ منصور اور سلیمان نے مجھ سے بیان کیا۔ ان دونوں نے ابراہیم سے، ابراہیم نے عبیدہ سے، عبیدہ نے حضرت عبداللہؓ سے روایت کی کہ ایک یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اللہ ان آسمانوں کو ایک انگلی پر اور ان زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور درختوں کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھے گا۔ پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں۔ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ آپؐ کے دانت نظر آئے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی: اُن لوگوں نے اللہ (کی صفات) کا اندازہ اس طرح نہیں کیا تھا جس طرح کرنا چاہیئے۔ یحییٰ

عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيقًا لَهُ.

بن سعید نے کہا کہ فضیل بن عیاض نے اس حدیث میں یہ بڑھایا۔ منصور سے مروی ہے کہ انہوں نے ابراہیم سے، ابراہیم نے عبیدہ سے، عبیدہ نے حضرت عبداللہؓ سے روایت کی۔ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے بوجہ تعجب کے اور اس لئے کہ اس کو سچا سمجھا۔

أطرافُه: ٤٨١١، ٧٤١٥، ٧٤٥١، ٧٥١٣۔

٧٤١٥: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللهِ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ اللهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَرَأَ وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ (الزمر:٦٨).

۷۴۱۵: عمر بن حفص بن غیاث نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابراہیم سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے علقمہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: حضرت عبداللہؓ نے کہا: اہل کتاب میں سے ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: ابوالقاسم! اللہ آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور درختوں اور مٹی کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھے گا اور پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، میں بادشاہ ہوں۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ اتنا ہنسے کہ آپؐ کے دانت دکھائی دیئے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی: اُن لوگوں نے اللہ (کی صفات) کا اندازہ اس طرح نہیں کیا تھا جس طرح کرنا چاہیئے۔

أطرافُه: ٤٨١١، ٧٤١٤، ٧٤٥١، ٧٥١٣۔

تشریح: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”یہاں خلیفۃ اللہ کا ذکر چل رہا ہے اور دونوں ہاتھوں سے بنانے کا مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کے نظام کے دونوں پہلو یعنی روحانی اور دنیاوی یہ تمام تر اس کی پشت پناہی کریں گے کیونکہ خدا نے اپنی ہر قسم کی طاقتوں کے مجموعہ سے خلیفۃ اللہ کی تخلیق کی ہے۔ دو ہاتھ سے مراد پہلے انسان کی وہ حالت ہے جب وہ ارتقائی مدارج سے رفتہ رفتہ گزرتا ہوا اس بلند مقام تک پہنچا ہے جہاں وہ اس شرف کے قابل ٹھہرا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ہم کلام ہو، جہاں وہ اس شرف کے لائق قرار دیا گیا کہ خدا کی نمائندگی کرے۔ اس مقام تک جتنے بھی محرکات ہیں جس نے آدم کی اس بلند درجہ تک رہنمائی کی ہے اور ان بلند مدارج کو حاصل کرنے میں عوامل کا کام کیا ہے وہ تمام خدا کے اس نظام سے تعلق رکھتے ہیں جس کو ہم کائنات کا نظام کہتے ہیں۔ پھر آدم ایک ایسے دور میں داخل ہوتا ہے جہاں خدا کے روحانی نظام کا ہاتھ اس کے سر پر آتا ہے اس کی پشت پناہی کرتا ہے اور اس کی تخلیق نو میں ایک نیا نظام کارفرما ہو جاتا ہے اسے خلقاً آخر کے طور پر قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ پس دو قسم کی مخلوقات میں سے آدم یعنی اللہ کا خلیفہ گزرتا ہے ایک وہ تخلیق جس میں سب دوسرے بھی شامل ہیں لیکن یہ اس تخلیق کا انتہائی مقام ہے۔ اس کا سب سے زیادہ عزت کا مرتبہ ہے وہ مرتبہ جس پر تخلیق کا نمائندہ اس لائق ٹھہرے کہ وہ خدا سے ہم کلام ہو یا خدا اس سے ہم کلام ہو اور خدا کی نمائندگی کر سکے۔ دوسرا پہلو ہے اس کی تربیت اور دینی امور میں اس کی راہنمائی اور اُسے اس لائق ٹھہرانا کہ وہ خدا سے ہدایت پا کر لوگوں کا ہادی بن جائے۔ پس امر واقعہ یہ ہے کہ مہدویت کا تعلق آغاز خلافۃ اللہ سے ہے۔ دنیا میں کوئی خلیفہ نہیں بن سکتا جب تک وہ پہلے مہدی نہ ہو اور مہدی وہ جسے خدا خود ہدایت دے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا ہاتھ ہے جو پھر خلافت کی تخلیق میں حصہ لیتا ہے اور جب تک یہ ہاتھ اس تخلیق میں شامل نہ ہو جائے اس وقت تک کسی کو سجدہ کا حکم نہیں۔ جب خدا کا نمائندہ ان دونوں ہاتھوں کی نمائندگی کرتا ہے، خدا کی ان دونوں طاقتوں کی نمائندگی

کرتا ہے تب حکم ہے کہ ہر دوسری مخلوق کے لئے فرض ہے چونکہ یہ اب خدا کی نمائندگی کر رہا ہے اس لئے اس کے سامنے ضرور جھکو کیونکہ اب اس کے سامنے جھکنا اس کے وجود کے سامنے جھکنا نہیں رہا بلکہ اللہ کے سامنے اور خالق کے سامنے جھکنا بن گیا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جسے چند لفظوں میں سمجھایا گیا اور ابھی اس مضمون کے بہت سے پہلو ہیں جن پر میں تفصیل سے روشنی نہیں ڈال رہا......لیکن اس سے آپ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایک لفظ میں کتنے مضامین سمیٹ کر رکھ دیئے ہیں۔" (خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۹/اپریل ۱۹۹۳ء، جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۴، ۲۷۵)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"خَلَقْتُ بِيَدَيَّ (ص: ۷۶) یعنی آدم کو مَیں نے اپنے دونوں ہاتھ سے پیدا کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ خدا کے ہاتھ انسان کی طرح نہیں ہیں۔ پس دونوں ہاتھ سے مراد جمالی اور جلالی تجلّی ہے۔ پس اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آدم کو جلالی اور جمالی تجلّی کا جامع پیدا کیا گیا۔" (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۷ حاشیہ صفحہ ۲۸۱، ۲۸۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اللہ جلّ شانہ کا یہ پاک کلام بوجہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت کے استعارات لطیفہ سے بھرا ہوا ہے۔......اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے: وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ (الزمر: ۶۸) یعنی دنیا کے فنا کرنے کے وقت خدا تعالیٰ آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ سے لپیٹ لے گا۔...... پھر ایک دوسری آیت ہے جو سورۃ الانبیاء جزو ۱۷ میں ہے اور وہ یہ ہے: يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ (الانبیاء: ۱۰۵) یعنی ہم اس دن آسمانوں کو ایسا لپیٹ لیں گے جیسے ایک خط متفرق مضامین کو اپنے اندر لپیٹ لیتا ہے۔ اور جس طرز سے ہم نے اس عالم کو وجود کی طرف حرکت دی تھی انہیں قدموں پر پھر یہ عالم عدم کی طرف لوٹایا جائے گا یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے جس کو ہم کرنے والے ہیں۔ بخاری نے بھی اس جگہ ایک حدیث لکھی ہے جس میں جائے غور یہ لفظ ہیں:

وَتَكُونُ السَّمٰوَاتُ بِيَمِينِهٖ[1] یعنی لپیٹنے کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ میں چھپالے گا اور جیسا کہ اب اسباب ظاہر اور مسبب پوشیدہ ہے اس وقت مسبب ظاہر اور اسباب زاویہ عدم میں چھپ جائیں گے اور ہر یک چیز اس کی طرف رجوع کر کے تجلیات قہریہ میں مخفی ہو جائے گی۔ اور ہر یک چیز اپنے مکان اور مرکز کو چھوڑ دے گی اور تجلیات الٰہیہ اس کی جگہ لیں گی اور علل ناقصہ کے فنا اور انعدام کے بعد علت تامہ کاملہ کا چہرہ نمودار ہو جائے گا۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ○ (الرحمٰن:۲۷، ۲۸) لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ○ (المؤمن:۱۷) یعنی خدا تعالیٰ اپنی قہری تجلی سے ہر یک چیز کو معدوم کر کے اپنی وحدانیت اور یگانت دکھلائے گا اور خدا تعالیٰ کے وعدوں سے مراد یہ بات نہیں کہ اتفاقاً کوئی بات منہ سے نکل گئی اور پھر ہر حال گلے پڑا ڈھول بجانا پڑا کیونکہ اس قسم کے وعدے خدائے حکیم وعلیم کی شان کے لائق نہیں یہ صرف انسان ضعیف البنیان کا خاصہ ہے جس کا کوئی وعدہ تکلف اور ضعف یا مجبوری اور لاچاری کے موانع سے ہمیشہ محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اور باایں ہمہ تقریبات اتفاقیہ پر مبنی ہوتا ہے نہ علم اور یقین اور حکمت قدیمہ پر۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدے اس کی صفات قدیمہ کے تقاضا کے موافق صادر ہوتے ہیں اور اس کے مواعید اس کی غیر متناہی حکمت کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔“

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ حاشیہ صفحہ ۱۵۰ تا ۱۵۵)

عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ: حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ فرماتے ہیں:

”اس کا عرش پانی پر ہے۔ جسمانی زندگی ہو یا روحانی دونوں کا قیام آسمانی آب حیات سے ہے۔ قرآن مجید کی متعدد جگہوں میں وحی الٰہی آسمانی پانی سے تعبیر فرمائی گئی ہے۔ عرش تختِ حکومت یعنی شرعی ضابطہ و نظام کا نام ہے۔ اس سے مراد وہ اُصول

[1] (بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ، روایت نمبر ۷۴۱۲)

شریعت ہیں جن پر روحانی زندگی کا دارومدار ہے۔ مذکورہ بالا آیت سے یہی روحانی نظام مراد ہے۔" (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ ھود باب ۱۳، جلد ۱۰، صفحہ ۴۱۵)

نیز آپ فرماتے ہیں:

"کَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ سے مراد یہ ہے کہ اس عالم کی ابتداء عرش و پانی سے ہوئی ہے۔ پانی وجود کی پہلی شکل ہے جس سے کائناتِ عالم مختلف شکلوں میں متکیف و ظہور پذیر ہوئیں۔"

(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَهُوَ الَّذِي يَبْدَؤُا الْخَلْقَ...، جلد ۶، صفحہ ۸)

بَاب ٢٠: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: کوئی شخص اللہ سے بڑھ کر غیرت مند نہیں

وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ.

اور عبید اللہ بن عمرو نے عبد الملک سے نقل کیا: کوئی شخص اللہ سے بڑھ کر غیرت مند نہیں۔

٧٤١٦: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ التَّبُوذَكِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ وَاللّٰهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّي وَمِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ

۷۴۱۶: موسیٰ بن اسماعیل تبوذکی نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے ہمیں بتایا۔ عبد الملک نے ہم سے بیان کیا۔ عبد الملک نے ورّاد سے، جو حضرت مغیرہؓ کے منشی تھے، روایت کی کہ حضرت مغیرہؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: حضرت سعد بن عبادہؓ کہتے تھے: اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی شخص کو دیکھوں تو میں اس کو تلوار سے اڑادوں جو خطا نہ جائے۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے فرمایا کہ سعد کی غیرت سے تم تعجب کرتے ہو۔ اللہ کی قسم میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے اور اللہ کی غیرت کی وجہ ہی ہے جو

إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللهِ وَمِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ بَعَثَ الْمُبَشِّرِينَ وَالْمُنْذِرِينَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللهِ وَمِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ وَعَدَ اللهُ الْجَنَّةَ.

اس نے فحش باتوں کو حرام کیا وہ بھی جو کھلی کھلی ہیں اور وہ بھی جو چھپی ہوئی ہیں اور کوئی بھی ایسا نہیں جس کو اللہ سے بڑھ کر معذرت پسند ہو اور اسی وجہ سے اس نے خوشخبری دینے والوں اور ڈرانے والوں کو بھیجا ہے اور کوئی نہیں جسے اللہ سے بڑھ کر تعریف زیادہ پسند ہو اور اسی وجہ سے اللہ نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔

طرفه: ٦٨٤٦۔

تشریح: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: کوئی شخص اللہ سے بڑھ کر غیرت مند نہیں۔ علامہ عینی غیرت کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس سے مراد عزت اور خودداری ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۵ صفحہ ۱۰۹) علامہ ابن حجر کہتے ہیں کہ غیرت کے لوازمات میں سے ہے کہ کسی چیز سے روک دینا اور اس کے متعلق حمیت دکھانا۔ (فتح الباری جزء ۱۳ صفحہ ۴۹۱) قاضی عیاض کا قول ہے کہ جس چیز میں خصوصیت حاصل ہو، اُس میں کسی دوسرے کی شراکت کے سبب قلبی کیفیت کے بدلنے اور غضب کے بھڑکنے سے غیرت کا اظہار ہوتا ہے۔ انسانوں میں سب سے زیادہ غیرت خاوند اور بیوی میں باہمی تعلقات کے متعلق ہوتی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی غیرت فحشاء کے متعلق زجر و توبیخ اور انہیں حرام اور منع قرار دینے میں ہے اور اس امر کی وضاحت حدیث کے الفاظ وَمِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ سے ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی غیرت کی وجہ سے فَوَاحِشَ کو حرام ٹھہرایا ہے۔ فَوَاحِشَ لفظ فَاحِشَةٌ کی جمع ہے اور اس سے ہر بُری خصلت مراد ہوتی ہے خواہ وہ اقوال میں سے ہو یا افعال میں سے۔ (عمدۃ القاری جزء ۲۵ صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”کیا تم سمجھتے ہو کہ خدا تعالیٰ سے زیادہ غیرت کوئی انسان دکھا سکتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ غیرت نہیں دکھاتا تو اس کی دو وجوہ ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہمارے اندر غیرت نہیں ہوتی۔ اس لئے خدا تعالیٰ بھی غیرت نہیں دکھاتا یا پھر ہمارے اندر جھوٹی غیرت ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے ہم قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔...... تو اللہ تعالیٰ کی غیرت یا تو ایسے بے غیرتوں کے لئے نہیں بھڑکتی جو اصل میں شعائر اللہ اور دین کے ساتھ ہنسی کرنے والوں کے خلاف سچی غیرت نہیں رکھتے اور یا ان لوگوں کے لئے نہیں بھڑکتی جو ایسے جوشیلے ہوں کہ اپنے آپ کو

خدا تعالیٰ سے بھی بڑا غیرت مند ظاہر کرنا چاہیں۔ کہتے ہیں ماں سے زیادہ چاہے کٹنی کہلائے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ سے بھی زیادہ غیرت دکھانا چاہتے ہیں اور اس سے پہلے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں۔ ان کے لئے بھی خدا تعالیٰ غیرت نہیں دکھاتا۔ وہ کہتا ہے یہ اپنا کام خود کرتا ہے ہمیں اس کے لئے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ خدا تعالیٰ اسی کے لئے غیرت دکھاتا ہے جس کے دل میں دین کے لئے سچی غیرت ہو۔ جو ہر بدگو، ہر طنز کرنے والے، ہر طعن کرنے والے اور سلسلہ کے خلاف ہر منصوبہ کرنے والے سے اجتناب کرتا ہے اور ایسے لوگوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ اگر کسی مجلس میں دین سے استہزاء ہو رہا ہو تو فوراً اُٹھ کر چلا جاتا ہے۔ اس کے دل میں جوش آتا ہے مگر وہ خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اسے دبا لیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ نے جوش کی وجہ سے قانون کو ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دی اس لئے مَیں اپنے جوش کو دباؤں گا۔ ایسے شخص کے لئے خدا تعالیٰ خود آسمان سے اترتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے بندے کو تکلیف پہنچی مگر اس نے میرے لئے صبر کیا لیکن مَیں صبر نہیں کروں گا بلکہ بدلہ لوں گا اور اسے تکلیف پہنچانے والے کو مَیں خود سزا دوں گا اور خدا تعالیٰ سے بڑھ کر بدلہ لینے والا اور کون ہو سکتا ہے؟ جسے خدا تعالیٰ سزا دے اس کے لئے کوئی چارہ گر بھی نہیں ہو سکتا۔ لوگ لاٹھی مار کر ایک دوسرے کا سر پھوڑ دیتے ہیں مگر ڈاکٹر اس کا علاج کر کے اچھا کر دیتے ہیں۔ پیٹ میں خنجر گھونپ دیتے ہیں مگر ڈاکٹر علاج کر کے بچا لیتے ہیں اور اگر وہ مر بھی جائے تو گورنمنٹ انتقام لیتی ہے اور مجرم کو سزا دیتی ہے بعض اوقات ایک شخص کے قتل پر دس بیس لوگوں کو پھانسی دے دیا جاتا ہے مگر دیکھو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے غیرت دکھائی اور طاعون سے ایک کروڑ انسان ہلاک کر دیئے۔ کیا اتنی اموات کے نتیجہ میں گورنمنٹ کسی ایک شخص کو بھی پھانسی دے سکی۔ کتنا عظیم الشان فرق ہے خدا تعالیٰ اور بندے کی سزا میں۔ بندے کی سزا اس کے مقابلہ میں حقیقت ہی کیا رکھتی ہے۔"

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ جولائی ۱۹۴۱ء، جلد ۲۲ صفحہ ۳۵۵، ۳۵۶)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ترکِ کوئے حق از وفا دُور ست دل بغیرے مدہِ کہ غیوّر ست

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ ۱۲۷)

ترجمہ: خدا کے کوچہ کو چھوڑ دینا وفاداری سے بعید ہے۔ غیر سے دل نہ لگا کیونکہ خدا بڑا غیرت مند ہے۔(درثمین فارسی مع اردو ترجمہ وٹرانسلٹریشن، صفحہ ۶۷)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کے ایک طبقہ کا یہ عقیدہ ہے۔ مَیں اس بحث میں اس وقت نہیں پڑتا کہ غلط ہے یا صحیح مگر بہر حال ایک طبقہ کا یہ عقیدہ ہے کہ ایسی عورت یا مرد جو شادی شدہ ہوں وہ اگر زنا کریں تو ان کی سزا رجم ہے یعنی پتھر مار مار کر انہیں مار دیا جائے۔ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! اگر کوئی شادی شدہ مسلمان مرد یا عورت زنا کرے تو اس کی سزا رجم ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں ہے۔ اس نے کہا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس کسی مرد کو اس حالت میں دیکھے تو کیا جائز ہے کہ وہ اس مرد کو مار دے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو وہ قاتل ہو گا۔ یہ قاضی کا حق ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ کوئی زانی رجم کے قابل ہے یا نہیں۔ اگر کوئی شخص خود ہی فیصلہ کر کے کسی کو قتل کرے گا تو خواہ مقتول واقعی مجرم ہو پھر بھی ہم قتل کرنے والے کو قاتل سمجھ کر اسے قتل کریں گے۔ تو جہاں سزا معیّن ہے ایسی معیّن کہ اس میں تبدیلی کا امکان ہی نہیں۔ اس میں بھی شریعت نے خود بخود فیصلہ کرنے کی اجازت نہیں دی بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ اگر کوئی ایسی سزا بھی خود دے گا اور ایسے جرم کے نتیجہ میں بھی جس کی سزا واقعی قتل ہے خود کسی کو قتل کر دے گا تو اسے قاتل قرار دیا جائے گا کیونکہ سزا دینا اس کا حق نہ تھا۔ تو ہر بات کے لئے اسلام نے قانون مقرر کئے ہیں مگر افسوس کہ ہم میں سے بعض لوگ ابھی ایسے ہیں جو جوشِ نفس یا غصہ کے ماتحت قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے جو کیا ہے انصاف کیا ہے۔ لیکن دراصل وہ خود جرم کرتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے مثال

دی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے شادی شدہ زنا کرنے والے مرد یا عورت کو خود قتل کر دینے کو ناجائز قرار دیا اور ایسا کرنے والے کو قاتل ٹھہرایا۔ فرض کرو ایک شخص کسی مجرم کو سزا دیتا ہے اور واقعی انصاف بھی وہی ہے جو اس نے کیا پھر بھی اس کا ایسا کرنا اسے مجرم بناتا ہے مثلاً اس نے کسی شخص کو دو تھپڑ مارے اور واقعی اس شخص کی سزا دو تھپڑ ہی تھی۔ مگر پھر بھی اس کا خود بخود اسے دو تھپڑ مارنا اسے مجرم بنا دیتا ہے کیونکہ یہ قاضی کا حق تھا کہ اس کے لئے تھپڑ تجویز کرے یا چاہے تو اسے چھوڑ دے۔ پس جو شخص خود بخود دو تھپڑ مار دیتا ہے وہ جرم کرتا ہے۔ مَیں نے دوستوں کو متواتر اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا کسی طرح بھی جائز نہیں مگر پھر بھی لوگ جوش میں اس بات کو بھول جاتے ہیں اور ذرا سی بات پر غصہ میں آکر قانون کو ہاتھ میں لینے پر اتر آتے ہیں"

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ جون ۱۹۴۲ء، جلد ۲۳ صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴)

نیز فرمایا:

"اصل امن والی تعلیم قرآن کریم ہے۔ یہ کتنی پاکیزہ تعلیم ہے کہ حکومت کے سوا کسی کو شرعی تعزیر دینے کا اختیار نہیں اور حکومت بھی اُسی تعزیر کا اختیار رکھتی ہے جس کا اختیار اُسے قرآن۔ کریم نے دیا ہے۔ گویا پہلے عوام کے ہاتھ بند کیے، پھر حکومت کے ہاتھ یہ کہہ کر بند کر دیئے کہ تم بھی قضاء کے ذریعہ ہی تعزیر کا اختیار رکھتے ہو۔ ایک دفعہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ! اگر میں اپنی عورت کے پاس غیر مرد کو دیکھوں تو آیا مجھے اُس کو قتل کرنے کی اجازت ہے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اُسے قتل کرو گے تو اس کے بدلہ میں تمہیں قتل کیا جائے گا۔ تم گواہ پیش کرو۔ اُس شخص نے کہا یارسول اللہ! اتنا دیّوث کون ہو گا کہ وہ اپنی عورت کے پاس غیر مرد کو دیکھے تو وہ گواہ ڈھونڈتا پھرے۔ اسلام نے ایسے شخص کی سزا قتل رکھی ہے تو کیوں نہ میں اُسے مار دوں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے ایسا کیا تو پکڑے جاؤ گے۔ اُس وقت تک زانی کو رجم کیا جاتا تھا اور وہ صحابی بھی اسے قتل کرنے کے لیے

ہی اجازت چاہتے تھے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ باوجود اِس کے کہ تم نے اپنی عورت کے پاس غیر مرد کو دیکھا لیکن تم قاضی کے پاس جاؤ۔ وہ فیصلہ کرے گا کہ تم ٹھیک کہتے ہو یا غلط۔ اب یہ کتنی واضح دلیل ہے کہ اسلام نے کسی صورت میں بھی شرعی تعزیر کی جس میں قتل کرنا، ہاتھ پاؤں کاٹنا اور قید کرنا شامل ہیں کسی فرد کو اجازت نہیں دی۔

(خطبات محمود، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶،اکتوبر ۱۹۵۱، جلد ۳۲، صفحہ ۱۸۳)

بَاب ٢١ : قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ (الأنعام: ٢٠)

تو کہہ سب سے زیادہ (سچی) گواہی دینے والی کون سی ہستی ہے؟
پھر (خود ہی جواب میں) کہہ دے کہ اللہ

فَسَمَّى اللهُ تَعَالَى نَفْسَهُ شَيْئًا وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ شَيْئًا وَهُوَ صِفَةٌ مِّنْ صِفَاتِ اللهِ وَقَالَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (القصص:٨٩).

اور اللہ تعالیٰ نے اپنا نام شَيْئًا رکھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کا نام شَيْئًا رکھا اور یہ اللہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور فرمایا: ہر ایک چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کے جس کی طرف اس (اللہ) کی توجہ ہو۔

٧٤١٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟ قَالَ نَعَمْ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا.

۷۴۱۷: عبد اللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوحازم سے، ابوحازم نے حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا: کیا تمہارے پاس قرآن میں سے کوئی شے ہے؟ اُس نے چند سورتوں کا نام لے کر کہا: ہاں فلاں فلاں سورۃ۔

أطرافه: ٢٣١٠، ٥٠٢٩، ٥٠٣٠، ٥٠٨٧، ٥١٢١، ٥١٢٦، ٥١٣٢، ٥١٣٥، ٥١٤١، ٥١٤٩، ٥١٥٠، ٥٨٧١۔

بَاب ٢٢ : وَ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ (هود:٨)

اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور اس کا عرش پانی پر ہے

وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (التوبة:١٢٩).

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ اسْتَوٰٓى إِلَى السَّمَآءِ (البقرة: ٣٠) ارْتَفَعَ، فَسَوّٰهُنَّ (البقرة: ٣٠) خَلَقَهُنَّ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ اسْتَوٰٓى (البقرة: ٣٠) عَلَا عَلَى الْعَرْشِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمَجِيْدُ (البروج:١٦) الْكَرِيمُ، وَالْوَدُوْدُ (البروج:١٥) الْحَبِيبُ. يُقَالُ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (هود:٧٤) كَأَنَّهُ فَعِيلٌ مِّنْ مَاجِدٍ مَحْمُودٌ مِّنْ حَمِدَ.

اور وہ عرش عظیم کا ربّ ہے۔

ابو العالیہ نے کہا: اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ کے معنی ہیں: بلند ہوا۔ فَسَوَّاهُنَّ کے معنی ہیں: اس نے ان کو پیدا کیا۔ اور مجاہد نے کہا: اسْتَوَى کے معنی ہیں: عرش پر بلند ہوا۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: الْمَجِيدُ کے معنی ہیں کریم اور الْوَدُودُ کے معنی ہیں محبت رکھنے والا۔ کہتے ہیں: حَمِيدٌ مَّجِيدٌ گویا کہ یہ فعیل کا وزن ہے ماجد سے، محمود حمد سے ہے۔

٧٤١٨: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ إِنِّي عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ قَوْمٌ مِّنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا بَنِي تَمِيمٍ قَالُوا بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَدَخَلَ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا قَبِلْنَا جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّينِ وَلِنَسْأَلَكَ

٧٤١٨: عبدان نے ہم سے بیان کیا، (کہا:) ابوحمزہ سے روایت ہے۔ ابوحمزہ نے اعمش سے، اعمش نے جامع بن شداد سے، جامع نے صفوان بن محرز سے، صفوان نے حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا جب آپؐ کے پاس بنو تمیم کے کچھ لوگ آئے۔ آپؐ نے فرمایا: اے بنو تمیم! خوشخبری کو قبول کرلو۔ انہوں نے کہا: آپؐ نے ہمیں خوشخبری دی ہے، ہمیں کچھ دیں بھی۔ پھر اہل یمن سے کچھ لوگ اندر آئے۔ آپؐ نے فرمایا: یمن والو تم خوشخبری کو قبول کر

عَنْ أَوَّلِ هَذَا الْأَمْرِ مَا كَانَ؟ قَالَ كَانَ اللهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ ثُمَّ أَتَانِي رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ أَدْرِكْ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ فَانْطَلَقْتُ أَطْلُبُهَا فَإِذَا السَّرَابُ يَنْقَطِعُ دُونَهَا وَايْمُ اللهِ لَوَدِدْتُ أَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ أَقُمْ.

لو۔ جبکہ بنو تمیم نے اس کو قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا: ہم نے قبول کی۔ ہم آپؐ کے پاس اس لئے آئے ہیں تا دین کی سمجھ حاصل کریں اور تا آپؐ سے اس سلسلہ کون کی ابتدا کے متعلق دریافت کریں کہ پہلے کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تھا اور اس سے پہلے کوئی شے نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ پھر اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ذکر میں ہر شے لکھ دی۔ (حضرت عمرانؓ کہتے تھے کہ) پھر اس کے بعد ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا: عمران اپنی اونٹنی کو سنبھالو کیونکہ وہ چلی گئی ہے۔ یہ سن کر میں چلا گیا۔ اس کو تلاش کرنے لگا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے اس طرف سراب لہریں مار رہا ہے اور اللہ کی قسم میری یہ آرزو رہی کاش وہ چلی جاتی اور میں نہ اُٹھتا۔

أطرافه: ٣١٩٠، ٣١٩١، ٤٣٦٥، ٤٣٨٦۔

٧٤١٩: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ يَمِينَ اللهِ مَلْأَى لَا يَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مَا فِي يَمِينِهِ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ

۷۴۱۹: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الرزاق نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے ہمام سے روایت کی کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے ہم سے بیان کیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کا داہنا ہاتھ بھرا ہوا ہے رات دن کھلے ہاتھوں خرچ اس کے خزانے کو نہیں گھٹاتا۔ بھلا تم نے دیکھا کہ جب سے اس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے کتنا کچھ خرچ کیا ہے؟ اس نے بھی اس خزانہ کو

وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْفَيْضُ أَوِ الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ.

أطرافه: ٤٦٨٤، ٥٣٥٢، ٧٤١١، ٧٤٩٦-

کم نہیں کیا جو اس کے داہنے ہاتھ میں ہے اور اس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں بھی فیض ہے یا (کہا:) قبض ہے۔ وہ اُٹھاتا ہے اور نیچے کرتا ہے۔

٧٤٢٠: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَاءَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ يَشْكُو فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اتَّقِ اللهَ وَأَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ قَالَ أَنَسٌ لَوْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِمًا شَيْئًا لَكَتَمَ هَذِهِ{الْآيَةَ[1]} قَالَ فَكَانَتْ زَيْنَبُ تَفْخَرُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ زَوَّجَكُنَّ أَهَالِيكُنَّ وَزَوَّجَنِي اللهُ تَعَالَى مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَوَاتٍ. وَعَنْ ثَابِتٍ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ (الاحزاب:٣٨) نَزَلَتْ فِي شَأْنِ زَيْنَبَ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.

طرفه: ٤٧٨٧-

۷۴۲۰: احمد نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن ابو بکر مقدمی نے ہمیں بتایا۔ حماد بن زید نے ہم سے بیان کیا۔ حماد نے ثابت سے، ثابت نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت زید بن حارثہؓ آئے شکوہ کرنے لگے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دو۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات کو چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپاتے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے کہ حضرت زینبؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج پر فخر کیا کرتی تھیں۔ کہتی تھیں: تمہارے گھر والوں نے تمہارا نکاح کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر میرا نکاح کیا۔ اور ثابت سے مروی ہے کہ یہ آیت وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ[2] حضرت زینبؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ کے متعلق اُتری تھی۔

---

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں لفظ "الایة" ہے۔ (فتح الباری جزء۱۳ حاشیہ صفحہ ۴۹۶) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اور تُو اپنے نفس میں وہ بات چھپا رہا تھا جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تُو لوگوں سے خائف تھا۔"

۷۴۲۱: حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ فِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَأَطْعَمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَلَحْمًا وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تَقُولُ إِنَّ اللهَ أَنْكَحَنِي فِي السَّمَاءِ.

۷۴۲۱: خلاد بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن طہمان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: حجاب کی آیت حضرت زینب بنت جحشؓ کے متعلق نازل ہوئی تھی اور آپؐ نے اس دن ان کے ولیمہ میں روٹی اور گوشت کھلایا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج پر فخر کرتی تھیں۔ کہتی تھیں کہ اللہ نے آسمان پر میرا نکاح کیا۔

أطرافُه: ٤٧٩١، ٤٧٩٢، ٤٧٩٣، ٤٧٩٤، ٥١٥٤، ٥١٦٣، ٥١٦٦، ٥١٦٨، ٥١٧٠، ٥١٧١، ٥٤٦٦، ٦٢٣٨، ٦٢٣٩، ٦٢٧١۔

۷۴۲۲: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ لَمَّا قَضَى الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي.

۷۴۲۲: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں خبر دی۔ ابوالزناد نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ جب مخلوقات پیدا کر چکا تو اس نے اپنے عرش کے اوپر اپنے پاس یہ لکھا کہ میرا رحم میرے غضب پر سبقت رکھتا ہے۔

۷۴۲۳: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ

۷۴۲۳: ابراہیم بن منذر نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن فلیح نے مجھے بتایا، کہا: میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ ہلال نے مجھے بتایا۔ ہلال نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان

كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ هَاجَرَ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا نُنَبِّئُ النَّاسَ بِذَلِكَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهِ كُلُّ دَرَجَتَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ فَسَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ.

طرفه: ٢٧٩٠-

لایا اور نماز کو سنوار کر ادا کیا اور رمضان کے روزے رکھے اللہ پر لازم ہو گیا کہ اس کو جنت میں داخل کرے خواہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کرے یا اپنے اس ملک میں بیٹھا رہے جہاں وہ پیدا ہوا۔ صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! کیا ہم لوگوں کو یہ نہ بتائیں؟ آپؐ نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ نے اس کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا آسمان زمین کے درمیان۔ اس لئے جب تم اللہ سے مانگو تو اس سے فردوس مانگو کیونکہ وہ سب سے بہترین جنت ہے اور بلند ترین جنت ہے اور اس کے اوپر رحمان کا عرش ہے۔ اس سے جنت کی نہریں پھوٹ کر بہتی ہیں۔

٧٤٢٤: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ هَلْ تَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ؟ قَالَ قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ تَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ

٧٤٢٤: یحییٰ بن جعفر نے ہم سے بیان کیا کہ ابو معاویہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم تیمی سے، ابراہیم نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں مسجد میں گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ جب سورج غروب ہوا تو آپؐ نے فرمایا: ابوذرؓ! کیا تم جانتے ہو کہ یہ کہاں جاتا ہے؟ حضرت ابوذرؓ کہتے تھے: میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ جا کر سجدہ کرنے کی اجازت مانگتا ہے اور اسے اجازت دی جاتی ہے اور ایسا معلوم

مِنْ مَّغْرِبِهَا ثُمَّ قَرَأَ ذَلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا فِي قِرَاءَةِ عَبْدِ اللهِ.

ہوتا ہے کہ اسے یہ کہا گیا ہے وہیں لوٹ جاؤ جہاں سے تم آئے ہو تو وہ وہاں سے نکلے گا جہاں وہ ڈوبتا ہے۔ پھر آپؐ نے (یہ آیت) پڑھی: ذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَّهَا جیسا کہ حضرت عبداللہؓ کی قراءت ہے۔

أطرافُه: ۳۱۹۹، ۴۸۰۲، ۴۸۰۳، ۷۴۳۳۔

۷۴۲۵: حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ. وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (التوبة:۱۲۸) حَتَّى خَاتِمَةِ بَرَاءَةٌ.

۷۴۲۵: موسیٰ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے ابراہیم سے روایت کی کہ ابن شہاب نے ہم سے بیان کیا۔ ابن شہاب نے عبید اللہ بن سباق سے روایت کی کہ حضرت زید بن ثابتؓ (نے کہا)۔ اور لیث نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن خالد نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابن سباق سے روایت کی کہ حضرت زید بن ثابتؓ نے ان سے بیان کیا، کہا کہ حضرت ابو بکرؓ نے مجھے بلا بھیجا تو میں نے قرآن کو جا بجا تلاش کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ میں نے سورۃ توبہ کی آخری آیت حضرت ابو خزیمہ انصاریؓ کے پاس پائی۔ ان کے سوا کسی اور کے پاس اسے نہیں پایا۔ یعنی یہ آیت لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ [۱] سورۃ براۃ کے آخر تک۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ بِهَذَا وَقَالَ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ.

یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے روایت کی اور انہوں نے بھی یہی کہا کہ حضرت ابو خزیمہ انصاریؓ کے پاس۔

أطرافُه: ۲۸۰۷، ۴۰۴۹، ۴۶۷۹، ۴۷۸۴، ۴۹۸۶، ۴۹۸۸، ۴۹۸۹، ۷۱۹۱۔

[۱] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ” یقیناً تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آیا۔“

٧٤٢٦: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْعَلِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ.

۷۴۲۶: معلی بن اسد نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعید سے، سعید نے قتادہ سے، قتادہ نے ابو العالیہ سے، ابو العالیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھبراہٹ کے وقت یہ فرمایا کرتے تھے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو کامل علم والا، بہت ہی بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بہت ہی بڑی بادشاہی کا ربّ ہے، اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو ان آسمانوں کا ربّ ہے اور اس زمین کا ربّ ہے اور عزت والی بادشاہی کا ربّ ہے۔

٧٤٢٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {اَلنَّاسُ[1]} يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ.

۷۴۲۷: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو بن یحییٰ سے، عمرو نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے، حضرت ابوسعید خدریؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ اچانک موسیٰؑ کو دیکھوں گا کہ عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ پکڑے ہوئے ہیں۔

أطرافه: ٢٤١٢، ٣٣٩٨، ٤٦٣٨، ٦٩١٦، ٦٩١٧۔

٧٤٢٨: وَقَالَ الْمَاجِشُونُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

۷۴۲۸: اور ماجشون نے عبد اللہ بن فضل سے، عبد اللہ نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں لفظ "الناس" ہے (فتح الباری جزء ۱۳ حاشیہ صفحہ ۴۹۷) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ فَإِذَا مُوسَى آخِذٌ بِالْعَرْشِ.

کی۔ آپؐ نے فرمایا: میں پہلا ہوں گا جسے اُٹھایا جائے گا۔ میں کیا دیکھوں گا کہ موسیٰؑ عرش کو پکڑے ہوئے ہیں۔

أطرافه: ٢٤١١، ٣٤٠٨، ٣٤١٤، ٦٥١٧، ٦٥١٨، ٧٤٧٢۔

تشریح: وَ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ: اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور اس کا عرش پانی پر ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”عرش کا لفظ تشریح طلب ہے۔ عرش کے متعلق لوگوں میں بہت کچھ اختلاف ہے۔ بعض لوگ اسے ایک جسم قرار دیتے ہیں۔ بعض اس کی حقیقت سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں اور صرف لفظ پر ایمان لانا کافی سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چشمۂ معرفت میں عرش کی حقیقت پر ایک لطیف بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ عرش درحقیقت صفات تنزیہیہ کا نام ہے جو اَزلی اور غیر مبدل ہیں ان کا ظہور صفات تشبیہیہ کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اور وہ حامل عرش کہلاتی ہیں جیسے کہ قرآن کریم میں آتا ہے وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ○ قیامت کے دن تیرے رب کا عرش آٹھ (امور) اپنے اوپر اٹھائے ہوں گے۔ یعنی آٹھ صفات کے ذریعہ سے ان کا ظہور ہو رہا ہوگا۔ جیسا کہ اس وقت چار صفات سے ہوتا ہے۔ یعنی ربّ العالمین، رحمٰن، رحیم اور مالک یوم الدین کے ذریعہ سے۔ چونکہ صفات الٰہیہ کا ظہور فرشتوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے، اس لئے یہاں هُمْ کی ضمیر استعمال کی گئی ہے۔ جس طرح بادشاہ اپنی جلالت شان کا اظہار عرش پر بیٹھ کر کرتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی اصل عظمت ذوالعرش ہونے میں ہے۔ یعنی صفات تنزیہیہ کے ذریعہ سے جن میں کوئی مخلوق اس سے ایک ذرہ بھر بھی مشابہت نہیں رکھتی۔

بعض لوگوں نے قرآن کریم کی بعض آیات سے یہ دھوکا کھایا ہے کہ عرش مخلوق ہے۔ جیسے مثلاً یہ آیت ہے: اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ (سورۃ مومن ع۱) وہ کہتے ہیں کہ عرش کو جب کسی نے اٹھایا ہوا

ہے تو معلوم ہوا وہ ایک مخلوق شئے ہے۔ لیکن یہ استدلال درست نہیں۔ کیونکہ حمل کے معنی صرف کسی مادی چیز کے اٹھانے کے ہی نہیں ہوتے بلکہ اس کے معنی اس کی حقیقت کے اظہار کے بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ○ (احزاب ع ۹) یعنی ہم نے اس امانت (شریعت) کو آسمان اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا۔ مگر انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھالیا۔ وہ یقیناً اپنے نفس پر ظلم کرنے والا اور نتائج سے بے پرواہ ہے۔ اس جگہ امانت کے اٹھانے کا ذکر ہے جس کے صرف یہ معنی ہیں کہ وہ اس پر عمل کرکے اس کے نتائج اور اس کی خوبیوں کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح عرش کے اٹھانے کے یہ معنی ہیں کہ عرش کی حقیقت کو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات تنزیہیہ کو انسان نہیں پہنچ سکتا۔ سوائے اس طریق کے کہ اس کی صفات تشبیہیہ کے ذریعہ سے اس کا علم ہو۔ پس صفات تشبیہیہ صفات تنزیہیہ کی حامل ہیں۔ اور ان کی حقیقت سے انسان کو آگاہ کرتی ہیں۔ مثلاً خدا تعالیٰ کے سب خوبیوں کے جامع ہونے کا علم ہمیں صرف ان صفات کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے جو انسانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ جیسے اس کا ربّ ہونا، رحمٰن ہونا، رحیم ہونا، مالک یوم الدین ہونا۔ اور یہ سب صفات تشبیہیہ ہیں کہ انسانی اخلاق بھی ان کے ہم شکل پائے جاتے ہیں۔ اور پھر یہ صفات مخلوق سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور اس لئے ان کے جلوے عارضی ہوتے ہیں۔ لیکن اگر یہ صفات نہ ہوتیں تو اللہ تعالیٰ کے کامل الصفات ہونے کا کسی قسم کا ادراک بھی خواہ کتنا ہی ادنیٰ ہو ہمیں حاصل نہ ہو سکتا۔

ایک اور آیت بھی ہے جس سے عرش کے مخلوق ہونے کا استدلال کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے: قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ (مومنون ع ۵) یعنی پوچھو کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا رب کون ہے۔ وہ

ضرور جواب میں کہیں گے کہ اللہ۔ اس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ جب خدا تعالیٰ رب العرش ہے تو معلوم ہوا کہ وہ عرش کا خالق ہے لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ رب کے صرف خالق کے ہی معنی نہیں ہوتے بلکہ صاحب کے بھی ہوتے ہیں۔ جیسے ربّ المال۔ پس رب العرش کے معنی ”والے“ کے ہیں یعنی عرش والا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے: ذُو الرَّحْمَةِ (کہف ع۸) خدا تعالیٰ رحمت والا ہے۔ اور اسی طرح فرمایا ہے فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا (فاطر ع۲) حالانکہ رحمت اور عزت دونوں اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ اور نہ ذوالرحمت کہنے سے رحمت مخلوق ثابت ہوتی ہے اور نہ للہ العزۃ کہنے سے عزۃ مخلوق ثابت ہوتی ہے۔ پس رب العرش کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ صفات تنزیہیہ بھی رکھتا ہے جس طرح کہ وہ صفات تشبیہیہ رکھتا ہے۔ صفات تشبیہیہ کی طرف سمٰوٰت کی پیدائش سے اشارہ کیا ہے۔..... اس امر کا ثبوت کہ عرش سے مراد صفات تنزیہیہ ہیں یہ آیت بھی ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ (مومنون ع۶) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عرش کریم کو توحید باری کے ثابت کرنے میں ایک خاص تعلق ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ توحید کا اعلیٰ اصلی اور حقیقی ثبوت اللہ تعالیٰ کی صفات تنزیہیہ ہی ہیں کیونکہ صفات تشبیہیہ میں مخلوق شریک ہو جاتی ہے۔ اور ایک کمزور عقل والے انسان کے لئے بہت سے افہام و تفہیم کی ضرورت پیش آتی ہے۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ یونس زیر آیت اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ... ، جلد ۳ صفحہ ۲۳ تا ۲۵)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”عرش سے مراد قرآن شریف میں وہ مقام ہے جو تشبیہی مرتبہ سے بالاتر اور ہر ایک عالم سے برتر اور نہاں در نہاں اور تقدّس اور تنزّہ کا مقام ہے وہ کوئی ایسی جگہ نہیں کہ پتھر یا اینٹ یا کسی اور چیز سے بنائی گئی ہو اور خدا اُس پر بیٹھا ہوا ہے اسی لئے عرش کو غیر مخلوق کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ جیسا کہ یہ فرماتا ہے کہ کبھی وہ مومن کے دل پر اپنی تجلّی کرتا ہے۔ ایسا ہی وہ فرماتا ہے کہ عرش پر اُس کی تجلّی ہوتی ہے اور صاف طور پر فرماتا ہے کہ ہر ایک چیز کو میں نے اٹھایا ہوا ہے یہ کہیں نہیں کہا کہ

کسی چیز نے مجھے بھی اُٹھایا ہوا ہے۔ اور عرش جو ہر ایک عالم سے برتر مقام ہے وہ اُس کی تنزیہی صفت کا مظہر ہے اور ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ ازل سے اور قدیم سے خدا میں دو صفتیں ہیں؛ ایک صفت تشبیہی، دوسری صفت تنزیہی اور چونکہ خدا کے کلام میں دونوں صفات کا بیان کرنا ضروری تھا یعنی ایک تشبیہی صفت اور دوسری تنزیہی صفت۔ اِس لئے خدا نے تشبیہی صفات کے اظہار کے لئے اپنے ہاتھ، آنکھ، محبت، غضب وغیرہ صفات قرآن شریف میں بیان فرمائے اور پھر جب کہ احتمال تشبیہ کا پیدا ہوا تو بعض جگہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ کہہ دیا اور بعض جگہ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ کہہ دیا جیسا کہ سورہ رعد جزو نمبر ۱۱ میں بھی یہ آیت ہے: اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ (الرّعد:۳) (ترجمہ) تمہارا خدا وہ خدا ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اور پھر اُس نے عرش پر قرار پکڑا۔ اِس آیت کے ظاہری معنی کے رُو سے اِس جگہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پہلے خدا کا عرش پر قرار نہ تھا۔ اِس کا یہی جواب ہے کہ عرش کوئی جسمانی چیز نہیں ہے بلکہ وراء الوراء ہونے کی ایک حالت ہے جو اُس کی صفت ہے پس جبکہ خدا نے زمین و آسمان اور ہر ایک چیز کو پیدا کیا اور ظلّی طور پر اپنے نور سے سورج چاند اور ستاروں کو نور بخشا اور انسان کو بھی استعارہ کے طور پر اپنی شکل پر پیدا کیا اور اپنے اخلاق کریمہ اس میں پھونک دیئے تو اس طور سے خدا نے اپنے لئے ایک تشبیہہ قائم کی مگر چونکہ وہ ہر ایک تشبیہ سے پاک ہے اس لئے عرش پر قرار پکڑنے سے اپنے تنزّہ کا ذکر کر دیا۔ خلاصہ یہ کہ وہ سب کچھ پیدا کر کے پھر مخلوق کا عین نہیں ہے بلکہ سب سے الگ اور وراء الوراء مقام پر ہے اور پھر سورۃ طٰہٰ جزو نمبر ۱۶ میں یہ آیت ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (طٰهٰ:۶) (ترجمہ) خدا رحمٰن ہے جس نے عرش پر قرار پکڑا اس قرار پکڑنے سے یہ مطلب ہے کہ اگرچہ اُس نے انسان کو پیدا کر کے بہت سا قرب اپنا اُس کو دیا مگر یہ تمام تجلیات مختص الزمان ہیں یعنی تمام تشبیہی تجلیات اُس کی کسی خاص وقت میں ہیں جو پہلے نہیں تھیں مگر ازلی طور پر قرار گاہ خدا تعالیٰ کی عرش ہے جو تنزیہ کا مقام ہے

کیونکہ جو فانی چیزوں سے تعلق کر کے تشبیہ کا مقام پیدا ہوتا ہے وہ خدا کی قرار گاہ نہیں کہلا سکتا۔ وجہ یہ کہ وہ معرضِ زوال میں ہے اور ہر ایک وقت میں زوال اُس کے سر پر ہے بلکہ خدا کی قرار گاہ وہ مقام ہے جو فنا اور زوال سے پاک ہے پس وہ مقام عرش ہے۔" (چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۷۶ تا ۲۷۸)

فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ فَسَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ: اس لئے جب تم اللہ سے مانگو تو اس سے فردوس مانگو۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

"جہاں تک لفظ فردوس کا تعلق ہے زجاج جس کا شمار چوٹی کے ادباء میں سے ہے، اس کی تحقیق ہے کہ فردوس ان وادیوں کو کہتے ہیں کہ جہاں ہر قسم کی نباتات پائی جاتی ہوں۔ (عمدۃ القاری جزء ۱۴ صفحہ ۹۰) مندرجہ بالا حدیث نبوی میں فردوس انتہائی مقام بتایا گیا ہے جس کے اوپر اور کوئی مقام نہیں سوائے عرش الرحمٰن کے۔ صفت رحمانیت کی وسعت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جنت کے سَو درجوں میں سے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان۔ اس حساب سے اس کی وسعت کئی آسمانوں کی وسعت ہے۔ اس وسعت بے پایاں کا ذکر قرآنِ مجید کی اس آیت میں بھی ہے: سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ (الحدید:۲۲) یعنی اے لوگو! تم اپنے ربّ کی طرف سے آنے والی مغفرت اور ایسی جنت کی طرف تیزی سے بڑھو جس کی قیمت تمام آسمان اور زمین کی قیمت کے برابر ہے۔ اسی جنت الفردوس کا وعدہ مجاہدین سے کیا گیا ہے جس سے ان کے درجات کی فضیلت ظاہر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فردوس حاصل کرنے کی ترغیب ان الفاظ میں فرمائی ہے: فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ فَاسْئَلُوا الْفِرْدَوْسَ۔"

(صحیح البخاری، ترجمہ و شرح، کِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ دَرَجَاتِ الْمُجَاهِدِينَ... جلد ۵، صفحہ ۱۵۱، ۱۵۲)

جَاءَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ يَشْكُو ... اتَّقِ اللهَ: حضرت زید بن حارثہؓ آئے شکوہ کرنے لگے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: اللہ سے ڈرو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اصل قصّہ یوں ہے کہ زینب ایک بڑے خاندان کی عورت تھی۔ آنحضرتؐ نے

اپنے خادم زید کے لئے اس کے وارثوں کو ناطے کا پیغام دیا۔ وہ اپنی عظمت اور شرافت شان کے خیال سے اوّل تو ناراض ہوئے پھر آخر کار راضی ہو گئے۔ کچھ مدّت توجوں تُوں کر کے بسر ہوئی۔ آخر زید نے اس کی تعلّی اور طنز و تعریض سے تنگ آکر اس کے چھوڑ دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ چونکہ آپ بذاتِ مبارک اس شادی کے انصرام کے متکفّل ہوئے تھے۔ اس لئے اس طلاق کے انجام اور اس کے مفاسد پر قومی دستوروں اور حالات معاشرت ملکی کے لحاظ سے آپ کے دل میں کھٹکا پیدا ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ رخنہ جُو کفّار اور حیلہ طلب معاندین کو رسماً و عرفاً ایسے موقع پر بہت ملامت و طنز کا قابو مل سکتا تھا۔ اور آپ گوارا نہیں کر سکتے تھے کہ اس مفارقت اور معاشرتی ناچاقی کا حال مخالفین منکرین پر کھلنے پائے جو اُن کی زبان درازی اور تعریض کا باعث ہو۔ اور نیز زینب کے وارثوں کا خیال ایک رسمی اور قومی خیال تھا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو اور بھی مضطرب کرنے کا موجب ہو سکتا تھا۔ بنا برآں آپؐ نے زید کو بہت روکا۔ اور تلخیٔ معاشرت پر صبر کرنے کی بہت نصیحت و ہدایت کی اور سخت الحاح و اصرار کیا کہ وہ اس ارادے سے باز آجاوے۔ مگر خدا کو ایک عظیم الشان کام پورا کرنا اور ایک خلافِ قدرت مضر معاشرت رسم کا توڑنا منظور تھا۔ اس موقع پر قرآن کے الفاظ جن میں آنحضرت کی دلی حالت کی تصویر کھینچی گئی ہے۔ الہامی حقیقت پہچاننے والے منصف کے نزدیک قابلِ غور ہیں۔"

(حقائق الفرقان، جلد ۳، صفحہ ۴۱۲)

بَاب ۲۳: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ (المعارج:۵)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: عام فرشتے اور کلام الٰہی لانے والے فرشتے اُس (خدا) کی طرف چڑھتے ہیں

وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ (فاطر:۱۱)

اور اللہ جلّ ذکرہ کا فرمانا: پاک باتیں اسی کی طرف چڑھ کر جاتی ہیں۔

وَقَالَ أَبُو جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بَلَغَ

اور ابوجمرہ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا۔

أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِأَخِيهِ اعْلَمْ لِي عِلْمَ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ يَأْتِيهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُ الْكَلِمَ الطَّيِّبَ يُقَالُ ذِي الْمَعَارِجِ الْمَلَائِكَةُ تَعْرُجُ إِلَى اللّٰهِ.

حضرت ابوذرؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی سے کہا: اس شخص کے متعلق میرے لئے معلومات حاصل کرو جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ آسمان کی خبر اس کو آتی ہے۔ اور مجاہد نے کہا: نیک عمل پاکیزہ کلمے کو اوپر لے جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ ذوالمعارج سے مراد فرشتے ہیں جو اللہ کی طرف چڑھتے ہیں۔

٧٤٢٩: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ فَيَقُولُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ.

۷۴۲۹: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابوالزناد سے، ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے درمیان کچھ فرشتے رات کو اور کچھ فرشتے دن کو یکے بعد دیگرے باری باری آتے رہتے ہیں اور عصر کی نماز اور فجر کی نماز میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ فرشتے جو تم میں رات کو رہ چکے ہوتے ہیں وہ اوپر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے اور وہ تمہارے متعلق بہتر جانتا ہوتا ہے فرماتا ہے: تم میرے بندوں کو کس کیفیت میں چھوڑ کر آئے؟ تو وہ کہتے ہیں: ہم نے ان کو ایسی حالت میں چھوڑا ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں اور ہم ان کے پاس ایسی حالت میں گئے تھے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

أطرافه: ٥٥٥، ٣٢٢٣، ٧٤٨٦۔

٧٤٣٠: وَقَالَ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللهِ إِلَّا الطَّيِّبُ فَإِنَّ اللهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فُلُوَّهُ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ. وَرَوَاهُ وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللهِ إِلَّا الطَّيِّبُ.

طرفه: ١٤١٠۔

۷۴۳۰: اور خالد بن مخلد نے کہا: سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن دینار نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے پاکیزہ کمائی سے ایک کھجور کے برابر بھی صدقہ کیا اور پاکیزہ چیز ہی اللہ کی طرف اوپر جاتی ہے۔ تو اللہ اپنے داہنے ہاتھ سے اس کو قبول کرتا ہے۔ پھر اس صدقے کو کرنے والے کے لئے اس طرح پرورش کرتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ اور اس حدیث کو ورقاء نے عبداللہ بن دینار سے، عبداللہ نے سعید بن یسار سے، سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ اس میں یوں ہے: پاکیزہ چیز ہی اللہ کے حضور چڑھتی ہے۔

٧٤٣١: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهِنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ

۷۴۳۱: عبدالاعلیٰ بن حماد نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن زریع نے ہمیں بتایا۔ سعید نے ہم سے بیان کیا۔ سعید نے قتادہ سے، قتادہ نے ابوالعالیہ سے، ابوالعالیہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات سے گھبراہٹ کے وقت دعا کیا کرتے تھے: اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بہت بڑا اور بہت ہی

السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ.

بردبار ہے۔ اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بہت ہی بڑی بادشاہی کا ربّ ہے، اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں کا ربّ اور عزت والی بادشاہی کا ربّ ہے۔

أطرافُه: ٦٣٤٥، ٦٣٤٦۔

٧٤٣٢: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ أَوْ أَبِي نُعْمٍ شَكَّ قَبِيصَةُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةٍ. و حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ وَهُوَ بِالْيَمَنِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي مُجَاشِعٍ وَبَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَبَيْنَ عَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ فَتَغَيَّظَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ فَقَالُوا يُعْطِيهِ صَنَادِيدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا قَالَ إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ

٧٤٣٢: قبیصہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے ابن ابی نعم یا ابونعم سے روایت کی۔ قبیصہ نے یہ شک کیا۔ انہوں نے حضرت ابوسعیدؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سونے کا ٹکڑا بھیجا گیا تو آپؐ نے چار شخصوں کے درمیان اس کو تقسیم کیا۔ اور اسحاق بن نصر نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں خبر دی۔ سفیان نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے ابن ابی نعم سے، ابن ابی نعم نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت علیؓ نے جبکہ وہ یمن میں تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سونے کا ٹکڑا بمع اس کی مٹی کے بھیجا تو آپؐ نے اقرع بن حابس حنظلی جو بنو مجاشع میں سے ایک آدمی تھا اور عیینہ بن بدر فزاری اور علقمہ بن علاثہ عامری جو بنو کلاب میں سے ایک شخص تھا اور زید خیل طائی جو بنی نبہان میں سے ایک شخص تھا، کے

فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَائِئُ الْجَبِينِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللهَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ يُّطِيعُ اللهَ إِذَا عَصَيْتُهُ فَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي؟ فَسَأَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ قَتْلَهُ. أُرَاهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ فَمَنَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ.

درمیان اس ٹکڑے کو بانٹ دیا جس سے قریش اور انصار ناراض ہو گئے اور کہنے لگے: اہل نجد کے رئیسوں کو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں تو ان کی تالیف قلب چاہتا ہوں۔ اتنے میں ایک شخص جس کی آنکھیں اندر گھسی ہوئیں، پیشانی اُبھری ہوئی، داڑھی بہت گھنی، رخسار باہر نکلے ہوئے اور سر منڈا ہوا تھا، آیا اور کہنے لگا: محمد! اللہ سے ڈرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں نے اس کی نافرمانی کی تو پھر اور کون اس کی فرمانبرداری کرے گا۔ وہ تو زمین والوں کے معاملات کے متعلق مجھ پر اعتبار کرتا ہے اور تم مجھ پر اعتبار نہیں کرتے۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے اس کو مار ڈالنے کی اجازت مانگی۔ میں سمجھتا ہوں خالد بن ولیدؓ تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں (ایسا کرنے سے) منع فرمایا جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی نسل سے کچھ لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اُترے گا۔ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے پار نکل جاتا ہے۔ اہل اسلام سے لڑیں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں ان کا زمانہ پاؤں تو میں ضرور انہیں عاد کی طرح نیست ونابود کر دوں۔

أطرافه: ۳۳٤٤، ۳٦١٠، ٤٣٥١، ٤٦٦٧، ٥٠٥٨، ٦١٦٣، ٦٩٣١، ٦٩٣٣، ٧٥٦٢۔

٧٤٣٣: حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا(یس:٣٩) قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ.

۷۴۳۳: عیاش بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم تیمی سے، ابراہیم نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس قول وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا [1] کے متعلق پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا: اس کا جائے قرار عرش کے نیچے ہے۔

أطرافُه: ٣١٩٩، ٤٨٠٢، ٤٨٠٣، ٧٤٢٤-

تشریح: قَوْلُ اللهِ تَعَالَىٰ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: عام فرشتے اور کلام الٰہی لانے والے فرشتے اُس (خدا) کی طرف چڑھتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”آیت ارْجِعِىْٓ اِلٰى رَبِّكِ (الفجر:٢٩) اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ خدائے تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے اور حاضر ناظر ہے اور جسم اور جسمانی نہیں اور کوئی جہت نہیں رکھتا پھر کیوں کر کہا جائے کہ جو شخص خدائے تعالیٰ کی طرف اُٹھایا گیا ضرور اس کا جسم آسمان میں پہنچ گیا ہوگا۔ یہ بات کس قدر صداقت سے بعید ہے راستباز لوگ روح اور روحانیت کی رو سے خدائے تعالیٰ کی طرف اُٹھائے جاتے ہیں نہ یہ کہ اُن کا گوشت اور پوست اور اُن کی ہڈیاں خدائے تعالیٰ تک پہنچ جاتی ہیں۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۴۷)

وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”مقدس لوگوں کو موت کے بعد ایک نورانی جسم ملتا ہے اور وہی نور جو وہ ساتھ رکھتے ہیں جسم کی طرح اُن کے لئے ہو جاتا ہے سو وہ اس کے ساتھ آسمان کی

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اور سورج (ہمیشہ) اپنی مقررہ منزل کی طرف رواں دواں ہے۔“

طرف اُٹھائے جاتے ہیں اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جلَّ شَانُہٗ فرماتا ہے: اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ (فاطر:۱۱) یعنی پاک روحیں جو نورانی الوجود ہیں خدائے تعالیٰ کی طرف صعود کرتی ہیں اور عمل صالح اُن کا رفع کرتا ہے یعنی جس قدر عمل صالح ہو اُسی قدر روح کا رفع ہوتا ہے۔

اس جگہ خدائے تعالیٰ نے روح کا نام کلمہ رکھا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ درحقیقت تمام ارواح کلمات اللہ ہی ہیں جو ایک لائیدرک بھید کے طور پر جس کی تہ تک انسان کی عقل نہیں پہنچ سکتی روحیں بن گئی ہیں۔ اسی بناء پر اس آیت کا مضمون بھی ہے كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَاۤ اِلٰى مَرْیَمَ (النساء:۱۷۲) اور چونکہ یہ سِرّ ربوبیت ہے اس لئے کسی کی مجال نہیں کہ اس سے بڑھ کر کچھ بول سکے کہ کلمات اللہ ہی بحکم و باذن ربّی لباس روح کا پہن لیتے ہیں اور ان میں وہ تمام طاقتیں اور قوتیں اور خاصیتیں پیدا ہو جاتی ہیں جو روحوں میں پائی جاتی ہیں اور پھر چونکہ ارواح طیّبہ فنا فی اللہ ہونے کی حالت میں اپنے تمام قویٰ چھوڑ دیتی ہیں اور اطاعت الٰہی میں فانی ہو جاتی ہیں تو گویا پھر وُہ روح کی حالت سے باہر آ کر کلمۃ اللہ ہی بن جاتی ہیں جیسا کہ ابتدا میں وہ کلمۃ اللہ تھیں۔ سو کلمۃ اللہ کے نام سے ان پاک روحوں کو یاد کرنا اُن کے اعلیٰ درجہ کے کمال کی طرف اشارہ ہے سو اُنہیں نور کا لباس ملتا ہے اور اعمال صالحہ کی طاقت سے اُن کا خدائے تعالیٰ کی طرف رفع ہوتا ہے۔

اور ہمارے ظاہر بین علماء اپنے محدود خیالات کی وجہ سے کلمات طیّبہ سے مراد محض عقائد یا اذکار و اشغال رکھتے ہیں اور اعمال صالحہ سے مراد بھی اذکار و خیرات وغیرہ ہیں۔ تو گویا وہ اس تاویل سے علّت اور معلول کو ایک کر دیتے ہیں۔ اگرچہ کلمات طیّبہ بھی خدائے تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کرتے ہیں لیکن عارفوں کے لئے یہ بطنی معنے ہیں جن پر قرآن کریم کے دقیق اشارات مشتمل ہیں۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۳۳، ۳۳۴)

یَتَعَاقَبُونَ فِیكُمْ مَلَائِكَةٌ ... وَیَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ: تمہارے درمیان کچھ فرشتے رات کو اور کچھ فرشتے دن کو یکے بعد دیگرے باری باری آتے رہتے ہیں اور عصر کی نماز اور فجر کی نماز میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

"صبح اور عصر کے اوقات کی ایک اور خصوصیت بتائی گئی ہے جس کا تعلق درحقیقت عالم روحانی کے ساتھ ہے۔ نظامِ عالم دو جہتیں رکھتا ہے جس کی مثال سینما کی سی ہے۔ اس کی ایک جہت میں دیکھنے کے لئے مختلف نظاروں کا لگا تار چکر چل رہا ہوتا ہے اور دوسری جہت میں پس پردہ بجلی کی مشین اور کچھ ہاتھ کام کر رہے ہوتے ہیں۔ ہو بہو یہی حال نظامِ عالم کا ہے۔ نظامِ مادی میں جو کچھ ظہور پذیر ہو رہا ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے ایک وسیع علم اور غیر محدود قدرت کے تحت عظیم الشان قوتوں کے ذریعے سے انجام پا رہا ہے۔ یہ قوتیں قرآنِ مجید کی اصطلاح میں ملائکہ کے نام سے موسوم کی گئی ہیں۔ رات دن کے ہر نئے تغیر کے پیچھے بھی نظامِ عالم کی کَل چلانے والی ان روحانی ہستیوں کا ہاتھ کام کر رہا ہوتا ہے بلکہ کائناتِ عالم کا ذرہ ذرہ ان کے تصرف کے نیچے ہے۔ رات کے تغیرات اور نوعیت کے ہوتے ہیں اور دن کے اور نوعیت کے اور اُن کے ساتھ ملائکہ کا جو عملہ لگایا گیا ہے وہ بھی اپنی اپنی نوعیت میں جداگانہ حیثیت اور جداگانہ فرائض رکھتا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث نظامِ روحانی کے اسی قسم کے سلسلہ تصرفات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ دن رات کے تغیرات میں صبح کا وقت اور عصر کا وقت ایک ایسا زمانہ ہے جو دراصل اِستحالہ یعنی ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہونے کا نام ہے۔ تغیر و تبدل یوں تو ہر وقت اور ہر لحظہ میں ہی ہو رہا ہے۔ مگر ایک نمایاں تغیر کا آغاز اِن دو وقتوں میں محسوس طور پر ہوتا ہے۔"

(صحیح البخاری، ترجمہ و شرح، کِتَابُ مواقیت الصلوٰۃ، بَابُ فَضْلُ صَلَاۃِ الْعَصْرِ، جلد ۱، صفحہ ۶۵۰، ۶۵۱)

بَاب ٢٤: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ○ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ○ (القيامة: ٢٣، ٢٤)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اس دن بعض لوگ ہشاش بشاش ہوں گے۔ اپنے خدا کی طرف نظر لگائے بیٹھے ہوں گے

٧٤٣٤: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ ۷۴۳۴: عمرو بن عون نے ہم سے بیان کیا کہ خالد

حَدَّثَنَا خَالِدٌ أَوْ [۱] هُشَيْمٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَّا تُغْلَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَافْعَلُوا.

اور ہشیم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل سے، اسماعیل نے قیس سے، قیس نے حضرت جریرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں آپؐ نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھا آپؐ نے فرمایا: تم بھی ضرور اپنے ربّ کو اس طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ اس کے دیکھنے میں تمہیں کوئی کشمکش نہیں کرنی پڑتی۔ پس اگر تم سے ہو سکے کہ سورج نکلنے سے پہلے کی نماز اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز میں تم سستی نہ کرو تو تم سستی نہ کرو۔

أطرافُه: ٥٥٤، ٥٧٣، ٤٨٥١، ٧٤٣٥، ٧٤٣٦۔

٧٤٣٥: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ الْيَرْبُوعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا.

۷۴۳۵: یوسف بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم بن یوسف یربوعی نے ہمیں بتایا۔ ابوشہاب نے ہم سے بیان کیا۔ ابوشہاب نے اسماعیل بن ابی خالد سے، اسماعیل نے قیس بن ابی حازم سے، قیس نے حضرت جریر بن عبد اللہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ضرور اپنے ربّ کو کھلم کھلا اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔

أطرافُه: ٥٥٤، ٥٧٣، ٤٨٥١، ٧٤٣٤، ٧٤٣٦۔

٧٤٣٦: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ

۷۴۳۶: عبدہ بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ حسین جعفی نے ہمیں بتایا۔ حسین نے زائدہ سے بیان

[۱] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں لفظ "و" ہے۔ (فتح الباری جزء۱۳ حاشیہ صفحہ ۵۱۷) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا لَا تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ.

کیا کہ بیان بن بشر نے ہمیں بتایا۔ بیان نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی کہ جریر نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں رات ہمارے پاس باہر آئے اور آپؐ نے فرمایا: تم بھی اپنے ربّ کو قیامت کے دن ضرور اسی طرح دیکھو گے جیسے تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ تمہیں اس کے دیکھنے میں کشمکش نہیں کرنی پڑتی۔

أطرافه: ٥٥٤، ٥٧٣، ٤٨٥١، ٧٤٣٤، ٧٤٣٥۔

٧٤٣٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّاسَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُضَارُّونَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَهَلْ تُضَارُّونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُونَهَا سَحَابٌ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذَلِكَ يَجْمَعُ اللهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتْبَعْهُ فَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ

٧٤٣٧: عبدالعزیز بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عطاء بن یزید لیثی سے، عطاء نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! کیا اپنے ربّ کو ہم قیامت کے دن دیکھیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں تمہیں کوئی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں یارسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا: کیا سورج کے دیکھنے میں تمہیں کوئی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے جس کے سامنے بادل نہ ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں یارسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا: پھر تم اسی طرح اس کو دیکھو گے۔ قیامت کے روز اللہ لوگوں کو جمع کرے گا اور فرمائے گا: جو جس چیز کو

يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ وَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيتَ الطَّوَاغِيتَ وَتَبْقَى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيهَا شَافِعُوهَا أَوْ مُنَافِقُوهَا شَكَّ إِبْرَاهِيمُ فَيَأْتِيهِمُ اللهُ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتَّى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيهِمُ اللهُ فِي صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُونَهُ وَيُضْرَبُ السِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ فَأَكُونُ أَنَا وَأُمَّتِي أَوَّلَ مَنْ يُجِيزُهَا وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَدَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ كَلَالِيبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، هَلْ رَأَيْتُمُ السَّعْدَانَ؟ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمُ الْمُوبَقُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ أَوِ الْمُجَازَى أَوْ نَحْوُهُ ثُمَّ يَتَجَلَّى حَتَّى إِذَا فَرَغَ اللهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ

پوجتا تھا وہ اُس کے پیچھے ہو لے۔ اس پر جو سورج کی پوجا کرتا تھا وہ سورج کے پیچھے ہو جائے گا اور جو چاند کی پوجا کرتا تھا وہ چاند کے پیچھے ہو جائے گا اور جو طاغوتوں کی پوجا کرتا تھا وہ طاغوتوں کے پیچھے ہو جائے گا اور یہ امت رہ جائے گی۔ اس میں اس کے سفارشی بھی ہوں گے یا فرمایا: اس میں اس کے منافق بھی ہوں گے۔ ابراہیم نے یہ شک کیا تو اللہ ان کے پاس آئے گا اور کہے گا: میں تمہارا ربّ ہوں تو وہ کہیں گے: ہم یہیں ٹھہرتے ہیں اس وقت تک کہ ہمارا ربّ آجائے۔ جب ہمارا ربّ آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے۔ تو پھر اللہ ان کے پاس اس صورت میں آئے گا جس کو وہ پہچانتے ہیں۔ وہ کہے گا: میں تمہارا ربّ ہوں۔ وہ کہیں گے: تو ہمارا ربّ ہے اور اس کے پیچھے ہو لیں گے اور جہنم کے درمیان پل رکھا جائے گا تو میں اور میری اُمت پہلے ہوں گے جو اس سے پار ہوں گے اور اس دن کوئی بات تک نہیں کرے گا مگر رسول ہی اور رسولوں کی پکار بھی اس دن یہی ہو گی: یا اللہ بچانا، بچانا اور جہنم میں اونٹ کٹارے کے کانٹوں کی طرح لوہے کے کانٹے ہوں گے۔ کیا تم نے اونٹ کٹارے کو دیکھا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں یا رسول اللہ! تو آپؐ نے فرمایا: تو وہ کانٹے بھی اونٹ کٹارے کے کانٹوں کی طرح ہی ہوں گے۔ سوائے اللہ کے

الْعِبَادِ وَأَرَادَ أَنْ يُّخْرِجَ بِرَحْمَتِهِ مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُّخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مِّمَّنْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَّرْحَمَهُ مِمَّنْ يَّشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَعْرِفُونَهُمْ فِي النَّارِ بِأَثَرِ السُّجُودِ تَأْكُلُ النَّارُ ابْنَ آدَمَ إِلَّا أَثَرَ السُّجُودِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُودِ فَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتُحِشُوا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ تَحْتَهُ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقَى رَجُلٌ مُّقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ هُوَ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُولًا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَشَبَنِي رِيحُهَا وَأَحْرَقَنِي ذَكَاؤُهَا فَيَدْعُو اللّٰهَ مَا شَاءَ أَنْ يَّدْعُوَهُ ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُ هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيتَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَنِي غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِي رَبَّهُ مِنْ عُهُودٍ وَّمَوَاثِيقَ مَا شَاءَ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ

کوئی نہیں جانتا کہ وہ کتنے بڑے ہوں گے مگر اللہ ہی۔ لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق اُچکتے جائیں گے۔ پھر ان میں سے کوئی اپنے عمل کی وجہ سے ہلاک ہوگا اور ان میں سے کوئی ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا یا وہ ہوگا جس کو پار کردیا جائے گا یا کچھ ایسا ہی لفظ فرمایا۔ پھر وہ مصیبت کا وقت دور ہو جائے گا یہاں تک کہ جب اللہ بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے فارغ ہو جائے گا اور اپنی رحمت سے جن کو دوزخیوں میں سے نکالنا چاہے گا تو فرشتوں کو حکم کرے گا کہ دوزخ سے ان کو نکالیں جو اللہ کا کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے۔ یعنی جو لوگ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہیں۔ ان میں سے یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرنا چاہے گا تو وہ فرشتے ان کو دوزخ میں سجدے کے نشان سے پہچان لیں گے۔ آگ ابن آدم کو کھالے گی سوائے سجدے کے نشان کے کہ اللہ نے آگ پر حرام کردیا ہے کہ وہ سجدے کے نشان کو کھائے۔ تو وہ آگ سے ایسی حالت میں نکلیں گے کہ جل کر کوئلہ کی طرح سیاہ ہوں گے۔ پھر ان پر آب حیات ڈالا جائے گا تو وہ اس پانی سے اس طرح اگیں گے جیسے سیلاب کے دیوان میں دانہ اگتا ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے فارغ ہوگا اور ایک شخص رہے گا جو آگ کی طرف اپنا منہ کئے ہوگا۔ وہ دوزخیوں

فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَآهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيْ رَبِّ قَدِّمْنِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ اللهُ لَهُ أَلَسْتَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُودَكَ وَمَوَاثِيقَكَ أَنْ لَّا تَسْأَلَنِي غَيْرَ الَّذِي أُعْطِيتَ أَبَدًا؟ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ وَيَدْعُو اللهَ حَتَّى يَقُولَ هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيتَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِي مَا شَاءَ مِنْ عُهُودٍ وَّمَوَاثِيقَ فَيُقَدِّمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا قَامَ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَأَى مَا فِيهَا مِنَ الْحَبْرَةِ وَالسُّرُورِ فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيْ رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللهُ أَلَسْتَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُودَكَ وَمَوَاثِيقَكَ أَنْ لَّا تَسْأَلَ غَيْرَ مَا أُعْطِيتَ فَيَقُولُ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ لَا أَكُونُ أَشْقَى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو حَتَّى يَضْحَكَ اللهُ مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ مِنْهُ قَالَ لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ

میں سے آخری شخص ہوگا جو جنت میں جائے گا وہ کہے گا: اے میرے ربّ! میرے منہ کو آگ سے پھیر دے کیونکہ اس کی بدبو نے مجھے تنگ کر دیا ہے اور اس کی گرمی کی تیزی نے مجھے جلا دیا ہے اور وہ اللہ سے وہ کچھ منت سماجت کرے گا جو وہ چاہے گا کہ اس سے مانگا جائے۔ پھر اللہ کہے گا: ممکن ہے کہ اگر تمہاری یہ درخواست قبول کر لی جائے تو تم مجھ سے اس کے سوا کچھ اور مانگو۔ تو وہ کہے گا: ہرگز نہیں تیری عزت کی ہی قسم میں تجھ سے اس کے سوا اور کچھ نہیں مانگوں گا اور وہ اپنے ربّ سے وہ وہ عہد و پیمان کرے گا جو وہ چاہے گا۔ تب اللہ اس کے منہ کو آگ سے پھیر دے گا۔ جب وہ جنت کی طرف منہ کرے گا اور اس کو دیکھے گا تو جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ خاموش رہے وہ خاموش رہے گا۔ پھر کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے جنت کے دروازے کے پاس ذرا آگے کر دے۔ تو اللہ کہے گا: کیا تم نے عہد و پیمان نہیں کئے تھے کہ تم مجھ سے اس کے سوا کبھی نہیں مانگو گے جو تمہیں دیا گیا ہے؟ ابن آدم تجھ پر افسوس! کیا ہی دغاباز ہے تو۔ تو وہ کہے گا: اے میرے ربّ! اور وہ اللہ سے دعائیں کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ فرمائے گا: ممکن ہے کہ اگر تمہاری یہ بات مان لی جائے تو تم اس کے سوا اور کچھ مانگو؟ وہ کہے گا: ہرگز نہیں۔ تیری عزت کی قسم میں اس کے سوا

فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللهُ لَهُ تَمَنَّهْ فَسَأَلَ رَبَّهُ وَتَمَنَّى حَتَّى إِنَّ اللهَ لَيُذَكِّرُهُ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا حَتَّى انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللهُ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ.

أطرافه: ٦٥٧٣، ٨٠٦-

تجھ سے اور کچھ نہیں مانگوں گا اور جو چاہے گا وہ وہ عہد و پیمان دے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازے کے قریب آگے کر دے گا۔ جب وہ جنت کے دروازے کے پاس کھڑا ہو گا تو جنت اس کے سامنے اپنی پوری فراخی کے ساتھ عیاں ہو گی اور وہ اس میں وہ آرام اور خوشی دیکھے گا جو اس میں ہے جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ خاموش رہے وہ خاموش رہے گا۔ پھر کہے گا: اے اللہ! مجھے جنت میں داخل فرما۔ تو اللہ فرمائے گا: کیا تم اپنے عہد و پیمان نہیں دے چکے کہ تم اس کے سوا جو تمہیں دیا گیا ہے اور کچھ نہیں مانگو گے؟ اور وہ فرمائے گا: ابن آدم تم پر افسوس کتنے ہی دغاباز ہو تم۔ تو وہ کہے گا: اے میرے ربّ! تیری مخلوق سے سب سے بد نصیب میں نہیں ہوں گا اور وہ برابر دعائیں کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ اس کی اس حالت سے ہنسے گا اور ہنستے ہی اسے فرمائے گا: جنت میں داخل ہو جا۔ جب وہ اس میں داخل ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: مانگ جو دل چاہتا ہے تو وہ اپنے ربّ سے مانگے گا اور اپنی دلی خواہش کا اظہار کرے گا یہاں تک کہ اللہ اس کو یاد دلاتا جائے گا۔ فرمائے گا: یہ بھی مانگ یہ بھی مانگ۔ یہاں تک کہ اس کی تمام آرزوئیں ختم ہو جائیں گی۔ اللہ فرمائے گا: تمہیں یہ سب کچھ دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور بھی۔

۷۴۳۸: قَالَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا حَتَّى إِذَا حَدَّثَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَهُ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَشْهَدُ أَنِّي حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ ذَلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَذَلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ.

۷۴۳۸: عطاء بن یزید کہتے تھے: اور حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت ابوہریرہؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی اس بات میں ان پر کوئی اعتراض نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ جب حضرت ابوہریرہؓ نے یہ بیان کیا کہ اللہ تبارک تعالیٰ فرمائے گا: یہ سب کچھ تجھے دیا گیا اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی تو حضرت ابوسعید خدریؓ نے کہا: ابوہریرہؓ! (یہ بھی فرمایا تھا:) اس کے ساتھ دس گنا اور بھی تو حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: میں نے تو آپؐ کی یہی بات یاد رکھی ہے: یہ سب کچھ تجھے دیا گیا اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور۔ حضرت ابوسعید خدریؓ نے کہا: میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ کا یہ قول یاد رکھا ہے: یہ سب کچھ تجھے دیا گیا اور اس سے دس گنا اور بھی۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: غرض یہ وہ شخص ہوگا جو جنتیوں میں سے سب سے آخر جنت میں داخل ہوگا۔

أطرافه: ٢٢، ٤٥٨١، ٤٩١٩، ٦٥٦٠، ٦٥٧٤، ٧٤٣٩-

۷۴۳۹: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا

۷۴۳۹: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے خالد بن یزید سے، خالد نے سعید بن ابی ہلال سے، سعید نے زید سے، زید نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے

يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ هَلْ تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ إِذَا كَانَتْ صَحْوًا؟ قُلْنَا لَا قَالَ فَإِنَّكُمْ لَا تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ يَوْمَئِذٍ إِلَّا كَمَا تُضَارُونَ فِي رُؤْيَتِهِمَا ثُمَّ قَالَ يُنَادِي مُنَادٍ لِيَذْهَبْ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ فَيَذْهَبُ أَصْحَابُ الصَّلِيبِ مَعَ صَلِيبِهِمْ وَأَصْحَابُ الْأَوْثَانِ مَعَ أَوْثَانِهِمْ وَأَصْحَابُ كُلِّ آلِهَةٍ مَعَ آلِهَتِهِمْ حَتَّى يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ وَغُبَّرَاتٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ تُعْرَضُ كَأَنَّهَا سَرَابٌ فَيُقَالُ لِلْيَهُودِ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللهِ فَيُقَالُ كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ صَاحِبَةٌ وَّلَا وَلَدٌ فَمَا تُرِيدُونَ قَالُوا نُرِيدُ أَنْ تَسْقِيَنَا فَيُقَالُ اشْرَبُوا فَيَتَسَاقَطُونَ فِي جَهَنَّمَ ثُمَّ يُقَالُ لِلنَّصَارَى مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ فَيَقُولُونَ كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ ابْنَ اللهِ فَيُقَالُ كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ صَاحِبَةٌ وَّلَا وَلَدٌ فَمَا تُرِيدُونَ فَيَقُولُونَ نُرِيدُ

تھے: ہم نے کہا: یارسول اللہ! کیا ہم قیامت کے روز اپنے ربّ کو دیکھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: بھلا سورج اور چاند کے دیکھنے میں تمہیں تکلیف اٹھانی پڑتی ہے جبکہ مطلع صاف ہو؟ ہم نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر تمہیں اپنے ربّ کے دیکھنے میں بھی اس دن صرف اتنی ہی تکلیف اُٹھانی پڑے گی جتنی کہ سورج چاند کے دیکھنے میں تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: پھر ایک منادی پکارے گا: ہر قوم اس کی طرف چلی جائے جس کی وہ پوجا کرتی تھی۔ یہ سن کر صلیب کی پوجا کرنے والے اپنی صلیب کے ساتھ اور بت پرست اپنے بتوں کے ساتھ اور ہر ایک معبود والے اپنے اپنے معبودوں کے ساتھ ہو جائیں گے یہاں تک کہ وہ لوگ رہ جائیں گے جو اللہ کی عبادت کرتے تھے خواہ نیک ہوں یا بدکار اور اہل کتاب میں سے کچھ بچے ہوئے۔ پھر جہنم کو سامنے لایا جائے گا۔ ایسے معلوم ہو گا جیسے سراب ہو۔ یہود سے پوچھا جائے گا: تم کس کو پوجا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے: ہم اللہ کے بیٹے عزیر کو پوجا کرتے تھے۔ تو ان سے کہا جائے گا: تم جھوٹے ہو۔ اللہ کی نہ جورو ہے اور نہ کوئی اولاد۔ اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے: ہم چاہتے ہیں کہ تو ہمیں پانی پلائے۔ تو کہا جائے گا: پیو اور وہ جہنم میں جا گریں گے۔ پھر عیسائیوں سے پوچھا جائے

أَنْ تَسْقِيَنَا فَيُقَالُ اشْرَبُوا فَيَتَسَاقَطُونَ حَتَّى يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ فَيُقَالُ لَهُمْ مَا يَحْبِسُكُمْ وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ فَيَقُولُونَ فَارَقْنَاهُمْ وَنَحْنُ أَحْوَجُ مِنَّا إِلَيْهِ الْيَوْمَ وَإِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِي لِيَلْحَقْ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ وَإِنَّمَا نَنْتَظِرُ رَبَّنَا قَالَ فَيَأْتِيهِمُ الْجَبَّارُ فِي صُورَةٍ غَيْرِ صُورَتِهِ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا فَلَا يُكَلِّمُهُ إِلَّا الْأَنْبِيَاءُ فَيَقُولُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ تَعْرِفُونَهُ فَيَقُولُونَ السَّاقُ فَيَكْشِفُ عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَّيَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلَّهِ رِيَاءً وَّسُمْعَةً فَيَذْهَبُ كَيْمَا يَسْجُدَ فَيَعُودُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا ثُمَّ يُؤْتَى بِالْجَسْرِ فَيُجْعَلُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا الْجَسْرُ؟ قَالَ مَدْحَضَةٌ مَزِلَّةٌ عَلَيْهِ خَطَاطِيفُ وَكَلَالِيبُ وَحَسَكَةٌ مُفَلْطَحَةٌ لَهَا شَوْكَةٌ عُقَيْفَاءُ تَكُونُ بِنَجْدٍ يُقَالُ لَهَا

گا: تم کس کو پوجتے تھے؟ تو وہ کہیں گے: ہم اللہ کے بیٹے مسیح کو پوجا کرتے تھے۔ تو کہا جائے گا: تم جھوٹے ہو۔ اللہ کی نہ کوئی جورو ہے نہ کوئی اولاد۔ تم اب کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے: ہم چاہتے ہیں کہ تُو ہمیں پانی پلائے، تو کہا جائے گا: پیو اور وہ بھی گرنے لگیں گے۔ آخر وہ لوگ رہ جائیں گے جو اللہ کو پوجتے تھے خواہ نیک ہوں یا بدکار۔ ان سے کہا جائے گا: تمہیں کس بات نے روکے رکھا ہے حالانکہ سب لوگ چلے گئے ہیں؟ وہ کہیں گے: ہم ان سے اس وقت الگ رہے جبکہ ہم آج سے زیادہ ان کے محتاج تھے اور ہم نے ایک منادی کو سنا ہے جو پکار رہا تھا: ہر قوم اسی سے جا ملے جس کو وہ پوجا کرتے تھے اور ہم تو اپنے ربّ کا ہی انتظار کررہے ہیں۔ فرمایا: تو جبار ان کے پاس ایسی شکل میں آئے گا کہ وہ شکل نہ ہوگی کہ جس میں انہوں نے اس کو پہلی بار دیکھا تھا اور وہ کہے گا: میں تمہارا ربّ ہوں۔ وہ کہیں گے: تو ہمارا ربّ ہے؟ اس سے کوئی بات تک نہیں کرے گا مگر نبی ہی۔ پھر فرمائے گا: کیا تمہارے اور تمہارے ربّ کے درمیان کوئی نشانی ہے جس سے تم اس کو پہچانتے ہو؟ تو وہ کہیں گے: پنڈلی سے ہم پہچان لیں گے۔ تو وہ کپڑا اٹھا کر اپنی پنڈلی کو کھول دے گا۔ جس کو دیکھ کر ہر مؤمن اس کو سجدہ کرے گا اور وہ

السَّعْدَانُ {يَمُرُّ[1]} الْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالطَّرْفِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيحِ وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَنَاجٍ مَخْدُوشٌ وَمَكْدُوسٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ حَتَّى يَمُرَّ آخِرُهُمْ يُسْحَبُ سَحْبًا فَمَا أَنْتُمْ بِأَشَدَّ لِي مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمَئِذٍ لِلْجَبَّارِ وَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ نَجَوْا فِي إِخْوَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِخْوَانُنَا كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَنَا وَيَصُومُونَ مَعَنَا وَيَعْمَلُونَ مَعَنَا فَيَقُولُ اللهُ تَعَالَى اذْهَبُوا فَمَنْ وَّجَدْتُّمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِّنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ وَيُحَرِّمُ اللهُ صُوَرَهُمْ عَلَى النَّارِ فَيَأْتُونَهُمْ وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِي النَّارِ إِلَى قَدَمِهِ وَإِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا ثُمَّ يَعُودُونَ فَيَقُولُ اذْهَبُوا فَمَنْ وَّجَدْتُّمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِينَارٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا ثُمَّ يَعُودُونَ فَيَقُولُ اذْهَبُوا فَمَنْ وَّجَدْتُّمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ إِيمَانٍ

لوگ رہ جائیں گے جو اللہ کو دکھلاوے اور شہرت کے لئے سجدہ کیا کرتے تھے۔ وہ سجدہ کرنے لگیں گے مگر ان کی پیٹھ ایک تختہ ہو جائے گی۔ پھر پُل لایا جائے گا اور وہ جہنم کے درمیان رکھ دیا جائے گا۔ ہم نے کہا: یا رسول اللہ! وہ پُل کیا ہو گا۔ فرمایا: ایک پھسلنے اور گرنے کا مقام ہے۔ اس پر آنکڑے اور چوڑے چوڑے کانٹے ہوں گے، خمدار کانٹے ہوں گے جیسے نجد میں ہوتے ہیں۔ جن کو سعدان کہتے ہیں۔ مؤمن اس پل پر سے آنکھ جھپکنے کی طرح اور بجلی کی چمک کی طرح اور تیز ہوا کی طرح اور تیز گھوڑے اور سانڈنیوں کی طرح گزریں گے۔ کوئی تو صحیح سلامت بچ کر نکل جائے گا اور کوئی چھل چھلا کر بچ نکلے گا اور کسی کو جہنم کی آگ میں دھکیل دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ ان میں سے آخری شخص جو گزرے گا تو اس کو کھینچ کھینچ کر پار کروائیں گے۔ مؤمن جو اس دن جبار کو قسمیں دے کر اپنے حق کا مطالبہ کرے گا۔ آج تم اپنے حق کے لئے مجھے اتنی قسمیں نہیں دیتے جو حق تمہارے لئے ثابت ہو چکا ہو اور جب وہ دیکھیں گے کہ وہ نجات پا چکے ہیں تو وہ اپنے بھائیوں کے متعلق اپنے ربّ سے کہیں گے: اے ہمارے ربّ! یہ ہمارے بھائی ہیں جو ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں لفظ "يَمُرُّ" ہے۔ (فتح الباری جزء ۱۳ حاشیہ صفحہ ۵۱۹) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَإِنْ لَّمْ تُصَدِّقُونِي فَاقْرَءُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ إِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا (النساء:٤١) فَيَشْفَعُ النَّبِيُّونَ وَالْمَلَائِكَةُ وَالْمُؤْمِنُونَ فَيَقُولُ الْجَبَّارُ بَقِيَتْ شَفَاعَتِي فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِّنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ أَقْوَامًا قَدِ امْتُحِشُوا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرٍ بِأَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ فِي حَافَتَيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ قَدْ رَأَيْتُمُوهَا إِلَى جَانِبِ الصَّخْرَةِ وَإِلَى جَانِبِ الشَّجَرَةِ فَمَا كَانَ إِلَى الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ أَخْضَرَ وَمَا كَانَ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ كَانَ أَبْيَضَ فَيَخْرُجُونَ كَأَنَّهُمُ اللُّؤْلُؤُ فَيُجْعَلُ فِي رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِيمُ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ أَهْلُ الْجَنَّةِ هَؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمَنِ أَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ

تھے اور ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ دوسرے عمل بجالاتے تھے۔ تو اللہ کہے گا: جاؤ جس کے دل میں بھی تم دینار کے برابر ایمان پاؤ اس کو نکالو اور اللہ آگ پر ان کے مونہوں کو حرام کردے گا۔ تو وہ ان کے پاس آئیں گے اور حالت یہی ہوگی کہ ان میں سے کوئی آگ میں اپنے پاؤں تک ڈوبا ہوا ہوگا اور کوئی اپنی آدھی پنڈلیوں تک۔ تو جن کو وہ پہچانیں گے ان کو وہ نکال لیں گے۔ پھر وہ لوٹیں گے تو اللہ فرمائے گا: جاؤ جس کے دل میں بھی آدھے دینار کے برابر ایمان تم پاؤ اس کو بھی نکال لو۔ تو جن کو وہ پہچانیں گے ان کو نکال لیں گے۔ پھر وہ لوٹیں گے اور اللہ فرمائے گا: جاؤ جس کے دل میں ذرہ ایمان تم پاؤ اس کو بھی نکال لو۔ جن کو وہ پہچانیں گے ان کو وہ نکال لیں گے۔ حضرت ابوسعیدؓ نے کہا: اگر تم مجھے سچا نہ سمجھو تو یہ آیت پڑھ لو: إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ إِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا۔[1] غرض نبی اور فرشتے اور مؤمن سفارش کریں گے اور جبار کہے گا: میری سفارش باقی رہ گئی ہے تو آگ سے ایک مٹھی بھرے گا اور بہت سے لوگوں کو نکال دے گا جو جل کر

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "یقیناً اللہ ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر کوئی نیکی کی بات ہو تو وہ اسے بڑھاتا ہے۔"

عَمِلُوهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوهُ فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلُهُ مَعَهُ.

کوئلے کی طرح ہو گئے ہوں گے۔ وہ ایک ندی میں ڈال دیئے جائیں گے جو جنت کے دہانے پر ہو گی اسے آب حیات کہیں گے۔ وہ اس ندی کے دونوں طرف اس طرح اگیں گے جیسے سیلاب کے دیوان میں دانہ اُگتا ہے۔ تم نے اس دانے کو دیکھا ہو گا کہ پتھر کے پہلو میں بھی اُگتا ہے، کبھی درخت کے پہلو میں اُگتا ہے۔ جو تو اُن میں سے سورج کی طرف ہوتا ہے وہ سبز ہوتا ہے اور جو سائے کی طرف ہوتا ہے وہ سفید ہوتا ہے۔ غرض وہ اس نہر میں سے نکلیں گے ایسے ہوں گے جیسے کہ موتی اور ان کی گردنوں پر مہریں کر دی جائیں گی اور وہ جنت میں داخل ہوں گے تو جنتی کہیں گے: یہ رحمان کے آزاد کردہ لوگ ہیں اس نے ان کو جنت میں بغیر کسی عمل کے کہ جو اُنہوں نے کیا ہو یا بھلائی کے جو انہوں نے پیش کی ہو ان کو جنت میں داخل کر دیا ہے۔ پھر ان سے کہا جائے گا: تمہارے لئے یہ سب کچھ ہے جو تم نے دیکھ لیا ہے اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور۔

أطرافه: ٢٢، ٤٥٨١، ٤٩١٩، ٦٥٦٠، ٦٥٧٤، ٧٤٣٨-

٧٤٤٠: وَقَالَ حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْبَسُ

۷۴۴۰: اور حجاج بن منہال نے کہا کہ ہمام بن یحيٰ نے ہم سے بیان کیا۔ قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز مؤمنوں

الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُهِمُّوا بِذَلِكَ فَيَقُولُونَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا فَيُرِيحُنَا مِنْ مَّكَانِنَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ آدَمُ أَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ وَأَسْكَنَكَ جَنَّتَهُ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ لِتَشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هَذَا قَالَ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ قَالَ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ أَكْلَهُ مِنَ الشَّجَرَةِ وَقَدْ نُهِيَ عَنْهَا وَلَكِنِ ائْتُوا نُوحًا أَوَّلَ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللهُ تَعَالَى إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ سُؤَالَهُ رَبَّهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَكِنِ ائْتُوا إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمَنِ قَالَ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلَاثَ كَلِمَاتٍ كَذَبَهُنَّ وَلَكِنِ ائْتُوا مُوسَى عَبْدًا آتَاهُ اللهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ وَقَرَّبَهُ نَجِيًّا قَالَ فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلَكِنِ ائْتُوا

کو روک دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اس سے متفکر ہوں گے اور کہیں گے: کاش اگر ہم اپنے ربّ کے پاس کوئی سفارش کرائیں تا کہ وہ ہمیں ہماری جگہ سے چھٹکارا دے تو وہ حضرت آدمؑ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: آپؑ آدم ہیں جو تمام انسانوں کے باپ ہیں، اللہ نے اپنے ہاتھ سے آپؑ کو پیدا کیا اور آپؑ کو جنت میں بسایا اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا اور ہر چیز کے آپؑ کو نام سکھائے۔ اس لئے آپؑ اپنے ربّ کے پاس ہماری سفارش کریں تا کہ وہ ہمیں اس جگہ سے چھٹکارا دے۔ فرمایا: آدمؑ کہیں گے: میں اس مقام پر نہیں۔ فرمایا: اور وہ اپنی اس غلطی کو یاد کریں گے جو انہوں نے کی یعنی درخت سے کھالیا تھا حالانکہ ان کو اس سے منع کیا گیا تھا۔ (وہ کہیں گے:) البتہ تم حضرت نوحؑ کے پاس آؤ جو کہ پہلے نبی تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف بھیجا۔ اس پر وہ حضرت نوحؑ کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے: میں اس مقام پر نہیں اور وہ اپنی اس غلطی کو یاد کریں گے جو انہوں نے کی یعنی بغیر علم کے اپنے ربّ سے جو انہوں نے سوال کیا تھا البتہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آؤ جو رحمان کے خلیل تھے۔ فرمایا: اس پر وہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے: میں اس مقام پر نہیں اور وہ تین باتوں کو یاد کریں گے جو انہوں

عِيسَى عَبْدَ اللهِ وَرَسُولَهُ وَرُوحَ اللهِ وَكَلِمَتَهُ قَالَ فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلَكِنْ ائْتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُونِي فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَّدَعَنِي فَيَقُولُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأُثْنِي عَلَى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُهُ أَيْضًا يَقُولُ فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَّدَعَنِي ثُمَّ يَقُولُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأُثْنِي عَلَى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ قَالَ ثُمَّ أَشْفَعُ

نے خلافِ واقعہ کہی تھیں۔ البتہ حضرت موسیٰؑ کے پاس آؤ جو ایسے بندے تھے کہ جن کو اللہ نے تورات دی تھی اور ان سے باتیں کی تھیں اور ان کو اپنے قریب کر کے ان سے راز و نیاز کی باتیں کی تھیں۔ فرمایا: وہ حضرت موسیٰؑ کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے: میں اس مقام پر نہیں ہوں اور وہ اپنی اس غلطی کو یاد کریں گے جو انہوں نے کی یعنی جو انہوں نے ایک جان کو مار ڈالا تھا۔ البتہ حضرت عیسیٰؑ کے پاس جاؤ جو اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ فرمایا: تب وہ حضرت عیسیٰؑ کے پاس آئیں گے اور وہ کہیں گے: میں اس مقام پر نہیں ہوں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ جو ایسے بندے ہیں جن کو اللہ نے ان کے جو قصور پہلے ہو چکے ہیں اور جو ابھی نہیں ہوئے سب معاف کر دیئے ہیں۔ یہ سن کر وہ میرے پاس آئیں گے اور میں اپنے ربّ سے اس کی درگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت مانگوں گا تو وہ مجھے اس کی اجازت دے گا۔ جب میں اس کو دیکھوں گا سجدے میں گر پڑوں گا اور اللہ جتنی دیر چاہے گا کہ وہ مجھے رہنے دے سجدے میں رہنے دے گا۔ پھر فرمائے گا: محمد! سر اُٹھاؤ اور کہو، تمہاری سنی جائے گی، اور سفارش کرو، تمہاری سفارش قبول کی جائے گی۔ اور مانگو تمہیں دیا جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا: میں

فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ الثَّالِثَةَ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يَقُولُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأُثْنِي عَلَى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ قَالَ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. قَالَ قَتَادَةُ وَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ حَتَّى مَا يَبْقَى فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ ثُمَّ تَلَا [1] الْآيَةَ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (بنی اسرائیل:۸۰) قَالَ وَهَذَا الْمَقَامُ

اپنا سر اُٹھاؤں گا اور میں اپنے ربّ کی وہ وہ حمد و ثنا کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ پھر وہ میرے لئے ایک حد مقرر کر دے گا۔ میں وہاں سے نکل کر ان لوگوں کو جنت میں پہنچاؤں گا۔ قتادہ نے کہا: میں نے حضرت انسؓ کو یہ بھی کہتے سنا: میں وہاں سے نکل کر ان کو آگ سے نکالوں گا اور ان کو جنت میں لے جاؤں گا۔ پھر میں واپس آؤں گا اور اپنے ربّ سے اس کی درگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مانگوں گا اور وہ مجھے اس کی اجازت دے گا۔ جب میں اس کو دیکھوں گا سجدے میں گر پڑوں گا اور جب تک اللہ چاہے گا کہ میں رہوں میں سجدے میں پڑا رہوں گا۔ پھر کہے گا: محمد! سر اٹھاؤ اور کہو، تمہاری سنی جائے گی اور سفارش کرو، تمہاری سفارش قبول کی جائے گی اور مانگو، تمہیں دیا جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا: میں سر اُٹھاؤں گا اور اپنے ربّ کی وہ کچھ حمد و ثنا کروں گا جو مجھے سکھائے گا۔ فرمایا: پھر میں سفارش کروں گا اور میرے لئے ایک حد مقرر کر دے گا۔ (فرمایا:) میں ان کو لے کر جنت میں جاؤں گا۔ قتادہ نے کہا: اور میں نے حضرت انسؓ کو یہ کہتے سنا کہ آپؐ نے فرمایا: میں وہاں سے نکل کر ان کو آگ سے نکالوں گا اور ان کو جنت میں لے جاؤں

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں "قَالَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَة" ہے۔ (فتح الباری جزء۱۳ حاشیہ صفحہ ۵۲۱) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

الْمَحْمُودُ الَّذِي وُعِدَهُ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

گا۔ پھر تیسری بار لوٹوں گا اور اپنے ربّ کے سامنے اس کی درگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مانگوں گا اور مجھے اس کی اجازت دی جائے گی۔ جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا اور جب تک اللہ چاہے گا کہ میں سجدے میں رہوں میں سجدے میں رہوں گا۔ پھر اللہ کہے گا: محمد! سر اٹھاؤ اور کہو، تمہاری سنی جائے گی اور سفارش کرو، تمہاری سفارش قبول کی جائے گی اور مانگو، تمہیں دیا جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا: تب میں اپنا سر اُٹھاؤں گا اور اپنے ربّ کی وہ کچھ حمد و ثنا کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ فرمایا: پھر میں سفارش کروں گا اور وہ میرے لئے ایک حد مقرر کرے گا۔ میں وہاں سے لے کر ان کو جنت میں لے جاؤں گا۔ قتادہ کہتے تھے: میں نے حضرت انسؓ سے سنا۔ آپؓ فرماتے تھے: میں ان کو لے کر آگ سے نکالوں گا اور جنت میں لے جاؤں گا یہاں تک کہ آگ میں صرف وہی باقی رہ جائیں گے جن کو قرآن نے روک رکھا ہو گا یعنی جن پر ہمیشہ رہنا لازمی ہو گا۔ (حضرت انسؓ کہتے تھے:) پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی: یعنی بالکل متوقع ہے کہ تیرا ربّ تجھے حمد والے مقام پر کھڑا کر دے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: اور یہی وہ مقام محمود ہے جس کا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

أطرافُه: ٤٤، ٤٤٧٦، ٦٥٦٥، ٧٤١٠، ٧٥٠٩، ٧٥١٠، ٧٥١٦۔

٧٤٤١: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي عَمِّي حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ وَقَالَ لَهُمُ اصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْا اللهَ وَرَسُولَهُ فَإِنِّي عَلَى الْحَوْضِ.

۷۴۴۱: عبید اللہ بن سعد بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ میرے چچا نے مجھے بتایا۔ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے صالح سے، صالح نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت انس بن مالکؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا بھیجا۔ ان کو ایک بڑے خیمے میں اکٹھا کیا اور ان سے فرمایا: اس وقت تک تم صبر کئے رہنا کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے ملو۔ میں حوض پر ہوں گا۔

أطرافُه: ٣١٤٦، ٣١٤٧، ٣٥٢٨، ٣٧٧٨، ٣٧٩٣، ٤٣٣١، ٤٣٣٢، ٤٣٣٣، ٤٣٣٤، ٤٣٣٧، ٥٨٦٠، ٦٧٦٢۔

٧٤٤٢: حَدَّثَنِي ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ

۷۴۴۲: ثابت بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن جریج سے، ابن جریج نے سلیمان احول سے، سلیمان نے طاؤس سے، طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب رات کو تہجد کے لئے اُٹھتے تو دعا کرتے: اے اللہ! جو ہمارا ربّ ہے، تیری ہی سب خوبیاں ہیں، تو ان آسمانوں اور اس زمین کا رکھوالا ہے اور تیری ہی سب خوبیاں ہیں، تو ان آسمانوں اور اس زمین کا ربّ ہے اور ان کا بھی جو ان میں ہیں اور تیری ہی سب خوبیاں ہیں تو ان آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور ان کا جو ان میں ہے۔ تو حق ہے تیری بات بھی

حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ خَاصَمْتُ وَبِكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ. قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ قَالَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ قَيَّامٌ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْقَيُّومُ (البقرة:٢٥٦) الْقَائِمُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَأَ عُمَرُ الْقَيَّامُ وَكِلَاهُمَا مَدْحٌ.

أطرافه: ١١٢٠، ٦٣١٧، ٧٣٨٥، ٧٤٩٩۔

حق ہے اور تیرا وعدہ بھی حق ہے اور تیری ملاقات بھی حق ہے اور جنت بھی حق ہے اور آگ بھی حق ہے اور وہ گھڑی بھی حق ہے۔ اے اللہ! میں نے اپنے تئیں تیرے سپرد کیا اور تجھ پر میں ایمان لایا اور تجھ ہی پر میں نے بھروسہ کیا اور تیرے حضور ہی میں اپنا جھگڑا لایا ہوں اور تیرے ہی طفیل میں نے فیصلہ چاہا ہے اس لئے پردہ پوشی فرماتے ہوئے مجھ سے درگزر فرما۔ ان کاموں میں بھی جو پیچھے کرنے کے تھے میں نے پہلے کئے اور جو میں نے دیر سے کئے اور جو میں نے چھپائے رکھا اور جن کا میں نے اعلان کیا اور وہ بھی جن کو تو مجھ سے زیادہ بڑھ کر جانتا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں مگر تو ہی۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: قیس بن سعد اور ابوزبیر نے طاؤس سے (بجائے قَيِّم کے) قَيَّام نقل کیا۔ اور مجاہد نے کہا: الْقَيُّومُ کے معنی ہیں وہ جو ہر چیز پر نگران ہو اور حضرت عمرؓ نے قَيَّام پڑھا۔ اور یہ دونوں تعریف ہی ہیں۔

٧٤٤٣: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ

٧٤٤٣: یوسف بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے مجھ سے بیان کیا۔ اعمش نے خیثمہ سے، خیثمہ نے حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر

لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ وَلَا حِجَابٌ يَحْجُبُهُ.

ایک سے اس کا ربّ ضرور باتیں کرے گا اس طرح کہ اس کے اور اس کے ربّ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا اور نہ کوئی پردہ ہوگا جو اُس کو پوشیدہ رکھے۔

أطرافه: ١٤١٣، ١٤١٧، ٣٥٩٥، ٦٠٢٣، ٦٥٣٩، ٦٥٤٠، ٦٥٦٣، ٧٥١٢۔

٧٤٤٤: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ.

أطرافه: ٤٨٧٨، ٤٨٨٠۔

۷۴۴۴: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالعزیز بن عبدالصمد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوعمران سے، ابوعمران نے ابوبکر بن عبداللہ بن قیس سے، ابوبکر نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: دو جنت ہوں گے چاندی کے، ان کے برتن اور جو سامان بھی اُن میں ہے وہ بھی چاندی کا ہوگا اور دو جنت سونے کے ہوں گے اور اُن کے برتن اور جو سامان بھی ان میں ہے سونے کے ہوں گے۔ جنت عدن میں لوگوں کے اور ان کے ربّ کے دیدار کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہوگی مگر کبریائی کی چادر جو اُس کے چہرے پر ہوگی۔

٧٤٤٥: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَعْيَنَ وَجَامِعُ بْنُ أَبِي رَاشِدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ

۷۴۴۵: حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ عبدالملک بن اعین اور جامع بن ابی راشد نے ہم سے بیان کیا۔ ان دونوں نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ

اقْتَطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينٍ كَاذِبَةٍ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ عَبْدُ اللهِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللهِ جَلَّ ذِكْرُهُ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ(آل عمران:۷۸) الْآيَةَ.

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بھی جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا مال مار لیا تو وہ اللہ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔ حضرت عبد اللہؓ نے کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق میں اللہ جل ذکرہ کی کتاب سے یہ آیت پڑھی۔ یعنی جو لوگ اللہ کے ساتھ اپنے عہدوں اور قسموں کے بدلے میں تھوڑی قیمت لیتے ہیں ان لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا اور (قیامت کے دن) اللہ ان سے بات نہیں کرے گا۔

أطرافه: ٢٣٥٦، ٢٤١٦، ٢٥١٥، ٢٦٦٦، ٢٦٦٩، ٢٦٧٣، ٢٦٧٦، ٤٥٤٩، ٦٦٥٩، ٦٦٧٦، ٧١٨٣-

٧٤٤٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلَى سِلْعَةٍ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا أَكْثَرَ مِمَّا أَعْطَى وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُولُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْيَوْمَ أَمْنَعُكَ

۷۴۴۶: عبد اللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو سے، عمرو نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: تین شخص ہیں جن سے اللہ قیامت کے روز بات نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا۔ ایک وہ شخص جس نے تجارتی سامان کے بیچنے کے لئے قسم کھائی کہ اسے اس کا اس سے زیادہ دیا جاتا تھا جو اس کو (اب) دے رہا ہے اور وہ جھوٹا ہے اور ایک وہ شخص جس نے عصر کی نماز کے بعد جھوٹی قسم کھائی تاکہ اس کے ذریعہ سے کسی مسلمان آدمی کا مال

فَضْلِي كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ.

أطرافه: ۲۳۵۸، ۲۳۶۹، ۲۶۷۲، ۷۲۱۲-

مارے اور ایک وہ شخص جس نے بچا ہوا پانی روکے رکھا تو اللہ قیامت کے روز فرمائے گا: آج میں بھی تم کو اپنے فضل سے محروم رکھوں گا جس طرح تو نے اس چیز کے بچے ہوئے کو روکے رکھا جو تیرے ہاتھوں نے نہیں بنائی تھی۔

۷۴۴۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحَجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ ذَا الْحَجَّةِ؟ قُلْنَا بَلَى قَالَ أَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ؟ قُلْنَا بَلَى قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ

۷۴۴۷: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے ہم سے بیان کیا۔ ایوب نے محمد سے، محمد نے ابن ابی بکرہ سے، ابن ابی بکرہ نے حضرت ابو بکرہؓ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: زمانہ چکر کھا کر اپنی اسی حالت پر آگیا ہے جو حالت اس دن تھی کہ جس دن اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے۔ ان میں سے چار معزز ہیں۔ تین تو پے در پے ذوالقعدہ، ذوالحج اور محرّم۔ اور مُضر کا رجب جو کہ جمادی اور شعبان کے درمیان ہے یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ خاموش رہے یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ آپؐ اس کے نام کے سوا اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا یہ ذوالحج نہیں ہے؟ ہم نے کہا: بے شک۔ آپؐ نے فرمایا: یہ کونسا شہر ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ خاموش رہے یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپؐ اس کے نام کے سوا اس

أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟ قُلْنَا بَلَى قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا لِيُبْلِغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يَبْلُغُهُ أَنْ يَكُونَ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ قَالَ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ.

کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا یہ وہی شہر نہیں؟ ہم نے کہا: بے شک۔ آپؐ نے فرمایا: یہ کونسا دن ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ خاموش رہے یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپؐ اس کے نام کے سوا اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا یہ قربانی کا دن نہیں؟ ہم نے کہا: بے شک۔ آپؐ نے فرمایا: پھر دیکھو تمہارے خون اور تمہارے مال۔ محمد (بن سیرین) نے کہا: اور میں سمجھتا ہوں کہ حضرت ابوبکرہؓ نے یہ بھی کہا: اور تمہاری عزتیں تمہارے لئے ایسی ہی معزز ہیں جیسا کہ تمہارا یہ دن تمہارے اس شہر میں تمہارے اس مہینہ میں معزز ہے اور عنقریب تم اپنے ربّ سے ملوگے اور وہ تمہارے اعمال کے متعلق تم سے پوچھے گا۔ دیکھنا میرے بعد پھر گمراہ نہ ہو جائیو کہ تم ایک دوسرے کی گردن اڑاتے پھرو۔ سنو! جو موجود ہے وہ اس کو پہنچا دے جو موجود نہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جن کو ایک بات پہنچے ان میں سے کوئی کسی سے زیادہ سمجھدار یا درکھنے والا ہو جس نے اس بات کو سنا۔ محمد (بن سیرین) جب یہ ذکر کرتے تو کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ پھر اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: دیکھو کیا میں نے پہنچا دیا، دیکھو کیا میں نے پہنچا دیا؟

أطرافُه: ٦٧، ١٠٥، ١٧٤١، ٣١٩٧، ٤٤٠٦، ٤٦٦٢، ٥٥٥٠، ٧٠٧٨۔

تشریح: قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ○ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اس دن بعض لوگ ہشاش بشاش ہوں گے۔ اپنے خدا کی طرف نظر لگائے بیٹھے ہوں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”فیضان اخص...... کے ظہور اور بروز کے لئے اوّل شرط یہ ہے کہ یہ عالم اسباب کہ جو ایک تنگ و تاریک جگہ ہے۔ بکلی معدوم اور منعدم ہو جائے اور قدرت کاملہ حضرت احدیت کے بغیر آمیزش اسباب معتادہ کے برہنہ طور پر اپنا کامل چمکارا دکھلاوے کیونکہ اس آخری فیضان میں کہ جو تمام فیوض کا خاتمہ ہے جو کچھ پہلے فیضانوں کی نسبت عند العقل زیادتی اور کمالیت متصور ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ یہ فیضان نہایت منکشف اور صاف طور پر ہو اور کوئی اشتباہ اور خفا اور نقص باقی نہ رہے۔ یعنی نہ مفیض کے بالارادہ فیضان میں کوئی شبہ رہ جائے۔ اور نہ فیضان کے حقیقی فیضان اور رحمت خالصہ اور کاملہ ہونے میں کچھ جائے کلام ہو بلکہ جس مالک قدیم کی طرف سے فیض ہوا ہے اس کی فیاضی اور جزا دہی روز روشن کی طرح کھل جائے اور شخص فیض یاب کو بطور حق الیقین یہ امر مشہود اور محسوس ہو کہ حقیقت میں وہ مالک الملک ہی اپنے ارادہ اور توجہ اور قدرت خاص سے ایک نعمت عظمیٰ اور لذت کبریٰ اس کو عطا کر رہا ہے اور حقیقت میں اس کو اپنے اعمال صالحہ کی ایک کامل اور دائمی جزا کہ جو نہایت اصفیٰ اور نہایت اعلیٰ اور نہایت مرغوب اور نہایت محبوب ہے مل رہی ہے۔ کسی قسم کا امتحان اور ابتلا نہیں ہے۔ اور ایسے فیضان اکمل اور اتم اور اَبقی اور اعلیٰ اور اجلیٰ سے متمتع ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ بندہ اس عالم ناقص اور مکدر اور کثیف اور تنگ اور منقبض اور ناپائیدار مشتبہ الحال سے دوسرے عالم کی طرف انتقال کرے۔ کیونکہ یہ فیضان تجلیات عظمیٰ کا مظہر ہے جن میں شرط ہے کہ محسن حقیقی کا جمال بطور عریاں اور بمرتبہ حق الیقین مشہود ہو۔ اور کوئی مرتبہ شہود اور ظہور اور یقین کا باقی نہ رہ جائے۔ اور کوئی پردہ اسباب معتادہ کا درمیان نہ ہو۔ اور ہر یک دقیقہ معرفت تامہ کا ممکن قوت سے حیّز فعل میں آ جائے۔ اور نیز فیضان بھی ایسا منکشف اور معلوم الحقیقت ہو کہ اس کی نسبت آپ

خدا نے یہ ظاہر کر دیا ہو کہ وہ ہر یک امتحان اور ابتلاء کی کدورت سے پاک ہے اور نیز اس فیضان میں وہ اعلیٰ اور اکمل درجہ کی لذتیں ہوں جن کی پاک اور کامل کیفیت انسان کے دل اور روح اور ظاہر اور باطن اور جسم اور جان اور ہر یک روحانی اور بدنی قوت پر ایسا اکمل اور اَبقٰی احاطہ رکھتی ہو کہ جس پر عقلاً اور خیالاً اور وہماً زیادت متصور نہ ہو۔ اور یہ عالم کہ جو ناقص الحقیقت اور مکدّر الصورت اور ہالکۃ الذات اور مشتبہ الکیفیت اور ضیق الظرف ہے۔ ان تجلیات عظمیٰ اور انوار اصفیٰ اور عطیّات دائمی کی برداشت نہیں کرسکتا۔ اور وہ اشعہ تامہ کاملہ دائمہ اس میں سما نہیں سکتے بلکہ اس کے ظہور کے لئے ایک دوسرا عالم درکار ہے کہ جو اسباب معتادہ کی ظلمت سے بکلی پاک اور منزہ اور ذات واحد قہار کی اقتدار کامل اور خالص کا مظہر ہے۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد اوّل بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ صفحہ ۴۵۲ تا ۴۵۴)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”دوسرے مذاہب اپنے پیروؤں سے اللہ تعالیٰ کے وصال کا صرف وعدہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وصال قیامت کے دن ہوگا۔ مگر قرآن کریم اس نظریہ کو ردّ کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ لقاءِ الٰہی کا مرتبہ اسی دنیا میں انسان کو حاصل ہو سکتا ہے بلکہ وہ اس پر اتنا زور دیتا ہے کہ فرماتا ہے: مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا (بنی اسرائیل ع ۸) یعنی جو شخص اس دنیا میں خدا تعالیٰ کا عرفان نہیں رکھتا اور اس کو اپنے دل کی آنکھوں سے نہیں دیکھتا وہ آخرت میں بھی اُسے نہیں دیکھ سکے گا۔ اور سب سے بڑھ کر بھٹکا ہوا ہوگا۔ اسی طرح فرماتا ہے: كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ (تطفیف ع ۱) یعنی کفار قیامت کے دن اپنے ربّ کے سامنے آنے سے روکے جائیں گے جس کے معنے یہ ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت حاصل نہیں کر سکیں گے کیونکہ وہ دنیا میں اس سے محروم رہے تھے۔ اس کے مقابلہ میں مومنوں کے متعلق فرماتا ہے کہ وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ○ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ○ (سورۂ قیامہ ع ۱) اُس دن خدا تعالیٰ کے حضور میں

حاضر ہونے والے مومن بندوں کے مونہہ بڑے ہشاش بشاش اور خوبصورت ہوں گے اس لئے کہ وہ اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے۔
اسی طرح قرآن کریم لقائے الٰہی کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَ رَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اطْمَاَنُّوْا بِهَا وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ (یونس ع ۱) یعنی وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی تڑپ اپنے دلوں میں نہیں رکھتے اور دنیا پر ہی راضی ہو کر بیٹھ گئے ہیں اور اس پر اُن کو اطمینان اور سکون حاصل ہو گیا ہے اور وہ لوگ جو ہمارے نشانوں سے غافل ہیں اُن کا ٹھکانہ اُن کے اعمال کے سبب سے جہنم ہو گا۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام لقاءِ الٰہی کو روحانیت کی جان اور اسلام کا مغز قرار دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب لقاء الٰہی کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ انہیں ہم سزا دیں گے اور انہیں جہنم میں ڈالیں گے۔ افسوس ہے کہ اس زمانہ میں مسلمانوں نے بھی یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ اب خدا تعالیٰ کے کلام اور الہام کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور کوئی شخص امّت محمدیّہ میں ایسا نہیں ہو سکتا جو اللہ تعالیٰ کے حضور ایسا مقام حاصل کر سکے کہ خدا اُس سے بولنے لگ جائے۔ حالانکہ یہی ایک مسئلہ ہے جو اسلام کی دوسرے مذاہب پر فوقیت ثابت کرنے والا ہے۔ باقی مسائل کے مقابلہ میں دوسرے مذاہب والے بھی کچھ نہ کچھ پیش کر دیتے ہیں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساحروں سے مقابلہ ہوا تو جادوگروں نے بھی مقابل میں رسّیاں ڈال دیں اور گو اس میں اُن کو ناکامی ہوئی مگر بہر حال انہوں نے مقابلہ کیلئے کچھ نہ کچھ تو پیش کر دیا۔ اسی طرح باقی مسائل کے مقابلہ میں دوسرے مذاہب والے کچھ نہ کچھ باتیں پیش کر دیتے ہیں خواہ وہ غلط ہی ہوں مگر لقاءِ الٰہی ایک ایسی چیز ہے جس کے مقابل میں دوسرا کوئی مذہب کھڑا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر وہ اس کا دعویٰ کریں تو اُن کو ماننا پڑتا ہے کہ لقاء الٰہی اس دنیا میں بھی ہو سکتا ہے۔ جس کا ثبوت وہ اپنے مذہب سے پیش نہیں کر سکتے۔ اس صورت میں اُن کو لازماً اسلام کی برتری تسلیم کرنی پڑتی ہے۔

کیونکہ اسلام صرف لقاءِ الٰہی کا دعویٰ ہی نہیں کرتا بلکہ وہ اس کا ثبوت بھی پیش کرتا ہے۔ پس وہ اس سے بچنے کے لیے لقاءِ الٰہی کے سرے سے ہی منکر ہو جاتے ہیں اور اسلام کے اس مسئلہ کے مقابل میں اپنی طرف سے لقاءِ الٰہی کا جھوٹا دعویٰ بھی پیش کرنے کی جرأت نہیں کرسکتے بلکہ کہہ دیتے ہیں کہ لقائے الٰہی نہ تمہارے ہاں ہے نہ ہمارے ہاں ہے۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ لقائے الٰہی تمہارے مذہب میں نہیں اور ہمارے مذہب میں ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر انہوں نے ایسا دعویٰ کیا تو وہ اُسے ثابت نہیں کرسکیں گے۔

یہ لقائے الٰہی کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اصولی رنگ میں قرآن کریم میں یہ ہدایت دی ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِیْهِ ○ (انشقاق ع ۱) یعنی اے انسان تیرے لئے اپنے رب سے ملنے کا راستہ تو ہر وقت کھلا ہے مگر شرط یہ ہے کہ تیری طرف سے کَدَح ہونا چاہیئے۔ اور کدح اُس کام کو کہتے ہیں جو اتنی محنت سے کیا جائے جس کا اثر انسان کے جسم پر بھی محسوس ہونے لگے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ انسان کو اس غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہیئے کہ ادھر وہ ایمان لایا تو اُدھر اُسے روحانیت میں کمال حاصل ہو جائے گا بلکہ اس کے لیے اُسے متواتر محنت اور جدوجہد کرنی پڑے گی۔ اور قربانیوں کی ایک آگ میں سے اُسے گذرنا پڑے گا تب اُسے لقاءِ الٰہی کی نعمت میّسر آئے گی۔" (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۴۷۴ تا ۴۷۶)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

"حدیث میں جو تشبیہ دی گئی ہے وہ رؤیت یعنی دیکھنے کی ہے نہ ذات باری تعالیٰ کی۔ لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ (الشوریٰ:۱۲) اُس کی مانند کوئی شیٔ نہیں اور اُس رؤیت کا اِدراک اِس دنیا میں اور اِن آنکھوں سے کرنا ناممکن ہے۔"

(صحیح البخاری، کِتَابُ مَوَاقِیتِ الصَّلَاةِ، بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ العَصْرِ، جلد ۱، صفحہ ۶۵۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جمہور اہل علم کے نزدیک اس آیت سے دیدارِ الٰہی بلاحجاب ثابت ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔ اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَیْلَةَ الْبَدْرِ۔ لَیْسَ دُوْنَهٗ حِجَابٌ۔

وَیَرَوْنَهٗ سُبْحَانَهٗ فِیْ فَوْقِهِمْ نَظَرَ الْعَیَانِ کَمَا یُرَی الْقَمَرَانِ

هٰذَا تَوَاتَرٌ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَمْ یُنْکِرْهُ اِلَّا فَاسِدُ الْاِیْمَانِ

(حقائق الفرقان، جلد۴، صفحہ ۲۷۳)

أَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوهُ: اس نے ان کو جنت میں بغیر کسی عمل کے کہ جو اس نے کیا ہو یا بھلائی کے جو انہوں نے پیش کی ہو ان کو جنت میں داخل کر دیا ہے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

''دوزخ سے نکلنے والے کچھ نہ کچھ ایمان رکھتے ہوں گے۔ یعنی مومن جس کا ایمان ناقص ہے دوزخ میں جائے گا اور یہ ایمانی نقص اعمال صالحہ کے نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ ایمان کو قرآن مجید نے درخت قرار دیا ہے اور عمل کو پانی۔ کچھ مومن جنت میں اور کچھ مومن جو دوزخ کے مستحق ہوں گے؛ دوزخ میں جائیں گے۔ یہ تفاوت جو اُن میں ہوا محض اعمال صالحہ کی وجہ سے ہوا۔ اس وقت بھی جبکہ وہ دوزخ سے نکالے جائیں گے، ایمان کی نشو و نما کے لئے پھر اُن کو ایک قسم کے آبِ حیات کی ضرورت ہوگی جو ایمان کو اسی طرح سینچے گا جس طرح اس دنیا میں سینچتا ہے۔ اسلامی اعتقاد کی روح سے دوزخ کی سزا محض ایک استعداد و قابلیت پیدا کرنے کے لئے ہوگی اور دوزخ سے نجات پانے پر انسان کو ایک نئی زندگی شروع کرنے کا سامان ملے گا اور وہ اس قانونِ ربوبیت کے ماتحت نئی زندگی حاصل کریں گے جو اس دنیا میں جاری ہے۔ یہ مراد ہے دانے کی مثال دینے سے اور اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ ایمان بغیر اعمال کے اس دانے کی مانند ہے، جو بغیر پانی کے نشو و نما نہیں پاتا اور ضمناً ان فرقوں کا بھی ردّ کیا گیا ہے۔ جن کی طرف علامہ عینی نے اپنی شرح میں اشارہ کیا ہے۔ یعنی مرجیہ وغیرہ کا جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ گنہگار ہمیشہ آگ میں رہیں گے خالی ایمان قطعاً کوئی نفع نہیں دے گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الإیمان، بَاب تَفَاضُلُ أَهْلِ الإِيمَانِ فِي الأَعْمَالِ، جلد۱، صفحہ ۶۲)

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ: یقیناً اللہ ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر کوئی نیکی کی بات ہو تو وہ اسے

بڑھاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مِثْقَالَ ذَرَّةٍ: ذَرَّۃ عربی زبان میں لال چیونٹی کو کہتے ہیں اور مِثْقَال اسکے سر کو۔“

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۲۳)

باب ہذا کی روایت نمبر ۷۴۴۱ کے الفاظ ہیں اصْبِرُوا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَإِنِّي عَلَى الْحَوْضِ: اس وقت تک تم صبر کئے رہنا کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے ملو۔ میں حوض پر ہوں گا۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں۔

”حق جس طرح ملکیت کی بناء پر قائم ہوتا ہے، اسی طرح اخلاقی اقدار کی بناء پر اپنا حق محفوظ رکھنے کے باوجود دوسروں سے حسن سلوک کرنا لازمی ہے۔ حق ملکیت اس اخلاقی فرض کو اور بھی زیادہ واجب کر دیتا ہے۔... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی آب حیات والے حوضِ کوثر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اخلاقی اور روحانی کم مائیگی کی وجہ سے نااہل لوگ آپ کے حوض سے ہانکے جائیں گے اور وہ حوضِ کوثر کے پاکیزہ پانی سے محروم رہیں گے۔“

(صحیح البخاری، كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ، بَابُ مَنْ رَأَى أَنَّ صَاحِبَ الْحَوْضِ وَالْقِرْبَةِ، جلد ۴، صفحہ ۳۶۳)

روایت نمبر ۷۴۴۲ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خوبصورت دعا کا ذکر ہے جو آپؐ تہجد کے وقت کیا کرتے تھے۔ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب رات کو تہجد کے لئے اُٹھتے۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

”رات کا وقت دعا کے لئے نہایت مناسب ہے۔ اس وقت انسان یکسو ہو کر جنابِ الٰہی کے حضور اپنی مناجات میں دل کی گہرائیوں سے راز و نیاز کی باتیں کرنے میں آزاد ہوتا ہے۔ رات کے سنسان عالم میں جبکہ سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کوئی دیکھنے، سننے والا نہیں؛ آپ کا مذکورہ بالا دعا کرنا بتاتا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال پر، اس کی قدرت کاملہ پر، اس کے وعدوں کے سچا ہونے پر، اس کی جزا و سزا پر، اس کے تمام انبیاء کی صداقت پر اور اپنی رسالت پر کامل یقین تھا۔ انسان لوگوں کے سامنے اپنے متعلق تکلف سے بہت کچھ مظاہرہ کر سکتا ہے۔ مگر اس تنہائی کی گھڑی میں جب ساری دنیا سوئی پڑی ہو، خیالات کے جذبات میں تبدیل ہو کر بے ساختہ زبان سے جاری ہونے کے یہ معنی ہیں کہ آپ

کا دل محبت و یقین سے معمور تھا۔ مذکورہ بالا دعا آپ کی مقدس زندگی کی مخفی کیفیاتِ قلبی کا ایک روشن نمونہ ہے۔ کیونکہ انسان کی دعائیں دراصل اس کے خیالات وجذبات کی حقیقی ترجمان ہوتی ہیں۔“

(صحیح البخاری، کتاب التهجد، بَابُ التَّهَجُّدِ بِاللَّيْلِ...، جلد ۲، صفحہ ۵۱۲)

لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ: حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

”شدت ناراضگی میں انسان نہ ہم کلام ہوتا ہے اور نہ دیکھتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ کی تشریح محولہ بالا آیت سے کی گئی ہے۔ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ (آل عمران:۷۸) سے یہ مراد بھی ہے کہ اس دنیا میں بھی انجام کار جھوٹ سے حاصل کیا ہوا مال نفع بخش نہیں ہوگا۔ ثَمَنًا قَلِيْلًا (تھوڑے مال) سے مراد ناپائدار اور انجام کار نقصان والا دنیاوی نفع ہے۔ جیسا کہ سورۂ بقرہ کی آیت ۱۷۵ میں ثَمَنًا قَلِيْلًا کی تشریح بالفاظ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (البقرة: ۱۷۵) سے کی گئی ہے۔ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہیں ان کا کھانا گویا آگ نگلنا ہے۔ وہ نہ دنیا میں راحت کا موجب ہوگا نہ آخرت میں۔ یہ وہ تقدیر الٰہی ہے جو شریعت کی حدود توڑنے پر نازل ہوئی ہے۔“ (صحیح بخاری، جلد ۴ صفحہ ۷۳۸، ۷۳۹)

لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ: سنو! جو موجود ہے وہ اس کو پہنچادے جو موجود نہیں۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

”اگر قوم کے افراد علم کے متعلق اس قدر اہتمام کریں کہ ایک دوسرے کو باخبر اور واقف رکھنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لیں تو تھوڑے ہی عرصہ میں ساری قوم عالم ہو سکتی ہے۔ بہت سی علم کی چھوٹی چھوٹی باتیں جو روزانہ اعمال ومعاملات میں نہایت قیمتی ہوتی ہیں۔ پڑھنے پڑھانے کی نسبت سن سنا کر زیادہ آسانی سے ذہن نشین ہو جاتی ہیں اور بہت کارآمد ہو سکتی ہیں۔“

(صحیح البخاری، كِتَابُ العِلْمِ، بَاب لِيُبَلِّغِ العِلْمَ الشَّاهِدُ الغَائِبَ...، جلد ۱، صفحہ ۱۸۱)

بَاب ۲۵: مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى

إِنَّ رَحْمَتَ اللهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ (الاعراف:۵۷)

اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں:

اللہ کی رحمت یقیناً محسنوں کے قریب ہے

۷۴۴۸: حَدَّثَنَا مُوسى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِبَعْضِ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَهَا فَأَرْسَلَ إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلٌّ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ فَأَقْسَمَتْ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْتُ مَعَهُ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَلَمَّا دَخَلْنَا نَاوَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيَّ وَنَفْسُهُ تَقَلْقَلُ فِي صَدْرِهِ حَسِبْتُهُ قَالَ كَأَنَّهَا شَنَّةٌ فَبَكَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ أَتَبْكِي فَقَالَ

۷۴۴۸: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد نے ہمیں بتایا۔ عاصم نے ہم سے بیان کیا۔ عاصم نے ابوعثمان سے، ابوعثمان نے اُسامہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ کی بیٹیوں میں سے کسی بیٹی کا فرزند جان بلب تھا تو انہوں نے آپؐ کو پیغام بھیجا کہ آپؐ ان کے پاس آئیں۔ تو آپؐ نے کہلا بھیجا: اللہ ہی کا ہے جو اُس نے لیا اور اسی کا ہے جو اُس نے دیا اور ہر ایک اپنی مقرر میعاد کو پہنچنے والا ہے اس لئے وہ صبر کرے اور رضاءِ الٰہی چاہے۔ تو آپؐ کی بیٹی نے آپؐ کو بلا بھیجا اور آپؐ کو قسم دی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ اُٹھے اور میں اور حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت عبادہ بن صامتؓ بھی آپؐ کے ساتھ اٹھے۔ جب ہم اندر گئے تو گھر والوں نے رسول اللہ ﷺ کو وہ بچہ دیا اور اس بچے کا سانس اس کے سینے میں ٹوٹ رہا تھا۔ حضرت اُسامہؓ کہتے تھے: میں نے ایسا سمجھا کہ جیسے پرانی مشک ہوتی ہے۔ یہ حال دیکھ کر

إِنَّمَا يَرْحَمُ اللهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے کہا: آپؐ روتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ اپنے بندوں میں سے انہیں پر رحم کرتا ہے جو رحم کرتے ہیں۔

أطرافه: ١٢٨٤، ٥٦٥٥، ٦٦٠٢، ٦٦٥٥، ٧٣٧٧۔

٧٤٤٩: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَصَمَتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ إِلَى رَبِّهِمَا فَقَالَتِ الْجَنَّةُ يَا رَبِّ مَا لَهَا لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَقَالَتِ النَّارُ يَعْنِي أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ فَقَالَ اللهُ تَعَالَى لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحْمَتِي وَقَالَ لِلنَّارِ أَنْتِ عَذَابِي أُصِيبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْكُمَا مِلْؤُهَا قَالَ فَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللهَ لَا يَظْلِمُ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا وَإِنَّهُ يُنْشِئُ لِلنَّارِ مَنْ يَّشَاءُ فَيُلْقَوْنَ فِيهَا فَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ ثَلَاثًا حَتَّى يَضَعَ فِيهَا قَدَمَهُ فَتَمْتَلِئُ وَيُرَدُّ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ

۷۴۴۹: عبید اللہ بن سعد بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب نے ہمیں بتایا۔ میرے باپ نے ہم سے بیان کیا۔ ان کے باپ نے صالح بن کیسان سے، صالح نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جنت اور آگ نے اپنے ربّ کے سامنے جھگڑا پیش کیا۔ جنت کہنے لگی: اے میرے ربّ! مجھے کیا ہے کہ مجھ میں صرف وہی داخل ہوتے ہیں جو لوگوں میں سے کمزور اور ذلیل تھے۔ آگ کہنے لگی: مجھے تو متکبروں کے لئے ہی مخصوص کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے اور آگ سے فرمایا: تو میرا عذاب ہے۔ جس کو چاہتا ہوں تیرے ذریعہ سے عذاب دیتا ہوں اور تم دونوں میں سے ہر ایک کو اتنے ملیں گے جن سے وہ بھر جائے۔ آپؐ نے فرمایا: جنت تو اس طرح بھرے گی کہ اللہ اپنی مخلوق میں سے کسی پر بھی ظلم نہیں کرتا اور بات یہ ہے کہ وہ

وَتَقُولُ قَطْ قَطْ قَطْ.

آگ کے لئے جس کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ اس میں ڈالے جائیں گے اور وہ تین بار کہے گی: کیا کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ آخر اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھ دے گا جس سے وہ بھر جائے گی اور وہ ادھر ادھر ہٹ کر سمٹ جائے گی اور کہے گی: بس بس بس۔

أطرافه: ٤٨٤٩، ٤٨٥٠۔

٧٤٥٠: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيُصِيبَنَّ أَقْوَامًا سَفْعٌ مِّنَ النَّارِ بِذُنُوبٍ أَصَابُوهَا عُقُوبَةً ثُمَّ يُدْخِلُهُمُ اللهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ يُقَالُ لَهُمُ الْجَهَنَّمِيُّونَ. وَقَالَ هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

طرفه: ٦٥٥٩۔

۷۴۵۰: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: کچھ لوگوں کو ان گناہوں کی سزا میں کہ جو انہوں نے کئے تھے آگ کا جھلسا لگے گا۔ پھر اللہ اپنی رحمت کے طفیل ان کو جنت میں داخل کرے گا۔ انہیں جہنمی کہا کریں گے۔ اور ہمام نے کہا: ہم سے قتادہ نے بیان کیا کہ حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے ہمیں یہی بتایا۔

تشریح: اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ: اللہ کی رحمت یقیناً محسنوں کے قریب ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:

"اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ...... قبولیت کیلئے فضل کی ضرورت ہے۔ وہ محسنوں کے قریب ہے پس تم محسن بن جاؤ۔" (حقائق الفرقان، جلد ۲، صفحہ ۲۱۰)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"فیضان خاص میں جہد اور کوشش اور تزکیہ قلب اور دعا اور تضرع اور توجہ الی اللہ

اور دوسرا ہر طرح کا مجاہدہ جیسا کہ موقع ہو شرط ہے اور اس فیضان کو وہی پاتا ہے جو ڈھونڈتا ہے اور اسی پر وارد ہوتا ہے جو اس کے لئے محنت کرتا ہے اور اس فیضان کا وجود بھی ملاحظہ قانون قدرت سے ثابت ہے کیونکہ یہ بات نہایت بدیہی ہے کہ خدا کی راہ میں سعی کرنے والے اور غافل رہنے والے دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ بلاشبہ جو لوگ دل کی سچائی سے خدا کی راہ میں کوشش کرتے ہیں اور ہر یک تاریکی اور فساد سے کنارہ کش ہوجاتے ہیں ایک خاص رحمت ان کے شامل حال ہوجاتی ہے۔ اس فیضان کے رو سے خدائے تعالیٰ کا نام قرآن شریف میں رحیم ہے اور یہ مرتبہ صفت رحیمیت کا بوجہ خاص ہونے اور مشروط بہ شرائط ہونے کے مرتبہ صفت رحمانیت سے مؤخر ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے اول صفت رحمانیت ظہور میں آئی ہے۔ پھر بعد اس کے صفت رحیمیت ظہور پذیر ہوئی۔ ...... صفت رحیمیت کے بیان میں کئی مقامات پر قرآن شریف میں ذکر موجود ہے۔ جیسا ایک جگہ فرمایا ہے: وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا (الاحزاب:۴۴) یعنی خدا کی رحیمیت صرف ایمانداروں سے خاص ہے جس سے کافر کو یعنی بے ایمان اور سرکش کو حصہ نہیں۔ اس جگہ دیکھنا چاہئے کہ خدا نے کیسی صفت رحیمیت کو مومن کے ساتھ خاص کر دیا لیکن رحمانیت کو کسی جگہ مومنین کے ساتھ خاص نہیں کیا اور کسی جگہ یہ نہیں فرمایا کہ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحْمَانًا بلکہ جو مومنین سے رحمت خاص متعلق ہے ہر جگہ اس کو رحیمیت کی صفت سے ذکر کیا ہے۔ پھر دوسری جگہ فرمایا ہے۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (الاعراف:۵۷) یعنی رحیمیت الٰہی انہیں لوگوں سے قریب ہے جو نیکوکار ہیں پھر ایک اور جگہ فرمایا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (البقرة:۲۱۹) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لئے وطنوں سے یا نفس پرستیوں سے جدائی اختیار کی اور خدا کی راہ میں کوشش کی، وہ خدا کی رحیمیت کے امیدوار ہیں اور خدا غفور اور رحیم ہے یعنی اس کا فیضان رحیمیت ضرور ان لوگوں کے شامل حال ہوجاتا ہے کہ جو اس کے مستحق ہیں۔ کوئی

ایسا نہیں جس نے اس کو طلب کیا اور نہ پایا۔“

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ ۴۵۰ تا ۴۵۲ بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱)

بَاب ٢٦

قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا (فاطر: ٤٢)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اللہ ہی نے آسمانوں اور زمین کو اس بات سے روک رکھا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل جائیں

٧٤٥١: حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللّٰهَ يَضَعُ السَّمَاءَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرْضَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالْأَنْهَارَ عَلَى إِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُولُ بِيَدِهِ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ (الانعام: ٩٢).

۷۴۵۱: موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم سے، ابراہیم نے علقمہ سے، علقمہ نے حضرت عبد اللہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: یہودیوں کا ایک عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: محمد! اللہ آسمان کو ایک انگلی پر اور زمین کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور درختوں اور ندیوں کو ایک انگلی پر اور باقی تمام مخلوق کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اور پھر اپنے ہاتھ سے فرمائے گا: میں ہی بادشاہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہنس پڑے اور فرمایا: یعنی ان لوگوں نے اللہ (کی صفات) کا اندازہ اس طرح نہیں کیا تھا جس طرح کرنا چاہیئے۔

أطرافه: ٤٨١١، ٧٤١٤، ٧٤١٥، ٧٥١٣۔

تشریح: اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: یعنی اللہ ہی نے آسمانوں اور زمین کو اس بات سے روک رکھا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل جائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''سورۃ فاطر میں اللہ تعالیٰ اپنے حلیم ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ○ (الفاطر:۴۲) کہ یقیناً اللہ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ وہ ٹل سکیں اور اگر وہ دونوں (ایک دفعہ) ٹل گئے تو اس کے بعد کوئی نہیں جو پھر انہیں تھام سکے۔ یقیناً وہ بہت بُردبار اور بہت بخشنے والا ہے۔ اس آیت کا مقصد ہے کہ وہ لوگ جو ایمان لانے والے نہیں وہ اپنی مذموم حرکتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے یقیناً قابل ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ جو رحم کرنے والا ہے، بردبار ہے، بخشنے والا ہے اس نے تمہیں بچایا ہوا ہے اور ڈھیل دیتا ہے کہ ابھی بھی وقت ہے کہ اپنی حالتوں کو بدلو۔ اس رویّے کو بدلو جو آنحضرت ﷺ کے خلاف تم نے اپنایا ہوا ہے۔ اپنی اصلاح کر لو ورنہ اگر اللہ تعالیٰ اپنا حساب لینا شروع کر دے اور فوری سزا شروع کر دے تو چند لمحوں میں تمہیں ختم کر سکتا ہے۔ اور زمین و آسمان کو اس نے روک رکھا ہے۔ اگر وہ ٹل جائیں تو پھر قیامت کا نمونہ ہو گا۔ پس وہ خدا جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے جو فوری بدلے نہیں لیتا اور بخشنے والا بھی ہے اس کی طرف جھکو اور اپنی حدود کے اندر رہو۔''

(خطبات مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴؍ مارچ ۲۰۰۸ء، جلد ۶ صفحہ ۱۱۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''قَدَرَ کے ایک معنی پہچاننے کے بھی ہیں۔...... مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (الانعام: ۹۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے خدا کی قدر نہیں کی، خدا کی قدر کن معنوں میں؟ اس کی عظمت کو نہیں پہچانا۔ ایک دفعہ ایک یہودی عالم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے علم کا زعم لے کر اس نے ایک ایسی چیز اپنی طرف سے آنحضرت ﷺ کے سامنے بیان کی جسے وہ سمجھتا تھا کہ گویا نعوذ باللہ اس کے علم کا رعب پڑ جائے گا اور بات وہ بیان کی جو آنحضرت ﷺ کے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتی تھی۔ اس نے یہ بیان کیا کہ ہم نے تورات میں یہ پڑھا ہے کہ خدا تعالیٰ کی

ایک انگلی پر آسمان ہے، ایک انگلی پر زمین ہے، ایک انگلی پر دوسری بعض مخلوقات ہیں۔اس طرح چند انگلیاں اس نے گنوائیں اور کہا کہ اس پر یہ چیز ہے۔ اس پر وہ چیز ہے اوراس پر وہ چیز ہے، آنحضرت ﷺ اس پر اتنا مسکرائے کہ راوی بیان کرتا ہے کہ آپؐ کے دانت نظر آنے شروع ہو گئے اورآپؐ نے یہ آیت پڑھی مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔ ان لوگوں نے اللہ کی معرفت کو پہچانا نہیں۔(صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب قوله وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ، حدیث نمبر:۴۸۱۱) یہ عجیب بات ہے کہ راوی جو بیان کرتے ہیں اس روایت کو اور بعض احادیث کے علماء بالکل برعکس نتیجہ نکالتے ہیں اس سے۔وہ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ مسکرائے اس وجہ سے کہ آپؐ نے تائید فرمائی کہ ہاں ہاں تونے بہت ہی معرفت کا نکتہ بتایا ہے اوراس کی تائید میں یہ آیت پڑھی۔حالانکہ یہ آیت خود بتارہی ہے کہ آنحضرت ﷺ اس بیچارے کی نادانی اورلاعلمی پر مسکرائے ان معنوں میں کہ تمہیں پتہ ہی نہیں کہ خدا ہے کیا چیز؟ وہ مجھ سے سیکھو، مجھے کیا بتانے آئے ہو۔جس کی ذات میں سر تاپا خدا نہاں ہو چکا ہے اس کو یہ بتانے آئے ہو کہ خدا کیا ہے اور ایسی اس کی صفات دنیا میں جلوہ گر ہورہی ہیں۔تو تحقیر کا مسکرانہ نہیں تھا وہ، نہ تائید کا تھا بلکہ معرفت الٰہی کے نتیجہ میں ایک بے اختیار مسکراہٹ تھی۔جس پر کوئی انسان اپنے اختیار سے قابو ہی نہیں پاسکتا اور پھر یہ آیت پڑھ دی مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔ افسوس! ان لوگوں کو خدا کی قدر نہیں ہے خدا ہے کیا چیز؟ ان ظاہری بیانوں میں الجھے ہوئے ہیں۔وہ سمجھتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کی تعظیم ہے۔"

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳؍ جنوری ۱۹۸۶ء، جلد ۵ صفحہ ۱۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اَنْ تَزُوْلَا بعض دُم دار ستارے ایسے ہیں کہ ان کی دُم کی ٹکّر سے زمین ٹکڑے ہو جاوے۔"(حقائق الفرقان، جلد ۳، صفحہ ۴۵۴)

بَاب ٢٧

مَا جَاءَ فِي تَخْلِيقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْخَلَائِقِ

آسمان اور زمین وغیرہ مخلوقات کے پیدا کئے جانے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں

وَهُوَ فِعْلُ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَأَمْرُهُ فَالرَّبُّ بِصِفَاتِهِ وَفِعْلِهِ وَأَمْرِهِ وَهُوَ الْخَالِقُ الْمُكَوِّنُ غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَمَا كَانَ بِفِعْلِهِ وَأَمْرِهِ وَتَخْلِيقِهِ وَتَكْوِينِهِ فَهُوَ مَفْعُولٌ مَخْلُوقٌ مُكَوَّنٌ.

اور یہ پیدائش ربّ تبارک وتعالیٰ کا فعل اور اس کا حکم ہے۔ اس لئے ربّ اپنی صفات اور اپنے فعل اور امر کے ساتھ ہے اور وہی پیدا کرنے والا، موجود کرنے والا ہے، مخلوق نہیں، اور جو اس کے فعل اور اس کے امر اور اس کے پیدا کرنے اور اس کے موجود کرنے سے ہو تو وہ مفعول مخلوق مکوّن ہے۔

٧٤٥٢: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ لَيْلَةً وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا لِأَنْظُرَ كَيْفَ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَتَحَدَّثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَخِيرِ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ إِلَى قَوْلِهِ

۷۴۵۲: سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا۔ شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر نے مجھ سے بیان کیا۔ شریک نے کریب سے، کریب نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک رات میں حضرت میمونہؓ کے گھر میں ٹھہرا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کے ہاں تھے تاکہ میں دیکھوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کس طرح نماز پڑھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گھر والوں کے ساتھ کچھ دیر باتیں کیں۔ پھر اس کے بعد سو گئے۔ جب رات کی آخری تہائی ہوئی یا کچھ حصہ رہ گیا تو آپؐ اُٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھنے لگے اور آپؐ نے یہ آیت پڑھی: اِنَّ فِیْ خَلْقِ

لِأُولِي الْأَلْبَابِ (آل عمران: ۱۹۱) ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ ثُمَّ صَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ.

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ...[1] پھر آپؐ کھڑے ہوئے اور آپؐ نے وضو کیا اور مسواک کی۔ پھر آپؐ نے گیارہ رکعتیں پڑھیں۔ اس کے بعد حضرت بلالؓ نے نماز کی اذان دی تو آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر باہر گئے اور آپؐ نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔

أطرافه: ۱۱۷، ۱۳۸، ۱۸۳، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۲۶، ۷۲۸، ۸۵۹، ۱۱۹۸، ٤٥٦٩، ٤٥٧٠، ٤٥٧١، ٤٥٧٢، ٥٩١٩، ٦٢١٥، ٦٣١٦۔

تشریح: مَا جَاءَ فِي تَخْلِيقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْخَلَائِقِ: آسمان اور زمین وغیرہ مخلوقات کے پیدا کئے جانے کے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”سورۃ البقرۃ میں فرماتا ہے: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ○ (البقرۃ: ۱۶۵) یعنی تحقیق آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے اختلاف اور ان کشتیوں کے چلنے میں جو دریا میں لوگوں کے نفع کے لئے چلتی ہیں اور جو کچھ خدا نے آسمان سے پانی اتارا اور اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا۔ اور زمین میں ہر ایک قسم کے جانور بکھیر دیئے اور ہواؤں کو پھیرا اور بادلوں کو آسمان اور زمین میں مسخر کیا۔ یہ سب خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی توحید اور اس کے الہام اور اس کے مدبّر بالارادہ ہونے پر نشانات ہیں۔ اب دیکھئے اس آیت میں اللہ جلّ شانہٗ نے اپنے اس اصول ایمانی پر کیسا استدلال اپنے اس قانون قدرت سے کیا یعنی اپنی ان مصنوعات سے جو زمین و آسمان میں پائی جاتی ہیں جن کے دیکھنے سے مطابق منشاء اس آیت کریمہ کے صاف صاف طور پر

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں صاحبِ عقل لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔“

معلوم ہوتا ہے کہ بیشک اس عالم کا ایک صانع قدیم اور کامل اور وحدہٗ لاشریک اور مدبر بالارادہ اور اپنے رسولوں کو دنیا میں بھیجنے والا ہے وجہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی تمام یہ مصنوعات اور یہ سلسلہ نظام عالم کا جو ہماری نظر کے سامنے موجود ہے۔ یہ صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ یہ عالم خود بخود نہیں بلکہ اس کا ایک موجد اور صانع ہے جس کے لئے یہ ضروری صفات ہیں کہ وہ رحمان بھی ہو اور رحیم بھی ہو اور قادر مطلق بھی ہو اور واحد لاشریک بھی ہو اور ازلی ابدی بھی ہو اور مدّبر بالارادہ بھی ہو اور مستجمع جمیع صفات کاملہ بھی ہو اور وحی کو نازل کرنے والا بھی ہو۔"

(جنگ مقدس، روحانی خزائن جلد ٦ صفحہ ١٢٤، ١٢٥)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کل کتنی رکعتیں پڑھا کرتے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سات سے لے کر گیارہ رکعتوں تک پڑھتے تھے۔ جہاں تیرہ رکعتوں کا ذکر آتا ہے وہاں فجر کی دو سنتیں نماز تہجد میں شمار کی گئی ہیں۔ مسروق اور قاسم نے جو روایتیں حضرت عائشہؓ سے نقل کی ہیں۔ وہ آپس میں متفق ہیں۔ (دیکھئے روایت نمبر ١١٤٧) مگر عروہ نے جو روایت ان سے نقل کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی سنتوں کے علاوہ تیرہ رکعتیں تہجد پڑھتے تھے۔ (روایت نمبر ١١٧٠) بعض شارحین کا خیال ہے کہ نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تہجد کی نماز دو ہلکی رکعتوں سے شروع کرتے۔ مسلم کی روایت میں اس کی صراحت ہے کہ صبح کی دو رکعتیں نفل میں شامل کرنے سے تیرہ رکعتیں ہوتی ہیں۔ (مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات) اس طرح ان روایتوں کے ظاہری اختلاف کا حل ہو جاتا ہے۔"

(صحیح البخاری، کتاب التهجد، كَيْفَ كَانَ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جلد ٢، صفحہ ٥٢٦)

بَاب ٢٨

قَوْلُهُ تَعَالَى وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ○ (الصافات:١٧٢)

اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور ہمارا فیصلہ ہمارے بندوں یعنی رسولوں کے لئے پہلے گزر چکا ہے

٧٤٥٣: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي ٧٤٥٣: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے

مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا قَضَى اللهُ الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي.

مجھے بتایا۔ انہوں نے ابوالزناد سے، ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ مخلوق پیدا کر چکا تو اس نے اپنے عرش کے اوپر اپنے پاس یہ لکھا: میری رحمت میرے غضب سے بڑھ گئی۔

أطرافه: ۳۱۹٤، ۷٤۰٤، ۷٤۱۲، ۷۵۵۳، ۷۵۵٤۔

۷٤۵٤: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ أَنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَهُ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَهُ ثُمَّ يُبْعَثُ إِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيُؤْذَنُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ رِزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَعَمَلَهُ وَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ ثُمَّ يَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى لَا يَكُونُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ

۷۴۵۴: آدم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے زید بن وہب سے سنا۔ (انہوں نے کہا:) میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا، اور وہ سچے تھے اور سچ ان سے کہا گیا کہ تم میں سے ایک کی پیدائش کے سامان اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن یا چالیس رات تک جمع ہوتے رہتے ہیں۔ پھر اس کے بعد وہ اتنی ہی مدت تک علقہ بن جاتا ہے۔ پھر اتنی مدت تک مضغہ ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی طرف فرشتہ بھیجا جاتا ہے جسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے۔ وہ اس کی روزی اور اس کی عمر اور اس کا عمل لکھتا ہے اور یہ بھی کہ آیا وہ بدبخت ہے یا نیک بخت۔ پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ پھر تم میں سے کوئی جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جنت اور اس کے درمیان صرف ایک ہی ہاتھ رہ جاتا ہے تو تقدیر کا

بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا.

أطرافه: ٣٢٠٨، ٣٣٣٢، ٦٥٩٤۔

لکھا اس پر جلدی سے چل جاتا ہے اور دوزخیوں کے کام کرتا ہے اور وہ آگ میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں سے کوئی دوزخیوں کے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ دوزخ اور اس کے درمیان صرف ایک ہاتھ ہی رہتا ہے اتنے میں تقدیر کا لکھا اس پر جلدی سے چل جاتا ہے اور وہ جنتیوں کے کام کرتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

٧٤٥٥: حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا جِبْرِيلُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا فَنَزَلَتْ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا (مريم:٦٥) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. قَالَ كَانَ هَذَا الْجَوَابَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

أطرافه: ٣٢١٨، ٤٧٣١۔

۷۴۵۵: خلاد بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن ذر نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا:) میں نے اپنے باپ سے سنا۔ وہ سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے تھے کہ سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل تمہیں کیا مانع ہے کہ ہمیں اُس سے زیادہ ملا کرو جو تم ہمیں ملتے ہو؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ... [1] حضرت ابن عباسؓ نے کہا: یہ تھا جواب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔

٧٤٥٦: حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ

۷۴۵۶: یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ وکیع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم سے، ابراہیم نے علقمہ سے، علقمہ نے حضرت عبداللہؓ

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اور (فرشتے کہتے ہیں کہ) ہم نازل نہیں ہوتے مگر تیرے ربّ کے حکم سے اُسی کا ہے جو ہمارے سامنے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو اُن کے درمیان ہے اور تیرا ربّ بھولنے والا نہیں۔“

رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى عَسِيبٍ فَمَرَّ بِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوهُ فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى الْعَسِيبِ وَأَنَا خَلْفَهُ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقَالَ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل:۸٦) فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ قَدْ قُلْنَا لَكُمْ لَا تَسْأَلُوهُ.

أطرافه: ۱۲۵، ٤۷۲۱، ۷۲۹۷، ۷٤٦۲-

۷٤٥۷: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ وَتَصْدِيقُ كَلِمَاتِهِ بِأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ

سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک کھیت میں چلا جا رہا تھا جو مدینہ میں تھا اور آپؐ کھجور کی ایک لکڑی پر سہارا لے رہے تھے۔ اتنے میں آپؐ کچھ یہودی لوگوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: ان سے روح کے متعلق پوچھو اور ان میں سے بعض نے کہا: ان سے نہ پوچھو۔ آخر انہوں نے آپؐ سے روح کے متعلق پوچھا۔ آپؐ لکڑی پر سہارا لئے کھڑے ہوگئے اور میں آپؐ کے پیچھے تھا۔ میں سمجھا کہ آپؐ کو وحی ہو گئی اور آپؐ نے فرمایا: وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ...[1] تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے: ہم نے تم سے کہہ دیا تھا کہ ان سے نہ پوچھو۔

۷۴۵۷: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابوالزناد سے، ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا صرف اس کی راہ میں جہاد نے ہی اور اس کے کلام کی تصدیق نے ہی اس کو نکالا ہو ایسے شخص کے لئے اللہ ضامن ہو گیا ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے یا اس

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اور وہ تجھ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں تُو کہہ دے کہ روح میرے ربّ کے حکم سے ہے اور تمہیں معمولی علم کے سوا کچھ نہیں دیا گیا۔"

أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ.

ٹھکانے کی طرف اس کو لوٹا دے جس سے وہ نکلا تھا مع اس ثواب یا غنیمت کے جو اس نے حاصل کیا۔

أطرافه: ٣٦، ٢٧٨٧، ٢٧٩٧، ٢٩٧٢، ٣١٢٣، ٧٢٢٦، ٧٢٢٧، ٧٤٦٣۔

٧٤٥٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ شَجَاعَةً وَيُقَاتِلُ رِيَاءً فَأَيُّ ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ.

۷۴۵۸: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ آدمی حمیت کی وجہ سے بھی لڑتا ہے اور بہادری کی وجہ سے بھی لڑتا ہے اور دکھلاوے کے لئے بھی لڑتا ہے۔ ان میں سے کونسی لڑائی اللہ کی راہ میں ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جو اس لئے لڑے کہ اللہ کا ہی بول بالا ہو تو یہ اللہ کی راہ میں ہے۔

أطرافه: ١٢٣، ٢٨١٠، ٣١٢٦۔

تشریح: قَوْلُهُ تَعَالَى وَ لَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ: اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور ہمارا فیصلہ ہمارے بندوں یعنی رسولوں کے لئے پہلے گزر چکا ہے

حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے فرماتے ہیں:

”ایک حدیث قدسی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا نے محمدؐ سے فرمایا ہے کہ ان رحمتی غلبت غضبی یعنی میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے“ جس کا یہ مطلب ہے کہ جن باتوں میں بظاہر خدا کے غصہ کا اظہار ہوتا ہے۔ دراصل غور کیا جائے تو ان میں بھی اس کی رحمت کا پہلو ہی غالب ہوا کرتا ہے اسی قسم کی صفات میں خدا کی ایک صفت ذوانتقام اور منتقم ہے یعنی انتقام لینے والا خدا۔ چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ○ (ابراھیم: ۴۸) یعنی خدائے اسلام غالب خدا ہے اور مجرم کو بغیر انتقام کے نہیں چھوڑتا۔ اور دوسری

جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ (السجدة: ٢٣) یعنی ہم مجرموں سے انتقام لے کر رہتے ہیں۔ ”خدا کی یہ صفتِ انتقام ایسے باریک در باریک رنگ میں کام کرتی ہے کہ بعض صوفیاء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ بسا اوقات خدا کے نیک بندے بھی اس صفتِ الٰہی کی زد میں آنے سے محفوظ نہیں رہتے۔ بے شک عفو اور درگزر کے ذریعہ کسی کا بچ جانا اور بات ہے ورنہ اگر کوئی نیک انسان بھی کسی دوسرے شخص کو کوئی ناواجب دکھ پہنچاتا ہے تو خدائے منتقم کی صفتِ انتقام اپنے مخفی اور باریک در باریک قانون کے ذریعہ کسی نہ کسی طریق پر کسی نہ کسی رنگ میں اس کا بدلہ لے کر چھوڑتی ہے۔ حق یہ ہے کہ اسلام کا خدا اسلام کے لئے اور مسلمانوں کی جماعت کے لئے بلکہ ہر سچے مسلمان فرد کے لئے عجیب قسم کی غیرت رکھتا ہے اور گو وہ بسا اوقات عفو سے بھی کام لیتا ہے اور پردہ پوشی بھی فرماتا ہے لیکن بعض اوقات اس پردہ پوشی کے پردہ میں بھی اس کے انتقام کی مخفی تاریں اپنا خاموش کام کرتی چلی جاتی ہیں لیکن اس کی غیرت سب سے زیادہ جوش میں اس وقت آتی ہے جبکہ کوئی ظالم انسان اس کے قائم کئے ہوئے دین اور قائم کی ہوئی جماعت پر ظلم کا ہاتھ اٹھا کر انہیں مٹانے کے درپے ہوتا ہے۔“

(مضامین بشیر جلد دوم، صفحہ ١٠٢٦، ١٠٢٧)

حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے فرماتے ہیں:

”قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ یعنی میرا عذاب تو میرے بنائے ہوئے قانون کے ماتحت صرف اسی کو پہنچتا ہے۔ جو اپنے اعمال سے اپنے آپ کو اس کا سزاوار بناتا ہے۔ لیکن میری رحمت کی صفات سب پر وسیع ہیں۔“ پھر حدیث میں آتا ہے کہ ”سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ غَضَبِيْ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔“ اور ظاہر ہے کہ جن صفات کا غلبہ ہے وہی اپنے افاضہ برکات میں بھی فائق سمجھی جائیں گی۔“ (مضامین بشیر جلد اول، صفحہ ٨٢، ٨٣)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”یاد رکھو کہ حکم حاکم کی نافرمانی حسب حیثیت حاکم ہوا کرتی ہے۔ یہ ذلت بھی اسی

قدر ہو گی جس قدر کہ حاکم کے اختیارات ہیں۔ دنیا کے حاکم جو محدود حکومت رکھتے ہیں ان کی نافرمانی کی ذلت بھی محدود ہی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ جو غیر محدود اختیارات رکھتا ہے اس کے حکم کی خلاف ورزی میں ذلت بھی طویل ہو گی۔ گو یہ سچ ہے کہ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ علیٰ غَضَبِیْ میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے مگر جیسی کہ اس کی طاقتیں وسیع ہیں اسی انداز سے نافرمان کی ذلت بھی ہونی چاہئے اور ہو گی۔ ہاں بہت سی سزائیں ایسی ہیں کہ انسان ان کو دیکھتا ہے اور بہت سی سزائیں ہیں کہ ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ تو غرض یہ ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ خدا کے قانون اور حکم کی اگر پرواہ نہ کریں گے تو کیا نقصان ہے؟ نہیں نہیں۔ خبر دار ہو جاؤ۔" (خطباتِ نور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء، صفحہ ۴۲)

أَنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً: تم میں سے ایک کی پیدائش کے سامان اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن یا چالیس رات تک جمع ہوتے رہتے ہیں۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"روایت ... میں پیدائش انسان سے متعلق ملائکہ کے فرضِ منصبی کا ذکر ہے۔ قرآنِ مجید میں اس پیدائش کی تکمیل کے لئے چھ حالتیں بیان ہوئی ہیں۔ جس کے بعد نفخ روح ہوتا ہے اور مَلک کے ذریعہ سے نوشتہ تقدیر تکمیل پاتا ہے۔ جس میں پیدا ہونے والے انسان کے عمل، رزق، عمر اور اس کی سعادت یا شقاوت کی صورت متعین ہوتی ہے۔ یہی معنی ہیں تقدیر کے جو تابع ہوتی ہے، ان مادی و روحانی اسباب کے جو اس کی پیدائش کا موجب ہوتے ہیں اور جن سے اس کی پیدائش کا ہیولیٰ تیار ہوتا ہے اور یہی مفہوم ہے مذکورہ بالا حدیث کے الفاظ اِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ کا یعنی تم میں سے ہر ایک کی پیدائش کے اسباب اس کی ماں کے پیٹ میں اکٹھے کر دیئے جاتے ہیں۔ اسی مفہوم اور انہی معنوں میں زیادہ وضاحت کے ساتھ کئی آیات ہیں، جن میں سے ایک آیت یہ ہے: هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۗ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ○ (النجم: ۳۳) وہ خوب علم رکھتا ہے جس وقت اس نے تمہیں زمین سے

پیدا کیا اور جس وقت تم اپنی ماں کے پیٹ میں بحالت جنین (پوشیدہ) تھے۔ سو اپنے نفسوں کو پاک نہ قرار دو۔ متقیوں کو اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ اس آیت میں انسانی پیدائش کے دو زمانوں کا ذکر ہے۔ ایک زمین سے پیدا کیے جانے کا زمانہ جس میں نہ صرف زمینی مواد شامل ہیں جو اس کی پیدائش میں بطور اسباب اولیٰ کام کرتے ہیں بلکہ سارا اجتماعی ماحول بھی اس میں شامل ہے جس کے افکار وخیالات اور اَخلاق و عادات بھی والدین کی ذہنی و اَخلاقی تخلیق میں بطور اہم اسباب و محرکاتِ اولیٰ کے اثر انداز ہوتے ہیں۔ بچہ حالت جنین میں جو اس کی پیدائش کا دوسرا زمانہ ہے ان سے غائت درجہ متاثر ہوتا ہے۔ اس آیت میں پیدائش انسانی کے انہی دو زمانوں کا ذکر کر کے نصیحت فرمائی ہے کہ ایسے حالات میں پیدا ہونے والے نفوس سے متعلق کوئی انسان نہیں کہہ سکتا کہ وہ کہاں تک پاکیزہ ہیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ اپنی وسیع مغفرت سے یاوری نہ فرماوے، انسان کو کامل تزکیہ نصیب نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت کے پہلے حصے میں اپنی صفت واسع المغفرۃ کا ذکر فرمایا ہے کہ انسان چونکہ اپنی پیدائش کے بارے میں غیر مختار اور بے بس ہے، اس لئے ایسے نقائص جو زمینی مواد اور اجتماعی ماحول اور والدین کے اَفکار واَخلاق سے انسان میں پیدائشی طور پر اس کی فطرت کا جزو بن جاتے ہیں، ان کا تدارک و تلافی خالق اپنی وسیع مغفرت سے فرماتا ہے۔ یعنی بوقت محاسبہ انہیں نظر انداز کرتا ہے اور سلسلہ مجازات و مکافات سے متعلق تقدیر الٰہی یہ ہے: وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ اللہ ہی کا اس میں سراسر اختیار ہے، آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی۔ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ○ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ (النجم: ۳۲، ۳۳) تا وہ بدکاروں کو ان کی بدعملی کی سزا دے اور نیکوکاروں کو ان کی نیکی کا بدلہ دے جو بڑے بڑے گناہوں اور کھلی بدکاریوں سے بچتے ہیں۔ اِلَّا اللَّمَمَ مگر وہ کمزوریاں نظر انداز کی جاتی ہیں، جو پیدائش کا جزو ہیں اور جن میں انسان کا اختیار نہیں۔ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ (النجم: ۳۳) کیونکہ تیرا ربّ وسیع مغفرت والا ہے۔

پاداش سے متعلق یہ واضح تقدیر (یعنی قانونِ الٰہی) ہے جو قرآنِ مجید میں جگہ جگہ بیان ہوئی ہے اور جہاں بھی یہ قانون بیان ہوا ہے، وہاں یہ الفاظ ضرور ہیں: لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ اللہ ہی کی ملکیت ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ جزاو سزا کا صرف وہی مالک ہے۔ سورۂ فاتحہ میں اسی کامل اختیارِ پاداش کی وجہ سے ربّ العالمین کی چوتھی صفت مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کا ذکر ہوا ہے۔ اَلدِّیْنِ کے معنی دینویت یعنی جزاو سزا اور مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے معنی ہیں جزاو سزا کا مالک۔ خالق سمٰوات والارض نے پاداش اپنے ہاتھ میں رکھی ہے۔ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ (النجم:۳۳) مذکورہ بالا تقدیر الٰہی کا بیان متعدد آیات میں بالتکرار وارد ہوا ہے۔ اس لئے حدیث نمبر ۳۲۰۸ میں وارد شدہ تقدیر کا ذکر اسی واضح بیان کے مفہوم میں لیا جائے گا۔ نہ اس مفہوم میں کہ انسان نیکی و بدی میں کلیۃً مجبور و بے اختیار ہے۔ اس مفہوم کی رو سے تو نہ بدکار کو سزا ملنی چاہیے، نہ نیکوکار کو جزا۔ کیونکہ وہ بدی یا نیکی کرنے پر بلا ارادہ واختیار ہے۔ سورۃ النجم کی آیت میں جن صیغہ ہائے فعل أَسَآؤُا، عَمِلُوْا، أَحْسَنُوْا، يَجْتَنِبُوْنَ سے بد و نیک اعمال انسان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ وہ آزادئ ارادہ اور اختیارِ فعل یا ترکِ فعل پر دلالت کرتے ہیں۔ اس لئے جن امور کے اختیار یا ترک کرنے میں انسان آزاد ہے وہ قابل ثواب یا عقاب ہوگا۔ باقی رہا تکمیل خلق انسانی میں ملائکہ کا دخل تو کائنات عالم میں ایک ذرہ بھی نظامِ مَلکی کے تصرف سے باہر نہیں۔ مذکورہ بالا حدیث میں انسانی پیدائش سے متعلق جن تغیرات کا ذکر الفاظ نطفہ، عَلَقَہ اور مُضْغَہ سے ہوا ہے۔ یہی الفاظ قرآنِ مجید کی آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ○ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ○ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ○ (المؤمنون:۱۳ تا ۱۵) اس آیت میں چھ تغیرات کا ذکر ہے۔ جن سے انسان کی جسمانی تکمیل ہوتی ہے اور اس کے بعد ایک دوسرا دور شروع ہوتا

ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انسانی وجود کو عالم صغیر قرار دے کر خارجی عالم کبیر سے اس کا مقابلہ کرکے قرآنِ مجید کی آیات سے دونوں کی پیدائش کی تکمیل کے لئے چھ زمنی دَور ثابت کئے ہیں۔ بلکہ ہر شئے کی تکمیل کے لئے یہی صورتِ تکمیل دکھائی ہے۔ دونوں عالموں میں پوری مشابہت اور مطابقت ہے اور ان کی ربوبیت ملائکۃ اللہ کے توسط سے انجام پذیر ہوتی ہے۔تفصیل کے لئے دیکھئے آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۱۷۴ تا ۲۱۱۔"

(صحیح البخاری، ترجمہ و شرح، كِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ، بَابُ ذِكْرِ المَلَائِكَةِ، جلد ۶، صفحہ ۵۱ تا ۵۳)

بَاب ۲۹: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَآ أَرَدْنٰهُ (النحل: ٤١)

اللہ تعالیٰ کا فرمانا: ہمارا کام کسی (ایسی) چیز کے متعلق جس (کے کرنے) کا ہم ارادہ کریں صرف یہ ہوتا ہے کہ ہم اس کے متعلق کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے

٧٤٥٩: حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ ظَاهِرِينَ عَلَى النَّاسِ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ.

أطرافه: ٣٦٤٠، ٧٣١١۔

۷۴۵۹: شہاب بن عباد نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن حمید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل سے، اسماعیل نے قیس سے، قیس نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرمارہے تھے: میری امت میں سے ایک قوم لوگوں پر ہمیشہ غالب رہے گی یہاں تک کہ اللہ کا امر ان کو آجائے۔

٧٤٦٠: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ

۷۴۶۰: حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے ہمیں بتایا۔ ابن جابر نے ہم سے بیان کیا کہ عمیر بن ہانی نے مجھے بتایا کہ انہوں نے حضرت معاویہؓ سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللهِ مَا يَضُرُّهُمْ مَنْ كَذَّبَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُولُ وَهُمْ بِالشَّأْمِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ هَذَا مَالِكٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُولُ وَهُمْ بِالشَّأْمِ.

أطرافه: ٧١، ٣١١٦، ٣٦٤١، ٧٣١٢۔

علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: میری اُمت میں سے ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گا۔ جو لوگ ان کو جھٹلائیں گے اور جو ان کی مخالفت کریں گے وہ اس کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے گا جبکہ وہ اسی حالت میں ہوں گے۔ مالک بن یخامر نے کہا: میں حضرت معاذؓ کو یہ کہتے سنا: یہ لوگ شام میں ہی ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: یہ دیکھو۔ مالک کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاذؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: وہ شام میں ہی ہیں۔

٧٤٦١: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللهِ فِيكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللهُ.

أطرافه: ٣٦٢٠، ٤٣٧٣، ٤٣٧٨، ٧٠٣٣۔

۷۴۶۱: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا شعیب نے ہمیں بتایا۔ شعیب نے عبداللہ بن ابی حسین سے روایت کی کہ نافع بن جبیر نے ہم سے بیان کیا۔ نافع نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسیلمہ کے پاس ٹھہر گئے جو کہ اپنے ساتھیوں میں بیٹھا ہوا تھا تو آپؐ نے فرمایا: اگر تم مجھ سے یہ ٹکڑا بھی مانگو تو یہ بھی میں تمہیں کبھی نہ دوں۔ تُو اللہ کی اُس تقدیر سے کبھی آگے نہیں بڑھے گا جو تمہارے متعلق مقدر ہے اور اگر تُو نے پیٹھ پھیر دی تو ضرور اللہ تجھے ہلاک کر دے گا۔

٧٤٦٢: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ

۷۴۶۲: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے عبدالواحد سے، عبدالواحد نے اعمش

إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ حَرْثِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ مَعَهُ فَمَرَرْنَا عَلَى نَفَرٍ مِّنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوهُ أَنْ يَّجِيءَ فِيهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَنَسْأَلَنَّهُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ مَا الرُّوحُ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقَالَ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَاۤ اُوْتُوْا مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا قَالَ الْأَعْمَشُ هَكَذَا فِي قِرَاءَتِنَا.

سے، اعمش نے ابراہیم سے، ابراہیم نے علقمہ سے، علقمہ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ایک بار میں مدینہ کے کسی کھیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جارہا تھا اور آپؐ ایک کھجور کی چھڑی پر سہارا لے رہے تھے جو آپؐ کے پاس تھی۔ اسی اثنا میں ہم یہودیوں کے پاس سے گزرے تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے: ان سے روح کے متعلق پوچھو۔ تو ان میں سے کسی نے کہا: ان سے نہ پوچھو۔ کہیں اس کے متعلق ایسی بات نہ کہہ دیں جس کو تم ناپسند کرو۔ ان میں سے بعض نے کہا: ہم تو ان سے ضرور ہی پوچھیں گے۔ تب ان میں سے ایک شخص اُٹھ کر آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ابوالقاسم! روح کیا چیز ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بات پر خاموش رہے اور میں نے سمجھ لیا کہ آپؐ کو وحی ہورہی ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اور وہ تجھ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ تُو کہہ دے کہ روح میرے ربّ کے حکم سے ہے اور تمہیں معمولی علم کے سوا کچھ نہیں دیا گیا۔ اعمش نے کہا: ہماری قراءت میں اسی طرح ہے۔

أطرافه: ۱۲۵، ٤٧٢١، ٧٢٩٧، ٧٤٥٦۔

تشریح: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَاۤ اَرَدْنٰهُ: اللہ تعالیٰ کا فرمانا: ہمارا کام کسی (ایسی) چیز کے متعلق جس (کے کرنے) کا ہم ارادہ کریں صرف یہ ہوتا ہے کہ ہم اس کے متعلق کہہ دیتے ہیں کہ ہوجا اور وہ ہوجاتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ جب کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو پھر کوئی چیز اس کے ارادہ میں مزاحم نہیں ہو سکتی۔ وہ اِدھر کُنْ کہتا ہے اور اُدھر اس کا فیصلہ دنیا میں نافذ ہو جاتا ہے۔ اس میں ایک تو اس امر کی طرف اشارہ فرمایا کہ نہ صرف پیدائشِ عالم خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے بلکہ فنا بھی اُسی کے اختیار میں ہے۔" (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"کُنْ کے معنے ہو جا۔ فَیَکُوْنُ کے معنے ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کسی چیز کے وجود کو چاہتا ہے اسی طرح وہ چیز ظہور میں آجاتی ہے... اصل بات یہ ہے کہ کُنْ کا تعلق بعد الموت ہؤا کرتا ہے۔ تمام قرآن کریم میں مرنے کے بعد جی اُٹھنے پر کُنْ فرمایا ہے۔" (حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ ۴۸۶)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"سب کچھ کُن سے یعنی حکم سے ہی پیدا کیا گیا ہے خواہ لاکھوں برسوں میں ایک چیز بنے اور خواہ کروڑوں برسوں میں مگر اول خدا کا حکم ہونا ضروری ہے ہر ایک شخص جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ اس سے انکار نہیں کر سکتا جو ہر ایک محو واثبات حکم الٰہی سے وابستہ ہے ہاں جو شخص دہریہ اور خدا تعالیٰ سے منکر ہے اس کا یہ قول ہو گا کہ ہر ایک چیز بغیر ضرورت حکم کے خود بخود بن جاتی ہے مگر جب کہ خدا تعالیٰ کی ہستی ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ کوئی چیز بغیر اُس کے ارادہ کے ظہور پذیر نہیں ہو سکتی تو اس سے ہر ایک ایماندار کو ماننا پڑتا ہے کہ کوئی چیز بغیر اُس کے ارادہ کے ظہور پذیر نہیں ہو سکتی کسی طاقت کی مجال نہیں ہے کہ بغیر خدا تعالیٰ کے حکم کے کچھ کام کر سکے...... خدا کا حکم اس طرح پر ہوتا ہے کہ جب وہ کسی چیز کو کہتا ہے کہ ہو تو وہ ہو جاتی ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ فی الفور بلا توقف ہو جاتی ہے کیونکہ آیت میں فی الفور کا لفظ نہیں ہے بلکہ آیت اطلاق پر دلالت کرتی ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ چاہے تو خدا تعالیٰ اس امر کو جلدی سے کر دے اور چاہے تو اس میں دیر ڈال دے جیسا کہ خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں بھی یہی مشہود و محسوس ہے کہ بعض امور جلدی سے ہو جاتے ہیں اور بعض

دیر سے ظہور میں آتے ہیں۔“(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۲۲)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب مسیلمہ کذاب اپنے قبیلہ کے سرکردہ لوگوں کو لے کر آپ کے پاس آیا۔ اُس کی پشت پر اس کی قوم کا ایک لاکھ سپاہی تھا...... اس نے صرف یہ مطالبہ کیا کہ مجھے وفات کے بعد خلیفہ بنا دیا جائے۔ مگر رسول کریم ﷺ نے اس کا جواب یوں دیا کہ ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا کہ خلافت تو الگ رہی یہ تنکا بھی تمہیں نہ دیا جائے گا۔ اور میرے معاملہ میں وہی ہو گا جو خدا تعالیٰ چاہے گا یعنی وہی شخص خلافت کے مقام پر کھڑا ہو گا جس کو خدا تعالیٰ خود کھڑا کرنا چاہے گا۔ تم ان معاملات میں دخل دینے والے کون ہو۔ مسیلمہ غصے اور ناراضگی کی حالت میں واپس چلا گیا اور اپنی قوم سمیت اسلام سے مرتد ہو گیا۔ جب رسول کریم ﷺ وفات پا گئے تو وہ ایک لاکھ سپاہی اپنے ساتھ لے کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوا اور اس نے ایسا شدید حملہ کیا جس کی پہلے کسی حملہ میں مثال نہیں ملتی۔ صحابہؓ اس جنگ میں اس طرح مارے گئے جس طرح چنے بھونے جاتے ہیں اور وہ شکست کھا کر واپس لوٹ گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس شکست کا اتنا صدمہ ہوا کہ آپ نے سرداران لشکر کو حکم دے دیا کہ ان میں سے کوئی شخص آئندہ مدینہ میں میرے سامنے نہ آئے۔ یہ سزا جو اُن سرداران لشکر کو دی گئی بتاتی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس شکست کا کیسا صدمہ ہوا تھا۔ مگر باوجود اس کے کہ خطرہ حقیقی تھا اور مسیلمہ اور اُس کی قوم کا ارتداد بہت سی مشکلات کا موجب بن سکتا تھا، رسول کریم ﷺ نے اس کی ذرا بھی پروانہ کی۔ ایک تنکا اُٹھا کر کہا کہ تم خلافت مانگتے ہو تمہیں تو یہ تنکا بھی نہیں دیا جا سکتا۔ یہ خدا تعالیٰ کی ایک امانت ہے اور اُسی شخص کے پاس جائے گی جو اس امانت کا بہترین اہل ہو۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی شروع سے لے کر آخر تک اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کی صداقت کا ایک بیّن اور واضح ثبوت ہے۔ ہر مقام پر آپ نے اُس غیر متزلزل یقین کا ثبوت دیا جو آپ کو خدا تعالیٰ کی ذات پر تھا اور یہی یقین تھا جو مسیلمہ کذاب

والے واقعہ میں کام کر رہا تھا۔ آپ نے سمجھا جب خدا تعالیٰ کہہ رہا ہے کہ ابوبکر خلیفہ بنے گا تو مسیلمہ اس کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتا ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد ۹ صفحہ ۱۲۴، ۱۲۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مسیلمہ نے ۱۱ ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخیر وفات پر دعویٰ نبوت کیا اور اسی ۱۱ ہجری میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فوجی افسروں نے اللہ تعالیٰ کی نصرت وحمایت سے مسیلمہ کو ہلاک کر دیا۔ بس اس کا فساد ایک ہی سال کے اندر اندر ہے“(ارشادات نور جلد اوّل صفحہ ۹۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جب سے دنیا قائم ہوئی ہے یہ کبھی اتفاق نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ نے کاذب کی تائید کر کے سچوں کو شکست دی ہو۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں آپؐ کے مقابلہ پر الہام کے مدعی موجود تھے اور وہ آپ کو جھوٹا خیال کرتے تھے۔ مسیلمہ کذاب بھی انہی میں تھا۔ اگر قول پر مدار ہوتا تو اشتباہ رہتا مگر آخر فعل الٰہی نے فیصلہ کر دیا۔ دیکھ لو کہ اب کس کے دین کا نقارہ بج رہا ہے۔ کس کا نام روشن ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اس کو برکت دی جاتی ہے وہ بڑھتا ہے وہ پھلتا اور پھولتا ہے اور اس کے دشمنوں پر اُسے فتح پر فتح ملتی ہے۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوتا وہ مثل جھاگ کے ہوتا ہے جو کہ بہت جلد نابود ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو کوئی دھوکہ نہیں دے سکتا۔ جس کا مدار تقویٰ پر ہوگا اور جس کے خدا تعالیٰ کے ساتھ پاک تعلقات ہوں گے اسی کو نصرت ہو گی۔“ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۳۴)

لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللهِ: میری اُمت میں سے ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گا۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اس سے یہ مراد ہے کہ ہمیشہ اس امت میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو اللہ تعالیٰ خود سکھائے گا اور وہ امت کے لئے رہنما ہوں گے۔ کوئی زمانہ ایسے ربانی فقیہوں سے خالی نہ ہو گا جو اللہ تعالیٰ سے نور پا کر اُمت کے اندر تجدید کرنے والے اور اس کو مخالفین کے بد اثر سے نجات دینے والے نہ ہوں گے۔ جیسا کہ

آیت لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ (النور: ۵۶) میں اس کا صریح وعدہ ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے: تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۷۳، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۲۳)

يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ: سے مراد وہی پیشگوئی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صریح طور پر بتلایا ہے کہ یہ امت بھی اپنے بدعقائد اور بدکرداری میں عیسائیوں اور یہودیوں کا وتیرہ اختیار کرلے گی۔ اگر مسیح کے پوجاری مسیح کو آسمان پر چڑھائیں گے اور خالق الارواح اور محي الاموات مانیں گے تو یہ بھی مانیں گے اور یہودیوں کی طرح اپنی بدکرداریوں اور گندے اخلاق کی وجہ سے ذلیل اور خوار ہوں گے اور سارے جہان کی لعنت اور انگشت نمائی کا محل بنیں گے۔ سو آج ایسا ہی ہوا۔ یہ وہ امر اللہ ہے جو ان کے لئے مقدر تھا۔ سورۂ مومنون میں اسی امر اللہ کے متعلق پیشگوئی ہے جہاں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ (المؤمنون: ۳۱) اور ہم بہر حال ابتلاء لانے والے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرنے کے لئے فرمایا: وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ○ (المؤمنون: ۳۰) اور تو کہہ کہ اے میرے ربّ! تو مجھے ایک مبارک اُترنے کی جگہ پر اُتار اور تو اُتارنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔"

(صحیح البخاری، ترجمہ وشرح، كِتَابُ العِلْمِ، بَابُ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ، جلد ۱، صفحہ ۱۴۳)

بَاب ۳۰: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ○ (الكهف: ۱۱۰)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: کہو اگر میرے ربّ کے کلمات کے لئے سمندر روشنائی ہو جائیں تو وہ سمندر پیشتر اس کے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں ضرور ختم ہو جائیں گے گو ہم اتنے ہی اور سمندر اس کی مدد کو لے آئیں

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا

اور اگر جو درخت بھی کہ زمین میں ہیں سب کی قلمیں بنائی جائیں اور سمندر روشنائی بنیں جس کے

نَفِدَتْ كَلِمٰتُ (لقمان:٢٨) اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○(الاعراف:٥٥)

بعد سات سمندر بھی روشنائی مہیا کرتے چلے جائیں تو اللہ کے کلمات کبھی ختم نہ ہوں (اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: یعنی) تمہارا ربّ وہ اللہ ہے جس نے ان بلندیوں اور اس زمین کو چھ مقررہ اوقات میں بنایا۔ پھر وہ عرش پر کامل تجلی کے ساتھ ظاہر ہوا۔ دن کو رات سے ڈھانپ دیتا ہے جو اس کے پیچھے پیچھے لگا تار دوڑ دھوپ کر رہی ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اس کے حکم سے قابو کئے ہوئے ہیں۔ دیکھو خلق اور امر اسی کا ہے۔ اللہ جو کہ تمام جہانوں کا ربّ ہے بہت برکتوں والا ہے۔

سَخَّرَ ذَلَّلَ.

سَخَّرَ کے معنی ہیں: اُس نے مطیع بنایا۔

٧٤٦٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ وَتَصْدِيقُ كَلِمَتِهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرُدَّهُ إِلَى مَسْكَنِهِ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ.

٧٤٦٣: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوالزناد سے، ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اُس کو صرف اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اس کی بات کی تصدیق کرنا ہی اس کے گھر سے نکال رہا ہو، اللہ ایسے شخص کے لئے ضامن ہوگیا ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے گا یا اس کو اس کے اپنے ٹھکانے کی طرف مع اس اجر یا غنیمت کے جو اس نے حاصل کیا ہو لوٹائے گا۔

أطرافه: ٣٦، ٢٧٨٧، ٢٧٩٧، ٢٩٧٢، ٣١٢٣، ٧٢٢٦، ٧٢٢٧، ٧٤٥٧۔

تشریح: قُلۡ لَّوۡ کَانَ الۡبَحۡرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیۡ....: کہو اگر میرے ربّ کے کلمات کے لئے سمندر روشنائی ہو جائیں تو وہ سمندر پیشتر اس کے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں ضرور ختم ہو جائیں گے گو ہم اتنے ہی اور سمندر اس کی مدد کو لے آئیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ کی پاک اور سچی کلام کو شناخت کرنے کی یہ ایک ضروری نشانی ہے کہ وہ اپنی جمیع صفات میں بے مثل ہو کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو چیز خدا تعالیٰ سے صادر ہوئی ہے اگر مثلاً ایک جَو کا دانہ ہے وہ بھی بینظیر ہے اور انسانی طاقتیں اُسکا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور بے مثل ہونا غیر محدود ہونے کو مستلزم ہے یعنی ہر یک چیز اُسی حالت میں بے نظیر ٹھہر سکتی ہے جبکہ اُس کی عجائبات اور خواص کی کوئی حد اور کنارہ نظر نہ آوے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہی خاصیت خدا تعالیٰ کی ہر یک مخلوق میں پائی جاتی ہے مثلاً اگر ایک درخت کے پتّے کی عجائبات کی ہزار برس تک بھی تحقیقات کی جائے تو وہ ہزار برس ختم ہو جائیگا مگر اس پتّے کے عجائبات ختم نہیں ہونگے اور اس میں سرّ یہ ہے کہ جو چیز غیر محدود قدرت سے وجود پذیر ہوئی ہے اس میں غیر محدود عجائبات اور خواص کا پَیدا ہونا ایک لازمی اور ضروری امر ہے اور یہ آیت کہ قُلۡ لَّوۡ کَانَ الۡبَحۡرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیۡ لَنَفِدَ الۡبَحۡرُ قَبۡلَ اَنۡ تَنۡفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیۡ وَلَوۡ جِئۡنَا بِمِثۡلِهٖ مَدَدًا ۝ (الکہف: ۱۱۰) اپنے ایک معنے کی رو سے اسی امر کی مؤید ہے کیونکہ مخلوقات اپنے مجازی معنوں کی رُو سے تمام کلمات اللہ ہی ہیں اور اسی کی بناء پر یہ آیت ہے کہ کَلِمَتُهٗ ۚ اَلۡقٰهَاۤ اِلٰی مَرۡیَمَ (النساء: ۱۷۲) کیونکہ ابن مریم میں دوسری مخلوقات میں سے کوئی امر زیادہ نہیں اگر وہ کلمۃ اللہ ہے تو آدم بھی کلمۃ اللہ ہے اور اس کی اولاد بھی کیونکہ ہر یک چیز کن فیکون کے کلمہ سے پَیدا ہوئی ہے اِسی طرح مخلوقات کی صفات اور خواص بھی کلمات ربّی ہیں یعنی مجازی معنوں کی رو سے کیونکہ وہ تمام کلمہ کن فیکون سے نکلے ہیں۔ سو اِن معنوں کے رو سے اس آیت کا یہی مطلب ہوا کہ خواص مخلوقات بیحد اور بے نہایت ہیں اور جبکہ ہر یک چیز اور ہر یک مخلوق کے خواص بیحد اور بے نہایت ہیں اور ہر یک چیز غیر محدود عجائبات پر مشتمل ہے تو پھر کیونکر قرآن کریم جو خدا تعالیٰ کا پاک

کلام ہے صرف اِن چند معانی میں محدود ہو گا کہ جو چالیس پچاس یا مثلاً ہزار جزو کی کسی تفسیر میں لکھے ہوں یا جس قدر ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زمانہ محدود میں بیان کئے ہوں۔ نہیں بلکہ ایسا کلمہ مُنہ پر لانا میرے نزدیک قریب قریب کفر کے ہے۔ اگر عمداً اُس پر اصرار کیا جائے تو اندیشہ کفر ہے۔ یہ سچ ہے کہ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے معنے بیان فرمائے ہیں وہی صحیح اور حق ہیں مگر یہ ہر گز سچ نہیں کہ جو کچھ قرآن کریم کے معارف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے اُن سے زیادہ قرآن کریم میں کچھ بھی نہیں۔ یہ اقوال ہمارے مخالفوں کے صاف دلالت کر رہے ہیں کہ وہ قرآن کریم کی غیر محدودہ عظمتوں اور خوبیوں پر ایمان نہیں لاتے اور ان کا یہ کہنا کہ قرآن کریم ایسوں کے لئے اُترا ہے جو اُمّی تھے اور بھی اِس امر کو ثابت کرتا ہے کہ وہ قرآن شناسی کی بصیرت سے بکلّی بے بہرہ ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم محض اُمّیوں کے لئے نہیں بھیجے گئے بلکہ ہر یک رُتبہ اور طبقہ کے انسان اُن کی اُمّت میں داخل ہیں اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّى رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (الأعراف: ۱۵۹) پس اس آیت سے ثابت ہے کہ قرآن کریم ہر یک استعداد کی تکمیل کے لئے نازل ہوا ہے اور درحقیقت آیت وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ (الأحزاب: ۴۱) میں بھی اِسی کی طرف اشارہ ہے۔ پس یہ خیال کہ گویا جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے بارہ میں بیان فرمایا اُس سے بڑھ کر ممکن نہیں بدیہی البطلان ہے۔ ہم نہایت قطعی اور یقینی دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی کلام کے لئے ضروری ہے کہ اس کے عجائبات غیر محدود اور نیز بے مثل ہوں۔" (کرامات الصّادقین، روحانی خزائن جلد ۷، صفحہ ۶۰،۶۱)

بَاب ٣١: فِي الْمَشِيئَةِ وَالْإِرَادَةِ

مشیت اور ارادے کے متعلق

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ (آل عمران:٢٧) وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ (الدھر:٣١) وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا○ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ (الكهف:٢٤،٢٥) اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (القصص:٥٧) قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ نَزَلَتْ فِي أَبِي طَالِبٍ. يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (البقرة:١٨٦)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: تو جسے چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے۔(اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا:) اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے سوائے اس کے کہ اللہ چاہے۔(اور نیز یہ فرمانا:) اور تو کسی بات کے متعلق (دعویٰ سے) ہرگز نہ کہہ (کہ) میں کل یہ (کام) ضرور کروں گا۔ ہاں (صرف اس طرح کروں گا) جس طرح اللہ چاہے گا۔ (نیز یہ فرمانا:) تو جس کو پسند کرے ہدایت نہیں دے سکتا لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ سعید بن مسیب نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ یہ آیت ابوطالب کے متعلق نازل ہوئی (اور نیز یہ فرمانا:) اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا۔

٧٤٦٤: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَوْتُمُ اللهَ فَاعْزِمُوا فِي الدُّعَاءِ وَلَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِي فَإِنَّ اللهَ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ.

طرفه: ٦٣٣٨۔

۷۴۶۴: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدالعزیز سے، عبدالعزیز نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اللہ سے دعا کرو تو دعا میں پختہ یقین کے ساتھ مانگو اور تم میں سے کوئی یہ نہ کہے اگر تو چاہے تو مجھ کو دے کیونکہ اللہ سے کوئی جبراً لینے والا نہیں۔

٧٤٦٥: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا

۷۴۶۵: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب

شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَام أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ لَهُمْ أَلَا تُصَلُّونَ؟ قَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قُلْتُ ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَيَقُولُ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا (الكهف:٥٥)

نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ اور اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ میرے بھائی عبدالحمید نے مجھے بتایا۔ انہوں نے سلیمان سے، سلیمان نے محمد بن ابی عتیق سے، انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے علی بن حسین سے روایت کی کہ حضرت حسین بن علی علیہما السلام نے ان کو بتایا کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے پاس رات کو آئے اور ان سے فرمایا: کیا تم نماز نہیں پڑھتے؟ حضرت علیؓ کہتے تھے: میں نے کہا: یا رسول اللہ! ہماری جانیں تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں اگر وہ ہمیں اُٹھانا چاہے تو ہمیں اٹھادے۔ جب میں نے آپؐ سے یہ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جواب سن کر لوٹ گئے اور مجھے آپؐ نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر میں نے آپؐ کو جب آپؐ پیٹھ پھیر کر چلے، سنا۔ آپؐ اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے فرما رہے تھے: انسان سب سے بڑھ کر بحث کرنے والا ہے۔

أطرافه: ١١٢٧، ٤٧٢٤، ٧٣٤٧-

٧٤٦٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ

۷۴۶۶: محمد بن سنان نے ہم سے بیان کیا کہ فلیح نے ہمیں بتایا۔ ہلال بن علی نے ہم سے بیان کیا۔ ہلال نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ خَامَةِ الزَّرْعِ يَفِيءُ وَرَقُهُ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ تُكَفِّئُهَا فَإِذَا سَكَنَتْ اعْتَدَلَتْ وَكَذَلِكَ الْمُؤْمِنُ يُكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْأَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتَّى يَقْصِمَهَا اللهُ إِذَا شَاءَ.

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کی مثال کھیتی کے نرم پودے کی سی ہے جدھر ہوا اس کے پاس آکر اس کو جھکاتی ہے ادھر ہی کو اس کے پتے جھک جاتے ہیں۔ جب ہوا تھم جاتی ہے تو وہ بھی سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے اور مؤمن بھی اسی طرح ہوتا ہے کہ وہ مصیبت کے ذریعہ سے جھک جاتا ہے اور کافر کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے جو سخت سیدھا کھڑا رہتا ہے تاوقتیکہ اللہ اسے جب چاہے توڑ ڈالے۔

طرفه: ٥٦٤٤۔

٧٤٦٧: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنْ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ أُعْطِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُعْطِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمِلُوا بِهِ حَتَّى صَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوا فَأُعْطُوا

٧٤٦٧: حکم بن نافع نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی کہ سالم بن عبد اللہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور آپؐ اس وقت منبر پر کھڑے فرما رہے تھے: جو امتیں تم سے پہلے گزر چکی ہیں ان کے مقابل پر تم اتنا ہی عرصہ رہو گے کہ جتنا عرصہ عصر کی نماز سے سورج کے ڈوبنے تک ہوتا ہے۔ اہل تورات کو تورات دی گئی اور وہ اس کے مطابق عمل کرتے رہے یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی۔ پھر وہ عاجز آ گئے اور انہیں ایک ایک قیراط مزدوری دی گئی پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی اور اس کے مطابق عصر کی نماز تک کام کرتے رہے پھر اس کے بعد وہ عاجز

قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُعْطِيتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ حَتَّى غُرُوبِ الشَّمْسِ فَأُعْطِيتُمْ قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ قَالَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ أَقَلُّ عَمَلًا وَأَكْثَرُ أَجْرًا قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ أَجْرِكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالُوا لَا فَقَالَ فَذَلِكَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ.

آ گئے اور انہیں ایک ایک قیراط مزدوری دی گئی۔ پھر تمہیں قرآن دیا گیا اور تم اس کے مطابق سورج کے ڈوبنے تک کام کرتے رہے اور تمہیں دو دو قیراط دئے گئے۔ اہل تورات کہنے لگے: اے ہمارے ربّ! ان لوگوں نے کام تو تھوڑا کیا ہے اور مزدوری ان کو زیادہ دی گئی ہے۔ ربّ نے فرمایا: کیا تمہاری مزدوری میں سے میں نے تم کو کچھ گھٹا کر دیا ہے؟ وہ بولے: نہیں۔ تو پروردگار نے فرمایا: تو پھر یہ میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں۔

أطرافُهُ: ٥٥٧، ٢٢٦٨، ٢٢٦٩، ٣٤٥٩، ٥٠٢١، ٧٥٣٣۔

٧٤٦٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ الْمُسْنَدِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ فَقَالَ أُبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ لَّا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَّفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَأُخِذَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ وَطَهُورٌ

۷۴۶۸: عبداللہ مسندی نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زُہری سے، زہری نے ابوادریس سے، ابوادریس نے حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ آپؐ نے فرمایا: میں تم سے ان باتوں پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ کا کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہراؤ گے نہ تم چوری کرو گے نہ زنا کرو گے نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے اور نہ تم دیکھتے بھالتے اپنے ہاتھوں سے کوئی بہتان باندھو گے اور نہ کسی بھلی بات میں تم میری نافرمانی کرو گے۔ سو جس نے تم میں سے وفاداری کی تو اس کا

وَمَنْ سَتَرَهُ اللهُ فَذَلِكَ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ.

اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جو ان باتوں میں سے کوئی بات کر بیٹھا اور دنیا میں اس وجہ سے اس کو پکڑا گیا تو یہ اس کے لئے کفارہ ہوگا اور پاکیزگی کا موجب ہوگا اور جس کی اللہ نے پردہ پوشی کی تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اگر وہ چاہے تو اس کو سزا دے اگر چاہے تو اس پر پردہ پوشی فرما کر اس سے درگزر کردے۔

أطرافُهُ: ١٨، ٣٨٩٢، ٣٨٩٣، ٣٩٩٩، ٤٨٩٤، ٦٧٨٤، ٦٨٠١، ٦٨٧٣، ٧٠٥٥، ٧١٩٩، ٧٢١٣۔

٧٤٦٩: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام كَانَ لَهُ سِتُّونَ امْرَأَةً فَقَالَ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى نِسَائِي فَلْتَحْمِلَنَّ كُلُّ امْرَأَةٍ وَلْتَلِدْنَ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَطَافَ عَلَى نِسَائِهِ فَمَا وَلَدَتْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَلَدَتْ شِقَّ غُلَامٍ قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ سُلَيْمَانُ اسْتَثْنَى لَحَمَلَتْ كُلُّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ فَوَلَدَتْ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ.

۷۴۶۹: معلی بن اسد نے ہم سے بیان کیا کہ وہیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب سے، ایوب نے محمد (بن سیرین) سے، محمد نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ اللہ کے نبی حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساٹھ بیویاں تھیں تو انہوں نے کہا: آج رات میں اپنی تمام بیویوں کے پاس آؤں گا۔ ہر ایک حاملہ ہوگی اور ایک بچہ جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ چنانچہ وہ اپنی بیویوں کے پاس آئے، مگر ان میں سے صرف ایک ہی عورت جنی اور ایک ادھورا بچہ جنی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر سلیمانؑ ان شاء اللہ کہتے تو ان میں سے ہر عورت حاملہ ہوتی اور ایک شاہسوار جنتی جو اللہ کی راہ میں لڑتا۔

أطرافُهُ: ٢٨١٩، ٣٤٢٤، ٥٢٤٢، ٦٦٣٩، ٦٧٢٠۔

٧٤٧٠: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ فَقَالَ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ قَالَ الْأَعْرَابِيُّ طَهُورٌ بَلْ هُوَ[1] حُمَّى تَفُورُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ تُزِيرُهُ الْقُبُورَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذًا.

أطرافه: ٣٦١٦، ٥٦٥٦، ٥٦٦٢۔

۷۴۷۰: محمد (بن سلام) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب ثقفی نے ہمیں بتایا۔ خالد حذاء نے ہم سے بیان کیا۔ خالد نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بدوی کے پاس اس کی عیادت کے لئے آئے اور آپؐ نے فرمایا: تمہیں کوئی خوف نہیں۔ ان شاء اللہ یہ بیماری پاک کرنے کا موجب ہو گی۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے: اس بدوی نے کہا: پاک کرنے کا موجب نہیں بلکہ یہ بخار ہے جو بہت بڑے بوڑھے پر جوش مار رہا ہے اس کو قبروں ہی کی زیارت کرائے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا پھر یہی سہی۔

٧٤٧١: حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ حِينَ نَامُوا عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِينَ شَاءَ وَرَدَّهَا حِينَ شَاءَ فَقَضَوْا حَوَائِجَهُمْ وَتَوَضَّئُوا إِلَى أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَضَّتْ فَقَامَ فَصَلَّى.

طرفه: ٥٩٥۔

۷۴۷۱: ابن سلام نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حصین سے، حصین نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے، عبداللہ نے اپنے باپ سے روایت کی۔ جب لوگ سوئے رہے نماز نہ پڑھ سکے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے تمہاری روحوں کو جب تک چاہا اپنے قبضے میں رکھا اور جب چاہا ان کو لوٹا دیا۔ آخر لوگوں نے اپنی اپنی حاجتیں پوری کیں اور وضو کیا یہاں تک کہ سورج نکل آیا اور اچھی طرح روشن ہو گیا۔ (اس وقت) آپؐ کھڑے ہوئے اور آپؐ نے نماز پڑھائی۔

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں "هِيَ" ہے۔ (فتح الباری جزء۱۳ حاشیہ صفحہ ۵۵۲) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

٧٤٧٢: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَالْأَعْرَجِ ح. وَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ فِي قَسَمٍ يُقْسِمُ بِهِ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذَلِكَ فَلَطَمَ الْيَهُودِيَّ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ

۷۴۷۲: یحیٰ بن قزعہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابوسلمہ اور اعرج سے روایت کی۔ نیز اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ میرے بھائی نے مجھے بتایا۔ انہوں نے سلیمان سے، سلیمان نے محمد بن ابی عتیق سے، انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور سعید بن مسیب سے روایت کی کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: مسلمانوں میں سے ایک شخص اور یہودیوں میں سے ایک شخص نے آپس میں ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ مسلمان نے یہ کہا: اس ذات کی قسم جس نے محمدؐ کو تمام جہانوں سے بہتر سمجھ کر چن لیا۔ قسم تھی جو وہ کھایا کرتا تھا۔ یہودی نے کہا: اسی ذات کی قسم جس نے موسیٰؑ کو تمام جہانوں سے بہتر سمجھ کر چن لیا۔ اس پر مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہودی کو ایک تھپڑ لگایا۔ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا گیا اور اس نے آپؐ کو وہ واقعہ بتایا جو اس کا اور مسلمان کا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم موسیٰؑ سے مجھے بہتر قرار نہ دو کیونکہ لوگ قیامت کے روز بے ہوش ہو جائیں گے اور میں پہلا ہوں گا جو ہوش سنبھالے گا اور کیا دیکھوں گا کہ موسیٰؑ عرش کا کونہ پکڑے ہوئے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آیا وہ بھی ان لوگوں میں

كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللهُ.

سے تھے جو بے ہوش ہوئے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ نے مستثنیٰ رکھا۔

أطرافُه: ٢٤١١، ٣٤٠٨، ٣٤١٤، ٦٥١٧، ٦٥١٨، ٧٤٢٨۔

٧٤٧٣: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي عِيسَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ يَأْتِيهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُونَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ وَلَا الطَّاعُونُ إِنْ شَاءَ اللهُ.

۷۴۷۳: اسحاق بن ابی عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ہارون نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ میں دجال آئے گا تو وہ فرشتوں کو پائے گا، اس کا پہرہ دے رہے ہیں پس انشاءاللہ دجال اس (مدینہ) کے قریب نہ آئے گا اور نہ ہی طاعون۔

أطرافُه: ١٨٨١، ٧١٢٤، ٧١٣٤۔

٧٤٧٤: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ فَأُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللهُ أَنْ أَخْتَبِيَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۷۴۷۴: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ایک نبی کی ایک دعا ہوتی ہے اللہ نے چاہا تو میں اپنی دعا چھپائے رکھوں گا اور قیامت کے روز اپنی امت کے لئے یہ دعا بطور شفاعت کروں گا۔

طرفُه: ٦٣٠٤۔

٧٤٧٥: حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ

۷۴۷۵: یسرہ بن صفوان بن جمیل لخمی نے ہم سے

بْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ فَنَزَعْتُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ أَنْزِعَ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ حَوْلَهُ بِعَطَنٍ.

بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے، زہری نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی اثنا میں کہ میں سویا ہوا تھا میں نے اپنے تئیں ایک کنوئیں پر دیکھا جتنا اللہ نے چاہا کہ میں پانی نکالوں میں نے نکالا۔ پھر ابن ابی قحافہؓ نے ڈول لے لیا اور انہوں نے ایک یا دو ڈول کھینچ کر نکالے اور ان کے کھینچنے میں کچھ کمزوری رہی اور اللہ نے ان کی کمزوری پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے ان سے درگزر کیا۔ پھر عمرؓ نے ڈول لیا۔ پھر وہ ڈول چرسا (بڑا ڈول) ہو گیا اور میں نے لوگوں میں کوئی ایسا شہ زور نہیں دیکھا جو وہ حیرت انگیز کام کرتا ہو جو عمرؓ نے کیا۔ اتنا پانی نکالا کہ لوگ اس کنوئیں کے اردگرد اپنے اپنے تھانوں میں جا بیٹھے۔

أطرافُه: ٣٦٦٤، ٧٠٢١، ٧٠٢٢-

٧٤٧٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ السَّائِلُ وَرُبَّمَا قَالَ جَاءَهُ السَّائِلُ أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوا فَلْتُؤْجَرُوا وَيَقْضِي اللهُ عَلَى لِسَانِ

۷۴۷۶: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے بُرید سے، بُرید نے ابوبردہ سے، ابوبردہ نے حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا جب آپؐ کے پاس کوئی سائل آتا۔ اور کبھی حضرت ابوموسیٰؓ نے یوں کہا: کوئی سائل یا حاجت مند آپؐ کے پاس آتا تو آپؐ فرماتے: تم

رَسُولِهِ مَا شَاءَ.

سفارش کرو تا کہ تمہیں بھی اجر دیا جائے اور اللہ اپنے رسول کی زبان سے جو وہ چاہے گا فیصلہ کرے گا۔

أطرافُه: ١٤٣٢، ٦٠٢٧، ٦٠٢٨-

٧٤٧٧: حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، ارْزُقْنِي إِنْ شِئْتَ، وَلْيَعْزِمْ مَسْأَلَتَهُ إِنَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ لَا مُكْرِهُ لَهُ.

۷۴۷۷: یحیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الرزاق نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر سے، معمر نے ہمام سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے کوئی یوں نہ کہے: اے اللہ مجھے بخش دے اگر تو چاہے، مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے، مجھے دے اگر تو چاہے۔ اور چاہیئے کہ دل کے پختہ ارادے سے اس سے مانگے وہ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ اس کو زبردستی منوانے والا تو کوئی نہیں۔

طرفُه: ٦٣٣٩-

٧٤٧٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرٌو حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوسَى أَهُوَ خَضِرٌ فَمَرَّ

۷۴۷۸: عبد اللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابو حفص عمرو نے ہمیں بتایا۔ اوزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن شہاب نے مجھے بتایا۔ ابن شہاب نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے، عبید اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ اور حضرت حر بن قیس بن حصن فزاریؓ حضرت موسیٰؑ کے ساتھی کے بارے میں کہ آیا وہ خضر تھے آپس میں بحث کرنے لگے۔ اسی اثنا میں حضرت ابی بن کعب انصاریؓ ان دونوں

بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هَذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى الَّذِي سَأَلَ السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ قَالَ نَعَمْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا مُوسَى فِي مَلَإٍ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ فَقَالَ مُوسَى لَا فَأُوحِيَ إِلَى مُوسَى بَلَى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ فَجَعَلَ اللهُ لَهُ الْحُوتَ آيَةً وَقِيلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَّ الْحُوتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ مُوسَى يَتْبَعُ أَثَرَ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ فَتَى مُوسَى لِمُوسَى أَرَءَيْتَ إِذْ أَوَيْنَآ إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَآ أَنْسٰنِيهُ إِلَّا الشَّيْطٰنُ أَنْ أَذْكُرَهُ (الكهف:٦٤) قَالَ مُوسَى ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا (الكهف:٦٥) فَوَجَدَا

کے پاس سے گزرے تو حضرت ابن عباسؓ نے ان کو بلایا اور کہا کہ میں اور میرا یہ ساتھی حضرت موسیٰؑ کے اس ساتھی کے متعلق آپس میں بحث کر رہے ہیں جس کی ملاقات کے لئے حضرت موسیٰؑ نے راستہ دریافت کیا تھا۔ کیا آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا واقعہ بیان کرتے سنا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اسی اثنا میں کہ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کے مجمع میں تھے کہ اتنے میں ایک شخص آپؑ کے پاس آیا اور پوچھا: کیا آپؑ کسی کو جانتے ہیں جو آپؑ سے زیادہ عالم ہو؟ حضرت موسیٰؑ نے کہا نہیں۔ اس پر حضرت موسیٰؑ کو وحی کی گئی نہیں بلکہ ہمارا بندہ خضر (زیادہ عالم ہے۔) حضرت موسیٰؑ نے ان کی ملاقات کے لئے راستہ دریافت کیا تو اللہ نے ان کے لئے مچھلی ایک نشانی مقرر کر دی اور ان سے کہا گیا: جب تم اس مچھلی کو کھو بیٹھو تو پھر تم لوٹ آؤ کیونکہ تم اس سے ملو گے۔ حضرت موسیٰؑ اس مچھلی کے نشان کے پیچھے پیچھے جو سمندر میں تھا، جاتے تھے۔ حضرت موسیٰؑ کے نوجوان نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ جب ہم نے چٹان کے پاس آرام کیا تو میں اس چٹان کے پاس مچھلی کو بھول گیا۔ شیطان نے ہی مجھے اس کا یاد رکھنا بھلا دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا: یہی تو وہ تھا جو ہم چاہتے

خَضِرًا وَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللهُ.

تھے۔ اس پر وہ دونوں اپنے قدموں کے نشان کا کھوج لیتے ہوئے واپس لوٹے اور انہوں نے خضر کو پالیا۔ پھر ان کا وہی واقعہ ہے جو اللہ نے بیان کیا۔

أطرافُهُ: ٧٤، ٧٨، ١٢٢، ٢٢٦٧، ٢٧٢٨، ٣٢٧٨، ٣٤٠٠، ٣٤٠١، ٤٧٢٥، ٤٧٢٦، ٤٧٢٧، ٦٦٧٢-

٧٤٧٩: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ يُرِيدُ الْمُحَصَّبَ.

٧٤٧٩: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی۔ نیز احمد بن صالح نے کہا کہ ابن وہب نے ہم سے بیان کیا کہ یونس نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: ہم کل انشاء اللہ بنو کنانہ کے ٹیلہ پر اُتریں گے جہاں لوگوں نے کفر پر اڑے رہنے کی آپس میں قسمیں کھائی تھیں۔ آپؐ کی مراد محصب تھی۔

أطرافُهُ: ١٥٨٩، ١٥٩٠، ٣٨٨٢، ٤٢٨٤، ٤٢٨٥-

٧٤٨٠: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَاصَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الطَّائِفِ فَلَمْ يَفْتَحْهَا فَقَالَ إِنَّا قَافِلُونَ إِنْ شَاءَ اللهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ نَقْفُلُ وَلَمْ نَفْتَحْ قَالَ فَاغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ فَغَدَوْا فَأَصَابَتْهُمْ

٧٤٨٠: عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو سے، عمرو نے ابوالعباس سے، ابوالعباس نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف والوں کا محاصرہ کیا مگر اس کو فتح نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا: ہم انشاء اللہ کل لوٹ جائیں گے۔ مسلمان بولے: کیا ہم لوٹ جائیں اور ہم نے فتح نہیں کیا؟ آپؐ نے فرمایا: پھر

جِرَاحَاتٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ فَكَأَنَّ ذَلِكَ أَعْجَبَهُمْ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کل صبح لڑائی شروع کر دو۔ چنانچہ صبح کو وہ لڑنے لگے اور انہیں زخم لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل ہم انشاء اللہ لوٹ جائیں گے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات انہیں پسند آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔

أطرافه: ٤٣٢٥، ٦٠٨٦۔

تشریح: فِي الْمَشِيئَةِ وَالْإِرَادَةِ: مشیت اور ارادے کے متعلق۔ خدا تعالیٰ جو کُل عالم اور کُل اشیاء کا خالق ومالک ہے اور ہر اَمر پر جس کا وہ ارادہ کرے کامل قدرت رکھتا ہے۔ اور وہ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ (البقرة:۲۵۶) یعنی اُس کا علم آسمانوں پر (بھی) اور زمین پر (بھی) حاوی ہے، کا مظہر ہے۔ اس لیے اس کے ارادے اور مشیئت کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں یہ مضمون کھول کر بیان کیا گیا ہے مثلاً یہ مختصر اور جامع دعا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ (صحیح البخاری، كِتَابُ الدَّعَوَاتِ، بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا عَلَا عَقَبَةً، روایت نمبر ۶۳۸۴) یعنی نہ بدی سے بچنے کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی قوت، مگر اللہ ہی کی مدد سے۔ نیز یہ دعا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ (صحیح البخاری، كِتَابُ الدعوات، بَابُ الدعاء بعد الصلوٰة، روایت نمبر ۶۳۳۰) یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے۔ اور اسی کی تمام تعریفیں ہیں۔ اور وہ ہر بات پر بڑا ہی قادر ہے۔ اے اللہ کوئی روکنے والا نہیں جو تو دے اور کوئی دینے والا نہیں جو تو روک دے۔ کسی صاحب حیثیت (مال، حسب ونسب وغیرہ) کو اس کی حیثیت تیرے مقابل پر فائدہ نہیں دے گی۔ زیرِ باب روایت میں یہ مضمون مختلف مثالوں سے واضح کیا گیا ہے جیسے حضرت سلیمانؑ کی دعا اور ارادہ وغیرہ۔ امر واقعہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت کے بغیر نہ کوئی دعا قبول ہو سکتی ہے اور نہ ردّ۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”سچے دل سے انشاء اللہ کہنا روحانی ترقی سے بہت کچھ تعلق رکھتا ہے۔ زندگی سے ماضی انسان کے بس سے نکل چکا ہوتا ہے۔ حال اتنا چھوٹا عرصہ ہے کہ درحقیقت وہ ماضی اور مستقبل کی سرحد کا نام ہے۔ باقی رہا مستقبل، سو وہی اصل زمانہ ہے جس سے انسان فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ پس جب انسان مستقبل کے کاموں کے ساتھ انشاء اللہ کہتا ہے تو اپنے ارادہ اور فعل میں خدا تعالیٰ کو شامل کر لیتا ہے اور اس طرح انہیں شیطانی

تصرف سے بچانے کی کوشش کرتا ہے اور یہ یقینی امر ہے کہ جو شخص سچے دل سے انشاء اللہ کہہ کر اپنے کام میں اللہ تعالیٰ کو شامل کرلے گا جب اس کام کا وقت آئے گا تو وہ اسے نیکی اور تقویٰ کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔“

(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۶۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”معدوم کو موجود کرنا خدا کا کام ہے مخلوق میں۔ ہاں حیوان اور انسان کے دل میں کسی ارادے اور مشیّت کا پیدا کر دینا بیشک باری تعالیٰ کا کام ہے۔ الّاہر ایک منصف جانتا ہے کہ صرف مشیّت اور ارادے کے وجود سے کسی فعل کا وجود ضروری اور لازمی امر نہیں۔ یقیناً قویٰ فطری کا خلق اور عطا کرنا جن پر ہر گونہ افعال کا وجود وظہور مترتب اور مُتَفَرّع ہو سکتا ہے۔ خالق ہی کا کام ہے۔ اس لطیف نکتہ کے سمجھانے کے لئے اور نیز اس امر کے اظہار کرنے کو قویٰ طبعی اور کائنات سے کوئی وجود اصل امر خلق میں شریک نہیں۔ سب اشیاء کی علت العلل مَیں ہی ہوں۔ باری تعالیٰ سب افعال کو بلکہ ان افعال کو بھی جو ہم معائنہ اور مشاہدہ کے طور پر انسان اور حیوان سے سرزد ہوتے دیکھتے ہیں۔ اپنی طرف نسبت کرتا ہے۔ کہیں قرآن میں فرماتا ہے۔ ہوا بادلوں کو ہانک لاتی ہے۔ کہیں فرماتا ہے۔ ہم بادلوں کو ہانکتے ہیں۔ ہم ہی گایوں اور بھینسوں کے تھنوں میں دودھ بناتے ہیں۔ ہم ہی اناج بوتے ہیں۔ ہم ہی کھیت اُگاتے ہیں۔ اور تاَمّل کے بعد یہ سب نسبتیں جو ظاہراً متضاد الطرفین ہیں، بالکل صحیح اور حقیقۃً بالکل صداقت ہیں۔“

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ ۳۳۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا (الکھف: ۲۴) سو جبکہ سیدنا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن کی میعاد اپنی طرف سے پیش نہیں کرسکتے تو میں سات دن کا کیونکر دعویٰ کروں۔...... اگر کسی کو اس فیصلہ کے ماننے میں تردّد ہو تو اس کو اختیار ہے کہ آپ خدا کے فیصلہ کو

آزمائے لیکن ایسی شرارتیں چھوڑ دے جو آیت وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا سے مخالف پڑی ہیں۔" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۸،۴۷)

إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَّبْعَثَنَا بَعَثَنَا: ہماری جانیں تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں اگر وہ ہمیں اُٹھانا چاہے تو ہمیں اٹھادے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

"حضرت علیؓ کے عذر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم متأثر ہو کر واپس نہیں ہوئے بلکہ اس ادب کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ کا آپ کے دل میں تھا۔ اللہ تعالیٰ کا نام سن کر آپ رُک گئے اور انہیں کچھ نہیں کہا۔ اگر حضرت علیؓ کی معذرت میں معقولیت ہوتی تو آپ یہ نہ فرماتے۔ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ○ (الکہف: ۵۵) جبکہ انسان ہر چیز سے زیادہ جھگڑالو ہے۔ آپ کا ران پر ہاتھ مارنا بھی درحقیقت افسوس کا اظہار تھا اور حضرت علیؓ کا جواب قطعاً درست نہ تھا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی سلاتا اور جگاتا ہے۔ مگر اس نے نیت و عزم جیسی قوتیں بھی انسان کو عنایت کی ہیں۔ جن سے اگر وہ کام لے تو دنیا میں کونسی مشکل ہے جو حل نہیں ہو سکتی۔ فطرتی قوتوں سے کام لینا بھی تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں شامل ہے۔ تقدیر کے یہ معنے نہیں کہ انسان جو بُرا کام کرے یا غفلت اس سے سرزد ہو، وہ اللہ تعالیٰ کے منشاء سے ہوتی ہے۔ منشاءِ الٰہی تو یہ ہے کہ غفلت نہ ہو۔"

(صحیح البخاری، ترجمہ و شرح، کتاب التہجد، بَابُ تَحْرِيضِ النَّبِيِّ ﷺ...، جلد ۲، صفحہ ۵۱۹،۵۱۸)

فَأُوحِيَ إِلَى مُوسَى بَلَى عَبْدُنَا خَضِرٌ: اس پر حضرت موسیٰؑ کو وحی کی گئی نہیں بلکہ ہمارا بندہ خضر زیادہ عالم ہے۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

"علم ایک بے پایاں سمندر ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے نبی بھی استقلال سے کام نہ لے سکے اور وہ متحیر رہ گئے اور یہ کہ علم درحقیقت اس حکمت یعنی حقائق الاشیاء کا نام ہے جس کا ایک نمونہ حضرت موسیٰؑ اور خضر کے واقعہ میں ہے۔"

(صحیح البخاری، ترجمہ و شرح، كِتَابُ الْعِلْمِ، بَابُ مَا ذُكِرَ فِي ذَهَابِ مُوسَى ﷺ فِي الْبَحْرِ...، جلد ۱، صفحہ ۱۴۷)

نَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ: ہم کل انشاء اللہ بنو کنانہ کے ٹیلہ پر اتریں گے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

”خَیف کے معنی پہاڑی کا ڈھلوان جو سیلاب کی زد سے باہر ہو۔ (عمدۃ القاری جزء ۹ صفحہ ۲۲۹) دوسری روایت سے واضح کیا ہے کہ یہ علاقہ محصب تھا جس میں نضر بن کنانہ کی اولاد آباد تھی اور وہ اس کے مالک تھے۔ قریش بھی نضر بن کنانہ کی اولاد میں سے تھے۔ چونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور آپ کا مقاطعہ کرنے میں پیش پیش تھے اس لئے ان کا ذکر خصوصیت سے علیحدہ کیا گیا ہے۔“

(صحیح البخاری، ترجمہ و شرح، كِتَابُ الحج، بَابُ نُزُولِ النَّبِيِّ ﷺ مَكَّةَ...، جلد ۳، صفحہ ۲۶۴)

بَاب ۳۲: قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهٗ ۚ حَتّٰٓى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ○ (سبا: ٢٤)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اس کے حضور سفارش کام نہیں آتی مگر اس کے لئے جس کے لئے وہ اجازت دے یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جائے گی وہ کہیں گے: تمہارے ربّ نے کیا فرمایا؟ وہ کہیں گے: حق ہی فرمایا اور وہ بہت ہی عالی شان بہت ہی بڑا ہے

وَلَمْ يَقُلْ مَاذَا خَلَقَ رَبُّكُمْ. وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ إِلَّا بِإِذْنِهٖ (البقرة: ٢٥٦). وَقَالَ مَسْرُوقٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ إِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمٰوَاتِ شَيْئًا فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ وَسَكَنَ الصَّوْتُ عَرَفُوا أَنَّهُ الْحَقُّ وَنَادَوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ. وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ

یہی نہیں فرمایا: تمہارے ربّ نے کیا پیدا کیا؟ اور اللہ جل ذکرہ نے فرمایا: یعنی کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے حضور سفارش کرے؟ اور مسروق نے حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کیا۔ جب اللہ وحی کرتے وقت بات کرتا ہے اور آسمان والے کچھ سنتے ہیں۔ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جاتی ہے اور آواز تھم جاتی ہے تو وہ پہچان لیتے ہیں کہ وہ حق ہے اور پکار کر پوچھتے ہیں: تمہارے ربّ نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں:

عَبْدِ اللهِ بْنِ أُنَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَحْشُرُ اللهُ الْعِبَادَ فَيُنَادِيهِمْ بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ بَعُدَ كَمَا يَسْمَعُهُ مَنْ قَرُبَ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الدَّيَّانُ.

حق ہی فرمایا۔ اور حضرت جابرؓ سے مذکور ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن اُنیسؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے ہیں: اللہ بندوں کو اکٹھا کرے گا اور ایک ایسی آواز سے ان کو پکار کر کہے گا جس کو وہ بھی اسی طرح سنیں گے جو دور ہیں جیسے وہ سنیں گے جو قریب ہیں: میں بادشاہ ہوں میں ہی جزا سزا دینے والا ہوں۔

٧٤٨١: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ. قَالَ عَلِيٌّ وَقَالَ غَيْرُهُ صَفَوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذَلِكَ فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ. قَالَ عَلِيٌّ وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهَذَا. قَالَ سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ بِهَذَا، قُلْتُ[1]

۷۴۸۱: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو سے، عمرو نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ وہ اس روایت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: جب اللہ آسمان میں کسی امر کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اس کی بات سن کر عاجزی سے اپنے پَر پھڑپھڑاتے ہیں جس کی ایسی آواز ہوتی ہے جیسے زنجیر کو پتھر پر مارنے سے۔ علی (بن مدینی) کہتے تھے: سفیان کے سوا دوسرے راویوں نے کہا کہ (اس حدیث میں بجائے صَفْوَانٍ کے) صَفَوَانٍ ہے۔ یہ آواز (آسمان والوں تک) پہنچ جاتی ہے جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کی جاتی ہے تو وہ پوچھتے ہیں: تمہارے ربّ نے کیا کہا؟ تو وہ جواب دیتے ہیں: حق ہی فرمایا۔ اور وہ بہت بلند اور بہت ہی بڑا

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں "قَالَ عَلِيٌّ قُلْتُ" ہے (فتح الباری جزء ۱۳ حاشیہ صفحہ ۵۶۰) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

لِسُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْ عَمْرِو بن دينار عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ فُزِّعَ قَالَ سُفْيَانُ هَكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو فَلَا أَدْرِي سَمِعَهُ هَكَذَا أَمْ لَا قَالَ سُفْيَانُ وَهِيَ قِرَاءَتُنَا.

أطرافه: ٤٧٠١، ٤٨٠٠۔

ہے۔ علی کہتے تھے: اور سفیان نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو نے ہمیں یہی بتایا۔ انہوں نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ سفیان نے کہا: عمرو کہتے تھے: میں نے عکرمہ سے سنا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے بتایا۔ علی کہتے تھے: میں نے سفیان سے پوچھا: (کیا عمرو بن دینار نے یوں ہی) کہا تھا کہ میں نے عکرمہ سے سنا؟ عکرمہ نے کہا: میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے سفیان سے کہا کہ ایک آدمی نے یوں روایت کیا کہ عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ انہوں نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ وہ اس کو مرفوع بیان کرتے تھے کہ انہوں نے اس آیت کو یوں پڑھا: فُزِّعَ۔ سفیان نے کہا: عمرو نے بھی اسی طرح پڑھا۔ میں نہیں جانتا کہ انہوں نے اسی طرح سنا تھا یا نہیں۔ سفیان نے کہا: یہی ہماری قراءت ہے۔

٧٤٨٢: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ وَقَالَ

٧٤٨٢: یحيٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے مجھے خبر دی۔ ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے کسی بات کو بھی اتنا کان لگا کر نہیں سنا جتنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کان لگا کر سنا جب

صَاحِبٌ لَهُ يُرِيدُ أَنْ يَّجْهَرَ بِهِ.

أطرافُه: ٥٠٢٣، ٥٠٢٤، ٧٥٤٤۔

کہ آپؐ قرآن خوش الحانی سے پڑھ رہے ہوں۔ اور حضرت ابوہریرہؓ کے ایک ساتھی نے کہا: خوش الحانی سے مراد اس کو بلند آواز سے پڑھنا ہے۔

٧٤٨٣: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللهُ يَا آدَمُ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ فَيُنَادَى بِصَوْتٍ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ.

أطرافُه: ٣٣٤٨، ٤٧٤١، ٦٥٣٠۔

۷۴۸۳: عمر بن حفص بن غیاث نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ اعمش نے ہم سے بیان کیا کہ ابوصالح نے ہمیں بتایا۔ ابوصالح نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ فرمائے گا: اے آدم! تو وہ کہیں گے: میں حاضر ہوں اور تیری خدمت کے لئے تیار ہوں۔ پھر بلند آواز سے پکار کر ان سے کہا جائے گا کہ اللہ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ تم اپنی اولاد میں سے آگ میں جھونکنے کے لیے ایک گروہ نکال لو۔

٧٤٨٤: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُّبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ.

۷۴۸۴: عبید بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ کہتی تھیں: میں نے کسی عورت پر بھی اتنا رشک نہیں کیا جتنا کہ حضرت خدیجہؓ پر۔ آپؐ کے ربّ نے آپؐ سے یہ فرمایا تھا کہ خدیجہ کو ایک گھر کی بشارت دے دیں جو جنت میں ہوگا۔

أطرافُه: ٣٨١٦، ٣٨١٧، ٣٨١٨، ٥٢٢٩، ٦٠٠٤۔

تشریح: وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اس کے حضور سفارش کام نہیں آتی مگر اس کے لئے جس کے لئے وہ اجازت دے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدا کے اذن کے سوا کوئی شفاعت نہیں ہو سکتی۔ قرآن شریف کی رُو سے شفاعت کے معنے یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے بھائی کے لئے دُعا کرے کہ وہ مطلب اس کو حاصل ہو جائے۔ یا کوئی بلا ٹل جائے۔ پس قرآن شریف کا حکم ہے کہ جو شخص خدائے تعالیٰ کے حضور میں زیادہ جھکا ہوا ہے وہ اپنے کمزور بھائی کے لئے دُعا کرے کہ اس کو وہ مرتبہ حاصل ہو یہی حقیقتِ شفاعت ہے۔ سو ہم اپنے بھائیوں کے لئے بیشک دُعا کرتے ہیں کہ خدا ان کو قوت دے اور ان کی بلا دور کرے اور یہ ایک ہمدردی کی قسم ہے۔... چونکہ تمام انسان ایک جسم کی طرح ہیں اس لئے خدا نے ہمیں بار بار سکھلایا ہے کہ اگرچہ شفاعت کو قبول کرنا اس کا کام ہے مگر تم اپنے بھائیوں کی شفاعت میں یعنی ان کے لئے دُعا کرنے میں لگے رہو اور شفاعت سے یعنی ہمدردی کی دُعا سے باز نہ رہو کہ تمہارا ایک دوسرے پر حق ہے۔ اصل میں شفاعت کا لفظ شفع سے لیا گیا ہے۔ شفع جفت کو کہتے ہیں جو طاق کی ضد ہے۔ پس انسان کو اس وقت شفیع کہا جاتا ہے جبکہ وہ کمال ہمدردی سے دوسرے کا جفت ہو کر اس میں فنا ہو جاتا ہے اور دوسرے کے لئے ایسی ہی عافیت مانگتا ہے جیسا کہ اپنے نفس کے لئے۔ اور یاد رہے کہ کسی شخص کا دین کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ شفاعت کے رنگ میں ہمدردی اس میں پیدا نہ ہو بلکہ دین کے دو ہی کامل حصّے ہیں۔ ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع سے اس قدر محبت کرنا کہ ان کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا اور ان کے لئے دُعا کرنا جس کو دوسرے لفظوں میں شفاعت کہتے ہیں۔“ (نسیم دعوت، روحانی خزائن، جلد ۱۹، صفحہ ۴۶۳، ۴۶۴)

آپ مزید فرماتے ہیں:

”سچّا شفیع اور کامل شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے قوم کو بت پرستی اور ہر قسم کے فسق و فجور کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے نکال کر اعلیٰ درجہ

کی قوم بنادیا اور پھر اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہر زمانہ میں آپ کی پاکیزگی اور صداقت کے ثبوت کے لیے اللہ تعالیٰ نمونہ بھیج دیتا ہے۔" (ملفوظات، جلد ۲، صفحہ ۱۶۰)

نیز فرماتے ہیں:

"تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۱۳، ۱۴)

نیز فرمایا:

شفیع کا لفظ شفع سے نکلا ہے جس کے معنی جفت کے ہیں۔ اس لیے شفیع وہ ہو سکتا ہے جو دو مقامات کا مظہر اتم ہو یعنی مظہر کامل لاہوت اور ناسوت کا ہو۔ لاہوتی مقام کا مظہر کامل ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس کا خدا کی طرف صعود ہو۔ وہ خدا سے حاصل کرے اور ناسوتی مقام کے مظہر کا یہ مفہوم ہے کہ مخلوق کی طرف اس کا نزول ہو جو خدا سے حاصل کرے وہ مخلوق کو پہنچا دے اور مظہر کامل ان مقامات کا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اسی کی طرف اشارہ ہے: دَنَا فَتَدَلّٰى ○ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ○ (النجم :۹، ۱۰) ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدوں کامل حصہ مقام لاہوت کا کسی نبی میں نہیں آیا اور ناسوتی حصہ چاہتا ہے بشری لوازم کو ساتھ رکھے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام میں یہ ساری باتیں پوری پائی جاتی ہیں۔ آپ نے شادیاں بھی کیں۔ بچے بھی ہوئے دوستوں کا زمرہ بھی تھا۔ فتوحات کر کے اختیاری قوتوں کے ہوتے ہوئے انتقام چھوڑ کر رحم کر کے بھی دکھایا۔ جب تک انسان کے پیرایہ پورے نہ ہوں، وہ پوری ہمدردی نہیں کر سکتا۔ اس حصّہ اخلاقِ فاضلہ میں وہ نامکمّل رہے گا۔ مثلاً جس نے شادی ہی نہیں کی وہ بیوی اور بچّوں کے حقوق کی کیا قدر کر سکتا ہے اور اُن پر اپنی شفقت اور ہمدردی کا کیا نمونہ دکھا سکتا ہے۔ رہبانیّت ہمدردی کو دور کر دیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام میں رہبانیّت کو نہیں رکھا۔ غرض کامل شفیع وہی

ہو سکتا ہے، جس میں یہ دونوں حصّے کامل طور پر پائیں جائیں، چونکہ یہ ایک ضروری امر تھا کہ شفیع ان دونوں مقامات کا مظہر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے ہی اس سلسلہ کا ظل قائم رکھا، یعنی آدم علیہ السّلام کو جب پیدا کیا تو لاہوتی حِصّہ تو اس میں یوں رکھ دیا۔ جب کہا: فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ○ (الحجر: ۳۰) اور ناسوتی حصّہ یوں رکھا کہ حوّا کو اس سے پیدا کیا۔ یعنی جب روح پھونکی تو ایک جوڑ آدم کا خدا تعالیٰ سے قائم ہوا۔ اور جب حوّا نکالی تو دوسرا جوڑا مخلوق کے ساتھ ہونے کی وجہ سے ناسوتی ہو گیا۔ پس جب تک یہ دونوں حصّے کامل طور پر کامل انسان میں نہ پائے جائیں وہ شفیع نہیں ہو سکتا۔ جیسے آدم کی پسلی سے حوّا نکلی اسی طرح کامل انسان سے مخلوق نکلتی ہے۔“

(ملفوظات، جلد ۲، صفحہ ۱۷۰، ۱۷۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اس دنیا میں خدا تعالیٰ کو ولی اور شفیع بنانیوالوں کو تو اس دن شفاعت کا حق پہنچیگا لیکن دوسروں کو نہیں اور نہ انکے حق میں شفاعت قبول ہو گی۔ خدا تعالیٰ کو شفیع اسلئے قرار دیا کہ اسکی اجازت کے بغیر شفاعت نہیں ہو سکتی پس اصل شفیع وہی ہے فرماتا ہے يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ○ (طٰہٰ آیت ۱۱۰) یعنی اُسدِن شفاعت سوائے اسکے جس کے حق میں شفاعت کرنیکی اجازت رحمٰن خدا دیگا اور جس کے حق میں بات کہنے کو وہ پسند کریگا اور کسی کو نفع نہیں دیگی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہاں شفاعت بالاِذن ہو گی۔ خدا تعالیٰ کو شفیع بنانے والوں کو تو شفاعت کا حق پہنچے گا لیکن اور کسی کو خدا تعالیٰ کے اذن کے بغیر شفاعت کا حق نہیں ہو گا۔ دوسری جگہ فرماتا ہے۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَ هُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ○ (انبیاء آیت ۲۹) یعنی خدا تعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے جو انہیں آئندہ پیش آنیوالا ہے اور جو وہ پیچھے چھوڑ آئے ہیں اور وہ سوائے اسکے جس کے لئے خدا نے یہ بات پسند کی ہو کسی کیلئے شفاعت نہیں کرتے اور وہ اس کے خوف

سے لرزتے رہتے ہیں۔ پھر اس آیت سے اگلی آیت میں فرماتا ہے مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ (سورۃ بقرہ آیت ۲۵۶) یعنی کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے حضور کسی کی سفارش کرے۔

بیشک حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن آنحضرت ﷺ اور انبیاء سابقین کے علاوہ آنحضرت ﷺ کے بعض امتی بھی شفاعت کرینگے۔ لیکن ان حدیثوں کے بارے میں میری تشریح یہ ہے کہ امت محمدیہ میں سے ایسے افراد کی شفاعت صرف ظلی ہوگی اصل شفیع آنحضرت ﷺ ہی ہونگے۔ وہ محمد رسول اللہ ﷺ سے سفارش کرینگے اور آپ اللہ تعالیٰ سے۔...جب تک کوئی انسان اللہ اور اس کے رسول سے واصل نہ ہو جائے اور ان کو اپنا جوڑا نہ بنالے اس وقت تک اسے کسی قسم کی شفاعت میسر نہیں آئیگی۔"

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیرِ آیت مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ... جلد دوم صفحہ ۵۷۷)

مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ: میں نے کسی عورت پر بھی اتنا رشک نہیں کیا جتنا کہ حضرت خدیجہؓ پر۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؓ فرماتے ہیں:

"حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے غیر معمولی وفا اور اطاعت شعاری کا نمونہ دکھایا۔ دوسری روایت سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی وفات کے بعد انہیں نہیں بھولے۔ بندگانِ نفس تو بالعموم دوسری بیوی کے آنے پر پہلی کو اس کی حین حیات میں ہی گٹھلی کی طرح پھینکے دیتے ہیں۔ اس کی موت کے بعد اس کا کیا ذکر۔"

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الأنصار، بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ ﷺ خَدِيجَةَ وَفَضْلِهَا، جلد ۷، صفحہ ۳۰۰)

بَاب ۳۳: كَلَامُ الرَّبِّ مَعَ جِبْرِيلَ وَنِدَاءُ اللهِ الْمَلَائِكَةَ

جبریل کے ساتھ ربّ کا کلام کرنا اور اللہ کا ملائکہ کو پکارنا

وَقَالَ مَعْمَرٌ وَ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ (النمل:۷) أَيْ يُلْقَى عَلَيْكَ وَتَلَقَّاهُ

اور معمر نے کہا کہ وَ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ کے معنی ہیں کہ قرآن تجھ پر القا کیا جاتا ہے اور تو اس کو ان

أَنْتَ أَيْ تَأْخُذُهُ عَنْهُمْ وَمِثْلُهُ فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ (البقرة:۳۸).

(ملائکہ) سے لیتا ہے اور اسی کی طرح ہے یہ آیت بھی فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ۔[۱]

۷۴۸۵: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي جِبْرِيلُ فِي السَّمَاءِ إِنَّ اللهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ وَيُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ.

۷۴۸۵: اسحاق نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالصمد نے ہمیں بتایا۔ عبدالرحمٰن نے جو کہ عبداللہ بن دینار کے بیٹے ہیں، ہم سے بیان کیا۔ عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریلؑ کو پکارتا ہے کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تو بھی اس سے محبت کر۔ پھر جبریلؑ اس سے محبت کرتا ہے۔ پھر جبریلؑ آسمان میں پکار کر کہتا ہے کہ اللہ کو فلاں شخص سے محبت ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں اور زمین کے لوگوں میں اس کے لئے قبولیت ڈال دی جاتی ہے۔

أطرافه: ۳۲۰۹، ۶۰۴۰۔

۷۴۸۶: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ

۷۴۸۶: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے ابوالزناد سے، ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ فرشتے رات کو اور کچھ فرشتے دن کو

[۱] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "پھر آدم نے اپنے ربّ سے کچھ کلمات سیکھے۔"

وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ.

یکے بعد دیگرے تم میں آتے رہتے ہیں اور عصر کی نماز اور فجر کی نماز میں وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر جو تم میں رات کو رہے تھے وہ اوپر کو چلے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے اور وہ ان سے بہتر جانتا ہے، تم نے میرے بندوں کو کس کیفیت میں چھوڑا ہے؟ وہ کہیں گے: ہم نے ان کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس آئے تھے تو اس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے۔

أطرافُه: ٥٥٥، ٣٢٢٣، ٧٤٢٩۔

٧٤٨٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنِ الْمَعْرُورِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَبَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى.

۷۴۸۷: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ غندر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے واصل سے، واصل نے معرور سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوذرؓ سے سنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: جبریلؑ میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے یہ بشارت دی کہ جو ایسی حالت میں مرے گا کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو گا تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ میں نے کہا: گو اس نے چوری کی ہو، گو اس نے زنا کیا ہو؟ آپؐ نے فرمایا: گو اس نے چوری کی ہو گو اُس نے زنا کیا ہو۔

أطرافُه: ١٢٣٧، ١٤٠٨، ٢٣٨٨، ٣٢٢٢، ٥٨٢٧، ٦٢٦٨، ٦٤٤٣، ٦٤٤٤۔

تشریح: كَلَامُ الرَّبِّ مَعَ جِبْرِيلَ وَنِدَاءُ اللهِ الْمَلَائِكَةَ: جبریل کے ساتھ ربّ کا کلام کرنا اور اللہ کا ملائکہ کو پکارنا جبرائیل ملائکۃ اللہ میں سے وہ واسطہ ہے جو بندے اور اس کے ربّ کے درمیان اور بندوں کے باہمی نیک روابط قائم کرنے کے لئے مامور ہے۔ شریعتیں اسی ایک غرض کے لئے نازل ہوتی رہیں اور ان کا نزول جبریل ہی کے توسط سے ہوا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ملائکہ کا ایک کام یہ بھی ہے کہ چونکہ وہ تمام اسباب مادیہ کی علت اولیٰ ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی مامور کو مبعوث فرماتا ہے تو ساتھ ہی انہیں بھی حکم ملتا ہے کہ وہ تمام کائنات کو اس کی تائید میں لگا دیں اور اس طرح کل دنیا ہی مامور کی خدمت میں لگ جاتی ہے اور وہ باوجود شدید مخالفت کے آخر غالب آ جاتا ہے اور اس مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے جس کے لئے اسے بھیجا جاتا ہے۔ حدیث نبوی میں بھی یہ امر بیان ہوا ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے إِذَا أَحَبَّ اللهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيْلَ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ فَيُنَادِي جِبْرِيْلُ فِيْ أَهْلِ السَّمَآءِ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْأَرْضِ (بخاری جلد رابع کتاب الادب باب المقت من اللہ) یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو اپنا محبوب بنالیتا ہے تو جبریل سے فرماتا ہے کہ میں خدا فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں اس پر جبریل بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہے پھر جبریل دوسرے آسمانی فرشتوں سے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے پس تم بھی اس سے محبت کرو اس پر سب آسمانی وجود اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اس کے بعد دنیا کے لوگوں میں بھی اس کی قبولیت کی رُوح پیدا کر دی جاتی ہے۔ اس حدیث میں اوپر کی آیت کا مضمون ہی دوسرے لفظوں میں بیان کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ دنیوی تغیرات جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتے ہیں ان کی علت اولیٰ ملائکہ ہیں اور ان کا ایک کام اللہ تعالیٰ کے مامورین کی قبولیت کا پھیلانا ہے۔

چونکہ وہ دنیوی تغیرات کے سربراہ ہوتے ہیں ان کی تائید سے کل کارخانہ عالم مامورین کی تائید میں لگ جاتا ہے اور آسمانی تائیدات کو دیکھ کر سفلی وجود آخر ہدایت پا جاتے ہیں اور ماموروں کو قبول کر لیتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ملائکہ روحانی

وجود ہیں اور مادی عالم کی پہلی کڑیاں اور اس کے مدبر ہیں اور ان کا وجود درباریوں کے طور پر نہیں ہے بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے کارخانۂ عالم کو چلانے کے لئے مختلف اسباب پیدا کئے ہیں اسی طرح انہیں کائناتِ عالم کے تغیرات کے لئے پہلی علتیں اور ابتدائی اسباب بنایا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے بنائے ہوئے قواعد کے ماتحت دُنیا میں تغیرات پیدا کرتے چلے جاتے ہیں اور ان کی تدبیر سے یہ کارخانۂ عالم صحیح طور پر مقررہ قوانین کے مطابق چلتا جاتا ہے بیشک بوجہ ان کے نظر نہ آنے کے تدبر سے کام نہ لینے والے لوگ ان کے وجود کا انکار کرتے ہیں لیکن یہ انکار ایسا ہی ہے جیسا کہ بعض جاہل قانونِ قدرت کے باریک اسباب کو نہ جاننے کی وجہ سے ان کا انکار کر دیتے ہیں۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیرِ آیت وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ جلد اول، صفحہ ۳۱۰)

آپؓ مزید فرماتے ہیں:

”ملائکہ اس نظام عالم کے مدبر ہیں چنانچہ قرآن کریم میں انہیں مختلف امور کی پہلی کڑی اور سبب اولیٰ بتایا گیا ہے اور سورۃ نازعات میں ان کی نسبت آتا ہے فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝[1] ہم شہادت کے طور پر ان ارواح کو پیش کرتے ہیں جو کارخانہ عالم کو چلاتی ہیں پس جب ملائکہ کارخانہ عالم کو چلانے والے اور پہلی علت ہیں تو جو انہیں دیا جائیگا وہ ان کے لئے ہی نہ ہوگا بلکہ ان افراد کے لئے بھی ہوگا جو ان کے تابع ہیں چنانچہ اس حدیث میں جو پہلے بیان ہو چکی ہے کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی شخص کی قبولیت دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے تو جبریل سے کہتا ہے اور جبریل دوسرے ملائکہ سے۔ اور پھر ملائکہ سے یہ بات عالم سفلی میں اُتر آتی ہے اور اس شخص کی قبولیت انسانوں میں پھیل جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کارخانہ عالم ایک زنجیر کی طرح ہے اور اس کی پہلی کڑی ملائکہ ہیں اور جو زنجیر کی پہلی کڑی کو ہلائے اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اس کے ہلنے سے بعد کی کڑیاں بھی حرکت کریں اسی طرح جب اللہ تعالیٰ ملائکہ کو کوئی حکم دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا

[1] (النازعات: ۶)

ہے کہ عالم دُنیاوی میں اس قسم کی تحریک شروع ہو جائے جب ملائکہ کو آدم کی فرمانبرداری کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا تو اس کا بھی یہی مطلب تھا ملائکہ تو پہلے مخاطب تھے لیکن حکم سب دُنیا کے لئے تھا پس جس نے اس حکم کا انکار کیا نافرمان ٹھہرا۔" (تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیرِ آیت وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا جلد اول صفحہ ۳۲۷، ۳۲۸)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"ملائک ایسے فنا فی طاعت اللہ ہیں کہ اپنا ارادہ اور فیشن اور توجہ اور اپنے ذاتی قویٰ یعنی یہ کہ اپنے نفس سے کسی پر مہربان ہونا یا اس سے ناراض ہو جانا اور اپنے نفس سے ایک بات کو چاہنا یا اس سے کراہت کرنا کچھ بھی نہیں رکھتے بلکہ بکلی جوارح الحق کی طرح ہیں خدا تعالیٰ کے تمام ارادے اول انہیں کے مرایا صافیہ میں منعکس ہوتے ہیں اور پھر ان کے توسط سے کل مخلوقات میں پھیلتے ہیں چونکہ خدا تعالیٰ بوجہ اپنے تقدس تام کے نہایت تجرد اور تنزّہ میں ہے اس لئے وہ چیزیں جو انانیت اور ہستی محجوبہ کی کثافت سے خالی نہیں اور محجوب بانفسہا ہیں اس مبدء فیض سے کچھ مناسبت نہیں رکھتیں اور اسی وجہ سے ایسی چیزوں کی ضرورت پڑی جو من وجہ خدا تعالیٰ سے مناسبت رکھتی ہوں اور من وجہ اس کی مخلوق سے تا اس طرف فیضان حاصل کریں اور اس طرف پہنچادیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی چیزوں میں سے کوئی چیز بھی اپنے وجود اور قیام اور حرکت اور سکون اور اپنے تغیرات ظاہری اور باطنی اور اپنے ہر یک خاصہ کے اظہار اور اپنے ہر یک عرض کے اخذ یا ترک میں مستقل بالذات نہیں بلکہ اس ایک ہی حیّ و قیّوم کے سہارے سے یہ تمام کام مخلوق کے چلتے ہیں اور بظاہر اگرچہ یہی نظر آتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں کسی غیبی مدد کے محتاج نہیں جب چاہیں حرکت کر سکتے ہیں اور جب چاہیں ٹھہر سکتے ہیں اور جب چاہیں بول سکتے ہیں اور جب چاہیں چپ کر سکتے ہیں۔ لیکن ایک عارفانہ نظر کے ساتھ ضرور کھل جائے گا کہ ہم اپنی ان تمام حرکات و سکنات اور سب کاموں میں غیبی مدد کے ضرور محتاج ہیں اور خدا تعالیٰ کی قیومیت ہمارے نطفہ میں ہمارے علقہ میں ہمارے مضغہ میں ہمارے جنین میں اور ہماری ہر یک حرکت میں اور سکون میں

اور قول میں اور فعل میں غرض ہماری تمام مخلوقیت کے لوازم میں کام کرتی ہے مگر وہ قیومیت بوجہ ہمارے محجوب بانفسنا ہونے کے براہ راست ہم پر نازل نہیں ہوتی کیونکہ ہم میں اور اس ذات الطف اللطائف اور اعلیٰ اور اغنیٰ اور نور الانور میں کوئی مناسبت درمیان نہیں کیونکہ ہر ایک چیز ہم میں سے خواہ وہ جاندار ہے یا بے جان محجوب بنفسہ اور ساحت قدسیہ تنزّہ سے بہت دور ہے اس لئے خدا تعالیٰ میں اور ہم میں ملائک کا وجود اسی طرح ضروری ہوا جیسا کہ نفس ناطقہ اور بدن انسان میں قوائے روحانیہ اور حسیّہ کا توسط ضروری ٹھہرا، کیونکہ نفس ناطقہ نہایت تجرد اور لطافت میں تھا اور بدن انسان محجوب بنفسہ اور کثافت اور ظلمت میں پڑا تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان میں قوی روحانیہ اور حسیّہ کو ذوجہتین پیدا کیا تا وہ قویٰ نفس ناطقہ سے فیضان قبول کر کے تمام جسم کو اس سے متادب اور مہذّب کریں۔" (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵، حاشیہ صفحہ ١٦۹ تا ١۷۳)

بَاب ٣٤: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ (النساء: ١٦٧)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: یعنی اُس نے اسے اپنے علم پر مشتمل کر کے اُتارا ہے اور ملائکہ (بھی) گواہی دیتے ہیں

قَالَ مُجَاهِدٌ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ (الطلاق: ١٣) بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْأَرْضِ السَّابِعَةِ.

مجاہد نے کہا: يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ سے مراد یہ ہے کہ وہ امر جو ساتویں آسمان اور ساتویں زمین کے درمیان اترتا ہے۔

٧٤٨٨: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۷۴۸۸: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ ابو الاحوص نے ہمیں بتایا۔ ابو اسحاق ہمدانی نے ہم سے بیان کیا۔ ابو اسحاق نے حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يَا فُلَانُ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلْ اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنَّكَ إِنْ مُتَّ فِي لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصَبْتَ أَجْرًا.

نے فرمایا: اے فلاں! جب تم اپنے بستر پر آرام کرنے لگو تو یہ کہو: اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا اور اپنی توجہ تیری طرف کر دی اور اپنا معاملہ تجھے سونپ دیا اور اپنی پیٹھ تجھ پر ہی اُمید کرتے ہوئے اور تجھ سے ہی خوف کرتے ہوئے تجھ سے ہی ٹیک دی۔ کوئی جائے پناہ نہیں اور بجز تیرے کہیں نجات کی جگہ نہیں۔ میں اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اُتاری اور تیرے اس نبی کو مان لیا جو تو نے بھیجا۔ پھر اگر تم اس رات مر جاؤ تو فطرت پر مرو گے اور اگر تم صبح کرو تو اجر پاؤ گے۔

أطرافُه: ٢٤٧، ٦٣١١، ٦٣١٣، ٦٣١٥-

٧٤٨٩: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ وَزَلْزِلْهُمْ. زَادَ الْحُمَيْدِيُّ {حَدَّثَنَا سُفْيَانُ[1]} حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ

۷۴۸۹: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ سفیان نے اسماعیل بن ابی خالد سے، اسماعیل نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احزاب میں فرمایا: اے اللہ! قرآنِ مجید کے نازل کرنے والے، حساب جلد لینے والے، ان گروہوں کو بھگا دے اور ان کے قدم اُکھاڑ دے۔ حمیدی نے اتنا اور بڑھایا، (کہا:) سفیان (بن عیینہ) نے ہم سے

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں لفظ "حَدَّثَنَا سُفْيَانُ" ہے۔ (فتح الباری جزء۱۳ حاشیہ صفحہ ۵۷۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

بیان کیا کہ ابن ابی خالد نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا:) میں نے حضرت عبد اللہؓ سے سنا۔ (انہوں نے کہا:) میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

أطرافه: ۲۹۳۳، ۲۹۶۵، ۳۰۲۵، ٤١١٥، ٦٣٩٢۔

٧٤٩٠: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا (بنی اسرائیل:۱۱۱) قَالَ أُنْزِلَتْ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا رَفَعَ صَوْتَهُ سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ فَسَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا (بنی اسرائیل:۱۱۱) لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ حَتَّى يَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا أَسْمِعْهُمْ وَلَا تَجْهَرْ حَتَّى يَأْخُذُوا عَنْكَ الْقُرْآنَ.

۷۴۹۰: مسدد نے ہم سے بیان کیا۔ مسدد نے ہشیم سے، ہشیم نے ابو بشر سے، ابو بشر نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ یعنی تو اپنی نماز بلند آواز سے نہ پڑھ اور نہ بالکل خاموشی سے۔ (انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی نسبت) فرمایا کہ یہ آیت اُس وقت نازل کی گئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پوشیدہ طور پر رہتے تھے۔ جب آپؐ کی آواز بلند ہوتی، مشرکین سنتے تو وہ قرآن کو بُرا بھلا کہتے اور اس ذات کو بھی جس نے یہ نازل کیا اور اس کو بھی جو لے کر آیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا۔ یعنی اپنی قراءت کو اتنا اُونچا نہ کر کہ مشرک سن پائیں، اور اپنے ساتھیوں سے آواز اتنی دھیمی نہ کر کہ تو ان کو سنا نہ سکے اور اس کی درمیانی راہ اختیار کر۔ اور اُونچا نہ پڑھ کہ وہ تم سے قرآن لے لیں۔

أطرافه: ٤٧٢٢، ٧٥٢٥، ٧٥٤٧۔

تشریح: قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اُس نے اسے اپنے علم پر مشتمل کر کے اُتارا ہے اور ملائکہ (بھی) گواہی دیتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”یہ کلام خدا تعالیٰ کے علم پر مشتمل ہے۔ اور اس میں ایسے امور بیان ہوئے ہیں جنہیں انسان دریافت نہیں کر سکتا۔ تبھی تو ہر انسان اس کی مثل لانے سے قاصر ہے۔ دوسرے اس سے یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ خدا ایک ہی ہے۔ کیونکہ ایک سے زائد خدا ہوں تو جب انہیں بھی قرآن کریم کی مثل پیش کرنے کا چیلنج دیا گیا ہے تو کیوں نہ وہ ایک ایسا ہی کلام پیش کر کے اسے جھوٹا ثابت کریں۔ سب طرف سے خاموشی کا ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ خدا ایک ہی ہے اور اس کا کوئی ثانی نہیں۔“ (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۶۲)

يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ... بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْأَرْضِ السَّابِعَةِ: يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ سے مراد یہ ہے کہ وہ امر جو ساتویں آسمان اور ساتویں زمین کے درمیان اترتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اور سات زمینوں سے مراد زمین کی آبادی کے سات طبقے ہیں جو نسبتی طور پر بعض بعض کے تحت واقع ہیں اور کچھ بے جا نہ ہو گا کہ اگر ہم دوسرے لفظوں میں ان طبقات سبعہ کو ہفت اقلیم کے نام سے موسوم کر دیں لیکن ناظرین اس دھوکہ میں نہ پڑیں کہ جو کچھ ہفت اقلیم کی تقسیم ان یونانی علوم کی رو سے ہو چکی ہے جس کو اسلام کے ابتدائی زمانہ میں حکماء اسلام نے یونانی کتب سے لیا تھا وہ بکلّی صحیح اور کامل ہے کیونکہ اس جگہ تقسیم سے مراد ہماری ایک صحیح تقسیم مراد ہے جس سے کوئی معمورہ باہر نہ رہے اور زمین کی ہر ایک جزو کسی حصہ میں داخل ہو جائے ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں کہ اب تک یہ صحیح اور کامل تقسیم معرض ظہور میں بھی آئی یا نہیں بلکہ صرف یہ غرض ہے کہ جو خیال اکثر انسانوں کا اس طرف رجوع کر گیا ہے کہ زمین کو سات حصہ پر تقسیم کیا جائے۔ یہ خیال بھی گویا ایک الہامی تحریک تھی جو الٰہی تقسیم کے لئے بطور شاہد ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵، حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۱۵۸ تا ۱۶۰)

فَإِنَّكَ إِنْ مُتَّ فِي لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ: اگر تم اس رات مر جاؤ تو فطرت پر مرو گے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اگر تم اس رات مر گئے تو تم فطرت پر مروگے۔ آپ نے اس سے یہ سمجھایا ہے کہ انسان کی فطرت پاک ہے اور باہر کے عارضی حالات اس کو مکدر کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ اس بارے میں آپ کا ارشاد نہایت واضح الفاظ میں آگے بھی آئے گا اور انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنی فطرت کو دعا سے اور دیگر وسائل سے پاک کرتا رہے اور اسلامی وضو بھی ایک ذریعہ ہے۔ اس فطرت کے ظاہر و باطن کو پاک کرنے کا۔ کیونکہ ظاہری پاکیزگی بھی اپنا اثر باطن پر کم و بیش ڈالتی ہے۔ جیسے ظاہر کی گندگی نفس میں گندا اثر و گندا میلان پیدا کرتی ہے۔ پس تمام ایسے مسائل جن سے فطرت کراہت کرتی ہو؛ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا نتیجہ نہیں۔... اور وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ کا جملہ دو مقصد ادا کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک تعلق باللہ بحیثیت نبوت کے اور آپ کا دوسرا تعلق بنی نوع انسان کے ساتھ بحیثیت رسالت کے۔ دونوں تعلقات کو آپ نے کامل طور پر نبھایا ہے۔ گندگی میں لتھڑی ہوئی انسانیت کو پاک وصاف کر کے اس کو اللہ تعالیٰ سے ملانے کا بیڑا آپ نے اُٹھایا تھا۔ آپ کی رسالت کا یہی مقصد اعلیٰ ہے۔... اس بارے میں محمد رسول اللہ ﷺ کی خالص تعلیم اور آپ کے پاک نمونے کو مدنظر رکھ کر ہم اقرار کرتے ہیں کہ آپ نے رسالت کے اس حق کو پورے طور پر ادا کر دیا ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپ سے ارشاد فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَاَنْذِرْ ○ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ○ وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ○ (المدثر: ۲تا۶) اے کپڑا اوڑھنے والے! اُٹھ کھڑا ہو اور اِنتباہ کر اور اپنے ربّ ہی کی بڑائی بیان کر۔ اور جہاں تک تیرے کپڑوں (یعنی قریبی ساتھیوں) کا تعلق ہے، تُو (اُنہیں) بہت پاک کر۔ اور جہاں تک ناپاکی کا تعلق ہے تو اس سے کلیۃً الگ رہ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ۔“

(صحیح البخاری، ترجمہ و شرح، كِتَابُ الْوُضُوْءِ، بَابُ فَضْلِ مَنْ بَاتَ عَلَى الْوُضُوْءِ، جلد ۱، صفحہ ۳۳۲)

بَاب ۳۵: قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ(الفتح:١٦)

اللہ تعالیٰ کا فرمانا: وہ چاہیں گے کہ اللہ کے کلام کو بدل ڈالیں

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ(الطارق:١٤) حَقٌّ وَ مَاهُوَ بِالْهَزْلِ(الطارق:١٥) بِاللَّعِبِ.

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ کے معنی ہیں: یقیناً یہ سچا قول ہے۔ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ کے معنی ہیں: یہ کوئی کھیل تماشا نہیں ہے۔

٧٤٩١: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.

أطرافه: ٤٨٢٦، ٦١٨١۔

۷۴۹۱: حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ زُہری نے ہم سے بیان کیا۔ زہری نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم مجھے تکلیف دیتا ہے کہ وہ زمانہ کو بُرا بھلا کہتا ہے حالانکہ زمانہ میں ہوں۔ میرے ہی ہاتھ میں یہ سارا سلسلہ ہے رات اور دن کو میں ہی الٹتا پلٹتا ہوں۔

٧٤٩٢: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِي وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ

۷۴۹۲: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا۔ (کہا:) اعمش نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: روزہ میرے لئے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دیتا ہوں۔ وہ (روزہ دار) اپنی خواہش اور اپنا کھانا اور اپنا پینا میری خاطر چھوڑتا ہے اور روزہ ایک سپر ہوتا ہے اور روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں۔ ایک خوشی

مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ.

اس وقت جب وہ افطار کرتا ہے اور ایک خوشی اس وقت جب وہ اپنے ربّ سے ملتا ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ عمدہ ہوتی ہے۔

أطرافه: ١٨٩٤، ١٩٠٤، ٥٩٢٧، ٧٥٣٨-

٧٤٩٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَحْثِي فِي ثَوْبِهِ فَنَادَاهُ رَبُّهُ يَا أَيُّوبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى؟ قَالَ بَلَى يَا رَبِّ وَلَكِنْ لَا غِنَى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ.

۷۴۹۳: عبداللہ بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے ہمام سے، ہمام نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اسی اثنا میں کہ حضرت ایوبؑ ننگے نہا رہے تھے، سونے کی ٹڈیوں کا ایک دَل ان پر آگرا تو وہ لپ بھر بھر کر اپنے کپڑے میں ڈالنے لگے۔ ان کے ربّ نے پکارا: ایوب! کیا میں نے تمہیں غنی نہیں کر دیا تھا اس سے جو تم دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے کہا: بے شک، اے میرے ربّ۔ مگر تیری برکت سے مجھے بے نیازی نہیں ہو سکتی۔

أطرافه: ٢٧٩، ٣٣٩١-

٧٤٩٤: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ

۷۴۹۴: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے ابوعبداللہ اغر سے، ابوعبداللہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا ربّ تبارک و تعالیٰ ہر رات سب سے نچلے آسمان پر اُترتا ہے، اس وقت جبکہ

اللَّيْلِ الْآخِرُ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ.

رات کی آخری تہائی باقی رہ جاتی ہے اور فرماتا ہے: مجھ سے کون دعا کرے گا کہ میں اس کی قبول کروں؟ مجھ سے کون مانگے گا کہ میں اس کو دوں؟ مجھ سے کون مغفرت مانگے گا کہ میں اس کی مغفرت کروں؟

أطرافُه: ١١٤٥، ٦٣٢١۔

٧٤٩٥: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۷۴۹۵: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں خبر دی۔ ابوالزناد نے ہم سے بیان کیا کہ اعرج نے ان کو بتایا، انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا، حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے ہیں: ہم سب سے آخر میں آنے والے ہیں۔ قیامت کے روز سب سے آگے ہوں گے۔

أطرافُه: ٢٣٨، ٨٧٦، ٨٩٦، ٢٩٥٦، ٣٤٨٦، ٦٦٢٤، ٦٨٨٧، ٧٠٣٦۔

٧٤٩٦: وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ اللهُ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ.

۷۴۹۶: اور اسی اسناد سے مروی ہے کہ اللہ نے فرمایا: تم خرچ کرو، میں تم پر خرچ کروں گا۔

أطرافُه: ٤٦٨٤، ٥٣٥٢، ٧٤١١، ٧٤١٩۔

٧٤٩٧: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ هَذِهِ خَدِيجَةُ أَتَتْكَ بِإِنَاءٍ فِيهِ طَعَامٌ أَوْ إِنَاءٍ فِيهِ شَرَابٌ فَأَقْرِئْهَا مِنْ رَبِّهَا السَّلَامَ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ مِّنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ

۷۴۹۷: زُہیر بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ ابن فضیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمارہ سے، عمارہ نے ابوزُرعہ سے، ابوزُرعہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ (حضرت جبریلؑ نے) کہا: یہ خدیجہ ہیں جو آپؐ کے پاس برتن لائی ہیں جس میں کچھ کھانا ہے یا (کہا:) برتن لائی ہیں جس

فِيهِ وَلَا نَصَبَ.

طرفُه: ۳۸۲۰۔

میں پینے کی چیز ہے۔ آپؐ اُن کو ان کے ربّ کی طرف سے سلام کہیں اور انہیں خولدار موتیوں کے گھر کی بشارت دیں جس میں کوئی شور و غل نہیں اور نہ کوئی رنج ہے۔

۷۴۹۸: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللهُ أَعْدَدْتُّ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ.

أطرافُه: ۳۲۴۴، ۴۷۷۹، ۴۷۸۰۔

۷۴۹۸: معاذ بن اسد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے ہمام بن منبہ سے، ہمام نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال گزرا۔

۷۴۹۹: حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

۷۴۹۹: محمود نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ ابن جریج نے ہمیں خبر دی۔ سلیمان احول نے مجھ سے بیان کیا۔ (انہوں نے کہا:) کہ طاؤس نے ان کو خبر دی کہ انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا۔ وہ بیان کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو فرماتے: اے اللہ! تیری سب خوبیاں ہیں، تو ان آسمانوں اور اس زمین کا نور ہے، تیری سب خوبیاں ہیں، تو ان آسمانوں اور اس زمین کو قائم رکھنے والا ہے، تیری سب خوبیاں ہیں، تو ان آسمانوں

وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ.

اور زمین کا ربّ ہے اور ان کا بھی جو اِن میں ہیں، تو حق ہے تیرا وعدہ حق ہے اور تیرا قول حق ہے اور تجھ سے ملنا حق ہے اور جنت بھی حق ہے اور آگ بھی حق ہے اور تمام نبی سچے ہیں اور وہ گھڑی بھی اٹل ہے۔ اے اللہ! میں نے اپنے تئیں تیرے سپرد کیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف جھکا اور تیرے حضور ہی میں نے (اپنا) جھگڑا پیش کیا اور تیرے حضور ہی میں نے فیصلہ چاہا۔ جو پہلے میں کر چکا ہوں اس پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے اس سے درگزر فرما اور نیز اس سے بھی جو میں نے ابھی نہیں کیا اور نیز اس سے بھی جسے میں نے پوشیدہ رکھا اور اس سے بھی جس کا میں نے اظہار کیا تو ہی میرا معبود ہے کوئی معبود نہیں مگر تو ہی۔

أطرافه: ١١٢٠، ٦٣١٧، ٧٣٨٥، ٧٤٤٢۔

٧٥٠٠: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّأَهَا اللهُ مِمَّا قَالُوا وَكُلٌّ

۷۵۰۰: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر نمیری نے ہمیں بتایا۔ یونس بن یزید ایلی نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے زُہری سے سنا۔ (زہری نے) کہا: میں نے عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب اور علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہؓ کے واقعہ کے متعلق سنا جبکہ بہتان باندھنے والوں نے ان کے متعلق وہ بہتان باندھا تھا جو انہوں نے باندھا اور اللہ نے ان کو ان کی افترا پردازی سے بَری کیا اور ہر ایک نے مجھے اس

حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِّنَ الْحَدِيثِ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَلَكِن وَاللهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللهَ يُنْزِلُ فِي بَرَاءَتِي وَحْيًا يُتْلَى وَلَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَّتَكَلَّمَ اللهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى وَلَكِنِّي كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَّرَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللهُ بِهَا فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْإِفْكِ (النور:١٢ - ٢٢) الْعَشْرَ الْآيَاتِ.

حدیث کا ایک ٹکڑا بیان کیا جو انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہوئے مجھے بتائی تھی۔ آپؓ فرماتی تھیں: لیکن اللہ کی قسم میں گمان نہیں کرتی تھی کہ اللہ میری برأت کے متعلق کوئی وحی نازل کرے گا جو پڑھی جائے گی اور میرے دل میں میری شان اس سے بہت حقیر تھی کہ اللہ میرے متعلق کوئی ایسی بات کرے جس کو پڑھا جائے گا۔ البتہ میں یہ امید رکھتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کوئی ایسی خواب دیکھیں کہ جس کے ذریعہ سے اللہ مجھے بری قرار دے تو اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل کی: اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْإِفْكِ ....دس آیات تک۔

أطرافُه: ٢٥٩٣، ٢٦٣٧، ٢٦٦١، ٢٦٨٨، ٢٨٧٩، ٤٠٢٥، ٤١٤١، ٤٦٩٠، ٤٧٤٩، ٤٧٥٠، ٤٧٥٧، ٥٢١٢، ٦٦٦٢، ٦٦٧٩، ٧٣٦٩، ٧٣٧٠، ٧٥٤٥۔

٧٥٠١: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللهُ إِذَا أَرَادَ عَبْدِي أَنْ يَّعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوهَا عَلَيْهِ حَتَّى يَعْمَلَهَا فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْلِي فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّعْمَلَ حَسَنَةً

۷۵۰۱: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ مغیرہ بن عبد الرحمٰن نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوالزناد سے، ابوالزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میرا بندہ بُرا کام کرنے کا ارادہ کرے تو جب تک وہ اسے کرتا نہیں تو اس کے ذمہ وہ گناہ نہ لکھو۔ اگر وہ کرے تو پھر اس کو اُتنا ہی لکھو اور اگر میری خاطر اس نے اس کو چھوڑ دیا تو پھر اس کے

فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ.

لئے نیکی لکھو اور اگر وہ نیکی کرنے کا ارادہ کرے اور اس کو نہ کرے تو تم اس کے لئے نیکی لکھو اور اگر اس کو کرے تو پھر اس کے لئے دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں لکھو۔

٧٥٠٢: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هَذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ فَقَالَ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَّصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ بَلَى يَا رَبِّ قَالَ فَذَلِكِ لَكِ ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ (محمد:٢٣).

٧٥٠٢: اسماعیل بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن بلال نے مجھے بتایا۔ انہوں نے معاویہ بن ابی مزرد سے، معاویہ نے سعید بن یسار سے، سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا۔ جب اس سے فارغ ہوا تو رحم کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ رحم نے کہا: یہ اُس کا کھڑا ہونا ہے جو قطع رحمی سے تیری پناہ لے رہا ہے۔ تو اللہ نے فرمایا: کیا تم خوش نہیں ہوتے کہ میں اس کے ساتھ اپنا پیوند جوڑوں جو تجھ سے جوڑے اور اس سے قطع تعلق کروں جو تجھ سے قطع کرے؟ رحم نے کہا: ضرور خوش ہوں گا اے میرے ربّ۔ اللہ نے فرمایا: پھر تیرے لئے یہ وعدہ ہو چکا۔ پھر حضرت ابوہریرہؓ نے یہ آیت پڑھی: کیا یہ امر قریب نہیں کہ اگر تم پیٹھ پھیر لو تو زمین میں فساد کرنے کا موجب ہو جاؤ اور رشتوں کو کاٹ دو۔

أطرافُه: ٤٨٣٠، ٤٨٣١، ٤٨٣٢، ٥٩٨٧۔

٧٥٠٣: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ

٧٥٠٣: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے صالح سے، صالح نے

زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ مُطِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَالَ اللهُ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي كَافِرٌ بِي وَمُؤْمِنٌ بِي.

أطرافُه: ٨٤٦، ١٠٣٨، ٤١٤٧۔

عبید اللہ سے، عبید اللہ نے حضرت زید بن خالدؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بارش ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے: میرے بندوں میں سے آج صبح کوئی تو میرا کافر ہے اور کوئی مجھ پر ایمان لانے والا۔

٧٥٠٤: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللهُ إِذَا أَحَبَّ عَبْدِي لِقَائِي أَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِي كَرِهْتُ لِقَاءَهُ.

۷۵۰۴: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابو الزناد سے، ابو الزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میرا بندہ مجھ سے ملنے کی چاہت رکھتا ہے تو میں بھی اس کے ملنے کی چاہت کرتا ہوں اور جب میرے ملنے کو ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اس کے ملنے کو ناپسند کرتا ہوں۔

٧٥٠٥: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللهُ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي.

أطرافُه: ٧٤٠٥، ٧٥٣٧۔

۷۵۰۵: ابو الیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ ابو الزناد نے ہم سے بیان کیا۔ ابو الزناد نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے: میں ویسا ہی ہوں جیسا کہ میرا بندہ میرے متعلق خیال کرتا ہے۔

٧٥٠٦: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ

۷۵۰۶: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابو الزناد سے، ابو الزناد نے

أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَإِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوهُ وَاذْرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ فَوَاللهِ لَئِنْ قَدَرَ اللهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ فَأَمَرَ اللهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيهِ وَأَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيهِ ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ؟ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ فَغَفَرَ لَهُ.

اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص نے جس نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تھی، کہا کہ جب وہ مر جائے تو اس کو جلا دینا اور اس کی آدھی راکھ خشکی میں اور آدھی سمندر میں اڑا کر بکھیر دینا۔ اللہ کی قسم اگر اللہ نے اس پر قابو پا لیا تو وہ ضرور اس کو ایسی سزا دے گا کہ تمام جہانوں میں کسی کو بھی ایسی سزا نہیں دے گا۔ چنانچہ اللہ نے سمندر کو حکم دیا اور اس نے جو ذرات اس میں تھے ان کو اکٹھا کیا اور خشکی کو حکم دیا تو اس نے بھی جو ذرات اس میں تھے ان کو اکٹھا کیا۔ پھر اللہ نے فرمایا: تم نے یہ کیوں کیا؟ اس نے کہا: تیرے ڈر سے اور تو خوب جانتا ہے۔ اللہ نے پردہ پوشی فرما کر اس سے درگزر کر دیا۔

طرفه: ٣٤٨١۔

٧٥٠٧: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي عَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عَبْدًا أَصَابَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ

۷۵۰۷: احمد بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن عاصم نے ہمیں بتایا۔ ہمام نے ہم سے بیان کیا کہ اسحاق بن عبد اللہ نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا:) میں نے عبد الرحمٰن بن ابی عمرہ سے سنا۔ (عبد الرحمٰن نے) کہا: میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا۔ (حضرت ابوہریرہؓ نے) کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ نے فرمایا: ایک بندے نے گناہ کیا اور کبھی (حضرت ابوہریرہؓ نے) یوں کہا: أَذْنَبَ ذَنْبًا۔ تو وہ شخص کہنے لگا:

أَصَبْتُ فَاغْفِرْ فَقَالَ رَبُّهُ أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا أَوْ أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ أَوْ أَصَبْتُ آخَرَ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ أَصَابَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَصَبْتُ أَوْ أَذْنَبْتُ آخَرَ فَاغْفِرْهُ لِي فَقَالَ أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثَلَاثًا فَلْيَعْمَلْ مَا شَاءَ.

اے ربّ میں نے گناہ کیا ہے۔ اور کبھی (حضرت ابوہریرہؓ نے بجائے أَذْنَبْتُ کے) أَصَبْتُ کہا۔ اس لئے پردہ پوشی فرما کر درگزر فرما۔ اس کے ربّ نے کہا: کیا میرے بندے کو علم ہو چکا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر پکڑتا بھی ہے۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا۔ پھر جتنی دیر اللہ نے چاہا وہ ٹھہرا رہا۔ پھر ایک اور گناہ کیا یا (حضرت ابوہریرہؓ نے بجائے أَصَابَ ذَنْبًا کے) أَذْنَبَ ذَنْبًا (کہا) تو کہنے لگا: اے میرے ربّ! میں نے ایک اور گناہ کیا ہے پردہ پوشی فرماتے ہوئے اس سے درگزر فرما۔ تو پروردگار نے پھر فرمایا: کیا میرے بندے کو علم ہو چکا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے جو گناہ بخشتا بھی ہے اور اس پر پکڑتا بھی ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر جتنی دیر اللہ نے چاہا وہ ٹھہرا رہا۔ پھر ایک اور گناہ کیا۔ کبھی (حضرت ابوہریرہؓ نے یوں) کہا: أَصَابَ ذَنْبًا بجائے أَذْنَبَ ذَنْبًا۔ کہنے لگا: اے میرے ربّ! میں نے ایک اور گناہ کیا یا (کہا:) أَذْنَبْتُ (بجائے أَصَبْتُ کے) میری پردہ پوشی فرماتے ہوئے مجھ سے درگزر فرما۔ تو پرودگار نے فرمایا: کیا میرے بندے کو علم ہو چکا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے جو گناہ بخشتا بھی ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو تین بار معاف کر دیا اب جو چاہے کرے۔

٧٥٠٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا فِيمَنْ سَلَفَ أَوْ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالَ كَلِمَةً يَعْنِي أَعْطَاهُ اللهُ مَالًا وَوَلَدًا فَلَمَّا حَضَرَتِ الْوَفَاةُ قَالَ لِبَنِيهِ أَيَّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوا خَيْرَ أَبٍ قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَبْتَئِرْ أَوْ لَمْ يَبْتَئِزْ عِنْدَ اللهِ خَيْرًا وَإِنْ يَقْدِرِ اللهُ عَلَيْهِ يُعَذِّبْهُ فَانْظُرُوا إِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي حَتَّى إِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُونِي أَوْ قَالَ فَاسْحَكُونِي فَإِذَا كَانَ يَوْمُ رِيحٍ عَاصِفٍ فَأَذْرُونِي فِيهَا فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ مَوَاثِيقَهُمْ عَلَى ذَلِكَ وَرَبِّي فَفَعَلُوا ثُمَّ أَذْرَوْهُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ كُنْ فَإِذَا هُوَ رَجُلٌ قَائِمٌ قَالَ اللهُ أَيْ عَبْدِي مَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ قَالَ مَخَافَتُكَ أَوْ فَرَقٌ مِنْكَ قَالَ فَمَا تَلَافَاهُ أَنْ رَحِمَهُ عِنْدَهَا

٧٥٠٨: عبداللہ بن ابی الاسود نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا:) میں نے اپنے باپ سے سنا۔ قتادہ نے ہم سے بیان کیا۔ قتادہ نے عقبہ بن عبدالغافر سے، عقبہ نے حضرت ابوسعیدؓ سے، حضرت ابوسعیدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے ایک شخص کا ذکر کیا جو ان لوگوں میں سے تھا جو پہلے گزر چکے یا (فرمایا:) جو تم سے پہلے تھے۔ آپؐ نے ایک جملہ بولا جس کے یہ معنی تھے کہ اللہ نے اس کو مال اور اولاد دی تھی جب وفات کا وقت آن پہنچا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا: میں تمہارا کیسا باپ تھا؟ انہوں نے کہا: بہت اچھے باپ تھے۔ اس نے کہا کہ اس نے اللہ کے پاس کوئی نیکی آگے نہیں بھیجی ہے اور اگر اللہ نے اس پر قابو پایا تو اس کو سزا دے گا اس لئے دیکھو جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دو یہاں تک کہ جب میں کوئلہ ہو جاؤں تو مجھے پیس ڈالنا یا (راوی نے) کہا: فَاسْحَكُونِي بجائے فَاسْحَقُونِي کے۔ جس دن زور کی آندھی ہو تو اس آندھی میں تم میری راکھ اڑا دینا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے ربّ کی قسم اس نے اس بات پر اُن سے پختہ عہد لئے اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر آندھی کے دن اس کی راکھ اڑا دی۔ تو اللہ عزوجل نے فرمایا: ہو جا۔ پھر کیا تھا کہ

وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى فَمَا تَلَافَاهُ غَيْرُهَا.

وہی شخص کھڑا تھا۔ اللہ نے پوچھا: اے میرے بندے! یہ جو تم نے کیا ہے اس کے کرنے پر تمہیں کس نے آمادہ کیا؟ اس نے کہا: تیرے خوف نے یا (کہا:) گھبراہٹ نے جو تیرے ڈر سے تھی۔ (راوی نے) کہا: اس پر جلد ہی اللہ نے اپنی رحمت سے اس کے گناہوں کی تلافی کی اور دوسری بار (راوی نے) کہا: اس بات کے سوا اور کسی بات نے بھی اس کے گناہوں کی تلافی نہ کی۔

فَحَدَّثْتُ بِهِ أَبَا عُثْمَانَ فَقَالَ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ سَلْمَانَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فِيهِ أَذْرُونِي فِي الْبَحْرِ أَوْ كَمَا حَدَّثَ. حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَئِرْ وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَئِرْ فَسَّرَهُ قَتَادَةُ لَمْ يَدَّخِرْ.

(سلیمان نے کہا:) میں نے ابوعثمان سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا: میں نے یہ سلمان سے سنا مگر انہوں نے اس میں اتنا بڑھایا: سمندر میں میری راکھ اڑا دینا یا کچھ ایسا ہی انہوں نے بیان کیا۔ موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے لَمْ يَبْتَئِرْ کہا (یعنی اس نے آگے نہیں بھیجا) اور خلیفہ نے مجھ سے کہا: معتمر نے ہم سے بیان کیا اور کہا: لَمْ يَبْتَئِرْ۔ قتادہ نے اس کے یہ معنی کئے کہ ذخیرہ نہیں کیا۔

أطرافه: ٣٤٧٨، ٦٤٨١۔

تشریح: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللهِ: اللہ تعالیٰ کا فرمانا: وہ چاہیں گے کہ اللہ کے کلام کو بدل ڈالیں۔

علامہ ابن بطال بیان کرتے ہیں کہ اس عنوانِ باب اور اس کی ذیل کی احادیث سے امام بخاریؒ کا ارادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام اس کی ایک ایسی صفت ہے جو اس کے ساتھ ہی قائم ہے اور یہ کہ وہ ہمیشہ سے کلام کرنے والا ہے اور ہمیشہ کرتا رہے گا۔ علامہ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امام بخاری کی غرض یہ بتانا بھی ہے کہ کلام اللہ محض قرآن کریم سے مختص نہیں اور یہ کہ اس کی ایک سے زیادہ قسمیں ہیں اور زیر باب روایات میں اللہ تعالیٰ کے مختلف اقوال گویا اسی امر کی وضاحت میں ہیں۔ (فتح الباری جزء ١٣ صفحہ ٥٧٨)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قرآن میں کلام اللہ کا لفظ تین جگہ آیا ہے اور تینوں جگہ قرآن کریم کے متعلق ہی استعمال ہوا ہے۔ کسی اور کتاب کے متعلق نہیں۔ اس لئے عقلاً یہی کہا جائے گا کہ قرآن ہی کلام اللہ ہے۔ اور ہمارا کوئی حق نہیں کہ ہم بلا دلیل یہ خیال کریں کہ قرآن کریم کے سوا کوئی اور آسمانی کتاب بھی کلام اللہ کے نام کی مستحق ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کا نام کلام اللہ نہیں رکھا گیا۔ پھر اس کو ہم کلام اللہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ خصوصاً جب کہ میں آئندہ ثابت کروں گا کہ تاریخاً بھی ان میں سے کوئی کتاب کلام اللہ نہیں۔

قرآن کریم میں انبیاء کو کلمہ کہا گیا ہے۔ الہامات کو کلمات کہا گیا ہے۔ بلکہ کلمات اللہ بھی کہا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا (النساء:۱۶۵) موسیٰؑ سے خدا نے خوب اچھی طرح کلام کیا۔ لیکن باوجود اس کے حضرت موسیٰؑ کی کتاب جس کا بہت سی جگہ قرآن کریم میں ذکر آیا ہے، اسے کلام اللہ نہیں کہا گیا۔ جیسا کہ فرمایا: نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:۱۰۲) یعنی وہ لوگ جن کو کتاب اللہ دی گئی تھی انہوں نے اسے اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال دیا گویا کہ انہیں علم ہی نہیں۔ پس صاف معلوم ہوتا ہے کہ کتاب اللہ اور کلام اللہ میں فرق ہے۔ کتاب اللہ ہر اس کتاب کو جس میں خدا کی باتیں ہوں کہا جا سکتا ہے۔ لیکن کلام اللہ ہر ایک کو نہیں کہا جا سکتا۔ دوسری الہامی کتابوں کو کتاب اللہ کہا گیا ہے۔ اور کتاب اللہ کا لفظ قرآن کے متعلق بھی موجود ہے مگر دوسرا لفظ کلام اللہ صرف قرآن کیلئے استعمال کیا گیا ہے، کسی اور کے لئے نہیں۔ یہ فرق ہے اور یہ بغیر حکمت کے نہیں۔

اس فرق کو سمجھنے کیلئے یاد رکھنا چاہئے کہ انبیاء کی وحی کئی قسم کی ہوتی ہے۔

(۱) ایک وہ وحی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں کانوں میں پڑتی ہے اور زبان پر جاری ہوتی ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا: اَلْحَمْدُ

لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ یہ الفاظ کان میں آواز کے طور پر پڑے اور زبان پر جاری ہوئے۔ اس آیت کا ا، ل، ح، م، د اور ان کے اعراب سب خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے ہیں۔ یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے ایک مضمون رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ڈال دیا۔ بلکہ ہر حرف اور ہر لفظ خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے۔ یہ وحی سب انبیاء پر نازل ہوئی۔

(۲) دوسری وحی رؤیا اور کشوف ہیں۔ یہ الفاظ میں نہیں بلکہ نظاروں میں ہوتی ہے۔ مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اُحد کی جنگ میں تشریف لے جانے لگے تو آپؐ نے دیکھا کہ آپؐ کی تلوار کی دھار ٹوٹ گئی ہے۔ اور دیکھا کہ ایک گائے ذبح کی جارہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تلوار کی شکستگی سے مراد فتح ہے جو مشتبہ ہو گی اور گائے کے ذبح ہونے سے مراد یہ ہے کہ کچھ احباب شہید ہونگے۔ یہ وحی بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی مگر فرق یہ ہے کہ پہلی وحی الفاظ میں تھی اور یہ نظارہ میں ہے۔ اور نظارہ بیان کرتے وقت اپنے الفاظ بیان کرنے پڑتے ہیں۔ بالکل ممکن ہے کہ اس بیان میں کچھ اونچ نیچ ہو جائے۔

(۳) تیسری وحی خفی ہوتی ہے جو الفاظ میں نازل نہیں ہوتی، نہ نظارہ دکھایا جاتا ہے بلکہ تفہیم اور انکشاف کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ دل میں ایک خیال پیدا ہوتا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی دل میں ڈالا جاتا ہے کہ یہ تمہارا خیال نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ڈالا گیا ہے اور الفاظ اس کو خود بنانے پڑتے ہیں۔ یہ سب سے ادنیٰ درجہ کی وحی ہے۔ اس سے بڑھ کر رؤیا اور کشف کی وحی ہوتی ہے۔ مگر اس میں تاویل کی ضرورت ہوتی ہے اور تاویل میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے۔ لیکن پہلی وحی جو الفاظ میں ہوتی ہے اس میں غلطی کا کوئی احتمال نہیں ہوتا۔ یہ سب سے اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔

اب اگر ایک نبی اپنی تمام وحی کو ایک کتاب میں جمع کر دے جس میں وحی کلام بھی ہو اور وحی کشف و رؤیا بھی ہو اور وحی خفی بھی نبی کے اپنے الفاظ میں ہو تو

اسے ہم کتاب اللہ تو کہہ سکتے ہیں، لیکن ہم اسے کلام اللہ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ سب کی سب کلام اللہ نہیں بلکہ اس میں ایک حد تک کلام بشر بھی ہے۔ گو مضمون سب کا سب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس وجہ سے وہ کتاب کتاب اللہ ہے۔
اب اس فرق کو مدنظر رکھ کر دیکھ لو۔ دنیا کی کوئی کتاب خواہ کسی قوم کی ہو اور کس قدر ہی شد و مد کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کی جاتی ہو کلام اللہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ایک بھی ایسی کتاب نہیں نہ موجودہ صورت میں اور نہ اس صورت میں جس طرح کسی نبی نے دی تھی کہ اس کے تمام کے تمام الفاظ خدا تعالیٰ کے ہوں۔ اس میں بعض الفاظ خدا تعالیٰ کے ہونگے بعض نظارے ہونگے اور بعض مفہوم بیان کئے گئے ہونگے۔...... یہ فضیلت صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے کہ ساری کی ساری شریعت آپؐ کو وحی کے الفاظ میں عطا ہوئی۔ باقی سب انبیاء کی کتب میں کچھ کلام الٰہی تھا۔ کچھ نظارے تھے اور کچھ مفہوم جسے انہوں نے اپنے الفاظ میں بیان کیا۔ اگر وہ نظاروں اور مفہوم کے حصہ کو علیحدہ کر دیتے تو ان کی کتابیں نامکمل ہو جاتیں کیونکہ ان کا سارا دین کلام اللہ میں محصور نہیں۔ کچھ رؤیا اور کشوف ہیں اور کچھ وحی خفی کے ذریعہ سے تھا۔ اگر وہ کلام اللہ کو الگ کرتے تو ان کا دین ناقص رہ جاتا۔ برخلاف اس کے قرآن کریم میں سب دین آ گیا ہے اور کلام اللہ میں ہی سب دین محصور ہے۔ پس قرآن کے سوا اور کسی نبی کی کتاب کا نام کلام اللہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ نام صرف قرآن کریم کا ہی ہے۔
اصل بات یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو اکمل بنانا تھا اسلام کو اکمل دین اور قرآن کو آخری کلام بنانا تھا اس لئے ضروری تھا کہ اسے ایسا محفوظ بناتا کہ کوئی مطلب فوت نہ ہو۔ اور اس کی ایک ہی صورت تھی اور وہ یہ کہ عالم الغیب خدا کے الفاظ میں سب کچھ بیان ہو۔ رؤیا اور کشوف میں جھگڑے اور اختلاف پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے شریعت اسلامیہ کو خدا تعالیٰ نے اپنے الفاظ میں اتار کر اس کا نام کلام اللہ رکھا اور کہہ دیا کہ اس کے سب الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کے سوا اور کوئی ایسی کتاب نہیں جس کے الفاظ سے نئے نئے مضامین نکلتے چلے آئیں۔ صرف قرآن کریم ہی وہ کتاب ہے جس کے مطالب کبھی ختم نہیں ہوتے۔ رات دن قرآن کریم کو پڑھو، قرآن کے حقائق کبھی ختم نہ ہونگے۔ اس کی حکمتیں نکلتی چلی آتی ہیں اور ہر لفظ پر حکمت معلوم ہوتا ہے۔ ......
قرآن کریم واقع میں ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ اس کی جگہ دوسری کتب میں یہ بات نہیں۔'' (فضائل القرآن نمبر ۴، انوار العلوم جلد ۱۲ صفحہ ۴۱۹ تا ۴۲۳)

وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ: روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ عمدہ ہوتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کو روزے دار کے منہ کی بُو جو ہے، نہ کھانے کی وجہ سے منہ میں پیدا ہو جاتی ہے، صرف اس لئے پسند ہے کہ میرے بندے نے میری خاطر اپنے اوپر یہ پابندی لگائی ہوئی ہے اور میری عبادت میں مشغول ہے تو خدا تعالیٰ ایسے روزہ داروں کی بہت قدر کرتا ہے۔ اور ایسے لوگوں پر اپنی رحمتوں اور فضلوں کی ہوائیں چلاتا ہے۔ اس دنیا میں بھی انہیں اپنی پناہ میں رکھتا ہے اور اگلے جہان میں بھی اپنی جنتوں کا وارث بناتا ہے۔''

(خطباتِ مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱؍ اکتوبر ۲۰۰۳ء، جلد ۱، صفحہ ۴۳۹)

زیر باب روایت ۷۵۰۱ کے الفاظ **إِذَا أَرَادَ عَبْدِي أَنْ يَّعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوهَا عَلَيْهِ حَتَّى يَعْمَلَهَا:** جب میرا بندہ بُرا کام کرنے کا ارادہ کرے تو جب تک وہ اسے کرتا نہیں تو اس کے ذمہ وہ گناہ نہ لکھو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''حدیث میں ... آتا ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ اِذَا اَرَادَ عَبْدِىْ اَنْ يَّعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَيْهِ حَتّٰى يَعْمَلَهَا فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا بِمِثْلِهَا وَاِنْ تَرَكَهَا مِنْ اَجْلِىْ فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ

بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ (بخاری مصری جلد رابع کتاب التوحید)
یعنی ہر بدی کی سزا اُس کے برابر ہے اور ہر بدی جس کا خیال چھوڑ دیا جائے اس کے بدلہ میں نیکی لکھی جاتی ہے اور ہر نیکی جس کا انسان خیال کرے خواہ عمل نہ کرے اس کے بدلہ میں نیکی ہے اور ہر نیکی کا بدلہ دس سے سات سو گنے تک ہے۔
قرآن کریم میں بھی نیکی کا دس گنے سے زیادہ ثواب دیئے جانے کا وعدہ کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَ اللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ ... یعنی جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُن کے اس فعل کی حالت اُس دانہ کی حالت کی مشابہ ہے جو سات بالیں اُگائے اور ہر بال میں سو دانہ ہو اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے اس سے بھی بڑھا بڑھا کر دیتا ہے اور اللہ وسعت والا ہے اور بہت جاننے والا ہے۔ اس آیت سے پتہ لگتا ہے کہ بعض نیکیوں کا بدلہ سات سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ چونکہ انسان میں کچھ نیکی بھی پائی جاتی ہے اس لئے نیکیوں کا شمار اگر اس حدیث اور قرآن کریم کی آیت کے مطابق کیا جائے تو عقل اس بات کو جائز قرار نہیں دیتی کہ کوئی انسان دائمی طور پر نجات سے محروم رہ جائے۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ النباء، زیر آیت لّٰبِثِيْنَ فِيْهَاۤ اَحْقَابًا، جلد ۸، صفحہ ۳۸، ۳۹)

بَاب ٣٦: كَلَامُ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ

قیامت کے روز ربّ عزوجل کا انبیاء و دیگر لوگوں سے کلام کرنا

٧٥٠٩: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ

۷۵۰۹: یوسف بن راشد نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن عبد اللہ نے ہمیں بتایا۔ ابو بکر بن عیاش نے ہم سے بیان کیا۔ ابو بکر نے حمید سے روایت

سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ شُفِّعْتُ فَقُلْتُ يَا رَبِّ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ خَرْدَلَةٌ فَيَدْخُلُونَ ثُمَّ أَقُولُ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى شَيْءٍ فَقَالَ أَنَسٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَصَابِعِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کی۔ (انہوں نے کہا:) میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ اُنہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ نے فرمایا: جب قیامت ہو گی میری سفارش قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا: اے میرے ربّ! جنت میں ان لوگوں کو بھی داخل کر جن کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہو اور وہ داخل ہوں گے۔ پھر کہوں گا: جنت میں ان لوگوں کو بھی داخل کر جن کے دل میں کم سے کم بھی ایمان ہو۔ حضرت انسؓ نے کہا: مجھے یہ بات ایسی یاد ہے گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کو اب بھی دیکھ رہا ہوں۔

أطرافه: ٤٤، ٤٤٧٦، ٦٥٦٥، ٧٤١٠، ٧٤٤٠، ٧٥١٠، ٧٥١٦۔

٧٥١٠: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنَزِيُّ قَالَ اجْتَمَعْنَا نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَذَهَبْنَا إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَذَهَبْنَا مَعَنَا بِثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ إِلَيْهِ يَسْأَلُهُ لَنَا عَنْ حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ فَإِذَا هُوَ فِي قَصْرِهِ فَوَافَقْنَاهُ يُصَلِّي الضُّحَى فَاسْتَأْذَنَّا فَأَذِنَ لَنَا وَهُوَ قَاعِدٌ عَلَى فِرَاشِهِ فَقُلْنَا لِثَابِتٍ لَا تَسْأَلْهُ عَنْ شَيْءٍ أَوَّلَ مِنْ حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ يَا أَبَا حَمْزَةَ هَؤُلَاءِ

۷۵۱۰: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ معبد بن ہلال عنزی نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ہم اہل بصرہ میں سے کچھ لوگ اکٹھے ہوئے اور حضرت انس بن مالکؓ کے پاس گئے۔ ہم اپنے ساتھ ثابت بُنانی کو بھی ان کے پاس لے گئے تا کہ وہ ہمارے لیے شفاعت کی حدیث ان سے پوچھ لیں۔ ہم نے کیا دیکھا کہ وہ اپنے محل میں ہیں۔ اتفاق سے ہم ان کے پاس ایسے وقت میں پہنچے کہ وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم نے اجازت مانگی۔ انہوں نے اجازت دی اور وہ اس وقت اپنے بچھونے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے ثابت سے کہا: شفاعت کی حدیث سے پہلے اور

إِخْوَانُكَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ جَاءُوكَ يَسْأَلُونَكَ عَنْ حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيمَ فَإِنَّهُ خَلِيلُ الرَّحْمَنِ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسَى فَإِنَّهُ كَلِيمُ اللهِ فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسَى فَإِنَّهُ رُوحُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُونِي فَأَقُولُ أَنَا لَهَا فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ

کسی بات کے متعلق ان سے نہ پوچھیو تو ثابت نے کہا: ابو حمزہؓ! یہ آپؓ کے بھائی ہیں جو اہل بصرہ میں سے ہیں۔ آپؓ کے پاس آئے ہیں کہ آپؓ سے شفاعت کی حدیث کے متعلق پوچھیں تو انہوں نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمایا: جس دن قیامت ہوگی لوگ بیقراری سے آپس میں ایک دوسرے سے لپٹیں گے۔ حضرت آدمؑ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اپنے ربّ کے حضور ہمارے لئے سفارش کریں تو وہ کہیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں لیکن تم حضرت ابراہیمؑ کو ملو وہ رحمٰن کے دوست ہیں تو وہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئیں گے۔ وہ کہیں گے میں اس کا اہل نہیں تم حضرت موسیٰؑ کو جا ملو کیونکہ وہ اللہ کے کلیم ہیں۔ یہ سن کر وہ حضرت موسیٰؑ کے پاس آئیں گے۔ وہ کہیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں لیکن تم حضرت عیسیٰؑ کو جا ملو کیونکہ وہ اللہ کی روح اور کلمہ ہیں۔ تو وہ حضرت عیسیٰؑ کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ البتہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملو اور وہ میرے پاس آئیں گے۔ میں کہوں گا: میں اس کا اہل ہوں اور میں اپنے ربّ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگوں گا اور مجھے اجازت دی جائے گی اور وہ مجھے ایسی تعریفیں الہام کرے گا کہ جس سے میں اس کی حمد کروں گا جو ابھی میرے ذہن میں نہیں آئیں غرض میں

مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيرَةٍ مِّنْ إِيمَانٍ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُودُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ أَوْ خَرْدَلَةٍ مِّنْ إِيمَانٍ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُودُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيَقُولُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ[1] أَدْنَى {أَدْنَى} مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ مِنَ النَّارِ[2] مِنَ النَّارِ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ أَنَسٍ قُلْتُ لِبَعْضِ أَصْحَابِنَا لَوْ مَرَرْنَا بِالْحَسَنِ

ان تعریفوں سے اس کی تعریف کروں گا اور اس کے حضور سجدہ میں گر پڑوں گا اور مجھے کہا جاوے گا: محمد! اپنا سر اُٹھاؤ اور کہو، تمہاری سنی جائیں گی اور مانگو تمہیں دیا جائے گا اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا: اے میرے ربّ! میری امت کو بچانا، میری اُمت کو بچانا۔ اس پر مجھے کہا جائے گا: جاؤ اور جن کے دل میں جَو برابر بھی ایمان ہو ان کو اس آگ سے نکال دو۔ میں چلا جاؤں گا اور ایسے ہی کروں گا۔ پھر میں واپس لوٹوں گا اور انہی تعریفوں سے اس کی تعریف کروں گا اور پھر اس کے حضور گر پڑوں گا۔ مجھے کہا جائے گا: محمد! اپنا سر اُٹھاؤ اور کہو، تمہاری سنی جائے گی اور مانگو تمہیں دیا جائے گا اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی۔ تب میں کہوں گا: اے میرے ربّ! میری امت کو بچانا۔ اس پر کہا جائے گا: جاؤ اور جن کے دل میں ذرہ بھریا رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو ان کو وہاں سے نکال دو۔ میں چلا جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا۔ پھر واپس لوٹوں گا اور انہی تعریفوں سے اس کی تعریف کروں گا۔ اس کے بعد اس کے حضور سجدہ میں گروں گا تو کہا جاوے

---

[1] عمدۃ القاری میں اس جگہ لفظ أَدْنَى تین دفعہ ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء ۲۵ صفحہ ۱۶۵) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

[2] عمدۃ القاری میں اس جگہ الفاظ مِنَ النَّارِ ایک دفعہ ہیں (عمدۃ القاری، جزء ۲۵ صفحہ ۱۶۵) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

وَهُوَ مُتَوَارٍ فِي مَنْزِلِ أَبِي خَلِيفَةَ فَحَدَّثْنَا بِمَا حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَأَتَيْنَاهُ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَأَذِنَ لَنَا فَقُلْنَا لَهُ يَا أَبَا سَعِيدٍ جِئْنَاكَ مِنْ عِنْدِ أَخِيكَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَلَمْ نَرَ مِثْلَ مَا حَدَّثَنَا فِي الشَّفَاعَةِ فَقَالَ هِيهْ فَحَدَّثْنَاهُ بِالْحَدِيثِ فَانْتَهَى إِلَى هَذَا الْمَوْضِعِ، فَقَالَ هِيهْ فَقُلْنَا لَمْ يَزِدْ لَنَا عَلَى هَذَا فَقَالَ لَقَدْ حَدَّثَنِي وَهُوَ جَمِيعٌ مُنْذُ عِشْرِينَ سَنَةً فَلَا أَدْرِي أَنَسِيَ أَمْ كَرِهَ أَنْ تَتَّكِلُوا قُلْنَا يَا أَبَا سَعِيدٍ فَحَدِّثْنَاهُ فَضَحِكَ وَقَالَ خُلِقَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا مَا ذَكَرْتُهُ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدَّثَنِي كَمَا حَدَّثَكُمْ بِهِ قَالَ ثُمَّ أَعُودُ الرَّابِعَةَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ[1] ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ ائْذَنْ لِّي فِيمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَيَقُولُ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَكِبْرِيَائِي

گا: محمد! اپنا سر اُٹھاؤ اور کہو، تمہاری سنی جائے گی اور مانگو تمہیں دیا جائے گا اور سفارش کرو تمہاری قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا: اے میرے ربّ! میری امت پر رحم کر، میری امت پر رحم کر۔ تو فرمائے گا: جاؤ اور جن کے دل میں رائی کے دانہ کے وزن سے بھی کم، اس سے بھی کم، اس سے بھی کم ایمان ہو اس کو بھی آگ سے نکال لو۔ میں چلا جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا۔ جب ہم حضرت انسؓ کے پاس سے نکلے میں نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہا: اچھا ہو اگر ہم حسن (بصری) کے پاس سے بھی ہوتے جائیں اور وہ اس وقت ابوخلیفہ کے مکان میں چھپے ہوئے تھے اور ہم ان سے وہ بات بیان کریں جو حضرت انس بن مالکؓ نے ہم سے بیان کی ہے۔ چنانچہ ہم ان کے پاس آئے اور انکو السلام علیکم کہا۔ انہوں نے ہمیں اندر آنے کی اجازت دی۔ ہم نے ان سے کہا: ابوسعید! ہم آپ کے بھائی حضرت انس بن مالکؓ کے ہاں سے آپ کے پاس آئے ہیں۔ شفاعت سے متعلق جو بات انہوں نے ہم سے بیان کی ہے ویسے ہمارے خیال میں بھی کبھی نہ آئی تھی تو حسن نے کہا: بھلا بیان تو کرو۔ ہم نے ان سے وہ حدیث بیان کی۔ جب اس آخری مقام پر ختم ہوئی تو حسن نے کہا: بیان کرو۔ ہم نے کہا: حضرت انسؓ

---

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں "اَلْمَحَامِد" ہے۔ (فتح الباری جزء١٣ حاشیہ صفحہ ٥٨٨) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

وَعَظَمَتِي لَأُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ.

نے ہمیں اس سے زیادہ نہیں بتایا۔ تو حسن نے کہا: بیس برس ہوئے حضرت انسؓ نے مجھ سے بھی بیان کیا تھا جب ان کے تمام ہوش و حواس ٹھکانے پر تھے۔ میں نہیں جانتا کہ آیا وہ بھول گئے یا انہوں نے ناپسند کیا کہ تم بھروسہ کر بیٹھو گے۔ ہم نے کہا: ابو سعید! ہمیں بتائیں، تو ہنس پڑے اور کہنے لگے: انسان جلد باز ہی بنایا گیا ہے۔ میں نے یہ ذکر محض اس لئے کیا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ تمہیں بتاؤں۔ حضرت انسؓ نے مجھ سے بھی ویسے ہی بیان کیا جیسے تم سے بیان کیا، کہا: (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) پھر میں چوتھی بار واپس لوٹوں گا اور انہی تعریفوں سے اس کی تعریف کروں گا۔ پھر اس کے حضور سجدہ میں گر پڑوں گا۔ تو کہا جائے گا: محمد! اپنا سر اُٹھاؤ اور کہو، تمہاری سنی جائے گی اور مانگو تمہیں دیا جائے گا اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی۔ تب میں کہوں گا: اے میرے ربّ! مجھے اس کے متعلق بھی اجازت دے جنہوں نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کہا تو وہ کہے گا: میری عزت اور میرے جلال اور میری کبریائی اور میری عظمت کی قسم ہے کہ میں آگ سے ضرور ان کو نکال لوں گا کہ جنہوں نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کہا۔

أطرافُه: ٤٤، ٤٤٧٦، ٦٥٦٥، ٧٤١٠، ٧٤٤٠، ٧٥٠٩، ٧٥١٦۔

۷۵۱۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَّنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِّنَ النَّارِ رَجُلٌ يَخْرُجُ حَبْوًا فَيَقُولُ لَهُ رَبُّهُ ادْخُلْ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ رَبِّ الْجَنَّةُ مَلْأَى فَيَقُولُ لَهُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَكُلُّ ذَلِكَ يُعِيدُ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ مَلْأَى فَيَقُولُ إِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا عَشْرَ مِرَارٍ.

طرفه: ٦٥٧١۔

۷۵۱۱: محمد بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ عبید اللہ بن موسیٰ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسرائیل سے، اسرائیل نے منصور سے، منصور نے ابراہیم سے، ابراہیم نے عبیدہ سے، عبیدہ نے حضرت عبداللہؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتیوں میں سے جنت میں سب سے پیچھے داخل ہونے والا اور دوزخیوں میں سے سب سے پیچھے آگ سے نکلنے والا وہ شخص ہو گا جو گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا نکلے گا اور اس کا ربّ اس سے کہے گا: جنت میں داخل ہو تو وہ کہے گا: اے میرے ربّ! جنت تو بھری ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے یہ بات تین بار کہے گا اور ہر دفعہ وہ اس کا یہی جواب ہو گا جنت بھر چکی ہے تو وہ کہے گا: تمہارے لئے تو دس گنا دنیا جتنی جگہ ہے۔

۷۵۱۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهِ وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ

۷۵۱۲: علی بن حجر نے ہم سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن یونس نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے خیثمہ سے، خیثمہ نے حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کا ربّ اس طرح بات کرے گا کہ اس کے اور اس کے ربّ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہو گا۔ وہ اپنی دائیں طرف دیکھے گا توسوائے اس عمل کے جو اس نے پہلے بھیجا تھا اور

بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ. قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيهِ وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

کچھ نہ دیکھے گا اور اپنی بائیں طرف دیکھے گا تو سوائے اس عمل کے جو اس نے پہلے بھیجا تھا اور کچھ نہ دیکھے گا اور وہ سامنے دیکھے گا تو وہ سوائے آگ کے کچھ نہ دیکھے گا جو اس کے منہ کے سامنے ہوگی۔ اس لئے آگ سے بچو گو کھجور کے ایک ٹکڑے سے ہی۔ اعمش نے کہا: اور عمرو بن مرہ نے خیثمہ سے روایت کرتے ہوئے مجھ سے اسی طرح بیان کیا اور انہوں نے اس میں اتنا ہی بڑھایا گو ایک اچھی بات ہی کہہ کر۔

أطرافُه: ١٤١٣، ١٤١٧، ٣٥٩٥، ٦٠٢٣، ٦٥٣٩، ٦٥٤٠، ٦٥٦٣، ٧٤٤٣۔

٧٥١٣: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَّنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ مِّنَ الْيَهُودِ فَقَالَ إِنَّهُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جَعَلَ اللهُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيقًا لِقَوْلِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

٧٥١٣: عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے ابراہیم سے، ابراہیم نے عبیدہ سے، عبیدہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: یہودیوں کا ایک عالم آیا اور کہنے لگا: بات یہ ہے کہ جس دن قیامت ہوگی تو اللہ آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور باقی تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھے گا اور ان کو ملائے گا اور کہے گا کہ میں بادشاہ ہوں، میں بادشاہ ہوں۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ اتنا ہنسے کہ آپؐ کے دانت نظر آئے بوجہ تعجب کے اور اس کی بات سچا سمجھنے کے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِلَى قَوْلِهِ يُشْرِكُونَ (الزمر:٦٨).

یہ آیت پڑھی: وَمَاقَدَرُوااللهَ حَقَّ قَدْرِهٖ...[1]

أطرافه: ٤٨١١، ٧٤١٤، ٧٤١٥، ٧٤٥١-

٧٥١٤: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي النَّجْوَى قَالَ يَدْنُو أَحَدُكُمْ مِنْ رَبِّهِ حَتَّى يَضَعَ كَنَفَهُ عَلَيْهِ فَيَقُولُ أَعَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ وَيَقُولُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ فَيُقَرِّرُهُ ثُمَّ يَقُولُ إِنِّي سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ.

۷۵۱۴: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے صفوان بن محرز سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اللہ تعالیٰ کے) راز و نیاز کے متعلق فرماتے آپؐ نے کیا سنا؟ انہوں نے کہا: تم میں سے ایک اپنے ربّ کے اتنا قریب ہوگا کہ وہ اس پر اپنا پہلو جھکا دے گا اور پوچھے گا: کیا تم نے ایسا ایسا کیا؟ وہ کہے گا: ہاں اور پوچھے گا: کیا تم نے ایسا ایسا کیا؟ وہ کہے گا: ہاں اور وہ اس سے اقرار کرائے گا۔ پھر فرمائے گا: میں نے دنیا میں تجھ پر پردہ پوشی کی اور آج میں انہی گناہوں پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے تمہاری مغفرت کرتا ہوں۔

وَقَالَ آدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور آدم نے کہا: شیبان نے ہم سے بیان کیا۔ قتادہ نے ہمیں بتایا کہ صفوان نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہوئے ہم سے بیان کیا۔ (انہوں نے کہا:) میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

أطرافه: ٢٤٤١، ٤٦٨٥، ٦٠٧٠-

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کا حق تھا اور قیامت کے دن زمین تمام تر اُسی کے قبضہ میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔"

تشریح: **كَلَامُ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ:** قیامت کے روز ربّ عزوجل کا انبیاء و دیگر لوگوں سے کلام کرنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جو لوگ اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار کرتے ہیں۔ انہوں نے خدائی صفات کا کبھی پورا اندازہ نہیں کیا۔ اور یہی وجہ اُن کے ٹھوکر کھانے کی ہے۔ چنانچہ دیکھ لو جو لوگ خدا تعالیٰ کی توحید کے قائل نہیں یا وہ لوگ جو بعض اور ذرائع کو بیچ میں لانا چاہتے ہیں۔ ان کے اس عقیدہ کی بنیاد ہی اس امر پر ہے کہ ان کا دماغ یہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا کہ ایک ایسی ہستی بھی ہے جو سب دنیا کو دیکھ رہی ہے اور سب لوگوں کی آوازوں کو سن رہی ہے وہ خیال کرتے ہیں کہ بعض ایسے درمیانی واسطوں کی ضرورت ہے جن میں خدائی طاقتیں تقسیم ہوں اور جو اپنی اپنی جگہ اُن طاقتوں کو استعمال کر رہے ہوں۔ اس دھوکا کی بڑی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اندازہ اپنی طاقتوں کے لحاظ سے کیا۔ اور خدائی طاقتوں کا انسانی طاقتوں پر قیاس کر لیا انہوں نے دیکھا کہ انسان جب ایک طرف نگاہ کرتے ہیں تو دوسری طرف کی چیزیں انہیں نظر نہیں آتیں۔ پس انہوں نے خیال کر لیا کہ خدا تعالیٰ کی نظر بھی محدود ہے۔ پھر جب انسانوں نے دیکھا کہ ہم ہر جگہ کی آواز ایک وقت میں نہیں سن سکتے تو خیال کر لیا کہ خدا تعالیٰ بھی ہر جگہ کی آواز ایک وقت میں نہیں سن سکتا۔ غرض انسانی طاقتوں پر خدائی طاقتوں کا جب انہوں نے قیاس کیا تو انہیں ضرورت محسوس ہوئی کہ خدا تعالیٰ کے بعض شریک مقرر کریں۔ اسی خیال کے نتیجے میں بعض فلسفیوں کا عقیدہ تھا کہ خدا تعالیٰ کو کلی علم ہے۔ جزئی نہیں یعنی اسے یہ تو پتہ ہے کہ انسان روٹی کھایا کرتا تھا مگر اسے یہ پتہ نہیں کہ زید اس وقت روٹی کھا رہا ہے۔ اسے یہ تو علم ہے کہ انسانوں کے گھروں میں بچے پیدا ہوا کرتے ہیں مگر اسے یہ علم نہیں کہ اس وقت زید یا بکر کے گھر میں بچہ پیدا ہو رہا ہے۔ اب اس خیال کی بنیاد اسی امر پر ہے کہ انسان اپنی محدود طاقتوں سے خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اندازہ لگاتا ہے۔ مگر آج دیکھو وہ کمزور انسان جو

خدا تعالیٰ کی طاقتوں کو گرا رہے تھے انہیں خدا نے کہا کہ تم ہماری طاقتوں کا تو اندازہ لگا ہی نہیں سکتے آؤ میں تمہاری اپنی طاقتوں کو ابھارتا ہوں اور تمہیں بتاتا ہوں کہ تم اپنی آواز کو کہاں کہاں تک پہنچا سکتے ہو۔... چنانچہ اس نے وائرلیس ایجاد کروا کے بتادیا کہ جب تمہاری جیسی ذلیل اور حقیر ہستی ساری دنیا کی آوازیں وائرلیس کے ذریعہ سن سکتی اور ساری دنیامیں اپنی آواز پہنچا سکتی ہے تو کیا وہ خدا جو تم کو پیدا کرنے والا ہے وہ تمہاری آوازیں نہیں سن سکتا؟........ غرض مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی اس بنیادی غلطی کی طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ انسانی طاقتوں پر قیاس کر کے خدائی طاقتوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اس طرح شرک جیسے گندے عقیدے میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

(تفسیر کبیر، سورۃ الحج، زیر آیت وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ، جلد ۶ صفحہ ۹۷، ۹۸)

بَاب ۳۷

مَاجَاءَ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا (النساء: ۱۶۵)

اللہ عزوجل کا فرمانا: اور اللہ نے موسیٰ سے خوب اچھی طرح کلام کیا تھا

۷۵۱۵: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى فَقَالَ مُوسَى أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَخْرَجْتَ ذُرِّيَّتَكَ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ آدَمُ أَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهِ وَكَلَامِهِ ثُمَّ

۷۵۱۵: یحيٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ عقیل نے ہم سے بیان کیا۔ عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی کہ حمید بن عبدالرحمٰن نے ہمیں بتایا، حمید نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمؑ اور موسیٰؑ نے آپس میں بحث کی۔ تو موسیٰؑ نے کہا: آپ وہی آدم ہیں نا جس نے اپنی ذریت کو جنت سے نکال دیا۔ آدمؑ نے کہا: آپ وہی موسیٰؑ ہیں جس کو اللہ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام سے برگزیدہ کیا۔ پھر آپ ایسی بات

تَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى.

پر مجھے ملامت کرتے ہیں جو میری پیدائش سے بھی پہلے میرے لیے مقدر ہو چکی تھی۔ چنانچہ آدمؑ موسیٰؑ پر غالب آ گئے۔

أطرافُه: ٣٤٠٩، ٤٧٣٦، ٤٧٣٨، ٦٦١٤-

٧٥١٦: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْمَعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُونَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا فَيُرِيحُنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ لَهُ أَنْتَ آدَمُ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَأَسْجَدَ لَكَ الْمَلَائِكَةَ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ.

٧٥١٦: مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہمیں بتایا۔ قتادہ نے ہم سے بیان کیا۔ قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز مومنوں کو اکٹھا کیا جاوے گا اور وہ کہیں گے کہ کاش ہم اپنے ربّ کے حضور سفارش کرائیں اور وہ ہمیں ہماری اس حالت سے آرام دے۔ اس پر وہ حضرت آدمؑ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: آپؑ آدم ہیں جو تمام بشر کے باپ ہے۔ اللہ نے اپنے ہاتھ سے آپؑ کو پیدا کیا اور ملائکہ سے آپؑ کو سجدہ کروایا اور ہر شے کے نام آپؑ کو سکھائے اس لئے اپنے ربّ کے حضور سفارش کریں تا کہ وہ ہمیں اس تکلیف سے رہائی دے۔ تو وہ ان سے کہیں گے کہ میں اس مقام پر نہیں ہوں۔ وہ ان سے اپنی وہ غلطی بیان کریں گے جو وہ کر بیٹھے۔

أطرافُه: ٤٤، ٤٤٧٦، ٦٥٦٥، ٧٤١٠، ٧٤٤٠، ٧٥٠٩، ٧٥١٠-

٧٥١٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ بْنَ مَالِكٍ

٧٥١٧: عبد العزیز بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان نے مجھے بتایا۔ انہوں نے شریک بن عبد اللہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے

يَقُولُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّسْجِدِ الْكَعْبَةِ أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُّوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ أَوَّلُهُمْ أَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ [1] خُذُوا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتَّى أَتَوْهُ لَيْلَةً أُخْرَى فِيمَا يَرَى قَلْبُهُ وَتَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ وَكَذَلِكَ الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ فَلَمْ يُكَلِّمُوهُ حَتَّى احْتَمَلُوهُ فَوَضَعُوهُ عِنْدَ بِئْرِ زَمْزَمَ فَتَوَلَّاهُ مِنْهُمْ جِبْرِيلُ فَشَقَّ جِبْرِيلُ مَا بَيْنَ نَحْرِهِ إِلَى لَبَّتِهِ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَدْرِهِ وَجَوْفِهِ فَغَسَلَهُ مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ بِيَدِهِ حَتَّى أَنْقَى جَوْفَهُ ثُمَّ أُتِيَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ فِيهِ تَوْرٌ مِّنْ ذَهَبٍ مَحْشُوًّا إِيمَانًا وَحِكْمَةً فَحَشَا بِهِ صَدْرَهُ وَلَغَادِيدَهُ يَعْنِي عُرُوقَ حَلْقِهِ ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَضَرَبَ بَابًا مِّنْ

(حضرت انس) بن مالکؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کی مسجد سے اسراء کرایا گیا تو آپؐ کے پاس تین شخص آئے۔ یہ آپؐ کو وحی کئے جانے سے پہلے کا واقعہ ہے اور آپؐ اس وقت مسجد حرام میں سوئے ہوئے تھے۔ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ ان میں سے وہ کونسا ہے؟ تو ان میں سے درمیان کا شخص بولا: وہ جو اُن میں سے بہتر ہے۔ تو ان میں سے پچھلے شخص نے کہا: ان میں سے اس کو لے لو جو ان میں سے بہتر ہے۔ تو اس رات اتنا ہی واقعہ ہوا۔ پھر آپؐ نے ان کو نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ آپؐ کے پاس ایک اور رات آئے اس حالت میں کہ جس میں آپؐ کا دل دیکھ رہا ہوتا اور آپؐ کی آنکھ سوئی ہوئی ہوتی اور آپؐ کا دل نہ سویا کرتا اور اسی طرح تمام نبی ہوتے ہیں کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے دل نہیں سوتے۔ انہوں نے آپؐ سے بات نہیں کی اور آپؐ کو اٹھا کر لے گئے اور زمزم کے پاس لے جا کر اُتار دیا تو ان میں سے جبریلؑ نے یہ کام اپنے ذمہ لیا۔ جبریلؑ نے آپؐ کے گلے سے لے کر سینہ تک چیر ڈالا اور سینے اور آپؐ کے پیٹ کو خالی کر دیا۔ پھر جبریلؑ نے اس کو اپنے ہاتھ سے زمزم کے پانی سے دھویا یہاں تک کہ آپؐ کے اندرونے کو صاف ستھرا کر دیا۔ پھر

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں "آخِرُهُمْ" ہے۔ (فتح الباری جزء۱۳ حاشیہ صفحہ ۵۹۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

أَبْوَابِهَا فَنَادَاهُ أَهْلُ السَّمَاءِ مَنْ ذَا فَقَالَ جِبْرِيلُ قَالُوا وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مَعِيَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ قَالَ نَعَمْ قَالُوا فَمَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلًا فَيَسْتَبْشِرُ بِهِ أَهْلُ السَّمَاءِ لَا يَعْلَمُ أَهْلُ السَّمَاءِ بِمَا يُرِيدُ اللهُ بِهِ فِي الْأَرْضِ حَتَّى يُعْلِمَهُمْ فَوَجَدَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا آدَمَ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ هَذَا أَبُوكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ آدَمُ وَقَالَ مَرْحَبًا وَأَهْلًا يَا بَنِي نِعْمَ الِابْنُ أَنْتَ فَإِذَا هُوَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِنَهَرَيْنِ يَطَّرِدَانِ فَقَالَ مَا هَذَانِ النَّهَرَانِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ هَذَانِ النِّيلُ وَالْفُرَاتُ عُنْصُرُهُمَا ثُمَّ مَضَى بِهِ فِي السَّمَاءِ فَإِذَا هُوَ بِنَهَرٍ آخَرَ عَلَيْهِ قَصْرٌ مِّنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ فَضَرَبَ يَدَهُ فَإِذَا هُوَ مِسْكٌ أَذْفَرُ قَالَ مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي خَبَأَ لَكَ رَبُّكَ ثُمَّ عَرَجَ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتْ لَهُ الْأُولَى مَنْ هَذَا؟ قَالَ جِبْرِيلُ قَالُوا وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ

سونے کا ایک طشت لایا گیا جس میں سونے کا آفتابہ تھا جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے آپؐ کا سینہ اور آپؐ کے حلق کی رگیں اس سے بھر دیں۔ پھر اس کو جوڑ کر بند کر دیا۔ پھر سب سے نچلے آسمان کی طرف آپؐ کو اٹھا کر لے گئے اور اس کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھٹکھٹایا تو اہل آسمان نے ان کو آواز دی: یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: جبریل۔ انہوں نے پوچھا: تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ انہوں نے کہا: میرے ساتھ محمدؐ ہے۔ انہوں نے پوچھا: کیا ان کو بلا بھیجا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔ تو انہوں نے کہا: تو پھر یہ خوشی سے آئیں اور اپنے لوگوں میں آئیں۔ آسمان والے آپؐ کے آنے سے خوش ہو رہے تھے۔ آسمان والے نہیں جانتے جب تک کہ اللہ ان کو نہ آگاہ کرے کہ وہ زمین میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے کیا کچھ کرنا چاہتا ہے۔ پھر آپؐ نے نچلے آسمان میں حضرت آدمؑ کو پایا۔ حضرت جبریلؑ نے آپؐ سے کہا: یہ آپؐ کے باپ ہیں۔ آپؐ انہیں سلام کریں۔ آپؐ نے سلام کیا اور حضرت آدمؑ نے آپؐ کو سلام کا جواب دیا اور کہا: خوشی سے آؤ میرے بیٹے اپنے لوگوں میں آؤ۔ کیا اچھے بیٹے ہو تم۔ تو آپؐ نے نچلے آسمان میں دو ندیاں بہتی ہوئی دیکھیں۔ آپؐ نے پوچھا: جبریل! یہ دو ندیاں کیا ہیں؟ جبریلؑ نے کہا: یہ جو نیل اور فرات ہیں یہ ندیاں ان کی اصل ہیں۔

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالُوا مَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلًا ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ وَقَالُوا لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتْ الْأُولَى وَالثَّانِيَةُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى الرَّابِعَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَقَالُوا مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّادِسَةِ[1] فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ كُلُّ سَمَاءٍ فِيهَا أَنْبِيَاءُ قَدْ سَمَّاهُمْ فَأَوْعَيْتُ مِنْهُمْ إِدْرِيسَ فِي الثَّانِيَةِ وَهَارُونَ فِي الرَّابِعَةِ وَآخَرَ فِي الْخَامِسَةِ لَمْ أَحْفَظْ اسْمَهُ وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّادِسَةِ وَمُوسَى فِي السَّابِعَةِ بِفَضْلِ كَلَامِهِ لِلَّهِ فَقَالَ مُوسَى رَبِّ لَمْ أَظُنَّ أَنْ تَرْفَعَ عَلَيَّ أَحَدًا ثُمَّ عَلَا بِهِ فَوْقَ ذَلِكَ بِمَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللهُ حَتَّى جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلَّى حَتَّى كَانَ

پھر جبریلؑ آپؐ کو آسمان میں آگے لے گئے تو آپؐ نے ایک اور ندی دیکھی جس پر موتی اور زمرد کا ایک محل تھا۔ آپؐ نے اس پر اپنا ہاتھ مارا تو پھر کیا تھا کہ وہ مشک ہے۔ آپؐ نے پوچھا: جبریل یہ کیا ہے؟ جبریلؑ نے کہا: یہ وہ کوثر ہے جو آپؐ کے ربّ نے آپؐ کے لئے چھپا رکھا ہے۔ پھر آپؐ دوسرے آسمان پر اوپر گئے اور فرشتوں نے جبریلؑ سے وہی پوچھا جو ان سے پہلوں نے پوچھا۔ یعنی یہ کون ہے؟ کہا: جبریل۔ انہوں نے پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: محمد ﷺ۔ پوچھا: کیا انہیں بلا بھیجا ہے؟ جبریلؑ نے کہا: ہاں۔ فرشتوں نے کہا: خوشی سے آئیں اور اپنے لوگوں میں آئیں۔ پھر جبریلؑ آپؐ کو لے کر تیسرے آسمان پر چڑھ گئے اور انہوں نے بھی ویسے ہی کہا جو پہلوں اور دوسروں نے کہا تھا۔ پھر آپؐ کو لے کر چوتھے آسمان پر چڑھ گئے۔ تو انہوں نے بھی ان سے ویسے ہی کہا۔ پھر وہ آپؐ کو لے کر پانچویں آسمان پر چڑھ گئے۔ انہوں نے بھی ویسے ہی کہا۔ پھر آپؐ کو چھٹے آسمان پر لے گئے۔ انہوں نے بھی ویسے ہی کہا۔ پھر آپؐ کو ساتویں آسمان پر لے گئے۔ انہوں نے بھی ویسے ہی کہا۔ ہر ایک آسمان میں نبی تھے۔ آپؐ نے ان کا نام بھی لیا اور میں نے ان میں سے

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں "السماء" ہے۔ (فتح الباری جزء۱۳ حاشیہ صفحہ ۵۹۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى اللهُ فِيمَا أَوْحَى خَمْسِينَ صَلَاةً عَلَى أُمَّتِكَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثُمَّ هَبَطَ حَتَّى بَلَغَ مُوسَى فَاحْتَبَسَهُ مُوسَى فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَاذَا عَهِدَ إِلَيْكَ رَبُّكَ قَالَ عَهِدَ إِلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جِبْرِيلَ كَأَنَّهُ يَسْتَشِيرُهُ فِي ذَلِكَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ جِبْرِيلُ أَنْ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَعَلَا بِهِ إِلَى الْجَبَّارِ فَقَالَ وَهُوَ مَكَانَهُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَنَّا فَإِنَّ أُمَّتِي لَا تَسْتَطِيعُ هَذَا فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مُوسَى فَاحْتَبَسَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُرَدِّدُهُ مُوسَى إِلَى رَبِّهِ حَتَّى صَارَتْ إِلَى خَمْسِ صَلَوَاتٍ ثُمَّ احْتَبَسَهُ مُوسَى عِنْدَ الْخَمْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ وَاللهِ لَقَدْ رَاوَدْتُّ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَوْمِي عَلَى أَدْنَى مِنْ هَذَا فَضَعُفُوا فَتَرَكُوهُ فَأُمَّتُكَ أَضْعَفُ أَجْسَادًا وَقُلُوبًا

حضرت ادریسؑ کو یاد رکھا جو دوسرے آسمان میں تھے اور حضرت ہارونؑ کو جو چوتھے میں تھے۔ اور ایک نبی جو پانچویں میں تھے ان کا نام مجھے یاد نہیں رہا اور حضرت ابراہیمؑ کو جو چھٹے میں تھے اور حضرت موسیٰؑ کو جو ساتویں میں تھے جنہیں اللہ تعالیٰ کے کلام سے فضیلت دی گئی تھی۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا: اے میرے ربّ! میں نے یہ گمان نہیں کیا کہ مجھ سے بھی کسی کو بلند کیا جائے گا۔ پھر جبریلؑ آپؐ کو اس سے بھی اوپر لے گئے جس کا حال اللہ ہی جانتا ہے۔ یہاں تک کہ آپؐ سدرۃ المنتہٰی کے پاس آئے اور جبار ربّ العزت قریب ہوا اور اتنا نیچے اترا کہ آپؐ سے دو کمان کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلے پر ہوگیا اور اللہ نے منجملہ اس وحی کے جو آپؐ کو کی، یہ وحی بھی کی کہ پچاس نمازیں آپ کی امت پر رات دن میں ہوں گی۔ پھر آپؐ نیچے اترے یہاں تک کہ آپؐ حضرت موسیٰؑ کے پاس پہنچے۔ تو حضرت موسیٰؑ نے آپؐ کو روک لیا۔ کہنے لگے: محمد! تمہارے ربّ نے تمہیں کیا حکم دیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: رات دن میں پچاس نمازوں کا مجھے حکم دیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا: تمہاری امت یہ نہیں کر سکے گی۔ اس لئے واپس جاؤ اور تمہارا ربّ تم سے اور لوگوں سے تخفیف کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریلؑ کی طرف مڑ

وَأَبْدَانًا وَأَبْصَارًا وَأَسْمَاعًا فَارْجِعْ
فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ كُلَّ ذَلِكَ
يَلْتَفِتُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِلَى جِبْرِيلَ لِيُشِيرَ عَلَيْهِ وَلَا يَكْرَهُ
ذَلِكَ جِبْرِيلُ فَرَفَعَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ
فَقَالَ يَا رَبِّ إِنَّ أُمَّتِي ضُعَفَاءُ
أَجْسَادُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ
وَأَبْدَانُهُمْ فَخَفِّفْ عَنَّا فَقَالَ الْجَبَّارُ
يَا مُحَمَّدُ قَالَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ
إِنَّهُ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ كَمَا فَرَضْتُهُ
عَلَيْكَ فِي أُمِّ الْكِتَابِ قَالَ فَكُلُّ
حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا فَهِيَ خَمْسُونَ
فِي أُمِّ الْكِتَابِ وَهِيَ خَمْسٌ عَلَيْكَ
فَرَجَعَ إِلَى مُوسَى فَقَالَ كَيْفَ فَعَلْتَ
فَقَالَ خَفَّفَ عَنَّا أَعْطَانَا بِكُلِّ حَسَنَةٍ
عَشْرَ أَمْثَالِهَا قَالَ مُوسَى قَدْ وَاللهِ
رَاوَدْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى أَدْنَى
مِنْ ذَلِكَ فَتَرَكُوهُ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ
فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ أَيْضًا قَالَ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُوسَى
قَدْ وَاللهِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي مِمَّا
اخْتَلَفْتُ إِلَيْهِ قَالَ فَاهْبِطْ بِاسْمِ اللهِ

کر دیکھا جیسے کہ آپؐ ان سے اس کے متعلق مشورہ پوچھتے ہیں۔ جبریلؑ نے آپؐ سے اشارہ کیا: ہاں، اگر آپؐ چاہیں، وہ آپؐ کو جبار کے پاس اوپر لے گئے تو آپؐ نے اسی جگہ پر کھڑے ہو کر کہا: اے میرے ربّ! ہم سے تخفیف فرما کیونکہ میری اُمت یہ نہیں کر سکے گی۔ تب اللہ نے آپؐ سے دس نمازیں کم کر دیں۔ پھر آپؐ حضرت موسیٰؑ کی طرف لوٹے اور انہوں نے آپؐ کو روک لیا۔ حضرت موسیٰؑ آپؐ کو اسی طرح آپؐ کے ربّ کے پاس واپس بھیجتے رہے یہاں تک کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ پانچ نمازوں پر بھی حضرت موسیٰؑ نے آپؐ کو روک لیا اور کہنے لگے: محمدؐ! اللہ کی قسم! میں نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو اس سے کم پر بھی ترغیب دے کر منوانا چاہا مگر وہ نہ کر سکے اور انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور تمہاری امت تو بلحاظ جسموں اور دلوں اور بدنوں اور آنکھوں اور کانوں کے تو بہت کمزور ہے اس لئے تم واپس جاؤ تا کہ تمہارا ربّ تم سے تخفیف کرے۔ ہر دفعہ نبی ﷺ جبریلؑ کو مڑ کر دیکھتے تا کہ وہ آپؐ کو اس بات میں مشورہ دیں اور جبریلؑ بھی اس بات کو ناپسند نہ کرتے اور وہ پانچویں بار آپؐ کو لے گئے اور آپؐ نے کہا: اے میرے ربّ! میری امت کی یہ حالت ہے کہ ان کے جسم اور ان کے دل اور ان کی آنکھیں اور ان کے بدن کمزور ہیں اس لئے

قَالَ وَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ فِي مَسْجِدِ الْحَرَامِ.

ہم سے تخفیف فرما۔ جبار نے کہا: محمد! آپؐ نے عرض کیا: میں حاضر ہوں اور آپ کی خدمت میں ہوں۔ فرمایا: میرے حضور بات نہیں تبدیل کی جائے گی۔ اسی طرح ہو گا جیسا کہ میں نے تم پر اُم الکتاب میں فرض کر دیا ہے۔ فرمایا: ہر نیکی کا دس گنا بدلہ ہو گا۔ تو نمازیں اُم الکتاب میں پچاس ہی ہیں اور تم پر پانچ فرض کی گئی ہیں۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰؑ کی طرف لوٹے اور انہوں نے پوچھا: آپؐ نے کیا کہا؟ تو آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہم سے تخفیف کر دی ہے۔ ہر نیکی کے بدلے اس نے ہمیں دس گنا ثواب دیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے تو اس سے بھی کم پر بنی اسرائیل کو ترغیب دے کر منوانا چاہا اور انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اپنے ربّ کے پاس لوٹو تا کہ تم سے کچھ اور تخفیف کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موسیٰ! اللہ کی قسم! مجھے اپنے ربّ سے بوجہ اس کے کہ میں اس کے پاس بار بار آیا گیا ہوں شرم محسوس ہوتی ہے۔ حضرت جبریلؑ نے کہا: اب اللہ کا نام لے کر اترو۔ (راوی نے) کہا: آپؐ جاگ گئے اور آپؐ مسجد حرام میں ہی تھے۔

أطرافه: ٣٥٧٠، ٤٩٦٤، ٥٦١٠، ٦٥٨١۔

تشریح: مَا جَاءَ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا: اللہ تعالیٰ کا فرمانا: اور اللہ نے موسیٰؑ سے خوب اچھی طرح کلام کیا تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میرے نزدیک مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ (البقرة:۲۵۴) سے تشریعی نبی مراد ہیں اور رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ سے غیر تشریعی انبیاء مراد ہیں۔ اس لئے کہ کلام تو ہر ایک رسول سے ہوتا ہے۔ بغیر کلام کے وہ نبی کیونکر ہو سکتا ہے اور درجہ بھی ہر ایک کا بلند ہوتا ہے۔ لیکن جب مقابلہ ہو تو اس کے یہی معنے ہونگے کہ بعض کو شریعت دی اور بعض کو صرف نبوت کا درجہ دیا گیا۔ جیسے حضرت عیسیٰؑ ہیں ان کو شریعت نہیں دی گئی محض نبوت عطا کی گئی ہے۔ اس کا ثبوت قرآن کریم سے بھی ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰؑ کی نسبت فرماتا ہے: وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا (النساء:۱۶۵) اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے خوب اچھی طرح کلام کیا۔

یہ کہ كَلَّمَ اللّٰهُ کے معنے شریعت کے ہیں اس کا ثبوت ایک حدیث سے بھی ملتا ہے۔ امام احمد نے ابوذر سے روایت کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: پہلے نبی آدم تھے۔ وہ کہتے ہیں: میں نے کہا کہ وَنَبِيٌّ كَانَ۔ کیا وہ نبی تھے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! نَبِيٌّ مُكَلَّمٌ (تفسیر فتح البیان جلد اول ص ۳۳۳) وہ مکلّم نبی تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض نبی مکلّم نہیں ہوتے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے کلام تو سب انبیاء سے کیا ہے اس لئے اس جگہ کلام سے مراد کلام شریعت ہے۔'' (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۵۷۳)

لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ: جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کی مسجد سے اسراء کرایا گیا تو آپؐ کے پاس تین شخص آئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''سورۂ نجم میں جس معراج کا ذکر ہے وہ دوسرا معراج ہے۔ ورنہ ایک معراج نبوت کے ملتے وقت یا اس کے ساتھ ہی ہوا تھا اور نمازیں اس میں فرض ہو گئی تھیں۔ چنانچہ بخاری نے انسؓ سے روایت کیا ہے اور ابن جریر نے بھی اپنی تفسیر میں اس روایت کو بیان کیا ہے کہ جَآئَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ اَنْ يُوْحٰى اِلَيْهِ۔ الخ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین فرشتے آئے۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، بَابُ قَوْلِهِ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسَى تَكْلِيمًا، روایت نمبر ۷۵۱۷) اور یہ واقعہ نبوت سے پہلے کا

ہے۔ آگے وہی معراج کا واقعہ مذکور ہے۔ اور اس میں بیت المقدس کی طرف جانے کا ذکر نہیں بلکہ سیدھا آسمان پر جانے کا ذکر ہے۔ اور آخر میں نمازوں کے فرض ہونے کا ذکر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج کا واقعہ کم سے کم ایک دفعہ نبوت کے ملنے سے عین پہلے یا عین اس وقت ہوا ہے اور یہی بات درست ہے۔ کیونکہ نمازیں فرض شروع اسلام سے ہیں اور ایک سال بھی نبوت کے بعد ایسا نہیں گزرا۔ جس میں نمازیں فرض نہ ہوں (اکثر محققین اس طرف گئے ہیں کہ نبوت سے پہلے کا نہیں۔ اس وقت کا ہے۔ راوی کو زمانہ کے قرب کی وجہ سے غلط فہمی ہوئی ہے اور میرے نزدیک بھی یہی صحیح ہے۔ کیونکہ نبوت سے پہلے نمازوں کا فرض ہونا عقل کے خلاف ہے۔) خلاصہ یہ کہ معراج اور اسراء دو الگ الگ واقعات ہیں۔ اور جیسا کہ سورۂ نجم کی آیات سے ظاہر ہے معراج دو ہیں۔ اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک معراج نبوت کے ابتدائی ایام میں ہوا ہے۔ بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ اسی معراج میں شرعی نبوت کی بنیاد پڑی ہے۔ اور نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ اور دوسرا معراج ۵ بعد نبوت میں ہوا ہے۔ یا یہ کہ وہ بھی اس سے پہلے ہو چکا تھا صرف اس کا ذکر سورۂ نجم میں کیا گیا ہے۔ اور اسراء کا واقعہ بالکل جدا ہے۔ اور گیارہویں بارہویں سال بعد نبوت ظہور میں آیا ہے جبکہ حضرت خدیجہؓ فوت ہو چکی تھیں اور آپ اُم ہانیؓ کے مکان میں رہتے تھے جیسا کہ متواتر احادیث اور روایات تاریخیہ سے ثابت ہے۔“

(تفسیر کبیر، سورۃ بنی اسرائیل، زیرِ آیت سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا، جلد ۴ صفحہ ۲۸۴، ۲۸۵)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”بعض نے احادیث معراج کا جو صحیح بخاری میں ہیں تعارض دُور کرنے کے لئے یہ جواب دیا ہے کہ حقیقت میں وہ صرف ایک ہی معراج نہیں بلکہ پانچ معراج ہوئے تھے۔ کوئی بیداری میں اور کوئی خواب میں اور کوئی بعد از زمانہ وحی اور کوئی قبل از زمانہ وحی۔ اور کوئی بیت اللہ میں اور کوئی اپنے گھر کے حجرہ میں۔ اسی وجہ سے انبیاء کی رویت میں بھی اختلاف پڑا۔ کبھی کسی کو کسی آسمان میں دیکھا اور کبھی

کسی آسمان میں۔

لیکن واضح ہو کہ تعارض دور کرنے کیلئے یہ جواب صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اگر پانچ معراج ہی تسلیم کئے جائیں تو پھر بھی وہ اختلاف جو انبیاء کی رویت کی نسبت پایا جاتا ہے کسی طرح دور نہیں ہو سکتا کیونکہ خود انہیں احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کیلئے خاص خاص مقامات آسمانوں میں مقرر ہو گئے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ حدیث معراج جو امام بخاری نے اپنی صحیح کی کتاب التوحید میں لکھی ہے جو بخاری مطبوعہ کے صفحہ ۱۱۲۰ میں موجود ہے باآواز بلند پکار رہی ہے کہ ہر یک نبی آسمانوں پر اپنے اپنے مقام پر قرار یاب ہے جس سے بڑھ نہیں سکتا کیونکہ اس حدیث میں یہ فقرہ بھی درج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ کو ساتویں آسمان میں دیکھا اور جب ساتویں آسمان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے جانے لگے تو موسیٰ نے کہا اے میرے رب مجھے یہ گمان نہ تھا کہ مجھ سے بھی زیادہ کسی کا رفع ہو گا۔ اب ظاہر ہے کہ اگر موسیٰ کے اختیار میں تھا کہ کبھی پانچویں آسمان پر آ جائے اور کبھی چھٹے پر اور کبھی ساتویں پر تو یہ گریہ وبکا کیسا تھا جیسے پانچویں سے یا چھٹے سے ساتویں پر چلے گئے ایسا ہی آگے بھی جا سکتے تھے اور قرآن کریم سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی شخص عروج میں اپنے نفسی نقطہ سے آگے گذر نہیں سکتا۔ ماسوا اس کے پانچ معراجوں کے ماننے سے ایک اور مصیبت یہ پیش آتی ہے کہ قرآن کریم اور خدائے تعالیٰ کے احکام میں محض بے جا اور لغو طور پر منسوخیت ماننی پڑتی ہے اور اوامر ناقابل تبدیل اور مستمرہ کو فضول طور پر منسوخ ماننا پڑتا ہے اور حکیم مطلق کو ایک لغو اور بے ضرورت تنسیخ کا مرتکب قرار دے کر پھر پشیمانی کے طور پر پہلے ہی حکم کی طرف عود کرنے والا اعتقاد کرنا پڑتا ہے۔"

(اِزالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳، صفحہ ۶۱۶، ۶۱۷)

آپ مزید تحریر فرماتے ہیں:

کتاب التوحید کی حدیث جو بخاری کے صفحہ ۱۱۲۰ میں ہے جس میں قبل ان یوحی الیہ لکھا ہے یہ خود اپنے اندر تعارض رکھتی ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو یہ لکھدیا کہ

بعثت کے پہلے یہ معراج ہوا تھا اور پھر اُسی حدیث میں یہ بھی لکھا ہے کہ نمازیں پانچ مقرر کر کے پھر آخر کار ہمیشہ کیلئے پانچ مقرّر ہوئیں۔ اب ظاہر ہے کہ جس حالت میں یہ معراج نبوت سے پہلے تھا تو اس کو نمازوں کی فرضیت سے کیا تعلق تھا اور قبل از وحی جبرائیل کیوں کر نازل ہو گیا اور جو احکام رسالت سے متعلق تھے وہ قبل از رسالت کیوں کر صادر کئے گئے۔ غرض ان احادیث میں بہت سے تعارض ہیں۔ اگرچہ یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ حدیثیں موضوع ہیں بلکہ قدر مشترک ان کا بشرطیکہ قرآن سے معارض نہ ہو قابل تسلیم اور واجب العمل ہے۔ ہاں یہ بھی ضروری ہے کہ نصوص بیّنہ قطعیہ قرآن کریم کو اُن پر مقدّم رکھا جائے۔ اور اگر ایک محدّث جس کو خدا تعالیٰ سے بذریعہ متواتر تعلیمات ایک علم قطعی یقینی ملا ہے۔ قرآن سے اپنی وحی تحدیث کو موافق و مطابق پا کر ان احادیث کو جو اخبار و قصص سے متعلق ہیں اور تعامل کے سلسلہ سے باہر ہیں مقدّم سمجھے اور ان ظنی امور کو اس یقین کے تابع کرے جو اس کو ایسے چشمۂ فیض سے حاصل ہوا ہے جس سے وحی نبوت ہے تو یہ اس کو حق پہنچتا ہے کیونکہ ظن کو یقین کے تابع کرنا عین معرفت اور سراسر سیرتِ ایمان ہے۔" (اِزالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد ۳، حاشیہ صفحہ ۶۱۸، ۶۱۹)

بَاب ۳۸: كَلَامُ الرَّبِّ مَعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ

جنتیوں سے پروردگار کا باتیں کرنا

۷۵۱۸: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ لَبَّيْكَ

۷۵۱۸: یحيٰ بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے مجھے بتایا، کہا: مالک نے مجھ سے بیان کیا۔ مالک نے زید بن اسلم سے، زید نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جنتیوں سے فرمائے گا: اے جنت والو! اور وہ کہیں گے:

رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ فَيَقُولُ هَلْ رَضِيتُمْ فَيَقُولُونَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى يَا رَبِّ وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَيَقُولُ أَلَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ فَيَقُولُونَ يَا رَبِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ فَيَقُولُ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا.

طرفه: ٦٥٤٩۔

اے ہمارے ربّ! ہم تیرے پاس حاضر ہیں اور تیری خدمت میں ہیں اور ساری کی ساری بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے۔ وہ پوچھے گا: کیا تم خوش ہوگئے؟ وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! ہمیں کیا ہے کہ ہم خوش نہ ہوں حالانکہ تو نے ہمیں وہ کچھ عطا کیا ہے جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں کیا۔ پھر فرمائے گا: کیا میں اس سے بڑھ کر تمہیں نہ دوں؟ وہ کہیں گے: اے میرے ربّ! اس سے بڑھ کر اور کون سی چیز ہوگی؟ فرمائے گا: میں تمہیں اپنی رضامندی کا مورد بناتا ہوں۔ اب اس کے بعد میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

٧٥١٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ فَقَالَ أَوَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ قَالَ بَلَى وَلَكِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ فَأَسْرَعَ وَبَذَرَ فَتَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتِوَاؤُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ وَتَكْوِيرُهُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى دُونَكَ يَا ابْنَ آدَمَ

٧٥١٩: محمد بن سنان نے ہم سے بیان کیا کہ فلیح نے ہمیں بتایا۔ ہلال نے ہم سے بیان کیا۔ ہلال نے عطاء بن یسار سے، عطاء نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باتیں کر رہے تھے اور اس وقت آپؐ کے پاس اہل بادیہ میں سے ایک شخص تھا، کہ جنتیوں میں سے ایک شخص نے کھیتی باڑی کرنے کی اجازت مانگی تو پروردگار نے اس سے فرمایا: کیا تمہیں وہ سب کچھ نہیں ملا جو تم نے چاہا؟ اس نے کہا: بے شک مگر میں کھیتی باڑی کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے جلدی سے زمین کو تیار کیا اور بیج بویا، آنکھ جھپکنے سے پہلے پہلے وہ اُگی اور پک کر تیار ہوگئی اور کٹ گئی اور پہاڑوں

فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ يَا رَسُولَ اللهِ لَا تَجِدُ هَذَا إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ فَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ.[1]

طرفہ: ۲۳۴۸۔

کی طرح ڈھیر بھی لگ گئے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! لو سنبھالو کیونکہ تمہیں کوئی چیز بھی سیر نہیں کرتی۔ تو وہ بدوی بولا: یارسول اللہ! آپؐ اس شخص کو قریشی یا انصاری ہی پائیں گے کیونکہ یہی لوگ زراعت پیشہ ہیں اور ہم جو ہیں تو ہم تو زراعت پیشہ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہنس پڑے۔

بَاب ۳۹

ذِكْرُ اللهِ بِالْأَمْرِ وَذِكْرُ الْعِبَادِ بِالدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالرِّسَالَةِ وَالْبَلَاغِ

ذکرِ الٰہی کا حکم اور بندوں کا دعا، تضرع، رسالت اور تبلیغ کرنا اللہ کے ذکر کا باعث ہے

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (البقرة:۱۵۳).

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: پس (جب میں اس قدر فضل کرنے والا ہوں تو) تم مجھے یاد رکھو میں (بھی) تمہیں یاد کرتا رہوں گا۔

وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَ تَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَ لَا تُنْظِرُوْنِ ○ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَ اُمِرْتُ اَنْ

اور تو انہیں نوح کا حال (بھی) سنا کیونکہ اس نے (بھی) اپنی قوم سے کہا تھا (کہ) اے میری قوم! اگر تمہیں میرا (خداداد) مرتبہ اور اللہ کے نشانوں کے ذریعہ سے تمہیں (تمہارا فرض) یاد دلانا ناگوار (گذرتا) ہے تو یاد رکھو کہ صرف اللہ کی ذات پر میں بھروسہ رکھتا ہوں۔ تم اپنے تجویز کردہ شریکوں سمیت اپنی بات (کے متعلق سب پختگی کے سامانوں) کو جمع کرلو (اور) نیز چاہیئے کہ تمہاری

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں "ﷺ" ہے۔ (فتح الباری جزء۱۳ حاشیہ صفحہ ۶۰۵) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○

(یونس:۷۲،۷۳).

بات تم پر (کسی پہلو سے) مشتبہ نہ رہے، پھر اسے مجھ پر نافذ کر دو اور مجھے (کوئی موقعہ اور) مہلت نہ دو۔ پھر بھی اگر تم پھر جاؤ تو اس میں میرا کوئی نقصان نہیں (بلکہ تمہارا ہی ہے) کیونکہ میں نے تم سے (اس کے بدلہ میں) کوئی اجر نہیں مانگا۔ میرا اجر اللہ کے سوا اور کسی پر نہیں ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں (اس کے) کامل فرمانبرداروں میں سے بنوں۔

غُمَّةٌ هَمٌّ وَضِيقٌ. قَالَ مُجَاهِدٌ اقْضُوا إِلَيَّ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ افْرُقْ اقْضِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ (التوبة:٦) إِنْسَانٌ يَأْتِيهِ فَيَسْتَمِعُ مَا يَقُولُ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَهُوَ آمِنٌ حَتَّى يَأْتِيَهُ فَيَسْمَعَ كَلَامَ اللهِ، وَحَتَّى يَبْلُغَ مَأْمَنَهُ حَيْثُ جَاءَ. النَّبَأُ الْعَظِيمُ الْقُرْآنُ. صَوَابًا حَقًّا فِي الدُّنْيَا وَعَمَلٌ بِهِ.

غُمَّةٌ کا معنی غم اور تنگی ہے۔ مجاہد نے کہا: اقْضُوا إِلَيَّ کا معنی ہے: جو کچھ تمہارے نفسوں میں ہے اُسے پورا کر لو۔ کہتے ہیں: افْرُقْ اقْضِ۔ یعنی فیصلہ کر دے اور مجاہد نے کہا: وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ۔ اس سے مراد وہ انسان ہے جو آنحضرتؐ کے پاس آتا تھا اور جو آپؐ فرماتے تھے اور جو آپؐ پر نازل کیا جاتا اس کو سنتا رہتا۔ تو اس وقت تک کہ آپؐ کے پاس رہتا امن میں ہوتا اور کلام اللہ سنتا۔ حَتّٰى يَبْلُغَ مَأْمَنَهٗ کا یہ معنی ہے کہ وہ وہاں پہنچ جائے جہاں سے وہ آیا تھا۔ النَّبَأُ الْعَظِيمُ سے مراد قرآن ہے۔ صَوَابًا سے مراد دنیا میں حق بات کہنا اور اس پر عمل کرنا ہے۔

تشریح: ذِكْرُ اللهِ بِالْأَمْرِ وَذِكْرُ الْعِبَادِ بِالدُّعَاءِ: ... ذکرِ الٰہی کا حکم اور بندوں کا دعا، تضرع، رسالت اور تبلیغ کرنا اللہ کے ذکر کا باعث ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ذکر عموماً تین قسم کا ہوتا ہے۔ اول کسی اچھی یا بری بات کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کو یاد کر لینا۔ جیسے گناہ کی تحریک ہو تو اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہ کہنا۔ کوئی مصیبت پہنچے تو اِنَّا لِلّٰہِ کہنا۔ خوشی کی خبر ملے تو اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہ کہنا۔ دوم دوسرے کی بات سن کر اللہ تعالیٰ کو یاد کر لینا۔ جیسے کسی مصیبت زدہ کا واقعہ سُنا تو اُس کیلئے دعا کی اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اُس نے اپنے فضل سے ہمیں اس قسم کے مصائب سے بچا رکھا ہے۔ سوم خدا تعالیٰ کے متعلق باتیں کرنا۔ یعنی اپنی مجالس میں خدا تعالیٰ کے رحم اور کرم کے متعلق گفتگو کرنا، دشمنوں کے اعتراضات کا جواب دینا، اُس کے نام کی عظمت قائم کرنے کی کوشش کرنا۔ اور بار بار اللہ تعالیٰ کے احسانات کا ذکر کرنا تاکہ اس کے نتیجہ میں (۱) خدا تعالیٰ کی صفات انسان کے دل پر نقش ہوں (۲) اور پھر وہ مٹیں نہیں بلکہ ہمیشہ قائم رہیں (۳) اور انسان کے ہر قول و عمل سے انکا ظہور ہو۔''

(تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت فَاذۡكُرُوۡنِىۡٓ اَذۡكُرۡكُمۡ وَاشۡكُرُوۡا لِىۡ... جلد دوم صفحہ ۲۸۲)

نیز آپؓ نے فرمایا:

عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
دل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو

(کلامِ محمود مع فرہنگ، صفحہ ۱۳۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''قرآنِ شریف میں ہے: فَاذۡكُرُوۡنِىۡٓ اَذۡكُرۡكُمۡ وَاشۡكُرُوۡا لِىۡ وَلَا تَكۡفُرُوۡنِ (البقرۃ:۱۵۳) یعنی اے میرے بندو تم مجھے یاد کیا کرو اور میری یاد میں مصروف رہا کرو مَیں بھی تم کو نہ بھولوں گا تمہارا خیال رکھوں گا اور میرا شکر کیا کرو اور میرے انعامات کی قدر کیا کرو اور کفر نہ کیا کرو۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ذکر الٰہی کے ترک اور اس سے غفلت کا نام کفر ہے پس جو دم غافل وہ دم کافر والی بات صاف ہے۔''

(ملفوظات، جلد ۳، صفحہ ۱۸۹)

بَاب ٤٠ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا (البقرة:٢٣)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: پس اللہ کے ہمسر نہ بناؤ

وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (حٰم السجدة:١٠) وَ لَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ (الزمر:٦٦،٦٧)

اور اللہ جل ذکرہ کا فرمانا: یعنی اور اس کے شریک مقرر کرتے ہو۔ یہ (خدا تو) سب جہانوں کا ربّ ہے۔ اور (یہ فرمانا:) یعنی حالانکہ خود خدا کی طرف سے تیری طرف اور تجھ سے پہلے (نبیوں) کی طرف وحی کی گئی ہے (اور ہر ایک نبی کو کہا گیا تھا کہ) اگر تُو شرک کرے گا تو تیرے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تُو اُن لوگوں میں سے ہو جائے گا جو گھاٹے میں پڑ جاتے ہیں۔ (پس ایسا نہ کر) بلکہ اللہ کی عبادت کر اور شکر گزار بندوں میں شامل ہو جا۔

وَقَوْلُهُ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (الفرقان:٦٩)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: یعنی اور وہ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (يوسف:١٠٧) وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ (الزخرف:٨٨) مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (لقمان:٢٦) فَذَلِكَ إِيمَانُهُمْ وَهُمْ يَعْبُدُونَ غَيْرَهُ.

اور عکرمہ نے یہ آیت پڑھی (ترجمہ) اور اُن میں سے اکثر (لوگ) اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر اس حالت میں کہ وہ (ساتھ) ساتھ شرک بھی کرتے جاتے ہیں۔

اور اگر تُو اُن سے پوچھے کہ اُن کو کس نے پیدا کیا ہے اور آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور کہیں گے: اللہ نے۔ اس سے مراد ان کا ایمان ہے حالانکہ وہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

وَمَا ذُكِرَ فِي خَلْقِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ وَأَكْسَابِهِمْ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا (الفرقان:٣)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَا تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ إِلَّا بِالْحَقِّ يَعْنِي بِالرِّسَالَةِ وَالْعَذَابِ

لِّيَسْئَلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ (الاحزاب:۹) الْمُبَلِّغِينَ الْمُؤَدِّينَ مِنَ الرُّسُلِ. وَإِنَّا لَهُ حَافِظُونَ عِنْدَنَا. وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ (الزمر:۳٤) الْقُرْآنُ، وَصَدَّقَ بِهِ الْمُؤْمِنُ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَذَا الَّذِي أَعْطَيْتَنِي عَمِلْتُ بِمَا فِيهِ.

نیز جو بندوں کے افعال اور ان کے کردار کے مخلوق ہونے کے متعلق جو ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یعنی جس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے پھر اس کے لئے ایک اندازہ مقرر کیا ہے۔

اور مجاہد نے کہا: مَا تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ إِلَّا بِالْحَقِّ سے مراد یہ ہے کہ فرشتے پیغام اور عذاب لے کر اترتے ہیں۔

لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ سے مراد وہ رسول ہیں جو پیغام الٰہی پہنچاتے ہیں اور اپنے فرض کو ادا کرتے ہیں۔ وَإِنَّا لَهُ حَافِظُونَ سے مراد ہے کہ وہ ہمارے پاس موجود ہیں۔ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ سے مراد قرآن اور وَصَدَّقَ بِهِ سے مراد مؤمن ہے۔ وہ قیامت کے روز کہے گا: یہ ہے وہ جو تو نے مجھے دیا۔ میں نے جو کچھ اس میں تھا اس پر عمل کیا۔

۷۵۲۰: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَّنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَّطْعَمَ

۷۵۲۰: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے ابووائل سے، ابووائل نے عمرو بن شرحبیل سے، عمرو نے حضرت عبد اللہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کونسا گناہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ تو اللہ کا ہمسر ٹھہرائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا۔ میں نے کہا: واقعہ

مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ.

میں یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ تو اپنی اولاد کو مار ڈالے، تم اس سے ڈرتے ہو کہ کہیں وہ تمہارے ساتھ نہ کھائے۔ میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ تو اپنے ہمسایہ کی جورو سے زنا کرے۔

أطرافه: ٤٤٧٧، ٤٧٦١، ٦٠٠١، ٦٨١١، ٦٨٦١، ٧٥٣٢۔

تشریح: فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: پس اللہ کے ہمسر نہ بناؤ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اے لوگو! تم اس خدائے واحد لاشریک کی پرستش کرو جس نے تم کو اور تمہارے باپ دادوں کو پیدا کیا چاہئے کہ تم اس قادر توانا سے ڈرو جس نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا اور آسمان کو تمہارے لئے چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر طرح طرح کے رزق تمہارے لئے پھلوں میں سے پیدا کئے سو تم دیدہ دانستہ انہیں چیزوں کو خدا کا شریک مت ٹھہراؤ جو تمہارے فائدہ کے لئے بنائی گئی ہیں۔ خدا ایک ہے جس کا کوئی شریک نہیں وہی آسمان میں خدا ہے اور وہی زمین میں خدا۔ وہی اول ہے اور وہی آخر۔ وہی ظاہر ہے وہی باطن۔ آنکھیں اس کی کنہ دریافت کرنے سے عاجز ہیں اور اس کو آنکھوں کی کنہ معلوم ہے وہ سب کا خالق ہے اور کوئی چیز اس کی مانند نہیں اور اس کے خالق ہونے پر یہ دلیل واضح ہے کہ ہر یک چیز کو ایک اندازہ مقرری میں محصور اور محدود پیدا کیا ہے جس سے وجود اس ایک حاصر اور محدّد کا ثابت ہوتا ہے اس کے لئے تمام محامد ثابت ہیں اور دنیا و آخرت میں وہی منعم حقیقی ہے اور اسی کے ہاتھ میں ہر یک حکم ہے اور وہی تمام چیزوں کا مرجع و مآب ہے۔ خدا ہر یک گناہ کو بخش دے گا جس کے لئے چاہے گا پر شرک کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ سو جو شخص خدا کی ملاقات کا طالب ہے اسے لازم ہے کہ ایسا عمل اختیار کرے جس میں کسی نوع کا فساد نہ ہو اور کسی چیز کو خدا کی بندگی میں

شریک نہ کرے۔ تو خدا کے ساتھ کسی دوسری چیز کو ہرگز شریک مت ٹھہراؤ خدا کا شریک ٹھہرانا سخت ظلم ہے۔ تو بجز خدا کے کسی اور سے مرادیں مت مانگ سب ہلاک ہو جائیں گے ایک اسی کی ذات باقی رہ جاوے گی۔ اسی کے ہاتھ میں حکم ہے اور وہی تمہارا مرجع ہے۔ تیرے خدا نے یہ چاہا ہے کہ تو فقط اسی کی بندگی کر اور اپنے ماں باپ سے احسان کرتا رہ اور اگر تجھے اس بات کی طرف بہکاویں کہ تو میرے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراوے تو ان کا کہا مت مان۔ اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے تو بجز خدا اور کوئی تیرا یار نہیں کہ اس تکلیف کو دور کرے اور اگر تجھے کچھ بھلائی پہنچے تو ہر یک بھلائی کے پہنچانے پر خدا ہی قادر ہے کوئی دوسرا نہیں۔ اسی کا تمام بندوں پر تسلّط اور تصرّف ہے اور وہی صاحبِ حکمتِ کاملہ اور ہر یک چیز کی حقیقت سے آگاہ ہے تمام حاجتوں کو اس سے مانگنا چاہئے۔ اور جو لوگ بجز اس کے اور اور چیزوں سے اپنی حاجت مانگتے ہیں وہ چیزیں ان کی دعاؤں کا کچھ جواب نہیں دیتیں۔ ایسے لوگوں کی یہ مثال ہے جیسے کوئی پانی کی طرف دونوں ہاتھ پھیلا کر کہے کہ اے پانی میرے مونہہ میں آجا۔ سو ظاہر ہے کہ پانی میں یہ طاقت نہیں کہ کسی کی آواز سنے اور خود بخود اس کے مونہہ میں پہنچ جائے۔ اسی طرح مشرک لوگ بھی اپنے معبودوں سے عبث طور پر مدد طلب کرتے ہیں جس پر کوئی فائدہ مترتب نہیں ہو سکتا۔ گو کوئی مقرب الٰہی ہو مگر کسی کی مجال نہیں کہ خواہ نخواہ سفارش کر کے کسی مجرم کو رہا کرا دے۔ خدا کا علم ان کے پیش و پس پر محیط ہو رہا ہے۔ اور ان کو خدا کے علوم سے صرف اسی قدر اطلاع ہوتی ہے جن باتوں پر وہ آپ مطلع کرے اس سے زیادہ نہیں اور وہ خدائے تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں اور خدا کے تمام کامل نام اسی سے مخصوص ہیں اور ان میں شرکت غیر کی جائز نہیں۔ سو خدا کو انہیں ناموں سے پکارو جو بلا شرکت غیرے ہیں یعنی نہ مخلوقات ارضی و سماوی کے نام خدا کے لئے وضع کرو۔ اور نہ خدا کے نام مخلوق چیزوں پر اطلاق کرو۔ اور ان لوگوں سے جدا رہو جو کہ خدا کے ناموں میں شرکت غیر جائز رکھتے

ہیں عنقریب وہ اپنے کاموں کا بدلہ پائیں گے۔ تم اے مشرکو بجز خدا کے صرف بے جان بُتوں کی پرستش کرتے ہو اور سراسر جھوٹ پر جم رہے ہو۔ سو اس پلیدی سے جو بُت ہیں پرہیز کرو اور دروغ گوئی سے باز آؤ۔ کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں کیا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہیں کیا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں کیا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں اور تم سورج اور چاند کو بھی مت سجدہ کرو اور اس خدا کو سجدہ کرو جس نے ان سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ اگر حقیقی طور پر خدا کے پرستار ہو تو اسی خالق کی پرستش کرو نہ مخلوق کی۔ سورج کو یہ طاقت نہیں کہ چاند کی جگہ پہنچ جائے اور نہ رات دن پر سبقت کر سکتی ہے کوئی ستارہ اپنے فلک مقرری سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ زمین آسمان میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو مخلوق اور بندۂ خدا ہونے سے باہر ہو اور اگر کوئی کہے کہ میں بھی بمقابلہ خدائے تعالیٰ ایک خدا ہوں تو ایسے شخص کو ہم واصل جہنم کریں اور ظالموں کو ہم یہی سزا دیا کرتے ہیں۔ سو تم خدا اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور یہ مت کہو کہ تین ہیں باز آجاؤ یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اے لوگو ایک مثال ہے تم غور کر کے سنو جن چیزوں سے تم مرادیں مانگتے ہو وہ چیزیں تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے تو اس سے چھوڑا نہیں سکتیں۔ طالب بھی ضعیف ہیں اور مطلوب بھی ضعیف یعنی مخلوق چیزوں سے مرادیں مانگنے والے ضعیف العقل ہیں اور مخلوق چیزیں جو معبود ٹھہرائی گئیں وہ ضعیف القدرت ہیں۔ مشرک لوگوں نے جیسا چاہئے تھا خدا کو شناخت نہیں کیا وہ ایسا سمجھتے ہیں کہ گویا خدا کا کارخانہ بغیر دوسرے شرکاء کے چل نہیں سکتا حالانکہ خدا اپنی ذات میں صاحب قوّتِ تامہ اور غلبہ کاملہ ہے تمام قوتیں اسی کے لئے خاص ہیں۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد اوّل، حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۵۲۰ تا ۵۲۴)

بَاب ٤١ : قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ (حٰم السجدة:٢٣)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور تم اپنے عیب اس خوف سے نہیں چھپایا کرتے تھے کہ کہیں تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری جِلدیں تمہارے خلاف گواہی نہ دے دیں (بلکہ دوسرے لوگوں کی انگشت نمائی کے ڈر سے ایسا کرتے تھے) بلکہ تم کو یقین تھا کہ اللہ کو تو بہت سی تمہاری باتوں کا علم ہی نہیں

٧٥٢١: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ أَوْ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ كَثِيرَةٌ شَحْمُ بُطُونِهِمْ قَلِيلَةٌ فِقْهُ قُلُوبِهِمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَتَرَوْنَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ؟ قَالَ الْآخَرُ يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا وَ قَالَ الْآخَرُ إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَ لَآ اَبْصَارُكُمْ وَ لَا جُلُوْدُكُمْ (حٰم السجدة:٢٣) الْآيَةَ.

أطرافه: ٤٨١٦، ٤٨١٧۔

٧٥٢١: حمیدی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ منصور نے ہم سے بیان کیا۔ منصور نے مجاہد سے، مجاہد نے ابو معمر سے، ابو معمر نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: بیت اللہ کے پاس دو ثقفی اور ایک قریشی یا (کہا:) دو قریشی اور ایک ثقفی اکٹھے ہوئے۔ ان کے پیٹوں کی چربیاں بہت تھیں، ان کی عقلوں کی سمجھ کم تھی۔ ان میں سے ایک نے کہا: بھلا بتلاؤ تو سہی کہ اللہ سنتا ہے جو ہم کہتے ہیں۔ دوسرے نے کہا: سنتا ہے اگر ہم اُونچا بولیں اور اگر ہم چھپ کر بات کریں تو نہیں سنتا اور دوسرا بولا: اگر وہ ایسا ہے کہ جب ہم اُونچا بولیں تو وہ سنتا ہے تو پھر وہ ضرور اُس وقت بھی سنتا ہے جب ہم چھپ کر بات کریں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: یعنی اور تم اپنے عیب اس خوف سے نہیں چھپایا کرتے تھے کہ کہیں تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے تمہارے خلاف گواہی نہ دے دیں۔

تشریح: وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ....: اور تم اپنے عیب اس خوف سے نہیں چھپایا کرتے تھے کہ کہیں تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری جِلدیں تمہارے خلاف گواہی نہ دے دیں (بلکہ دوسرے لوگوں کی انگشت نمائی کے ڈر سے ایسا کرتے تھے) بلکہ تم کو یقین تھا کہ اللہ کو تو بہت سی تمہاری باتوں کا علم ہی نہیں۔

انسان بہت سے گناہوں کے ارتکاب سے اس لیے باز رہتا ہے کہ اسے لوگوں کا ڈر اور خوف ہوتا ہے کہ وہ دیکھ لیں گے اور مجھے شرمندگی اور ذلت کے علاوہ سزا بھی ملے گی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس سوچ کو بطور دلیل لے کر اس سے آگے کی بات بتا کر توجہ دلائی ہے کہ انسانوں سے تو شاید تمہارا کوئی عمل یا گناہ مخفی ہو سکتا ہے اور تم انسان کو دھوکہ بھی دے سکتے ہو مگر اس امکان کے جانتے ہوئے بھی تم انسانوں کے خوف سے ارتکابِ معاصی سے باز آتے ہو۔ مگر وہ ذات جو بِینا ہے اور ہر جگہ اور ہر لحہ اس کی نظر میں ہے تم اس کی سزا سے کیسے بچو گے اور انسان کو یقین دلانے کے لیے اس کے جسم کے ریکارڈ سسٹم کو پیش کیا ہے کہ تمہارے کانوں اور تمہاری آنکھوں اور تمہاری جِلدوں میں ہر چیز کا ریکارڈ موجود ہے تم اس کامل سسٹم سے بھاگ کر بچ نہیں سکتے۔ قرآنِ کریم نے ریکارڈ سسٹم کا اُس وقت بیان فرمایا جب انسان کا علم اس حقیقت تک نہیں پہنچا تھا مگر آج کا انسان اس کا انکار کیسے کر سکتا ہے اور پھر قیامت کے دن یہ حقیقت سب پر آشکار ہو جائے گی تب انسان بوقتِ حساب حیران ہو کر کہے گا: يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّ لَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَ لَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝ (الکهف: ۵۰) اے (افسوس) ہماری تباہی (سامنے کھڑی ہے) اس کتاب کو کیا (ہوا) ہے (کہ) نہ کسی چھوٹی بات کو اس کا احاطہ کیے بغیر چھوڑتی ہے اور نہ کسی بڑی بات کو اور جو کچھ انہوں نے کیا (ہوا) ہو گا، اسے اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا ربّ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ (ترجمہ تفسیر صغیر) نیز سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (النور: ۲۵) اُس دن جبکہ اُن کی زبانیں بھی اور اُن کے ہاتھ بھی اور اُن کے پاؤں بھی اُن کے اعمال کے متعلق جو وہ کرتے تھے اُن کے خلاف گواہی دیں گے۔ (ترجمہ تفسیر صغیر)

آج کے دَور میں ریکارڈ کی حفاظت کے اس سسٹم کو سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔ فنگر پرنٹس کے ذریعے مجرموں کو پکڑنے کا جو تصور سائنس نے اَب پیش کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی نے چودہ سو سال پہلے یہ بات بیان کر دی کہ انسانی جسم کے اعضاء سے جو افعال صادر ہوتے ہیں وہ ایک محفوظ کتاب میں ریکارڈ ہو رہے ہیں اور جب حساب کتاب ہو گا تو انسانوں کی جلدیں اور اعضاء اُن افعال کی گواہی دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ اس ریکارڈ سسٹم کو سمجھنے کے لیے ایک مصنف ابو حمزہ کی درج ذیل تحریر صرف ایک رخ کی معمولی جھلک پر مشتمل ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ نظامِ قدرت کا احاطہ انسان کے بس میں نہیں۔

"ڈی این اے یعنی "ڈی آکسی رائبو نیوکلک ایسڈ"۔ ہمارا جسم ۳۷ ٹرلین

(۳۷,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰) خلیوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ہر خلیہ ایک مالیکیول پر مشتمل ہوتا ہے جسے ڈی این اے کہا جاتا ہے۔ ڈی این اے کسی بھی انسان کا وہ جینیاتی کوڈ ہے جس کے ذریعے انسان کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ ایک ڈی این اے میں انسان کی ظاہری شکل و صورت، اس کی زندگی اور شناخت سمیت معلومات کا اتنا بڑا ذخیرہ موجود ہے کہ انسانی عقل اب تک ڈی این اے میں موجود تمام معلومات کا احاطہ نہیں کر پائی۔ ایک ڈی این اے میں موجود معلومات کا ذخیرہ کتنا بڑا ہو سکتا ہے اس کا اندازہ ذیل میں دیے گئے اعداد و شمار سے لگایا جاسکتا ہے۔ پورے انسانی وجود کے محض ایک خلیے کے ڈی این اے کو اگر لمبائی میں لکھیں تو ٦ فٹ تک ہو گی۔ اگر انسانی جسم کے تمام خلیوں میں موجود ڈی این اے کو جوڑا جائے تو اس کی لمبائی ۱۰۰ بلین میل تک پہنچ جائے گی۔ یہ فاصلہ اتنا ہے کہ ہم ۱۴ بار اپنے پورے سولر سسٹم سے باہر نکل سکتے ہیں۔ یا پھر ٦۰۰ بار زمین سے سورج تک کا سفر کر سکتے ہیں۔ ایک انسانی جینم ۲۰۰۰۰ جینز پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ جینز ہمارے ڈی این اے کا اسے ۲ فیصد ہوتے ہیں۔ باقی کا ۹۸ فیصد سائنسدانوں کے نزدیک Non Coded DNA ہے۔ مزید یہ کہ ابھی تک ہم صرف ۲۰ فیصد ڈی این اے اور اس میں موجود معلومات کے بارے میں ہی جان پائے ہیں۔ انسانی ڈی این اے میں معلومات کا ذخیرہ اس قدر زیادہ ہے کہ ایک گرام ڈی این اے میں ۷۰۰ ٹیرابٹ (TB) تک ڈیٹا موجود ہوتا ہے۔ ایک ٹیرابٹ ایک ہزار جی بی (GB) کے برابر ہوتا ہے۔ اب تک بنائے جانے والے سمارٹ فون میں زیادہ سے زیادہ ۵۱۲ جی بی تک ڈیٹا محفوظ کرنے کی گنجائش ہوتی ہے۔ ایک گرام ڈی این اے میں کتنا ڈیٹا ہو سکتا ہے اسے یوں سمجھ لیں کہ ۳۵۸۰۰۰ گھنٹوں پر مشتمل ایچ ڈی وڈیوز اس میں آرام سے سما سکتی ہیں۔ اور یہ صرف ایک گرام ڈی این اے کی بات ہو رہی ہے جبکہ ایک انسانی جسم میں ۵۰ گرام تک ڈی این اے ہوتا ہے۔ اب ۷۰۰ کو ۵۰ سے ضرب دے لیں حاصل جواب انسانی ڈی این اے کا کل حجم ہو گا، یعنی ۳۵۰۰۰ ٹیرابٹ۔ انسانی جینم

ڈی این اے کا ایک مکمل سلسلہ ہوتا ہے جس کی تعداد تین ملین جوڑوں کی صورت میں ہوتی ہے۔ اگر ان کوڈز کو لکھنے بیٹھیں اور پناڑ کے ہر منٹ میں ٦٠ الفاظ ٹائپ کریں تو تمام کوڈز لکھنے میں ۹۵ سال لگ جائیں گے۔ ہمارے جسم کے ایک خلیے کو اپنی کاپی بنانے میں ۸ گھنٹے کا وقت لگتا ہے۔ قدرت کی صناعی دیکھیے کہ اتنا پیچیدہ اور مفصل ہونے کے باوجود ہر شخص کا ڈی این اے دوسرے انسان سے مختلف ہوتا ہے۔ ڈی این اے ٹیسٹ کے لیے انسانی جسم کے کسی بھی عضو مثلا ہڈی، ہڈی کے گودے، ناخن حتی کہ بال تک سے بھی نمونہ حاصل کرکے اس کے بارے میں جانا جا سکتا ہے۔ یعنی ایک شخص جو مر کھپ کر مٹی ہو چکا ہو اس کی باقیات سے ڈی این اے کا نمونہ حاصل کرکے اس کے بارے میں یہ جانا جا سکتا ہے کہ اس کی جنس کیا تھی، اس کے بالوں اور آنکھوں کا رنگ کیسا تھا، جسمانی ساخت کیا تھی، اسے کون کون سی بیماریاں لاحق تھیں وغیرہ وغیرہ۔ حتیٰ کہ سائنسدانوں کے مطابق ڈی این اے کی مدد سے مرنے والے شخص کی ہو بہو تصویر بھی بنائی جا سکتی ہے۔ کسی زندہ شخص کے ڈی این اے سے اس کے خاندان کا پتہ لگایا جا سکتا ہے، اسے کون سی بیماری ہے یا کون سی بیماری ہونے کا امکان ہے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ ڈی این اے کے ذریعے اس بات کی بھی پیشن گوئی کی جا سکتی ہے کہ مذکورہ شخص کی موت کس بیماری سے ہوگی۔ کسی خاندان میں کوئی مخصوص بیماری ہو تو ڈی این اے سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ اگلے پیدا ہونے والے بچے میں وہ بیماری ہوگی یا نہیں۔ اب تک بنائی گئی جدید اور محفوظ ترین ہارڈ ڈرائیو میں سے بھی ڈیٹا کے ضائع ہونے کے امکانات موجود ہوتے ہیں، لیکن ایک ڈی این اے میں موجود معلومات صدیوں تک ہر قسم کے موسمی تغیرات کے باوجود محفوظ رہ سکتی ہیں۔ ہر انسان کا ڈی این اے دوسرے سے مختلف ہوتا ہے سوائے جڑواں بچوں کے۔ کیونکہ ان کی پیدائش ایک ہی اسپرم اور بیضے سے ہوتی ہے۔ والدین، اولاد اور بہن بھائیوں کے ڈی این اے میں ایک خاص مشابہت ہوتی ہے جو کسی دوسرے انسان کے ساتھ نہیں پائی جاتی۔ اسے تیکنیکی اصطلاح میں ”ڈی این اے فنگر

پرنٹنگ" کہا جاتا ہے۔ ڈی این اے کی اس خصوصیت کو بچوں کے والدین کی شناخت، حادثات اور مجرموں کی پہچان میں استعمال کیا جاتا ہے۔ انسانی جسم کا آغاز صرف ایک خلیے زائیگوٹ سے ہوتا ہے۔ جو ماں اور باپ کی طرف سے آنے والے ایک ایک سپرم اور بیضے (Sperm & Egg) کے مدغم ہونے سے بنتا ہے۔ یہ زائیگوٹ تقسیم در تقسیم ہو کر کھربوں خلیوں پر مشتمل ایک انسان بناتا ہے۔ خلیے کی تقسیم کے ساتھ ساتھ ڈی این اے بھی کاپی (Replicate) ہو کر ہر نئے بننے والے خلیے میں چلا جاتا ہے۔ ڈی این اے کی کاپی تیار کرنے کا یہ نظام اتنا پیچیدہ اور حیرت انگیز ہے کہ عام حالات میں کاپیاں تیار کرتے ہوئے اربوں مالیکیولز میں سے ایک کی ترتیب بھی خراب نہیں ہوتی۔ کسی چھوٹی سی بھی غلطی کا نتیجہ خطرناک بیماری، معذوری یا جسمانی اعضاء کی تبدیلی کی صورت میں نکلتا ہے۔ بروز حشر اعضاء کس طرح گواہی دیں گے اس کا ایک چھوٹا سا عملی نمونہ ہم اپنی زندگی میں تب دیکھتے ہیں جب کسی ملزم کو ڈی این اے کی گواہی کی بناء پر عدالت مجرم قرار دے کر سزا دیتی ہے۔ ڈی این اے ایک نہایت ہی وسیع اور ٹیکنیکل موضوع ہے جس کا احاطہ چند صفحات پر کرنا ممکن نہیں۔ یہ معلومات نہایت اختصار کے ساتھ سادہ اور عام فہم انداز میں بیان کرنے کی اپنی سی کوشش کی ہے۔ حضرتِ انسان اب تک صرف ۲۰ فیصد ڈی این اے کو ہی سمجھ پایا ہے، باقی کے ۸۰ فیصد ڈی این اے میں خالق کائنات نے کون کون سے اسرار و رموز رقم کر رکھے ہیں یہ ابھی ہم نہیں جانتے۔ انسان کا بنایا چھوٹا سا سافٹ ویئر اگر اس کا حساب کتاب رکھ سکتا ہے تو پوری کائنات کے خالق کے لیے کیا مشکل ہے کہ وہ اپنی بنائی ہوئی مخلوق سے خود اس کی زبان کو اسی کے خلاف گواہ بنا دے۔ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔"

(روزنامہ الفضل لندن، مضمون بعنوان "پور پور گواہی دے گی" مورخہ ۴ ستمبر ۲۰۲۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قیامت کے دن جو انسان کی جواب طلبی ہوگی وہ محض فرشتوں کی گواہی کے مطابق نہیں ہوگی بلکہ ہر انسان کے بدن کے اعضاء بھی اپنے جرائم کا اقبال

(Confession) کریں گے۔ اس میں غالب کے اس شاعرانہ تخیل کا بھی جواب آگیا کہ

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا؟

اس روز آدمی خود اقبالِ جرم کر رہا ہو گا۔ قرآنِ کریم کا نظامِ عدل بڑا مضبوط ہے۔ گواہیاں بھی ہوں گی اور Confession بھی۔"

(ترجمہ قرآن کریم حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، سورۃ یٰسٓ، حاشیہ آیت ۶۶)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اس دن مجرموں پر اُن کے اعمال کی حقیقت ظاہر کرنے کے لیے الٰہی ریکارڈنگ مشین کی سوئی اُن کی زبان پر رکھ دی جائے گی اور زبان بولنا شروع کر دے گی کہ حضور فلاں دن اس نے خدا کو گالی دی۔ فلاں دن اس نے نبیوں کو گالی دی۔ فلاں دن اس نے اپنے ہمسائے کو گالی دی۔ فلاں دن اس نے اپنی بیوی کو گالی دی۔ فلاں دن اس نے حرام کا مال چکھا اور فلاں دن اس نے یہ یہ الزام لگایا۔ غرض یہ سارے کا سارا ریکارڈ زبان بیان کرنا شروع کر دے گی۔ پھر ہاتھوں پر سوئی رکھی جائے گی تو ہاتھ بولنا شروع کر دیں گے کہ فلاں دن اس نے فلاں کو مارا اور فلاں دن اس نے ان کا یوں مال اٹھایا۔ پھر پاؤں بیان کرنا شروع کر دیں گے کہ فلاں رات کو فلاں کے گھر سینده لگانے کے لیے یا فلاں کا مال اُٹھانے کے لیے یا اس کو قتل کرنے کے لیے یا اور کوئی نقصان پہنچانے کے لیے یہ شخص گیا۔ غرض کانوں، آنکھوں اور چمڑوں کے علاوہ زبانیں بھی اور ہاتھ اور پاؤں بھی اپنے اپنے حصہ کے ریکارڈ سنائیں گے۔ اور ظاہر ہے کہ اس کے بعد انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔" (تفسیر کبیر، سورۃ النور، زیر آیت يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ، جلد ۶ صفحہ ۲۸۹)

بَاب ۴۲: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ○ (الرحمٰن: ۳۰)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: وہ ہر وقت ایک نئی حالت میں ہوتا ہے

مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ (اور یہ فرمانا:) اُن کے پاس اُن کے ربّ کی طرف

(الانبیاء:۳) وَقَوْلُهُ تَعَالَى لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا (الطلاق:۲) وَأَنَّ حَدَثَهُ لَا يُشْبِهُ حَدَثَ الْمَخْلُوقِينَ لِقَوْلِهِ تَعَالَى لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (الشوریٰ:۱۲) وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنَّ مِمَّا أَحْدَثَ أَنْ لَّا تَكَلَّمُوا فِي الصَّلَاةِ.

سے کبھی کوئی نئی یاد دہانی نہیں آتی۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: شاید اللہ اس واقعہ کے بعد کچھ اور ظاہر کرے۔ اور یہ کہ اس کا نیک کام مخلوق کے نیک کام کے مشابہ نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ بہت سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔ اور حضرت ابن مسعودؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ اللہ اپنا امر جو چاہتا ہے از سر نو پیدا کرتا ہے اور نیا حکم جو اس نے دیا ہے یہ بھی ہے کہ تم نماز میں باتیں نہ کیا کرو۔

۷۵۲۲: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ كُتُبِهِمْ وَعِنْدَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ أَقْرَبُ الْكُتُبِ عَهْدًا بِاللّٰهِ تَقْرَءُونَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ.

أطرافه: ۲٦۸۵، ۷۳٦۳، ۷۵۲۳۔

۷۵۲۲: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم بن وردان نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے ہم سے بیان کیا۔ ایوب نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: تم اہل کتاب سے ان کی کتابوں کے متعلق کیوں پوچھتے ہو حالانکہ تمہارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے جو اللہ کی طرف سے تمام کتابوں میں سے زیادہ قریب زمانے کی ہے تم اسے پڑھتے ہو وہ خالص ہے اس میں کوئی ملونی نہیں کی گئی۔

۷۵۲۳: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمْ

۷۵۲۳: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی کہ عبید اللہ بن عبد اللہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے کہا: اے مسلمانوں کے گروہ! تم اہل کتاب سے کسی بات کے متعلق کیسے

الَّـذِي أَنْـزَلَ اللهُ عَلَـى نَبِيِّكُمْ صَـلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْدَثُ الْأَخْبَارِ بِاللهِ مَحْضًا لَـمْ يُشَبْ وَقَـدْ حَـدَّثَكُمُ اللهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ بَدَّلُوا مِنْ كُتُبِ اللهِ وَغَيَّرُوا فَكَتَبُوا بِأَيْدِيهِمْ قَالُوا هُوَ مِـنْ عِنْـدِ اللهِ لِيَشْـتَرُوا بِـذَلِكَ ثَمَنًـا قَلِيلًا أَوَلَا يَنْهَـاكُمْ مَـا جَـاءَكُمْ مِّـنَ الْعِلْمِ عَنْ مَّسْأَلَتِهِمْ فَلَا وَاللهِ مَا رَأَيْنَا رَجُلًا مِّنْهُمْ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ.

پوچھتے ہو جبکہ تمہاری کتاب جو اللہ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی، اللہ کے متعلق سب سے نئی خبریں دینے والی ہے (موجود ہے،) خالص ہے اُس میں کوئی ملونی نہیں کی گئی اور اللہ بتا بھی چکا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کی کتابوں میں تبدیلی کر دی ہے اور انہیں کچھ سے کچھ کر دیا ہے اور اپنے ہاتھوں سے انہیں لکھا اور کہہ دیا کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے تا کہ اس ذریعہ سے تھوڑی سی قیمت لیں۔ جو علم تمہارے پاس آیا ہے، کیا یہ تمہیں ان کے پوچھنے سے نہیں روکتا؟ اللہ کی قسم! ہم نے ان میں سے کبھی بھی کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ تم سے اس کتاب کے متعلق پوچھتا ہو جو تم پر نازل کی گئی۔

أطرافُه: ۲۶۸۵، ۷۳۶۳، ۷۵۲۲۔

تشریح: كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِىْ شَاْنٍ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: وہ ہر وقت ایک نئی حالت میں ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مختلف انبیاء کے کلام مختلف صفات الٰہیہ کے ماتحت نازل ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے: كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِىْ شَاْنٍ یعنی ہر زمانہ نبوت میں اللہ تعالیٰ کا کلام نئی صفات کے ماتحت نازل ہوتا ہے۔ اس جگہ یَوْم سے مراد نبوت کا زمانہ ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرماتا ہے: يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (السجدة:٦) یعنی اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین تک اپنے حکم کو اپنی تدبیر کے مطابق قائم کرے گا اور پھر وہ اس کی طرف ایک ایسے وقت میں چڑھنا شروع کرے گا جس کی مقدار ایسے ہزار سال کی ہے جس کے مطابق تم دنیا میں گنتی کرتے ہو۔ پس یَوْم سے

مراد زمانہ نبوت ہے اور سَمَاء سے قرآن کریم مراد ہے کیونکہ قرآن کریم کا نام صحف مرفوعہ بھی آیا ہے اور سَمَاء بھی بلندی کا نام ہے۔ پس اس روحانی آسمان کو بھی سَمَاء کہہ سکتے ہیں اور اس کے لئے صفت حی و قیوم کو استعمال کیا گیا ہے۔ یہ ثبوت کہ قرآن حی و قیوم کی صفات کی بنیاد پر ہے قرآن سے بھی اور حدیث سے بھی ملتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قرآن کریم کی کونسی آیت سب سے بڑی ہے تو آپؐ نے فرمایا: آیت الکرسی۔ اور آیت الکرسی کی بنیاد حی و قیوم پر ہے۔ یہ روایت اُبَیّ بن کعبؓ، ابن مسعودؓ، ابوذر غفاریؓ، ابوہریرہؓ اور چار پانچ صحابہؓ سے مروی ہے اور اکثر کتب حدیث میں ہے۔ اعظم آیۃ سے مراد اور حقیقت یہی ہے کہ یہ آیت منبع ہے قرآن کا۔ ورنہ سب آیات ہی اعظم ہیں۔ اور منبع اسی آیت کو کہہ سکتے ہیں جو بطور اُمّ کے ہو۔ یعنی اس میں وہ بات ہے جو قرآن کریم کو دوسری کتب سے بطور اصول کے ممتاز کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیت الکرسی میرے سوا اور کسی نبی کو نہیں ملی۔ یوں تو قرآن کریم کی کوئی آیت بھی کسی اور نبی کو نہیں دی گئی مگر آیت الکرسی کے نہ دیئے جانے کا یہ مطلب ہے کہ اس کے اندر جو صفات ہیں ان کے ماتحت کسی اور نبی پر کلام نازل نہیں ہوا۔ اور وہ صفات حی و قیوم کی ہی ہیں۔ چنانچہ سورۃ آل عمران میں خدا تعالیٰ کی ان ہر دو صفات کو بیان کرکے قرآن کے نازل ہونے کا ذکر ہے۔ حی کے معنے ہوتے ہیں زندہ اور زندہ رکھنے والا اور قیوم کے معنے ہیں قائم اور قائم رکھنے والا۔ پس فرمایا یہ کتاب اس خدا کی طرف سے اتری ہے جو زندہ اور زندہ رکھنے والا ہے۔ یعنی یہ کلام ہمیشہ زندہ اور زندگی بخش رہے گا اور پھر یہ کتاب اس خدا کی طرف سے اتری ہے جو قائم اور قائم رکھنے والا ہے۔ پس اس کتاب کو بھی وہ ہمیشہ قائم رکھے گا۔" (فضائل القرآن نمبر ۳، انوار العلوم جلد ۱۱ صفحہ ۶۱۳، ۶۱۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یاد رہے کہ جس طرح ستارے ہمیشہ نوبت بہ نوبت طلوع کرتے رہتے ہیں اسی

طرح خدا کے صفات بھی طلوع کرتے رہتے ہیں۔ کبھی انسان خدا کے صفاتِ جلالیہ اور استغناء ذاتی کے پرتوہ کے نیچے ہوتا ہے اور کبھی صفات جمالیہ کا پرتوہ اس پر پڑتا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ (الرحمٰن:۳۰)" (چشمہ مسیحی، روحانی خزائن جلد ۲۰، صفحہ ۳۶۹)

نیز فرمایا:

"وہ اور اس کی صفات قدیم ہی سے ہیں مگر اس پر یہ لازم نہیں ہے کہ ہر ایک صفت کا علم ہم کو دیدے اور نہ اس کے کام اس دنیا میں سما سکتے ہیں۔ خدا کے کلام میں دقیق نظر کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ وہ ازلی اور ابدی ہے اور مخلوقات کی ترتیب اس کے ازلی ہونے کی مخالف نہیں ہے۔" (ملفوظات، جلد ۳، صفحہ ۷۰)

بَاب ٤٣: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ (القيامة:١٧)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: (اے نبی) تُو اپنی زبان کو حرکت نہ دے تا کہ یہ قرآن جلدی نازل ہو جائے

وَفِعْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يُنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا کرنا جبکہ آپؐ پر وحی نازل کی جارہی ہوتی۔

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ تَعَالَى أَنَا مَعَ عَبْدِي إِذَا ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَتَاهُ.

اور حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جہاں بھی وہ مجھے یاد کرے اور میرے نام سے اس کے ہونٹ ہلیں۔

٧٥٢٤: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ (القيامة:١٧) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ

۷۵۲۴: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے موسیٰ بن ابی عائشہ سے، موسیٰ نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے قول لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ کے متعلق روایت کی۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے نازل ہونے

ﷺ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ شِدَّةً وَكَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ أُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُحَرِّكُهُمَا فَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ○ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ○ (القيامة:١٧،١٨) قَالَ جَمْعُهُ فِي صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَؤُهُ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ(القيامة:١٩) قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا أَقْرَأَهُ.

سے سخت تکلیف اٹھایا کرتے تھے اور اپنے ہونٹوں کو ہلاتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ نے مجھ سے کہا: میں تمہیں ہونٹ اس طرح ہلا کر دکھاتا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ ہونٹ ہلایا کرتے تھے۔ سعید نے کہا: میں ہونٹ اس طرح ہلاتا ہوں جس طرح حضرت ابن عباسؓ نے ہلایا اور یہ کہہ کر انہوں نے اپنے ہونٹ ہلائے۔ تب اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی: (اے نبی) تُو اپنی زبان کو حرکت نہ دے تا کہ یہ قرآن جلدی نازل ہو جائے۔ اس کا جمع کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے اور اس کا دنیا کے سامنے سنانا بھی (ہمارے ذمہ ہے)۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: جَمْعُهُ مراد ہے کہ آپؐ کے سینے میں اس کو محفوظ کرنا۔ پھر اس کے بعد تم اسے پڑھو اور فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ۔ (پس جب ہم اسے پڑھ لیا کریں تو ہمارے پڑھنے کے بعد تُو بھی پڑھ لیا کر) حضرت ابن عباسؓ نے کہا: اس کو غور سے سنو اور خاموش رہو۔ پھر ہمارے ہی ذمہ ہو گا کہ تو اس کو پڑھے۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: چنانچہ رسول اللہ ﷺ جب جبریل علیہ السلام آپؐ کے پاس آتے تو غور سے سنتے۔ جب جبریلؑ چلے جاتے تو نبی ﷺ اسی طرح پڑھتے جس طرح جبریلؑ نے آپؐ کو پڑھایا ہوتا۔

أطرافُه: ٥، ٤٩٢٧، ٤٩٢٨، ٤٩٢٩، ٥٠٤٤۔

تشریح: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: یعنی (اے نبی) تُو اپنی زبان کو حرکت نہ دے تا کہ یہ قرآن جلدی نازل ہو جائے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

اس روایت پر محققین نے ایک اعتراض وارد کیا ہے کہ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ کی آیت جو سورۃ القیامۃ میں ہے اس ابتدائی وحی میں سے ہے جو مکہ میں نازل ہوئی جبکہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ ان کی پیدائش ہجرت سے تین سال قبل ہوئی تو حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو یہ کیسے علم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ہونٹ ہلایا کرتے تھے اور انہوں نے سعید ابن جبیر کو بڑے وثوق سے اپنے ہونٹ ہلا کر دکھلائے کہ یوں ہلایا کرتے تھے۔ پھر علاوہ ازیں یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ کے حکم کے بعد خاموش ہو کر سنتے اور اپنے ہونٹ نہ ہلاتے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہؓ نے انہیں بتلایا تھا تو پھر انہوں نے اس کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ علاوہ ازیں یہ روایت مرسل ہونے کی وجہ سے پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔ مگر باوجود اس اعتراض اور سقم کے علامہ ابن حجر اور عینی اور قسطلانی جیسے محققین نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ ضرور سنا اور حضرت ابن عباسؓ نے انہیں ہونٹ ہلا کر دکھلائے۔ (فتح الباری جزء اول صفحہ ٤٠۔ عمدۃ القاری جزء اول صفحہ ٧٣۔ شرح البخاری للقسطلانی جزء اول صفحہ ٦٩) کیونکہ سعید بن جبیر علم و تقویٰ میں بہت بڑے مقام پر تھے اور ایک امام مانے گئے ہیں اور موسیٰ بن ابی عائشہ بھی ثقہ ہیں اور ابو عوانہ بھی نہایت سچے راوی تسلیم کئے گئے ہیں، سوائے اس کے کہ ان کا حافظہ کمزور تھا۔ جس کی وجہ سے وہ روایات کو لکھ لیا کرتے تھے۔ اگر وہ اپنے حافظہ کی بناء پر کوئی روایت کرتے تو مفہوم میں کمی بیشی ہو جاتی لیکن تحریری روایت میں پوری صحت مدنظر رکھتے تھے۔ وَإِذَا حَدَّثَ مِنْ حِفْظِهٖ غَلَطَ كَثِيْرًا۔ ابوسلمہ موسیٰ بن اسمٰعیل منقری جن سے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت سنی، وہ بھی ثقہ ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء اول صفحہ ۷۰) گو تابعین میں سے اس روایت کو حضرت ابن عباسؓ سے بلاواسطہ بیان کرنے والے سوائے سعید بن جبیر کے اور کوئی نہیں اور نہ صحابہ میں سے حضرت ابن عباسؓ کے سوا کسی صحابی نے یہ روایت کی ہے مگر یہ دونوں راوی بہت پایہ کے انسان ہیں اور یہ احتمال کہ ممکن ہے، ابو عوانہ نے نقل میں الفاظ کم و بیش کر دیئے ہوں۔ ایک حد تک اس طرح رفع ہو جاتا ہے کہ موسیٰ بن ابی عائشہ سے ابو عوانہ کے سوائے اوروں نے بھی اس کو نقل کیا۔ مثلاً سفیان بن عیینہ اور اسرائیل اور جریر نے۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے کتاب التفسیر میں زیر آیات مذکورہ بالا حمیدی اور عبید اللہ بن موسیٰ اور قتیبہ بن سعید کی سند سے روایتیں ان تین راویوں سے نقل کی ہیں۔ (دیکھئے روایت نمبر ۴۹۲۷، ۴۹۲۸، ۴۹۲۹) اور انہوں نے موسیٰ بن ابی عائشہ سے، اور وہ سعید بن جبیر سے، اور سعید نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہوئے اسے نقل کیا ہے۔ گو لفظوں اور معانی میں کمی بیشی ضرور ہے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ اصول روایت کے اعتبار سے اس کی صحت میں خلل ہے اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی حالت کبھی طاری نہیں ہوئی۔ اس لئے محققین نے باوجود انتقاد کے اس روایت کو قبول کیا ہے۔ ان روایتوں سے کم از کم یہ بات یقینی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت نزولِ وحی کے وقت تبدیل ہو جایا کرتی تھی اور جسمانی علائق سے جو عارضی طور پر انقطاع واقع ہوتا اس سے آپ کو غیر معمولی تکلیف ہوتی جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے اور یہ بات بھی روحانی مشاہدات میں یقینی ہے کہ تجلیٔ وحی کی ایک ایسی حالت بھی ہوتی ہے جس میں زبان بغیر کسی محرک کے خود بخود حرکت کرنی شروع کر دیتی ہے اور جو الفاظ اس پر جاری ہوتے ہیں۔ وہ علم غیب پر مشتمل ہوتے ہیں۔ وَمِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ شَفَتَيْهِ کی نحوی ترکیب سے ظاہر ہے کہ یہ حالت آپ پر کبھی کبھی وارد ہوتی۔ جیسا

کہ امام ابن حجر اور دیگر شارحین نے بھی مِمَّا کے متعلق سیبویہ کا مذہب نقل کر کے اس مفہوم کو مثالوں سے واضح کیا ہے۔ (فتح الباری جزء اول صفحہ ۴۰)"

(صحیح البخاری، ترجمہ وشرح، کتاب بدء الوحی، باب ۴، جلد ۱، صفحہ ۱۶، ۱۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور معجزہ کا ذکر ہے۔ اتنی بڑی کتاب قرآن کریم تیئیس برسوں میں نازل ہوئی اور نزول کے وقت آپؐ اس فکر میں کہ مَیں اسے فراموش نہ کر دوں، اپنی زبان کو تیزی سے حرکت دیتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو یقین دلایا کہ ہم ہی نے یہ قرآن نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کو جمع کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ پس ایک اُمّی پر تیئیس سال میں نازل ہونے والا قرآن بحفاظت جمع کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس امر کو ایک عظیم الشان معجزہ قرار دیتے ہیں کہ اس تیئیس سالہ عرصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمن نے ہر طرح سے حملے کئے اور آپؐ کو ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ اگر کچھ قرآن نازل ہونے کے بعد ہی نعوذ باللہ آپؐ کو دشمن ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جاتا تو قرآن کے ایک کامل کتاب ہونے کا دعویٰ نعوذ باللہ باطل اور بالکل بے معنی ہو جاتا۔"

(ترجمہ قرآن کریم حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، تعارف سورۃ القیامۃ، صفحہ ۱۱۰۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"آیت باب ذوالمعارف ہے اس کے دو ترجمے ہیں۔ ربط ما قبل کے لحاظ سے ایک معنے یہ ہیں کہ "اے معذرت کنندہ۔ عذر بیان کرنے میں تیز زبانی نہ کر" اس صورت میں جَمْعَهُ میں ہُ کی ضمیر انسان کے اعمال کی طرف ہے۔ دوسرے معنے یہ ہیں کہ پڑھنے والا جب قرآن شریف پڑھے تو جلدی نہ کرے۔... جمع تو اللہ تعالیٰ کی پسند کی ہوئی ترتیب کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے فرمایا تھا اور اسی پسندیدہ ترتیب کے ساتھ ہم تک پہنچایا گیا۔ ہاں اس کا پڑھنا اور جمع کرنا ہم سب کے ذمہ ہے۔" (حقائق الفرقان، جلد ۴ صفحہ ۲۷۲)

بَاب ٤٤

قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ○ (الملك: ١٤، ١٥)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور (اے لوگو) تم اپنی بات کو چھپاؤ یا ظاہر کرو، وہ (خدا) دلوں کی بات کو بھی خوب جانتا ہے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ جس نے پیدا کیا ہو وہی اندر کے حال نہ جانے، حالانکہ وہ مخفی سے مخفی رازوں کا واقف اور بہت خبر دار ہے

يَتَخَافَتُوْنَ (طه: ١٠٤) يَتَسَارُّونَ.

يَتَخَافَتُونَ سے مراد یہ ہے کہ وہ چپکے سے آپس میں راز کی باتیں کرتے ہیں۔

٧٥٢٥: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ عَنْ هُشَيْمٍ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا (بني اسرائيل: ١١١) قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللّٰهُ لِنَبِيِّهِ ﷺ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ أَيْ بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا

۷۵۲۵: عمرو بن زرارہ نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے ہشیم سے روایت کی کہ ابوبشر نے ہمیں خبر دی۔ ابوبشر نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس قول وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا کے متعلق روایت کی، کہا: یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مخفی رہتے تھے۔ تو آپؐ جب اپنے صحابہ کو نماز پڑھاتے ہوئے قرآن پڑھنے میں اپنی آواز کو بلند کرتے، مشرک آپؐ کی آواز سنتے تو قرآن کو بُرا بھلا کہتے اور اس کو بھی جس نے اس کو نازل کیا اور اس کو بھی جو اسے لایا۔ اس لئے اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ یعنی اپنی قرأت کو اونچا نہ

(بنی اسرائیل:۱۱۱) عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا (بنی اسرائیل:۱۱۱).

پڑھو ورنہ مشرک سنیں گے اور قرآن کو بُرا بھلا کہیں گے اور نہ اپنے ساتھیوں سے اتنا دھیما پڑھو کہ تو ان کو سنائے بھی نہ۔ وَ ابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا۔ یعنی اس کے درمیان کی راہ اختیار کر۔

أطرافُه: ۴۷۲۲، ۷۴۹۰، ۷۵۴۷۔

۷۵۲۶: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا (بنی اسرائیل:۱۱۱) فِي الدُّعَاءِ.

۷۵۲۶: عبید بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام سے، ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ کہتی تھیں: یہ آیت کہ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا دعا کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

أطرافُه: ۴۷۲۳، ۶۳۲۷۔

۷۵۲۷: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ. وَزَادَ غَيْرُهُ يَجْهَرُ بِهِ.

۷۵۲۷: اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعاصم نے ہمیں بتایا۔ ابن جریج نے ہمیں خبر دی کہ ابن شہاب نے ہم سے بیان کیا۔ ابن شہاب نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم میں سے وہ نہیں جو قرآن کو خوش الحانی سے نہ پڑھے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ کے سوا اوروں نے یہ الفاظ بڑھائے کہ جو اس کو بلند آواز سے نہ پڑھے۔

تشریح: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَ اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ[1]... وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور (اے لوگو) تم اپنی بات کو چھپاؤ یا ظاہر کرو، وہ (خدا) دلوں کی بات کو بھی خوب جانتا ہے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ جس نے پیدا کیا ہو وہی اندر کے حال نہ جانے، حالانکہ وہ مخفی سے مخفی رازوں کا واقف اور

بہت خبر دار ہے۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا اور تو اپنے دعائیہ کلمات اونچی آواز سے نہ کہا کر اور نہ اُنہیں (بہت) آہستہ کہا کر۔(ترجمہ تفسیر صغیر)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا۔ صلوٰۃ کے معنے نماز کے بھی ہوتے ہیں۔ اور دعا کے بھی۔ اس جگہ چونکہ دعا کا ذکر ہے اس لئے دعا ہی کے معنے زیادہ مناسب ہیں۔ فرمایا۔ اپنی دعا بہت بلند آواز سے نہ مانگا کرو اور نہ ہی بالکل دھیمی بلکہ درمیان کا راستہ اختیار کرو۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند صحابہ کے پاس سے گذرے تو آپ نے دیکھا کہ وہ پکار پکار کر دعا کر رہے تھے۔ آپ نے ان کو منع فرمایا اور کہا کہ تمہارا خدا بہرہ نہیں، اس قدر اونچے پکارتے ہو وہ تو چیونٹی کے چلنے کی آواز کو بھی سنتا ہے۔ قرآن مجید نے بالکل آہستہ دعا کرنے سے بھی منع کیا ہے۔ کیونکہ اس سے توجہ قائم نہیں رہتی۔ دعا اس طرح کرنی چاہیئے کہ انسان کو کلمات زبان سے نکلتے ہوئے محسوس ہوں تا کہ اس کی توجہ بھی قائم رہے۔ غرض دعا بہت بلند آواز سے مانگنے سے تو خدا تعالیٰ کی شان کو مدنظر رکھتے ہوئے منع فرمایا ہے اور نہایت آہستہ دعا مانگنے سے انسان کی کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے منع فرمایا ہے۔“ (تفسیر کبیر، جلد ۴ صفحہ ۴۰۱)

بَاب ٤٥: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ يَقُولُ لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هَذَا فَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ فَبَيَّنَ أَنَّ قِيَامَهُ بِالْكِتَابِ هُوَ فِعْلُهُ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: ایک وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن دیا ہو اور وہ رات دن اس پر عمل کرتا ہے اور ایک وہ شخص جو یہ کہے: کاش اگر مجھے بھی ویسا ہی دیا جائے جو اس شخص کو دیا گیا تو میں بھی ویسے ہی کروں جیسے یہ کرتا ہے پس آپؐ نے بیان کیا کہ اس کا کتاب اللہ پر قائم ہونا اُس کا فعل ہے۔

وَقَالَ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اس کے نشانات میں

اخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَ أَلْوَانِكُمْ (الروم:٢٣) وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (الحج:٧٨).

سے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف بھی ہے۔ اور اللہ جل ذکرہ نے فرمایا: یعنی اور نیک کام کرو تا کہ تم اپنے مقصود کو پالو۔

٧٥٢٨: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسُدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ فَهُوَ يَقُولُ لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هَذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ فِي حَقِّهِ فَيَقُولُ لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ.

أطرافُه: ٥٠٢٦، ٧٢٣٢-

٧٥٢٨: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابوصالح سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رشک نہیں کرنا چاہیئے مگر دو شخصوں کے متعلق۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن کا علم دیا ہو وہ اس کو رات کے اوقات میں اور دن کے اوقات میں بھی پڑھتا ہے اور کوئی کہے اگر مجھے بھی ویسا ہی دیا جائے جو اس شخص کو دیا گیا ہے تو میں بھی ویسا ہی کروں جیسا یہ کرتا ہے اور ایک وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اس کو جہاں خرچ کرنے کا حق ہے خرچ کرتا ہو اور کوئی کہے اگر مجھے بھی ویسا ہی دیا جائے تو میں بھی اس سے یہی کروں جو یہ کرتا ہے۔

٧٥٢٩: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ

٧٥٢٩: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ زُہری نے سالم سے روایت کرتے ہوئے کہا۔ سالم نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: رشک نہ ہو مگر دو شخصوں

آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَ آنَاءَ النَّهَارِ. سَمِعْتُ سُفْيَانَ مِرَارًا لَمْ أَسْمَعْهُ يَذْكُرُ الْخَبَرَ وَهُوَ مِنْ صَحِيحِ حَدِيثِهِ.

کے متعلق ہی۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن کا علم دیا ہو اور وہ اسے رات کے اوقات میں بھی اور دن کے اوقات میں بھی پڑھتا ہو اور ایک وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا ہو وہ اسے رات کے اوقات میں بھی اور دن کے اوقات میں بھی خرچ کرتا ہو۔ (علی بن عبد اللہ نے کہا:) میں نے سفیان سے کئی بار یہ سنا میں نے ان کو (لفظ اَخْبَرَنَا یا حَدَّثَنَا کے ساتھ) ذکر کرتے نہیں سنا کہ زُہری نے یہ خبر دی اور باوجود اس کے یہ ان کی صحیح حدیثوں میں سے ہے۔

طرفہ: ۵۰۲۵۔

تشریح: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ ...: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: ایک وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن دیا ہو اور وہ رات دن اس پر عمل کرتا ہے۔

ولی اللہ محدث دہلویؒ کتاب التوحید کے اس عنوان کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ معنونہ الفاظ ”رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْقُرْآنَ“ اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو بندے کو قرآن کریم دیتا ہے (یعنی اس کا علم و عرفان عطا فرماتا ہے) تو وہ اس کو پڑھتا اور اس پر عمل کرتا ہے۔“ (رسالۃ شرح تراجم أبواب صحیح البخاری لشاہ ولی اللہ المحدث الدھلوی، کتاب الردّ علی الجھمیة، باب قول النبی ﷺ رجل آتاہ اللہ القرآن فھو یقوم بہ)

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ: اور اس کے نشانات میں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف بھی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”بولیوں کی تحقیق کی طرف توجہ دلانے والا بجز قرآن کریم کے اور کوئی دنیا میں ظاہر نہیں ہوا۔ اسی پاک کلام نے یہ فرمایا: وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ۝ [1] (سورہ روم) یعنی خدا تعالیٰ کی ہستی اور توحید کے نشانوں میں سے زمین آسمان کا پیدا کرنا اور

[1] (الروم: ۲۳)

بولیوں اور رنگوں کا اختلاف ہے۔ درحقیقت خدا شناسی کے لئے یہ بڑے نشان ہیں مگر ان کے لئے جو اہل علم ہیں۔ اب دیکھو کہ کس قدر تحقیق السنہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اس کو خدا شناسی کا مدار ٹھہرادیا ہے۔"

(منن الرحمٰن، روحانی خزائن جلد ۹، حاشیہ صفحہ ۱۶۳، ۱۶۴)

لَا تَحَاسُدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رشک نہیں کرنا چاہیئے مگر دو شخصوں کے متعلق۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"انسانی اخلاق خدا کے اخلاق کا پرتوہ ہیں۔ جب خدا نے روحوں کو پیدا کیا تو جس طرح باپ کے اخلاق کا بیٹوں میں اثر آجاتا ہے ایسا ہی بندوں میں اپنے خدا کا اثر آ گیا۔... خدا نے جو انسان کو اپنی طرف بلایا ہے اس لئے اس نے پہلے سے پرستش اور عشق کے مناسب حال قوتیں اس میں رکھ دی ہیں۔ پس وہ قوتیں جو خدا کی طرف سے ہیں خدا کی آواز کو سُن لیتی ہیں۔ اسی طرح جب خدا نے چاہا کہ انسان خدا کی معرفت میں ترقی کرے تو اس نے پہلے سے ہی انسانی رُوح میں معرفت کے حواس پیدا کر رکھے ہیں اور اگر وہ پیدا نہ کرتا تو پھر کیونکر انسان اس کی معرفت حاصل کر سکتا تھا۔ انسان کی رُوح میں جو کچھ ہے دراصل خدا سے ہے اور وہ خدا کی صفات ہیں جو انسانی آئینہ میں ظاہر ہیں ان میں سے کوئی صفت بُری نہیں بلکہ ان کی بد استعمالی اور ان میں افراط تفریط کرنا بُرا ہے شاید کوئی جلدی سے یہ اعتراض کرے کہ انسان میں حسد ہے، بغض ہے اور دوسری صفات ذمیمہ ہوتے ہیں پھر وہ کیونکر خدا کی طرف سے ہو سکتے ہیں پس واضح رہے کہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں دراصل تمام انسانی اخلاق الٰہی اخلاق کا ظل ہیں کیونکہ انسانی رُوح خدا سے ہے لیکن کمی یا زیادتی یا بداستعمالی کی وجہ سے وہ صفات ناقص انسانوں میں مکروہ صورت میں دکھائی دیتے ہیں۔ مثلاً حسد انسان میں ایک بہت بُرا خُلق ہے جو چاہتا ہے کہ ایک شخص سے ایک نعمت زائل ہو کر اس کو مل جائے لیکن اصل کیفیت حسد کی صرف اس قدر ہے کہ انسان اپنے کسی کمال کے حصول میں یہ روا نہیں رکھتا کہ اس کمال میں اُس کا کوئی شریک بھی ہو پس درحقیقت یہ صفت خدا تعالیٰ

کی ہے جو اپنے تئیں ہمیشہ وحدہٗ لاشریک دیکھنا چاہتا ہے۔ پس ایک قسم کی بداستعمالی سے یہ عمدہ صفت قابلِ نفرت ہو گئی ہے ورنہ اس طرح پر یہ صفت مذموم نہیں کہ کمال میں سب سے زیادہ سبقت چاہے اور روحانیت میں تفرد اور یکتائی کے درجہ پر اپنے تئیں دیکھنا چاہے۔"

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد ١٩ صفحہ ٣٨٩، ٣٩٠)

بَاب ٤٦ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ (المائدة:٦٨)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اے رسول! تیرے ربّ کی طرف سے جو (کلام بھی) تجھ پر اُتارا گیا ہے اُسے (لوگوں تک) پہنچا، اور اگر تُو نے (ایسا) نہ کیا تو (گویا) تُو نے اُس کا پیغام (بالکل) نہیں پہنچایا

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ الرِّسَالَةُ وَعَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا التَّسْلِيمُ. وَقَالَ: لِيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ (الجن:٢٩) وَقَالَ تَعَالَى اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ (الاعراف: ٦٣) وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ حِينَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ (التوبة:٩٤) وَقَالَتْ عَائِشَةُ إِذَا أَعْجَبَكَ حُسْنُ عَمَلِ امْرِئٍ فَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ (التوبة:١٠٥) وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ أَحَدٌ.

اور زُہری نے کہا: اللہ عز وجل کی طرف سے رسالت ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ پیغام کا پہنچانا ہوتا ہے اور ہمارے ذمہ ماننا ہوتا ہے اور (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: یعنی تا کہ اللہ جان لے کہ ان رسولوں نے اپنے ربّ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچا دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یعنی (اور) تمہیں اپنے ربّ کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور حضرت کعب بن مالکؓ نے کہا، جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے (تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) اور عنقریب اللہ اور اس کا رسول تمہارے عمل کو دیکھ لیں گے۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: جب کسی شخص کے کام کی خوبی تمہیں پسند آئے تم کہو: کئے جاؤ عنقریب اللہ اور اس کا رسول اور تمام مؤمن تمہارے عمل کو دیکھ لیں گے اور کوئی تمہیں

وَقَالَ مَعْمَرٌ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ هَذَا الْقُرْآنُ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ بَيَانٌ وَدِلَالَةٌ كَقَوْلِهِ تَعَالَى ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ (الحجرات:۱۱) هَذَا حُكْمُ اللهِ لَا رَيْبَ فِيْهِ (البقرة:۳) لَا شَكَّ، تِلْكَ اٰيٰتُ اللهِ (البقرة:۲۵۳) يَعْنِي هَذِهِ أَعْلَامُ الْقُرْآنِ وَمِثْلُهُ حَتّٰى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَ جَرَيْنَ بِهِمْ (يونس:۲۳) يَعْنِي بِكُمْ. وَقَالَ أَنَسٌ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَهُ حَرَامًا إِلَى قَوْمِهِ وَقَالَ أَتُؤْمِنُونِي أُبَلِّغُ رِسَالَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ.

دھوکہ میں نہ ڈال دے اور معمر نے کہا: ذٰلِكَ الْكِتٰبُ سے مراد یہ قرآن ہے۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ سے مراد کھول کر بیان کرنا اور صحیح راستے کا پتہ بتانا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یعنی یہ اللہ کا حکم ہے۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ کے معنی ہیں: کوئی شک نہیں۔ تِلْكَ اٰيٰتُ اللهِ سے یہ مراد ہے کہ یہ قرآن کے نشانات ہیں اور اسی طرح یہ بھی آیت ہے: حَتّٰى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَ جَرَيْنَ بِهِمْ۔[1] یعنی (بِهِمْ سے مراد) بِكُمْ ہے۔ حضرت انسؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماموں حضرت حرامؓ کو ان کی اپنی قوم کی طرف بھیجا اور کہا: کیا تم مجھے امن دو گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا دوں؟ پھر وہ ان سے باتیں کرنے لگے۔

۷۵۳۰: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيُّ وَزِيَادُ بْنُ جُبَيْرٍ (ابْنِ حَيَّةَ) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ الْمُغِيرَةُ أَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ

۷۵۳۰: فضل بن یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن جعفر رقی نے ہمیں بتایا۔ معتمر بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن عبیداللہ ثقفی نے ہمیں بتایا۔ بکر بن عبداللہ مزنی اور زیاد بن جبیر (بن حیہ) نے ہم سے بیان کیا۔ ان دونوں نے جبیر بن حیہ سے روایت کی کہ حضرت مغیرہؓ نے کہا: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ربّ کے پیغام کی بنا پر ہمیں یہ خبر دی ہے کہ ہم میں سے

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں ہوتے ہو اور وہ خوشگوار ہواؤں کی مدد سے اُنہیں لئے ہوئے چلتی ہیں۔"

رِسَالَةِ رَبِّنَا أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ.

جو شخص مارا جائے گا وہ جنت کو سدھارے گا۔

طرفه: ٣١٥٩۔

٧٥٣١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا. وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ فَلَا تُصَدِّقْهُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَقُولُ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ (المائدة:٦٨).

٧٥٣١: محمد بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل سے، اسماعیل نے شعبی سے، شعبی نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ کہتی تھیں: جو شخص تم سے کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ چھپا لیا تھا۔ اور محمد (بن یوسف فریابی) نے کہا: ابو عامر عقدی نے ہمیں بتایا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے اسماعیل بن ابی خالد سے، اسماعیل نے شعبی سے، شعبی نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ کہتی تھیں کہ جو تم سے یہ بیان کرے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی سے کچھ چھپا رکھا تھا تو اس کو سچا مت سمجھو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یعنی اے رسول! تیرے ربّ کی طرف سے جو (کلام بھی) تجھ پر اُتارا گیا ہے اُسے (لوگوں تک) پہنچا، اور اگر تُو نے (ایسا) نہ کیا تو (گویا) تُو نے اُس کا پیغام (بالکل) نہیں پہنچایا۔

أطرافه: ٣٢٣٤، ٣٢٣٥، ٤٦١٢، ٤٨٥٥، ٧٣٨٠۔

٧٥٣٢: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ

٧٥٣٢: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابووائل سے، ابووائل نے عمرو بن شرحبیل سے

قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللهِ قَالَ أَنْ تَدْعُوَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ أَيْ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ أَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَيْ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيقَهَا وَ الَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا يَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ (الفرقان:٦٩) الْآيَةَ.

روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عبداللہؓ کہتے تھے: ایک شخص نے پوچھا: یارسول اللہ! کون سا گناہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ تم اللہ کا ہمسر ٹھہراؤ حالانکہ اس نے تم کو پیدا کیا۔ اس نے کہا: پھر کون سا؟ فرمایا: یہ کہ تم اپنی اولاد کو مار ڈالو اس خوف سے کہیں تمہارے ساتھ کھائے۔ اس نے کہا: پھر کون سا؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ اپنے پڑوسی کی جورو سے تم زنا کرو۔ پھر اللہ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل کی: یعنی اور وہ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور نہ کسی جان کو جسے اللہ نے حفاظت بخشی ہو قتل کرتے ہیں سوائے (شرعی) حق کے اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی ایسا کام کرے گا وہ اپنے گناہ کی جزا کو دیکھ لے گا۔ قیامت کے دن اس کے لئے عذاب زیادہ کیا جائے گا۔

أطرافه: ٤٤٧٧، ٤٧٦١، ٦٠٠١، ٦٨١١، ٦٨٦١، ٧٥٢٠۔

تشریح: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اے رسول! تیرے ربّ کی طرف سے جو (کلام بھی) تجھ پر اُتارا گیا ہے اُسے (لوگوں تک) پہنچا، اور اگر تُو نے (ایسا) نہ کیا تو (گویا) تُو نے اُس کا پیغام (بالکل) نہیں پہنچایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اس بات پر بھی غور کرنا چاہئے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی اس پاک کتاب کے پہنچانے میں کیا کیا مصائب اور مشکلات برداشت کیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک لائف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس پاک کلام کو لوگوں تک پہنچا دینے میں اپنی جان تک کی پروا نہیں کی۔ مکی زندگی جن مشکلات کا مجموعہ ہے وہ سب کی سب اسی ایک فرض کے ادا کرنے کی

وجہ سے آپ کو برداشت کرنی پڑی ہیں۔ لکھا ہے کہ جب مکہ کے شریروں اور کفار نے آپ کے پیغام کو نہ سنا تو آپ طائف تشریف لے گئے اس خیال سے کہ ان کو سنائیں اور شاید ان میں کوئی رشید اور سعید ایسا ہو جو اس کو سن لے اور اس پر عملدرآمد کرنے کو تیار ہو جائے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام طائف پہنچے تو آپ نے وہاں کے عمائد سے فرمایا کہ تم میری ایک بات سنو۔ لیکن ان شریروں، قسی القلب لوگوں نے آپ کا پیچھا کیا اور نہایت سختی کے ساتھ آپ کو رڈ کر دیا۔ اینٹیں اور پتھر مارتے جاتے تھے اور آپ آگے آگے دوڑتے جارہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ بارہ کوس تک بھاگے چلے آئے اور پتھروں سے آپ زخمی ہو گئے۔ ان تکالیف اور مصائب کو آپ نے کیوں برداشت کیا؟ آپ خاموش ہو کر اپنی زندگی گزار سکتے تھے پھر وہ بات کیا تھی جس نے آپ کو اس امر پر آمادہ کر دیا کہ خواہ مصیبتوں کے کتنے ہی پہاڑ کیوں نہ ٹوٹ پڑیں لیکن امر الٰہی کے پہنچانے میں آپ تساہل نہ فرماویں گے۔ قرآن شریف سے ہی اس کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کو حکم ہوا تھا: بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ (المائدۃ:۶۸) جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے اسے مخلوق الٰہی کو پہنچا دے اور فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (الحجر:۹۵) جو تجھے حکم دیا جاتا ہے اس کو کھول کھول کر سنادے۔ اس پاک حکم کی تعمیل آپ کا مقصود خاطر تھا اور اس کے لئے آپ ہر ایک آفت اور مصیبت کو ہزار جان برداشت کرنے کو آمادہ تھے۔"

(حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۱۱۵، ۱۱۶)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"جب کسی امر کے متعلق وحی الٰہی آجاتی ہے تو پھر مامور اس کے پہنچانے میں کسی کی پروا نہیں کرتے اور اس کا چھپانا اسی طرح شرک سمجھتے ہیں جس طرح وحی الٰہی سے اطلاع پانے کے بغیر کسی امر کی اشاعت شرک سمجھتے ہیں۔ اگر وہ اس بات کو جس کی اطلاع وحی الٰہی کے ذریعہ سے نہیں ملی، بیان کرتا ہے تو گویا وہ سمجھتا ہے کہ اُسے وہ سوجھتا ہے جو خدا تعالیٰ کو بھی نہیں سوجھتا اور اس گستاخی سے وہ مشرک ہو جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۹۲)

بَاب ٤٧ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ (آل عمران:٩٤)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: تُو کہہ دے کہ تورات لاؤ اور اُسے پڑھو

وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوا بِهَا وَأُعْطِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمِلُوا بِهِ وَأُعْطِيتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ. وَقَالَ أَبُو رَزِينٍ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ (البقرة:١٢٢) {يَتَّبِعُوْنَهُ وَ[1] } يَعْمَلُونَ بِهِ حَقَّ عَمَلِهِ. يُقَالُ يُتْلَى يُقْرَأُ حَسَنُ التِّلَاوَةِ حَسَنُ الْقِرَاءَةِ لِلْقُرْآنِ، لَا يَمَسُّهُ لَا يَجِدُ طَعْمَهُ وَنَفْعَهُ إِلَّا مَنْ آمَنَ بِالْقُرْآنِ، وَلَا يَحْمِلُهُ بِحَقِّهِ إِلَّا الْمُوقِنُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ (الجمعة:٦) وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: تورات والوں کو تورات دی گئی اور اس پر انہوں نے عمل کیا اور انجیل والوں کو انجیل دی اور انہوں نے اس پر عمل کیا اور تمہیں قرآن دیا گیا اور تم نے اس پر عمل کیا۔ ابورزین نے کہا: يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ۔ وہ اس کی پیروی کرتے ہیں اور جیسا کہ اس پر عمل کرنے کا حق ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے: يُتْلٰى کے معنی ہیں: اچھی طرح پڑھا جائے یعنی اچھی طرح قرآن کو پڑھا جائے۔ لَا يَمَسُّهٗ کے یہ معنی ہیں کہ اس کے پڑھنے سے اس کا مزا اور فائدہ حاصل نہیں کرتے مگر وہی جو قرآن پر ایمان لائے اور اس کی ذمہ واری کو اٹھانے کا جیسا کہ حق ہے کوئی نہیں اُٹھاتا مگر وہی جو کہ یقین کرنے والا ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ...[2] اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اور ایمان اور نماز کو بھی عمل کے نام سے موسوم کیا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] یہ لفظ فتح الباری مطبوعہ انصاریہ کے مطابق ہے (فتح الباری جزء ۱۳ حاشیہ صفحہ ۶۳۲) ترجمہ اس کے مطابق ہے

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”ان لوگوں کی مثال جن پر تورات کی ذمہ داری ڈالی گئی پھر اُسے (جیسا کہ حق تھا) انہوں نے اُٹھائے نہ رکھا، گدھے کی سی ہے جو کتابوں کا بوجھ اٹھاتا ہے کیا ہی بُری ہے اُن لوگوں کی مثال جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔“

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامَ وَالْإِيمَانَ وَالصَّلَاةَ عَمَلًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ أَخْبِرْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ إِلَّا صَلَّيْتُ وَسُئِلَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ إِيمَانٌ بِاللهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ الْجِهَادُ ثُمَّ حَجٌّ مَبْرُورٌ.

نے حضرت بلالؓ سے فرمایا: مجھے وہ عمل بتاؤ جو تم نے اسلام میں کیا ہو جس پر تمہیں سب سے زیادہ امید ہو۔ حضرت بلالؓ نے کہا: میں نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا جس پر مجھے سب سے زیادہ امید ہو مگر یہ کہ میں نے جب بھی وضو کیا تو (نفل) نماز پڑھی۔ اور آپؐ سے پوچھا گیا: کون سا عمل سب سے بڑھ کر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا پھر جہاد کرنا پھر وہ حج جس میں سراسر نیکی کو مد نظر رکھا گیا ہو۔

٧٥٣٣: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيمَنْ سَلَفَ مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ أُوتِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُوتِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمِلُوا بِهِ حَتَّى صُلِّيَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُوتِيتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ

٧٥٣٣: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ نے ہمیں بتایا۔ یونس نے ہمیں خبر دی۔ یونس نے زہری سے روایت کی کہ سالم نے مجھے بتایا۔ سالم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری عمر اُن امتوں کے مقابل پر جو گزر چکی ہیں اتنا ہی عرصہ ہے جتنا کہ عصر کی نماز سے لے کر سورج کے ڈوبنے تک ہوتا ہے۔ تورات والوں کو تورات دی گئی اور وہ اس پر عمل کرتے رہے یہاں تک کہ دوپہر ہوگئی۔ پھر وہ عاجز آ گئے اور انہیں ایک ایک قیراط دیا گیا۔ پھر انجیل والوں کو انجیل دی گئی اور وہ اس پر عمل کرتے رہے یہاں تک کہ عصر کی نماز پڑھی گئی۔ پھر وہ بھی عاجز آ گئے اور انہیں ایک ایک قیراط دیا گیا۔ پھر تمہیں قرآن دیا گیا اور

حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأُعْطِيتُمْ قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ فَقَالَ أَهْلُ الْكِتَابِ هَؤُلَاءِ أَقَلُّ مِنَّا عَمَلًا وَأَكْثَرُ أَجْرًا قَالَ اللهُ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوا لَا فَقَالَ فَهُوَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ.

تم نے اس پر عمل کیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور تمہیں دو دو قیراط دیئے گئے۔ اہل کتاب نے کہا: یہ ہم سے تھوڑا کام کرنے والے ہیں اور زیادہ مزدوری لینے والے ہیں۔ اللہ نے فرمایا: کیا میں نے تمہارے حق سے کچھ کم کر کے تمہیں دیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ تو اللہ نے فرمایا: پھر یہ میرا فضل ہے جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں۔

أطرافه: ٥٥٧، ٢٢٦٨، ٢٢٦٩، ٣٤٥٩، ٥٠٢١، ٧٤٦٧۔

تشریح: قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَا: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: تُو کہہ دے کہ تورات لاؤ اور اُسے پڑھو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ کی ذات پاک ایسی تھی کہ ان کو قرآن کے فہم کے واسطے تو کسی کتاب کی ضرورت نہ تھی مگر تاہم قرآن کو کلامِ الٰہی اور جو کچھ قرآن کریم پیش کرتا ہے اس کی تصدیق کے واسطے پھر بھی اَور کتاب کی تو ضرورت تھی اور خود قرآن بتلاتا ہے کہ اَور کتاب کی ضرورت ہے۔ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی صداقت ثابت کرنے کے واسطے قرآن میں فرماتا ہے کہ ایک اَور کتاب میں دیکھو۔ پھر لکھا ہے مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔...

مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيلِ: گویا دو کتابوں کی ضرورت پڑی۔ اِس تقریر سے یہ بات ثابت ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پیشگوئیوں وغیرہ اور اپنے دعاوی اور نیز قرآن کی تصدیق کے واسطے دوسری کتابوں کی ضرورت پڑتی رہی۔...اِس لئے خوب یاد رکھو کہ قرآن تو اپنی ذات میں ایک کامل کتاب ہے مگر اس کے کمال کو جاننے کے لئے ہم اَور کتابوں کے محتاج ہیں۔ کبھی لُغت کے کبھی دوسرے علوم کی کتب کے۔ اگر کہو کہ اصولِ دین کو اس سے کیا تعلق ہے تو ہم کہتے ہیں قرآن شریف کی تصدیق کرنی بھی تو اصولِ دین ہے۔

کامل ذات خود کسی کی محتاج نہیں ہوا کرتی مگر دوسرے اس کو کامل جاننے کے واسطے محتاج ہوتے ہیں۔ دیکھو خدا اپنی ذات میں کامل ہے اور اس کو دلائل کی ضرورت نہیں مگر چونکہ ہم دلائل کے محتاج ہیں اِس لئے مصنوعات وغیرہ کے دلائل ہم کو دینے پڑے۔" (حقائق الفرقان جلد اول صفحہ ۵۰۱، ۵۰۲)

فَهُوَ فَضْلِيْ أُوْتِيْهِ مَنْ أَشَاءُ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

"عمل کا انحصار خاتمہ پر ہے۔ ایک کام شروع کر کے اس کو درمیان میں چھوڑ دینا نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا۔ عمل کی قیمت تکمیل عمل سے ہے۔ اس نکتۂ معرفت کو سمجھانے کے لئے جو مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے وہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی دی ہے۔ (دیکھئے: متی باب ۲۰، آیت: ۱ تا ۱۶)

اللہ تعالیٰ کا فضل بھی تکمیل عمل پر ہوتا ہے نہ کثرت عمل پر۔ یہود و نصاریٰ نے کہا: نَحْنُ كُنَّا أَكْثَرَ عَمَلًا کہ ہم بہت عمل کرنے والے ہیں۔ مگر باوجود اس کے فضل الٰہی یہود و نصاریٰ کے شامل حال نہ ہوا۔... بغیر عذر کے کام چھوڑ دینا انسان کو کسی ثواب کا مستحق نہیں ٹھہراتا۔ فَقَالُوْا لَا حَاجَةَ لَنَا إِلَى أَجْرِكَ۔ یہود و نصاریٰ نے کہا: ہمیں تیری مزدوری کی ضرورت نہیں۔ یہ کہہ کر بغیر کسی معقول سبب کے کام چھوڑ دیا اور اپنا معاہدہ پورا نہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اجر سے محروم ہو گئے۔"

(صحیح البخاری، ترجمہ وشرح، كِتَابُ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ، بَابُ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ...، جلد ۱، صفحہ ۶۵۶)

بَاب ٤٨: وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ عَمَلًا

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو بھی عمل قرار دیا

وَقَالَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

اور فرمایا: اس کی کوئی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔

٧٥٣٤: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْوَلِيدِ و حَدَّثَنِي عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ الْأَسَدِيُّ أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ

۷۵۳۴: سلیمان نے مجھ سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ولید سے روایت کی اور عباد بن یعقوب اسدی نے مجھ سے بیان کیا کہ

الْعَوَّامِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ ثُمَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ.

أطرافه: ٥٢٧، ٢٧٨٢، ٥٩٧٠-

عباد بن عوام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شیبانی سے، شیبانی نے ولید بن عیزار سے، ولید نے ابوعمرو شیبانی سے، ابوعمرو نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: عملوں میں سے کون سا عمل سب سے بڑھ کر ہے؟ فرمایا: نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا اور والدین سے حسنِ سلوک کرنا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

تشریح: **وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ عَمَلًا:** اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو بھی عمل قرار دیا۔

أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ: عملوں میں سے کون سا عمل سب سے بڑھ کر ہے؟

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

> ''سوال اَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللهِ کا جواب جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے وہ سائل کو مد نظر رکھ کر دیا ہے۔ مستند روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے یہ سوال مختلف لوگوں نے پوچھا اور آپ نے سوال کرنے والے کی حالت اور موقع و محل کی مناسبت سے اس کا جواب بھی مختلف دیا ہے۔ ابتدائے اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ کی اشد ضرورت تھی تو اس وقت آپ نے جہاد کو افضل الاعمال قرار دیا۔ (بخاری کتاب العتق باب ایّ الرقاب افضل، روایت نمبر ٢٥١٨) نصوصِ صریحہ سے ثابت ہے کہ نماز صدقہ سے افضل ہے مگر ایک مضطر کے لیے صدقہ کا انتظام کرنا افضل ہو گا خواہ نماز میں کچھ تاخیر بھی ہو جائے۔ یہاں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص حالات مدنظر رکھ کر جواب دیا ہے یعنی حقوق اللہ میں نماز جو وقت پر پڑھی جائے سب سے پیارا عمل ہے۔ حقوق القربیٰ میں والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور حقوق العباد میں بندگانِ خدا کی روحانی اصلاح میں کوشاں رہنا۔ پوچھنے والے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ہیں۔

حضرت عبد اللہؓ بغیر کنیت سے یہی مراد ہوتے ہیں۔"

(صحیح البخاری، ترجمہ و شرح، كِتَابُ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ، فَضْلِ الصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا...، جلد ا، صفحہ ۶۲۸)

بَاب ٤٩: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ○ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ○ وَّ إِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ○ (المعارج: ٢٠ - ٢٢)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: انسان کی فطرت میں تلوّن ہے۔ جب اس کو کوئی تکلیف پہنچے تو گھبرا جاتا ہے اور جب اس کو کوئی فائدہ پہنچے تو بخل کرنے لگ جاتا ہے (اور نہیں چاہتا کہ کوئی اس کا شریک ہو)

هَلُوعًا ضَجُورًا.

هَلُوعًا کے معنی ہیں: جلدی سے اُکتا جانے والا۔

٧٥٣٥: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالٌ فَأَعْطَى قَوْمًا وَمَنَعَ آخَرِينَ فَبَلَغَهُ أَنَّهُمْ عَتَبُوا فَقَالَ إِنِّي أُعْطِي الرَّجُلَ وَأَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِي أَدَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أُعْطِي أُعْطِي أَقْوَامًا لِمَا فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَأَكِلُ أَقْوَامًا إِلَى مَا جَعَلَ اللهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِّنَ الْغِنَى وَالْخَيْرِ مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَقَالَ عَمْرٌو مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ.

أطرافه: ٩٢٣، ٣١٤٥۔

٧٥٣٥: ابو نعمان نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن حازم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حسن سے روایت کی کہ حضرت عمرو بن تغلبؓ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس کچھ مال آیا تو آپؐ نے بعض لوگوں کو دیا اور بعض کو نہ دیا۔ پھر آپؐ کو خبر پہنچی کہ وہ خفا ہو گئے ہیں تو آپؐ نے فرمایا: میں ایک شخص کو دیتا ہوں اور ایک شخص کو چھوڑتا ہوں حالانکہ وہ جس کو چھوڑتا ہوں وہ مجھے زیادہ پیارا ہوتا ہے بنسبت اس شخص کے جس کو میں دیتا ہوں۔ بعض لوگوں کو اس لئے دیتا ہوں کہ ان کے دل میں بے صبری اور لالچ ہوتا ہے اور بعض لوگوں کو اس بے نیازی اور بھلائی کے سپرد کر دیتا ہوں جو اللہ نے ان کے دلوں میں رکھی ہوتی ہے۔ ان لوگوں میں سے عمرو بن تغلبؓ بھی ہیں۔ حضرت عمروؓ نے کہا: میں پسند نہیں کرتا کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے کلمہ کے بدلے میرے لئے سرخ رنگ کے اُونٹ ہوں۔

بَاب ٥٠: ذِكْرُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِوَايَتُهُ عَنْ رَبِّهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے رب سے روایت کرنا اور کسی بات کا ذکر کرنا

٧٥٣٦: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ الْهَرَوِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِذَا تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَإِذَا أَتَانِي مَشْيًا أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً.

۷۵۳۶: محمد بن عبد الرحیم نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوزید سعید بن ربیع ہروی نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے قتادہ سے، قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ اپنے ربّ عزوجل سے روایت کرتے تھے۔ اس نے فرمایا: جب (میرا) بندہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک باع قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ چل کر میرے پاس آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔

٧٥٣٧: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رُبَّمَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَإِذَا تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا أَوْ بُوعًا. وَقَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي سَمِعْتُ أَنَسًا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [1]

۷۵۳۷: مسدد نے ہم سے بیان کیا۔ مسدد نے یحییٰ سے، یحییٰ نے تیمی سے، تیمی نے حضرت انس بن مالکؓ سے، حضرت انسؓ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: کئی بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا ذکر کیا، فرمایا: جب (میرا) بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہو جاتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس کے

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں عَنِ النبی ﷺ ہے (فتح الباری جزء ۱۳ حاشیہ صفحہ ۶۳۷) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

أطرافُه: ٧٤٠٥، ٧٥٠٥-

٧٥٣٨: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّكُمْ قَالَ لِكُلِّ عَمَلٍ كَفَّارَةٌ وَالصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ.

أطرافُه: ١٨٩٤، ١٩٠٤، ٥٩٢٧، ٧٤٩٢-

٧٥٣٩: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ ح. و قَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ إِنَّهُ خَيْرٌ مِّنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى وَنَسَبَهُ

ایک باع قریب ہوتا ہوں باع کا لفظ بولا یا (کہا:) بوع۔ اور معتمر نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا۔ (انہوں نے کہا:) میں نے حضرت انسؓ سے سنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ آپؐ اپنے ربّ عزوجل سے بیان کرتے تھے۔

۷۵۳۸: آدم نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ محمد بن زیاد نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ربّ سے اس کو روایت کرتے تھے کہ اس نے فرمایا: ہر عمل کا ایک کفارہ ہوتا ہے اور روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزے دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔

۷۵۳۹: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قتادہ سے روایت کی۔ اور خلیفہ نے مجھ سے کہا: یزید بن زریع نے ہم سے بیان کیا۔ یزید نے سعید سے، سعید نے قتادہ سے، قتادہ نے ابوالعالیہ سے، ابوالعالیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، حضرت ابن عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ منجملہ ان باتوں کے جو آپؐ اپنے ربّ سے روایت کرتے تھے، آپؐ نے فرمایا: کسی بندے کو یوں نہیں کہنا

إِلَى أَبِيهِ.

أطرافُه: ٣٣٩٥، ٣٤١٣، ٤٦٣٠-

چاہیئے کہ وہ یونس بن متیٰ سے اچھا ہے اور آپؐ نے ان کو ان کے باپ کی طرف منسوب کیا۔

٧٥٤٠: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ الْمُزَنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ أَوْ مِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ قَالَ فَرَجَّعَ فِيهَا قَالَ ثُمَّ قَرَأَ مُعَاوِيَةُ يَحْكِي قِرَاءَةَ ابْنِ مُغَفَّلٍ وَقَالَ لَوْلَا أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ عَلَيْكُمْ لَرَجَّعْتُ كَمَا رَجَّعَ ابْنُ مُغَفَّلٍ يَحْكِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِمُعَاوِيَةَ كَيْفَ كَانَ تَرْجِيعُهُ قَالَ آ آ آ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

۷۵۴۰: احمد بن ابی سریج نے ہم سے بیان کیا کہ شبابہ نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے معاویہ بن قرہ مزنی سے، معاویہ نے حضرت عبداللہ بن مغفل مزنیؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن ایک اونٹنی پر سوار دیکھا جو آپؐ کی تھی۔ آپؐ سورۃ فتح پڑھ رہے تھے یا (کہا:) سورۃ فتح سے پڑھ رہے تھے۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا: آپؐ نے اس قراءت کو ترجیع سے پڑھا۔ (شعبہ نے) کہا: یہ کہہ کر معاویہ نے حضرت ابن مغفلؓ کی قراءت کی نقل کرتے ہوئے پڑھا اور کہنے لگے: اگر یہ خیال نہ ہو کہ لوگ تمہارے پاس اکٹھے ہو جائیں گے تو میں اسی طرح ترجیع سے پڑھوں جس طرح حضرت ابن مغفلؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کرتے ہوئے ترجیع سے پڑھا۔ میں نے معاویہ سے پوچھا: حضرت ابن مغفلؓ نے کس طرح ترجیع سے پڑھا؟ تو انہوں نے کہا: آ آ آ تین بار۔

أطرافُه: ٤٢٨١، ٤٨٣٥، ٥٠٣٤، ٥٠٤٧-

تشریح: ذِكْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِوَايَتُهُ عَنْ رَبِّهِ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے رب سے روایت کرنا اور کسی بات کا ذکر کرنا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت صحابہ کا بلاشبہ یہ اعتقاد تھا کہ آنجناب کا

کوئی فعل اور کوئی قول وحی کی آمیزش سے خالی نہیں گو وہ وحی مجمل ہو یا مفصل۔ خفی ہو یا جلی۔ بیّن ہو یا مشتبہ یہاں تک کہ جو کچھ آنحضرت صلعم کے خاص معاملات و مکالمات خلوت اور سرّ میں بیویوں سے تھے یا جس قدر اکل اور شرب اور لباس کے متعلق اور معاشرت کی ضروریات میں روز مرہ کے خانگی امور تھے سب اسی خیال سے احادیث میں داخل کئے گئے کہ وہ تمام کام اور کلام روح القدس کی روشنی سے ہیں چنانچہ ابو داؤد وغیرہ میں یہ حدیث موجود ہے اور امام احمد بچند وسائط عبد اللہ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہؓ نے کہا کہ مَیں جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا لکھ لیتا تھا تا مَیں اُس کو حفظ کر لوں۔ پس بعض نے مجھ کو منع کیا کہ ایسا مت کر کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں کبھی غضب سے بھی کلام کرتے ہیں تو مَیں یہ بات سن کر لکھنے سے دستکش ہو گیا۔ اور اس بات کا رسول اللہ صلعم کے پاس ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اُس ذات کی مجھ کو قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جو مجھ سے صادر ہوتا ہے خواہ قول ہو یا فعل وہ سب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد ۵، صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳)

إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا: جب (میرا) بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہو جاتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ رحیم کریم ایسا ہے کہ اگر کوئی اس کی طرف بالشت بھر آتا ہے تو وہ ہاتھ بھر آتا ہے اور اگر کوئی معمولی رفتار سے اس کی طرف قدم اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔ غرض مومن کبھی ان باتوں کو اپنی زندگی کا مقصد تجویز نہیں کرتا کہ اُسے خوابیں آنے لگیں یا کشوف ہوں یا الہامات ہوں۔ وہ تو ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ کی مقادیر اور قضا سے راضی ہو جانا بھی سہل امر نہیں۔ یہ ایک مشکل اور تنگ راہ ہے۔ اس سے ہر کوئی گذر نہیں سکتا۔ پس جب انسان ان اغراض کو مدنظر رکھے گا کہ خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے اور وہ خدا تعالیٰ

سے راضی ہو جاوے اور متقی اور مخلص مومن ہو کر اعمال صالحہ بجالاوے تو ایسے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے جو معاملات ہوا کرتے ہیں اور جو سنت اللہ اس کی جاری ہے وہ اس کے ساتھ بھی ضرور ہی ہوگی۔ اس کی خواہش کی حاجت ہی کیا۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (حٰمٓ السجدہ: ۳۱) یعنی جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر انہوں نے سچی استقامت دکھائی یعنی ہر قسم کے مصائب اور مشکلات عسر یسر میں انہوں نے قدم آگے ہی بڑھایا اور ہر قسم کے امتحانوں میں وہ پاس ہوگئے تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے جو اُن کو خوشخبریاں دیتے ہیں کہ ہم تمہارے ولی ہیں۔ اس حیات دُنیا میں تمہیں کوئی غم اور حزن نہ ہوگا۔ یا دوسری جگہ فرمایا اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (البقرۃ: ۲۵۸) یعنی اللہ تعالیٰ مومنوں کا ولی ہوتا ہے اور انہیں ہر قسم کی تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔" (ملفوظات، جلد۵، صفحہ ۷۶)

فَرَجَّعَ فِيهَا: آپؐ نے اس قراءت کو ترجیع سے پڑھا۔ لسان العرب میں ہے: تَرْدِيدُ الْقِرَاءَةِ، وَمِنْهُ تَرْجِيعُ الْأَذَانِ، وَقِيلَ: هُوَ تَقَارُبُ ضُرُوبِ الْحَرَكَاتِ فِي الصَّوْتِ (لسان العرب۔ رجع) قراءت کو دہرانا۔ اور اسی سے تَرْجِيعُ الْأَذَانِ ہے یعنی اذان کے الفاظ کو دہرانا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ترجیع سے مراد حروف کو حرکات کے مطابق اور خوش الحانی سے ادا کرنا۔ زیرِ باب روایت نمبر ۷۵۴۰ میں معاویہ بن قُرۃ کی روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ترجیع سے مراد حرکات کو لمبا کر کے ادا کرنا لیا ہے۔ شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہا کہ ترجیع کے معنی خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنا ہے۔ نہ یہ کہ مُغَنّی کی طرح راگ کی شکل میں پڑھنا۔ (فتح الباری جزء۹ صفحہ ۱۱۵)

بَاب ۵۱

مَا يَجُوزُ مِنْ تَفْسِيرِ التَّوْرَاةِ وَغَيْرِهَا مِنْ كُتُبِ اللهِ بِالْعَرَبِيَّةِ وَغَيْرِهَا

عربی وغیرہ زبان میں تورات اور اس کے سوا جو اللہ کی کتابیں ہیں ان کا ترجمہ کرنا جو جائز ہے

لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تُو کہہ دے کہ اگر تم سچے ہو تو تورات لاؤ اور اُسے پڑھو۔

(آل عمران: ۹۴)

٧٥٤١: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ أَنَّ هِرَقْلَ دَعَا تَرْجُمَانَهُ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ وَ يَآهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ (آل عمران:٦٥) الْآيَةَ.

۷۵۴۱: اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: ابوسفیان بن حرب نے مجھے بتایا کہ ہرقل نے اپنے ترجمان کو بلایا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگایا اور اس کو پڑھا: اللہ کے نام کے ساتھ جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ محمدؐ کی طرف سے جو کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے، ہرقل کی طرف۔ اور اے اہل کتاب! آؤ اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔

أطرافُه: ٧، ٥١، ٢٦٨١، ٢٨٠٤، ٢٩٤١، ٢٩٧٨، ٣١٧٤، ٤٥٥٣، ٥٩٨٠، ٦٢٦٠، ٧١٩٦۔

٧٥٤٢: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُونَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ وَقُولُوا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ (آل عمران:٨٥) الْآيَةَ.

۷۵۴۲: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عمر نے ہمیں بتایا۔ علی بن مبارک نے ہمیں خبر دی۔ علی نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، یحییٰ نے ابوسلمہ سے، ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: اہل کتاب مسلمانوں کے لئے تورات کو عبرانی میں پڑھا کرتے تھے اور عربی زبان میں اس کی شرح بیان کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل کتاب کی تصدیق مت کرو اور نہ ہی ان کو جھٹلاؤ اور کہو: ہم اللہ (پر) اور جو کچھ نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

أطرافُه: ٤٤٨٥، ٧٣٦٢۔

٧٥٤٣: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ

۷۵۴۳: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب سے، ایوب نے

ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِّنَ الْيَهُودِ قَدْ زَنَيَا فَقَالَ لِلْيَهُودِ مَا تَصْنَعُونَ بِهِمَا قَالُوا نُسَخِّمُ وُجُوهَهُمَا وَنُخْزِيهِمَا قَالَ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَجَاءُوا فَقَالُوا لِرَجُلٍ مِّمَّنْ يَرْضَوْنَ يَا أَعْوَرُ اقْرَأْ فَقَرَأَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَوْضِعٍ مِنْهَا فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ قَالَ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهِ آيَةُ الرَّجْمِ تَلُوحُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ عَلَيْهِمَا الرَّجْمَ وَلٰكِنَّا نَتَكَاتَمُهُ بَيْنَنَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا فَرَأَيْتُهُ يُجَانِئُ عَلَيْهَا الْحِجَارَةَ.

نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ کے پاس یہودیوں میں سے ایک مرد اور ایک عورت کو لایا گیا جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آپؐ نے یہودیوں سے پوچھا: تم ان سے کیا کیا کاروائی کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم ان کا منہ کالا کرتے ہیں اور ان کو رسوا کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تورات لاؤ اور اس سے پڑھ کر سناؤ اگر تم سچے ہو۔ تو وہ آئے اور انہوں نے ان لوگوں میں سے جن کو وہ پسند کرتے تھے ایک شخص سے کہا: ارے کانے پڑھو اور وہ پڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ تورات میں ایک مقام پر پہنچا تو اس نے اپنا ہاتھ اس پر رکھ دیا۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے کہا: اپنا ہاتھ اُٹھاؤ۔ اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو اُس میں رجم کا حکم تھا جو بالکل واضح تھا۔ اس پر وہ کہنے لگا: محمد! ان پر رجم ہی ہے لیکن ہم اپنے درمیان اس کو چھپائے رکھتے ہیں۔ تو آپؐ نے ان کے متعلق حکم دیا اور وہ دونوں سنگسار کئے گئے۔ میں اس یہودی کو دیکھتا تھا کہ وہ اس عورت پر پتھر سے بچانے کے لئے جھکتا تھا۔

أطرافُه: ۱۳۲۹، ۳٦۳۵، ٤۵۵٦، ٦۸۱۹، ٦۸٤۱، ۷۳۳۲۔

تشریح۔ مَا يَجُوزُ مِنْ تَفْسِيرِ التَّوْرَاةِ وَغَيْرِهَا مِنْ كُتُبِ اللهِ بِالْعَرَبِيَّةِ: عربی وغیرہ زبان میں تورات اور اس کے سوا جو اللہ کی کتابیں ہیں ان کا ترجمہ کرنا جو جائز ہے۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں: عربی وغیرہ زبان میں تورات اور اس کے سوا جو اللہ کی کتابیں ہیں ان کا ترجمہ کرنا جو جائز ہے حدیث میں ترجمان کا لفظ ہے اس کا معنی ہے کہ وہ شخص جو ایک لغت کو دوسری زبان یا دوسری لغت کی

طرف منتقل کرے تاکہ اس کا مضمون دوسروں کو سمجھ آجائے، امام ابوحنیفہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ ہرقل کے ترجمان نے قرآن مجید کی آیات کا اپنی زبان میں ترجمہ کیا حتیٰ کہ ہرقل نے قرآن مجید کا معنی سمجھ لیا، اس سے معلوم ہوا کہ تفہیم کی غرض سے قرآن مجید کی فارسی میں تلاوت جائز ہے۔ (عمدۃ القاری، جزء۲۵ صفحہ ۱۹۱)

لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ: اہل کتاب کی تصدیق مت کرو اور نہ ہی ان کو جھٹلاؤ۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ فرماتے ہیں:

”اہل کتاب کے بارے میں جمہور کے فتووں کی بناء حضرت ابوہریرہؓ کی یہی حدیث ہے کہ جن باتوں کے علم حاصل کرنے کا ذریعہ سوائے اقوال اہل کتاب کے اور کچھ نہ ہو تو خاموشی اختیار کرنا بہتر ہے۔ روایت زیر باب میں اہل کتاب کا بڑا نقص جو انہیں بحیثیت قوم ناقابل اعتماد بناتا ہے وہ تحریف کتب مقدسہ ہے۔ جو شخص کتاب الٰہی میں تغیر و تبدل کرتا ہے اس کے اقوال کا اعتبار کرنا احساسات کے خلاف ہے۔“

(صحیح البخاری، ترجمہ و شرح، كِتَابُ الشَّهَادَاتِ، بَابُ لَا يُسْأَلُ أَهْلُ الشِّرْكِ، جلد ۴، صفحہ ۷۵۷)

فَقَالَ لِلْيَهُودِ مَا تَصْنَعُونَ بِهِمَا: آپؐ نے یہودیوں سے پوچھا: تم ان سے کیا کیا کارروائی کرتے ہو؟

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہؒ بیان کرتے ہیں:

”اہل کتاب کے علماء کو خوب معلوم ہے لیکن ان اہل کتاب کا تو اپنا یہ حال تھا کہ زنا جیسے جرم کے ارتکاب پر دلیر اور تورات کی سزا نافذ کرنے سے کتراتے ہیں بلکہ سنگساری کی سزا کے تورات میں پائے جانے سے ہی منکر ہیں جس پر حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے انہیں جھٹلایا اور وہ یہودی علماء میں سے ایک جید عالم تھے اور اسلام قبول کر چکے تھے۔“

(صحیح البخاری، ترجمہ و شرح، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ... ، جلد ۷، صفحہ ۱۳۲)

بَاب ٥٢: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ سَفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَزَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: قرآن کا ماہر ان معزز ہستیوں کے ساتھ ہو گا جو فرمانبردار محبت کے متلاشی ہیں اور قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو

٧٥٤٤: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ ۷۵۴۴: ابراہیم بن حمزہ نے مجھ سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ.

ابن ابی حازم نے مجھے بتایا۔ انہوں نے یزید سے، یزید نے محمد بن ابراہیم سے، محمد نے ابو سلمہ سے، ابو سلمہ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: اللہ نے کسی بات کو بھی ایسی توجہ سے کان لگا کر نہیں سنا جتنا کہ اس نبی کی طرف کان لگا کر سنا جو قرآن پڑھنے میں خوش الحان ہو۔ اس کو بلند آواز سے پڑھ رہا ہو۔

أطرافه: ٥٠٢٣، ٥٠٢٤، ٧٤٨٢۔

٧٥٤٥: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِّنَ الْحَدِيثِ قَالَتْ فَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي وَأَنَا حِينَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ وَأَنَّ اللهَ يُبَرِّئُنِي وَلَكِنِّ وَاللهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللهَ يُنْزِلُ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلَى وَلَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَّتَكَلَّمَ اللهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى وَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ

۷۵۴۵: یحیٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے روایت کی کہ عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب اور علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ نے حضرت عائشہؓ کے اس واقعہ کے متعلق مجھے بتایا جبکہ بہتان باندھنے والوں نے ان کے متعلق وہ کچھ بہتان باندھا جو انہوں نے باندھا اور ہر ایک نے اس واقعہ کا ایک ٹکڑا مجھ سے بیان کیا۔ وہ بیان کرتی ہیں: میں اپنے بچھونے پر لیٹ گئی اور میں اس وقت خوب جانتی تھی کہ میں بری ہوں اور اللہ مجھے بَری قرار دے گا اور اللہ کی قسم میں یہ گمان نہیں کرتی تھی کہ اللہ میرے متعلق کوئی ایسی وحی نازل کرے گا جو پڑھی جایا کرے گی اور میرے نزدیک میری حیثیت اس سے بہت کم تھی کہ اللہ میرے متعلق

مِّنْكُمْ (النور: ١٢) الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا.

کوئی ایسی بات کرے جو پڑھی جائے اور اللہ عز وجل نے یہ آیت نازل کی: اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ۔ کُل دس آیتیں۔

أطرافه: ٢٥٩٣، ٢٦٣٧، ٢٦٦١، ٢٦٨٨، ٢٨٧٩، ٤٠٢٥، ٤١٤١، ٤٦٩٠، ٤٧٤٩، ٤٧٥٠، ٤٧٥٧، ٥٢١٢، ٦٦٦٢، ٦٦٧٩، ٧٣٦٩، ٧٣٧٠، ٧٥٠٠۔

٧٥٤٦: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ أُرَاهُ عَنِ الْبَرَاءَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا أَوْ قِرَاءَةً مِنْهُ.

٧٥٤٦: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ مسعر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عدی بن ثابت سے روایت کی۔ میں سمجھتا ہوں انہوں نے حضرت براءؓ سے روایت کی۔ حضرت براءؓ نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء میں وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ پڑھتے سنا اور میں نے کسی شخص کو بھی نہیں سنا کہ جو آپؐ سے بڑھ کر خوش آواز ہو یا (کہا:) آپؐ سے اچھا پڑھتا ہو۔

أطرافه: ٧٦٧، ٧٦٩، ٤٩٥٢۔

٧٥٤٧: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارِيًا بِمَكَّةَ وَكَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَإِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا (بنی اسرائیل: ١١١).

٧٥٤٧: حجاج بن منہال نے ہم سے بیان کیا کہ ہشیم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوبشر سے، ابوبشر نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مخفی رہے تھے۔ تاہم آپؐ بلند آواز سے بھی (پڑھتے)۔ جب مشرک سنتے تو وہ قرآن کو بُرا بھلا کہتے اور اس کو بھی جو اسے لایا۔ اس پر اللہ عزوجل نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: تو اپنی نماز بلند آواز سے نہ پڑھ اور نہ بالکل خاموشی سے۔

أطرافه: ٤٧٢٢، ٧٤٩٠، ٧٥٢٥۔

٧٥٤٨: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ لِلصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. قَالَ أَبُو سَعِيدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

أطرافه: ٦٠٩، ٣٢٩٦۔

۷۵۴۸: اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے، عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے ان کو خبر دی کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا: میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بکریاں اور جنگل پسند کرتے ہو۔ جب تم اپنی بکریوں یا (کہا:) اپنے جنگل میں ہو اور نماز کے لئے اذان دو تو اپنی آواز کو اذان دیتے وقت بلند کرو کیونکہ جہاں تک مؤذن کی آواز جاتی ہے وہاں تک جو بھی اس آواز کو سنے گا جنّ ہو یا انسان یا کوئی اور چیز تو ضرور ہی وہ قیامت کے روز اس کے لئے گواہی دے گی۔ حضرت ابوسعیدؓ نے کہا: میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

٧٥٤٩: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَرَأْسُهُ فِي حَجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ.

طرفه: ٢٩٧۔

۷۵۴۹: قبیصہ نے ہم سے بیان کیا سفیان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے اپنی ماں سے، ان کی ماں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ آپ فرماتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھا کرتے اور آپؐ کا سر میری گود میں ہوتا اور میں اس وقت حائضہ بھی ہوتی۔

تشریح: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ سفرة الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَزَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: قرآن کا ماہر ان معزز ہستیوں کے ساتھ ہو گا جو فرمانبردار محبت کے متلاشی ہیں اور قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو۔

اسلام چونکہ دین فطرت ہے اور فطرتِ انسانی میں اللہ تعالیٰ نے خوبصورت اور سریلی آوازوں کے سننے کی حس اور

لذت پیدا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر حس کی تسکین کے لیے اس کے مناسبِ حال سامان پیدا کیے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کا اگر صحیح استعمال کیا جائے تو اس نعمت کے شکر کا صحیح معنوں میں حق ادا ہو گا۔ اور یہ بات کائنات میں اللہ تعالیٰ کے لا محدود نظام میں جابجا نظر آتی ہے۔ کہیں پرندوں کی چہچہاہٹ، کہیں بادِ نسیم کے ساتھ پتوں کے ہلنے کی آوازیں، کہیں آبشاروں سے گرتے ہوئے پانی کی آوازیں، غرض کائنات میں پھیلی ہوئی تمام آوازیں اپنے اندر ایک خاص صوتی حسن رکھتی ہیں اور انسان تو انسان جانور بلکہ حشرات الارض بھی ان آوازوں سے متاثر ہوتے ہیں۔ یہ آوازیں کبھی خوش کرتی ہیں اور کبھی اپنی گرج کے ساتھ خوف بھی پیدا کرتی ہیں۔ اور یوں کائنات کا حسن ہر سو ایک نئی شان میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی کنہ اور حقیقت کو انسان نہیں پا سکتا۔ اللہ تعالیٰ جو خالق و مالک ہے وہی بہتر جانتا ہے کہ ان لاتعداد آوازوں کے اندر کس قدر مقاصد، اغراض اور حکمتیں پنہاں ہیں۔ فطرتِ انسانی کے مطابق ہر اچھی آواز جو انسان کے اندر خدا تعالیٰ کی محبت اور عظمت پیدا کرے اسے سننا محبت الٰہی میں ترقی کا باعث ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے کلام کو خوش الحانی سے پڑھی جانے والی آواز یقیناً انسان کے اندر اس کی محبت، عظمت اور تعلق بڑھانے کا باعث ہو گی۔ بلاشبہ کلامِ الٰہی کو محبت اور توجہ سے سننا خدا کے رحم کو جذب کرنے کا ذریعہ ہے جیسا کہ فرمایا: وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (الاعراف:۲۰۵) اور (اے لوگو!) جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنا کرو اور چپ رہا کرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ نیز اسلام نے دن میں پانچ دفعہ خدا کی توحید اور اس کے رسولؐ کی رسالت، خدا کی عبادت اور انسان کی فلاح پر مشتمل اذان کو اعلان کی صورت میں بآواز بلند دہرانے کا حکم دیا ہے جس سے ہر قسم کی شیطانی طاقتیں سرنگوں ہو کر بھاگتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی منشاء کے مطابق انسان کی فلاح، رشد اور ترقیات کے سامان پیدا کیے جاتے ہیں۔ دنیا میں یہ عام محاورہ بیان کیا جاتا ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے جسے لوگوں نے فحش نغمات اور شہوانی جذبات انگیخت کرنے والی آوازوں اور اداؤں سے منسوب کر رکھا ہے۔ یہ بگڑی ہوئی فطرت کی طلب اور غذا تو ہو سکتی ہے، فطرت صحیحہ کی ترجمان اسے نہیں کہا جا سکتا۔ فطرت صحیحہ یہ ہے، فرمایا: فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا (الروم:۳۱) یعنی اللہ کی (پیدا کی ہوئی) فطرت کو اختیار کر (وہ فطرت) جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ پس اس فطرتِ انسانی کی غذا ذراتِ کائنات سے اٹھنے والی وہ آوازیں ہیں جو خالق و مالک کے وجود کا پتا دیتی اور اس کی طرف راہنمائی کرتی ہیں۔ وہی دراصل روح کی غذا ہیں اور یہ آوازیں کائنات عالم میں ہر سو سنائی دیتی ہیں۔

بَاب ۵۳: قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ (المزمل:۲۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمانا: پس (ہم بغیر حد بندی کے کہتے ہیں کہ) قرآن میں سے جتنا میسر آئے پڑھ لیا کرو

۷۵۵۰: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا

۷۵۵۰: یحيٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث

اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُّ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ كَذَبْتَ أَقْرَأَنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَانْطَلَقْتُ بِهِ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا فَقَالَ أَرْسِلْهُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ

نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی کہ مجھے عروہ نے بتایا۔ انہیں مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن عبد القاری نے بتایا، ان دونوں نے حضرت عمر بن خطابؓ سے سنا، وہ کہتے تھے: میں نے حضرت ہشام بن حکیمؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سورۃ الفرقان پڑھتے سنا۔ میں نے ان کی قراءت کو کان لگا کر جو سنا تو کیا سنتا ہوں کہ وہ بہت سی ایسی طرزوں سے پڑھ رہے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائی تھیں۔ قریب تھا کہ میں نماز میں ہی ان پر لپک پڑتا مگر میں نے بڑا صبر کیا یہاں تک کہ انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کی چادر کو گریبان سے پکڑ لیا۔ میں نے کہا: یہ سورۃ جو کہ میں نے تمہیں پڑھتے ہوئے سنی ہے تمہیں کس نے پڑھائی ؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ پڑھائی تھی۔ میں نے کہا: تم نے غلط کہا ہے۔ جو قراءت تم نے پڑھی ہے اُس کے برخلاف ایک اور طرز سے آپؐ نے مجھے پڑھائی تھی۔ یہ کہہ کر میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھینچتے ہوئے لے گیا۔ میں نے کہا: میں نے اس کو سورۃ الفرقان ایسی طرزوں سے پڑھتے سنا جو آپؐ نے مجھے نہیں پڑھائی۔ آپؐ نے فرمایا: اسے چھوڑو۔ ہشام! پڑھو۔ انہوں نے وہ قراءت پڑھی جو میں نے ان

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ فَقَالَ كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.

سے سنی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سورۃ اسی طرح نازل کی گئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر! تم پڑھو اور میں نے وہ قراءت پڑھی (جو آپؐ نے مجھے پڑھائی تھی۔) آپؐ نے فرمایا: اسی طرح یہ سورۃ نازل کی گئی۔ دیکھو یہ قرآن سات طرزوں پر نازل کیا گیا ہے جو اس میں سے آسان ہو اس کو تم پڑھو۔

أطرافه: ۲۴۱۹، ۴۹۹۲، ۵۰۴۱، ۶۹۳۶۔

تشریح: فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ: پس (ہم بغیر حد بندی کے کہتے ہیں کہ) قرآن میں سے جتنا میسر آئے پڑھ لیا کرو۔ سبعۃ احرف کی مختلف تاویلات کی گئی ہیں۔ بعض نے کہا ہے اس سے سات لغات مراد ہیں لیکن یہ بات حضرت عمرؓ اور حضرت ہشامؓ کے واقعہ سے ردّ ہوتی ہے۔ دونوں کی ایک ہی زبان تھی دونوں قریشی تھے اس سے یہ بھی مراد نہیں کہ قرآنِ کریم کے ہر لفظ کو سات طرح سے پڑھا جاسکتا ہے۔ سبعۃ احرف سے مراد اُن سات ائمہ کی قرأت بھی نہیں جو اس بارہ میں مشہور ہیں کیونکہ ان میں سے پہلا شخص جس نے ان سات قرأتوں کو جمع کیا وہ چوتھی صدی کے ہیں۔ علامہ ابنِ جزری کہتے ہیں مجھے یہ حدیث بہت مشکل لگی کہ اس کی تفہیم و مطالب سمجھنے کے لیے میں نے تیس سال غور و فکر کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ (۱) حرکات (زیر، زبر) کا فرق۔ جیسے بخل لفظ ہے اسے بُخْلٌ، بَخَلٌ اور بَخُلٌ پڑھا جاسکتا ہے۔ يَحْسَبُ اور يَحْسِبُ یعنی سین کی زیر اور زبر دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے۔ (۲) اعراب کی تبدیلی سے اس طرح پڑھنا کہ معنی بدل جائیں۔ جیسے فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَبِّهٖ كَلِمَاتٍ کو فَتَلَقّٰى آدَمَ مِنْ رَبِّهٖ كَلِمَاتٌ پڑھا جائے۔ یعنی آدم منصوب اور کلمات مرفوع۔ (۳) حروف میں تبدیلی جیسے تَبْلُوْا اور تَتْلُوْا جس سے معنی بھی بدل جاتے ہیں۔ (۴) حروف میں ایسی تبدیلی جس سے معانی پر فرق نہیں پڑتا جیسے بسطةً اور بصطةً، الصراط اور السراط ص اور سین آپس میں بدل جائیں۔ (۵) لکھنے میں بھی فرق اور معنی میں بھی فرق جیسے اَشَدَّ مِنْكُمْ کو اَشَدَّ مِنْهُمْ پڑھا گیا ہے۔ (۶) تقدیم و تاخیر کا اختلاف اس طرح کہ پہلا معروف اور دوسرا مجہول جیسے فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ اسے وَ يُقْتَلُوْنَ فَيَقْتُلُوْنَ پڑھا جائے۔ (۷) کسی حرف کی زیادتی یا کمی کی صورت میں جیسے وَ اَوْصٰى کو وَ وَصّٰى پڑھا گیا۔ (۸) اظہار، ادغام، ردم، اشمال، تفخیم، ترقیق مد، قصر، امالہ، فتح تحقیق، تسہیل، ابدال اور نقل کی صورت میں اختلاف جس میں لفظی یا معنوی کوئی فرق نہیں ہوتا۔ صرف لفظوں کی ادائیگی کے طریق میں فرق ہوتا ہے جسے فنِ قرأت کے اصول کہا جاتا ہے۔ وغیرہ جسے فنِ قرأت میں اصول کہا جاتا ہے۔ (النشر فی قراءات العشر، جزء اول صفحہ ۲۷) (شرح کتاب التوحید من صحیح البخاری للغنیمان، نزول القرآن علی سبعۃ احرف، جزء ۲ صفحہ ۶۰۷ تا ۶۱۰)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

”اِس سے یہ دھوکا نہیں کھانا چاہئے کہ قرآن کئی طرح پڑھا جا سکتا ہے۔ اِس حقیقت کو صرف عربی دان سمجھ سکتا ہے کیونکہ یہ بات صرف عربی میں ہی پائی جاتی ہے کسی اور زبان میں نہیں پائی جاتی۔ عربی زبان میں ماضی اور مضارع کے جو صیغے ہیں اُن کے زیر اور زبر کئی طرح جائز ہوتے ہیں لیکن معنی نہیں بدلتے۔ کسی حرف کے نیچے زیر لگا لیں تب بھی جائز ہوتا ہے اور اگر اُس پر زبر پڑھیں تب بھی جائز ہوتا ہے اور معنی ایک ہی رہتے ہیں۔ کبھی تو یہ عام قاعدہ کے طور پر فرق ہوتا ہے یعنی علمی زبان میں اس لفظ کو کئی طرح بولنا جائز ہوتا ہے اور بعض موقعوں میں یہ فرق قبائل کے لحاظ سے ہوتا ہے یعنی بعض قبائل یا بعض خاندان ایک لفظ زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ بعض لوگوں کے منہ پر زبر چڑھی ہوئی ہوتی ہے اور بعض لوگوں کے منہ پر زیر چڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی اجازت سے زیر یا زبر سے پڑھنے کی اجازت دے دیتے تھے لیکن اِس سے معنوں پر کوئی اثر بھی نہیں پڑتا تھا نہ لفظ میں کوئی تبدیلی ہوتی تھی۔ یہ فرق اور زبانوں میں نہیں پایا جاتا اِس لئے دوسری زبانوں کے آدمی جب یہ بات سنتے ہیں تو وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ شاید کسی شخص کو کوئی آیت پڑھائی ہوتی تھی اور کسی کو کوئی آیت پڑھائی ہوئی ہوتی تھی حالانکہ آیت کا کوئی سوال ہی نہیں نہ لفظ کا کوئی سوال ہے سوال صرف لفظوں کے بعض حروف کی حرکت کا ہے اِن حرکات کے تغیر سے معنوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ صرف اتنا فرق پڑتا ہے کہ جس قوم کو جس حرکت سے پڑھنے میں آسانی ہو سکتی ہے وہ اُس حرکت سے پڑھ لیتی ہے۔“

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد ۲۰ صفحہ ۴۲۸، ۴۲۹)

سبعۃ احرف کی ایک اور تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”قرآن کریم کے سات بطن ہیں۔ عام طور پر لوگوں نے اس حدیث کو پوری طرح نہیں سمجھا۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ مختلف زمانوں کے تغیرات کے مطابق قرآن کریم کی آیات کے معنے کھلتے جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے لوگوں کو

قرآن کریم کی کئی آیات کے وہ معنے نظر نہ آئے جو بعد میں تغیر آنے والے زمانہ کے لوگوں کو نظر آئے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کے جو نکات اور معارف نکالے وہ قرآن کریم میں نئی آیات داخل کر کے نہیں نکالے آیات وہی تھیں ہاں آپ پر اِس زمانہ کے مطابق ان کا بطن ظاہر ہوا۔ چونکہ زمانہ کے حالات بدلتے رہتے ہیں۔ اور موجودہ زمانہ مذہب کے متعلق امن اور صلح کا زمانہ تھا اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم سے امن کے احکام اور صلح کی تعلیم پیش فرمائی اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ○ إِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَ كَفَرَ ○ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ○ (الغاشیة: ۲۳- ۲۵) یعنی تجھے اس لئے نہیں بھیجا گیا کہ تُو لوگوں سے جبری طور پر اپنا مذہب منوائے۔ نہ ہم نے ان پر جبر کرنے کے لئے بھیجا ہے جو منہ پھیر لیتے ہیں اور کفر اختیار کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو سزا دینا خدا کا کام ہے۔ تیرا کام نہیں۔ کیونکہ خدا دلوں کے حالات کو جانتا ہے تو نہیں جانتا۔

یہ دوسرا بطن تھا جو اس زمانہ کے حالات کے مطابق آپ پر کھولا گیا۔ اور اسلام کی تائید میں تلوار اٹھانے سے منع کیا گیا۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ قرآن کریم کے سات بطن ہیں اس کے ایک معنے یہ ہیں کہ دنیا میں سات بڑے بڑے تغیرات آئیں گے اور ہر تغیر کے زمانہ میں لوگوں کے ذہن بدل جائیں گے۔ اس وقت خدا تعالیٰ قرآن کریم کے ایسے معنے کھول دے گا جو لوگوں کے اس وقت کے ذہنوں اور قلوب کو تسلی دینے والے ہوں گے۔ اس زمانہ میں بیسیوں مسائل ایسے رنگ میں کھلے ہیں کہ پہلے ان کی ضرورت اور اہمیت محسوس نہیں کی جاسکتی تھی۔ مثلاً آیات قرآنی کے نسخ کا مسئلہ ہے۔ پہلے ایسے وقت میں نسخ کا سوال پیدا ہوا کہ اس وقت کے لوگوں کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ کیونکہ ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل تھا۔ پس باوجود نسخ کے عقیدہ کے یہ بات قرآن کریم کی سچائی کے معلوم کرنے میں روک

نہ بن سکتی تھی۔ لیکن جب ایسا زمانہ آیا کہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے دور ہوئے اور دنیا کے ذہنی اور علمی تغیر کے مطابق قرآن کریم کی آیات کے معنے نہ کر سکے تو کہنے لگے یہ آیت بھی منسوخ ہے اور وہ آیت بھی منسوخ ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھڑا کیا اور آپ نے ثابت کیا کہ قرآن کریم کی کوئی آیت ان معنوں میں منسوخ نہیں ہے کہ اس پر عمل نہیں کیا جاسکتا اور جن آیات کو منسوخ قرار دیا جاتا تھا ان کے ایسے معنے بیان فرمائے جنہیں لوگوں کی عقلیں بآسانی قبول کر سکتی ہیں۔ یہ ان آیات کا دوسرا بطن تھا جو خدا تعالیٰ نے آپ پر کھولا۔

تو قرآن کریم کے سات بطن سے مراد سات عظیم الشان ذہنی اور عقلی اور علمی تغیرات ہو سکتے ہیں اور اس میں بتایا گیا ہے کہ ہر ایسے تغیر میں قرآن کریم قائم رہے گا اور کوئی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ ہمارے زمانہ کی ضروریات کو قرآن پورا نہیں کرتا۔ باقی الہامی کتابیں تو ایسی ہیں کہ جن کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب زمانہ بدلا اور دنیا میں تغیر آیا تو ان کتب میں جو کلام تھا اس کے وہ معنے نہ نکلے جو اس زمانہ کے ذہنوں کے مطابق ہوتے۔ اس لئے وہ قابل عمل نہ رہیں مگر قرآن کریم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جوں جوں دنیا میں تغیر آتے جائیں گے اور لوگ قرآن پڑھیں گے اس زمانہ کی ضروریات کو پورا کرنے والا مفہوم اس میں سے نکلتا آئے گا اور لوگ تسلیم کریں گے کہ ہاں قرآن کریم ہی اس زمانہ کے لئے بھی کافی ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس زمانہ کے لئے بھی رسول ہیں۔... غرض فرمایا کہ قرآن کریم کو ہم نے ایسا بنایا ہے کہ یہ ہر زمانہ کے لیے کافی ہو گا۔ اس میں ہر زمانہ کے خیالات پر بحث موجود ہو گی۔ اگر اس زمانہ کے لوگوں کے خیالات غلط ہوں گے تو ان کی تردید کی جائے گی اور اگر صحیح ہوں گے تو تائید کی جائے گی۔

درحقیقت قرآن کریم میں یہ ایک بہت بڑی خوبی ہے کہ جب وہ کوئی مضمون لیتا ہے تو اس کے تمام متعلقہ مضامین کو اس کے نیچے تہہ بہ تہہ جمع کر دیتا ہے۔

بالکل اسی طرح جس طرح زمین کے طبقات ہوتے ہیں۔...یہی حال قرآن کریم کا ہے۔...

حقیقت یہ ہے کہ ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق اس کے نئے نئے معانی اور مطالب نکلتے آئیں گے۔" (تفسیر کبیر، سورۃ العنکبوت، جلد۷ صفحہ ٦٦۵ تا ٦٦۹)

بَاب ٥٤

قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ (القمر:١٨)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: ہم نے قرآن کو عمل کے لئے آسان بنایا ہے۔
پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ يُقَالُ مُيَسَّرٌ مُهَيَّأٌ.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص کو اس مقصد کے لئے سہولت دی جائے گی جس مقصد کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے: مُيَسَّرٌ کے معنی ہیں: سامان دیا جائے گا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ بِلِسَانِكَ هَوَّنَّا قِرَاءَتَهُ عَلَيْكَ. وَقَالَ مَطَرٌ الْوَرَّاقُ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ (القمر:١٨) قَالَ هَلْ مِنْ طَالِبِ عِلْمٍ فَيُعَانَ عَلَيْهِ.

اور مجاہد نے کہا: يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ بِلِسَانِكَ سے مراد ہے کہ ہم نے تیری زبان میں اس کے پڑھنے کو تیرے لئے آسان کر دیا ہے۔ اور مَطَر الورّاق نے کہا: وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ سے یہ مراد ہے: کیا کوئی طالب علم ہے کہ اس کی اس کے حاصل کرنے کے لئے مدد کی جائے۔

٧٥٥١: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ يَزِيدُ حَدَّثَنِي مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ قُلْتُ

٧٥٥١: ابومعمر نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوارث نے ہمیں بتایا۔ یزید نے کہا: مطرف بن عبداللہ نے مجھ سے بیان کیا۔ مطرف نے حضرت عمرانؓ سے

يَا رَسُولَ اللهِ فِيمَا يَعْمَلُ الْعَامِلُونَ قَالَ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ.

روایت کی۔ وہ بیان کرتے ہیں: میں نے کہا: یا رسول اللہ! پھر عمل کرنے والے کیوں عمل کرتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہر شخص کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے سہولت دے دی گئی ہے۔

طرفه: ٦٥٩٦۔

٧٥٥٢: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَّنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ سَمِعَا سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ عُودًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ أَوْ مِنَ النَّارِ قَالُوا أَلَا نَتَّكِلُ قَالَ اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ۝(الليل:٦) الْآيَةَ.

٧٥٥٢: محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ غندر نے ہمیں بتایا۔ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ شعبہ نے منصور اور اعمش سے روایت کی۔ ان دونوں نے سعد بن عبیدہ سے سنا اور سعد نے ابوعبدالرحمٰن سے، ابوعبدالرحمٰن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، حضرت علیؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ ایک جنازہ میں تھے۔ آپؐ نے ایک لکڑی لی اور زمین کریدنے لگے۔ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا ٹھکانہ آگ میں یا جنت میں لکھ نہ دیا گیا ہو۔ انہوں نے کہا: کیا ہم بھروسہ کر کے عمل چھوڑ نہ دیں؟ آپؐ نے فرمایا: عمل کئے جاؤ کیونکہ ہر شخص کو سہولتیں دی گئی ہیں۔ (پھر آپؐ نے یہ ساری آیت پڑھی:) پس جس نے (خدا کی راہ میں) دیا اور تقویٰ اختیار کیا۔

أطرافه: ١٣٦٢، ٤٩٤٥، ٤٩٤٦، ٤٩٤٧، ٤٩٤٨، ٤٩٤٩، ٦٢١٧، ٦٦٠٥۔

تشریح: وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: ہم نے قرآن کو عمل کے لئے آسان بنایا ہے۔ پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے اپنے کامل احسان اور کامل فضل اور کامل روحانیت سے مسلمانوں کو

ایک کتاب دی ہے۔ اس کا نام قرآن ہے۔ میں نے اس کو سامنے رکھ کو بائیبل اور انجیل کو پڑھا ہے۔ اور ژند و اوستا کو پڑھا ہے اور ویدوں کو بھی پڑھا ہے۔ وہ اس کے سامنے کچھ ہستی نہیں رکھتے۔ قرآن بڑا آسان ہے۔ مَیں ایک دفعہ لاہور میں تھا۔ ایک بڑا انگریزی خوان اس کے ساتھ ایک اور بڑا انگریزی خوان نوجوان تھا۔ ہم ٹھنڈی سڑک پر چل رہے تھے۔ اس نے مجھے کہا کہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ مگر قرآن کہاں آسان ہے۔ میں نے کہا آسان ہے۔ ہم دوسری کتابوں کو جمع کرتے اور ان کی زبانوں کو سیکھتے تو پہلے ہمیں ان کتابوں کا ملنا مشکل اور پھر ان زبانوں کا سیکھنا مشکل اور پھر ان کو ایک زبان میں کرنا مشکل۔ پھر اس کی تفسیر کون کرتا۔ قرآن کریم نے دعوٰی کیا ہے۔ فِیْهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ (البیّنۃ:۴) جو کتاب دنیا میں آئی اور جو اس میں نصیحتیں ہیں۔ ان تمام کا جامع قرآن ہے۔ باوجود اس جامع ہونے کے ایک ایسی زبان میں ہے جو ہر ایک ملک میں بولی جاتی ہے۔ قرآن کریم میں تین خوبیاں ہیں۔ پہلی کتابوں کی غلطیوں کو الگ کرکے ان کے مفید حصّہ کو عمدہ طور پر پیش کیا ہے۔ اور جو ضروریات موجودہ زمانہ کی تھیں ان کو اعلیٰ رنگ میں پیش کیا۔ اس کے سوا جتنے مضامین ہیں اللہ کی ہستی، قیامت، ملائکہ، کتب، جزا سزا، اخلاق میں جو پیچیدہ مسئلے ہیں ان کو بیان کیا۔'' (حقائق الفرقان، جلد۴، صفحہ ۳۷، ۳۸)

اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ: عمل کئے جاؤ کیونکہ ہر شخص کو سہولتیں دی گئی ہیں۔

حضرت سید زین العابدین ولی شاہؓ فرماتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ پیش کیا گیا ہے کہ آپ نے قبرستان میں صحابہ کرامؓ کو انسان کے انجام کی طرف توجہ دلائی ہے۔ نیز قضاء و قدر کا مسئلہ نہایت عمدگی سے واضح فرمایا ہے کہ جس طرح یہ تقدیر ہے کہ بدبخت جہنم میں جائے گا۔ اسی طرح یہ بھی تقدیر ہے کہ اس کی بدبختی کا سبب اس کی بدعملی ہے۔ گویا بدعملی کی بدبختی جہنم کا موجب ہے... آیت فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ○ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ○ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰى ○ وَ اَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَ اسْتَغْنٰى ○ وَ كَذَّبَ

بِالْحُسْنٰى ○ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ○ (اللیل:٦ تا ١١)[1] میں عمل کے انہی طبعی نتائج کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور یہ ایک ایسا قانون ہے جس کے ذریعے سے ہر قسم کی تقدیر انجام پاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے والے حضرت عمرؓ ہیں۔ (فتح الباری جزء ۳ صفحہ ۲۸۸) اور آپ نے اسی آیت کا حوالہ دے کر ان کو ایک اہم نکتہ معرفت سمجھایا ہے۔"

(صحیح البخاری، ترجمہ و شرح، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ مَوْعِظَةِ الْمُحَدِّثِ عِنْدَ الْقَبْرِ... جلد ۲، صفحہ ۷۴۱)

بَاب ٥٥: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ○ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ○ (البروج: ۲۲، ۲۳)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وہ (کلام جو ان امور کی خبر دے رہا ہے) ایک بزرگ کلام ہے اور ہر جگہ اور ہر زمانہ میں پڑھا جانے والا کلام ہے۔ (اور مزید کمال یہ ہے کہ) وہ لوح محفوظ میں ہے

وَالطُّوْرِ ○ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ○ (الطور: ۲، ۳).

(اور یہ فرمانا:) میں طُور کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں اور (اس) لکھی ہوئی کتاب کو بھی۔

قَالَ قَتَادَةُ مَكْتُوبٌ. يَسْطُرُوْنَ (القلم: ۲) يَخُطُّونَ. فِيْ اُمِّ الْكِتٰبِ (الزخرف: ٥) جُمْلَةِ الْكِتَابِ وَأَصْلِهِ. مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ (ق: ١٩) مَا يَتَكَلَّمُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ عَلَيْهِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُكْتَبُ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ.

قتادہ نے کہا: (مَسْطُوْر کے معنی ہیں) لکھی گئی۔ يَسْطُرُوْنَ کے معنی ہیں: وہ لکھتے ہیں۔ فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ کے معنی ہیں: اصل مجمل کتاب میں۔ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ کے معنی ہیں: وہ جو بات بھی کرتا ہے وہ اس کے لئے لکھ دی جاتی ہے۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا: خیر اور شر لکھ لیا جاتا ہے۔ يُحَرِّفُوْنَ (الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ) کے معنی ہیں:

---

[1] پس وہ جس نے (راہِ حق میں) دیا اور تقویٰ اختیار کیا۔ اور بہترین نیکی کی تصدیق کی تو ہم اُسے ضرور کشادگی عطا کریں گے اور جہاں تک اس کا تعلق ہے جس نے بخل کیا اور بے پروائی کی اور بہترین نیکی کی تکذیب کی تو ہم اُسے ضرور تنگی میں ڈال دیں گے۔

يُحَرِّفُوْنَ(النساء:٤٧) يُزِيلُـونَ، وَلَـيْسَ أَحَـدٌ يُزِيـلُ لَفْـظَ كِتَـابٍ مِّـنْ كُتُبِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلٰكِنَّهُمْ يُحَرِّفُونَهُ يَتَأَوَّلُونَهُ عَنْ غَيْرِ تَأْوِيلِهِ. دِرَاسَتِهِمْ (الانعام:١٥٧) تِلَاوَتُهُـمْ. وَّاعِيَةٌ (الحاقة:١٣) حَافِظَةٌ. وَتَعِيَهَا تَحْفَظُهَا. وَ أُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ (الانعام:٢٠) يَعْنِـي أَهْـلَ مَكَّـةَ، وَ مَنْۢ بَلَغَ (الانعام:٢٠) هٰـذَا الْقُـرْآنُ فَهُوَ لَهُ نَذِيرٌ.

اپنی جگہ سے ہٹاتے ہیں اور کوئی شخص اللہ عزوجل کی کتابوں میں سے کسی کتاب کے الفاظ نہیں مٹایا کرتا لیکن لوگ اس لفظ میں یوں تحریف کرتے ہیں کہ اس کے وہ معنی کرتے ہیں جو اس کے اپنے معنی نہیں ہوتے۔ دِرَاسَتُهُمْ کے معنی ہیں: ان کا اس کتاب کو پڑھنا۔ وَاعِيَةٌ کے معنی ہیں: محفوظ رکھنے والی۔ تَعِيَهَا کے معنی ہیں: اس کو محفوظ رکھتی ہے۔ لِأُنْذِرَكُمْ بِهٖ۔ (اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تا کہ میں تمہیں اس کے ذریعہ ڈراؤں) یعنی اہل مکہ کو۔ اور وَمَنْ بَلَغَ اور ان کو جن کو یہ قرآن پہنچا ہو تو وہ ان کے لئے بھی نذیر ہے۔

٧٥٥٣: و قَـالَ لِـي خَلِيفَـةُ بْـنُ خَيَّاطٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّـا قَضَـى اللهُ الْخَلْـقَ كَتَـبَ كِتَابًا عِنْدَهُ غَلَبَتْ أَوْ قَالَ سَبَقَتْ رَحْمَتِي غَضَبِي فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ.

۷۵۵۳: اور خلیفہ بن خیاط نے مجھ سے کہا کہ معتمر نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا۔ انہوں نے قتادہ سے، قتادہ نے ابورافع سے، ابورافع نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جب اللہ مخلوق پیدا کر چکا تو اس نے اپنے حضور ایک نوشتہ لکھا: میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے یا فرمایا: میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے اور یہ نوشتہ عرش کے اوپر اس کے پاس ہے۔

أطرافه: ٣١٩٤، ٧٤٠٤، ٧٤٢٢، ٧٤٥٣، ٧٥٥٤۔

٧٥٥٤: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي غَالِبٍ

۷۵۵۴: محمد بن ابی غالب نے مجھ سے بیان کیا کہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي فَهُوَ مَكْتُوبٌ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ.

محمد بن اسماعیل نے ہمیں بتایا۔ معتمر نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: قتادہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابو رافع نے اُن کو بتایا کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے ہیں: اللہ نے مخلوقات پیدا کرنے سے پہلے ایک نوشتہ لکھا: میری رحمت میرے غضب سے سبقت لے گئی ہے اور یہ نوشتہ عرش کے اوپر اس کے پاس لکھا ہوا ہے۔

أطرافه: ۳۱۹۴، ۷۴۰۴، ۷۴۲۲، ۷۴۵۳، ۷۵۵۳۔

تشریح: بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ○ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ: یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وہ (کلام جو ان امور کی خبر دے رہا ہے) ایک بزرگ کلام ہے اور ہر جگہ اور ہر زمانہ میں پڑھا جانے والا کلام ہے۔ (اور مزید کمال یہ ہے کہ) وہ لوح محفوظ میں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”جو کوشش کہ قرآن شریف اور اسلام کے مٹانے کے لئے کی گئی تھی۔ اس کا اضراب بَلْ کے لفظ سے کیا۔ اور قرآن کے لفظ میں فرمایا کہ یہ ہمیشہ پڑھنے پڑھانے اور درس و تدریس میں آتا رہے گا تختیوں کاغذوں پر لکھا جایا کریگا اور محفوظ و مصؤن رہے گا۔ فللہ الحمد کہ ایسا ہی ظہور میں آرہا ہے۔“

(حقائق الفرقان، جلد ۴، صفحہ ۳۵۷)

إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي: میری رحمت میرے غضب سے سبقت لے گئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”جب تمہیں پتہ ہے کہ کوئی چیخ و پکار، کوئی اپیل اُس وقت کام نہیں آنی تو اپنے ایمانوں کو بھی مضبوط کرو، اپنے اعمال کی اصلاح کرو۔ سزا دینے میں تو اللہ تعالیٰ انتہائی نرمی کا سلوک فرماتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ”اس کا رحم اس کے

غصّہ پر غالب آ جاتا ہے۔" (صحیح بخاری کتاب التوحید، باب قول الله تعالی بل هو قرآن مجید فی لوح محفوظ حدیث ۷۵۵۴) پس کس قدر بدبختی ہو گی کہ انسان اس کے باوجود ایسے ارحم الراحمین خدا کے غضب کا مورد بنے۔"

(خطباتِ مسرور، خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ مارچ ۲۰۰۷ء، جلد ۵، صفحہ ۱۰۱)

بَاب ٥٦ : قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (الصّٰفّٰت:۹۷)

اللہ تعالیٰ کا فرمانا: حالانکہ اللہ نے ہی تم کو بھی پیدا کیا ہے اور تمہارے عمل کو بھی

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ (القمر:۵۰) وَيُقَالُ لِلْمُصَوِّرِينَ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِی الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(الاعراف:۵۵)

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ بَيَّنَ اللّٰهُ الْخَلْقَ مِنَ الْأَمْرِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ (الاعراف:۵۵) وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيمَانَ عَمَلًا.

(اور یہ فرمانا:) ہم نے ہر چیز کو اندازے کے مطابق پیدا کیا ہے۔ اور مورتیں بنانے والوں کو کہا جائے گا: زندہ کرو جو تم نے پیدا کیا۔ (اور یہ فرمانا:) اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ....۔[1]

ابن عیینہ نے کہا: اللہ نے خلق کو امر سے الگ بیان کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کو بھی عمل فرمایا۔ حضرت ابوذرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: اعمال میں سے کون سا عمل سب سے بڑھ کر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ پر ایمان رکھنا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ سب کچھ مومنوں کے اعمال کی وجہ سے جزا کے طور پر ملے گا۔ اور عبد القیس کے نمائندوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "یقیناً تمہارا ربّ وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر اس نے عرش پر قرار پکڑا وہ رات سے دن کو ڈھانپ دیتا ہے جبکہ وہ اُسے جلد طلب کر رہا ہوتا ہے اور سورج اور چاند اور ستارے (پیدا کئے) جو اس کے حکم سے مسخر کئے گئے ہیں خبردار! پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے اور حکومت بھی بس ایک وہی اللہ برکت والا ثابت ہوا جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔"

قَالَ أَبُو ذَرٍّ وَأَبُو هُرَيْرَةَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ إِيمَانٌ بِاللهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ. وَقَالَ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ (الواقعة:۲۵) وَقَالَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْنَا بِجُمَلٍ مِّنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهَا دَخَلْنَا الْجَنَّةَ فَأَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ وَالشَّهَادَةِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ فَجَعَلَ ذَلِكَ كُلَّهُ عَمَلًا.

سے کہا: ہمیں چند مختصر باتیں بتائیں جن پر اگر ہم عمل کریں تو جنت میں داخل ہو جائیں۔ آپؐ نے ان کو ایمان اور کلمہ شہادت اور نماز کی پابندی کرنے اور زکوۃ دینے کا حکم دیا اور ان میں سے ہر ایک کو عمل قرار دیا۔

۷۵۵۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ هَذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ وَبَيْنَ الْأَشْعَرِيِّينَ وُدٌّ وَإِخَاءٌ فَكُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ الطَّعَامُ فِيهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللهِ كَأَنَّهُ مِنَ الْمَوَالِي فَدَعَاهُ إِلَيْهِ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ لَا آكُلُهُ فَقَالَ هَلُمَّ فَلْأُحَدِّثْكَ عَنْ ذَاكَ إِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ

۷۵۵۵: عبید اللہ بن عبد الوہاب نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الوہاب نے ہمیں بتایا۔ ایوب نے ہم سے بیان کیا۔ ایوب نے ابو قلابہ اور قاسم تمیمی سے، ان دونوں نے زہدم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جرم کے اس قبیلہ اور اشعریوں کے درمیان دوستی اور برادری کا تعلق تھا۔ ہم حضرت ابو موسیٰؓ اشعری کے پاس تھے۔ ان کے سامنے کھانا لایا گیا جس میں مرغی کا گوشت تھا اور آپؓ کے پاس بنو تیم اللہ کا ایک شخص تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ غلاموں میں سے ہے۔ انہوں نے اس کو کھانے کے لئے بلایا۔ وہ کہنے لگا: میں نے اسے (مرغی کو) کچھ کھاتے ہوئے دیکھا تھا۔ مجھے اس سے گھن آئی اور میں نے قسم کھائی کہ اسے نہیں کھاؤں گا۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ قَالَ وَاللهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّونَ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى ثُمَّ انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا حَلَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْمِلُنَا وَمَا عِنْدَهُ مَا يَحْمِلُنَا ثُمَّ حَمَلَنَا تَغَفَّلْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ وَاللهِ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ فَقَالَ لَسْتُ أَنَا أَحْمِلُكُمْ وَلَكِنَّ اللهَ حَمَلَكُمْ إِنِّي وَاللهِ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ وَتَحَلَّلْتُهَا.

حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا: ادھر آؤ میں تمہیں اس قسم کے متعلق بتاتا ہوں۔ میں اشعریوں کے چند لوگوں کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آیا کہ ہم آپؐ سے سواری مانگیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تمہیں کوئی سواری نہ دوں گا اور میرے پاس ہے بھی نہیں جس پر میں تمہیں سوار کروں۔ اتنے میں غنیمت کے کچھ اونٹ نبی ﷺ کے پاس لائے گئے۔ آپؐ نے ہمارے متعلق پوچھا۔ فرمایا: وہ اشعری لوگ کہاں ہیں؟ آپؐ نے ہمیں پانچ اونٹ دینے کا حکم دیا جو سفید کہانوں والے تھے۔ پھر ہم چل پڑے۔ ہم نے کہا: ہم نے کیا کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ آپؐ ہمیں سواری نہیں دیں گے اور آپؐ کے پاس کچھ نہیں جس پر آپؐ ہمیں سوار کریں۔ پھر آپؐ نے ہمیں سواری دے دی۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو آپؐ کی قسم سے غفلت میں رکھا۔ اللہ کی قسم ہم ہرگز کامیاب نہیں ہوں گے۔ یہ خیال کرکے ہم آپؐ کے پاس لوٹے اور ہم نے آپؐ سے کہا۔ آپؐ نے فرمایا: میں تمہیں سواری نہیں دے رہا بلکہ اللہ نے تمہیں سوار کیا ہے۔ میں اللہ کی قسم! جو بھی ایسی قسم کھا بیٹھوں پھر اس کے سوا کسی اور بات کو اس سے بہتر سمجھوں تو ضرور ہی میں وہی کرتا ہوں جو اس سے بہتر ہوتی ہے اور کفارہ دے کر اس قسم کو توڑ دیتا ہوں۔

أطرافُه: ۳۱۳۳، ٤٣٨٥، ٤٤١٥، ٥٥١٧، ٥٥١٨، ٦٦٢٣، ٦٦٤٩، ٦٦٧٨، ٦٦٨٠، ٦٧١٨، ٦٧١٩، ٦٧٢١۔

٧٥٥٦: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ مُّضَرَ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي أَشْهُرٍ حُرُمٍ فَمُرْنَا بِجُمَلٍ مِّنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهِ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُو إِلَيْهَا مَنْ وَّرَاءَنَا قَالَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ آمُرُكُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللهِ وَهَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللهِ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَتُعْطُوا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ لَا تَشْرَبُوا فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالظُّرُوفِ الْمُزَفَّتَةِ وَالْحَنْتَمَةِ.

٧٥٥٦: عمرو بن علی نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عاصم نے ہمیں بتایا۔ قرہ بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ ابو جمرہ ضبعی نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے بیان کیا کہ) میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا تو انہوں نے کہا: عبد القیس کے نمائندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے: ہمارے اور آپؐ کے درمیان مضر کے یہ مشرک ہیں اور ہم حرمت والے مہینوں میں ہی آپؐ کے پاس پہنچ سکتے ہیں اس لئے آپؐ ہمیں چند مختصر باتوں کا حکم دیں جن پر اگر ہم عمل کریں جنت میں داخل ہو جائیں اور ان کی طرف ہم ان لوگوں کو بھی بلائیں جو ہمارے پیچھے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے ہی تمہیں روکتا ہوں۔ میں تم کو اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں اور کیا تم جانتے ہو کہ اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ یہ اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں اور نمازوں کو سنوار کر ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا اور تم غنیمت سے پانچواں حصہ بھی ادا کرنا اور تمہیں چار چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ کدو کے تونبے اور لکڑی کے کریدے ہوئے برتن اور رال سے روغنی برتن اور سبز لاکھی برتن میں نہ پیا کرو۔

أطرافُه: ٥٣، ٨٧، ٥٢٣، ١٣٩٨، ٣٠٩٥، ٣٥١٠، ٤٣٦٨، ٤٣٦٩، ٦١٧٦، ٧٢٦٦۔

٧٥٥٧: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ.

٧٥٥٧: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے قاسم بن محمد سے، قاسم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان مورتوں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن سزا دی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا: اب زندہ کرو جو تم نے بنایا ہے۔

أطرافه: ٢١٠٥، ٣٢٢٤، ٥١٨١، ٥٩٥٧، ٥٩٦١۔

٧٥٥٨: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ.

٧٥٥٨: ابو نعمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب سے، ایوب نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان مورتوں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن سزا دی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا: زندہ کرو جو تم نے بنایا ہے۔

طرفه: ٥٩٥١۔

٧٥٥٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً

٧٥٥٩: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابن فضیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمارہ سے، عمارہ نے ابوزُرعہ سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: ان سے کون بڑھ کر ظالم ہے جو میری پیدائش کی طرح بنانے لگا۔ ایک چیونٹی تو بنائیں یا ایک دانہ تو بنائیں یا ایک جو

أَوْ شَعِيرَةً. ہی بنائیں۔

طرفہ: ۵۹۵۳۔

تشریح: وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَ مَا تَعْمَلُوْنَ: حالانکہ اللہ نے ہی تم کو بھی پیدا کیا ہے اور تمہارے عمل کو بھی۔

علماء نے یہ بحث کی ہے کہ کیا انسان اپنے عمل کا خالق ہے یا اللہ انسانی اعمال کا خالق ہے اور اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا بھی اور تمہارے اعمال کا بھی خالق ہے۔ علماء اس میں افراط و تفریط کا شکار ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو خالقِ کُل ہے اور اسی کے بنائے ہوئے نظامِ قدرت اور قانونِ قدرت سے تمام مخلوقات اور ان کے متعلقہ تمام امور انجام پذیر ہوتے ہیں اور ہر عمل کا نتیجہ اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرتا ہے۔ اس لیے انسانوں کی تخلیق اور اس کے عمل کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ جیسا کہ روایت نمبر ۷۵۵۲ میں وضاحت کی گئی ہے کہ اِعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ عمل کئے جاؤ کیونکہ ہر شخص کو سہولتیں دی گئی ہیں۔ اس لیے انسان قوانینِ قدرت کے اندر رہتے ہوئے اپنے اعمال و افعال میں آزاد ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

> اللہ جل شانہٗ...... فرماتا ہے: فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا ۞ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۞ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا (الشمس: ۹ تا ۱۱) یعنی خدائے تعالیٰ نے نفس انسان کو پیدا کر کے ظلمت اور نورانیت اور ویرانی اور سرسبزی کی دونوں راہیں اس کے لئے کھول دی ہیں جو شخص ظلمت اور فجور یعنی بدکاری کی راہیں اختیار کرے تو اس کو ان راہوں میں ترقی کے کمال درجہ تک پہنچایا جاتا ہے یہاں تک کہ اندھیری رات سے اس کی سخت مشابہت ہو جاتی ہے اور بجز معصیت اور بدکاری اور پُر ظلمت خیالات کے اور کسی چیز میں اس کو مزہ نہیں آتا۔ ایسے ہی ہم صحبت اس کو اچھے معلوم ہوتے ہیں اور ایسے ہی شغل اس کے جی کو خوش کرتے ہیں اور اس کی بد طبیعت کے مناسب حال بدکاری کے الہامات اس کو ہوتے رہتے ہیں یعنی ہر وقت بد چلنی اور بد معاشی کے ہی خیالات اس کو سوجھتے ہیں کبھی اچھے خیالات اس کے دل میں پیدا ہی نہیں ہوتے اور اگر پرہیزگاری کا نورانی راستہ اختیار کرتا ہے تو اس نور کو مدد دینے والے الہام اس کو ہوتے رہتے ہیں یعنی خدائے تعالیٰ اس کے دلی نور کو جو تخم کی طرح اس کے دل میں موجود ہے اپنے الہامات خاصہ سے کمال تک

پہنچا دیتا ہے اور اس کے روشن مکاشفات کی آگ کو افروختہ کر دیتا ہے تب وہ اپنے چمکتے ہوئے نور کو دیکھ کر اور اس کے افاضہ اور استفاضہ کی خاصیت کو آزما کر پورے یقین سے سمجھ لیتا ہے کہ آفتاب اور ماہتاب کی نورانیت مجھ میں بھی موجود ہے اور آسمان کے وسیع اور بلند اور پُر کواکب ہونے کے موافق میرے سینہ میں بھی انشراح صدر اور عالی ہمتی اور دل اور دماغ میں ذخیرہ روشن قویٰ کا موجود ہے جو ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں تب اسے اس بات کے سمجھنے کے لئے اور کسی خارجی ثبوت کی کچھ بھی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس کے اندر سے ہی ایک کامل ثبوت کا چشمہ ہر وقت جوش مارتا ہے اور اس کے پیاسے دل کو سیراب کرتا رہتا ہے اور اگر یہ سوال پیش ہو کہ سلوک کے طور پر کیوں کر ان نفسانی خواص کا مشاہدہ ہو سکے تو اس کے جواب میں اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا (الشمس ۱۰،۱۱) یعنی جس شخص نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور بکلی رذائل اور اخلاق ذمیمہ سے دست بردار ہو کر خدائے تعالیٰ کے حکموں کے نیچے اپنے تئیں ڈال دیا وہ اس مراد کو پہنچے گا اور اپنا نفس اس کو عالم صغیر کی طرح کمالات متفرقہ کا مجمع نظر آئے گا لیکن جس شخص نے اپنے نفس کو پاک نہیں کیا بلکہ بے جا خواہشوں کے اندر گاڑ دیا وہ اس مطلب کے پانے سے نامراد رہے گا ماحصل اس تقریر کا یہ ہے کہ بلاشبہ نفس انسان میں وہ متفرق کمالات موجود ہیں جو تمام عالم میں پائے جاتے ہیں اور ان پر یقین لانے کے لئے یہ ایک سیدھی راہ ہے کہ انسان حسب منشائے قانون الٰہی تزکیہ نفس کی طرف متوجہ ہو۔ کیوں کہ تزکیہ نفس کی حالت میں نہ صرف علم الیقین بلکہ حق الیقین کے طور پر ان کمالات مخفیہ کی سچائی کھل جائے گی۔“

(توضیح مرام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۸۲ تا ۸۴)

نیز آپؑ نے فرمایا:

”اگرچہ جو کچھ ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوتا ہے مگر کوشش کرنا انسان کا فرض ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف نے صراحت سے حکم دیا ہے کہ لیس للانسان الا ما سعی (النجم: ۴۰) یعنی انسان جتنی جتنی کوشش کرے گا اسی

کے مطابق فیوض سے مستفیض ہو سکے گا۔ اور دوسری جگہ فرمایا وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:٧٠) جو لوگ خدا میں ہو کر خدا کے پانے کے واسطے تڑپ اور گدازش سے کوشش کرتے ہیں۔ ان کی محنت اور کوشش ضائع نہیں جاتی اور ضرور ان کی راہبری اور ہدایت کی جاتی ہے۔ جو کوئی صدق اور خلوص نیت سے خدا کی طرف قدم اُٹھاتا ہے خدا تعالیٰ اس کی طرف راہ نمائی کے واسطے بڑھتا ہے۔ انسان کا فرض ہے کہ تدبر کرے اور حق طلبی کی سچی تڑپ اور پیاس اپنے اندر پیدا کرے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۵٦٧، ۵٦٨)

إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: ان موروتں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن سزا دی جائے گی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایسا کپڑا جس پر تصویریں ہوں آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔ نہ انسانی لباس میں اور نہ پردوں وغیرہ کی صورت میں۔ خصوصاً بڑی تصویریں جو کہ شرک کے آثار میں سے ہیں اُن کی آپ کبھی اجازت نہیں دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے گھر میں ایسا کپڑا لٹکا ہوا تھا آپ نے دیکھا تو اُسے اُتروا دیا۔ ہاں چھوٹی چھوٹی تصویر جس کپڑے پر بنی ہوئی ہوں اُس کپڑے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کیونکہ ان سے شرک کے خیالات کی طرف اشارہ نہیں ہوتا۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد ۲۰ صفحہ ۳۸۰)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مجھ سے زیادہ بُت پرستی اور تصویر پرستی کا کوئی دشمن نہیں ہو گا لیکن مَیں نے دیکھا ہے کہ آج کل یورپ کے لوگ جس شخص کی تالیف کو دیکھنا چاہیں اوّل خواہشمند ہوتے ہیں جو اُس کی تصویر دیکھیں کیونکہ یورپ کے ملک میں فراست کے علم کو بہت ترقی ہے۔ اور اکثر اُن کی محض تصویر کو دیکھ کر شناخت کر سکتے ہیں کہ ایسا مدعی صادق ہے یا کاذب۔ اور وہ لوگ بباعث ہزارہا کوس کے فاصلہ کے مجھ تک پہنچ نہیں سکتے اور نہ میرا چہرہ دیکھ سکتے ہیں لہٰذا اُس ملک کے اہلِ فراست بذریعہ تصویر میرے اندرونی حالات میں غور کرتے ہیں۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو انہوں

نے یورپ یا امریکہ سے میری طرف چٹھیاں لکھی ہیں اور اپنی چٹھیوں میں تحریر کیا ہے کہ ہم نے آپ کی تصویر کو غور سے دیکھا اور علمِ فراست کے ذریعہ سے ہمیں ماننا پڑا کہ جس کی یہ تصویر ہے وہ کاذب نہیں ہے۔ اور ایک امریکہ کی عورت نے میری تصویر کو دیکھ کر کہا کہ یہ یسوع یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے۔ پس اس غرض سے اور اس حد تک مَیں نے اس طریق کے جاری ہونے میں مصلحتاً خاموشی اختیار کی۔ واِنّما الاعمال بالنّیات۔ اور میرا مذہب یہ نہیں ہے کہ تصویر کی حرمت قطعی ہے۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ فرقہ جِنّ حضرت سلیمان کے لئے تصویریں بناتے تھے اور بنی اسرائیل کے پاس مدّت تک انبیاء کی تصویریں رہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تصویر تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کی تصویر ایک پارچہ ریشمی پر جبرائیل علیہ السلام نے دکھلائی تھی۔ اور پانی میں بعض پتھروں پر جانوروں کی تصویریں قدرتی طور پر چھپ جاتی ہیں۔ اور یہ آلہ جس کے ذریعہ سے اب تصویر لی جاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایجاد نہیں ہوا تھا اور یہ نہایت ضروری آلہ ہے جس کے ذریعہ سے بعض امراض کی تشخیص ہو سکتی ہے ایک اور آلہ تصویر کا نکلا ہے جس کے ذریعہ سے انسان کی تمام ہڈیوں کی تصویر کھینچی جاتی ہے اور وَجعُ المَفَاصِل ونَقرس وغیرہ امراض کی تشخیص کے لئے اس آلہ کے ذریعہ سے تصویر کھینچتے ہیں اور مرض کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ ایسا ہی فوٹو کے ذریعہ سے بہت سے علمی فوائد ظہور میں آئے ہیں۔ چنانچہ بعض انگریزوں نے فوٹو کے ذریعہ سے دنیا کے کل جانداروں یہاں تک کہ طرح طرح کی ٹڈیوں کی تصویریں اور ہر ایک قسم کے پرند اور چرند کی تصویریں اپنی کتابوں میں چھاپ دی ہیں۔ جس سے علمی ترقی ہوئی ہے۔ پس کیا گمان ہو سکتا ہے کہ وہ خدا جو علم کی ترغیب دیتا ہے وہ ایسے آلہ کا استعمال کرنا حرام قرار دے جس کے ذریعہ سے بڑے بڑے مشکل امراض کی تشخیص ہوتی ہے اور اہلِ فراست کے لئے ہدایت پانے کا ایک ذریعہ ہو جاتا ہے۔“

(براہینِ احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۶۵ تا ۳۶۷)

بَاب ٥٧

قِرَاءَةُ الْفَاجِرِ وَالْمُنَافِقِ وَأَصْوَاتُهُمْ وَتِلَاوَتُهُمْ لَا تُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ

فاجر اور منافق کا قرآن پڑھنا اور ان کی آوازیں اور ان کا پڑھنا ان کے حلقوں کے نیچے آگے نہیں گزرے گا

٧٥٦٠: حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا.

أطرافُه: ٥٠٢٠، ٥٠٥٩، ٥٤٢٧۔

٧٥٦٠: ہُدبہ بن خالد نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہمیں بتایا۔ قتادہ نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت انسؓ نے ہمیں بتایا۔ حضرت انسؓ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوموسیٰؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اس مؤمن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ترنج کی سی ہے، مزہ اس کا اچھا ہے اور خوشبو بھی اچھی ہے اور جو قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور کی سی ہے اس کا مزہ اچھا ہے اور اس کی خوشبو قطعاً نہیں اور فاجر کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے نیاز بو کی سی ہے اس کی خوشبو اچھی ہے اور اس کا مزا کڑوا ہے اور اس فاجر کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن کی سی ہے جس کا مزہ کڑوا ہے اور اس کی خوشبو بھی کوئی نہیں۔

٧٥٦١: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. و حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

٧٥٦١: علی نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے زہری سے روایت کی۔ نیز احمد بن صالح نے مجھ سے بیان کیا کہ عنبسہ نے ہمیں بتایا۔ یونس نے ہم سے بیان کیا۔

أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا سَأَلَ أُنَاسٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِشَيْءٍ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيُقَرْقِرُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ كَقَرْقَرَةِ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُونَ فِيهِ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ.

أطرافه: ٣٢١٠، ٣٢٨٨، ٥٧٦٢، ٦٢١٣۔

یونس نے ابن شہاب سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا:) یحیٰ بن عروہ بن زبیر نے مجھے بتایا کہ انہوں نے عروہ بن زبیر سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں: کچھ لوگوں نے نبی ﷺ سے کاہنوں کے متعلق پوچھا تو آپؐ نے فرمایا: وہ کچھ بھی نہیں۔ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! وہ کوئی بات بتادیتے ہیں جو سچی ہوتی ہے۔ (ابنِ شہاب نے روایت کرتے ہوئے) کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بات جو سچی ہوتی ہے جنّ اس کو اڑا لیتا ہے اور وہ اپنے دوست کے کان میں کڑ کڑ کرتے ہوئے یوں ڈال دیتا ہے جیسے مرغی کڑکڑاتی ہے اور پھر وہ اس بات میں سو سے بھی زیادہ جھوٹ ملا دیتے ہیں۔

٧٥٦٢: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ يُحَدِّثُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ حَتَّى

٧٥٦٢: ابو نعمان نے ہم سے بیان کیا کہ مہدی بن میمون نے ہمیں بتایا کہ میں نے محمد بن سیرین سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ معبد بن سیرین سے مروی ہے۔ انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، حضرت ابوسعیدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: کچھ لوگ مشرق کی طرف سے نکلیں گے اور قرآن پڑھیں گے جو ان کی ہنسلی کے نیچے سے آگے نہیں گزرے گا۔ دین سے ایسے نکلیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے۔

يَعُودَ السَّهْمُ إِلَى فُوقِهِ قِيلَ مَا سِيمَاهُمْ قَالَ سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ أَوْ قَالَ التَّسْبِيدُ.

پھر وہ اس دین میں واپس نہیں آئیں گے یہاں تک کہ تیر بھی اپنے چلہ کی طرف لوٹ آئے۔ آپؐ سے پوچھا گیا: ان کی نشانی کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ان کی نشانی سر منڈوانا یا فرمایا: تسبید۔

أطرافه: ٣٣٤٤، ٣٦١٠، ٤٣٥١، ٤٦٦٧، ٥٠٥٨، ٦١٦٣، ٦٩٣١، ٦٩٣٣، ٧٤٣٢-

تشریح. قِرَاءَةُ الْفَاجِرِ وَالْمُنَافِقِ وَأَصْوَاتُهُمْ وَتِلَاوَتُهُمْ لَا تُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ: فاجر اور منافق کا قرآن پڑھنا اور ان کی آوازیں اور ان کا پڑھنا ان کے حلقوں کے نیچے آگے نہیں گزرے گا۔ زیر باب حدیث میں تلاوت قرآن کریم کو پھل کے ذائقہ اور خوشبو دونوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ گویا تلاوت کرنے والا ہر دو برکات پانے والا ہے۔ اسے تلاوت کے نتیجے میں وہ لذت بھی ملے گی جو ایمان کا خاصہ ہے۔ اور خوشبو بھی ملے گی جو ایمان کی علامت ہے۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں: سنگترہ کے ساتھ مثال دینے کی حکمت یہ ہے کہ یہ وہ پھل ہے جس میں ذائقہ بھی ہے اور اس میں خوشبو بھی ہے۔...... سنگتروں کے بیجوں کا غلاف سفید ہے جو مومن کے دل کے مشابہ ہے اور سنگتروں کے بہت فوائد ہیں جو طب کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں کہ سنگترہ زود ہضم ہوتا ہے اور اس کا رس دماغ کی کارکردگی میں اضافہ کرتا ہے وغیرہ۔ (فتح الباری جزء۹ صفحہ ۸۴)

سَأَلَ أُنَاسٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِشَيْءٍ: کچھ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے متعلق پوچھا تو آپؐ نے فرمایا: وہ کچھ بھی نہیں۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”ابلیسی صفت تمام لوگ شیطان کے مظہر ہیں اور ان میں سے ایک بڑا گروہ وہ ہے جو جادوگروں اور کاہنوں کے نام سے مشہور ہے۔ تاریخ ادیانِ قدیمہ سے متعلق علماء یورپ وغیرہ نے بڑی تحقیق کر کے ضخیم اور قابل قدر کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ اس گروہ کا نہ صرف قدیم مصر اور صحرائے افریقہ کے دور و نزدیک علاقوں کے قدیم باشندوں ہی کے مذہبی عقائد پر تسلط تھا۔ بلکہ ایشیا کے طول و عرض پر اس گروہ کا جادو بھوت کی طرح سروں پر سوار تھا۔ دور جانے کی ضرورت نہیں خود ہندوستان میں اب تک مشرک اقوام کے پنڈت پروہتوں کا منتر جنتر چلتا ہے اور اَزمنہ قدیمہ سے دین سحری (جادوگری) مشرکانہ عقائد اور بدرسوم و عاداتِ قبیحہ کا بہت بڑا گہوارہ رہا ہے۔... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی یہ گروہ پایا جاتا تھا اور مشرکین کے کاہن طواغیت

العرب کے نام سے مشہور تھے۔ یہود میں بھی یہ طبقہ ساحرین کا پایا جاتا تھا۔ قرآنِ مجید نے بھی ان کا ذکر آیت اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِیۡبًا مِّنَ الۡکِتٰبِ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡجِبۡتِ وَ الطَّاغُوۡتِ وَ یَقُوۡلُوۡنَ لِلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا هٰۤؤُلَآءِ اَهۡدٰی مِنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا سَبِیۡلًا۝ (النساء:۵۲)[۱] میں کیا ہے۔ جِبۡت کے معنی ہیں اَلسِّحۡرُ وَالسَّاحِرُ الَّذِی لَاخَیۡرَ فِیۡهِ (اقرب الموارد- جبت) جادو اور جادوگر جس میں کوئی بھلائی نہ ہو۔ طَاغُوۡت فن جادوگری کا دوسرا نام تھا اور یہودیوں میں بھی سحر کاری بہت رائج تھی جیسے مشرکین کے مذہبی سرداروں میں۔ آنحضرت ﷺ مشرکین اور یہود دونوں کا جادو توڑنے میں کامیاب ہوئے۔... عجیب اتفاق ہے کہ یہ جادوگر ہر ملک میں اپنی سحر کاری کے لئے ویرانوں و گنجان جنگلوں میں اپنا ٹھکانہ بناتے اور اس سے انسانوں کی قوت متخیّلہ و واہمہ کو مرعوب و متاثر کرتے تھے۔" (صحیح بخاری ترجمہ و شرح، کتاب بدء الخلق، باب صِفَةُ اِبۡلِیۡسَ وَجُنُوۡدِهٖ، جلد۶ صفحہ ۱۱۳)

لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمۡ: وہ (قرآن) اُن کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ حاکم نے ایک روایت حضرت ابوسعید خدریؓ سے بیان کی ہے کہ تم قرآن سیکھو اور اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو، قبل اس کے کہ ایک ایسی قوم قرآن سیکھے جو اس کے ذریعہ سے دنیا طلب کرے۔ قرآن کریم تین طرح کے لوگ سیکھتے ہیں: ایک وہ جو اس کے ذریعہ فخر کرتا ہے۔ ایک وہ جو اس کے ذریعہ مال طلب کرتا ہے۔ اور ایک وہ جو محض اللہ تعالیٰ کی خاطر پڑھتا ہے۔ (فتح الباری جزء۹ صفحہ ۱۲۶)

بَاب ۵۸

قَوۡلُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَنَضَعُ الۡمَوَازِیۡنَ الۡقِسۡطَ لِیَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ (الانبیاء:۴۸)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور ہم قیامت کے دن ایسے تول کے سامان (یعنی پورا تولنے والے سامان) پیدا کریں گے

وَأَنَّ أَعۡمَالَ بَنِي آدَمَ وَقَوۡلَهُمۡ يُوزَنُ. اور یہ کہ بنی آدم کے اعمال اور ان کے اقوال وزن کئے جائیں گے۔

---

[۱] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "کیا تُو نے اُن کی طرف نظر نہیں دوڑائی جن کو کتاب میں سے ایک حصہ دیا گیا تھا وہ بتوں اور شیطان پر ایمان لاتے ہیں اور اُن لوگوں کے متعلق جنہوں نے انکار کیا کہتے ہیں کہ یہ لوگ مسلک کے لحاظ سے ایمان لانے والوں سے زیادہ درست ہیں۔"

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْقُسْطَاسُ الْعَدْلُ بِالرُّومِيَّةِ وَيُقَالُ الْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَهُوَ الْعَادِلُ وَأَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ.

اور مجاہد نے کہا: اَلْقُسْطَاسُ رومی زبان میں ترازو کی ڈنڈی کو کہتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اَلْقِسْطُ اَلْمُقْسِط کا مصدر ہے جس کے معنی عادل کے ہیں اور اَلْقَاسِطُ کا لفظ جو ہے تو اس کے معنی ہیں راستی سے ایک طرف ہٹنے والا۔

۷۵۶۳: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ.

۷۵۶۳: احمد بن اشکاب نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن فضیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمارہ بن قعقاع سے، عمارہ نے ابوزُرعہ سے، ابوزرعہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو کلمے رحمان کو بہت ہی پیارے ہیں، زبان پر ہلکے ہیں، میزان میں بھارے ہیں۔ وہ ہیں: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ۔ یعنی پاک ہے اللہ جو بہت عظمت والا ہے، پاک ہے اللہ اپنی تعریف کے ساتھ۔

أطرافه: ٦٤٠٦، ٦٦٨٢۔

تشریح: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: اور ہم قیامت کے دن ایسے تول کے سامان (یعنی پورا تولنے والے سامان) پیدا کریں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”یَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ وہ تکڑی کے پلڑوں کو نیچا بھی کرتا ہے اور اونچا بھی کرتا ہے۔ قِسط معنی انصاف۔ تو مراد ہے کہ تکڑی کے دو پلڑے ہوتے ہیں۔ کوئی پلڑا نیچا ہو جاتا ہے کوئی اوپر چلا جاتا ہے۔ مفسرین کہتے ہیں یہاں مراد ہے کہ اعمال کا وزن کرتا ہے وہی فیصلہ کرتا ہے کہ کس کے اعمال ہلکے ہیں اور کس کے بھاری ہیں، کس کے قابل قدر ہیں کس کے ردّ کے لائق ہیں۔ و یرفع الیہ عمل اللیل قبل عمل النہار۔ پیشتر اس کے کہ دن کے اعمال شروع ہوں رات کے اعمال کا حساب لے لیا جاتا ہے۔ یعنی یہ خیال بھی

پوری طرح ایک معاملے کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے کہ صرف آخرت کے دن ہی حساب کتاب ہو گا۔ وہ حساب کتاب ہو چکا ہو گا صرف اس کے نتیجے ظاہر کئے جائیں گے۔ حساب کتاب تو روز روز ساتھ ساتھ ہو رہا ہوتا ہے، اسی حساب کتاب کے نتیجے میں ہماری روح، جہنمی بن رہی ہوتی ہے یا جنتی بن رہی ہوتی ہے۔ پس سَرِيْعُ الْحِسَاب (البقرہ:۲۰۳) کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ انتظار نہیں کرتا بہت لمبے عرصے، حساب کا، ساتھ ساتھ ایک حساب کا نظام جاری و ساری ہے اور انسان کی روح پر نیک اثرات بھی مرتب ہو رہے ہوتے ہیں، بد اثرات بھی مترتب ہو رہے ہوتے ہیں اور جو اس کا عمل ہے وہ اپنے ساتھ نتیجے پیدا کرتے چلا جاتا ہے۔ پس وہ تکڑی کے دو تھال ہیں جس کے اوپر وزن رکھا جاتا ہے مراد یہ ہے کہ ان کو نیچا بھی کرتا ہے اور اونچا بھی کرتا ہے۔ ارادۃً نہیں بلکہ فیصلہ فرماتا ہے ایسا کہ جن کے نتیجے میں بعض اعمال بے وزن دکھائی دینے لگتے ہیں اور بعض اعمال باوزن دکھائی دینے لگتے ہیں اور اس کی طرف رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اٹھایا جاتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہر رات کی صف لپیٹنے کے ساتھ ہی اس رات میں جو بھی اعمال ہوئے ہیں ان سب کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے کہ یہ اعمال کس نوعیت کے تھے، کیا ان کی حیثیت ہے، ایسا کرنے والے سے کیا سلوک ہونا چاہئے اور ساتھ ہی دن کے اٹھنے سے پہلے دن کے حسابات بھی سارے طے ہو چکے ہوتے ہیں۔''

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۹۵، جلد ۱۴ صفحہ ۹۰۴، ۹۰۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ پر ہی غور کریں تو جتنا آپ اس میں ڈوبتے چلے جائیں گے اتنا ہی مضمون اور گہرا ہوتا دکھائی دے گا بلکہ محسوس ہو گا۔ جتنا اس مضمون میں سفر کریں اتنا یہ مضمون پھیلتا چلا جاتا ہے۔ سبحان اللہ کا مطلب ہے کہ اللہ پاک ہے۔ اور کس کس چیز سے پاک ہے۔ اس پر غور کریں تو پھر تسبیح ہو گی ورنہ خالی زبان سے کہہ دینے سے بات بنے گی نہیں۔ وزن ان میں پیدا ہوتا ہے مگر ہر قاری کے لحاظ سے مختلف وزن پیدا ہوتا ہے۔ جب آنحضرت ﷺ سبحان اللہ کہتے تھے۔ تو ایک عام قاری کی طرح سبحان اللہ نہیں کہتے تھے بلکہ ساری زندگی اپنے آپ کو اللہ کے حوالے سے پاک

کیا تھا اور ساری زندگی اس تلاش میں رہے کہ کوئی ذرہ بھی ایسا نہ ہو جو خدا تعالیٰ کے عظمت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے میرے دل کی دنیا کو اس لائق نہ ٹھہرائے کہ اس میں خدا تعالیٰ جلوہ گر ہو۔

یہ آنحضرت ﷺ کی ایک سوچ تھی۔ جو آپؐ کی ساری زندگی میں ہر طرف ہمیں آپؐ کے اقوال سے بھی اور آپؐ کے اعمال سے بھی صاف دکھائی دیتی ہے۔ سبحان اللہ کا یہ معنی پھر بنتا ہے کہ ہر وقت اللہ کی تسبیح کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنے نفس کو پاک کرتے چلے جانا کیونکہ ناپاک جگہ پر پاک وجود نہیں آیا کرتے۔ پس اللہ کے لئے دل کی صفائی کرنا ان معنوں میں ہو کہ کچھ جگہ تھوڑی سی اب صاف کرلی کچھ بعد میں اور ہمیشہ جگہ کی صفائی جاری رہے۔ بعض دفعہ اچانک مہمان آجاتے ہیں تو انسان کو یہ طاقت نہیں ہوتی کہ سارا گھر ایک دم صاف کر سکے تو تھوڑی سی جگہ بنا لیتے ہیں۔ بھاگ دوڑ کر بچے بھی حصہ لیتے ہیں مائیں بھی، سب دوڑتے ہیں کہ ایک کمرہ ہی جلدی سے صاف کرلو اور اس کے جو گندے کپڑے اور سامان جو وہاں بکھرے ہوتے ہیں سب اٹھا اٹھا کر ایک کمرے میں پھینک دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو جب مہمان بنانا ہے تو انبیاء کا مقام تو بلند ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا تو بہت بلند تر تھا لیکن روزمرہ کی زندگی میں ہمیں بھی کچھ نہ کچھ سبحان کا مضمون اپنے نفس میں جاری کرنا ہوگا تھوڑی سی جگہ بنا لیں اور واقعہ یہ ہے کہ یہ کہنا کہ پاک آدمی پاک جگہ پہ بیٹھتا ہے، پاک جگہ کو پسند کرتا ہے یہ درست ہے مگر یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر اس گھر میں اور کوئی گندی جگہ ہوگی تو وہ اس گھر کو چھوڑ کر چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ وہ اپنے بندے کی ایک تھوڑی سی جگہ بھی اگر صاف دیکھے تو اس جگہ سے تعلق جوڑ لیتا ہے اور پھر اس کے قرب کا احساس ارد گرد کے ماحول کو پاک صاف کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے اور رفتہ رفتہ گھر صاف ہونے لگتا ہے۔ تو جتنا سبحان اللہ کا مضمون ذہن میں وسعت اختیار کرے اور جتنا یہ آپ کی دنیا کے عمل میں ڈھلتا چلا جائے اتنا ہی اس مضمون میں وزن پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔

پس آنحضرت ﷺ جب سبحان اللہ کہتے تھے تو آپ کا سارا وجود گواہ تھا کہ میں واقعۃً اللہ تعالیٰ کو پاک سمجھتا ہوں۔ اتنے یقین کے ساتھ پاک سمجھتا ہوں اور پاکی کی میری نظر میں

اتنی قیمت ہے کہ خدا کی پاکی پر جہاں جہاں نظر پڑتی ہے میں وہاں وہاں اپنے وجود کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے، اس وجود کو بھی پاک کرتا چلا جاتا ہوں۔ تو دراصل یہ لَآ اِلٰہَ کا سفر ہے۔ سبحان اللہ اللہ کے سوا اور کچھ نہیں ہے جو بھی ہے ناپاک ہے اور خدا ناپاک نہیں ہے اس لئے ظاہر بات ہے کہ ہر ناپاکی کالعدم ہے اس کی حیثیت ہی کوئی نہیں رہتی۔ اس کو مٹا دینا ضروری ہے۔ وہ بے وجہ، بے حق، ناحق بیٹھی ہوئی ہے وہاں اور لَآ اِلٰہَ اس طرح انسان کے دل پر جاری ہوتا ہے اس کے اعمال میں جلوے دکھاتا ہے اور سبحان اللہ کا مضمون وزن اختیار کرتا چلا جاتا ہے۔

تو ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اگر غور کرو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ ہلکے پھلکے کلمے نہیں ہیں۔ منہ سے تم نے چھوٹی سی بولی لگا دی ہے۔ اس کے پیچھے بڑا وزن ہے۔ غیر معمولی بہت ہی بھاری مضمون ہے جو تم بیان کر رہے ہو اور یہ مضمون جتنا بھاری ہوتا چلا جاتا ہے اتنا ہی خدا کو پسند آتا چلا جاتا ہے۔ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ یہ دونوں کلمے اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہوتے چلے جاتے ہیں اور یہ کلمہ کہنے والا اتنا ہی زیادہ اللہ کا قریب ہوتا ہے، اس کا محبوب بنتا چلا جاتا ہے۔

دوسرا حصہ ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ کہ اللہ عظیم ہے۔ عظمت کا مضمون حمد سے تعلق رکھتا ہے۔ پس جہاں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ میں حمد کہہ کر ایک دروازہ کھولا گیا ہے کہ صرف سبحان اللہ نہیں کہنا بلکہ حمد بھی کرنی ہے۔ وہاں سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ نے وہ حمد کا ایک لامتناہی سلسلہ آپ کے سامنے کھول کے رکھ دیا ہے۔ ایک ایسی دنیا میں آپ کو لے جاتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ کا کلمہ کہ جہاں ہر طرف حمد ہی حمد ہے۔ مگر ان دونوں میں ایک فرق ہے۔ سبحان کے ساتھ حمد کا تعلق ہے، سبحان کا مضمون جتنا بڑھتا ہے اتنا ہی حمد کا مضمون ساتھ ساتھ پیدا ہوتا چلا جاتا ہے اور یہاں تک کہ آپ کی دنیا صرف حمد کی دنیا رہ جاتی ہے اور وہ دنیا جس کا ذکر ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ میں۔

...... لفظ عظیم میں جو عظمت پائی جاتی ہے وہ لفظ اعظم میں نہیں پائی جاتی۔ عظیم ایک ایسے وجود کو کہتے ہیں جو اپنی ذات میں ہر صفت میں ایک ایسی شان رکھتا ہو کہ اس کی عظمت سے گویا ساری کائنات بھر گئی ہے اور ہر بری چیز کے مقابل پر جو اچھی صفت ہے وہ اس

کے حامل کو عظیم کہتے ہیں۔ مثلا چھوٹی، گھٹیا بات نہیں کرنی، کسی کی دل آزاری نہیں کرنی، پیار کا سلوک کرنا ہے۔ جتنی بھی صفات روز مرہ آپ کی زندگی میں آپ کو اچھی لگتی ہیں۔ جس چیز میں، جس شخص میں پائی جائیں گی وہ عظیم ہو گا اور اگر وہ تمام صفاتِ حسنہ کسی ایک وجود میں پائی جائیں تو اس کو حقیقی معنوں میں ہم عظیم کہہ سکتے ہیں کہ بڑا عظیم انسان ہے۔ ایک لفظ عظیم میں آپ نے اس کو پتا نہیں کتنی دادیں دے دی ہیں اور حقیقت میں جب کسی انسان کا آپ کے دل پر رعب پڑتا ہے اور آپ اس کی صفاتِ حسنہ سے متاثر ہوتے ہیں۔ تو بے اختیار دل سے اس کی عظمت کا ترانہ اٹھتا ہے۔ وہ بہت عظیم انسان ہے اور وہاں کسی سے مقابلے کا مضمون نہیں ہوتا۔ اس کے مقابل پر عظیم کا سوال کبھی نہیں اٹھتا نہ ذہن اس طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اپنی ذات میں گویا بے مقابلہ رہ گیا ہے وہ شخص اور مقابلے کا کوئی سوال نہیں رہا۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ کہہ کر یعنی سکھا کر ہمیں اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی کہ سبحان کا رستہ اختیار کرو۔ پہلے اللہ تعالیٰ کو، ہر عیب سے بلکہ ہر غیر اللہ سے پاک خیال کرو۔ یقین کرو اس کے مضمون کو سمجھو، اس کو اپنی زبان کے ساتھ اپنے دلوں پہ جاری کرو۔ پھر تمہیں حمد کی اجازت ہو گی۔ یعنی پھر تم مجاز ہو گے اس بات کے تمہارا حق ہو گا کہ حمد بیان کرو کیونکہ گندگی کے ساتھ حمد نہیں رہ سکتی۔ ہر جگہ جہاں پاکی پیدا ہو گی اس کے ساتھ ہی حمد کا مضمون خود بخود ابھر آئے گا اور پھر تم سبحان اللہ العظیم کہو گے تو ایک نئی شان کے ساتھ کہو گے نئے عرفان کے ساتھ کہو گے۔ اللہ کی عظمت اس طرح تمہارے وجود پر چھا جائے گی کہ کسی اور وجود کا سوال ہی نہیں رہے گا۔...... جب اور ہے ہی کوئی نہیں تو لا الہ الا اللہ میں جو مضمون ہے وہی عظیم کے لفظ نے وہی ان کلمتان میں ہے یعنی ان دو کلموں میں ہے۔ اور لفظ عظیم میں اکیلا ایک عظیم رہ گیا ہے۔... کوئی اور وجود ہے ہی نہیں تو اس کے ساتھ مقابلہ کیا کیا جائے۔ یہ وہ طریق تھا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اپنے صحابہ کو سمجھایا کرتے تھے کہ اس طرح حمد کی جاتی ہے۔ یہ دو کلمات آپؐ ہی نے تو بیان فرمائے کہ خدا کو بہت پیارے ہیں اور ان میں وزن بھی بہت ہے۔ زبان پر ہلکے ہیں لیکن اس میں ایک ایک فقرے میں گہرے مضامین پوشیدہ ہیں۔ ہلکے ہیں لیکن ہلکے سمجھنا نہ اور

اگر ہلکے نہ سمجھو گے اور وزن دار سمجھو گے تو پھر وزن کی تلاش بھی کرو گے۔ ورنہ بغیر تلاش کے اسی طرح زبان فر فر کرتی آگے نکل جائے گی۔ مطلب ہے ٹھہر ٹھہر کر سوچ سوچ کر، سمجھ سمجھ کر اپنے وجود میں جاری کرتے ہوئے آگے بڑھو اور پھر تم ایسی دنیا میں پہنچ جاؤ گے۔ جہاں خدا کے سوا کسی کی عظمت باقی نہیں رہتی ایک ہی ہے جو عظیم ہے۔“

(خطبات طاہر، خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷/دسمبر ۱۹۹۳، جلد ۱۲ صفحہ ۹۷۱ تا ۹۷۵)

كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ: دو کلمے رحمان کو بہت ہی پیارے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قرآن کریم خدا تعالیٰ کی صفت تسبیح کے ساتھ تحمید اور تقدیس کا بھی ذکر کرتا ہے جو امر اسے دوسری کتب سے ممتاز کرتا ہے۔ تسبیح میں صرف تنزیہ آتی ہے یعنی اس کے نقصوں سے پاک ہونے کا ذکر آتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ اس قدر بیان صفات الٰہیہ کا اعلیٰ درجہ کے متفکر انسان کے لئے کافی نہیں۔ کامل دماغ کے لئے صفات تنزیہیہ کے ساتھ صفات حقیقیہ مثبتہ کا اظہار بھی ضروری ہے۔ ہم اگر کسی شئے کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ وہ ایسی بھی نہیں اور ویسی بھی نہیں تو بے شک اسے انسانی دماغ کے قریب تو کر دیتے ہیں لیکن اس کی حقیقت کو پوری طرح واضح نہیں کرتے۔...... قرآن کریم ہی ایک کتاب ہے جس نے تسبیح کے ساتھ تحمید پر زور دیا ہے اور خدا تعالیٰ کو نفی کے ساتھ روشناس نہیں کرایا بلکہ اس کی صفات حمد اور تقدیس پر خاص زور دیا ہے۔......

حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کامل تعلق صفات ایجابیہ پر غور اور ان سے فائدہ اُٹھانے کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ جو صرف تسبیح کرتا ہے وہ صرف اس امر کا اقرار کرتا ہے کہ وہ ایک بالا ہستی ہے مگر جو اس کی تحمید کرتا ہے وہ اسے ایک زندہ اور فعال خدا ثابت کرتا ہے اور اس کی صفات سے خود فائدہ اُٹھاتا اور دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔......

مسلمانوں کو قرآن کریم میں ...... سب جگہ تسبیح کے ساتھ حمد الٰہی کو شامل کرنے کا حکم دیا ہے جس میں اس طرف اشارہ ہے کہ خالی صفات سلبیہ پر زور نہ دیا کرو کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی صفات سے فائدہ اُٹھانے کا موقعہ نہیں ملتا بلکہ اس کے ساتھ حمد کو شامل کیا کرو تا کہ ایصال خیر کی صفات سے تم کو فائدہ پہنچے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ (بخاری جلد۴ کتاب الایمان والنذور) دو کلمے ایسے ہیں کہ بولنے کے لحاظ سے تو بہت ہلکے پھلکے ہیں مگر نتیجہ کے لحاظ سے بہت بھاری ہیں اور رحمٰن کو بہت ہی پیارے ہیں اور وہ یہ ہیں: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ۔ اس حدیث کا مفہوم بھی یہی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی صفات ایجابیہ کا ذکر کرتا ہے وہ ان صفات کو اپنے اندر پیدا کر کے ان کے مقابل کی الٰہی صفات کو اپنے پر وارد کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے انعامات کا مستحق ہو جاتا ہے۔" (تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۲۸۴ تا ۲۸۷)

تمت بحمد اللہ

الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح ہی آخری بات ہے کہ اس نے ہم ناچیز بندوں سے وہ کام کروا دیا جو بڑے بڑے انسانوں کے بس کی بات نہیں اس کی سنت اسی طرح نظر آتی ہے کہ وہ شہتیر کا کام تنکوں سے لے کر اپنی قدرت نمائی کا ثبوت دیتا ہے جس سے مخلوق اپنے خالق کی حمد میں سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ کا ورد کرتی دکھائی دیتی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتابیات

قرآنِ کریم وتفاسیر

- ★ تفسیر صغیر: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفة المسیح الثاني رضی اللہ عنہ
- ★ قرآن کریم اُردو ترجمہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ
- ★ تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود ومہدي معہود علیہ السلام
- ★ حقائق الفرقان: تفسیري نکات حضرت خلیفة المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

ناشر: نظارت اشاعت ربوہ پاکستان، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

- ★ تفسیر کبیر: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفة المسیح الثاني رضی اللہ عنہ

مطبع : ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔

☆☆☆

- ★ المفردات فی غریب القرآن:

أبو القاسم الحسین بن محمد المعروف بالراغب الاصفهاني (المتوفی ۵۰۲ھ)

الناشر: دار القلم، الدار الشامیة، دمشق بیروت۔ الطبعة الاولی ، ۱٤۱۲ھ

- ★ تفسیر الطبری- جامع البیان عن تأویل آی القرآن:

محمد بن جریر بن یزید ، أبو جعفر الطبري (المتوفی۳۱۰ھ)

دار ھجر للطباعة والنشر ، الطبعة الاولی ، ۱٤۲۲ھ / ۲۰۰۱ء۔

- ★ تفسیر القرطبی- الجامع لأحکام القرآن:

أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن أبي بکر القرطبی (المتوفی۶۷۱ھ)

الناشر: دار الکتب المصریة ۔ القاھرة ، الطبعة الثانیة، ۱۳۸٤ھ / ۱۹٦٤ء

- ★ النشر فی القراءات العشر: محمد بن محمد بن یوسف ابن الجزري (المتوفی۸۳۳ھ)

المطبعة التجاریة الکبری [تصویر دار الکتاب العلمیة]

- ★ الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور:

عبد الرحمن بن أبي بکر، جلال الدین السیوطی (المتوفی۹۱۱ھ)

الناشر: دار الفکر ۔ بیروت۔

کتب لمتون الحدیث

★ صحیح البخاری: أبو عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري (المتوفى٢٥٦هـ)

(۱) فتح الباری: احمد بن على بن حجر العسقلاني (المتوفى٨٥٢هـ)

مطبوعه دار السلام الرياض۔ الطبعة الاولى – ٢٠٠٠ء

المطبعة الأميرية ببولاق بمصر ١٣٠١هـ۔ المطبع الأنصاري دهلى ١٣٠٥ھ

(۲) عمدة القاری: بدر الدين ابو محمد محمود بن احمد العينى (المتوفى٨٥٥هـ)

دار احياء التراث العربي ۔ بيروت لبنان۔

(۳) الجامع الصحیح للبخاری باختلاف الروايات مطبوعة عن النسخة اليونينية

مطبوعه دار طوق النجاة۔ الطبعة الاولى ۔ ١٤٢٢هـ ۔

(۴) صحیح البخاری: مطبوعه قديمى كتب خانه آرام باغ كراچی– ١٣٥٧ھ

(۵) صحیح البخاری مطبوعه مكتبة الرشد الرياض ۔ الطبعة الثانية ٢٠٠٦ء

★ صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (المتوفى٢٦١هـ)

دار السلام۔ الرياض۔ الطبعة الاولى۔ ١٩٩٨ء

★ سنن الترمذی: ابو عيسى محمد بن عيسى بن سورة الترمذي (المتوفى٢٧٩هـ)

دار السلام۔ الرياض۔ الطبعة الاولى۔ ١٩٩٩ء

★ سنن أبی داود: ابو داود سليمان بن الاشعث السجستاني الازدي (المتوفى٢٧٥هـ)

دار السلام، الرياض۔ الطبعة الاولى ۔ ١٩٩٩ء

★ سنن النسائی: ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعيب بن على النسائي (المتوفى٣٠٣هـ)

دار السلام، الرياض۔ الطبعة الاولى۔ ١٩٩٩ء

★ سنن ابن ماجه: ابو عبد الله محمد بن يزيد القزوينى (المتوفى٢٧٣هـ)

دار السلام، الرياض۔ الطبعة الاولى۔ ١٩٩٩ء

★ موطأ مالك برواية محمد بن الحسن الشيبانی:

مالك بن أنس بن مالك بن عامر الاصبحى المدني (المتوفى١٧٩هـ)

المكتبة العلمية۔ الطبعة الثانية۔

★ مسند احمد بن حنبل: احمد بن محمد بن حنبل ابو عبد الله الشيباني (المتوفى٢٤١هـ)

دار الفكر العربي ، المكتب الاسلامى بيروت۔

مسند أحمد مذيلة بأحكام شعيب الارنؤوط، مؤسسة قرطبة ، القاهرة۔

★ المصنف فی الأحاديث والآثار:
أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم (المتوفى٢٣٥هـ)
الناشر: مكتبة الرشد ـ الرياض الطبعة الاولى ، ١٤٠٩هـ ـ

★ الصحيح لابن حبان: الإحسان فی تقريب صحيح ابن حبان (بترتيب ابن بلبان)
المؤلف: محمد بن حبان بن أحمد التميمی (المتوفى٣٥٤هـ)
الناشر: مؤسسة الرسالة ـ بيروت ـ الطبعة الثانية ، ١٤١٤ / ١٩٩٣ء ـ

★ المعجم الكبير: أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبرانی (المتوفى٣٦٠هـ)
مكتبة العلوم والحكم الموصل ـ الطبعة الثانية ١٩٨٣ء
مكتبة ابن تيمية القاهرة ـ الطعبة الثانية ـ

★ المعجم الأوسط: أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبرانی (المتوفى٣٦٠هـ)
دار الحرمين ـ القاهرة ـ

★ المستدرك على الصحيحين:
أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله النيسابوري (المتوفى٤٠٥هـ)
دار الكتب العلمية ـ بيروت ـ الطبعة الاولى ، ١٤١١هـ / ١٩٩٠ء

★ السنن الواردة فی الفتن وغوائلها والساعة وأشراطها:
عثمان بن سعيد بن عثمان بن عمر، أبو عمرو الدانی (المتوفى ٤٤٤هـ)
الناشر: دار العاصمة ـ الرياض ، الطبعة الاولى ، ١٤١٦هـ ـ

★ مشكاة المصابيح: محمد بن عبد الله الخطيب العمري، التبريزي (المتوفى ٧٤١هـ)
المكتب الاسلامی ـ بيروت ـ الطبعة الثالثة ، ١٩٨٥ء ـ

★ كنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال
علاء الدين علی بن حسام الدين ، الشهير بالمتقی الهندي (المتوفى٩٧٥هـ)
مؤسسة الرسالة ـ الطبعة الخامسة ، ١٤٠١هـ / ١٩٨١ء

★ بحار الأنوار الجامعة لدُرَر أخبارِ الائمة الأطهار:
أبو عبد الله محمد باقر بن محمد تقی المجلسي (المتوفى١١١١هـ)
دار إحياء التراث العربي، بيروت لبنان ـ الطبعة الثالثة ، ١٤٠٣هـ / ١٩٨٣ء

★ مختصر قيام الليل وقيام رمضان وكتاب الوتر:
أبو عبد الله محمد بن نصر بن الحجاج المَرْوَزِي (المتوفى٢٩٤هـ)
اختصرها: العلامة أحمد بن علی المقريزي
الناشر: حديث أكادمی، فيصل آباد ـ باكستان ـ الطبعة الاولى ، ١٤٠٨هـ / ١٩٨٨ء

کتب لِشرح الحدیث وعلوم الحدیث

★ فتح الباری: احمد بن علی بن حجر العسقلانی (المتوفی٨٥٢ھ)
مطبوعہ دار السلام الریاض، الطبعة الاولی، ٢٠٠٠ء

★ عمدۃ القاری: بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد العینی (المتوفی٨٥٥ھ)
دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان۔

★ شرح صحیح البخاری لابن بطال:
أبو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک، ابن بطال (المتوفی٤٤٩ھ)
مکتبة الرشد۔ السعودیة، الریاض۔ الطبعة الثانیة، ١٤٢٣ھ / ٢٠٠٣ء

★ المتواری علی تراجم أبواب البخاری:
أبو العباس ناصر الدین ابن المنیر أحمد بن محمد بن منصور (المتوفی٦٨٣ھ)
مکتبة المعلا۔ الکویت۔

★ الکواکب الدراری فی شرح صحیح البخاری:
محمد بن یوسف بن علی بن سعید، شمس الدین الکرمانی (المتوفی٧٨٦ھ)
دار إحیاء التراث العربي، بیروت۔ لبنان۔ الطبعة الثانیة، ١٤٠١ھ / ١٩٨١ء

★ التوضیح لشرح الجامع الصحیح:
ابن الملقن، سراج الدین أبو حفص عمر بن علی بن أحمد الشافعی (المتوفی٨٠٤ھ)
دار النوادر، دمشق۔ سوریا، الطبعة الاولی، ١٤٢٩ھ / ٢٠٠٨ء۔

★ إرشاد الساری لشرح صحیح البخاری:
أحمد بن محمد بن أبي بکر بن عبد الملک القسطلانی (المتوفی٩٢٣ھ)
المطبعة الکبری الامیریة، مصر۔ الطبعة السابعة، ١٣٢٣ھ۔

★ رسالة شرح تراجم أبواب صحیح البخاری:
أحمد بن عبد الرحیم المعروف بـ"ولی اللہ المحدث الدهلوي" (المتوفی١١٧٦ھ)
مطبوعہ (مع صحیح البخاري) قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، ١٣٥٧ھ۔

★ شرح صحیح البخاری: محمد بن صالح العثیمین (المتوفی١٤٢١ھ)
المکتبة الاسلامیة، القاهرة۔ الطبعة الاولی، ١٤٢٨ھ / ٢٠٠٨ء۔

★ شرح کتاب التوحید من صحیح البخاری: عبد اللہ بن محمد الغنیمان (معاصر)
الناشر: مکتبة الدار، المدینة المنورة۔ الطبعة الاولی، ١٤٠٥ھ۔

★ المنهاج شرح صحیح مسلم للنووی:
أبو زكريا محيى الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى٦٧٦هـ)
الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت۔ الطبعة الثانية ، ١٣٩٢هـ

★ منة المنعم فی شرح صحیح مسلم:
صفى الرحمن المباركفوري (المتوفى ٢٠٠٦ء)
دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض۔ الطبعة الاولى ، ١٤٢٠هـ / ١٩٩٩ء

★ الاستذكار (الجامع لمذاهب فقهاء الأمصار وعلماء الأقطار فيما تضمنه الموطأ)
أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر (المتوفى٤٦٣هـ)
الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت۔ الطبعة الاولى ، ١٤٢١هـ / ٢٠٠٠ء

★ مرقاة المفاتیح شرح مشكاة المصابیح:
على بن (سلطان) محمد، أبو الحسن، الملا الهروي القاري (المتوفى ١٠١٤هـ)
دار الكتب العلمية، بيروت لبنان۔ الطبعة الاولى ، ١٤٢٢هـ / ٢٠٠١ء
دار الفكر، بيروت لبنان۔ الطبعة الاولى ، ١٤٢٢هـ / ٢٠٠٢ء

★ نخبة الفكر فی مصطلح أهل الأثر:
أبو الفضل أحمد بن على ، ابن حجر العسقلا ني (المتوفى٨٥٢هـ)
المحقق: عصام الصبابطي - عماد السيد
الناشر: دار الحديث - القاهرة ، الطبعة الخامسة ، ١٤١٨ هـ / ١٩٩٧ء۔

★ نزهة النظر فی توضيح نخبة الفكر فی مصطلح أهل الأثر:
أبو الفضل أحمد بن على ، ابن حجر العسقلا ني (المتوفى٨٥٢هـ)
الناشر: مطبعة سفير بالرياض الطبعة الاولى ، ١٤٢٢هـ۔

★ چالیس جواہر پارے: مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد ایم اےؓ
ناشر: نظارت نشر واشاعت قادیان۔ سن طباعت: ۲۰۱۵ء۔

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام وخلفائہ

★ براہین احمدیہ حصہ سوم .... روحانی خزائن جلد ۱
★ پرانی تحریریں .... روحانی خزائن جلد ۲
★ توضیح مرام .... روحانی خزائن جلد ۳
★ الحق مباحثہ لدھیانہ .... روحانی خزائن جلد ۴
★ آئینہ کمالاتِ اسلام .... روحانی خزائن جلد ۵
★ براہین احمدیہ حصہ چہارم .... روحانی خزائن جلد ۱
★ سرمہ چشم آریہ .... روحانی خزائن جلد ۲
★ ازالہ اوہام .... روحانی خزائن جلد ۳
★ نشانِ آسمانی .... روحانی خزائن جلد ۴
★ جنگ مقدس .... روحانی خزائن جلد ۶

★ شہادۃ القرآن .... روحانی خزائن جلد۶
★ حمامۃ البشریٰ .... روحانی خزائن جلد۷
★ مِنن الرحمٰن .... روحانی خزائن جلد۹
★ آریہ دھرم .... روحانی خزائن جلد۱۰
★ کرامات الصادقین .... روحانی خزائن جلد۷
★ سر الخلافہ .... روحانی خزائن جلد۸
★ نور القرآن نمبر ۲ .... روحانی خزائن جلد۹
★ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب .... روحانی خزائن جلد۱۲
★ ضرورۃ الامام .... روحانی خزائن جلد۱۳
★ مسیح ہندوستان میں .... روحانی خزائن جلد۱۵
★ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد .... روحانی خزائن جلد۱۷
★ کشتی نوح .... روحانی خزائن جلد۱۹
★ نسیم دعوت .... روحانی خزائن جلد۱۹
★ لیکچر سیالکوٹ .... روحانی خزائن جلد۲۰
★ براہین احمدیہ حصہ پنجم .... روحانی خزائن جلد۲۱
★ چشمۂ معرفت .... روحانی خزائن جلد۲۳
★ ایام الصلح .... روحانی خزائن جلد۱۴
★ تریاق القلوب .... روحانی خزائن جلد۱۵
★ تحفہ گولڑویہ .... روحانی خزائن جلد۱۷
★ ریویو مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی .... روحانی خزائن جلد۱۹
★ لیکچر لاہور .... روحانی خزائن جلد۲۰
★ چشمۂ مسیحی .... روحانی خزائن جلد۲۰
★ حقیقۃ الوحی .... روحانی خزائن جلد۲۲

Published by:
Islam International Publications Limited,
Islamabad, Sheephatch Lane, Tilford, Surrey, GU10 2AQ, UK 2009.

★ ملفوظات حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام - مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ، ۱۹۸۸ء۔
★ مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام - ناشر: الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ۔
★ مکتوباتِ احمد-حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے خطوط اور مکاتیب
مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانیؓ، ایڈیشن دوم، ۲۰۰۸ء۔
★ درِّ ثمین (اُردو)- حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا پُر معارف منظوم کلام، مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ۔
★ درثمین فارسی مع نقل صوتی (ٹرانسلٹریشن)، اردو ترجمہ اور فرہنگ
مرتبہ: امۃ الباری ناصر ناشر: لجنہ اماء اللہ کراچی۔ ۲۰۱۷ء۔

☆☆☆

★ خطباتِ نور (مجموعہ خطبات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ)
★ خطاباتِ نور (مجموعہ تقاریر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ)
ناشر: نظارت اشاعت ربوہ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ طبع اوّل۔
★ ارشاداتِ نور- حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ
نظارت اشاعت ربوہ۔ طبع اوّل۔

★ کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے .... انوار العلوم جلد ۲
★ انوار خلافت .... انوار العلوم جلد ۳
★ قادیان کے غیر از جماعت احباب کے نام ایک اہم پیغام .... انوار العلوم جلد ۴
★ اسلام میں اختلافات کا آغاز .... انوار العلوم جلد ۴
★ احمدیت یعنی حقیقی اسلام .... انوار العلوم جلد ۸
★ حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے .... انوار العلوم جلد ۱۰
★ فضائل القرآن نمبر ۳ .... انوار العلوم جلد ۱۱
★ فضائل القرآن نمبر ۴ .... انوار العلوم جلد ۱۲
★ فضائل القرآن نمبر ۶ .... انوار العلوم جلد ۱۴
★ جماعت احمدیہ کے خلاف تازہ فتنہ میں میاں فخر الدین صاحب ملتانی کا حصہ .... انوار العلوم جلد ۱۴
★ خلافتِ راشدہ .... انوار العلوم جلد ۱۵
★ دیباچہ تفسیر القرآن .... انوار العلوم جلد ۲۰
★ تعلق باللہ .... انوار العلوم جلد ۲۳

تصانیف سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ
فضل عمر فاؤنڈیشن

Published by:
Islam International Publications Limited,
Islamabad, Sheephatch Lane, Tilford, Surrey, GU10 2AQ, UK.

★ خطباتِ محمود (خطباتِ جمعہ) فرمودہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ
زیر اہتمام فضل عمر فاؤنڈیشن۔

★ فرمودات مصلح موعود (دربارہ فقہی مسائل) مرتبہ سید شمس الحق مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ

★ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ (جلد دوم) از افاضات حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

★ خطاباتِ شوریٰ (جلد اول، دوم) بیان فرمودہ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ
ناشر: نظارت نشر و اشاعت قادیان۔ مطبع: فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان۔ ۲۰۱۳ء۔

★ کلامِ محمود مع فرہنگ: مرتبہ امۃ الباری ناصر
ناشر: لجنہ اماء اللہ کراچی۔ پرنٹر: وائی آئی پریس کراچی۔ طبع اوّل۔

★ خطبات ناصر (خطباتِ جمعہ) فرمودہ سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ
نظارت اشاعت ربوہ

★ خطباتِ طاہر (خطباتِ جمعہ) فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ
ناشر: طاہر فاؤنڈیشن- مطبع بلیک ایرو پرنٹرز لاہور۔

★ خطابات طاہر (تقاریر و خطابات جلسہ سالانہ) فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ
ناشر: طاہر فاؤنڈیشن۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ طبع اوّل نومبر ٢٠١٣ء۔

★ اسلام میں ارتداد کی سزا کی حقیقت- حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ
خطاب بر موقع جلسہ سالانہ یوکے۔ ٢٧ جولائی ١٩٨٦ء۔

★ خطباتِ مسرور (خطباتِ جمعہ) فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
نظارت اشاعت ربوہ۔

کتب السیرة والتاریخ

★ السيرة النبوية لابن هشام
عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري (المتوفى٢١٣هـ)
تحقيق: مصطفى السقا وإبراهيم الأبياري وعبد الحفيظ الشلبى
الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبى بمصر،
الطبعة الثانية، ١٣٧٥هـ / ١٩٥٥ء

★ السيرة النبوية وأخبار الخلفاء:
محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ (المتوفى٣٥٤هـ)
الناشر: الكتب الثقافية - بيروت۔ الطبعة الثالثة - ١٤١٧هـ۔

★ البداية والنهاية
أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير (المتوفى٧٧٤هـ)
الناشر: دار الفكر۔ ١٤٠٧هـ / ١٩٨٦ء۔

★ شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية:
أبو عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني (المتوفى١١٢٢هـ)
الناشر: دار الكتب العلمية۔ الطبعة الاولى ١٤١٧هـ / ١٩٩٦ء۔

★ الاستيعاب فى معرفة الأصحاب:
أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر (المتوفى٤٦٣هـ)
الناشر: دار الجيل، بيروت۔ الطبعة الاولى، ١٤١٢ هـ / ١٩٩٢ء

★ أسد الغابة فی معرفة الصحابة:
أبو الحسن علی بن أبي الكرم، عز الدين ابن الاثير (المتوفی٦٣٠ھ)
دار الكتب العلمية، الطبعة الاولٰی، ١٤١٥ھ / ١٩٩٤ء۔
دار الفكر - بيروت۔ ١٤٠٩ھ / ١٩٨٩ء۔

★ الإصابة فی تمييز الصحابة:
أبو الفضل أحمد بن علی ابن حجر العسقلاني (المتوفی٨٥٢ھ)
دار الكتب العلمية - بيروت ۔ الطبعة الاولٰی - ١٤١٥ھ ۔

★ التاريخ الكبير:
محمد بن إسماعيل بن إبراهيم ، أبو عبد الله البخاري (المتوفی٢٥٦ھ)
الطبعة دائرة المعارف العثمانية ، حيدر آباد - الدكن۔

★ ميزان الاعتدال فی نقد الرجال:
شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبی (المتوفی٧٤٨ھ)
دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت - لبنان ، الطبعة الاولی ، ١٣٨٢ھ / ١٩٦٣ء

★ تهذيب التهذيب:
أبو الفضل أحمد بن علی بن محمد ، ابن حجر العسقلاني (المتوفی٨٥٢ھ)
الناشر: مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند - الطبعة الاولی ، ١٣٢٦ھ۔

★ الضعفاء الكبير:
أبو جعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد العقيلی المكی (المتوفی٣٢٢ھ)
دار المكتبة العلمية - بيروت۔ الطبعة الاولی۔ ١٤٠٤ھ / ١٩٨٤ء۔

★ سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم - مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد (ایم اے) رضی اللہ عنہ
Islam International Publications Limited,
Islamabad, Sheephatch Lane, Tilford, Surrey, UK. 2003.

★ سیرت المہدی - مؤلفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد (ایم اے)
ناشر: نظارت اشاعت ربوہ۔ ٢٠٠٨ء۔

★ الطبقات الكبری: أبو عبد الله محمد بن سعد (المتوفی٢٣٠ھ)
الناشر: دار الكتب العلمية ، بيروت۔ الطبعة الاولی ، ١٤١٠ھ / ١٩٩٠ء

★ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه:
شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد الذهبی (المتوفی٧٤٨ھ)
الناشر: لجنة إحياء المعارف النعمانية ، حيدر آباد الدكن بالهند۔
الطبعة الثالثة ، ١٤٠٨ھ۔

★ تاریخ ابن خلدون - دیوان المبتدأ والخبر فی تاریخ العرب والبربر ومن عاصرهم:
عبد الرحمن بن محمد ، ابن خلدون أبو زید، ولی الدین الحضرمی (المتوفی٨٠٨ھ)
دار ابن حزم، بیروت۔ الطبعة الاولی ٢٠٠٣ء۔

★ تاریخ الطبری - تاریخ الرسل والملوك:
أبو جعفر محمد بن جریر الطبري (المتوفی٣١٠ھ)
الناشر: دار التراث - بیروت۔ الطبعة الثانیة، ١٣٨٧ھ

★ تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس:
حسین بن محمد بن الحسن الدِّیار بَکْري (المتوفی٩٦٦ھ)
الناشر: دار صادر - بیروت۔

★ *تاریخ افکار اسلامی – مصنفہ ملک سیف الرحمٰن صاحب*
نظارت اشاعت ربوہ۔

☆☆☆

کتب اللّغة والمعاجم

★ تهذیب اللغة:
أبو منصور محمد بن أحمد، الأزهري الهروي (المتوفی٣٧٠ھ)
الدار المصریة للتألیف والترجمة، مطابع سبل العرب، القاهرة۔

★ مقاییس اللغة: أحمد بن فارس بن زکریاء القزوینی(المتوفی٣٩٥ھ)
دار الفکر۔ ١٣٩٩ھ / ١٩٧٩ء۔

★ لسان العرب: محمد بن مکرم بن علی ، ابن المنظور (المتوفی٧١١ھ)
دار صادر بیروت۔ الطبعة الثالثة ۔ ١٤١٤ھ۔

★ تاج العروس من جواهر القاموس:
محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق، الملقّب بمرتضی الزَّبیدي (المتوفی١٢٠٥ھ)
الناشر: دار الهدایة

★ أقرب الموارد فی فصح العربیة والشوارد:
سعید الخوري الشرتوتي اللبناني (المتوفی١٣٣١ھ)
منشورات مکتبة آیة الله العظمی المرعشي النجفی۔ ایران۔ ١٤٠٣ھ

★ المنجد فی اللغة: الاب لویس معلوف الیسوعی (المتوفی١٣٦٥ھ)
المطبعة الکاثولیکیة ، بیروت۔ الطبعة الخامسة عشرة۔ ١٩٥٦ء۔

- ★ **النهاية في غريب الحديث والأثر:**
  مجد الدين أبو السعادات المبارك بن محمد، ابن الاثير (المتوفى٦٠٦ھ)
  المكتبة العلمية ـ بيروت، ١٣٩٩ھ / ١٩٧٩ء
- ★ **القاموس الوحيد:** علامہ وحید الزمان قاسمی کیرانوی (المتوفی ۱۹۹۵ء)
  ادارۂ اسلامیات لاہور۔ اشاعت اوّل ۲۰۰۱ء۔
- ★ **فیروز اللغات (اردو جامع):** مرتبہ الحاج مولوی فیروز الدین (المتوفی ۱۹۴۹ء)
  پرنٹر و پبلشر: ظہیر سلام۔ مطبوعہ: فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور، ۲۰۱۰ء۔
- ★ **اردو لغت:** اردو لغت بورڈ۔ ترقی اردو بورڈ کراچی۔ ایڈیشن اوّل، ۱۹۹۲ء۔
- ★ **اعجاز اللغات:** ذوالفقار احمد تابش۔ پبلشر: سنگ میل۔ ۲۰۰۲ء۔

الكتب الأخرى والرسائل

- ★ **بائبل:** کتاب مقدس (یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ)
  برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی- انار کلی لاہور، ۱۹۲۲ء
  پاکستان بائبل سوسائٹی- انار کلی لاہور، ۱۹۹۳ء
- ★ **المبسوط:** محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الائمة السرخسي (المتوفى٤٨٣ھ)
  دار المعرفة ـ بيروت ـ ١٤١٤ھ / ١٩٩٣ء ـ
- ★ **الملتقط في الفتاوى الحنفية:**
  ناصر الدين أبو القاسم محمد بن يوسف الحسيني السمرقندي (المتوفى٥٥٦ھ)
  الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان ـ الطبعة الاولى، ١٤٢٠ھ / ٢٠٠٠ء ـ
- ★ **الفتاوى الكبرى لابن تيمية:**
  تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم ابن تيمية (المتوفى٧٢٨ھ)
  الناشر: دار الكتب العلمية ـ الطبعة الاولى، ١٤٠٨ھ / ١٩٨٧ء
- ★ **إعلام الموقعين عن ربّ العالمين:**
  محمد بن أبي بكر بن أيوب، ابن قيم الجوزية (المتوفى٧٥١ھ)
  الناشر: دار الكتب العلمية ـ بيروت ـ الطبعة الاولى، ١٤١١ھ / ١٩٩١ء
- ★ **بدائع الفوائد:**
  محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (المتوفى٧٥١ھ)
  الناشر: دار الكتاب العربي ـ بيروت، لبنان ـ
- ★ **شرح نور الأنوار على المنار** (في حاشية كشف الأسرار شرح المصنف على المنار):
  أحمد بن أبي سعيد بن عبيد الله المعروف بملا جيون الميهوي (المتوفى١١٣٠ھ)
  دار الكتب العلميه، بيروت لبنان ـ

★ الفتوحات المکیة:
أبو بکر محی الدین محمد بن علی المعروف بابن العربي (المتوفی۶۳۸ھ)
دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان۔ الطبعة الاولی، ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء۔

★ الیواقیت والجواهر فی بیان عقائد الأکابر:
عبد الوهاب بن أحمد بن علی الشعراني المصري الحنفی (المتوفی۹۷۲ھ)
دار إحیاء التراث العربي، بیروت، لبنان۔ الطبعة الاولی، ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء۔

★ فتوح البلدان:
أحمد بن یحیی بن جابر بن داود البَلَاذُري (المتوفی۲۷۹ھ)
الناشر: دار ومکتبة الهلال - بیروت۔ عام النشر: ۱۹۸۸ء۔

★ کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون:
مصطفی بن عبد الله کاتب جلبی القسطنطینی (المتوفی۱۰۶۷ھ)
مکتبة المثنی، بغداد۔ تاریخ النشر: ۱۹۴۱ء

★ مضامین بشیر (حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے رضی اللہ عنہ)
ناشر: عبد المنان کوثر، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ شائع کردہ: مجلس انصار اللہ پاکستان۔

★ تبلیغ ہدایت - مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد (ایم اے)
ناشر: نظارت نشر واشاعت قادیان۔ مطبع: فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان، نومبر ۲۰۱۴ء

★ قتل مرتد اور اسلام - مصنفہ حضرت مولانا شیر علی صاحب۔ طبع دوم نومبر ۲۰۱۰ء۔

★ البدر - قادیان دار الامان (یکم مئی ۱۹۰۳ء، نمبر ۱۵ جلد ۲)................................ مطبع انوار الاسلام پریس قادیان

★ الحکم (۱۰ر فروری ۱۹۰۱ء، نمبر ۵ جلد ۵) ایڈیٹر حضرت شیخ یعقوب علیؓ .... مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان

★ روزنامہ الفضل ربوہ (۱۷ر مارچ ۱۹۶۷ء) - ایڈیٹر: روشن دین تنویر.............. مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ

★ روزنامہ الفضل ربوہ (۳۰ر مئی ۲۰۰۳ء) - ایڈیٹر: عبد السمیع خان .... مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ

★ سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل (۱۰ر جولائی ۲۰۲۰ء) - مدیر اعلیٰ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجز

Al-Fazl International (twice weekly), London
(ISSN: 2632-6558) Vol: 27, Issue No: 55
Tahir House – 22 Deer Park Road, London SW19 3TL (U.K.)

★ روزنامہ الفضل لندن (آن لائن ایڈیشن) - مدیر: ابو سعید
https://www.alfazlonline.org

☆☆☆